

الحمد لله والمنتهى كرتبائيد وتوفيق ان نعم المولى ونعم النصير وعنايات
آن ذات جليل وعظيم وكبير حصه اولى كتاب الجواب موسوم به

استعلام الاسماء

جسکا دو سر نام وافع الوساوس بھی ہے

پنجاب فوری سن ۱۲۹۸ھ

مطبع ریاض ہندہ قادیان میں بابہ تمام شیخ نور احمد ہتم
د مالک مطبع طبع ہو کر شایع ہوا

غلط ناموں کا کتاب آئینہ کمالا		غلط		غلط		غلط	
صفحہ	سطر	صفحہ	سطر	صفحہ	سطر	صفحہ	سطر
۱	۶	۱۲	۶	۱۲	۶	۱۲	۶
۲	۲	۱۳	۱۴	۱۳	۱۴	۱۳	۱۴
۳	۸	۱۴	۱۵	۱۴	۱۵	۱۴	۱۵
۴	۵	۱۵	۱۶	۱۵	۱۶	۱۵	۱۶
۵	۱۰	۱۶	۱۷	۱۶	۱۷	۱۶	۱۷
۶	۱۲	۱۷	۱۸	۱۷	۱۸	۱۷	۱۸
۷	۱۹	۱۸	۱۹	۱۸	۱۹	۱۸	۱۹
۸	۱۴	۱۹	۲۰	۱۹	۲۰	۱۹	۲۰
۹	۱۸	۲۰	۲۱	۲۰	۲۱	۲۰	۲۱
۱۰	۱۵	۲۱	۲۲	۲۱	۲۲	۲۱	۲۲
۱۱	۱۲	۲۲	۲۳	۲۲	۲۳	۲۲	۲۳
۱۲	۱۴	۲۳	۲۴	۲۳	۲۴	۲۳	۲۴
۱۳	۱۵	۲۴	۲۵	۲۴	۲۵	۲۴	۲۵
۱۴	۱۶	۲۵	۲۶	۲۵	۲۶	۲۵	۲۶
۱۵	۱۷	۲۶	۲۷	۲۶	۲۷	۲۶	۲۷
۱۶	۱۸	۲۷	۲۸	۲۷	۲۸	۲۷	۲۸
۱۷	۱۹	۲۸	۲۹	۲۸	۲۹	۲۸	۲۹
۱۸	۲۰	۲۹	۳۰	۲۹	۳۰	۲۹	۳۰
۱۹	۲۱	۳۰	۳۱	۳۰	۳۱	۳۰	۳۱
۲۰	۲۲	۳۱	۳۲	۳۱	۳۲	۳۱	۳۲
۲۱	۲۳	۳۲	۳۳	۳۲	۳۳	۳۲	۳۳
۲۲	۲۴	۳۳	۳۴	۳۳	۳۴	۳۳	۳۴
۲۳	۲۵	۳۴	۳۵	۳۴	۳۵	۳۴	۳۵
۲۴	۲۶	۳۵	۳۶	۳۵	۳۶	۳۵	۳۶
۲۵	۲۷	۳۶	۳۷	۳۶	۳۷	۳۶	۳۷
۲۶	۲۸	۳۷	۳۸	۳۷	۳۸	۳۷	۳۸
۲۷	۲۹	۳۸	۳۹	۳۸	۳۹	۳۸	۳۹
۲۸	۳۰	۳۹	۴۰	۳۹	۴۰	۳۹	۴۰
۲۹	۳۱	۴۰	۴۱	۴۰	۴۱	۴۰	۴۱
۳۰	۳۲	۴۱	۴۲	۴۱	۴۲	۴۱	۴۲
۳۱	۳۳	۴۲	۴۳	۴۲	۴۳	۴۲	۴۳
۳۲	۳۴	۴۳	۴۴	۴۳	۴۴	۴۳	۴۴
۳۳	۳۵	۴۴	۴۵	۴۴	۴۵	۴۴	۴۵
۳۴	۳۶	۴۵	۴۶	۴۵	۴۶	۴۵	۴۶
۳۵	۳۷	۴۶	۴۷	۴۶	۴۷	۴۶	۴۷
۳۶	۳۸	۴۷	۴۸	۴۷	۴۸	۴۷	۴۸
۳۷	۳۹	۴۸	۴۹	۴۸	۴۹	۴۸	۴۹
۳۸	۴۰	۴۹	۵۰	۴۹	۵۰	۴۹	۵۰
۳۹	۴۱	۵۰	۵۱	۵۰	۵۱	۵۰	۵۱
۴۰	۴۲	۵۱	۵۲	۵۱	۵۲	۵۱	۵۲
۴۱	۴۳	۵۲	۵۳	۵۲	۵۳	۵۲	۵۳
۴۲	۴۴	۵۳	۵۴	۵۳	۵۴	۵۳	۵۴
۴۳	۴۵	۵۴	۵۵	۵۴	۵۵	۵۴	۵۵
۴۴	۴۶	۵۵	۵۶	۵۵	۵۶	۵۵	۵۶
۴۵	۴۷	۵۶	۵۷	۵۶	۵۷	۵۶	۵۷
۴۶	۴۸	۵۷	۵۸	۵۷	۵۸	۵۷	۵۸
۴۷	۴۹	۵۸	۵۹	۵۸	۵۹	۵۸	۵۹
۴۸	۵۰	۵۹	۶۰	۵۹	۶۰	۵۹	۶۰
۴۹	۵۱	۶۰	۶۱	۶۰	۶۱	۶۰	۶۱
۵۰	۵۲	۶۱	۶۲	۶۱	۶۲	۶۱	۶۲
۵۱	۵۳	۶۲	۶۳	۶۲	۶۳	۶۲	۶۳
۵۲	۵۴	۶۳	۶۴	۶۳	۶۴	۶۳	۶۴
۵۳	۵۵	۶۴	۶۵	۶۴	۶۵	۶۴	۶۵
۵۴	۵۶	۶۵	۶۶	۶۵	۶۶	۶۵	۶۶
۵۵	۵۷	۶۶	۶۷	۶۶	۶۷	۶۶	۶۷
۵۶	۵۸	۶۷	۶۸	۶۷	۶۸	۶۷	۶۸
۵۷	۵۹	۶۸	۶۹	۶۸	۶۹	۶۸	۶۹
۵۸	۶۰	۶۹	۷۰	۶۹	۷۰	۶۹	۷۰
۵۹	۶۱	۷۰	۷۱	۷۰	۷۱	۷۰	۷۱
۶۰	۶۲	۷۱	۷۲	۷۱	۷۲	۷۱	۷۲
۶۱	۶۳	۷۲	۷۳	۷۲	۷۳	۷۲	۷۳
۶۲	۶۴	۷۳	۷۴	۷۳	۷۴	۷۳	۷۴
۶۳	۶۵	۷۴	۷۵	۷۴	۷۵	۷۴	۷۵
۶۴	۶۶	۷۵	۷۶	۷۵	۷۶	۷۵	۷۶
۶۵	۶۷	۷۶	۷۷	۷۶	۷۷	۷۶	۷۷
۶۶	۶۸	۷۷	۷۸	۷۷	۷۸	۷۷	۷۸
۶۷	۶۹	۷۸	۷۹	۷۸	۷۹	۷۸	۷۹
۶۸	۷۰	۷۹	۸۰	۷۹	۸۰	۷۹	۸۰
۶۹	۷۱	۸۰	۸۱	۸۰	۸۱	۸۰	۸۱
۷۰	۷۲	۸۱	۸۲	۸۱	۸۲	۸۱	۸۲
۷۱	۷۳	۸۲	۸۳	۸۲	۸۳	۸۲	۸۳
۷۲	۷۴	۸۳	۸۴	۸۳	۸۴	۸۳	۸۴
۷۳	۷۵	۸۴	۸۵	۸۴	۸۵	۸۴	۸۵
۷۴	۷۶	۸۵	۸۶	۸۵	۸۶	۸۵	۸۶
۷۵	۷۷	۸۶	۸۷	۸۶	۸۷	۸۶	۸۷
۷۶	۷۸	۸۷	۸۸	۸۷	۸۸	۸۷	۸۸
۷۷	۷۹	۸۸	۸۹	۸۸	۸۹	۸۸	۸۹
۷۸	۸۰	۸۹	۹۰	۸۹	۹۰	۸۹	۹۰
۷۹	۸۱	۹۰	۹۱	۹۰	۹۱	۹۰	۹۱
۸۰	۸۲	۹۱	۹۲	۹۱	۹۲	۹۱	۹۲
۸۱	۸۳	۹۲	۹۳	۹۲	۹۳	۹۲	۹۳
۸۲	۸۴	۹۳	۹۴	۹۳	۹۴	۹۳	۹۴
۸۳	۸۵	۹۴	۹۵	۹۴	۹۵	۹۴	۹۵
۸۴	۸۶	۹۵	۹۶	۹۵	۹۶	۹۵	۹۶
۸۵	۸۷	۹۶	۹۷	۹۶	۹۷	۹۶	۹۷
۸۶	۸۸	۹۷	۹۸	۹۷	۹۸	۹۷	۹۸
۸۷	۸۹	۹۸	۹۹	۹۸	۹۹	۹۸	۹۹
۸۸	۹۰	۹۹	۱۰۰	۹۹	۱۰۰	۹۹	۱۰۰
۸۹	۹۱	۱۰۰	۱۰۱	۱۰۰	۱۰۱	۱۰۰	۱۰۱
۹۰	۹۲	۱۰۱	۱۰۲	۱۰۱	۱۰۲	۱۰۱	۱۰۲
۹۱	۹۳	۱۰۲	۱۰۳	۱۰۲	۱۰۳	۱۰۲	۱۰۳
۹۲	۹۴	۱۰۳	۱۰۴	۱۰۳	۱۰۴	۱۰۳	۱۰۴
۹۳	۹۵	۱۰۴	۱۰۵	۱۰۴	۱۰۵	۱۰۴	۱۰۵
۹۴	۹۶	۱۰۵	۱۰۶	۱۰۵	۱۰۶	۱۰۵	۱۰۶
۹۵	۹۷	۱۰۶	۱۰۷	۱۰۶	۱۰۷	۱۰۶	۱۰۷
۹۶	۹۸	۱۰۷	۱۰۸	۱۰۷	۱۰۸	۱۰۷	۱۰۸
۹۷	۹۹	۱۰۸	۱۰۹	۱۰۸	۱۰۹	۱۰۸	۱۰۹
۹۸	۱۰۰	۱۰۹	۱۱۰	۱۰۹	۱۱۰	۱۰۹	۱۱۰
۹۹	۱۰۱	۱۱۰	۱۱۱	۱۱۰	۱۱۱	۱۱۰	۱۱۱
۱۰۰	۱۰۲	۱۱۱	۱۱۲	۱۱۱	۱۱۲	۱۱۱	۱۱۲
۱۰۱	۱۰۳	۱۱۲	۱۱۳	۱۱۲	۱۱۳	۱۱۲	۱۱۳
۱۰۲	۱۰۴	۱۱۳	۱۱۴	۱۱۳	۱۱۴	۱۱۳	۱۱۴
۱۰۳	۱۰۵	۱۱۴	۱۱۵	۱۱۴	۱۱۵	۱۱۴	۱۱۵
۱۰۴	۱۰۶	۱۱۵	۱۱۶	۱۱۵	۱۱۶	۱۱۵	۱۱۶
۱۰۵	۱۰۷	۱۱۶	۱۱۷	۱۱۶	۱۱۷	۱۱۶	۱۱۷
۱۰۶	۱۰۸	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۷	۱۱۸
۱۰۷	۱۰۹	۱۱۸	۱۱۹	۱۱۸	۱۱۹	۱۱۸	۱۱۹
۱۰۸	۱۱۰	۱۱۹	۱۲۰	۱۱۹	۱۲۰	۱۱۹	۱۲۰
۱۰۹	۱۱۱	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۰	۱۲۱
۱۱۰	۱۱۲	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۱	۱۲۲
۱۱۱	۱۱۳	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۲	۱۲۳
۱۱۲	۱۱۴	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۳	۱۲۴
۱۱۳	۱۱۵	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۴	۱۲۵
۱۱۴	۱۱۶	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۵	۱۲۶
۱۱۵	۱۱۷	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۶	۱۲۷
۱۱۶	۱۱۸	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۷	۱۲۸
۱۱۷	۱۱۹	۱۲۸	۱۲۹	۱۲۸	۱۲۹	۱۲۸	۱۲۹
۱۱۸	۱۲۰	۱۲۹	۱۳۰	۱۲۹	۱۳۰	۱۲۹	۱۳۰
۱۱۹	۱۲۱	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۰	۱۳۱
۱۲۰	۱۲۲	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۱	۱۳۲
۱۲۱	۱۲۳	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۲	۱۳۳
۱۲۲	۱۲۴	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۳	۱۳۴
۱۲۳	۱۲۵	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۴	۱۳۵
۱۲۴	۱۲۶	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۵	۱۳۶
۱۲۵	۱۲۷	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۶	۱۳۷
۱۲۶	۱۲۸	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۷	۱۳۸
۱۲۷	۱۲۹	۱۳۸	۱۳۹	۱۳۸	۱۳۹	۱۳۸	۱۳۹
۱۲۸	۱۳۰	۱۳۹	۱۴۰	۱۳۹	۱۴۰	۱۳۹	۱۴۰
۱۲۹	۱۳۱	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۰	۱۴۱
۱۳۰	۱۳۲	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۱	۱۴۲
۱۳۱	۱۳۳	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۲	۱۴۳
۱۳۲	۱۳۴	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۳	۱۴۴
۱۳۳	۱۳۵	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۴	۱۴۵
۱۳۴	۱۳۶	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۵	۱۴۶
۱۳۵	۱۳۷	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۵	۱۴۷
۱۳۶	۱۳۸	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۶	۱۴۸
۱۳۷	۱۳۹	۱۴۸	۱۴۹	۱۴۷	۱۴۹	۱۴۷	۱۴۹
۱۳۸	۱۴۰	۱۴۹	۱۵۰	۱۴۸	۱۵۰	۱۴۷	۱۵۰
۱۳۹	۱۴۱	۱۵۰	۱۵۱	۱۴۹	۱۵۱	۱۴۸	۱۵۱
۱۴۰	۱۴۲	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۰	۱۵۲	۱۴۹	۱۵۲
۱۴۱	۱۴۳	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۱	۱۵۳	۱۴۹	۱۵۳
۱۴۲	۱۴۴	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۲	۱۵۴	۱۴۹	۱۵۴
۱۴۳	۱۴۵	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۳	۱۵۵	۱۴۹	۱۵۵
۱۴۴	۱۴۶	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۴	۱۵۶	۱۴۹	۱۵۶
۱۴۵	۱۴۷	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۵	۱۵۷	۱۴۹	۱۵۷
۱۴۶	۱۴						

صفحہ	صفحہ	سطر	عطف	صفحہ
۳۰۶	۱۳	انزل	نزل	۳۰۶
۳۲۱	۸	چوتھے	چوتھے	۳۲۱
"	۸	"	"	"
"	۱۱	چار	چار	"
"	۱۲	"	"	"
۳۲۵	۹	"	"	۳۲۵
۳۲۶	۱۰	اکبر	اکبر	۳۲۶
۳۶۵	۸	الوراء	الوراء	۳۶۵
۳۶۶	۲	فی هذا	فی هذا	۳۶۶
"	۶	لنستقیم من	لنستقیم من	"
۳۶۶	۷	فی امرکم	فی امرکم	۳۶۶
"	۹	علی	علی	"
۳۶۷	۱	اما بعد فا	اما بعد فا	۳۶۷
۳۶۸	۱۰	تم	تم	۳۶۸
"	۱۰	استجمعوا	استجمعوا	"
۳۶۹	۵	للاسلام	للاسلام	۳۶۹
۳۷۰	۳	فانوا	فانوا	۳۷۰
"	۹	"	"	"
۳۷۱	۴	عش	عش	۳۷۱
"	۹	"	"	"
۳۷۲	۲	الفاهمین	الفاهمین	۳۷۲
۳۷۵	۹	نورهم	نورهم	۳۷۵
۳۷۹	۷	احادیثاً	احادیثاً	۳۷۹
"	۳۰	پا تھا تھا	پا تھا تھا	"
"	۳۱	حاشیہ	حاشیہ	"
"	۱۸	چاہتا	چاہتا	"

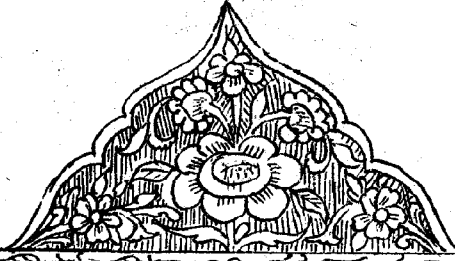
یا ایہذا الذین امنوا اتقوا للہ وامنوا برسولہ لو تکتفون کفین من رحمۃ ویمجلکم۔
 ان ترون انما ترون الجوارح لعلکم تاتقون۔

صفحة	سطر	عَلَم	يَعْنِي	صَفْحَة	سَطْر	عَلَم	يَعْنِي
٣٨٠	٤	هـ س	بهذا انى	٣٨٠	١٠	من مثل	مثل
"	١٠	فلتاتوا نظيراً	فالتوا بنظير	٣٨١	٥	لغير	غير
٣٨١	٥	بعين	باعين	٣٨١	٥	وما	لما لا
"	٨	يعط لكم	توتوه	٣٨١	٢	واسلوا	واسلوه
"	٩	يعطى	يوتى	٣٨١	٣	منه	"
٣٨٢	٤	يفشون ويفترقون	يفشى ويفترى	٣٨٢	٢	كفى لكم فخرأ	كما فيكم من فخر
٣٨٥	٧	تجول	تحولاً	٣٨٢	٤	لا رسال	الرسال
"	"	سرا محتر	سرا محتر	٣٨٢	٦	تلقى	تلق
"	٦	باشياء	باشياء	٣٨٢	١	توجت	تموج
"	٤	سما الدنيا	السما الدنيا	٣٨٢	١	فلما	فاذا
"	٨	لا يعلم	ما يعلم	"	"	على ا	لا
"	٩	كنها	كنهما	"	٢	فقطر	فيضطر
٣٨٦	٣	يخطوا	يهبطوا	"	٩	أكثر	كثيرا
٣٨٤	١	لا يعلم	ما يعلم	"	١٠	المبينين	مبينين
٣٨٨	٨	فنا	نفى	٣٨٣	٧	امخلانا	اختلاف
"	"	"	"	"	١٠	احاطة	احاطتها
٣٩٠	٥	تؤخذون	تؤخذون	"	"	مستة	مستها
٣٩٣	٣	مصيون	لمصيون	٣٨٥	٤	احد هم من الآخر	احد بهما من الآخر
٣٩٥	٩	باى	اى	"	"	"	"
٣٩٤	٧	الوراء	الورى	٣٨٤	١٠	مروع	الروع عن
٤٠٠	٥	ولفت المية	انذلفت عليه	٣٨٨	٦	فليس	فما كان
٤٠٣	٣	نخن كم	نخن يكم	٣٨٩	٤	من ترك	ترك
٤٠٥	١	لقد وامن	تتعدوا	"	٨	كان	كانت
٤٠٤	٣	ينجون	ينجي	٣٨١	٨	الذين سبقوا	الذين لهم سابقه
"	٩	جشتيون قاديون	لجشتيون قاديون	٣٨٢	٩	لبشرنا	لبشرنا

اعلان داغ بوزک میان محمد پڑھا صاحب رئیس لاہور بی مشن والی اور امر است مولوی رحیم بخش کو ذوق مذکورہ قیامت کی نشان دہی کرتے ہیں۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۴	۵	یرید	یرہا	۵۲۴	۶	ن	وہم منہج
"	۶	تظیرہ	تظیرھا	۵۲۹	۳	تصور	تصورت
۲۵۵	۴	انفاہون	الفہون	۵۳۰	۲	...	بل
۲۵۵	۹	من	x	۵۳۶	۹	لن ترین	لن تری
۲۵۹	۹	اسمان	لاسمان	۵۳۸	۳	ذی	ذوی
۲۶۱	۵	داموا	دام	۵۴۰	۱	انتاب	انتابت
۲۶۲	۵	یظہرون	یظہروہ	۵۴۲	۷	دکتہ	وہرکتہ
۲۶۸	۲	فلتحنوا	فلتحن	"	۸	کان	کانت
"	۶	للمقاومہ	الی المقاوہ				
۲۶۹	۱۰	فاضوہا الی	افاضوہا علی	۵۴۵	۱	اذا	لما
۲۷۳	۳	کثیر منہم	و کثیر منہم ہاستون	"	۳	عراقا	عراقا
"	۱	محبت	امتحت	"	"	کان	کانت
۲۷۵	۹	یید	ما یید	"	۱۸	علی	فی
"	۱۰	کفادین	کفنادین	"	۱۹	سقی	تسقی
۲۷۷	۴	وکاد	کانتھی	۵۴۶	۱۶	یتا	تسا
۲۷۹	۶	کادوان	کادوا	"	۱۷	یدسونہا	یدسونہا
۲۹۹	۸	صالح	صالحہ	۵۴۹	۲	منہ	منہا
"	"	عذاب	عذبتہ	۵۵۰	۱	رجال مدکن	المدکون
۵۰۰	۲	الیدون	السادة	"	۲	معرقت	معرقت
"	۵	لوا	ن	۵۵۵	۳	کانہم	کانہا
۵۰۱	۸	کان	کانت	"	۱۷	تحقق	تحقق
۵۱۱	۱	صدت	صدق	۵۶۳	۱۹	تلك	هولاء
"	۳	اخذ	اخذت	۵۶۴	۱۸	محت	انمحت
۵۱۳	۶	عاقبوہم	عاقبتہم	۵۷۰	۱۴	یستخلصہ	یستخلصہا
۵۱۵	۴	کان	کانت	"	۱۵	یقتنصہ	یقتنصہا
"	"	قائلہ	قائلین	۵۷۱	۹	وما تلین	وما کدت ان تلین
۵۱۹	۴	کنا	حرنا	۵۷۲	۱۹	آخر	اخری
۵۲۳	۳	الطلاب	الطالب	۵۷۴	۷	کثیر	کثیرہ
۵۲۴	۵	من	x	۵۷۵	۱	هذا	ہذا

تاتلا	تاتل	۵۸۱	۷	حی	الحی
حاربا	حارب	۵۸۲	۲	ہاشمی	فاروقی
بارزا	بارز	۵۸۳	۱۰	فاق	فاقت



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یَا قَلْبُ اسْتَغْنِ بِرَحْمَتِكَ

بروئے تو کہ رہائی درین گرفتاری است	محبت تو دوای ہزار بیماری است
کہ آمدن بہ پناہت کمال مہیشی است	پناہ رُوئے تو جستن نہ طورستان است
کہ تحفیہ داشتن عشق تو ز غداری است	ستلج مہرِ بخ تو نہان نخواہم دشت
کہ جان بیارنہیرون حقیقت یاری است	بران سرم کہ سرو جان فدائی تو بکنم

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَوْزَ عِيُونَ الْمَوءِ مَنِينَ بِمَصَابِيحِ الْإِيمَانِ - وَأَيَّدَ قُلُوبَ الْعَارِفِينَ لِفَهْمِ دَقَائِقِ الْعِرْفَانِ - وَأَلْهَمَهُمْ مِنْ نِكَاتِ وَأَسْرَارِ وَعِلُومِ مَا يَلْقَاهَا الْأَمْسُ أَوْحِيَ مِنَ الرَّحْمَنِ - وَجَعَلَهُمْ شَمُوسَ الْأَرْضِ وَجَّحَ الدِّينِ وَحَرَزَ الْأَمَانَ - وَأَضْرَمَ فِي الْخَافِقِينَ نَارَهُمْ وَبَلَغَ إِذْ كَارَهُمْ فِي الْأَفَاقِ وَالْأَحْصَانِ - وَجَعَلَهُمْ مِنْهَا لَا يَفُورُ وَمَتَاعًا لِابْيُورِ وَجَعَلَ أَعْدَاءَهُمْ كَصَفْوٍ مَأْكُولِ

او كقرّب سقط من الالهان وجعلهم اسعد ناس لا يرهقهم ذلّة ولا يغشاهم
دخان ولا يضرهم طغز المطعان - قد هاجر من الاوطان وتبتلوا الى الله
الرحمن بهرقهم وثرثصهم وكان معاد انهم عنوان الغوس ايناهم لباس
ذي البوس شعار الشقي المرتعان - فمخ الله على الائمة الذي ارسل عسكاه
وعلفاءه واوليائه لتخليص الناس من نقاس الغفلة وايدى الشيطان
الذي ظهر له نفاس من حبس الاوثان ووضع الفاس على اشجار الخبث والعصيان
الملك الحكيم الودود الذي خلق الشمس والقمر لتزوير ظاهرا للعالم وخلق
الانبياء والرسول والمحدثين لتزوير باطن نوع الانسان - واقام الشرعية وادخل
في اخراقتها حول الوقت ومصا لبيت الدوران - سبحانه ما اعظم شأنه هو سر
السل وسهل السبل ^{سبحه وحمده وجاهده} مؤسس الاديان ومتمم الحجّت في كلّ اوان وكل يوم هو
في شان خبج الاسرار واثرها في كلّ عين من الاعيان فباي اسرار يحيط الاشيا
لا تقعد وا في خيمة العقل حلا وقد سقط البوان - واسعو الى الله باحضان
الطاعة واخرج غيره عن الجنان - ويل لكل جامد ساءد عقر النفس وابار
وطوبى لمن سار وسار ^{الهامي} **وجاهد في سبيل الحق**
والصلوة والسلام على سيد رسله وخاتم انبياءه وامام اوليائه وسلالة
انوار ولباب ضياءه الرسول النبي الامي المبارك الذي سدد دللوع
وشفى الانعام من الدسكع وبيّن للاتباع احكام الفرقان باحسن البيان -
وفجر ينبوع نقاشاته كالزئان واتا بالكتاب الذي فيه لكل اولة مرع وزلال
كل عطشان واخرج الاجنة من ظلمات ثلاث - شرار مطوح من الجنان

وأعمال محقة في النيران - وأخلاق مقلبت من الفطرة الانسية إلى طابع السباع
والثعبان - الناصح الموقظ الذي اشفق على الناس كل لاشفاق
واذهب الوسع من الآفاق وأعطى الأفرخ الضعيفة قوت الزفيف و
الطيران - وهدى الناس إلى الهدى سبيل واطرح النفوس بين وخيل و
ذميل وجعل الأمة امتاً وسطاً سائتة في المعان كأنها الآن هزلن
وجذبهم بقوة القدستية حتى اصبحوا - الطوع من خدائه في كل موطن
وميدان - وكمل النفوس ورباً لا يشجار حتى استأثر الله وطمئن ومالت الأغمصا
فدخلوا في دين الله مجدين شاربين انفسهم اتبعاء مرضات الله الرحمن
وزلوا زلازلاً شديداً حتى ضاق الامر عليهم والتفت حلقا البطان -
فاسقطوا مد الحجين راضين بقضاء الله على ضعف من المريفة حتى اشتر
عليه شمس نصر الله ونزلوا فرحين بروح وريحان ودخلوا في حضرة الله
جميع قوتهم وكسروا قيوداً عاقبة واوثاناً مانعة من ذلك الايوان حولوا
نفوسهم عرضة لمصائب الاسلام ونسوا كل رزء سلف قبل هذه
الاحزان - وباتوا بالربهم ساجدين وقياماً وما طعموا النوم الا مثلاً من وان
وقنوا في اتباع رسول الله وما ابدعوا وما خرجوا في استقراء المسالك
من كرام الله الحنان - واقتحموا كل مخوفة لدين الله الرئان - وقطعوا
لله ورسوله من كل ولي ومميم حتى برزوا السيتون من الجفان - وآثروا
اسما لا على البستة وتم دلالة ونضوا عنهم لذات البطن وروح البال وقنوا
بالحميم من الزلال وتراءت الدنيا في اعينهم كالاركان - واتقوا الله حق

التفات في الافعال والكلمات وفزعوا من فتن اللسن وحصنوا لسانهم
حتى صاروا كبر خفرة في ايثار الصمت وكف اللسان - وحذوا مثال
رسول الله صلعم في اقوالهم وافعالهم وحركاتهم وسكناتهم واخلاصهم
وسيرهم وعمارت الباطن والافتيان - فاعطاهم الله قلباً متقلباً مع
الحق - ولساناً متقلباً بالصدق - وجناناً خالياً من الكفر والغش والشنآن
رضي الله تعالى عنهم واجلهم بجنات الرضوان - ندب اليها ذكرهم بالخير
انهم يبرهان رسالة سيدنا وحجت صدق مولانا ونجوم الهدى ووسائل
الايقان - كل واحد منهم اودى في سبيل الله وعنى في ما ولى وخوف من
السيف والسنن - فما وهنوا وما استنكروا حتى قضوا نحبهم وآثر الموت
على وجود فان تلك امة روحانية وقوم موجج لخدين احب الاخلاق -
فايها الناس صلوا وسلموا على رسول حشر الناس على قدمه وجدوا الى
الرب الرحيم اللتان - الذي اخرج خلقا كثيرا من المفاز المهلكة المبرحة
الى روضات الامن والامان - وشجع قلوباً مزودة - وقوى هماً مجمودة -
وابدع افواراً مفقودة - وجاء بابهي الدر واليوقيت والمرجان - واصطل الاصول
واذب العقول - ونجا كثيرا من الناس من سلاسل الكفر والضلالة
والظنيان - وسقى المؤمنين المسلمين الراغبين في خيرة كاس اليقين
والسكينة والاطمينان - وعصمهم من طرق الشر والفساد والخسران -
وهذا هم الى جميع سبيل الخير والسعادة والاحسان - ومن جملة من
انه اخبرنا من فتن اخر الزمان - ثم بشرنا بتأييد وتدارك من الرب اللتان -

اللهم فصل وسلم على ذلك الشفيح المشفق المنجي لنوع الانسان - وايدنا
 بان نتج ونستفيض من حضرت هذا السلطان - وختابه من شر كل يد
 تسلط بالجور باسطة - ومن علماء تبعون لتطلب مثالب الاخوان - ويسون
 معائبهم كل النسيان - لا يحصر لسانهم عند السب اللعن والظعن والبهتان -
 ولكن يحصر عند شهادت الحق وبيان الحقيقة واقامة البرهان - يعطون
 ولا يعطون - ويدعون ولا يدعون - ويقولون ولا يفعلون - ويفسدون
 ولا يصلحون - ويشقون ولا يحصون - ويكفرون بغير علم ولا يخافون - ويحتقرون
 الناس على الخير ويهم على شرهم راصعون - ويقولون للمؤمنين لست مومنا
 ولا يبالون من اخذ الله تعالى ولا يتفكرون - **اللهم** فاحفظنا من فتنهم
 ويزنا من تهتهم واخصمنا بحفظك واصطفائك وخيرك - ولا تكلنا الى
 كراهة غيرك - واوزعنا ان نعمل صالحا نرضاه نشتاك رحمتك وفضلك
 ورضاءك وانت خير الراحمين - رب كن بفضلك قوتي ونور بصري وما في قلبك
 وقبلة حياتي ومآتي - واشغفني محبة واتق حبا لا يزيد عليه احد من بعدك
 رب فقبل دعوتي واعطني مسيعة وصافني وعافني واجذبني وقد في والدي
 ووفقني وزكني ونورني واجعلني جميعا لك وكن لي جميعا - رب تعال الي
 من كل باب - وخلصني من كل حجاب - واسقني من كل شراب - واعني في
 هيجاء النفس وجذباتها - واحفظني من مهالك البين وظلماتها - ولا تكلني
 الى نفس طرفة عين واعصمني من سيئاتها واجعل اليك رنعي وصعوي - ونجلي
 في كل ذرة من ذرات وجودي - واجعلني من الذين لهم مسبح في جوارك -

وسبح في رياض انوارك ورضاء تحت مجاري اقدارك وباعد بيني وبين
 اغيارك - **رب** بفضلك ونبورك وجهك ارنى جمالك واسقني ذلالك
 واخرجني من كل انواع المحاب والغبار ولا تجعلني من الذين نكسوا في
 الظلمة ولا يستنارون بنا هو اعز البركات والاشراق والانوار وانقلبوا
 بعقل الناقص وجدم الناكس من دار النعيم الى دار البوار وارزقني ^{من} المحا
 الطاعة لوجهك وسجود الدوام في حضرتك واعطني همة تغل فيها عين
 عتائتك واعطني شيئا لا تطيب الا لوحيد من المقبولين - وانزل علي رحمة
 لا تنزلها الا على فريد من المحبوبين - **رب اجي الاسلام محمدا**
وهنتي ودعائي وكلامي واعدني سمحتي
وحبرة وسيرة ومرتق كل معاند وكبره
 رب ارنى كيف نحي الموتى ارنى وجوها ذوى الشماكل اليمانية ونفوسا
 ذوى الحكمة اليمانية وعيوننا بالية من خوفك وقلوبنا مقشعره عند ذكرك
 واصلا تقيا يرجع الى الحق والصواب ويتفهم ظلال الحاديب والقطاب
 وادنى عنك اساعية الى اللئاب والاعداد للمآب - رب نهر الفساد في البحر
 والكبر والعمارات والصمراء وارى عبادك في البراء وحيطانك بالبيداء وفيك
 في الباساء والضلراء وارى الاسلام يحتاج من بعد الانراب او كثير من تعش
 عبدا من زمان الشباب او كشذا اذا لفاق او كغريب تناهى عن الرفاق او كحبي
 ابتلى في الرفاق او كيتيم سقط من الامايق - يمس الباطل في بود الاستكبار
 ويلطم الحق من ايدي الاشرار - يسعون لاطفاء نوره سعي العفاريث - والله خير

حافظوا من انما غيركم الك الخريت انتهى امر الدين الى الكساد وثارت بالانفساد وجعلوا لا رندا تخرجوا من قيو الشريعة الغراء وينفذونهم
 ارام تركوا اسوة حسنة واتخذوا الفلاسفة الضلالة ائمة واستعملوا كلامهم
 استجادوا وها هم واشربوا في قلوبهم عجل خيالات اليهوديين وما هم
 كالحسد لسخارو وما شتموا عرف العارفين وایم الله قد كنت اُثمت من الله
 الجدة الدين بآذنه واجدع انف الباطل من ما دنه وامرت لذلك من الله لقي
 المديح فلبيت دعوة تلبية للطبع وبلغت اوامر وبلت فيها حمدا لمستطيع
 ثارت اب القوم بعزوتي والوا تصديق دعوتي وسبر فيه غور عقلهم ودعوى تقام
 كالتعالي المبطون وطشوا في الظنون ونهضوا الي بالتكفير وما لهم بذلك
 من علم مثقال القطير دخلوا فيما لم يعلموا واخذوا اللعن شرعة ولم يفقهوا
 حقيقة وكل ذلك كان من لهب الغل اخذهم كداء السل واما انا فما كنت ان
 آبي من امر يتي - اوافترى عليه من تلقاء نفسي هو محض مني ومنعني اسبغ علي
 من العطاء واتم علي من كل الاعاء واعطاني توفيقا قاندا الى الرشده وفيما مذكر
 الحق واتاني ما لم يوت احد من الاقران وان هي لا تخدبث بالاهم الرحمان -
 هو كهلني وتولى واعطى ما اعطى وبشرني بخير العاقبة والاولى ودني مفوود
 وحمدني من عرشه ومشي الي ورضعني الى السموات العلى وتلك كلها من بركات
 المصطفى - الظل باصبل اقتدى فراي ما دى قالان لا اغاف اذراء قاذح
 وهتك فاضح وافوض امرى الى الله ان اك كاذبا فعلى كذبي وان اك حقا
 فان الله لا يصيب امر الصادقين والرزء كل الرزء في ان اعداء الدين بسن

الراحة بتوهين سيدنا رسول آخر الزمان - وضل سعي علمائنا وتكفير مسلمين
واخراج الاخوان من الدين والايمان - فهذا عضلة سقطت على الاسلام - وذا
نزلت في دين خير الانام - وجبت شموه العلوم وقلت اشجار طيبة - وكثرت
شجرة الزقوم ولم يبق الا اطلال العلماء وفضلة الفضلاء الا ما شاء الله - فلما
اضلوا حقيقة ضلوا واسقطوا - يا حسرة على العلماء انهم بمقابلة الاعداء
كالظالم الاعشى في نزع البيداء ولكن للاسلام والمسلمين كالسباع او البلاء
النازل من السماء لم يبق فيهم علم وحلم وتفقه وتدبر - انهم لا اسماء خالية
من الذكاء - ملوثة من الكبر والخيلاء - الا الذين تداركهم لطف الكبرياء -
وسبقتهم رحمة ارحم الرحاء - فهم مبزون من هذا الداء - بلهم كالترياق لهذا الوباء
ونجاة الله على الاشقياء - وهم اول السعداء والنجباء والشرفاء - في قلوبهم
حرارة اسلامية لا يمتهم بردها الشقاء - هم عميد الاسلام - وعماد دين
خير الانام - وهم ملوك الدين تجلب الخيرات من حرمهم - ويرجي كل مطلق
من كرمهم - وهم خزنة اسرار النشع - وما هزل اصول والفرع سلمهم مع الله
وابقاهم وعادوا من عادتهم - ووالى من والهم +

ايها العلماء الطاعنون في ديني ببهتان الاحاد - واللاعنون
علي بتهمة الامرتداد - اتعلمون ان آيئت ذكركم بين ذكر نعت الرسول الكريم
وما اظن ان تعلمون بغير التعليم - فاعلموا ان مقصدي من هذا امر ان
تؤمن ان شئت كشفت لهما - ومُنيتان متشابهتان سئلت لهما من رب
الارض والسماء +

الْأَمْرُ الْأَوَّلُ اسْمًا لِلتَّكْمِيدِ كَمَا أَنَّ الرُّسُولَ الْمَقْبُولَ

وَالشَّفِيعَ الْمَأْمُولَ - الَّذِي تَعَالَى شَأْنُهُ عَنِ الْعُقُولِ وَتَدَارَكَ قَرْبَهُ شِقَاؤُهُ
 الْمَحْذُولُ - فَضَمَّتْ ذَكَرَ كَمَا ذَكَرَ الْمَصْطَفَى - لَعَلِّي أَحَدُ شَفَاعَةِ صِدْقٍ وَرَكْمٍ
 مِنْ هَذَا الْمَأْمُورِ وَلَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ خَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ - وَشَأْنُهُ الْأَعْلَى وَشَرِيحُهُ
 الَّذِي هُوَ شَرُّ اللَّهِ الْأَغْنَى - فِيمَلِكُكُمْ الْأَدَبَ وَالْهَيْبَةَ وَالْخَشْيَةَ
 وَالتَّقْوَى - وَيُحْصِلُ لَكُمْ حَدِيثَ صَائِبٍ وَجَنَاحَ تَائِبٍ وَقَلْبَ اخْتِصَافٍ وَسَبْعَ مَنَافِعٍ
 عِنْدَ ذِكْرِ سَبِيلٍ قَدْ اقْتَرَبَ مِنْكُمْ وَدُنِيَ - وَتَلَيْنَ جُلُودَكُمْ وَتَقَشَّعَ قُلُوبَكُمْ
 وَتَسْمَعُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ وَلَا تَتَّبِعُونَ كُلَّ قَرِيحَةٍ تَأْتِي - فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا إِخْوَانِي
 وَعِنْدَ ذِكْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَاحُ تَأْدِيبِهِ - وَاخْفَضُوا أَعْيُنَكُمْ فِي حَضْرَتِهِ وَلَا تَشْخَوْا
 وَادْخُلُوا فِي السَّلَامِ وَلَا تَقْرَعُوا - وَاطِيعُوا وَلَا تَمْرُقُوا وَتَوَاضَعُوا وَلَا تَعَادُوا -
 وَصَلُّوا وَلَا تَقْطَعُوا وَابْتَغُوا سَبِيلَ رِضَاءِ اللَّهِ وَلَا تَبْشُرُوا - وَكَفُّوا لِسَانَ عِبَادِ اللَّهِ
 وَلَا تَعْتَدُوا - اخْتَرُوا أَهْلَ قَبْلَتِكُمْ مِنْ دِينِكُمْ وَلَا تَخَافُونَ - وَتَدْعُونَ
 إِخْوَانَكُمْ وَلَا تَدْعُونَ - وَتَحِدُّونَ عَلَى أَنْفُسِكُمْ وَلَهُمْ لَا تَحِدُّونَ - وَتَكْفُرُونَ
 الْمُسْلِمِينَ الْمُصْلِينَ الصَّائِمِينَ الْمُوحِدِينَ الْقَائِمِينَ عَلَى حَقِّهِ وَدَاةَ اللَّهِ وَلَا
 تَبَالُغُونَ - أَشْكَاكُمْ فِي كَلِمَتِكُمْ كَفَارًا مَا لَكُمْ لَيْفٌ تَحْكُمُونَ - أَرْفَقَكُمْ
 فِي قَبْلَتِكُمْ أَعْيَاظُ أَنْظُرُوا مَا تَقُولُونَ - اخْتَرُوا نَفَرًا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَاحُ اتَّقُوا اللَّهَ
 أَيُّهَا الْمُعْتَدُونَ - أَكْفَرْنَا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ - اتَّقُوا اللَّهَ أَيُّهَا الْمُفْتَرُونَ تَجْرَعُونَ
 عَلَى سَبِّ الْأَخْوَانِ - وَاللَّهُ مِنْكُمْ مِنْ سَبِّ الْوُثَّانِ - وَتُؤْذِنُ الْمُؤْمِنَاتِ
 الْقَائِمَاتِ - وَاللَّهُ مِنْكُمْ مِنْ قَتْلِ الْكَافِرَاتِ الْمُشْرِكَاتِ - أَكْفَرْنَا

۲
 آیات جامع
 خطبہ
 از
 شیخ
 محمد
 باقر
 مجلسی
 در
 بیان
 فضائل
 حضرت
 امیر
 المومنین
 علی
 رضی
 اللہ
 عنہ

المؤمنین حسنة القول بوفات السيئة معصية - ما لكم ابن تقواكم واني
 اغشاكم - انضيتكم فراستكم واما نكتموا بن ظعن علمكم وعرفانكم -
 اذ رستم في قهر اليهود - ولقتتم من فن الفناء المنضود - رضيتكم بالقدر وقد
 الحذر - نسيتم يوم الدين وضيتكم لعل الاسلام كالحارين - يا اخوان الله
 احذروا من يؤاموا اخذات - ما تعرفون الا ظواهر القرآن ثم تكذبون اربابا للعرفان
 قنعتكم على قشر الكتاب - وما مس عقلكم باللباب - اخذتم ظم القرآن
 وحذا فيره - وتحسبون انكم نرحم بيرة - ومناكم من صبغ البهتان - وضج
 الهذيان - وجه السبعية كعسارية - وكوس عقول الناس باغلاط وادارة
 وتور على كل غث ذي شلرة - وحرف كلما في وقضها كفارة - وافد
 الى التحقير والتوهين - وخر عري كالحجابين - وسعى الى تناء الثغور
 وقطانها ليهلكهم من شجرة الشجر اغصانها - فناناء والى باغلاط
 وزلت اقد امهم - واطالوا السنهم واطخطوا بافخاطه - وانفوا من قبول
 الحق واكلا من مخاط - فكل سليطة لعنت على وسبت - وكل ذبيحة نجت
 وكل ناقة عشواء لبرت - وكل مناضل رعى سمه وما تراخي - فطيرنا حتى
 صارت الارض سواخي - ونهض علينا كل جف وجنين - ولم يغادر من
 لعن وطعن وتكفير وتوهين - وقضوا عري كقرض الفويسقة اوراق القرآن
 وصاوا على كصوله حشمة على بيت الرحمان - فلما رايت نعي قد رهم
 للفساد - وقد رتهم على الافئاد والايقاد والاطراد - حشمت الى الله ارجا
 من حشمتهم على كما واجر من الطوقان - فسمع الله دعائي وتضرعي والقبلي
 انزلوا ارواحهم الى اشران برين

و بشر فی بفتوحات من عند لا - و تائیدات من مجتد - و قال لا تخف
 اخی معک - و ما یش مع مشیک - انت منی بمنزلة لا یعلم الخلق و بعد
 که من پادشاهم و قدیم من با قدم تو می رود و توازن بمقامی رسیده که خلق را بدان راه نیست
 ما وجدناک - اخی مهین من اراد اهانته - و اخی معین من اراد
 یا نعم زاهد چه یا نعم و من آن کسی را رسوا خواهم کرد که در فکر سواقی است و آن کسی را مدد خواهم داد که خود را بر مدد
 اهانته - انت منی و سترک ستری و انت مرادی و معی انت و جی
 تو آماده کردی راز تو راز من است و تو مراد منی و پاشی خود حضرت من
 فی حضرتی - اخترتک لنفسی هذا ما بشرنی ربی و ملجائی عند اربی -
 و حاجت داری و برایت خود ترا گزیده ام
 و والله لو اطاعنی ملوک الارض کلهم و فقت علی خرائن العالم کلها
 ما اسر فی کسروری من ذالک - رب اخی ملئت من آلائک -
 و اشریت من بکار نعمائک - رب ینلغ شکری الی أرجاء سمائک - و تعال
 و ادخل فی قلبی جمیع ضیاءک - اخی اثرتک و رسولک علی سواک -
 و انسخت من نفسی و حبت راغبائی رضاک - و لک هذه اشعاری و انت
 محبوبی و شعاری و دثاری -

منک نام عزت و نیاز و امان بختم	یار آمیز و مگر با باخاک
دل بدویم از کف جان بری اندام	و از پی وصل نگاری جبهه ما ننگ ختم

شراستناقت قصتی الاولی و عصتی العظمی ان العلماء ما وجد
 من سهوا لا رموا الی - و ما من بلاء الا انزلوا علی - و امطر و اعلی بهتانات
 لا اصل لها و لا اثر - و لم یغادر وافی ذمی نظما و لا نثر - فلما ریت تباعد
 عن الصواب و تصاعد هم فی الارتياب لما احببت من تألیف هذا الکتاب
 فکتبت لها بدوع سائلة - و حسرات شاکلة - و بذلت جهد نفسی لانه

له اشاره هست بنظم منشی سعدالد صاحب در بدگوی و دشنام می نویسد صاحبان تشریف لای بیاد غیر مرلویان

شبهاتهم واطهاره فواتهم - واسئل الله تعالى ان يجعل بركة كثيرة فيهم
 وينزع في النفوس الضيقة معانيه - وهما انا برئ مما يقولون - ويعلم الله
 ولا يعلمون - لست من الكافرين والمكذبين والمتردين - وان انا الا يوسف
 في المسجونين - قد ارسلت لاصنع عنهم سلاسلهم واغلا لهم - فكيف
 اخاف الكفارهم واعلم حالهم - ومن يقوم على مضاد ما يخاف من
 وهاب - ومن يشرب من كأس وصال - ما يبالي من مكفر ضال - واني
 اعلم من ربي ما جئت به من كوكب - فلا يزعجني ضياح ثعلب - فأتقوا الله
 ولا تبختروا بل جا حكم - ولا تنادوا الخلق على نيا حكم - ما لكم لا تكفون
 افواهكم ولا تكفون ولا تتركون التلبم والتبذخ وبعثكم تفرحون - وتكفون
 الناس بغير علم وانتم فيها مفطون - ان كان فينا وفيكم اختلاف فقد اختلف
 من قبل وكم من اختلاف رحمة لو كنت تعلمون - والله يحكم بيننا وبينكم والنا
 يوم الهامة وينبهم على ما كنت تفتخرون - يا قوم مهلا بعض تلك الظنون
 فان بعض الظن اثم ما لكم لا تفهمون - وما جئت بكذب ولا فرية وراشدة
 يخالف سائر الهدى ولكن عميت عليكم فكيف انخ فيكم ما لا تمسسون -
 وستذكرون ما اقول لكم وافوض امرى الى الله - هو ربي ينظر الى قلبي ويجد
 ما لا تجدون - يا قوم لما فرطتم في اموكم ونبتتم القرآن وراء ظهوركم تقعدون
 خيرا الفرقان - وانتم تعلمون - ان الذين يبتلون الى ربهم لا يخافون - شقق
 احد وبعده ساكنون - اطمئناوا بالله مولاهم وعليه يتوكلون - يسمعون به وينطقون
 به وينورة ينظرون - يطلعون على غرائب علومه وعلى اسرار لا تيسر فون ولكنتم

الليل علينا من الغموم والأفكار - ووقعنا في جيبٍ بيضٍ وتشتت الأطلوان -
 يا قوم هذا قوم كذبوا ديننا واضلّوا أحد اثنا - وقرءوا رسولنا بالافتراء -
 وولجنا المضائق بولوجهم واصابنا عرج بعروجهم - وأزعمت معاطسنا
 بالتوهين والاستهزاء - فأتى وقت أن نضرع بحضرت الرحمان - وننأوه
 أهة الشكلا - ونقرع بآية قرع مصاب ونسئل كشف الضر والنجاة من عذاب
 نتحرل من الله رحمة القراء وتسكن الضوضاء - ويحيى بعد مكابدة العناء
 يوم روح وريحان من قبل ارحم الرحماء - وتنزل سكينه القلب وقرع العين -
 بعد معانات الالين ومدانات المحين - يا قوم ادركوا رجبكم قبل أن يذهب
 وارضوا ربكم قبل أن يسخط وينضب - ولا تكونوا أول جارح لدنيا ولا آخر
 على آياته وبراهينه - لم بادرسنا إلى الأسأت في وقت المواسات وإلى
 الفصل في وقت الوصل لا ترون فساد أبناء النفاقات - اخوان الترهات -
 قنأونا بالكلمات الموديات وأذونا بتوهين السادات - وتكذيب كتاب الله
 جامع البركات - وتوطأونا بلسنهم وارجلهم وخلقوا احدا ثنا بآية الاطاع
 ولطائف حيلهم وصاروا للإسلام كما لموصب ^{بما روى مالك ١٢} وللمسلمين كالذئب فيقتطنا
 في شصب يشد يد تدأكت أقاته وفي يد الله ابحاته واسحاته - يردسون
 على ديننا ويسولون على عرض نبينا ونعد نبينا - فيا هكرا على اسلامكم لا تيقظون
 من منامكم - ألا ترون قد جاء وقت الانتهاك وهطل ركاب الاعلاء وضاعت
 الارض علينا بالباساء والضراء - اعلسوا ان هذا اليوم للاسلام يوم محت
 وجنته مرت - وان لم يندرك روح الله فقلت - ان الكفار زينو الله قاذير

وَذَمُّوا الْمَسِيكَ وَالْعَبِيرَ - وَنَقَصَ الْقُرْآنُ فِي الْعُيُونِ وَقَوْمٌ بِالْأَدْوَانِ قَدَّتْ
 تَلَابِيْهَهُ - وَرَدَتْ أَعْجَابُهُ - وَغُلَّتِ الْبُؤْلُ بِالْمَاءِ وَرَحِمَتِ الظُّلْمَةُ عَلَى الضُّيَاءِ
 وَاطَّارُوا عَيْسَى بِأَفْرَاطِ الْأَطْرَافِ - وَجَعَلُوا اللَّهَ الْوَحِيدَ ذُ الْبَنَاتِ وَالْأَبْنَاءِ وَعَدَّ
 بِاللَّهِ عَبْدًا وَوَقَعُوا النَّاسَ فِي اللَّيْلَةِ اللَّيْلَاءِ - وَخَتَّوْا الدَّرْسُ الْكَرِيمَ بِهَتَائِكِ
 وَأَصْلَوْا خَلْقًا كَثِيرًا بِتِلْكَ الْأَفْتَرَاءِ - وَمَا أَذَى قَلْبِي شَيْءٌ كَأَسْتَهْزَأَهُمْ فِي شَتَّى
الْمَصْطَفَى وَجَرَحَهُمْ فِي عَرَضِ خَيْرِ الْوَرَى - وَوَاللَّهُ لَوْ قُتِلَتْ جَمِيعُ صِبْيَانِي وَأَوَّلَادِي
 وَأَحْفَادِي بِأَعْيُنِي - وَقُطِّعَتْ أَيْدِي وَارِجَلِي وَأُخْرِجَتْ الْحَدَقَةُ مِنْ عَيْنِي -
 وَأُبْعِدْتُ مِنْ كُلِّ مَرَادِي وَأَوْفَى وَارِي - مَا كَانَ عَلَى أَشَقِّ مِنْ ذَلِكَ - رَبِّ
 انْظُرْ لِبَنَاتِي إِلَى مَا أُبْتَكِنَتْ وَأَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَاعْفُ عَنَّا مَعَاصِينَا - لَا تَغْيِرْ أَمْرَكَ
 بِدُونِ تَغْيِيرِكَ وَلَا يَأْتِي وَلَا يَرُدُّ بِلَاهِ الْأَبْتَدِيرِكَ .

وَإِسْتَمْرِيَ مَعْشَرَ الْعُلَمَاءِ بِسَاءَ تَمَّ بِالْدُّنْيَا وَتُعَاسَهَا وَلِذَلِكَ دُكِّسَهَا -
 وَمِنْكُمْ مَنْ ثَاخَتْ قَدَمُهُ فِي حُلِّ الْعِيسَانِيَّةِ - وَمَالٌ مِنْ قَوْمٍ أَشْعَثَ أَغْبَرُ
 إِلَى أَرْبَابِ الزَّيْنَةِ وَالزَّرْبِيَّةِ - لَيْسَنُو فِي حُظٍّ مِنْ رِخَاخِ الدُّنْيَا وَجِيقَتِهَا وَلِيَحْنِي
 حُجَّتْ شَهَوَاتِهِ وَيَتَلَبَّسَ بِقَطِيقَتِهَا - وَمِنْكُمْ قَوْمٌ وَقَعُوا فِي الْكَوَالَةِ بَيْنَهُمْ لَتَقْشُوا
 عَلَى الْأَعْدَاءِ شُنْفَتَهُمْ وَشَنِينَهُمْ - فَأَذَابَعْضَهُمْ بَعْضًا وَرَضَخَ وَبَذَخَ
 وَطَحَّ ثَوْبَ السَّلَامِ وَفَسَخَ وَعَاتَ كُلَّ حَزْبٍ فِي إِخْوَانِهِمْ كَعِيْثِ الدِّيْبِ فِي الْغَنَمِ
 وَإِذَا دَانَ يُرْجَعُ أَصْلُ حَرْفِهِ بِالرَّمْيِ وَالرَّجْمِ - فَكَأَنَّ أَنْفُسَهُمْ كَالدِّيدَانِ -
 وَفَتَحُوا الْأَمْرَ لِأَعْدَاءِ الدِّينِ وَاهْلِ الطُّغْيَانِ - وَتَرَكُوا التَّقْوَى وَحَاسَدُوا عَلَى
 الْأَدْرَانِ - وَاسَرُّوا أَنْفُسَهُمْ وَغَضَبُوا اللَّهَ الرَّحْمَنَ - فَلَطَمَ الْإِسْلَامَ مِنْ فَرْسِهِ لِنَفْسِي
 بِتَرْكِهِ ١٢

وإفاني وأعرض من مواساة كل قلب نفاقي - وكنت أرى كل ذاك وأساقى
 وعبراني يتخذون من المأقي وزفراني يتصدون من التراقي - فتوكلت على الله
 الباقي - فاذا هبت نسيم الألهام على جناني - وجاءت برياً التبشير ورفع مكاني
 فأمريت وأرسلت لأصلاح هذا الفساد - وإزالة ذاك النكد - إن مع الحب
 حباً إن مع الحذب حباً فالتقوا الله ومهلاً تعجب - وما كان طروق في غير
 حينه بل عند جدل الناس إلى الظلمة وترك نبراس الله وإنوار دينه -
 وجئت في وقت كانت الملة في مما رأت مشقة اللهب وكانت الأمة
 في أمواج مرجح للقلوب - وكان الناس أخذوا طرق الاتحاد والاباحية والنفسا
 وتركوا سبيل الرشيد والصالح والسداد - وكان العلماء لا يرون ملد الفطن
 وعنده - ورشاقته وفي سحل النور ميده - وكانوا عفر اللووع بالاسحقار
 وحسبوا كتاب الله خائباً من المعارف والأسرار - فاتخذوا عارفها شجرة
 ومهجرها لافطير وقطعوا الأخوة بالأكفهر - ومع ذلك كانت مبادات
 المذاهب بطريق الاستدلال ودخل العقول - لا بفوليس على صهوات
 الخيول وكانت عاكفة أبناء الزمان قد جرت واستحكمت لامتحان الحسن والجمال
 والنظر إلى الشرائل وأنواع الكمال وكان الإسلام قد لوحت خدوده وجهته
 وبديلت هيئته وصورته - واخفيت طاقته ولياقته - وكتمت ملاحظته وشرافه
 وكان هذا هو السبب الذي جرء المخالفين على الإنكار - قرأوا في الظنون
 والاستحقاق فبعث الله رجلاً لإعلامه شأن كلامه وإظهاره أسرارها وإعلانه
 معارفه وإدراة تضيق مسكه وفرض ختامه .

فالقوم ردوه ولم يقبلوه وطردوه ولم يأدوه - وسبوه ولم يشكره وأهملوه
 ولم يوقروه ولم ينظروا اليه كما ينظر مرموقا لهتداء - موموقا الخفاء - شطو
 في عوضهم حمد ودالاتقاء - وقالوا لقد جئت اذنا - وجئت عن الملتجدا
 فامر بلبثوا حتى نهى منهم الى بطل الكفاري وكيف ينظف نور الله من
 قوة بطالوي عاري - ولكن سعى كل سعيه لمحو اشعة الحق واطفاء
 النور - وتبديد اعوانه وانصاره - فلم يغادر جندا ولا قارحا من
 المستعجلين المتفقهيين - الا جعله من الالعين المكفرين الا ما شاء الله
 رب العالمين - فكل بغاث استنسر وكل محبوب الكفر كفر واستنهد في
 للنضال واكثر - واخرج كل تجارة وما غادر فجعلوا عرضي للسهم عرضة -
 وحسبوا عملا يزيد قربة - وقلبو الى الامور - واوقدوا الى التنور - وارادوا
 ان يسحقوني ويسحقوني - ويسقوني كأس المنيا والآفات - وارادوا الله
 ان يمشق مكائدهم ويردهم من بعض الآيات هو بي ورحمة تكفيني ولا
 حياتي وصماتي وتجهيزي وتكفيني - هو جتي كثير السامح - ياتيني ويسبقني
 كاسات راح - ذكره شراب يزيل الحزان - وحب شي اسر اهل الصلاح
 لن نفصل ما وصلنا له - ولو قطعنا بالسيوف والرماح - وانظر الى اثار رحمة
 وآيات قبوليتنا - ان القوم يسعون لاعدائي - وهو يربي عدي - والقوم
 يكر لقطع اصلي وهم بنياني - وهو يبي أفناني وأغصاني - والقوم يريد اطرادي
 وتختاري وتوحيثني - وهو يكر مني - ويبيثني بمراتب وديني - ومن مبتدئ
 انه احبي - فلو بيا يهوى ون الى - وعباد يستكفون لدي - واحبا بايصل

على - وأرسل في افطار العالم رباحاً تحشر الناس اليها كذا فوج فوري
يقود القلوب الى الدين المتين

أَوْعِزِّي بِمِرَّةٍ نَوْرُ الدِّينِ

بسمي الختم مولوي كليم نوردين بهيري كه هردى سلام ارشاد است ازین با نور اسای بهت و نور

فهذا رحمة ربي وحق صراح ما يبطل بطاوى وغيره وان يخج نفسا
من حسرات ويطير من القالب طيرة ^{اي بطاوى} والله ان البطاوى ما قصر في
مكاته - بل ضو بطاوى بفحش لسانه وحصائده - ^{اي بطاوى}

ولولا هيبة سيف سله عدل سلطنة
البرطانية تحت الناس على سفك دمي
وجلب رجله وخيله لحسم وخطي ولكن
منعه من هذا رعب هذه الدولة ولمعان
تلك الطاقة فنشكر الله كل الشكر على ما
امتنا من كل خوف تحت ظل هذه الدولة
البرطانية المباركة للضعفاء وكف الله للفقراء

وَالْغُرَبَاءِ - وَسَوْطَ اللَّهِ عَلَى كُلِّ عَتِيدٍ

وہامی غریبان است و پناہ فقرا و تازیانہ عتیدت برہر کش

ذِي الْخِيَلَاءِ - ثُمَّ وَجِبَ عَلَيْنَا شُكْرُ

تکبر کنندہ باز برا شکر احسانات

أَحْسَانَاتِ الْقَيِّصَةِ الْعَادِلَةِ الَّتِي يَخَافُ

قیصرہ عادلہ واجب است آنکہ ہر ستیمکار

أَخَذَهَا قَلْبُ الْحَادِلِ وَالْحَادِلَةُ -

از مواخذہ او سے ترسد خواہ مرد است و خواہ زن

وَكَيْفَ لَا نَشْكُرُهَا وَإِنَّ اللَّهَ عَصَمَانَهُ

و چرا شکر نہ کنیم حالانکہ خدا تعالی در زیر سایہ این سلطنت

السُّلْطَنَةِ مِنْ حُلُولِ الْأَحْوَالِ وَطَمَسَ

از ہر خوف و خطر مارا را نمید و آثارہ

بِهَا أَثَارَ الظُّلْمِ وَأَنْزَلَ عَلَيْنَا مِنَ الْأَكَامِ

ظلم و تعدی را ناپدید کرد و برمانست لائے خود سخت

وَالْأَمْوَالِ اللَّهُمَّ فَاجْزِ تِلْكَ الْمَمْلَكَةَ

اسے خدا جل و علا این ملک را از اجزائے ملکی

مُنَاخِيرِ جَزَائِكَ وَالنُّصْرَةَ عَلَى أَعْدَائِهَا وَأَمَّا

غیر بخش و بر دشمنان او و بر دشمنان تو اور انج نصیب کن و بر تو سے مدد دہ

وَادْخُلْهَا مِنْ كُلِّ شَرِّ فِي ذِرَاكِ وَارْزُقْهَا مِنْ

سر دشمنان او و نیز دشمنان تو ہر شے پر پناہ خود دراز

نعمائك - واهد قلبها وقلب ذرارها الى

و از منتہائی خدا دارائی دل اور دل اولاد اورا

دينك دين الاسلام ونجهم من انفس الشر

دين خود که اسلام است رنجته بخش ايشان از همه آفت و در بنجها و شرک

واتخاذ العبد الها ونجهم من جميع الالام - رب

و از ننگ بنده را خدا قرار دادن تو نيق نجات ابر زانی دار

احسن اليهم كما احسنوا اليك واجعل افئدة

برايشان احسان کن از ايشان که با احسان کردند و از ايشان در زمان حيات من

منهم يقبلون دينك في زمان حياتي - رب

کسانے را برآر که دين ترا به پندير اند

انزل عليهم مائة من بركاتك واستجب دعوتي

بر ايشان مائده بركات خود فرود آور اين دعائے مرا قبول فرما آيين ثم آمين

آمين ثم آمين

ويا عجب كل العجب اقم يقال له الكفار وذاك حزب يقال له الاخوان

و بهمينان تعجب را که انگريزان و بين به احسان با قومی هستند که بنام كفار موسوم اند و اين مسلمانان بدجين و بنعم

والانصار - فيا حزب اخوان اشمن الاعداء - هلم الى ما نتخيم القنا

دعائے برادری و خوشي ميکنند ولا تقبلوا سوء ظنكم بالاخوان - واتقوا الله مصرف الملوان اليس منكم رجل

رشيد يخاف المال ويذر اللدد والجدال العلمون ما تواجدون - والي من

تتوجهون - اتكفرون في الاسلام باختلاف الفروع وتابون من المندوب

والمشروع - وهما أنا أشهد بالرب العظيم - واحلف بالله الكريم - على
 أني مومن مسلم موحد متبع لأحكام الله وسائر رسوله - وبري كما ترضون
 ومن ستم الكفر وحلوله - وانى لا ارى لغير الشرع عنة - ولا لعالم درجة -
 وأمنت بكتاب الله وأشهد ان خلافة زندقته - ومن تفولا بكلمة
 ليس له اصل صحيح في الشرع - ملما كان او عجزت - ا - فب الشياطين عنة
 وآمنت بان نبينا محمد صلى الله عليه وسلم خاتم الانبياء - وان كتابنا
 القرآن كريم وسيله الاهتداء - لا نبي لنا تقدي يبدل المصطفى ولا كتاب
 لنا تبع الا الفرقان للمبين على الصحن الاولى - وأمنت بان لئوسيد ولد آدم وسيد المرسلين ^{وآله}
 ختم به النبيين - و بان القرآن المجيد بعد رسول الله محفوظ من تحريف
 المخربين وخطأ المخطئين - ولا ينسخ ولا يزيد ولا ينقص بعد رسوله لا يخالها الملهين
 وكل ما فُهمت من عوالمات القرآن او ألهمت من الله الرحمن فقبلت على
 شريطة الصحة والصواب والسمت - وقد كُشف على انه صحيح خالص
 يوافق الشرعية لا ريب فيه - ولا ليس ولا شك ولا شبهة - وإن كان
 الامر خلاف ذلك على فرض المحال - فنبذنا كله من ايدينا كالمنازع الذي
 وما دقة السعال - وآمنا بمعاني ارادها الله والرسول الكريم وان لم نعلمها
 ولم يكشف علينا حقيقة ما كن الله العليم وعندنا نصوص وآيات وبرهان
 على صحتها سند كرها في موضعها ووقتها - نردبها على الذين اعتدت قولها
 زورا - وقذفت اقلامهم لغوا مؤفورا اثم لا يقرؤن كتابي - ولا يندبرون
 في جوابي ولا ينفكرون - فويل لهم عما كتبت ايديهم وويل لهم ما يكسبون -

وما أردنا للخالفين في ذلك الكتاب إلا جواب أوهاهم واسحات الزاهم
 وأما طريق السب بالنسب واللعن باللعن والذبت - فالكتاب نزهة عنها -
 وقوس الأمر إلى الله رب السماء - يا معشر العلماء لا تدخلوا في علم الله واسراده
 ولا تجزعوا على قول ما أعطيتهم من علم دثارة - ولا يخبئكم حيات الدنيا
 وخضرائها - ولا يفتننكم صرخ صارخه وضوضاءها - وإني اعز عليكم
 بالله الرحمن - أن تدروني محادراً بعداء المصطفى والفرقان - وتمددوني بكف
 اللسان - إن الكصادق سوف يريكم الله صدقي وثباتي - وإن أك كاذباً
 فكفى الله لاجحائي واسحائي - فلا تشمتوا في الأعداء ولا تعدوا ولا تطيلوا الأنياف
 ولعلم الله أوسع من علمكم هو يعلم في نفسي ما لا تعلمون - وإن لم تنتهوا فاسترجعوا
 إلى الله ثم تسألون -

وَأَمَّا الْأَمْرُ الثَّانِي

الذي أوجع في إلى ذكركم بذكر إمام
 الأفاضل ولا داني صلى الله عليه وسلم فأعلموا يا شرخ المسلمين - وشيوخ
 المؤمنين - إلى أردت من ترتيب هذا أن أستنزل رحم الله عليكم وتوبت
 بالتوسل بخاتم الأنبياء واصف الأصفياء - فاشهدوا لي آمناً إلى الله يد
 المسئلة لكم وأطلب منه هديكم - رب يارب استمع دعائي في قومي وتضرعي
 في اخوتي - أني اتوسل إليك بنبيك خاتم النبيين وشفيع ومشفع
 للمؤمنين - رب اخرجهم من الظلمات إلى نورك ومن بیداء البعد
 إلى حضورك - رب ارحم على الذين يلعنون علي - واحفظ من تنباك قومك
 يقطعون يدي - وأدخل هذا في جند قلوبهم واعف عن خطيئاتهم

وَدُّوْهُمْ - وَاعْفُ لَهُمْ وَاعْفُ لَهُمْ - وَوَادِعُهُمْ وَصَافِهِمْ وَاعْطِهِمْ عِیُونًَا
یَبْصُرُونَ بِهَا - وَآذَانًا یَسْمَعُونَ بِهَا - وَقُلُوبًا یَفْقَهُونَ بِهَا - وَأَنْوَارًا یَعْرِفُونَ
بِهَا - وَارْحَمْ عَلَیْهِمْ وَاعْفُ عَمَّا یَقُولُونَ فَانْهَم قَوْمًا لَّیَعْلَمُونَ -

رَبِّ بَوَّاحٍ لِلْمُصْطَفَى وَدَرَجَتِ الْعُلَیَّا - وَالْقَائِمِیْنَ فِی آثَارِ اللَّیْلِ الْعَظِیْمِ
فِی ضَوَا الضُّحَى - وَرُكَّابِ الْكَفَّ وَالسُّرَى - وَرِحَالِ تَسْتَدُّ إِلَى أَمْرِ الْقُرَى -

اصْلَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ اِخْوَانِنَا وَافْتَحْ اَبْصَارَهُمْ وَنُورْ قُلُوبَهُمْ وَفَهِّمْهُمْ مَا فَهَّمْتَنِي
وَعَلِّمْهُمْ طَرِيقَ التَّقْوَى وَاعْفُ عَمَّا مَضَى وَآخِرْ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ السَّمَوَاتِ
الْعُلَى .

دُرُغْتِ وَدَحْ حُضْرَتِ سَيِّدِنَا وَالسَّيِّدِیْنَ مُحَمَّدٌ وَصَلَّى
وَأَحْمَدُ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

چون زن آید ثنائی سرور عالی تبار	عاجز از مدحش نه بین آسمان هر دو
آن مقام قرب کو دارد بدل از قدیم	کس نداند نشان آن از وصلان کجای
آن عنایت که محبوب از لاری و دُر	کس نخواهی هم ندیده مثل آن اندر دیر
سرور خاصان حق شاه گرو عا شوقان	آنکه روش کرد طی بهر نزل وصل نثار
آن مبارک پی که آمد ذات بآیات او	رحمتی زان ذات عالم پر در و پروردگار

آنکه شان او نغمه کس خاصان کبار
آخرین امتداد و ملجا و کف حصا
کس مگردد و محشر جز پناهنش ننگا
آسمانها پیش آوج همت او دره و
مطبخ شمس که بود از ابتدا ستار
ذات خالق را نشانی بس بزرگ و تنوا
مهرم و نه رزه اش پراز جمال و دستار
خاک کوئی او به زنده نشاکستار
که مرا افتاد آید بچشم کس که

آنکه دارد و قرب حاصل جناب پاک حق
آختر آخر زمان کو اولین اجائی فخر
هست درگاه بزرگش کشتی عالم پناه
از همه چیزی فزون تر در هر نوع کمال
منظر نوری که پنهان بود از عهد ازل
صدر بزم آسمان حجت الله بر زمین
هرگز تار و جوش خائیه یار ازل
حسن رو او به زنده افتاب ماه تاب
ست ۱ عقا و نکا و چه چه چه چه

آدم تو حید پیش از آموش بیونیا
یعنی پیدا کننده و توحید بعد از گم شدن آن
جان شناخته جانان بدیلان انگار
هیچکس انخوش ندول جز دل آن شهر ما
این خبر شد جان احمد را که بود از عشق ناز
کاشنی که در این جهان در گنج غار

روح او در گفتن قول بکس اول کسی
بشارت سعادتی بچشم اولی
جان خود داد و حق خلق خدا و فطرت
اندر آن وقتی که بنیاد شرک کفر بود
هیچکس از خجسته شرک خجسته که شد
کس چمید که از ان ناله با باشد خبر

من نمیدانم چه دروی بود و اندوه نمی
نی ز تاریکی تو خوش تر نهائی هر اس
کشته قوم و قدامت خلق و قربان جهان
نفره با پرورد میز و از پی خلق خدا
سخت شور بر فلک افتاد زان عجز و عا
آحر از عجز و مناجات و تضرع کردنش
در جهان از مصیبتها بود و فان عظیم
همچو قتل فوح دنیا بود و پراز هراس و
مشایطین با تسلط بود بر هر روح و نفس
منت ادب و بهر سرخ و سیاهی ثابت است
یابنی اسد توئی خوشبدره با می مهدا
یابنی اسد لب تو چشمه جان پر دست
آن یکی جوئد حدیث پاک تو از دید و عمر
زنده آن شخصی که نوشد جرعه از چشمه است

کاندان غاری را آوروش حنین و دلگیا
نی ز مردن سم نه خوف کشدی تو سم ما
نی بحجم شش سلیش نه نفس خوش شکر
شد تضرع کار او پیش خدا لیل و نهار
قدسیان را نیز شد چشم از غم آن شکبا
شد نگاه لطف حق بر عالم تا یک و تار
بود خلق از شرک عصیان کو در کرد و دیار
هیچ دل خالی نبود از ظلمت و گرد و غبار
پس بلی کرد بر روح محبت و محبت کرد
آنکه بهر نوع انسان کرد جان خود را
بی تو نثار و درو برای عارف پر نهر گار
یابنی اسد توئی در راه حق آموزگار
و آن دگر خود از دها نشین غوبه نه تظا
زیر آن فردیکه کرد است ابتاعت اختیار

عارفان استغنائی معرفت علم خست
 بی تو هرگز دولت عرفان نمیداد کسی
 مکتبیه اعمال خودی عشق و محبت الهی است
 دردی حاصل شود نورانی عشق رتو
 از عجب این عالم هر چه محبوب خوش است
 خوشتر از دوران عشق تو نباشد هیچ دو
 منکره بر دم نخبه سیاهی پایان تو
 هر کس اندر نماز خود دعای می کند
 یانی اندر هر سرعته تو ام
 اتباع عشق و ریت از ره تحقیق حست
 دل اگر خون نیست از بهر چه چیز اند
 دل نمی ترسد بهر تو مر از موت هم
 راغب اند رحمت یا رحمة الله آیدیم
 یانی اندر شاد روی محبوب تو ام

صادقان استغنائی صدق بر عشق قرار
 گر چه میر در ریاضت با وجهی شمای
 غافل از رویت بنید روی نیکی زینها
 کان نباشد ساکنان حاصل اندر روزگار
 شان آن هر چیز بنیم در وجودت شکا
 خوشتر از وصف مدح تو نباشد هیچ کا
 جان گذارم بهر تو گر دیگری خدنگزا
 من عا مائی برو بار تو ای بلخ بها
 وقف راه تو کنم گر جان بدم صدرا
 کیمیای هر دلی اکسیر هر جان فگار
 در نثار تو نگردد جان کجا آید بکا
 پایکاری با بین خوش میرم تا پاوار
 ایکه چون مابر در تو صد هزار امید
 وقف بهت کرده ام این کعبه بدوشت با

تا بمن نور رسول پاک بنموده اند
آتش عشق از دم من همچو بقی می جود
بر سر جدت دل آید روی او بخواب
صد هزاران یوسفی بنیم درین چاه قن
تا جدار مفت کشور آفتاب شرق و غرب
کامران آیدل که زد در راه او از صدق گم
یانی الله جهان تا یکشد از شرک و کفر
بیم نوادر خدا در روی تو ای دلبر
ایل دل فمند قدرت عارفان داند حال
هر کسی از دسری با دلبری اندر جهان
از همه عالم دل اندر روی خویش است ام
زندگانی چیست جان کردن بره تو فدا
تا وجودم هست خنجر اید بود عشقت در دم
یا رسول العبد برویت عهد دارم استوار

عشق او در دل می جوشد چو آب انباشتا
یک طرف ای همدان خسلم از گرد و جوا
ای بران روی من شر جان من سر و دم ثنا
و آن مسیح ناصری از دم او بشمار
با دشا ملک ملت لجا هر خاکسار
نیکبخت آن که رسیدار و سر آن شهسوار
وقت آن آید که بنامی رخ خورشید
مست عشق رو تو بینم دل هر هوشیار
از چشم شیران پنهان رخ نصف النهار
من فدای روی تو ای دستان گلغذا
بر وجود خویش تن کردم جوت اختیار
رنگاری چیست مبد تو بودن صید و
تا دلم در آن خم دار و بتودار و مدار
عشق تو دارم از آن وزی که بودم شیرخوار
بینی عشق تو در وجود من فطرتی است ۱۲

هر قدم کاند جناب حضرت یحیی
 در دو عالم نسبتی دارم بتو از بن برگ
 یا دکن فقیکه در کشف نمودی شکل خویش
 یا دکن آن لطف رحمتها که با من داشتی
 یا دکن فقی چو بنمودی بیداری مرا
 آنچه مرا از دوشخ شوخ آزاری رسید
 حال ما دوشوخی این هر دوشخ بد زبان
 نام من در جان ضلالت کافری بنهادند
 هیچکس را بر من مظلوم و غمگین دل نسوخت
 مان خداوند کریم و دلیبر و محبوب من
 صبر کردیم از غنا یا تش برین صدف کوفت
 ای که تکفیر مسلمانان کنی از بخل و کین
 سهل باشد از زبان خویش تکفیر کس
 کلمه گویان با چرا کافری نام اسی اخنی

دیدت پنهان معین حامی نصرت شیار
 پرورش دادی مرا خود همچو طفلی در کنای
 یا دکن بهمت دیگر کامی شتاق و آ
 و آن بشارت که میدادی مرا از کردگار
 آن جمالی آن نخی آن صورتی رشک بهار
 یا رسول الله پسران عالم ذوالاقتدار
 جمله میداند خدای حال آن و بر دبار
 نیست از عزم شان چون من بلند و شست خوا
 جز تو کاند خوا بهار حمت نمودی بار بار
 واد و هر دم میدهد تسکین من چون نگار
 سر در چینی بنیاید تانمی گرد و غبار
 شربت آید از خدای عادل و ذی اختیار
 شکل افتد آن مان چون پیران و کردگار
 اگر تو داری مخفی حق رنج کفر خود برآ

پیر گشتی خلق پیران انبیدانی ہنوز	ایزدت بخشد چو پیران صدق و صواب
گر کنی تکفیر قوم خود چہ کارے کرد	روا اگر مردی جہودی باسلام اندر آید
چون نسیم صبح محشر برپہ بردار و زکار	کیست کافر کیست مومن خود گرد آشکار
گر خردمندی بر دکن فکر نفس خود سخت	لاف ایمان خود چہ چیزی نوایان بیا
چند بر تکفیر نازی چہ دستہز کنی	رو بایمان خود و مارا بجگر ما گداز
نی ز فردوسم حکایت کن از آلام نار	کز غم دین محمد سبب زیم شوریدہ و
اندر آن فتیکہ یاد آید ہر ستم مرا	بس فرا مشم شود ہر عیش و رخ ہر دوا

آب بعدیہ کتاب کہ جس کا ایک نام

آئینہ رکالات اسلام

اور دوسرا نام دفع الوسوس بھی ہے ایک مقدمہ اور تین باب اور ایک غامض
پیشتر ہے خدا تعالیٰ امین برکت ڈالے اور ایک عالم کے لئے ہدایت کا موجب کرے

آمین ثم آمین

مقدمہ

تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ اس عاجز نے خدا تعالیٰ سے توفیق پا کر تین رسالے تائید اسلام میں تالیف کئے تھے جنہیں سے پہلے کا نام فتح اسلام اور دوسرے کا نام توضیح مرآ اور تیسرے کا نام ازالہ اوہام ہے ان رسالوں میں حسب ایاد اور اہام اور انقاہ ربانی اس مرتبہ **مثیل مسیح** ہونیکا ذکر ہی تھا جو اس عاجز کو عطا کیا گیا۔ ایسا ہی ان وقایق و حقائق و معارف عالیہ کا بیان تھا۔ جو اسلام اور قرآن کریم کے اعلیٰ حقیقتین اور مسلمانوں کے لئے بمقابلہ مخالفین جائے فخر تھیں اور نیز اسلامی توحید کے انتہائی مرتبہ کی خوبصورتی اور صفائی ان حقائق سے ظاہر ہوتی تھی۔ اور نیز وہ سب معارف ان بیرونی حملوں کے کافی و شافی جواب تھے جو موجودہ زمانہ کے لوگ سر اسرا اپنے تعصب اور کوتاہ نظری سے تعلیم اسلام پر کرتے ہیں اور یہ سب کچھ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے لیا گیا تھا۔ اور گذشتہ اکابر کی ان سچائیوں پر شہادتیں ہی موجود تھیں اور امید تھی کہ عقلمند لوگ ان کتابوں کو شکر گزاری کی نظر سے دیکھیں گے اور خدا تعالیٰ کی جناب میں سجدات شکر بجا لاویں گے کہ عین ضرورت کے وقت میں آئے یہ روحانی نعمتیں عطا فرمائیں۔ لیکن افسوس کہ بعض علماء کی فتنہ اندازی کی وجہ سے معاملہ برعکس ہوا۔ اور بجائے اسکے کہ لوگ خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ایک شور اور غوغا مچا کر شکر کا ایسا برپا کر دیا گیا کہ وہ تمام حقائق اور لطائف اور نجات اور معارف الہیہ کلمات کفر قرار دے گئے۔ اور اسی بنا پر اس عاجز کا نام ہی کافر اور ملحد اور زندقہ اور قاتل رکھا گیا۔ بلکہ دنیا کے تمام کافروں اور دجالوں سے بدتر قرار دیا گیا۔ اس فتنہ اندازی کے اصل بانی سبانی

ایک شیخ صاحب محمد حسین نام ہیں جو بٹالہ ضلع گورداسپور میں رہتے ہیں اور جیسے اس زمانہ کے اکثر متاخرین متعجلین اور قبل اسکے جو کسی قول کے تہمت پہنچیں اسکے قائل کو کافر ٹھہراتے ہیں یہ عادت شیخ صاحب موصوف میں اور دن کی نسبت بہت کچھ بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اور اب تک جو ہم پر ثبات ہوا ہے وہ یہی ہے کہ شیخ صاحب کی فطرت کو تدبیر اور غور اور حسن ظن کا حصہ تمام ازل سے بہت ہی کم ملا ہے۔ اسی وجہ سے پہلے سے **استغناء** کا کاغذ ہاتھ میں لیکر ہر ایک طرف ہی صاحب دوڑے۔ چنانچہ پہلے سے پہلے کافر اور مرتد ٹھہرانے میں میان نذیر حسین صاحب دہلوی نے قلم اٹھائی اور بٹالوی صاحب کے استغناء کو اپنی کفر کی شہادت سے مڑتے کیا اور میان نذیر حسین نے جو اس عاجز کو بلا توقف و تامل کافر ٹھہرا دیا۔ باوجود اسکے جو میں پہلے اس سے انکی طرف صاف تحریر کر چکا تھا کہ میں کسی عقیدہ متفق علیہا اسلام سے منحرف نہیں ہوں۔ انکی بہت سی وجوہ میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ میان صاحب موصوف اب ارذل عمر میں ہیں۔ اور سبب زیادت غضب اور طیش اور غصہ کے اور کوئی عمدہ قوت غور اور خوض کی ان میں باقی نہیں رہی۔ بلکہ اگر میں غلطی کرتا تو میری رائیں اب باعث پر فروت ہو جائیکے ان کے حواس ہی کیفیت رقیب الاحتمال ہیں ماسوا اسکے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابتدا سے ہی ایک سطحی خیالات کے آدمی ہیں اور انکی فطرت ہی کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ حقایق عالیہ و معارف قیمہ سے انکی طبیعت کو کچھ مناسبت نہیں غرض باقی استغناء بٹالوی صاحب اور اول المکفرین میان نذیر حسین صاحب ہیں اور باقی سب انکے پیرو ہیں۔ جو اکثر بٹالوی صاحب کی دلجوئی اور دہلوی صاحب کی حق استادی کی رعایت سے ان کے قدم پر قدم رکھتے گئے۔ یوں تو ان علماء کا کسی کو کافر ٹھہرانا کوئی نئی بات نہیں یہ عادت تو اس گروہ میں خاص کر اس زمانہ میں بہت ترقی کر گئی ہے اور ایک فرقہ دوسرے

فرقہ کو دین سے خارج کر رہا ہے لیکن اگر افسوس ہے تو صرف اس قدر کہ ایسے فتوے صرف اجتہادی غلطی کی ہی وجہ سے قابل الزام نہیں بلکہ بات بات میں خلاف امانت اور تقوٰے عمل میں آتا ہے اور نفسانی حدود کو درپردہ مد نظر رکھ کر دینی سبیل کے پیروی میں اسکا اظہار ہوتا ہے۔ کیا تجتّب کا مقام نہیں کہ ایسے نازل سکیم کی فر قرار دینے میں استقدر منہ زوری دکھلائی جائے کہ ایک شخص بار بار خود اپنے اسلام کا اقرار کرتا ہے اور ان تہمتوں سے اپنی بریت ظاہر کر رہا ہے جو موجب کفر طرانی گئی ہیں مگر پہر ہی اس کو کافر ٹھہرایا جاتا ہے اور لوگوں کو متعین کیجاتی ہے کہ باوجود اقرار کلمہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ** اور باوجود توحید اور ماننے عقائد ضروریہ اسلام اور پابندی صوم و صلوة اور اہل قبلہ ہونیکے پہر بھی کافر ہے۔ اور دیگر مشرکین اور کفار کی طرح ہمیشہ جہنم میں رہیگا اور کبھی اس سے باہر نہیں ہوگا۔

ایکہ دجال مجتہد نیرضال	چون تیری از خدائی و الجلال
مونئی رانام کافرے نہی	کافر مگر مونی با این خیال

اور عموماً نام علماء کفرین پر یہ افسوس ہے کہ انہوں نے بلا تفتیش و تحقیق ثالوی صاحب کے کفر نامہ پر مہرین لگا دیں اور اول سے آخر تک میری کتابیں نہ دیکھیں اور بذریعہ خط و کتابت مجھ سے کچھ دریافت نہ کیا۔ اگر وہ نیک نیتی سے مہرین لگاتے تو ان کا تو قلب ضرور ملن کو اس بات کی طرف مضطر کرتا کہ پہلے مجھ سے دریافت کرتے اور میرے الفاظ کی حل معانی ہی مجھ سے ہی چاہتے۔ پہر اگر بعد تحقیق وہ کلمات و حقیقت کفر کے کلمات ہی ثابت ہوتے تو ایک بہائی کی نسبت افسوسناک دل کے ساتھ کفر کی شہادت کلمہ دیتے اگر وہ ایسا کرتے اور عجلت سے

کام نہ لیتے تو ان الزاموں سے بری ٹھرتے جو عناد اور ایک تکفیر کے ثواب باز پر عاید ہو سکتے ہیں۔ مگر افسوس کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ جیسی ایک بھید دوسری بھید کے پیچھے چلی جاتی ہے اور جو کچھ وہ کہانے لگتی ہے اسی پر یہ بھی وانت مارتی ہے یہی طریق اس تکفیر میں بہادر بعض علماء نے ہی اختیار کر لیا تھا اشکو اللہ الی اللہ۔ اس بت کو کون نہیں جانتا کہ ایک مسلمان موحداہل قبلہ کو کافر کہنا نہایت نازک امر ہے بالخصوص جبکہ وہ مسلمان بارہا اپنی تحریرات و تقریرات میں ظاہر کرے کہ میں مسلمان ہوں اور اللہ اور رسول اور اللہ جل شانہ کے ملائک اور اسکی کتابوں اور اس کے رسولوں اور بعث بعد الموت پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ اللہ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم میں ظاہر فرمایا ہے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ ان تمام احکام صوم و صلوٰۃ کا پابند بھی ہوں جو اللہ اور رسول صلعم نے بیان فرمائے ہیں تو ایسے مسلمان کو کافر قرار دینا اور اس کا نام کافر اور دجال رکھنا کیا یہ ان لوگوں کا کام ہے جن کا شغل تقویٰ اور خداترستی سیرت اور نیک ظنی عادت ہو۔ اگرچہ جیسا کہ میں ابی بیان کر چکا ہوں یہ بات تو سچ ہے کہ قدیم سے علماء کا یہی حال رہا ہے کہ شائخ اور اکابر اور ائمہ و مفتی کی کتابوں کے جب بعض بعض حقائق اور معارف اور دقائق اور نکات عالیہ انکو سمجھ نہیں آئے اور ان کے زعم میں وہ خلاف کتاب اللہ اور آثار نبویہ پائے گئے تو بعض نے علماء میں سے ان اکابر اور ائمہ کو دائرہ اسلام سے خارج کیا اور بعض نے نرمی کر کے کافر تو نہ کہا لیکن اہلسنت والجماعت سے باہر کر دیا۔ پھر جب وہ زمانہ گزر گیا اور دوسرے قرن کے علماء پیدا ہوئے تو خدا تعالیٰ نے ان پیچھے علماء کے سینوں اور دلوں کو کھول دیا اور انکو وہ ہار یک باتیں سمجھا دیں جو پہلے انہوں نے نہیں سمجھی تھیں۔ تب انہوں نے ان

گذشتہ اکابر اور اماموں کو اُن تکفیر کے فتوؤں سے بری کر دیا اور نہ صرف بری بلکہ اُنکی قطیعت اور غوثیت اور اعلیٰ مراتبِ لایت کے قائل بھی ہو گئے اور اسی طرح علماء کی عادت رہی اور ایسے سعیدانِ مین سے بہت ہی کم نکلے جہتوں نے مقبولانِ درگاہِ الہی کو وقت پر قبول کر لیا امام کمال حسین رضی اللہ عنہ سے لیکر ہمارے اس زمانہ تک یہی سیرت اور خصلت ان ظاہر پرست دعیانِ علم کی چلی آئی کہ انہوں نے وقت پر کسی مردِ خدا کو قبول نہیں کیا خدا تعالیٰ نے یہودیوں کی نسبت قرآن کریم میں بیان فرمایا تھا کہ اَفْکَلَمَّا جَاءَکُمْ رَسُولٌ مِّمَّا لَا تَهْتَوٰی اَنْفُسَکُمْ بِالْاٰیٰتِ

یعنی اے بنی اسرائیل کیا تمہاری یہ عادت ہو گئی کہ ہر ایک رسول جو تمہارے پاس آیا تو تم نے بعض کی اُن میں سے تکذیب کی اور بعض کو قتل کر ڈالا۔ سو یہی خصلتِ اسلام کے علماء نے اختیار کر لی تا یہودیوں سے پوری پوری مشابہت پیدا کریں سو انہوں نے قتل اتارنے میں کچھ فرق نہیں رکھا اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا کہ تا وہ سب باتیں پوری جانیں جو ابتداء سے رسول کریم نے اس مشابہت کے بارے میں فرمائی تھیں۔ ان علماء نے مقبولان کو قبول ہی کیا اور بڑی اراوت بھی ظاہر کی یہاں تک کہ انکی جماعت میں ہی داخل ہو گئے مگر اُس وقت کہ جب وہ اس دنیا ناپائیدار سے گذر گئے اور جبکہ گردِ مہرِ بندگانِ خدا پر انکی قبولیت ظاہر ہو گئی۔ ویتدر القائل۔

جب مر گئے تو آئے ہماری مزار پر

پتھرِ پینِ صنم تیرے ایسے پیار پر

اومیری حالت جو ہے وہ خداوندِ کریم خوب جانتا ہے اُسے مجھ پر کمال طور پر اپنی کترین

نازل کی پین۔ اور اتباع نبوی میں ایک گرم جوش فطرت بخش کر مجھے پہنچا ہے کہ حقیقی متابعت کی راہ میں لوگوں کو سکھلاؤں اور اُن کو اُس علمی و علمی ظلمت سے باہر نکالوں جو بوجہ کم توہمی اُنہیں محیط ہو رہی ہے۔ میں اس بات کا دعویٰ نہیں کرتا کہ میری روح میں کچھ زیادہ سرمایہ علوم کسب ہے بلکہ میں اپنی ہچکچاہٹ اور کم لیاقتی کاسب زیادہ اور سب سے پہلے اقرار کرتا ہوں لیکن ساتھ اس کے میں اس اقرار کو بھی مخفی نہیں کہہ سکتا کہ میری جیسے سچ اور ذلیل اور اُسی کو خود خداوند کریم نے اپنے کنار تربیت میں لیدیا۔ اور اُن سچی حقیقتوں اور کامل معارف سے مجھے آگاہ کر دیا کہ اگر میں تمام غور و فکر کر نیوالوں سے ہمیشہ زیادہ غور و فکر کرتا رہتا اور با اینہما ایک لبنی عمر بھی پاتا تب بھی اُن حقائق اور معارف تک ہرگز نہ پہنچ سکتا۔ میں اُس مولے کریم کا اس وجہ سے ہی شکر کرتا ہوں کہ اُس نے ایسا ہی جوش اسلام کی اشاعت میں مجھ کو اس قدر بخشا ہے کہ اگر اس راہ میں مجھے اپنی جان ہی فدا کرنی پڑے تو میرے پر یہ کام بفضلہ تعالیٰ کچھ بہاری نہیں۔ اگرچہ میں اس دنیا کے لوگوں سے تمام امیدیں قطع کر چکا ہوں مگر خدا تعالیٰ پر میری امیدیں نہایت قوی ہیں سو میں جانتا ہوں کہ اگرچہ میں اکیلا ہوں مگر یہ بھی میں اکیلا نہیں وہ مولے کریم میرے ساتھ ہے اور کوئی اس سے بڑھ کر مجھ سے قریب تر نہیں اُسی کے فضل سے مجھ کو یہ عاشقانہ روح ملی ہے کہ وہ کہہ اُٹھا کہ یہی اُس کے دین کے لئے خدمت بجالاؤں اور اسلامی مہمات کو بشوق و صدق قائم تر انجام دوں اس کام پر اپنے آپ مجھے مامور کیا ہے اب کسی کے کہنے سے میں رُک نہیں سکتا اور نہ نعوذ باللہ اُس کے الہامی احکام کو بنظر تخلف دیکھ سکتا ہوں بلکہ اُن مقدس حکموں کی نہایت تحکیم کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ میری ساری زندگی اسی اللہ میں صرف ہو اور درحقیقت خوش اور مبارک زندگی وہی زندگی ہے جو الہی دین کی

خدمت اور اشاعت میں بسر ہو ورنہ اگر انسان ساری دنیا کا بھی مالک ہو جائے اور اس قدر وسعت معاش حاصل ہو کہ تمام سامانِ عیش کے جو دنیا میں ایک شہنشاہ کے لئے ممکن ہیں وہ سب عیش اُسے حاصل ہوں پہر بھی وہ عیش نہیں بلکہ ایک قسم عذاب کی ہے جسکی تنجیان کبھی ساتھ ساتھ اور کبھی بعد میں کہلاتی ہیں۔

میں افسوس کرتا ہوں کہ ہمارے اکثر علماء کی توجہ اکثر ظاہری اور پست اور بڑے دنیاوی کمپیٹ کیچھی ہوئی ہے اور وہ اُن باریک حقیقتوں کو سمجھتے نہیں کہ جو خداوند کریم نے کتاب عزیز میں لکھی ہیں اور جو ہمارے سید و مادی علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں اور نہ صرف اسی قدر بلکہ وہ ایسے عارف کو جو خدا تعالیٰ سے معارف حکمیکہ کا انعام پاوے اور اُن وقایق کو کہو لے جو ضرورت وقت نے اُن کا کہنا فرض کر دیا ہے زندقہ اور متحد اور محرف اور دین سے برگشتہ قرار دیتے ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ حقیقتوں سے اکثر ناواقف اور صرف ظاہر اور مجاز پر قناعت کر کے مائل ہیں اور اُس سر و حقیقی کی طرف انکی طبیعتوں کو میل ہی نہیں اور نہ کچھ مناسبت ہے جو اسرار غامضہ پر اطلاع پانے سے حقانی عارفوں کو حاصل ہوتا ہے مشرقی بت پرستی کا اثر اگرچہ کماتا ہو جو تو ان پر پڑا نہیں مگر پہر ہی اُنکے دل میں وہم پرستی کے ایسے بت مخفی ہیں کہ وہ قبلہ حقیقت تک پہنچنے سے سدا رہ ہو رہے ہیں۔ میں کامل یقین رکھتا ہوں کہ ان بتوں کے توڑنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے اور میں کسی دلیل سے شبہ نہیں کر سکتا کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ان بتوں کو بجلی توڑ دیا جاوے اور خدا پرست لوگ گم گشتہ حقیقتوں کو پہر بالمیون۔ خدا تعالیٰ جو تمام بھیدوں سے واقف ہے خوب جانتا ہے کہ یہ لوگ حقیقتِ سلامیہ سے دور جا پڑی ہیں اور حقانیت کی مبارک روشنی کو انہوں نے

چھوڑ دیا ہے۔

ادھر تو اندرونی طور پر یہ آفت ہے جسکا میں نے محل طور پر ذکر کیا ہے اور مخالف قہوں کا کیا حال بیان کیا جاوے کہ وہ اعتراضات اور شبہات سے ایسے لکے ہوئے ہیں کہ جیسے ایک دخت کسی پہل سے لدا ہوا ہوتا ہے اس کے کینے چارے زمانہ میں اسلام کی نسبت بہت بڑھ گئے ہیں۔ اور ہر ایک نے اپنی طاقت اور ہتھکڑی کے موافق اسلام پر اعتراض کرنے شروع کئے ہیں اگر ہمارے مخالفوں میں سے کوئی شخص علم طبعی میں داخل رکھتا ہے تو وہ اس طبعیانہ طرز اعتراض کرتا ہے اور یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ اسلام علم طبعی کی ثابت شدہ صداقتوں کے مخالف بیان کرتا ہے۔ اور اگر کوئی مخالف طبابت اور دیگر طبی میں کچھ حصہ کہتا ہے تو وہ انہیں تحقیقاتوں کو سرسرد ہو کہ دہی کے راہ سے اسلام پر اعتراض کر نیچے لئے پیش کرتا ہے اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ گویا اسلام ان تجارتی دھوکوں کے مخالف بیان کر رہا ہے جوئی تحقیقاتوں کے ذریعہ سے کامل طور پر ثابت ہو چکے ہیں۔ اسی طرح حال کے علم ہیئت پر جسکو کچھ نظر ہے وہ اسی راہ سے تعلیم اسلام پر اپنے اعتراضات وار کر رہا ہے غرض جہاں تک میں دریافت کیا ہے تین ہزار کے قریب اعتراضات اسلام اور قرآن کریم کی تعلیم اور ہمارے سید و مولے کی نسبت کو تہہ بیہون نے کئی ہیں اور اگرچہ بظاہر ان اعتراضات کا ایک طوفان برپا ہونے سے ایک سرسری خیال و تعلق اور غم پیدا ہوتا ہے مگر جب غور سے دیکھا جائے تو یہ اعتراضات اسلام کے لئے مضر نہیں ہیں بلکہ اگر ہم آپ ہی غفلت نہ کریں تو اسلام کے مخفی و قایق و حقایق کے کھلنے کیلئے حکمت خداوندی نے یہ ایک ذریعہ پیدا کر دیا جو ناان معارف جدیدہ کی روشنی سے جو اس تقریب سے غور کر نیا لون پر کھلیں گی اور کھلی رہیں حق کے طالب ان ہولناک تاریکیوں سے بچ جائیں جو اس زمانہ میں رنگارنگ کی پیریں

ظہور پذیر ہو رہی ہیں۔ ان پر اعتراضات غفلت کی حالت میں سخت خوف کی جگہ ہیں اور ایک ضلالت کا طوفان برپا کر نیوالے معلوم ہوتے ہیں۔ اور مجرد اسلامی عقاید کا یا د رکھنا یا پورانی کتابوں کو دیکھنا اسے محفوظ رہنے کیلئے کافی نہیں اور حقیقت شناس لوگ سمجھتے ہیں کہ اس زمانہ کے ان اعتراضات ایک بہاری ابتلا مسلمانوں کے لئے پیش آگیا ہے اور اگر مسلمان لوگ اس بلا کو تغافل کی نظر سے دیکھیں گے تو رفتہ رفتہ انہیں اور ان کی ذریت میں یہ ہر ناک مادہ اثر کر گیا یہاں تک کہ ہلاکت تک پہنچا گیا۔ وہ ایمان جو بڑے ارادوں اور لغزشوں پر غالب آتا ہے بجز عرفان کی آمیزش کے کبھی ظہور پذیر نہیں ہو سکتا پس ایسے لوگ کیونکر خطرات لغزش سے محفوظ رہ سکتے ہیں جو قرآن کریم کی خوبیوں سے ناواقف اور سیرونی اعتراضات کے دفع کرنے سے عاجز اور کلام الہی کے حقائق اور معارف عالیہ سے منکر ہیں بلکہ اس زمانہ میں ان کا وہ خشک ایمان سخت معرض خطر میں ہے اور کسی ادنیٰ ابتلا کے تحمل کے قابل نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ پر اُسی شخص کا ایمان مستحکم ہو سکتا ہے جو جسکا اسکی کتاب پر ایمان مستحکم ہو اور اسکی کتاب پر یہی ایمان مستحکم ہو سکتا ہے کہ جب بغیر حجت منقولی ہجرات کے کہ جواب انہوں کے سامنے بھی موجود نہیں ہیں خود خدا تعالیٰ کا پاک کلام اعلیٰ درجہ کا معجزہ اور معارف و حقائق کا ایک نامید کنارہ دریا نظر آوے۔ پس جو لوگ ایک کہی کی نسبت تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اُس میں بیشمار عجائبات قدرت قادر ایسی موجود ہیں کہ کوئی انسان خواہ وہ کیسا ہی فلاسفر اور حکیم ہوا بھی نظیر نہیں بنا سکتا اور ایک جو کی نسبت انکو یہ اعتقاد ہے کہ اگر تمام دنیا کے حکیم قیامت کے دن تک اسکی عجائبات اور خواص خاصہ کو سمجھیں تب بھی یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے وہ تمام خواص دریافت کر لئے ہیں لیکن یہی لوگ مسلمان کہلا کر اور مسلمانوں کی ذریت کہلا کر قرآن کریم کی نسبت یہ یقین کہتے

ہیں کہ وہ بجز موٹے الفاظ اور سرسری معنوں کے اور کوئی باریک حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتا اور کلام الہی کے نکات اور اسرار اور معانی کو اس حد تک ختم کر بیٹھے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بقدر ضرورت وقت و لحاظ موجودہ استعدادات کے فرمائے تھے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ تمام فرمودہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باستیفا ضبط میں ہی نہیں آیا اور نہ جیسا کہ چلے محفوظ رہا۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے اسرار جدیدہ قرانیہ کے دریافت کرنے سے بکلی فارغ اور لاپرواہ ہیں۔

یاد رہے کہ اسرار جدیدہ سے ہمارا مطلب نہیں کہ ایسی باتیں قرآن کیم سے روز بروز غفلت کئے ہیں جو اسکی مقررہ مقررہ شریعت کے مخالف ہوں بلکہ اسرار اور نکات اور دقائق سے وہ امور مراد ہیں جو شریعت کی تمام باتوں کو مسلم کہہ انکی پوری پوری شکل کو ظاہر کرتی ہیں اور ان کی حقیقت کاملہ کو بمحضہ ظہور لاتے ہیں۔ یہاں تک کہ مقبول کو مقبول کر کے دکھلا دیتے ہیں۔ سو انہیں اسرار کی اس مقبولیت کے زمانہ میں ضرورت تھی۔ جہاں تک نظر اٹھا کر دیکھو یہی سنت اللہ پاؤ گے کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ زمانہ کی ضرورتوں کے موافق اپنے دین کی مدد کرتا رہا ہے۔ اور ہر قسم کی روشنی کے دیکھنے کیلئے زمانہ کی حالت نے بالطبع خواہش کی وہی روشنی اپنے کلام اور کام میں اپنے کسی برگزیدہ کی معرفت دکھلاتا رہا ہے تا اس بات کا ثبوت دے کہ اس کا کلام اور کام ناقص نہیں اور نہ کمزور اور ضعیف ہے۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ میں ساپنوں کے مقابلہ پر سانپ کی ضرورت پڑی اور حضرت سح کے مقابل پر طیبیوں اور افسعلن خواتون کے مقابل پر روحانی طبابت کے دکھلائیں حاجتیں پیش آئیں۔ سو خدا تعالیٰ نے زمانہ کے تقاضا کے موافق اپنے نبیوں کو مدد دی اور ہمارے سید و مقتدا ختم المرسلین کے زمانہ کی ضرورتیں درحقیقت کسی ایک نوع

میں محدود نہ تھیں اور یہ زمانہ ہی کوئی محدود زمانہ نہ تھا بلکہ ایسا وسیع تھا جس کا دامن قیامت تک پہیل رہا ہے اسلئے خداوند قدیر و حکیم نے قرآن کریم کو بے نہایت کمالات پر مشتمل کیا۔ اور قرآن کریم بوجہ اپنے ان کمالات کے جنہیں سے کوئی دقیقہ خیر کا باقی نہیں رہا تھا ہر ایک زمانہ کے فساد کا کامل طور پر تدارک کرتا رہا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بڑا کام قرآن کریم کا خلق اللہ کے اصولوں کی اصلاح تھی سو اسے تمام دنیا کو صاف اور سید ہے اصول خدا شناسی اور حقوق عباد کے عطا کئے اور گم گشتہ توحید کو قائم کیا اور دنیا کے مہرطمت خیالات کے مقابل پر وہ حرکت اور پرنور اور با اینہما ^{اعلیٰ} درجہ کا بلخ و فصیح کلام پیش کیا جس نے تمام اس وقت کے موجودہ خیالات کو پاش پاش کر دیا اور حکمت اور معرفت اور علمت اور فصاحت اور تاثیرات تو یہ میں ایک عظیم الشان معجزہ دکھلایا۔ پہلے ایسا ہی ہر ایک وقت میں جب کسی قسم کی ظلمت جوش میں آتی گئی تو اسی پاک کلام کا نور اس ظلمت کا مقابلہ کرتا رہا۔ کیونکہ وہ پاک کلام ایک ابدی معجزہ اور مختلف زمانوں کی مختلف تاریکی کے اٹھانیکے لئے ایک کامل روشنی اپنے اندر لایا تھا لہذا وہ ہر ایک قسم کی تاریکی کو اپنے نور کی قوت سے رفع و دفع کرتا رہا یہاں تک کہ وہ زمانہ آگیا کہ جس میں ہم ہیں اور جیسا کہ قرآن کریم نے پیشگوئی کی تھی زمین نے ہمارے زمانہ میں وہ تمام تاریکیاں جو زمین کے اندر مخفی تھیں باہر رکھ دیں اور ایک سخت جوش منکالت اور بے ایمانی اور بدستمالی عقل کا برپا ہو گیا۔ یہ وہی طبائع مزاحمہ کا جوش ہے جسکو دوسرے لفظوں میں **وجہال** کے نام سے موسوم کیا گیا تھا اور خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں خبر دی تھی کہ وہ عالی شان اور کامل کلام اس طوفان پر ہی غالب آئیگا۔ سو ضرور تھا کہ کلام الہی میں وہ سچا فلسفہ پھرا ہو تو جو حال کے دھوکہ دینے والے فلسفہ پر غالب آجائے کیونکہ وہ ابدی اصلاحوں کے لئے آیا ہے وہ نہ ٹھکے گا اور نہ در ماندہ

ہوگا جب تک کہ ہر ایک سلیم طبیعت میں اپنی سلطنت قائم نہ کرے اور فلسفہ کی زہر
کہا بیو اے اُس تریاق کے منتظر تھے۔ سو خدا تعالیٰ نے اُس کو ظاہر کر دیا اور پاک معقولیت
کا غلبہ توڑ نیکی لئے اُسے یہی چاہا کہ قرآنی معقولیت کا غلبہ ظاہر کرے اور محض الفون
کی باطل معقولیت کو پسٹ اے۔ مگر افسوس اُن لوگوں پر جو وقت کو شناخت نہیں
کرتے۔ انہیں اس بات کا بھی خیال نہیں کہ مسلمانوں کی ذریت کو بے پروا حلوں
اور فتوؤں کی وجہ سے کیسی ہر روز ناقابل برداشت تکلیفیں پیش آرہی ہیں اور کفر
اسلام کو فلسفیانہ وساوس سے صدمہ پہنچ گیا ہے یہاں تک کہ ایک بڑا حصہ تعلیم
یافتہ مسلمانوں کا ایسا اسلام سے دور جا پڑا ہے کہ گویا اس نے اسلام کو چھوڑ دیا ہے۔
ایسا ہی بہت سے نادان اور کم عقل اسلام کی روشنی کو ترک کر کے عیسائی عقاید کی
ظلمت میں داخل ہو گئے اور ایک قابل شرم عقیدہ جو جائے تنگ و عاری اختیار کر لیا
ہے اس کا یہی سبب ہوا کہ زمانہ حال کے یہودہ اعتراضات جو دہرہ کہ اور سفسطہ سے بہرے
ہوئے تھے انکی نظر ناقص میں با وقت معلوم ہوئے۔

ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ بعض باتوں میں اس زمانہ کے علماء و خود ہی
عیسائیوں وغیرہ کو انکی مشرکاتہ تعلیم پر دد دیتے ہیں مثلاً حال کے عیسائیوں کے
عقاید یا طلہ کے رو سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات کا مسئلہ ایک
مسئلہ ہے جو حضرت عیسیٰ کو خدا بنانیکے لئے گویا عیسائی مذہب کا یہی ایک ستون
ہے لیکن زمانہ حال کے مسلمان ایک طرف تو چارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
وفات اور زمین میں مدفون ہونیکا اقرار کر کے پھر اس بات کے بھی اقراری ہو کر کہ مسیح
اب تک زندہ ہے عیسائیوں کے ہاتھ میں ایک تحریری اقرار اپنا دیدیتے ہیں کہ

مسیح اپنے خواص میں عالم انسانوں کے خواص بلکہ تمام انبیاء کے خواص سے مستثنیٰ اور زلا
 ہے۔ کیونکہ جبکہ ایک **افضل البشر** جو مسیح سے چہ نہ تو برس پہچے آیا تو طبیعتی عمر
 پاک فوت ہو گیا اور تیرہ سو برس اُس نبی کریم کے فوت ہونے پر گذر ہی گئے مگر مسیح
 اب تک فوت ہونے میں نہیں آیا تو کیا اس سے یہ ثابت ہوا یا کچھ اور کہ مسیح کی امت
 لازم بشریت سے برسی ہوئی ہے۔ پس حال کے علماء اگر یہ بظاہر صورت شرکت
 بنی راری ظاہر کرتے ہیں مگر شرکون کو مدد دینے میں کوئی دقیقہ انہوں نے
 اٹھانہیں رکھا غضب کی بات ہے کہ اللہ جل شانہ تو اپنی پاک کلام میں حضرت مسیح کی ذات
 ظاہر کرے اور یہ لوگ اب تک اُسکو زندہ سمجھ کر نہ رہا اور میثاق رفتہ اسلام کے لئے پرا
 کر دین اور مسیح کا تسمان کا حتیٰ و قیوم اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کا مردہ ٹھہرائیں
 حالانکہ مسیح کی گواہی قرآن کریم میں اس طرح پر لکھی ہے کہ **مبشرا بروسول یاتی من**
بعدی اسمہ احمد یعنی میں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد
 میرے مرنے کے بعد آئیگا اور نام اُس کا احمد ہوگا۔ پس اگر مسیح اب تک اس عالم
 جہانی سے گذر نہیں گیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایک
 اس عالم میں تشریف فرما نہیں ہوئے کیونکہ **نقص** اپنے کہلے کہلے الفاظ سے
 بتلا رہی ہے کہ جب مسیح اس عالم جہانی سے رخصت ہو جائیگا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 اس عالم جہانی میں تشریف لائیں گے۔ وجہ یہ کہ آیت میں آئیے مقابل پر جانا
 بیان کیا گیا ہے اور ضرور ہے کہ آنا اور جانا دونوں ایک ہی رنگ کے ہوں۔ یعنی
 ایک اُس عالم کی طرف چلا گیا اور ایک اُس عالم کی طرف سے آیا۔ پہر دوسری گواہی
 مسیح کی مٹنی دفات کریمین آیت **فلما توفیتنی میں صریح صریح درج ہے جسکی انہیں**

ہوں دیکھئے۔ اور یاد رہے کہ آیت فَلَمَّا تَوْفَّيْتَنِي میں اُسی وعدہ کے پورا ہونے کی طرف اشارہ ہے جو آیت يَا عِيسَى ابْنِي مَرْثُومًا اور وَأَفْعَلَكِ الْإِلَٰهِي میں کیا گیا تھا۔ اور توفیٰ کے اُن معنوں کے سمجھنے کیلئے جو مراد اور منشاء اللہ جل شانہ کا ہے ضرور ہے کہ اُن دونوں آیتوں وعدہ اور تحقق وعدہ کو یکجا لی نظر سے دیکھا جائے گراموس کہ ہمارے علماء کو اُن تحقیقوں سے کچھ سروکار نہیں۔ یہی توفیٰ کا لفظ جو قرآن کریم کے دو مقام میں حضرت مسیح کے بارے میں درج ہے ایسا ہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی یہی لفظ قرآن کریم میں موجود ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے وَأَمَّا نَسِيْنَكَ بعض الذی نعدہم اوتوفّینک اگر ہمارے علماء اس جگہ ہی توفیٰ کے معنی ہی لیتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں تو ہمیں آپر کچھ بھی افسوس نہ ہوتا مگر انکی بیباکی اور گستاخی تو دیکھو کہ توفیٰ کا لفظ جہاں کہیں قرآن کریم میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آتا ہے تو اس کے معنی وفات کے لیتے ہیں اور نہ چاہیے وہی لفظ حضرت مسیح کے حق میں آتا ہے تو اس کے معنی زندہ اُٹھائے جانیکے بیان کرتے ہیں اور کوئی اُن میں سے نہیں دیکھتا کہ لفظ تو ایک ہی ہے اندھے کی طرح ایک دوسرے کی بات کو مانتے ہیں جس لفظ کو خدا تعالیٰ نے پچیسویں مرتبہ اپنی کتاب قرآن کریم میں بیان کر کے صاف طور پر کہول دیا کہ اُس کے معنی روح کا قبض کرنا ہے نہ اور کچھ اب تک یہ لوگ اُس لفظ کے معنی مسیح کے حق میں کچھ اور کے اور کر جاتے ہیں گو یہ تمام جہاں کیلئے توفیٰ کے معنی تو قبض روح ہی ہیں۔ مگر حضرت ابن مریم کے لئے زندہ اُٹھا لینا اُس کے معنی ہیں اگر یہ طریقہ شرک کی تائید نہیں تو اور کیا ہے ایک طرف تو نالایق منصب عیسائی ہماری وسوسیلے

کو صاف اور کھلے طور پر گالیاں دیتے ہیں اور بیچ کو آسمان کا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کا قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف یہ علماء اس نازک زمانہ میں انکو مدد دے رہے ہیں اور عیسائیوں کے مشترک خیالات کو تسلیم کر کے اور بھی انکے دعوے کو فروغ دے رہے ہیں ۔

کاش یہ لوگ ایک منٹ کیلئے اپنے تعصبوں سے خالی ہو کر ذرہ سوچتے کہ شرک کیا چیز ہے اور اسکی کیا حقیقت ہے اور اسکی مبادی اور مقدمات کیا ہیں تاہنر جلد کھجاتا کہ خدا تعالیٰ کی ذات یا صفات یا اقوال یا افعال یا اس کے استحقاق عبودیت میں کسی دوسرے کو شریکانہ دخل دینا گو مسادی طور پر یا کچھ کم درجہ پر بھی شرک ہے جو کبھی بخشا نہیں جائیگا ۔

اور اسکے مقدمات جن سے یہ پیدا ہوتا ہے یہ ہیں کہ کسی بشر میں کوئی ایسی خصوصیت اسکی ذات یا صفات یا افعال کے متعلق قائم کر دی جاوے جو اسکے بنی نوع میں ہرگز پایا جائے نہ بطور ظل اور نہ بطور اصل ۔ اب اگر ہم ایک خاص فرد انسان کیلئے یہ تجویز کریں کہ گویا وہ اپنی فطرت یا لوازم حیات میں تمام بنی نوع سے متفرد اور مستثنیٰ اور بشریت کے عام خواص سے کوئی ایسی زائد خصوصیت اپنے اندر رکھتا ہے جس میں کسی دوسرے کو کچھ حصہ نہیں تو ہم اس بجایا اعتقاد سے ایک تودہ شرک کا اسلام کے راہ میں رکھ دیں گے قرآن کریم کی صاف تعلیم یہ ہے کہ وہ خداوند حمید و حمید جو بالذات توحید کو چاہتا ہے ۔ اُس نے اپنی مخلوق کو متشاکر الصفات رکھا ہے اور بعض کو بعض کا مثیل اور شریک قرار دیا ہے تاکہ کسی فرد خاص کی کوئی خصوصیت جو ذات و افعال و اقوال اور صفات کے متعلق ہے اس دھوکہ میں نہ ڈالے کہ وہ فرد خاص اپنی بنی نوع سے بیکر ایک ایسی

خاصیت اپنے اندر رکھتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص اصلاً و نہ ظلاً اسکا شریک نہیں اور خدا تعالیٰ کی طرح کسی اپنی صفت میں واحد لا شریک ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں سورۃ اخلاص اسی بھید کو بیان کر رہی ہے کہ احدیت ذات و صفات خدا تعالیٰ کا خاصہ ہے ویکہم اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ۔

اور جبکہ واقعی یہی بات ہے کہ مخلوق کی شناخت کی بڑی علامت یہی ہو کہ بعض بعض سے مشارکت و مشابہت رکھتے ہیں اور کوئی فرد کوئی ایسی ذاتی خاصیت اور خصوصیت نہیں رکھتا جو دوسرے کسی فرد کو اس سے حصہ نہ ہو خواہ اصلاً یا ظلاً تو پھر اگر اس صورت میں ہم کوئی ایسا فرد افراد بشریہ سے تسلیم کر لیں جو اپنی بعض صفات یا افعال میں دوسروں سے بالکل ممتاز اور لوازم بشریت سے بزرگ ہے اور خدا تعالیٰ کی طرح اپنے اس فعل یا صفت میں یکا گت رکھتا ہے تو گویا ہم نے خدا تعالیٰ کی صفت و صفات میں ایک شریک قرار دیا۔ یہ ایک دقیق راز ہے اس کو خوب سوچو۔ خدا تعالیٰ نے جو اپنی کلام میں کئی دفعہ حضرت مسیح کی وفات کا ذکر کیا ہے یہاں تک کہ انہی والدہ مریم صدیقہ کے ساتھ جو اتفاق فوت شدہ ہے ان کے ذکر کو ملا کر بیان کیا کہ کانا یا کلنا الطعام کہ وہ دونوں جب زندہ تھے طعام کھایا کرتے تھے اس تاکید کی یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے علم قدیم سے خوب جانتا تھا کہ آخری زمانہ میں لوگ بیاعث خیال حیات مسیح سخت فتنہ میں پڑینگے اور وہ فتنہ اسلام کے لئے سخت مضر ہو گا اسلئے اُس نے پہلے ہی سے فیصلہ کر دیا اور خوبی ظاہر کر دیا کہ مسیح فوت ہو گیا۔ بعض نادان خیال کرتے ہیں کہ آیت اِنِّی مُتَوَقِّئَاتٌ میں صرف حضرت مسیح کی وفات کا وعدہ ہے جس کو صرف اس قدر نکلتا ہے کہ سیوق خدا تعالیٰ مسیح کو وفات دیدیگا یہ تو نہیں نکلتا کہ وفات دے بھی دی

گمبہ لوگ نہیں سوچتے کہ خدا تعالیٰ نے اُس وعدہ کے پورا ہونے کی ہی تو خبر دیدی جبکہ حضرت یسح کی زبان سے فلنماتوفیتنی کا ذکر بیان فرما دیا ماسوا اسکے یہی سوچنے کے لایق ہے کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ کہ میں ایسا کرنے کو ہوں خودیہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ وہ وعدہ جلد پورا ہو گیا ہو والا ہے اور اُسین کچھ توقف نہیں نہ یہ کہ رُف کا وعدہ تو اسی وقت پورا ہو جائے لیکن وفات دینے کا وعدہ ابھی تک جو دو ہزار برس کے قریب گزر چکا ہے پورا ہونے میں نہ آئے۔

اے ناظرین! اس وقت بیانات مذکورہ بالا سے میرا مطلب نہیں کہ میں نامہ حال کے علماء کی غلطیاں لوگوں پر ظاہر کروں۔ کیونکہ جو کچھ انکی بد فہمی اور بد اندیشی اور بد گمانی اور بد زبان کی حالت مجھ پر کھلی ہے وہ عنقریب انہیں کے سوالات کے جواب میں بیان کروں گا۔ اور اس مقدمہ میں مجھ پر صرف یہ ظاہر کرنا منظور ہے کہ ہمارے علماء نے اس نازک وقت کو جو اسلام پر وار ہے شناخت نہیں کیا انہوں نے بجائے اسکے کہ اسلام کی مدد کرتے عیسائیوں کو ایسی مدد دی کہ خود اپنے ہی اقرار سے ایک حصہ ثبوت کا انہیں دیدیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ایک ویل بلکہ بارہ مستحکم دیلون اور قراین قطعہ سے ہم کو سمجھا دیا تھا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فوت ہو چکا اور آئیوا لایح موعود اسی امت میں سے ہے۔ لیکن زمانہ حال کے علماء نے ایک ذرہ اُس طرف توجہ نہ کی اور بہت سی بیون کو اسلام کیلئے قبول کر لیا اور بیرونی آفات کو اندرونی افتراءات سے قوت دیدی۔ انہیں زہر ناک ہواؤں کے چلنے کی وجہ سے دین اسلام ایک مسلسل اور غیر منقطع خطرون میں پڑا ہوا ہے اور اب کسی انشمن کی عقل قبول نہیں کر سکتی کہ ان تمام خرابیوں کا دور کرنا انسانی

قوی کا کام ہے ؟ بلکہ وہ خدا جو اپنے قدرتی تصرفات سے دیراؤن کو خشکی اور خشکی کو دریا کے نیچے لاسکتا ہے اُس کا یہ کام ہے کہ اس بروج کے فساد کی اصلاح کرے۔ بہا یو یقیناً سمجھو کہ اب مسلمانوں کی اس سے زیادہ نازک حالت ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں یہودیوں کی حالت تھی۔ اور اسلام کے گرد ہی مشکلات کا سلسلہ محیط ہو رہا ہے کہ جیسے کسی ولایت کے گرد بڑے بڑے پہاڑ محیط ہوں۔ یہ بات کہ کامیابی کی راہیں کتنی دشوار گزار ہو گئی ہیں اور کیا کچھ پرچہ پرچہ و قتلین ایک لڑکے کی طرح اسلام پر حاظر کر رہی ہیں اسکا سمجھنا کسی ایسے دانشمند پر مشکل نہیں جسکی نظر زمانہ کی موجودہ خرابیوں پر پھر گئی ہو مگر افسوس کہ ہمارے اکثر علماء جسکی نادانی اور جہل رحم کے قابل ہے وہ بالکل اس طوفانِ تیز سے بے خبر ہیں۔ اور زیادہ تر افسوس مجھے اس وقت ہوتا ہے کہ جب میں دیکھتا ہوں کہ باوجود اس لاپرواہی اور بے خبری اور سرد مہری کے جو اسلام کی نسبت یہ فرقہ رکھتا ہے اُن کے سچے تقویٰ اور راستبازی میں یہی بہت ہی فرق آگیا ہے اور نیک ظنی اور دشت اور استقامت اور بلند ہمتی اور دستِ اخلاقی اور ہمدردی اسلام و مسلمان دینی نوع گویا ان کے دلوں سے بکلی اٹھ گئی ہے اور فضائل حمیدہ عفو و احسان و اخلاص مصالحت گویا اُن کے صحنِ سینہ سے محو ہو گئے ہیں۔ اکثر تو ایسے ہیں کہ جبکی طبیعتوں پر شر انگیزی کے ہزار دن دروازے کھلے ہیں مگر شر سے باہر نکلنے اور صلح جوی کا ایک ہی نہیں میں دیکھتا ہوں کہ کمال تکبر اور کثرتِ غفلت کی وجہ سے انکی روحانیت نہایت کمزور ہو گئی ہے۔ دنیا کی طرف اور اسکی جاہ و خود کی طرف انہیں ایک کشش ہو رہی ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے قبض ہے۔ اسکا ہی سبب ہے کہ وہ اس وحی کے منشاء سے دور جا پڑے ہیں کہ جو دلوں کو صاف کرنے والی اور اندرونی غلاظتوں کو دھونے والی ہے۔ و کہتر

ہیں پر کرتے نہیں اور دکھلاتے ہیں پر خود چلتے نہیں اسلئے خدا تعالیٰ نے مجھے دلون پر مہرین لگا دیں اور اُنکے فہم اور سمجھ کو موٹا کر دیا۔ کیونکہ یہ سنت الہیہ ہے کہ جب تک کوئی باریک احتیاط کے ساتھ اعمال صالحہ بجا نہ لاوے تب تک باریک بھید اس کے دل کو عطا نہیں کئے جاتے۔

یہ تو حال عسا وکاستہ مگر افسوس کہ ہمارے فقر کا حال اس سے بڑھ کر معلوم ہوتا ہے انکما ماشاء اللہ ہمارے قوم میں اکثر ایسے ہی فقیر نظر آتے ہیں جنہوں نے اسلام پر دل غلگیا کہ ہزار مایوسی بغتین ایجاد کر دیں کہ جن کا شرع شریف میں کوئی اصل صحیح نہیں پایا جاتا وہ ایسے یہودہ رسوم اور خیالات میں گرفتار ہیں کہ جتنکے بچنے سے ہی شرم آتی ہے بعض تو ہندوؤں کے جوگیوں کی طرح اور قریب قریب انکی ایک خاص طور کی وضع اور پوشاک میں عمر بسر کرتے ہیں۔ اور نہایت بچا اور وحشیانہ ریاضتوں میں جو مسنون طریقوں سے کوسوں دور ہیں اپنی عمر کو ضائع کر رہے ہیں۔ ان کے چہروں کو دیکھنے سے ایسے آثار قہر آہی معلوم ہوتے ہیں اور ایسی مقہور شکل دکھائی دیتی ہے کہ شاید عالم سفلی میں اس سے زیادہ بد بختی پر دلالت کرنے والی اور کوئی شکل نہ ہو۔ اکثر فقراء میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جنکو وہ اپنے دلون میں ایک کمال خیال کرتے ہیں اور اس بات کی دلیل ٹھہراتے ہیں کہ گویا انہوں نے ایک بہت حصہ سلوک کا طے کر لیا ہے مگر دراصل وہ باتیں صرف جاہلانہ خیالات اور وحشیانہ حرکات ہیں اور سچے معارف سے ایسی دور ہیں کہ جیسے ایک تیز دھوپ کے وقت بادل دنیا سے دور ہوتا ہے۔ یہ لوگ دینی خدمت کچھ بھی بجا نہیں لا سکتے اور سستی اور قسب اوقات اور ذقیدی اور آرام طلبی اور مردہ طبعی اور لاف زنی کی زندگی کا ایک قومی اثران پر معلوم

ہوتا ہے جسین وہ اپنی ساری عمر کو کھودیتے ہیں اور اس بات میں وہ بڑے لاچار اور عاجز پائے گئے ہیں کہ اپنی کسی عادت کو جو خلاف شرع شریف بلکہ مخالف انسانیت ہے بدل سکیں۔
 کئی لوگ فقیری کے بہیس میں ایسے پرتے ہیں کہ جنہوں نے اپنے خراب ارادوں کی تحریک سے عمداً اسلام کی پاکیزہ راہوں کو چھوڑ دیا ہے اور اس قدر نہایت ذلیل اور قابل شرم کاموں میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ مجھے شک ہے کہ شیطان باوجود ہمت ہی اپنی بدناسیوں کے ان کے برابر سے یا نہیں۔

لیکن حقیقت یہ تمام گناہ علما کی گردن پر ہے جو یہودہ جہگڑوں میں اپنے وقتوں کو کہوتے ہیں اور خلقِ اللہ کی سچی ہمدردی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ کیا وہ یہودیوں سے اپنی ظاہر برستی اپنی دنیا داری اپنی ریاکاری اپنی ہوس بازی اپنی فتنہ پردازی اپنی سخن سازی میں کچھ کم ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ سب صفات انہیں کچھ بڑے کم میں جسکو وہ نہایت ہوشیاری کے ساتھ غیروں سے چھپاتے ہیں۔ وہ راستی سے نفرت اور راستی سے محبت رکھتے ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ چاہتے ہیں کہ آؤں کو بھی اسی گڑھے میں دیکھیں دین جسین وہ آپ گڑھے ہوئے ہیں۔ وہ فطرتی بدبختی کے وجہ سے مذہب کی بیرونی صورت اور شریعت کی اولیٰ جزئیات میں گمبختے ہوئے ہیں اور اسلام کے حقائق عالیہ اور معارفِ دقیقہ کو چھوٹا نہیں چاہتے اور نہ ان اسرار اور نکات سے کچھ نہ نسبت رکھتے ہیں۔ جیسے ہوا ایک چشمہ کے جرابین پھری ہوئی ہوتی ہے اور اس کے لمحہ بہ لمحہ اوپر کو چڑھنے سے وہ چشمہ اچھلتا ہے ایسا ہی ان کے چشمہ فطرت کا حال ہے کہ تعصب کی حواؤں اور بخارات سے ان کا وہ گندہ چشمہ ابھل بڑے جوش کے ساتھ ظاہر ہو رہا ہے جسکو وہ مدت سے مخفی طور پر رکھتے تھے۔

ربِّ ارحم رب ارحم۔

غرض اے بھائیو! اس زمانہ میں وہ زہر ناک ہوا اندرونی اور بیرونی طور پر پہلی ہوئی ہے کہ جبکہ استیصال انسان کے اختیار میں نہیں بلکہ اُس خدا سے حتیٰ قیوم قادّ مطلق کے اختیار میں ہے جو مومن کو بدلتا اور وقتوں کو پھیرتا اور خشکالی کے بعد بارانِ رحمت نازل کرتا ہے۔ اور جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ گرمی کی شدت آخر بارش کو پہنچ لاتی ہے اس طرح کہ جب گرمی کمال کو پہنچتی ہے اور اُس درجہ کے قریب اپنا قدم رکھنے لگتی ہو کہ جس سے قریب ہو کہ بنی آدم ہلاک ہو جائیں تب اُس صانعِ قدیم کی حکمت کا مادہ سے اُس گرمی کا ایک تیز سمندرون میں پڑتا ہے اور بوجہ شدت اُس گرمی کے سمندرون میں سے بخارات اُٹھتے ہیں تب سمندرون کی ہوا جو کہ سرد اور بہاری اور امساک کی قوت اپنا ذر رکھتی ہے اُن بخارات کو اپنے میں جذب کر کے ایک عالمِ عورت کی طرح اُن سے بہر جاتی ہے اور تڑپ جوا کی ہوائیں قدرتی طور پر تھک ہو کر اُس کو دھکیلتی اور حرکت میں لاتی ہیں اور خود واسطہ بند کر کے اُس کے لئے موجبِ ٹھرتی ہیں کہ تادہ ہوا بادلوں کی صورت میں ہو کر اپنے تئیں طبعاً اُسی زمین کی طرف لاوے جہاں کی ہوا اُسکی نسبت زیادہ گرم اور لطیف اور کم وزن اور کم مزاجم ہو تب اُسی کے موافق بارش ہوتی ہے کہ جس قدر گرمی ہوتی ہے۔ یہی صورت اُس روحانی بارش کی بھی جو ظاہری بارش کی طرح قدیم سے اپنے مومن پر برتی چلی آئی ہے یعنی اس طرح کہ خشکالی کے ایام میں جبکہ خشکالی اپنے کمال اور انتہا کو پہنچ جاتی ہے یک دفعہ مستعدِ دلون کی گرمی اور طلب اور خواہش کی حرارت نہایت جوش میں آجاتی ہے تب وہ گرمی رحمت کے دریا تک جو ایک سمندرِ ناپیدِ کنار ہے اپنے التہاب اور سنور کو پھنچا دیتی ہے۔ تب دُجیائے رحمت اُسکے تدارک کیلئے توجہ فرماتا ہے اور فیضِ بے علت کے نورانی بخارات نکلنے شروع ہو جاتے ہیں تب وہ مقررہ فرشتے جو اپنے نفس کی جنبش اور جوش سے سر دھڑے ہوئے اور نہایت لطیف اور لطفیلون

مسالوئے مکرؤن کا مصداق ہیں اُن فیوض کو قبول کر لیتے ہیں پہر اُن فرشتوں سے تعلق رکھنے والی طبیعتیں جو انبیا اور رسل اور محدثین میں اپنے خفائی جوشون سے انکو حرکت میں لاتی ہیں اور خود واسطہ بنکر ایسے محل مناسب پر برساتتے ہیں جو استعداد اور طلب کی گرمی اپنے اندر رکھتا ہے یہ صورت ہمیشہ اس عالم میں بوقت ضرورت ہوتی ہی رہتی ہے ہاں اُس بہاری برسات کے بعد جو عہد مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو چکی ہے بڑی بڑی بارشوں کی ضرورت نہیں رہی۔ اور وہ مصفا پانی ایتنا ضائع ہی نہیں ہوا مگر چھوٹی چھوٹی بارشوں کی ضرورت ہے تازمین کی عام سرسبزی میں فرق نہ آجائے سو جو بوقت خداوند حکیم و قدیر دیکھتا ہے کہ زمین خشکی غالب آگئی ہے اور اس کے باغ کے پودے مڑھ جائے جاتے ہیں تب ضرور بارش کا سامان پیدا کر دیتا ہے جو یہ قدیم قانون قدرت ہے جس میں تم فرق نہیں پاؤ گے۔ اسی کے موافق ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ ان دنوں میں ہی اپنے عاجز بندوں پر رحم فرماتا۔ زمانہ کی حالت کو دیکھو اور آپ ہی ایمانگو اہی دو۔ کیا یہ وقت وہی وقت نہیں ہے جس میں اہی مدون کی دین اسلام کو ضرورت ہے۔ اس زمانہ میں جو کچھ دین اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ میں کی گئی اور بقدر شریعت ربانی پر چلے ہوئے اور جس طور سے ازنداد اور الحاد کا دروازہ کھلا کیا اسکی نظیر کسی دوسرے زمانہ میں ہی مل سکتی ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس ملک ہند میں ایک لاکھ کے قریب لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ اور چھ لاکھ گروہ اور کس قدر زیادہ اسلام کے مخالف کتابیں تالیف ہوئیں اور بڑے بڑے شریف خاندانوں کے لوگ اپنے پاک مذہب کو کہو بیٹھے یہاں تک کہ وہ جو آل سول کہلاتے تھے وہ عیسائیت کا جامہ پہنکر دشمن رسول بن گئے اور اس قدر بدگوئی اور امانت اور

و شام دہی کی کتابین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقین چہا پی لگیں اور شام کی لگیں
 کہ جتنے سننے سے بدن پر لرزہ پڑتا اور دل رو رو کر یہ گواہی دیتا ہے کہ اگر یہ لوگ ہمارے
 بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو
 جو دنیا کے عزیزین کڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سواتے
 اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ شتم واللہ ہمیں بے رحم ہونا اور اس قدر کبھی
 دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول کریم کی لگیں دکھا۔
 پس کیا ابھی اس آخری مصیبت کا وہ وقت نہیں آیا جو اسلام کے لئے دنیا کے آخری
 دنوں میں مقدر تھا۔ کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور زمانہ بھی آئیوا
 جو قرآن کریم اور حدیث کی رو سے ان موجودہ فتنوں سے کچھ زیادہ فتنے رکھتا ہوگا۔
 سو بہائیو تم اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور خوب سوچ لو کہ وقت آگیا اور بیرونی اور اندرونی
 فتنے انتہا کو پہنچ گئے۔ اگر تم ان تمام فتنوں کو ایک پلہ نیزان میں رکھو اور دوسرے پلہ
 کیلئے تمام حدیثوں اور سارے قرآن کریم میں تلاش کرو تو انکے برابر کیا ان کا ہزار حصہ
 بھی وہ فتنے قرآن اور حدیث کی رو سے ثابت نہیں ہونگے پس وہ کونسا فساد کا زمانہ
 اور کس بڑے دجال کا وقت ہے جو اس زمانہ کے بعد آئیگا اور فتنہ اندازی
 کے رو سے اس سے بدتر ہوگا۔ کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ ان فتنوں سے بڑھ کر قرآن کریم
 اور احادیث نبویہ میں ایسے اور فتنوں کا پتہ ملتا ہے جنکا اب نام و نشان نہیں یقیناً یاد ہو
 کہ اگر تم ان فتنوں کی نظیر تلاش کر نیکی لئے کوشش کرو یہاں تک کہ اسی کوشش میں مجہی
 جاؤ تب بھی قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوگا کہ کبھی کسی زمانہ میں
 ان موجودہ فتنوں سے بڑھ کر کوئی اور فتنے بھی آنے والے ہیں۔

صاحبو! یہاں وہ دجالیتیں پہل رہی ہیں جو تمہارے
 فرضی جال کے باپ کو بھی یاد نہیں ہونگی۔ یہ کارروائیاں
 خلقِ اسد کے انوکھے نزار ہا پہلو سے جاری کی گئی ہیں جنکے لکھنے کے لئے ہی ایک دفعے
 چاہئے۔ اور انہیں مخالفین کو کامیابی بھی اسی اعلیٰ درجہ کی ہوئی ہے کہ دلوں کو ہلایا
 ہے اور ان کے مکروں نے عام طور پر دلوں پر سخت اثر ڈالا ہے اور انکی طبعی اور
 فلسفہ فیلسوفی اور سیاسی کا تخم ہیلادیا ہے کہ گویا ہر ایک شخص اس کے فلسفہ و افون
 میں سے **انا اللہ** ہونیکا دعوے کرتا ہے۔ پس جاگو اور اٹھو اور دیکھو کہ کیا
 وقت آگیا اور کچھ موجودہ خیالات توحیدِ محض کے کقدر مخالفین یہاں تک خدا تعالیٰ کی قدرت
 خیال ہی کی بجائی نادانی کا طریق سمجھا جاتا ہے اور تقدیر کے لفظ کو مونہ پر لانیوالا بڑا
 بیوقوف کہلاتا ہے اور فلسفی دماغ کے آدمی دہریت کو پہیلاتے جاتے ہیں اور اس
 فکر میں لگے ہوئے ہیں کہ تمام کل الوہیت کی کیسی طرح ہمارے ہاتھ میں ہی آجائے
 ہم ہی جب چاہیں و باؤں کو دو کر دین موقوف کو ٹال دین اور جب چاہیں بارش
 برسا دین کہیتی آگالیں اور کوئی چیز ہمارے قبضہ قدرت سے باہر نہ ہو۔ سوچو کہ
 اس زمانہ میں ان بیزاہیوں کا کچھ انتہا ہی ہے **ان آفتون نے اسلام**
 کے دونوں بازوؤں پر تہر رکھ دیا ہے اسے سونے والو بیدار ہو جاؤ
 اسے فافلاٹھ میٹھو کہ ایک انقلاب عظیم کا وقت آگیا۔ یہ رونے کا وقت ہے
 نہ سونے کا اور تصرع کا وقت ہے نہ ٹھٹھے اور ہنسی اور کھیر بازی کا **دعا کرو**
 کہ خداوند کریم تمہیں آنکھیں بخشے تا تم موجودہ ظلمت کو بھی تمام کمال دیکھ لو اور نیز اس

نور کو بھی جو رحمت الہیہ نے اُس ظلمت کے مٹانیکے لئے تیار کیا ہے پہلی راتوں کو
 اٹھو اور خدا تعالیٰ سے روبرو کراہیت چاہو اور ناحق حقانی سلسلہ کے مٹانیکے لئے
 بد دعائیں مت کرو اور نہ منصوبے سوچو خدا تعالیٰ تمہاری غفلت اور بھول کے ارادوں
 کی پیروی نہیں کرتا۔ وہ تمہارے دماغوں اور دلوں کی بیوقوفیانہ تمیز ظاہر کر لگا اور
 اپنے بندہ کا مددگار ہوگا اور اُس درخت کو کہی نہیں کاٹیں گے جسکو اُس نے اپنے ہاتھ سے
 لگایا ہے کیا کوئی تم میں سے اپنے اُس پودہ کو کاٹ سکتا ہے جس کے پھل لائیکسی اُسکو
 توقع ہے پھر وہ جو نادان و مبنا اور ارحم الراحمین ہے وہ کیوں اپنے اُس پودہ کو کاٹے
 جسکے پھلوں کی مبارک دونوں کی وہ انتظار کر رہا ہے۔ جبکہ تم انسان ہو کر ایسا کام کرنا
 نہیں چاہتے۔ پھر وہ جو عالم الغیب ہے جو ہر ایک دل کی تہ تک پہنچا ہوا ہے کیوں ایسا
 کام کر لگا۔ پس تم خوب یاد رکھو کہ تم اس لڑائی میں اپنے ہی اعضاء پر تلواریں مار رہے ہو
 سو تم ناحق اگ میں ہاتھ مت ڈالو ایسا نہ ہو کہ وہ اگ بڑھے اور تمہارے ہاتھ کو بہم کر دے
 یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کام انسان کا ہوتا تو بہتیرے اسکے نابود کر نیوالے پیدا ہو جاتے اور نیز
 یہ اس اپنی عمر تک بھی ہرگز نہ پہنچتا جو بارہ برس کی مدت اور بلوغ کی عمر ہے۔ کیا تمہاری نظر
 میں کہی کوئی ایسا منقری گڈٹ ہے کہ جس نے خدا تعالیٰ پر ایسا افسر کر کے کہ وہ مجھ سے
 ہم کلام ہے پھر اس مدت مدید کے سلامتی کو پایا ہو۔ افسوس کہ تم کچھ بھی نہیں سوچتے
 اور قرآن کریم کی اُن آیتوں کو یاد نہیں کرتے جو خود نبی کریم کی نسبت اللہ جل شانہ فرماتا ہے
 اور کہتا ہے کہ اگر تو ایک ذرہ مجھ پر افسر کرتا تو میں تیری رگ جان کاٹ دیتا۔ پس
 نبی کریم سے زیادہ تر کون عزیز ہے کہ جو اتنا بڑا افسر کر کے اب تک بچا رہے بلکہ خدا تعالیٰ کی
 نعمتوں سے مالا مال ہی ہو۔ سو ہائیو نفسانیت سے باز آؤ اور جو باتیں خدا تعالیٰ کے علم سے

خاص میں ان میں سے بڑے حضرت کرو اور عادت کے سلسلہ کو توڑ کر اور ایک
نئے انسان بن کر تقویٰ کی راہوں میں قدم رکھو تا پیر رحم ہو اور خدا تعالیٰ تمہارے
گناہوں کو بخشدیوے۔ سو ڈرو اور باز آ جاؤ۔ کیا تم میں ایک ہی رشید نہیں۔
وان لم تنسہوا فسوف یاقی اللہ بنصرۃ من عنده ویبصر عبدا ویمیزق اعداءہ
ولا نظروہ شیئا۔

بدہ از چشم خود آبی درختانِ محبت را
میلہ سلام در باطن حقیقتہا ہی دارد
من از یار آدم تا خلق را این ہنہائے
گرا چشم تو پہنانت شام دم من بکر
چو چشم حق شناس نور عرفانت نہ بخشیدند
کجا از آستانِ مصطفیٰ ای ابلہ بگرییم
بسماء کہ خود قطع تعلق کرد این قومی
چہ دوزخما کہ میدیدم بدیدار چنین روا
چہ میسوزی ازان قربی کہ بادلدار میدارم
بہ خوتہائی آید بدست آن امن پاکش
اگر خواہی مولی زلاف علم خالی شو
منہ دل در تنمہائی دنیا گر خدا خواہی
مصدقہ قطرہ باید کہ تا گھر شود پیدا
نمی بانمدم لکیزہ عزتہائی این دنیا

گم روزے دہنت میوہای پر جلا و
کجا باشد خیر زان مہ گرفتار ان صوت
گرا در زم نمی بینی روزِ حسرت را
کہ بد پر منیر سبایے نہ بنید روی صحت
ہنادی نام کا فر لاجرم عشاقِ ملت
نمی یابیم در جایی دگر این جاہ دولت
خدا از رحمت احسان میتسر کرد خلوت را
بنازم دلبر خود را کہ بازم داد جنت را
اگر زورست در دست بگردان برق قیمت
کسی عت از و باید کہ سوز و خست عت
کہ رہ ندمند در کوش اسیر کبر و نخوت را
کہ میخواہد نگار من تہیبتان عشرت را
کجا بیند دل نا پاک روی پاک حضرت را
منہ از بہر ما گری کہ ماموریم خدمت را

ہمہ خلق و جہان خواہد بر آن نفس نعم و عزت
 ہمہ دروین عالم امان عافیت خواهند
 مراہر جا کہ می بینم رخ جانان نظر آید
 حریص غریب و عجزم از ان روزیکہ دآتم
 من آن شاخ خودی خود روی از بیخ برکندم
 اگر از روضہ جان دل من پرده بردارند
 فروغ نور عشق او ز بام و قصر مارو شن
 نگاہ رحمت جانان عنایتہا بمن کردست
 نظر بازان علم ظاہر اندر علم خود نازند
 ہمہ فہم و نظر در پرده ہائے کبروشیدند
 خدا خود قصد شیطان میان کردست تا نہند
 بفاظی بسر کردند عمر خود بلا حاصل
 گرفت لاف شان در ظاہر شریعت ہم طبل
 میخ ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند
 ز بوی نافر عرفان چو محروم ازل بودند
 ہمہ در ای قرآن اچو غاشاکے بیفتند
 ہمہ عیسایان از مقال خود مدد داوند
 دین ہنگام پراکش نجواب خوش حیاں ہم
 شب تاریک بیہم روز و قوم با چنین غفل

خلاف من کہ میخواہم براہ یارذلت را
 چلقا و این سر مرا کہ میخواہد مصیبت را
 درخشند و زخورد در ماہ بنامد ملاحظت را
 کہ جا در خاطرش باشد دل مجروح غریب را
 کہ می آرد ز ناپاکی بر نفیرین و لعنت را
 بہ بینی اندران آن دلبر پاکیزہ طلعت را
 مگر بنید کسے آنرا کہ میدار و بصیرت را
 و گر نہ چون منی کے یاد آن رشد و سعادت را
 ز دست خود فکندہ معنی و مغر و حقیقت را
 چنان خواهند این خمیری کہ پاک جانم قربت را
 کہ این سخت کنند البیس ہر اہل عبادت را
 دمی از بہر معنی یا نمی یابند فرصت را
 کہ غافل از حقائق کے نکو داند شریعت را
 مگر ندون شرب را نداند این فضیلت را
 پسندیدند در شان شہ خلق این مذلت را
 از علم نام شان چہا گم گشت ملت را
 ولیری ہا پیدا آمد پرستاران میت را
 زمان فریاد میدار و کہ بشائبہ نصرت را
 کجا زین غم روم یارب ثاب خود دست قدرت را

بجاگ انگیزی شان ضیائی خود نمی رسم	نہان کی اندان نوری کہ حق بخشید فطرت
کجا غوغائی شان بر خا طرس وحشتی آرد	کہ صادق بزبلی نبود و گر منید قیامت

اب قبل اسکے جو ہم دوسری بحثوں کی طرف توجہ کریں اس بحث کا پہلا نہایت ضروری ہے جو **دین اسلام** کی حقیقت کیا ہے اور اس حقیقت تک پہنچنے کے وسائل کیا ہیں اور اس حقیقت پر پابند ہونے کے ثمرات کیا ہیں کیونکہ بہت سی اسرارہ دقیقہ کا سمجھنا اسی بات پر متوقف ہے کہ پہلے **حقیقت اسلام** اور پھر اس حقیقت کے وسائل اور پھر اسکے ثمرات بخوبی ذہن نشین ہو جائیں اور ہمارے اندرونی مخالفوں کے لئے یہ بات نہایت فائدہ مند ہوگی کہ وہ حقیقت اسلام اور اسکی اسجاث متعلقہ کو توبہ سے پرہیز کریں کیونکہ جن شکوک و شبہات میں وہ مبتلا ہیں اکثر وہ ایسے ہیں کہ نقطہ ہی ص سے دلوں میں پیدا ہوئے ہیں کہ اسلام کی اتم اور اکمل حقیقت اور اسکے وسائل اور ثمرات پر غور نہیں کی گئی۔ اور اس بات میں کچھ شبہ نہیں کہ ان تمام حقیقتوں پر غور کرنے کے بعد اگر اس عاجز کی اندرونی مخالف اپنے اعتراضات کے مقابل پر میرے **جوابات** کو پڑھیں گے تو بہت سے ادا م اور دساوس سے غلطی پا جائیں گے بشرطیکہ وہ غور سے پڑھیں۔ اور پھر ان مقامات کو نظر کے سامنے رکھ کر میرے اُن جوابات کو سوچیں جو میں نے اُنکے شبہات کے قلع و قمع کے لئے لکھے ہیں۔ ایسا ہی مخالفین مذہب کو بھی ان حقائق کے بیان کر نیسے بہت فائدہ ہوگا اور وہ اس مقام سے سمجھ سکتے ہیں کہ **مذہب** کیا چیز ہے اور اسکی سچائی کے نشان کیا ہیں۔

آب واضح ہو کہ لغت عرب میں **اسلام** اسکو کہتے ہیں کہ بطور پیشگی ایک چیز کا مول دیا جائے اور یا یہ کہ کسی کو اپنا کام سونپیں اور یا یہ کہ صلح کے

طالب ہون اور یا یہ کہ کسی امر یا خصوصیت کو چھوڑ دین +

اور مہم سلا حی سے اسلام کے وہ ہیں جو اس آیت کریمہ میں اسکی طرف اشارہ ہے یعنی یہ کہ **بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرٌ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ**۔
یعنی مسلمان وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سوپ دیوے یعنی اپنی وجود کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے ارادوں کی پیروی کے لئے اور اسکی خوشنودی کی حاصل کر نیکی کے لئے وقف کر دیوے اور پھر نیک کاموں پر خدا تعالیٰ کے لئے قائم ہو جاوے اور اپنے وجود کی تمام علی طاقتیں اسکی راہ میں لگا دیوے مطلب یہ ہے کہ اعتقاد دی اور علی طور پر محض خدا تعالیٰ کا ہو جاوے +

”اعتقاد دی“ طور پر اس طرح سے کہ اپنے تمام وجود کو حقیقت ایک ایسی چیز سمجھ لے جو خدا تعالیٰ کی شناخت اور اسکی طاعت اور اس کے عشق اور محبت اور اسکی رضا مندی حاصل کر نیکی کے لئے بنائی گئی ہے۔

اور علی طور پر اس طرح سے کہ خالصاً بے حقیقی نیکیاں جو ہر ایک وقت سے متعلق اور ہر ایک خدا واد تو فیق سے وابستہ ہیں بجا لاؤ مگر ایسے ذوق و شوق و حضور سے کہ گویا وہ اپنی فرمانبرداری کے آمینہ میں اپنے معبود حقیقی کے چہرہ کو دیکھ رہا ہے پھر بقیہ ترجمہ آیت کا یہ ہے کہ جبکی اعتقاد دی و علی صفائی ایسی محبت ذاتی پر مبنی ہو اور ایسے طبعی جوش سے اعمال حسنہ اس سے صادر ہوں دہی ہے جو عند اللہ متحق اجر ہے اور ایسے لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ کچھ غم رکھتے ہیں یعنی ایسے لوگوں کے لئے نجات نقد موجود ہے کیونکہ جب انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذات اور

صفات پر ایمان لا کر اُس سے موافقت نامہ ہو گئی اور ارادہ اُسکا خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ہم رنگ ہو گیا اور تمام لذت اُسکی فرمانبرداری میں ٹہر گئی اور جمیع اعمال صالحہ نہ کی راہ سے بلکہ تلذذ اور احتفاظ کی کشش سے صادر ہونے لگے تو یہی وہ کیفیت ہے جسکو فلاح اور نجات اور سنگاری سے موسوم کرنا چاہئے اور عالمِ آخرت میں جو کچھ نجات کے متعلق مشہور و محسوس ہوگا وہ حقیقت اسی کیفیتِ راسخہ کے ظلال و آثار ہیں جو اُس جہان میں جہانی طور پر ظاہر ہو جائینگے۔ مطلب یہ ہے کہ بشری زندگی اسی جہان سے شروع ہو جاتی ہے اور جہنمی عذاب کی جڑ یہی اسی جہان کی گندی اور کورانہ زلیست ہے۔

اب آیت ممدوحہ بالا پر ایک نظر غور ڈالنے سے ہر یک سلیم العقل سمجھ سکتا ہے کہ اسلام کی حقیقت تب کسی میں تحقق ہو سکتی ہے کہ جب اُسکا وجود مدعا اپنی تمام باطنی و ظاہری قلوبے کے محض خدا تعالیٰ کیلئے اور اسکی راہ میں وقف ہو جاوے اور جو امانتیں اُسکو خدا تعالیٰ کی طرف سونپی ہیں پہر اُسی معطی حقیقی کو واپس دی جائیں اور نہ صرف اعتقاد ہی طور پر بلکہ عمل کے آئینہ میں ہی اپنے اسلام اور اسکی حقیقت کاملہ کی ساری شکل دکھلا دی جاوے یعنی شخص مدعی اسلام یہ بات ثابت کر دیو کہ اُسکے ہاتھ اور پیر اور دل اور دماغ اور اسکی عقل اور اُس کا فہم اور اُسکا غضب اور اُس کا رحم اور اُس کا علم اور اُس کا علم اور اُسکی تمام روحانی اور جسمانی قوتیں اور اُسکی عزت اور اُس کا مال اور اُس کا آرام اور سرور اور جو کچھ اُس کا سر کے بالوں سے پیردن کے ناخنوں تک باعتبار ظاہر و باطن کے ہے یہاں تک کہ اُسکی نیات اور اُسکے دل کے خطرات اور اُسکو نفس کے جذبات سب خدا تعالیٰ کے ایسے تابع ہو گئے ہیں کہ جیسے ایک شخص کے

اعضائے اس شخص کے تابع ہوتے ہیں غرض یہ ثابت ہو جاوے کہ صدق قدم اس شخص تک پہنچ گیا ہے کہ جو کچھ اسکا ہے وہ اسکا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ہو گیا ہے اور تمام اعضا اور قوتیں اسی خدمت میں ایسے لگ گئے ہیں کہ گویا وہ جوارح الحق ہیں۔

اور ان آیات پر غور کر لیں یہ کیا بھی صاف اور بدیہی طور پر ظاہر ہو رہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں زندگی کا وقف کرنا جو حقیقت اسلام ہے دو قسم پر ہے ایک ایسا کہ خدا تعالیٰ کو ہی اپنا معبود اور مقصود اور محبوب ٹھہرایا جاوے اور اسکی عبادت اور محبت اور خوف اور رجائیں کوئی دوسرا شریک باقی نہ رہے اور اسکی تقدیس اور تسبیح اور عبادت اور تمام عبودیت کے آداب اور احکام اور اوامر اور حدود اور آسمانی قضا و قدر کے امور بدل و جان قبول کئے جائیں اور نہایت نیستی اور تذلل سے ان سب ملکوں اور حدود اور قانون اور تقدیر و ن کو بارادت نام سربر اٹھالیا جاوے اور نیز وہ تمام پاک صدائقین اور پاک معارف جو اسکی وسیع قدر و توان کے معرفت کا ذریعہ اور اسکی ملکوت اور سلطنت کے علوم مرتبہ کو معلوم کر نیکی لئے ایک واسطہ اور اس کے آلاء اور نعماء کے پہچاننے کے لئے ایک قوی رہبر ہیں بخوبی معلوم کر لیجائیں۔

دوسری قسم اسد تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کر نیکی یہ ہے کہ اسکو بندوں کی خدمت اور ہمدردی اور چارہ جوئی اور بار برداری اور سچی غمخواری میں اپنی زندگی وقف کر دی جاوے دوسروں کو آرام پہنچانیکے لئے دکھ اٹھائیں اور دوسروں کی راحت کیلئے اپنے پر سرخ گوارا کر لیں۔

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اسلام کی حقیقت نہایت ہی اعلیٰ ہے

اور کوئی انسان کہی اس شریف لقب اہل اسلام سے حقیقی طور پر لقب نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنا سارا وجود معاً اسکے تمام قوتوں اور خواہشوں اور ارادوں کے حوالہ بخدا کر دے اور اپنی انانیت سے معاً اسکے جمیع لوازم کے ہاتھ اٹھا کر ایسی راہ بین نہ لگ جاوے۔ پس حقیقی طور پر اسی وقت کسی کو مسلمان کہا جائیگا کہ جب اسکی غافلانہ زندگی پر ایک سخت انقلاب وارد ہو کر اس کے نفس اتارہ کا نقش ہستی معاً اسکے تمام جذبات کے یکہ فہمٹ جائے اور پھر اس موت کے بعد محسن اللہ ہونیکے نئی زندگی اُس میں پیدا ہو جائے اور وہ ایسی پاک زندگی ہو جو اُس میں بجز طاعت خالق اور بندہ دی مخلوق کے اور کچھ ہی نہ ہو خالق کی طاعت اس طرح سے کہ اسکی عزت و جلال اور یگانگت ظاہر کرنے کے لئے بیعتی اور ذلت قبول کرنیکے لئے مستعد ہو اور اسکی وحدانیت کا نام زندہ کرنے کے لئے ہزار معون قوتوں کے قبول کرنے کے لئے طیار ہو اور اسکی فرمانبرداری میں ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کو بخوشی خاطر کاٹ سکے اور اس کے احکام کی عظمت کا پیار اور اسکی رضا جوئی کے پیاس گناہ سے ایسی نفرت دلاوے کہ گویا وہ کہا جانے والی ایک آگ ہو یا ملاک کر نیوالی ایک زہر ہے یا بہسم کر دینے والی ایک بجلی ہے جس سے اپنی تمام قوتوں کے ساتھ بہاگنا چاہے۔ غرض اسکی مرضی ماننے کے لئے اپنے نفس کی سب مرضیات چھوڑ دے اور اسکے پیوند کے لئے جانکاہ زخموں سے مجروح ہونا قبول کرے اور اسکے لائق کاشتوت دینے کے لئے سب نفسانی تعلقات توڑ دے اور خلق اللہ کی خدمت اس طرح سے کہ جس قدر خلقت کی حاجات ہیں اور جس قدر مختلف وجوہ اور طرق کی راہ سے قسام ازل نے بعض کو بعض کا محتاج کر رکھا، ان تمام امور میں محض اللہ اپنی حقیقی اور بغیر ضابطہ اور سچی ہمدردی سے جو اپنے وجود و صداد

ہو سکتی ہے انکو نفع پہنچا دے اور ہر ایک مدد کے محتاج کو اپنی خدا داد وقت و مدد دے اور انکی دنیا و آخرت دونوں کی اصلاح کیلئے زور لگا دے۔

مگر یہ لہی قف محض اس صورت میں اسم ہسمی ہوگی کہ جب تمام اعضا لہی طاعت کے رنگ سے ایسے رنگ پذیر ہو جائیں کہ گویا وہ ایک الہی لہ ہیں جنکے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً افعال الہیہ ظہور پذیر ہوتے ہیں یا ایک مصفا آئینہ ہیں جس میں تمام مرضیات الہیہ بصفا نام کسی طور پر ظہور پکڑتی رہتی ہیں۔ اور جب اس رجب کا مدہ لہی طاعت و خدمات پہنچ جائیں تو اس صیغہ اسد کی برکت سے اس صنف کے انسان کی فوٹے اور جوارح کی نسبت و حدت شہودی کے طور پر یہ کہنا صحیح ہوتا ہے کہ مثلاً یہ آنجناب خدا تعالیٰ کی آنجناب اور یہ زبان خدا تعالیٰ کی زبان اور یہ ہاتھ خدا تعالیٰ کے ہاتھ اور یہ کان خدا تعالیٰ کے کان اور یہ پاؤ خدا تعالیٰ کے پاؤ ہیں۔ کیونکہ وہ تمام اعضا اور قوتیں لہی راہوں میں خدا تعالیٰ کے ارادوں سے پرموکر اور اسکی خواہشوں کی تصویر بنکر اس لائق ہو جاتے ہیں کہ انکو اسی کا روپ کہا جاوے و جب یہ کہ جیسے ایک شخص کے اعضا پورے طور پر اسکی مرضی اور ارادہ کے تابع ہوتے ہیں ایسا ہی کامل انسان اس درجہ پر پہنچ کر خدا تعالیٰ کی مرضیات و ارادات سے موافقت تامہ پیدا کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور وحدانیت اور مالکیت اور معبودیت اور اسکی ہر ایک مرضی اور خواہش کی بات ایسی ہے انکو پیاری معلوم ہوتی ہے کہ جیسی خود خدا تعالیٰ کو۔ سو عظیم الشان لہی طاعت و خدمت جو پیارا و محبت سے ملی ہوئی اور خلوص اور خفیت تامہ سے بہری ہوئی ہے ہی اسلام اور اسلام کی حقیقت اور اسلام کا لب لباب ہی جو نفس اور خلق اور مہوا اور ارادہ موت حاصل کر نیچے بعد ملتا ہے۔

اس جگہ نکتہ بھی یاد رہے کہ آیت موصوفہ بالا یعنی **بَلٰی مٰکِنِ**
اِسْلَمَ وَجْہَہُ لِلّٰہِ وَہُوَ مَحْسَنٌ فَلَہٗ اَجْرٌ عِنْدَ
رَبِّہٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمۡ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ - سادہ
 کے تینوں ضروری درجوں میں سے فنا اور بقا اور لقا کی طرف اشارت کرتی
 ہے۔ کیونکہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں **اِسْلَمَ وَجْہَہُ لِلّٰہِ** کا فقرہ
 یہ تعلیم کر رہا ہے کہ تمام تو اے اور اعضا اور جو کچھ اپنا ہے خدا تعالیٰ کو سوپ دینا چاہیے
 اور اسکی راہ میں وقف کر دینا چاہئے اور یہ وہی کیفیت ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں
فنا ہے وجہ یہ کہ جب انسان نے حسب مفہوم اس آیت ممدوحہ کے اپنا تمام وجود
 اسکی تمام قوتوں کے خدا تعالیٰ کو سوپ دیا اور اسکی راہ میں وقف کر دیا اور اپنی نفسانی
 جنبشوں اور سکونوں سے بکلی باز آگیا۔ تو بلاشبہ ایک قسم کی موت اسپرطاری ہو گئی
 اور اسی موت کو اہل تصوف فنا کے نام سے موسوم کرتے ہیں

پھر بعد ا کے **وَہُوَ مَحْسَنٌ** کا فقرہ مرتبہ **بقا** کی طرف اشارہ کرتا ہے
 کیونکہ جب انسان بعد فنا مکمل قائم و سلب جذبات نفسانی۔ الہی جذبہ اور تحریکات پہر
 جنبش میں آیا اور بعد منقطع ہو جانے تمام نفسانی حرکات کے پہر ربانی تحریکوں سے
 پُر ہو کر حرکت کرنے لگا تو یہ وہ **حیات ثانی** ہے جس کا نام **بقا** رکھنا چاہئے۔
 پھر بعد ا کے یہ فقرات **فَلَہٗ اَجْرٌ عِنْدَ رَبِّہٖ وَلَا خَوْفٌ**
عَلَیْہِمۡ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ - جو اثبات و ایجاب و اجر و نفع و سلب خوف
 و حزن پر دلالت کرتی ہیں یہ حالت **بقا** کی طرف اشارہ ہے کیونکہ حقیقت انسان کی عرفا
 اور یقین اور توکل اور محبت میں ایسا مرتبہ عالیہ پیدا ہو جائے کہ اس کے خلوص اور ایمان اور وفا

کا اجر اسکی نظر میں وہی آخری الی اور ظنی نہ ہی بلکہ ایسا یقینی اور قطعی اور شہود اور
مرئی اور محسوس ہر گویا وہ اسکو مل چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے وجود پر ایسا یقین ہو جائے
کہ گویا وہ اسکو دیکھ رہا ہے اور ہر ایک آئندہ کا خوف اسکی نظر سے اٹھ جادے اور
ہر ایک گزشتہ اور موجودہ غم کا نام و نشان نہ رہے اور ہر ایک روحانی تنہم موجود اوقات
نظر آوے تو یہی حالت جو ہر ایک قبض اور کدورت سے پاک اور ہر ایک غرہ اور شک سے
م محفوظ اور ہر ایک درد و انتظار و منزہ ہے **لہذا** کے نام سے موسوم ہے اور اس مرتبہ
نفاذ محسن کا لفظ جو آیت میں موجود ہے نہایت صراحت سے دلالت کر رہا ہے کیونکہ
احسان حبشیر بنی صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت کا ملہ کا نام ہے کہ جب انسان
اپنی پریش کی حالت میں خدا تعالیٰ سے ایسا تعلق پیدا کرے کہ گویا اسکو دیکھ رہا ہے۔

اور یہ **لہذا** کا مرتبہ تہ لبک کیلئے کامل طور پر تحقق ہوتا ہے کہ جب

ربانی رنگ بشریت کے رنگ دبو کو بہام و کمال اپنے رنگ کے نیچے متواری اور
پوشیدہ کر دیوے جس طرح آگ لوہے کے رنگ کو اپنے نیچے ایسا چھپا لیتی ہے کہ نظر
ظاہر میں بجز آگ کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ یہ وہی مقام ہے جس پر ہر ایک بعض سالکین نے
نفرین کہائی ہیں اور شہود ہی پیوند کو وجودی پیوند کے رنگ میں سمجھ لیا ہے۔

اس مقام میں جو اولیا، اللہ پہنچے ہیں یا جنکو اس میں سے کوئی اکوٹ میسر آ گیا ہے
بعض اہل تصوف نے ان کا نام **اطفال اللہ** رکھ دیا ہے اس مناسبت سے کہ وہ
لوگ صفات الہی کے کنارے عاطفت میں لگی جا پڑے ہیں اور جیسے ایک شخص کا لڑکا اپنے
علیہ و خط و حال میں کچھ اپنے پاس مناسبت کہنا ہی ویسا ہی انکو یہی ظنی طور پر بوجہ
تخلیق باخلاق اللہ خدا تعالیٰ کی صفات جمیلہ سے کچھ مناسبت پیدا ہو گئی ہے۔ ایسی نام

سکانت نامہ اسلام کے نام پر

اطفال اللہ

اگرچہ کہلے کہلے طور پر زبان شرع متعل نہیں ہیں مگر حقیقت عارفون نے قرآن کریم سے ہی اسکو استنباط کیا ہے کیونکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے **فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا** یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو کہ جیسے تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو۔ اور ظاہر ہے کہ اگر مجازی طور پر ان الفاظ کا بولنا منہیات شرع سے ہوتا تو خدا تعالیٰ ایسی طرز سے اپنی کلام کو منظر رکھنا جس سے اس اطلاق کا جواز مستنبط ہو سکتا ہے۔

اور اس درجہ لقائین بعض اوقات انسان سے ایسے امور صادر ہوتے ہیں کہ بشریت کی طاقتوں سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور آہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں جیسے ہمارے سید و مولیٰ سید الرسل حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدین ایک سنگریز دن کی ٹہی کفار پر چلائی اور وہ ٹہی کسی دھمکے ذریعہ سے نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی مگر اُس ٹہی نے خدائی طاقت دکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اسکا اثر پڑا کہ کوئی اُن میں سے ایسا نہ پا کہ جسکی آنکھ نہ پڑ سکا اثر نہ پہنچا ہو اور وہ سب اندھوں کی طرح ہو گئے اور ایسی سردی کی اور پریشانی انہیں پیدا ہو گئی کہ مدبر کی طرح بہانہ شروع کیا۔ اسی معجزہ کی طرف اللہ جل شانہ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی

یعنی جب تو نے اُس ٹہی کو پھینکا وہ تو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا تعالیٰ نے پھینکا یعنی درپردہ الہی طاقت کام کر گئی انسانی طاقت کا یہ کام نہ تھا۔

اور ایسا ہی دوسرا معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو



اقتدار مجرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

شق القمر ہے اسی الہی طاقت سے ظہور میں آیا تھا کوئی دُعا اُسکے ساتھ نہ شامل نہ تھی کیونکہ وہ صرف انگلی کے اشارہ سے جو الہی طاقت سے بہری ہوئی تھی وقوع میں آگیا تھا۔ اور اس قسم کے اور بھی بہت سے معجزات ہیں جو صرف ذاتِ قادر کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھلائے۔ جنکے ساتھ کوئی دُعا نہ تھی۔ کئی دفعہ ہونٹ سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی انگلیوں کو اُس پانی کے اندر داخل کر بیٹھے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پہری وہ پانی ایسا ہی اپنی مقدار پر موجود تھا۔ اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزار ہا ہونکوں کو پان کا ان سے شکم سیر کر دیا اور بعض اوقات تھوڑے دودھ کو اپنی لبون سے برکت دیکر ایک جماعت کا پیٹ اُس سے بہر دیا۔ اور بعض اوقات شور آب کنوئین میں اپنے منہ کا لٹا۔ ڈالکر اُسکو نہایت شیریں کر دیا۔ اور بعض اوقات سخت مجروحوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر ان کو اچھا کر دیا۔ اور بعض اوقات آنکھوں کو جنکے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے اپنے ہاتھ کی برکت سے بہر دست کر دیا۔ ایسا ہی اور بھی بہت سے کام اپنی ذاتی اقتدار سے کئے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقت الہی غلوپ تھی۔

حال کے برہمہ اور فلسفی اور یہنجری اگر ان معجزات سے انکار کریں تو وہ معذور ہیں کیونکہ وہ اُٹھرتہ کو شناخت نہیں کر سکتے جبکہ ظلی طور پر الہی طاقت انکے کو ملتی ہے پس اگر وہ ایسی باتوں پر ہنسین تو وہ اپنے ہنسین میں ہی معذور ہیں کیونکہ انہوں نے بجز طفلانہ حالت کے اور کسی درجہ روحانی بلوغ کے طے نہیں کیا۔ اور نہ صرف اپنی حالت ناقص کہتے ہیں بلکہ سب بات پر خوش ہیں کہ اسی حالت ناقصہ میں مر رہے ہیں۔

عیسائی قابلِ افسوس حالت

اقتداری جو ہمارے مسلم کو مستحقِ یاد دہانی کرتی ہے

اقتداری جو خدا تعالیٰ کے بلا واسطہ قدرتِ مہم کو درجہ بدرجہائی

مگر زیادہ تر افسوس اُن عیسائیوں پر ہے جو بعض خوارقِ ہی کے مشابہ مگر ان سے ادنیٰ حضرت مسیح مین سن سنا کر اُن کی الوہیت کی دلیل ٹھہرا بیٹے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کا مردوں کا زندہ کرنا اور مفلوجوں اور مجذوموں کا اچھا کرنا اپنے اقتدار سے تھا کسی دعا سے نہیں تھا۔ اور یہ دلیل اس بات پر ہے کہ وہ حقیقی طور پر ان بلکہ خدا تھا۔ لیکن افسوس کہ ان بچاروں کو خبر نہیں کہ اگر انہیں باتوں سے انسان خدا بن جاتا ہے تو اس خدائی کا زیادہ تر استحقاق ہمارے سید و مولے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے کیونکہ اس قسم کے اقتداری خوارق جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھائے ہیں حضرت مسیح علیہ السلام ہرگز دکھلا نہیں سکے اور ہمارے مادی و مقتدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اقتداری خوارق نہ صرف آپ ہی دکھائے بلکہ ان خوارق کا ایک لمبا سلسلہ روز قیامت تک اپنی امت میں چھوڑ دیا جو ہمیشہ اور ہر زمانہ میں حسب ضرورت زمانہ ظہور میں آتا رہا ہے اور اس دنیا کے آخری دنوں تک اسی طرح ظاہر ہوتا رہیگا اور الٰہی طاقت کا یہ توفیق جس قدر اس امت کی مقدّس دُوحوں پر پڑا ہے اسکی نظیر دوسری امتوں میں ملتی نہیں ہے۔ پہر کسی قدر بیوقوفی ہے کہ ان خوارقِ عادتِ امور کی وجہ سے کسی کو خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیا جاتا اگر ایسے ہی خوارق سے انسان خدا بن سکتا ہے تو پہر خداؤں کا کچھ نہ تھا ہی ہے ؟ لیکن یہ بات اس جگہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اس قسم کے اقتداری خوارق کو خدا کی طرف سے ہی جوتے ہیں مگر پہر ہی خدا تعالیٰ کے اُن خاص افعال سے جو بلا واسطہ ارادہ غیر ظہور میں آتے ہیں کسی طور سے برابر ہی نہیں کر سکتے اور نہ برابر ہونا اُن کا مناسب ہے۔ ہر وجہ سے جب کوئی نبی یا ولی اقتداری طور پر بغیر واسطہ کسی دعا کے کوئی ایسا امر خوارقِ عادت دکھلا دے جو انسان کو کسی حسیلیہ اور تدبیر اور علل سے اسکی قوت نہیں دیکھی تو نبی کا وہ فعل خدا تعالیٰ کے

اقتدار بجز خدا تعالیٰ کوئی نہیں دے سکتا

اُن افعال سے کم رتبہ پر رہیگا جو خود خدا تعالیٰ علانیہ اور بالجہرائی قوت کاملہ سے ظہور میں لانا ہے یعنی ایسا اقتداری معجزہ نسبت دوسرے الہی کاموں کے جو بلا واسطہ اسد عرشانہ سے ظہور میں آتی ہیں ضرور کچھ نقص اور کمزوری پائی اندر ہو جو رکھتا ہو گا تا سرسری نگاہ والوں کی نظر میں تشابہ فی الخلق واقع نہ ہو۔ اسبوجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا باوجود اسکے کہ کئی دفعہ سانپ بنا لیکن آخر عصا کا عصا ہی رہا۔ اور حضرت مسیح کی چڑیاں باوجودیکہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز قرآن کریم سے ثابت ہو مگر پھر بھی مٹی کے مٹی ہی تھے۔ اور کہیں خدا تعالیٰ نے یہ نہ فرمایا کہ وہ زندہ بھی ہو گئیں اور ہمارے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتداری خوارق میں

چونکہ طاقت الہی سب سے زیادہ پوری ہوئی تھی کیونکہ وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تجلیات الہیہ کے لئے اتم واعلا و ارفع و اکمل نمونہ تھا اسلئے ہماری نظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتداری خوارق کو کسی درجہ بشریت پر مقرر کرنے سے قاصر ہیں مگر تاہم ہمارا پسرایمان ہے کہ اس جگہ ہی اسد عرشانہ اور اسکے رسول کریم کے فضل میں مخفی طور پر کچھ فرق ضرور ہوگا۔

اب ان تحریرات سے ہماری غرض اس قدر ہے کہ لقا کا مرتبہ جب کسی انسان کو میسر آتا ہے تو اس مرتبہ کی تمویج کے اوقات میں الہی کام ضرور اس سے صادر ہوتے ہیں اور ایسے شخص کی گہری محبت میں جو شخص ایک حصہ عمر کا بسر کرے تو ضرور کچھ نہ کچھ لقا کے اقتداری خوارق مشاہدہ کر لیا کیونکہ اس تمویج کچھ اتنی کچھ الہی صفات کا رنگ ظلی طور پر انسان میں آجاتا ہے جیسا کہ ان کا حکم خدا تعالیٰ کا رحم اور اسکا غضب تعالیٰ غضب جاتا ہے اور بسا اوقات وہ بغیر کسی عاقل گستاخ کوئی غلام چیز پیدا ہو جائے تو وہ پیدا ہو جاتی ہے اور کسی پر غضب کی نظر سے دیکھتا ہے تو اسے کوئی وبال

نفاذ حقیقت اقتداری نشان اہل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دہے

احوال اللہ کی ہر ایک چیز میں برکت ہوتی ہے

نازل چڑھتا ہے اور سیکڑھت کی نظر سے دیکھتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مورد رحم ہو جاتا ہے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ کا کسب نامی طور پر نتیجہ مقصودہ کو بلا تخلف پیدا کرتا ہے ایسا ہی ہر کسب نامی اس متوجع اور مد کی حالت میں خطا نہیں جاتا۔ اور جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں ان اقلندہ سی خوارق کی اہل وجہ بھی ہوتی ہے کہ یہ شخص شدت اتصال کی وجہ سے خدا عزوجل کے رنگ کی غلی طور پر رنگین ہو جاتا ہے اور تجلیات الہیہ اس پر دائمی قبضہ کر لیتے ہیں اور محبوب حقیقی حجب حائلہ کو درمیان سے اٹھا کر نہایت شدید قرب کی وجہ سے ہم غوش ہو جاتا ہے اور جیسا کہ وہ خود مبارک ہے ایسا ہی اکو اقوال و افعال و حرکات اور سکناات اور خوراک اور پوشاک اور مکان اور زمان اور اس کے جمیع لوازم میں برکت رکھ دیتا ہے تب ہر ایک چیز جو اس سے مست کرتی ہے بغیر اس کے جو یہ دعا کرے برکت پاتی ہے اس کے مکان میں برکت ہوتی ہے اسکے دروازوں کے آستانے پر برکت سی بہرے ہوتے ہیں اس کے گھر کے دروازوں پر برکت برستی ہے جو ہر دم اس کو مشاہدہ ہوتی ہے اور اس کی خوشبو کو کوئی ہر جگہ یہ سفر کرے تو خدا تعالیٰ منہ اپنی تمام برکتوں کے اسکے ساتھ ہوتا ہے اور جب یہ گھر میں آوے تو ایک دریا فوراً اس کا ساتھ لانا ہے غرض یہ عجیب انسان ہوتا ہے جسکی کُنہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

اس جگہ یہ بھی واضح رہے کہ فنا فی اللہ کے درجہ کی تحقق کے بعد یعنی اس منہ کے بعد جو اس کے وجہ اللہ کے مفہوم کو لازم ہے جسکو صفی فنا کے نام سے اور قرآن کریم استقامت کے نام سے موسوم کرتا ہے درجہ بقا اور بقا کا بلا توقف چھ آئینہ الہیہ یعنی جبکہ انسان خلق اور ہوا اور ارواح سے بکلی خالی ہو کر فنا کی حالت کو پہنچ گیا تو اس حالت کے راسخ ہونیکے ساتھ ہی بقا کا درجہ شروع ہو جاتا ہے مگر

بقا اور بقا اس مرتبہ کی کیفیت

جب تک یہ حالت راسخ نہ ہو اور خدا تعالیٰ کی طرف بجلی جھپک جانا ایک طبعی امر نہ ٹہر جائے تب تک مرتبہ بقا کا پیدا نہیں ہو سکتا بلکہ وہ مرتبہ صرف امید وقت پیدا ہوگا کہ جب ہر ایک اطاعت کا نفع درمیان سے اٹھ جائے اور ایک طبعی روئیدگی کی طرح فرمانبرداری کی سرسبز اور لہراتی ہوئی شاخیں دل سے جوش مار کر نکلیں اور واقعی طور پر سب کچھ اپنا سمجھا جاتا ہے خدا تعالیٰ کا ہو جائے اور دوسرے لوگ ہوا پرستی میں لذت اٹھاتے ہیں اس شخص کی تمام کامل لذتیں پرتش اور یاد الہی میں ہوں۔ اور بجائے نقصانی ارادوں کے خدا تعالیٰ کی برصنیات جگہ پکڑ لیں۔

پھر جب یہ بقا کی حالت بخوبی استحکام پکڑ جائے اور سالک کے رگ و ریشہ میں داخل ہو جائے اور اس کا جزو وجود بن جائے اور ایک نور آسمان سے اترتا ہوا دکھائی دے جسکے نازل ہونے کے ساتھ ہی تمام پردے دور ہو جائیں اور نہایت لطیف اور شیریں اور حلاوت سے ملی ہوئی ایک محبت دل میں پیدا ہو جو پہلے نہیں تھی اور ایک ایسی خشکی اور اطمینان اور سکینیت اور سرور دل کو محسوس ہو کہ جیسے ایک تہایت پیارے دوست مدت کے پچڑے ہوئے کی یکدم طبعی اور بغلیہ جو سے محسوس ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کے روشن اور لذیذ اور مبارک اور سرور بخش اور فصیح اور معطر اور بشارتہ کلمات اٹھتے اور بیٹھتے اور سوتے اور جاگتے اس طرح پر نازل ہونے شروع ہو جائیں کہ جیسے ایک ٹھنڈی اور دلکش اور پرخوشبو ہوا ایک گلزار پر گزر کر آتی اور صبح کے وقت چلنی شروع ہوتی اور اپنے ساتھ ایک مسکراہٹ اور لہرائی ہے۔ اور انسان خدا تعالیٰ کی کیفیت ایسا کہنچا جائے کہ بغیر اسکی محبت اور عاشقانہ تصور کے جی نہ سکے اور نہ یہ کہ مال اور جان اور عزت اور اولاد اور جو کچھ اسکا ہے قربان کر نیکی کے لئے طیار ہو بلکہ اپنے دل میں قربان کر ہی

چکا ہوا اور اپنی ایک زبردست کشش سے پہنچا گیا ہو جو نہیں جانتا کہ اسے کیا ہو گیا اور نورانیت کا بشارت اپنے اندر انتشار پاوے جیسا کہ دن چڑھا ہوا ہوتا ہے اور صدق اور محبت اور وفا کی نہرین بڑے زور سے چلتی ہوئی اپنے اندر شاہدہ کرے اور لمحہ بہ لمحہ ایسا احساس کرتا ہو کہ

گویا خدا تعالیٰ اس کے قلب پر آترا ہوا ہے۔

جب یہ حالت اپنی تمام علامتوں کے ساتھ محسوس ہو تب خوشی کرو اور محبوب حقیقی کا ٹکڑا بجالاؤ کہ یہی وہ انتہائی مقام ہے جہاں نام لقا رکھا گیا ہے۔

اس آخری مقام میں انسان ایسا احساس کرتا ہے کہ گویا بہت سوا پاک پانیوں سے اسکو دھو کر اور نفسانیت کا بجلی رگ دریشہ اس سے الگ کر کے نئے سرے اسکو پیدا کیا گیا اور پھر رب العالمین کا تخت اس کے اندر بچھا یا گیا اور عدلے پاک و قدوس کا چمکا ہوا چہرہ اپنے تمام دلکش جن و جمال کے ساتھ ہمیشہ کے لئے اس کے سامنے موجود ہو گیا ہے مگر ساتھ اس کے یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ دونوں آخری درجہ بقا اور لقا کے کبھی نہیں ہیں بلکہ وہی ہیں اور کب اور جد و جہد کی حد صرف فنا کے درجہ تک ہو اور اسی حد تک تمام راستہ باز سالکوں کا سیر و سلوک ختم ہوتا ہے اور دائرہ کمالات انسانیت کا اپنے استدارت نامہ کو پہنچتا ہے اور جب اس درجہ فنا کو پاک باطن لوگ جیسا کہ چاہے طے کر چکے ہیں تو عادات الہیہ اسطرح پر جاری ہے کہ بیک دفعہ عنایت الہی کی نسیم چل کر بقا اور لقا کے درجہ تک انہیں پہنچا دیتی ہے

اب اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ اس سفر کی تمام صعوبتیں اور مشقتیں فنا کی حد تک ہی ہیں اور پھر اس سے آگے گزر کر انسان کی سعی اور کوشش اور مشقت اور محنت

روح القدس کا روشن اور کامل سایہ دو مجتہدوں کے ملنے سے نکالی حالت میں پیدا ہوتا ہے

اس بات کا سبب اختیار کی چیز اور نشان کیوں صادر ہوتے ہیں —

وہ لوگ باطل ہیں جو روح القدس کا بیوت اور نبوت کی عیونیت ایک ہو کر باعبدیہ رکھتی ہیں

کو دخل نہیں بلکہ وہ محبت صافیہ جو فنا کی حالت میں خداوند کریم و جلیل سے پیدا ہوتی ہو
 الہی محبت کا خود بخود اس پر ایک نمایان شعلہ پڑتا ہے جسکو مرتبہ **بقا اور بقا** سے تعبیر کرتے
 ہیں اور جب محبت الہی بندہ کی محبت پر نازل ہوتی ہے تب دونوں مجتہدوں کے
 ملنے سے **روح القدس** کا ایک روشن رکھل سایہ انسان کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے
 اور بقا کے مرتبہ پر اس روح القدس کی روشنی نہایت ہی نمایان ہوتی ہے اور اقتداری
 خوارق جیسا ابھی ہم ذکر کرتے ہیں ایسے لوگوں سے صادر ہوتے ہیں کہ یہ
روح القدس کی روشنی ہر وقت اور ہر حال میں ان کے شامل حال ہوتی
 ہے اور ان کے اندر سکونت رکھتی ہے اور وہ اس روشنی سے کہی اور کسی حال میں جدا
 نہیں ہوتے اور نہ وہ روشنی ان سے جدا ہوتی ہے۔ وہ روشنی ہر دم ان کے نقش کے
 ساتھ کھنٹی ہے اور ان کی نظر کے ساتھ ہر ایک چیز پر پڑتی ہے۔ اور ان کی کلام کے
 ساتھ اپنی ندرت لوگوں کو دکھلاتی ہے اسی روشنی کا نام روح القدس ہے مگر یہ حقیقی
 روح القدس نہیں حقیقی روح القدس وہ ہے جو آسمان پر ہے یہ روح القدس اسکا ظل ہے
 جیسا کہ سینوں اور دلوں اور دماغوں میں ہمیشہ کے لئے آباد ہو جاتا ہے اور ایک طرفہ **الین**
 کے لئے ہی ان سے جدا نہیں ہوتا اور جو شخص تجویز کرتا ہے کہ یہ **روح القدس** کتبیت
 اپنی تمام تاثیرات کے ساتھ ان سے جدا ہو جاتا ہے وہ شخص سرسراہٹ پر ہے اور اپنی پر ظلمت
 خیال سے خدا تعالیٰ کے مقدس برگزیدہ کی توہین کرتا ہے۔ ان پر سچ ہے کہ حقیقی روح القدس
 تو اپنے مقام پر ہی رہتا ہے لیکن **روح القدس** کا سایہ جہاں نام مجب زار روح القدس ہی
 رکھا جاتا ہے ان سینوں اور دلوں اور دماغوں اور تمام اعضا میں داخل ہوتا ہے جو مرتبہ
بقا اور بقا کا پاکر اس لایق ٹھہرتے ہیں کہ ان کی نہایت اصنی اور اعلیٰ محبت پر

روح القدس کا نور کا دل میں رہنا ای اور اس کی تمام نعمتیں سہل ہوتی ہیں

خدا تعالیٰ کی کامل محبت اپنی برکات کے ساتھ نازل ہو۔ اور جب وہ روح القدس نازل ہوتا ہے تو اس انسان کے وجود سے ایسا تعلق پکڑ جاتا ہے کہ جیسے جان کا تعلق جسم سے ہوتا ہے وہ قوت بینائی بیکرا آنکھوں میں کام دیتا ہے اور قوت شنوائی کا جامہ پہن کر کانوں کو روحانی حس بخشتا ہے وہ زبان کی گویائی اور دل کے تقویٰ اور دماغ کی ہشیاری بخاتا ہے اور ہاتھوں میں بھی سرایت کرتا ہے اور پیروں میں بھی اپنا اثر پہنچاتا ہے۔ غرض تمام ظلمت کو وجود میں سے اُٹھا دیتا ہے اور سر کے بالوں سے بیکر پیروں کے انخنوں تک منور کر دیتا ہے اور اگر ایک طرفۃ العین کے لئے بھی علیحدہ ہو جائے تو فی لفظ اُنکی جگہ ظلمت آجاتی ہے مگر وہ کاملوں کو ایسا **نعم القیرین** عطا کیا گیا ہے کہ ایک دم کے لئے بھی اُن سے علیحدہ نہیں ہوتا اور یہ گمان کرنا کہ اُن سے علیحدہ ہی ہو جاتا ہے یہ دوسرے لفظوں میں اس بات کا اقرار ہے کہ وہ بعد اسکے جو روشنی میں آگئے پہنچا رہی ہیں پڑ جاتے ہیں اور بعد اسکے جو معصوم یا محفوظ کئے گئے پہر نفس آ رہا اُنکی طرف عود کرتا ہے اور بعد اسکے جو روحانی حواس اُپر کھولے گئے پہر وہ تمام حواس بیکار اور معطل ہو جاتے ہیں۔ سوئے دے لوگو جو اس **صداقت** سے منکر اور اس **نکتہ معرفت** سے انکاری ہو مجھ سے جلدی مت کرو اور اپنے ہی نورِ طلب سے گواہی طلب کرو کہ کیا یہ امر واقعی ہے کہ برگزیدوں کی روشنی کسی وقت تمام و کمال اُن سے دور بھی ہو جاتی ہے۔ کیا یہ درست ہے؟ کہ وہ تمام نورانی نشان کامل ہونوں سے کمال ایمان کی حالت میں کبھی گم بھی ہو جاتے ہیں

اگر یہ کہو کہ بنے کب اور کس وقت کہتا ہے کہ برگزیدوں کی روحانی روشنی کبھی سب کی سب دور بھی ہو جاتی ہے اور اس ظلمت اُپر احاطہ کر لیتی ہے تو ہکا

یہ جواب ہے کہ آپ لوگوں کے عقیدہ سے ایسا ہی نکلتا ہے کیونکہ آپ لوگ بالترتیب
 واتباع آیات کلام الہی اس بات کو بھی مانتے ہیں کہ ہر ایک نور اور سکینیت اور اطمینان
 اور برکت اور استقامت اور ہر ایک روحانی نعمت ہرگز یون کو روح القدس
 سے ہی ملتی ہے اور جیسے اشرا را اور کفار کے لئے دایمی طور پر شیطان کو بٹس
 القریں قرار دیا گیا ہے تاہر وقت وہ ان پر ظلمت پہلاتا رہے اور ان کے قیام اور
 قعود اور حرکت اور سکون اور نیند اور بیداری میں انکا سچا نہ چھوڑے ایسا ہی قریب
 کے لئے دایمی طور پر روح القدس کو نعم القریں عطا کیا گیا ہے تاہر وقت وہ
 ان پر نور برسانا رہے اور ہر دم ان کی تائید میں لگا رہے اور کسی دم ان سے جدا نہ ہو۔
 اب ظاہر ہے کہ جبکہ بمقابل بٹس القریں کے جو ہمیشہ اشتد شریں
 کا ملازم اور رفیق ہے مقربون کیلئے نعم القریں کا ہر وقت رفیق اور نسیں ہوتا
 نہایت ضروری ہے اور قرآن کریم اکی خبر دیتا ہے تو پھر اگر اس نعم القریں
 کی علیحدگی مقربون سے تجویز کی جائے جیسا کہ ہمارے اندرون مخالف تومی بہائی گمان کرتا
 ہیں اور کہتے ہیں کہ روح القدس جبرائیل کا نام ہے کہی تو وہ آسمان سے نازل ہوتا
 ہے اور مقربون سے نہایت درجہ انفصال کر لیتا ہے یہاں تک کہ ان کے دل میں
 دھنس جاتا ہے اور کہی انکو اکیلا چھوڑ کر ان سے جدائی اختیار کر لیتا ہے اور کر ڈر ملک
 بشمار کو سون کی دوری اختیار کر کے آسمان پر چڑھ جاتا ہے اور ان مقربون
 سے بالکل قطع تعلقات کر کے اپنے قرار گاہ میں جا چھپتا ہے تب وہ اس روشنی اور
 اس برکت کی بجلی محروم رہ جاتے ہیں جو انکے نزول کے وقت ان کے دل اور دماغ
 اور بال بال میں پیدا ہوتی ہے تو کیا اس عقیدہ سے لازم نہیں آتا کہ

اس عقیدہ کا مطلب یہ ہے کہ روح القدس ہر وقت ہر ایک کے ساتھ رہتا ہے بلکہ اس وقت تک کہ وہ ان سے
 اپنا سماں قطع کر کے آسمان پر چلا جائے اور وہ خالی کے خالی رہ جاتے ہیں۔

روح القدس کے جدا ہونے سے پہلے ان برگزیدوں کو ظلمت گہیر لیتی ہے اور نوحہ
باسمہ نعم القیرن کی جدائی کی وجہ سے بئس القیرن کا اثر ان میں شروع ہو جاتا ہے
اب ذرہ خوف الہی کو اپنے دل میں جگہ دیکر سوچنا چاہئے کہ کیا یہی ادب اور یہی ایمان اور عرفان

اور یہی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس نقص اور منزل کی حالت کو روا رکھا جائے
کہ گویا روح القدس آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے مدتوں تک علیحدہ ہو جاتا تھا
اور نوحہ بالسادن مدتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انوار قدسیہ سے جو روح القدس
کا پرتو ہے محروم ہوتے تھے۔ غضب کی بات ہے کہ عیسائی لوگ تو حضرت مسیح علیہ السلام
کی نسبت یقینی اور قطعی طور پر یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ روح القدس جسے حضرت مسیح پر نازل
ہوا کہی اُن سے جدا نہیں ہوا اور وہ ہمیشہ اور ہر دم روح القدس سے تائید یافتہ تھے یہاں
تک کہ خواب میں بھی اُن سے روح القدس جدا نہیں ہوتا تھا اور اُن کا روح القدس
کبھی آسمان پر اُن کو اکیلا اور مجبور چھوڑ کر نہیں گیا اور نہ روح القدس کی روشنی ایک دم کے لٹھی یہی
کہی اُن سے جدا ہوئی لیکن مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا روح القدس آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا یہی ہو جاتا تھا اور اپنے دشمنوں کے
سلسلے بصرحت تمام یہ اقرار کریں کہ روح القدس کی دائمی رفاقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو حضرت عیسیٰ کی طرح نصیب نہیں ہوئی۔

اب سوچو کہ اس سے زیادہ تر اور کیا بے ادبی اور گستاخی ہوگی کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی عیسیٰ کو کہا جاتی ہے اور عیسائیوں کو اعتراض کرتے لئے موقعہ دیا جاتا ہے اس بات کو

نوٹ حضرت مسیح کی نسبت مسلمانوں کا یہی ہی اعتقاد ہے کہ عیسائیوں نے جبرہا بن کثیر و صالحہ و نوحہ البیان و کثافت و تشکیب
مسیحی وغیرہ بموقعہ تفسیریت و ایدانہ روح القدس افسوس افسوس افسوس - جنتہ

روح القدس جو ہر جانا تھا نہایت درجہ کی تھی ہے
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ اعتقاد رکھنا کہ آپ کے اکثر اوقات

کون نہیں جانتا کہ روح القدس کا نزول نورانیت کا باعث اور اسکا جہاں جو بنا ظلمت اور تاریکی اور بدخیالی اور تفرقہ ایمان کا موجب ہوتا ہے خدا تعالیٰ اسلام کو ایسے مسلمانوں کے شتر سے بچا دے جو کلمہ گو کہلا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی حملہ کر رہے ہیں۔ عیسائی لوگ تو حواریوں کی نسبت بھی یہی عقائد نہیں رکھتے کہ کبھی اُن سے روح القدس جہاں نہاتا بلکہ اُن کا تو یہ عقیدہ ہے کہ وہ لوگ روح القدس کا فیض دوسروں کو بھی دیتے تھے۔ لیکن یہ لوگ مسلمان کہلا کر اور مولوی اور محدث اور شیخ الکمل نام رکھا کر ہر جناب ختم المسلمین خیر الاولین والآخرین کی شان میں ایسی ایسی بدگمانی کرتے ہیں اور اس قدر سخت بدزبانی کر کے پھر خاصے مسلمان کے مسلمان اور دوسرے لوگ انکی نظر میں کافر ہیں۔

اور اگر یہ سوال ہو کہ قرآن کریم میں اس بات کی کہاں تشریح یا اشارہ ہے کہ روح القدس مقربوں میں ہمیشہ رہتا ہے اور اُن سے جدا نہیں ہوتا تو ہکا یہ جواب ہے کہ سارا قرآن کریم ان تصریحات اور اشارات سے بھرا پڑا ہے بلکہ وہ ہر ایک مومن کو روح القدس لئے کا وعدہ دیتا ہے چنانچہ منجملہ اُن آیات کے جو اس بارہ میں کہتے کہتے بیان سے ناطق ہیں۔ **سورة الطارق** کی چلی دو آیتیں ہیں اور وہ یہ ہیں۔ **وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَمَا ذَاكَ إِلَّا مَاءُ الطَّارِقِ**

روح القدس مقربوں میں ہمیشہ رہتا ہے
اس بات کا آیات اور احادیث میں ثبوت ہے

شیخ ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ قسم ہے آسمان کی اور اسکی جرات کو تہیو لا ہے۔ اور تجھے کیا خبر ہے کرات کو تہیو والی کیا چیز ہے ؟ وہ ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ اور قسم اس بات کے لئے ہے کہ ایک ہی ایسا جی نہیں کہ جو آپر نگہبان نہ ہو یعنی ہر ایک نفس پرفس مخلوقات میں سے ایک فرشتہ مومل ہے جو انکی نگہبانی کرتا ہے اور ہمیشہ اُسکے ساتھ رہتا ہے

الْحَكْمُ النَّاقِبُ إِنَّ كُلَّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ يَهْ أَعْرَى

آیت یعنی اِن كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ جیسے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک نفس پر ایک فرشتہ نگہبان ہے یہ صاف دلالت کر رہی ہے کہ جیسا کہ انسان کے ظاہر وجود کے لئے فرشتہ مقرر ہے جو اس سے جدا نہیں ہوتا ویسا ہی اسکی باطن کے حفاظت کیلئے بھی مقرر ہے

جو باطن کو شیطان سے روکتا ہے اور اگر اہی کی ظلمت سے بچاتا ہے اور وہ روح

القدس ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں پر شیطان کا تسلط ہونے نہیں

دیتا اور اسی کی طرف یہ آیت بھی اشارہ کرتی ہے کہ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ

عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ اب دیکھو کہ یہ آیت کیسی صریح طور پر بتلا رہی ہے کہ خدا تعالیٰ کا

فرشتہ انسان کی حفاظت کے لئے ہمیشہ اور ہر دم اس کے ساتھ رہتا ہے اور ایک دم بھی اس

سے جدا نہیں ہوتا۔ کیا اس جگہ خیال آسکتا ہے کہ انسان کی ظاہر کی نگہبانی کے لئے

تو دائمی طور پر فرشتہ مقرر ہے لیکن اسکی باطن کی نگہبانی کیلئے کوئی فرشتہ دائمی طور پر

خدا تعالیٰ نے جو اس آیت کو کلی طور پر یعنی كُلِّ کے لفظ سے متنبہ کر کے بیان فرمایا ہے

اس سے یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی کہ ہر ایک چیز جو نفس کا نام اطلاق پاسکتا ہے اس کی

فرشتہ حفاظت کرتے ہیں پس بموجب اس آیت کے نفوس کو اکب کی نسبت بھی یہ عقیدہ کہنا

چاہئے کہ کل تارے کیا سورج کیا چاند کیا زحل کیا مشتری

ملایک کی زیر حفاظت ہیں یعنی ہر ایک کے لئے سورج اور چاند وغیرہ میں سے ایک ایک

فرشتہ مقرر ہے جو اسکی حفاظت کرتا ہے اور اس کے کاموں کو احسن طور پر چلاتا ہے۔

اس جگہ کئی اعتراض پیدا ہوتے ہیں بچنا دفعہ کرنا ہمارے ذمہ ہے ان بھلہ

ایک کیچر حالت میں روح القدس صرف ان مقربوں کو ملتا ہے کہ جو بقا اور تقا

ہر ایک سارا اسکی بقا اور اسکی افعال ظاہر و باطنی ایک فرشتہ مقرر ہے

بعض لوگ تاہم یہ آیت ہی کرتی ہیں ولقد زینا السماء الدنيا بمصابیح وجعلنا لها رجويا للشياطين جو کہ ہم نے عرش فرشتہ کرنے ہیں نہ کہ تارے لہذا اسی کو کلی طور پر ثابت ہو کہ ہر ایک تارے پر ایک فرشتہ مقرر ہے اور جو کہ فرشتے تاروں کے لئے بعض شدت تعجب جان کا صلح ہیں بلکہ اس آیت میں فرشتوں کا کل تاروں کی طرف منسوب کیا گیا۔ قد زینا۔

مقرر نہیں بلکہ متعصب متعصب انسان سمجھ سکتا ہے کہ باطن کی حفاظت اور روح کی نگہبانی جسم کی حفاظت سے بھی زیادہ ضروری ہے کیونکہ جسم کی آفت تو یہی جہان کا ایک دُکھ ہے لیکن روح اور نفس کی آفت جہنم ابدی میں ڈالنے والی چیز ہے جس سے خدا پریم و کریم کو انسان کے اُس جسم پر بھی رحم ہے جو آج ہے اور کل خاک ہو جائیگا اُسکی نسبت کیونکہ گناہ کر سکتے ہیں کہ اُسکو انسان کی روح پر رحم نہیں۔ پس اس نص قطعی اور یقینی سے ثابت ہے کہ روح القدس یا یون کہو کہ اندرونی نگہ بانی کا فرشتہ ہمیشہ نیک انسان کے ساتھ ایسا ہی رہتا ہے جیسا کہ اسکی بیرونی حفاظت کیلئے رہتا ہے۔

اس آیت کے ہم مضمون قرآن کریم میں اور بہت سی آیتیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی تربیت اور حفاظت ظاہری و باطنی کیلئے اور نیز اُس کے اعمال کے لکھنے کیلئے ایسے فرشتے مقرر ہیں کہ جو دائمی طور پر اُن اذن کے پاس رہتی ہیں۔ چنانچہ مغلذ ان کے یہ آیات ہیں

مرتبہ تک پہنچتے ہیں تو ہر ایک کا نگہبان کیونکہ جو سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ روح القدس کا کامل طور پر نزول مقربوں پر ہی ہوتا ہے مگر اُس کی فی الجملہ تائید حسبِ اہل بیت محبت و اخلاص و دوسروں کو بھی ہوتی ہے۔ ہماری تقریر میں درج بالا کا صرف یہ مطلب ہے کہ روح القدس کی اعلیٰ تجلی کی کیفیت ہے کہ جب بقا اور لقا کے مرتبہ پر محبت الہی انسان کی محبت پر نازل ہوتی ہے تو یہ اعلیٰ تجلی روح القدس کی اُن دونوں محبتوں کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے جس کے مقابل پر دوسری تجلیات کا عدم ہیں مگر یہ تو نہیں کہ دوسری تجلیات کا وجود ہی نہیں خدا تعالیٰ ایک ذرہ محبت خالصہ کہ بھی مناجات نہیں کرتا۔ انسان کی محبت پر اسکی محبت نازل ہوتی ہے اور اُسی مقدار پر روح القدس

اس بات کا جواب کہ روح القدس مقربوں سے خاص ہے تو عام کو کون عطا ہوتا ہے

وَأَنَّ عَلَيْكُمْ لِحَافَظِينَ - يَرْسُلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَهُ - لَمْ مَعْقِبَتِكُمْ
 مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ط
 ترجمہ ان آیات کا یہ ہے کہ تم پر حفاظت کرنے والے مقرر ہیں خدا تعالیٰ انکو بھیجتا ہے۔ اور
 خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ار مقرر ہیں جو اُسکے بندوں کے ہر طرف سے یعنی کیا ظاہری طور
 پر اور کیا باطنی طور پر حفاظت کرتے ہیں۔ اس مقام میں صاحبِ معالم نے
 یہ حدیث لکھی ہے کہ ہر ایک بندہ کے لئے ایک فرشتہ مومل ہے جو اُسکے ساتھ ہی رہتا
 ہے اور اُسکی نیند اور بیداری میں شیاطین اور دوسری بلاؤں سے اُسکی حفاظت کرتا
 رہتا ہے۔ اور اسی مضمون کی ایک حدیث کعب الاحبار سے بیان کی ہو اور ابن جریر
 اس آیت کی تائید میں یہ حدیث لکھتا ہے اِنَّ مَعَكُمْ مِنْ لَا يَفَارِقُكُمْ اَلَّا عِنْدَ الْخُلَاةِ
 وَعِنْدَ الْجَمَاعِ فَاسْتَقْبِوْهُمْ وَاكْرَمُوْهُمْ - یعنی تمہارے ساتھ وہ فرشتے ہیں کہ بجز طاع اور
 پاخانہ کی حاجت کے تم سے جدا نہیں ہوتے۔ سو تم اُن سے شرم کرو اور اُن کی تعظیم

کی چک پیدا ہوتی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایک بندہ ہوا تو انہوں نے کہ ہر ایک محبت کے
 اندازہ پر آئی محبت نزل کرتی رہتی ہے اور حبیب محبت کا ایک دریا بہ نکلتا ہے تو اس
 طرف سے ہی ایک دریا نازل ہوتا ہے اور جب وہ دونوں دریا ملتے ہیں تو ایک عظیم الشان نور
 ان میں سے پیدا ہوتا ہے جو ہمارے اصطلاح میں روح القدس سے موسوم ہے یہ
 جیسے تم دیکھتے ہو کہ اگر میں سیرانی میں ایک ماشہ مصری ڈال دیجائے تو کچھ بھی مصری
 کا ذائقہ معلوم نہیں ہوگا اور پانی پیسے کا پھیکا ہی ہوگا۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ مصری
 آہیں نہیں ڈالی گئی اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ پانی میٹھا ہے۔ یہی حال اس روح القدس
 کا ہے جو ناقص طور پر ناقص لوگوں پر اترتا ہے اس کے اترنے میں تو شک نہیں

روح القدس کے ناقص نزل کا حال

کرو اور اسی جگہ حکومہ سے یہ حدیث لکھی ہے کہ ملائکہ ہر یک شر سے بچانیکے لئے انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور جب تقدیر مہرم نازل ہو تو الگ ہو جاتے ہیں۔ اور پھر مجاہد سے نقل کیا ہے کہ کوئی ایسا انسان نہیں جسکی حفاظت کیلئے دائمی طور پر ایک فرشتہ مقرر نہ ہو۔ پھر ایک اور حدیث عثمان بن عفان سے لکھی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ میں فرشتے مختلف خدات کے بجالائیکے لئے انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور دن کو ابلیس اور رات کو ابلیس کے بچے ضرر رسانی کی غرض سے ہر دم گہات میں لگے رہتے ہیں اور پھر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ حدیث مندرجہ ذیل لکھی ہے۔

حدثنا اسود بن عامر حدثنا سفيان حدثني منصور بن ساهل بن ابي الجعد عن ابيه عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم منكم من احب الا وقد وكل به قريبه من الجن وقريبه من الملائكة قالوا واياك يا رسول الله قال واياي ولكن الله اعانني عليه فلا يامرني الا بخير وانفرد باخرا محمداً ۲۴۲

کیونکہ ادنیٰ سے اونٹنی آدمی کو بھی نیکی کا خیال روح القدس سے پیدا ہوتا ہے کہیہ فاسق اور فاجر اور بدکار بھی سچی خواب دیکھ لیتا ہے اور یہ سب روح القدس کا اثر ہوتا ہے جبکہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبویہ سے ثابت ہے کہ وہ تعلق عظیم جو مقدسوں اور مقربوں کے ساتھ ہے اس کے مقابل پر یہ کچھ چیز نہیں گویا کالعدم ہے۔

از انجملہ ایک یہ سوال ہے کہ جس حالت میں روح القدس انسان کو بدیوں سے روکنے کے لئے مقرر ہے تو پھر اس سے گناہ کیوں سرزد ہوتا ہے اور انسان کفر و فسق اور فجور میں کیوں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسکا یہ جواب ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کے لئے ابتلا کے طور پر دو روحانی داعی مقرر کر رکھے ہیں۔ ایک داعی خیر جسکا نام روح القدس ہے اور ایک داعی شر جسکا نام ابلیس اور

احادیث نبویہ سے اس بات کا ثبوت کہ ملائکہ اسخبر اور شیاطین اسشر و ذالانسانوں کے ساتھ رہتے ہیں۔

اس بات کا جواب کہ اگرچہ القدس ہر ایک انسان کے ساتھ رہتا ہے مگر سچی اور سچے کا تو کیوں نہیں

یعنی بتوسط آسمان وغیرہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے ایسا نہیں کہ جسکے ساتھ ایک قرن جن کی نوع میں سے اور ایک قرن فرشتوں میں سے مومن نہ ہو۔ صحابی نے عرض کی کہ کیا آپ بھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ ان میں بھی پر خدا نے میرے جن کو میری تاب کر دیا۔ سودہ بجز خیر اور نیکی کے اور کچھ بھی سمجھے نہیں کہتا۔ اس کے اخراج میں مسلم سفورہ اس حدیث صاف اور کھلے طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جیسے ایک داعی شتر انسان کے لئے مقرر ہے جو ہمیشہ اُسکے ساتھ رہتا ہے ایسا ہی ایک داعی خیر ہے ہر ایک بشر کے لئے مقرر ہے جو کبھی اُس سے جدا نہیں ہوتا اور ہمیشہ اُسکا قرین اور رفیق ہے۔ اگر خدا تعالیٰ فقط ایک داعی الی شتر ہی انسان کے لئے مقرر کرتا اور داعی الی الخیر مقرر نہ کرتا تو خدا تعالیٰ کے عدل اور رحم پر وہ تہنگتا کہ اُس نے شتر انگریزی اور دوسوہ اندازی کی غرض سے ایسے ضعیف اور کمزور انسان کو فتنہ میں ڈالنے کے لئے کہ جو پہلے ہی نفس مارہ ساتھ کہتا

اور شیطان ہے۔ یہ دونوں داعی صرف خیر یا شر کی طرف بلائے رہتے ہیں اگر کسی پر

پر چیر نہیں کرتے جیسا کہ اس آیت کریمہ میں اسی امر کی طرف اشارہ ہے **فَاَلْهَمَّا**

فَجَوْرَها وَتَقْوٰیها۔ یعنی فساد یا بدی کا ہی الہام کرتا ہے اور نیکی کا

بھی۔ بدی کے الہام کا ذریعہ شیطان ہے جو شرارتوں کے خیالات دل میں ڈالتا ہے

اور نیکی کے الہام کا ذریعہ روح القدس ہے جو پاک خیالات دل میں ڈالتا ہے اور چونکہ

خدا تعالیٰ علت العلل ہے اسلئے یہ دونوں الہام خدا تعالیٰ نے اپنی طرف

منسوب کر لئے کیونکہ ایسی طرف سے یہ سارا انتظام ہے ورنہ شیطان کیا حقیقت رکھتا ہے

جو کسی کے دل میں دوسوہ ڈالے اور روح القدس کیا چیز جو کسی کو تقویٰ کی راہوں کی ہدایت کرے

صحیح حدیث سی ثابت ہے کہ انسان کو دو قرین عطا کی گئی ہیں ایک داعی خیر اور ایک داعی شر

شیطان کو ہمیشہ کا قرین اور رفیق اُسکا ٹھکانا جو اُسکے خون میں بھی سرایت کر جاتا ہے اور دل میں داخل ہو کر ظلمت کی نجاست میں چھوڑ دیتا ہے مگر نیکی کی طرف بلانے والا کوئی ایسا رفیق مقرر نہ کیا تا وہ بھی دل میں داخل ہوتا اور خون میں سرایت کرتا اور تا میزان کے دونوں پتے برابر رہتے۔ مگر اب جبکہ قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہو گیا کہ جیسی بدی کی دعوت کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیشہ کا قرین شیطان کو مقرر کر رکھا ہے۔ ایسا ہی دوسری طرف نیکی کی دعوت کرنے کے لئے **روح القدس** کو اُس رحیم و کریم نے داعی قرین انسان کا مقرر کر دیا ہے اور نہ صرف اس قدر بلکہ بقا اور بقا کی حالت میں اثر شیطان کا کالعدم ہو جاتا ہے گویا وہ اسلام قبول کر لیتا ہے اور روح القدس کا نور انتہائی درجہ پر چمک اُٹھتا ہے تو اس وقت اس پاک اور اعلیٰ درجہ کی تعلیم پر کون اعتراض

ہمارے مخالف آریہ اور برہمن اور عیسائی اپنی کوتاہ بینی کی وجہ سے قرآن کریم کی تعلیم پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اس تعلیم کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے نہایت انسان کے پیچھے شیطان کو گھار کر رکھا ہے گویا اس کو آپ ہی خلق اللہ کا گمراہ کرنا منظور ہے مگر یہ ہمارے شباب باز مخالفین کی غلطی ہے اُن کو معلوم نہ تھا چاہئے کہ قرآن کریم کی یہ تعلیم نہیں ہے کہ شیطان گمراہ کرنے کے لئے جبر کر سکتا ہے اور نہ یہ تعلیم ہے کہ صرف بدی کی طرف بلانے کے لئے شیطان کو مقرر کر رکھا ہے بلکہ یہ تعلیم ہے کہ آزمائش اور امتحان کی غرض سے

فصل چہم
در بیان شیطان

نوٹ اس جگہ آزمائش کے لفظ سے کوئی دھوکہ نہ کھاوے کہ خدا تعالیٰ عالم الغیب کو امتحان اور آزمائش کی کیا ضرورت ہو کیونکہ بلاشبہ ہر کوئی ضرورت نہیں لیکن چونکہ اصل مقصد امتحان سوا اظہار حقائق مخفیہ ہوتا ہے لہٰذا یہ لفظ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں پایا جاتا ہے وہ امتحان میں اس لئے نہیں لگا کہ اس کو معلوم نہیں بلکہ اس لئے کہ تا شخص زیر امتحان پر اسکی حقیقت ظاہر کرے کہ اس میں یہ فساد یا صلاحیت ہو اور نیز دوسروں پر بھی اُسکا جوہر کو دلایوے۔ - مِنَّا -

قرآن کریم کی تعلیم عین ہر شے شیطان کی برکت کو سکھاتا ہے اور نہ یہ تعلیم کہ صرف شیطان ہی انسان کا رفیق نہ کر گیا بلکہ ایسی جو بدی کے خیالات میں ڈالتی بلکہ انسان کو ملامت خیر اور عفو و درود دینے سکھاتی ہے

کر سکتا ہے بخود اس نادان اور اندھے کے کہ جو صرف حیوانات کی طرح زندگی بسر کرتا ہے اور پاک تعلیم کی نور سے کچھ بھی حصر نہیں رکھتا بلکہ سچ اور واقعی امر تو یہ ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم ہی منجملہ معجزات کے ایک معجزہ ہے کیونکہ جس خوبی اور اعتدال اور حکیمانہ شان سے اس تعلیم نے اس عقدہ کو حل کر دیا کہ کیوں انسان میں نہایت قوی جذبات خیر یا شر کے پائے جاتے ہیں یہاں تک کہ عالم رویا میں ہی ان کے انوار یا ظلمتیں صاف اور صریح طور پر محسوس ہوتی ہیں۔ اس طرز محکم اور حقانی سے کسی اور کتاب نے بیان نہیں کیا اور زیادہ تر اعجاز کی صورت اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ بجز اس طریق کے ماننے کے اور کوئی بھی طریق بن نہیں پڑتا۔ اور اس قدر اعراض وارد ہوتے ہیں کہ ہرگز ممکن نہیں کہ ان کو مخلصی حاصل ہو کیونکہ خدا تعالیٰ کا عام قانون قدرت ہم پر ثابت کر رہا ہے کہ جس قدر ہمارے نفوس

لہ ملک اور لہ العلیس برابر طور پر انسان کو دے گئے ہیں یعنی ایک داعی خیر اور ایک داعی شر تھا انسان اس ابتلا میں پڑ کر مستحق ثواب یا عقاب کا ٹھہر سکے کیونکہ اگر اسکے لئے ایک ہی طور کے اسباب پیدا کئے جلتے مثلاً اگر اسکو بیرون اور اندر دنی اسباب جذبات نیکی کی طرف ہے اسکو کچھ تر یا اسکی فطرت ہی ایسی واقعہ ہوتی کہ بجز نیکی کے کاموں اور کچھ کر ہی نہ سکتا تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ نیکی کاموں کے کرنے سے اسکو کوئی مرتبہ قرب کا ل سکے کیونکہ اسکے لئے تو تمام اسباب و جذبات نیکی کام کرنے کے ہی موجود ہیں یا یہ کہ بدی کی خواہش تو ابتداء سے ہی اسکی فطرت سے منسلوب ہے تو پہر بدی کچھ کا کوئی ایک اسحقاق ہی سے مثلاً ایک شخص ابتداء سے ہی نامرد ہے جو عورت کی کچھ خواہش نہیں کرتا اب اگر وہ ایک مجلس میں یہ بیان کرے کہ میں فلان وقت جو ان عورتوں کے ایک گروہ میں رہا جو خوب صورت ہی تھیں مگر میں ایسا پرہیزگار ہوں کہ سینے ان کو شہوت کی نظر سے ایک دفعہ ہی نہیں دیکھا اور خدا تعالیٰ سے ڈرتا رہا تو کچھ شک نہیں کہ سب لوگ اسکے اس بیان پر

قرآن کریم کی تعلیم کہ انسان کیلئے داعی الی الخیر اور داعی الی الشر دونوں متروک نہ گئے ہیں حقیقت میں ابتداء ہی مجوز ہے کیونکہ غایت بار بارک اور اعلیٰ نظام حکمت پر مشتمل ہے

دوقی واجسام کو اُس فاعل سے فیض سے فائدہ پہنچتا ہے وہ بعض اور چیزوں کی توسط سے پہنچتا ہے مثلاً اگرچہ ہماری آنکھوں کو وہی روشنی بخشتا ہے مگر وہ روشنی آفتاب کی توسط سے پہنچتی ہے اور ایسا ہی رات کی ظلمت جو ہمارے نفوس کو آرام پہنچاتی ہے اور ہم نفس کے حقوق اُسہیں ادا کر دیتے ہیں وہ بھی حقیقت اُسی کی طرف سے ہوتی ہے کیونکہ درحقیقت ہر ایک پیدا شدہ کی علت العلل وہی ہے۔ پہر جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ ایک بندہ ہوا قانون قدیم سے ہمارے افاضہ کے لئے چلا آتا ہے کہ ہم کسی دوسرے کی توسط سے ہر ایک فیض خدا تعالیٰ کا پاتے ہیں ان اس فیض کے قبول کرنے کے لئے اپنے اندر توفیق بھی رکھتے ہیں جیسی ہماری آنکھ روشنی کے قبول کرنے کے لئے ایک قسم کی روشنی اپنے اندر رکھتی ہے اور ہمارے کان بھی اُن اصوات کے قبول کرنے کے لئے جو ہوا پہنچاتی ہے ایک قسم کی حس اپنی اعصاب

ہنہیں گے اور طہن سے کہیں گے کہ اسے نادان کہ اور کس وقت تجھ میں یہ قوت موجود تھی نا اُسے روکنے پر تو فخر کر کھتا یا کسی ثواب کی امید رکھتا۔ پس جاننا چاہئے کہ سالک کو اپنی ابتدائی اور درمیانی حالات میں تمام میدانِ ثواب کی مخالفانہ جذبات سے پیدا ہوتی ہیں اور ان منازل سلوک میں جن امور میں غفلت ہی سالک کی ایسی واقع ہو کہ اُس قسم کی بدی وہ کر ہی نہیں سکتا تو اس قسم کے ثواب کا بھی وہ مستحق نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ہم بھو اور سانپ کی طرح اپنے وجود میں ایک ایسی ذرہ نہیں رکھتے جسکو ذریعہ سے ہم کیونکہ اُس قسم کی ایذا پہنچا سکیں جو کہ سانپ اور بچہ پہنچاتے ہیں۔ سو ہم اس قسم کی ترک بدی میں عند اللہ کسی ثواب کے مستحق بھی نہیں۔

اب اس تحقیق سے ظاہر ہو کہ مخالفانہ جذبات جو انسان میں پیدا ہو کر انسان کو بدی کی طرف کھینچتے ہیں درحقیقت وہی انسان کے ثواب کا بھی موجب ہیں کیونکہ جب وہ خدا تعالیٰ سے ذکر کر ان مخالفانہ جذبات کو چھوڑ دیتا ہے تو عند اللہ بلاشبہ

ثواب کی تمام امیدیں مخالفانہ جذبات ہی پیدا ہوتی ہیں

میں موجود کہتے ہیں لیکن یہ تو نہیں کہ ہماری تو اسے ایسی مستقل اور کامل طور پر اپنی بناوٹ کرتی ہیں کہ انکو خارجی معینات اور معاونات کی کچھ بھی ضرورت اور حاجت نہیں ہم کہیں نہیں دیکھتے کہ کوئی ہماری جسمانی قوت صرف اپنے ملکہ موجودہ سے کام چلا سکے اور خارجی مدد و معاون کے محتاج نہ ہو۔ مثلاً اگرچہ ہماری آنکھیں کسی ہی تیز بین ہون مگر پھر بھی ہم آفتاب کی روشنی کے محتاج ہیں اور ہمارے کان کیسے ہی شنوا ہوں مگر پھر بھی ہم اس ہوا کے حاجت مند ہیں جو آواز کو اپنے اندر لپیٹ کر ہمارے کانوں تک پہنچا دیتی ہے اس سے ثابت ہے کہ صرف ہماری قوی ہماری انسانیت کی کل چلانیکے لئے کافی نہیں ہیں۔ ضرور ہمیں خارجی مسدّدون اور معاونون کی حاجت ہے مگر قانون قدرت ہمیں بتلا رہا ہے کہ وہ خارجی مدد و معاون اگرچہ بلحاظ علت العلل ہونیکے خدا تعالیٰ ہی ہوں

تعلیف کے لائق ٹھہر جاتا ہے اور اپنے رب کو راضی کر لیتا ہے۔ لیکن جو شخص انتہائی مقام کو پہنچ گیا ہے اس میں مخالفانہ جذبات نہیں رہتے گویا اسکا جن مسلمان ہو جاتا ہے مگر ثواب باقی رہ جاتا ہے کیونکہ وہ ابتلا کے منازل کو بڑی مردانگی کے ساتھ طے کر چکا ہے جیسے ایک صالح آدمی جسے بڑے بڑے نیک کام اپنی جوانی میں کئے ہیں اپنی پیرائے سالی میں بھی انکا ثواب پاتا ہے

از ان جملہ ایک یہ اعتراض ہے کہ خدا تعالیٰ کو فرشتوں سے کام لینے کی کیا حاجت ہے کیا اسکی بادشاہی ہی انسانی سلطنتوں کی طرح عملہ کی محتاج ہے اور اسکو ہی فوج کی حاجت ہے تو جیسی انسان کو حاجت ہے۔ البجواب پس واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کو کسی چیز کی حاجت نہیں نہ فرشتوں کی نہ آفتاب کی نہ ماہتاب کی نہ ستاروں کی لیکن اسی طرح اس نے چاکر اور اسکی قدرتیں اسباب کے توسط سے ظاہر ہوں اور اس طرح سے ان لوگوں میں حکمت اور علم پہیلے۔ اگر اسباب کا توسط درمیان نہ ہوتا تو نہ دنیا میں علم نہایت ہوتا نہ جبر

اس بات کا جواب کہ خدا تعالیٰ کو انسان کی مدد و معاونت کی حاجت ہے

مگر اس کا یہ نظام ہرگز نہیں ہے کہ وہ بلا توسط ہمارے تو لے اور اجسام پر اثر ڈالتا ہے بلکہ چنانچہ ہم نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں اور جس قدر ہم اپنے فکر اور ذہن اور سچ سے کام لیتے ہیں صریح اور صاف اور دیدہ ہی طور پر ہمیں نظر آتا ہے کہ ہر ایک فیضان کے لئے ہم مین اور ہماری خداوند کریم مین **علل متوسطہ** ہیں جن کی توسط سے ہر ایک قوت اپنی حاجت کے موافق فیضان پاتی ہے پس اسی دلیل سے ملائک اور جنات کا وجود بھی ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ ہم نے صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ خیر اور شر کے التساب مین صرف ہماری ہی تو لے کافی نہیں بلکہ خارجی ممدات اور معاونات کی ضرورت ہے جو خارق عادت اثر رکھتے ہوں مگر وہ ممد اور معاون خدا تعالیٰ براہ راست اور بلا واسطہ نہیں بلکہ توسط بعض اسباب ہے سو قانون قدرت کے ملاحظہ نے قطعی اور

ملائک اور جنات کی موجودگی کا ثبوت

ذہنی طبابت نہ علم نباتات یہ اسباب ہی ہیں جن سے علم پیدا ہوئے۔ تم سوچ کر دیکھو کہ اگر فرشتوں سے خدمت لینے سے کچھ اعتراض ہے تو وہی اعتراض۔ سوچ اور چاند اور کوکب اور نباتات اور جادات اور عناصر سے خدمت لینو مین پیدا ہوتا ہے۔ جو شخص معرفت کا کچھ حصہ رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ ہر ایک ذرہ خدا تعالیٰ کے ارادہ کے موافق کام کر رہا ہے اور ایک قطرہ پانی کا جو ہمارے اندر جاتا ہے وہ بھی بغیر اذن الہی کے کوئی تاثیر موافق یا مخالف ہمارے بدن پر ڈال نہیں سکتا پس تمام درجہ اور سیارات وغیرہ و حقیقت ایک قسم کے فرشتے ہیں جو دن رات خدمت مین مشغول ہیں کوئی انسان کے جسم کی خدمت مین مشغول ہو اور کوئی روح کی خدمت مین اور جس حکیم مطلق نے انسان کی جسمانی تربیت کے لئے بہت سو اسباب کا توسط پسند کیا اور اپنی طرف سے بہت سو حیوانی موثرات پیدا کئے تا انسان کے جسم پر انواع اقسام کے طریقوں سے تاثیر ڈالیں۔ اسی وعدہ لاشکر کہ جس کے کاموں میں خدمت

یقینی طور پر ہم پر کھول دیا کہ وہ مدت اور معادلات خارج میں موجود ہیں گواہی کہ
اور کیفیت ہم کو معلوم ہو یا نہ ہو مگر یہ یقینی طور پر معلوم ہے کہ وہ ذراہ و ذراہ خدا تعالیٰ سے
اور نہ ہماری ہی قوتیں اور ہماری ہی ملکہ ہیں بلکہ وہ ان دونوں قسموں سے الگ سی
مخلوق چیزیں ہیں جو ایک مستقل وجود اپنا رکھتی ہیں اور جب ہم ان میں سے کسی کا نام
داعی الی الخیر رکھیں گے تو اسی کو ہم روح القدس
یا جبریل کہیں گے اور جب ہم ان میں سے کسی کا نام
داعی الی الشر رکھیں گے تو اسی کو ہم شیطان اور ابلیس
کے نام سے بھی موسوم کریں گے۔ یہ تو ضرور نہیں کہ ہم روح القدس یا شیطان ہر کیا تارک

اور تناسب ہے یہی پسند کیا کہ انسان کی روحانی تربیت ہی اسی نظام اور طریق
سے ہو کہ جو جسم کی تربیت میں اختیار کیا گیا تا وہ دونوں نظام ظاہری و باطنی اور
روحانی اور جسمانی اپنے تناسب اور یک رنگی کی وجہ سے صلح واحد مدبر
بالا را وہ پر دلالت کریں

پس یہی وجہ ہے کہ انسان کی روحانی تربیت بلکہ جسمانی تربیت کے لئے
بہی فرشتے و سالط مقرر کئے گئے مگر یہ نام و سابط خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں مجبور اور
ایک کل کی طرح ہیں جسکو اسکا پاک ہاتھ چلا رہا ہے اپنی طرف سے نہ کوئی ارادہ رکھتی ہیں
نہ کوئی تعریف جس طرح ہوا خدا تعالیٰ کے حکم سے ہمارے اندر چلی جاتی ہے اور اسی
کے حکم سے باہر آتی ہے اور اسی کے حکم سے تاثیر کرتی ہے یہی صورت اور بنامہ ہی حال
فرشتوں کا ہے **یَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ** پنڈت دیانند نے جو
فرشتوں کے اس نظام پر اعتراض کیا ہے کاش پنڈت صاحب کو خدا تعالیٰ کے نظام

منہ دیا ننذا اور اکوین کی عبارت ہی ہے کہ قوتی تعلیم میں یقین ہو کہ
و لا یجوز ان شیطان یضلک و لا یجوز ان شیطان یضلک و لا یجوز ان شیطان یضلک

دل کو دکھلا دین اگرچہ عارف اُنکو دیکھ ہی لیتے ہیں اور کثیفی مشاہدات سے وہ دونوں نظر ہی آجاتی ہیں مگر محبوب کے لئے جو ابھی نہ شیطان کو دیکھ سکتا ہے نہ روح القدس کو شہادت کافی ہے کیونکہ تاثر کے وجود سے موثر کا وجود ثابت ہوتا ہے اور اگر یہ قاعدہ صحیح نہیں ہے تو پھر خدا تعالیٰ کے وجود کا ہی کیونکر پتہ لگ سکتا ہے کیا کوئی دکھلا سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کہاں ہے صرف متاثرات کی طرف دیکھ کر جو اسکی قدرت کے نمونے ہیں اس موثر حقیقی کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے۔ ہاں عارف اپنے انتہائی مقام پر روحانی سکون سے اُسکو دیکھتے ہیں اور اُسکی باتوں کو ہی سنتے ہیں مگر محبوب کے لئے سبجائے اور مثل کا طریق کیا ہے کہ متاثرات کو دیکھ کر اُس موثر حقیقی کے وجود پر ایمان لا دے سواسی طریق سے روح القدس اور شیاطین کا وجود ثابت ہوتا ہے اور نہ صرف ثابت ہوتا ہے

جسمانی اور روحانی عالم ہوتا۔ تا سبجائے اعتراض کر نیکی کمالات تعلیم قرآنی کے قابل ہو جانے کی کسی قانون قدرت کی صحیح اور سچی تصدیق اس میں موجود ہے

ازان جملہ ایک یا اعتراض ہے کہ قرآن کریم کے بعض اشارات اور
ایسا ہی بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ایام میں جبرائیل کے گزرنے میں سبقت
توقف ہی وقوع میں آئی ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام بعثت میں یہی اتفاق
ہوا ہے کہ بعض اوقات کئی دن تک جبرائیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل نہیں
ہوا اگر حضرت جبرائیل ہمیشہ اور ہر وقت قرین امی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور روح القدس کا
اتر ہمیشہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود پر جاری و ساری ہوتا تو پھر توقف
نزدل کے کیا نسخے ہیں **اما الجواب** پس وضع ہو کہ ایسا خیال کرنا کہ روح القدس
کبھی انبیاء کو خالی چھوڑ کر کسان پر چڑھ جاتا ہے صرف ایک دھوکہ ہے کہ جو بد غلط فہمی
نزدل اور صعود کے معنوں کے دلوں میں شکنجہ ہو گیا ہے۔ پوشیدہ زہر ہے کہ نزدل

الروح القدس همیشه انبیا کی نزول فرماتا ہے اور احادیث کی کیا سنتے ہیں جیسے علم
ہوتا ہے کہ بعض اوقات کئی دن تک جبرائیل ہاں ہی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل نہیں ہوا

بلکہ نہایت صفائی سے نظر آتا ہے اس میں ان لوگوں کی حالت پر جو غلط فہم
کی غلط سوسائٹیز ہو کر ملائیک اور شیاطین کے وجود سے انکار
کر بیٹھے ہیں اور بنیات اور نصوص صریحہ قرآن کریم سے انکار کر دیا اور نادانی
سے بہرے ہوئے الحاد کے گڑھے میں گر پڑے۔ اور اس جگہ واضح رہے کہ مسئلہ

ان مسائل میں سے ہر جنکے اثبات کیلئے خدا تعالیٰ نے قرآن
کریم کی استنباط حقائق میں اس عاجز کو متفر و کیا ہے۔
فالحمد للہ علی ذالک۔ اور اگر کوئی آریہ یا عیسائی اس جگہ یہ اعتراض کرے

کہ یہ سنی ہرگز نہیں ہیں کہ کوئی فرشتہ آسمان سے اپنا مقام اور مقر چھوڑ کر زمین
پر نازل ہو جاتا ہے ایسے سے توضیح نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے مخالف ہیں۔

چنانچہ فتح البیان میں ابن جریر سے بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
یہ حدیث مروی ہے۔ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما فی السماء موضع قدم الانجلیہ ملک ساجد اوقام وذلک
قول الملائکہ۔ وما منا الا لہ مقام معلوم۔ یعنی حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان پر ایک قدم
کی بھی ایسی جگہ خالی نہیں جہاں کوئی فرشتہ ساجد یا قائم نہ ہو اور یہی سننے اس آیت
کے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک شخص ایک مقام معلوم جیسے ثابت شدہ رکھتا ہے
جس سے ایک قدم اوپر یا نیچے نہیں آسکتا۔ اب یہ کہو اس حدیث سے صاف طور پر
ثابت ہو گیا کہ فرشتے اپنے مقامات کو نہیں چھوڑتے اور کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوتا

ملائک اور شیاطین کی روحانی قوت ان قدر متعاقب و متوازن ہے کہ ان کی ساقیہ و بدایہ
افاضات و توفیقات عاجز و مستعجز اور خاص و عام یکساں ہے۔

حکایت صحیحہ میں مذکور ہے کہ فرشتہ آسمان سے جھلک جھلک کر اترتا ہے
جس طرح آسمان سے آگ نکلے گی اس طرح آسمان سے آگ نکلے گی اور یہی فرشتہ ہی
خالی ہو گا اور یہی فرشتہ ہی ہے۔

کہ حال کے اکثر لاجچے شیخ بطالوی محمد حسین اور شیخ دہلوی
تذکرہ حسین اس اعتقاد کے مخالفین اور بات کے وہ ہرگز قابل نہیں ہیں
کہ ہر ایک انسان کو دو قرن دے گئے ہیں ایک اعلیٰ الی الخیر روح القدس سے اور
ایک اعلیٰ الی الشتر جشیطان ہے بلکہ اُن کا تو یہ قول ہے کہ صرف ایک ہی قرن دیا گیا
ہے جو دعویٰ الی الشتر ہے اور انسان کی ایمانی بجلی کیلئے ہر وقت اُسکے ساتھ رہتا ہے
اور خدا تعالیٰ کو یہ بات بہت پیاری معلوم ہوئی کہ انسان کا شیطان کو ذرات کا مصاحب بنا کر
اور انسان کے عون اور رکنِ نیشہ میں شیطان کو خسل بخش کر بہت جلد انسان کو تباہی
میں ڈال دے اور جبرائیل جب کا دوسرا نام روح القدس ہی ہے ہرگز عام انسان کو کیلئے
بلکہ اولیاء کے لئے ہی دعویٰ الی الخیر مقرر نہیں کیا۔ وہ سب لوگ صرف شیطان کے
نیچے میں چھوڑے گئے ہاں انبیاء پر روح القدس نازل ہوتا ہے مگر وہ بھی صرف ایک دم

شیخ بطالوی اور دہلوی کا یہ مذہب ہے کہ انسان دائمی قوتیں صرف شیطان
کو معز کیا گیا ہے اور روح القدس کا ہی معصیت اور لوگ تو کیا چیز نفی اللہ انبیا
ہی ہے نہ یہاں جو حضرت عیسیٰ کے۔

کہ ایک قدم کی جگہ ہی آسمان پر خالی نظر آوے مگر افسوس کہ بطالوی صاحب اور
دہلوی شیخ صاحب ہی اب تک اس زمانہ میں ہی کہ معلوم حسیہ طبعیہ کا فروغ ہے
یہی عقیدہ رہ سکتے ہیں کہ آسمان کا صرف باند اترہ ایک قدم خالی
رہنا کیا مشکل بات ہے بعض اوقات تو بڑے بڑے فرشتوں کے نزول سے
ہزار ہا کوس تک آسمان خالی ویران ٹھنساں پڑا رہتا ہے جس میں ایک فرشتہ ہی نہیں ہوتا
کیونکہ جب چہ تلووتیوں کے پردن والہ فرشتہ جس کا طول مشرق سے مغرب تک ہے
یعنی جبرائیل زمین پر اپنا سارا وجود لیکر اُتر آیا تو پھر سوچنا چاہئے کہ ایسے جسم فرشتہ کے
اُترنے سے ہزار ہا کوس تک آسمان خالی رہ جائیگا یا اس سے کم ہوگا شیخ اکل
کہلانا اور احادیث نبویہ کو نہ سمجھنا جائے افسوس اور جا شرم
الغرض جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں یہ بات نہایت احتیاط سے

بطالوی اور دہلوی کا یہ مذہب ہے کہ کبھی آسمان فرشتوں سے خالی رہتا ہے
بالخصوص اولیاء اللہ کی رات میں تو آسمان ایسا ہوتا ہے جیسی کچھ اہل کفر کہتے ہیں
فوشہ اور روح القدس زمین پر گرتے ہیں اور جگہ مذہب پر ہی رہتی ہیں۔

اس بات پر اصرار کیا کہ ضرور جبرائیل اور ملک الموت اور دوسرے فرشتے اپنی اصلی
وجود کے ساتھ ہی زمین پر نازل ہوتے ہیں اور پھر تھوڑی دیر رہ کر آسمان پر چلے
جاتے ہیں۔ جب آسمان سے اترتے ہیں تو آسمان ان کے وجود سے خالی رہ جاتا ہے
اور پھر جب زمین سے آسمان کی طرف پرواز کرتے ہیں تو زمین ان کے وجود سے خالی
رہ جاتی ہے تو صمدؑ اعتراض قرآن اور حدیث اور عقل کے انہر وار ہوئے
چنانچہ بھلا ان بلاؤں کے جو ان کے اس عقیدہ کے لازم حال ہو گئے ہیں ایک یہ
بھی بلا ہے جو خدا تعالیٰ کے روحانی انتظام کا عدل اور رحم جاننا رہا اور کفار اور
نامحالفین کو اسلام پر یہ اعتراض کرنے کے لئے موقع ملا کہ یہی
سخت دلی اور خلافِ رحمت بات ہے کہ خدا تعالیٰ شیطان اور اس کی فریت کو انسان کی انخوا

اور انہی سب کے نقص کو اسلام پر قیاد
ملائی اور یزید حسین جیسا کہ وہی کو اسلام پر قیاد فراموش کر دیکھا ہے

ہو رہی ہے اسکی نسبت کیا ہم خیال کئے ہیں کہ وہ مدتوں نوروحی سے
بکلی خالی ہی رہ جاتا تھا۔ مثلاً یہ جو منقول ہے کہ بعض دفعہ چالیس دن اور بعض
بیس دن اور بعض دفعہ اس سے زیادہ سا کچھ دن تک یہی وحی نازل نہیں ہوئی۔
اگر اس حد من زول سے یہ مراد ہے کہ فرشتہ جبرائیل پہلی آنحضرت صلی علیہ وسلم کو اس عرصہ
تک چہرہ کر ملا گیا تو یہ سخت اعتراض پیش آجگا کہ اس مدت تک جس قدر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے باتیں کیں کیا وہ احادیث نبویہ میں داخل نہیں نہیں اور کیا
وحی غیر متلو ان کا نام نہیں تھا اور کیا اس عرصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو کوئی خواب ہی نہیں آتی ہو بلاشبہ وحی میں داخل ہے اور اگر حضرت
بٹالوی صاحب اور میان ندیر حسین دہلوی سچے ہیں اور یہ بات
صحیح ہے کہ ضرور مدتوں جبرائیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چہرہ کر ہی چلا جاتا تھا
اور آنحضرت پہلی وحی سے خالی رہ جاتے تھے تو بلاشبہ ان دنوں کی احادیث

۴

تفسیر

اگر چہ یہی صلی علیہ وسلم چالیس دن یا زیادہ دنوں تک راجع اللہ سے ہی پہلی وحی
میں نے لکھ کر ان کی کلمات احادیث میں داخل نہیں ہونے
چاہی نہ ان کو انہی کو کہنا چاہئے۔

کیلئے ہمیشہ اور ہر دم کے لئے اوسکا قرین اور مصاحب مقرر کرتے تا وہ اُسکے ایمان کی بجلی کی فکر میں رہیں اور ہر وقت اُسکے خون اور اس کے دل اور دماغ اور رگ و ریشہ میں اور آنکھوں اور کانوں میں گہرس کر طرح طرح کے وساوس لگتے ہیں اور ہدایت کرنیکا ایسا قرین جو ہر دم انسان کے ساتھ رہ سکے ایک ہی انسان کو نہ دیا جائے۔ یہ اعراض حقیقت کے عقیدہ مذکورہ بالا سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ ایک طرف تو یہ لوگ بموجب آیت **وَمَا مَنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ** یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت جبرائیل و عزرائیل یعنی ملک الموت کا مقام آسمان پر مقرر ہے جس مقام سے وہ نہ ایک بالشت نیچے اتر سکتے ہیں نہ ایک بالشت اوپر چڑھ سکتے ہیں اور پہرہ باوجود اُسکے اُن کا زمین پر

ان دونوں حضراتوں کے نزدیک قابل اعتبار نہیں ہونگی کیونکہ وحی کی روشنی سے خالی ہیں اور اُن کے نزدیک اُن دونوں میں خواہوں کا سلسلہ ہی بجلی بند ہوتا ہے **ابنِ مَنصُوف** کہیو کہ کیا ان دونوں شیخوں کی بے ادبی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت انتہا کو پہنچ گئی یا نہیں وہ آفتاب صداقت جس کا کوئی دل کا خطرہ ہی بغیر وحی کی تحریک کے نہیں اس کے بارے میں ان لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ گویا وہ نفوذ یا سد متون غیبت میں ہی پڑ رہا تھا اور اس کے ساتھ کوئی روشنی نہ تھی۔ اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ **روح القدس** کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بافضل ہم کے تمام قوسے میں کام کرتی رہتی ہے اور جو بغیر روح القدس اور اس کی تاثیر قدسیت کے ایک دم بھی اپنے تئیں ناپاکی سے کچا نہیں نکلتا اور انوار دائمی اور استقامت دائمی اور محبت دائمی اور عصمت دائمی اور برکات دائمی کا ہی سبب ہوتا ہے کہ **روح القدس**

بظاہر ای اور شیخ دھاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا راجح القیاس ہی بعض اوقات میں بھی لکھا ہے کہ وہ شیخ کی ہی کتب میں ہے کہ ان کی علم اور عزت کا کلیب جو نہ ہے —

اپنے اصلی وجود کے ساتھ آنہی ضروری خیال کرتے ہیں اور ایسا ہی پہر کسمان پر آنکا
اپنے اصلی وجود کے ساتھ چہرہ جاناہی اپنے زعم میں یقینی اعتقاد رکھتے ہیں اور اگر
کوئی اصلی وجود کے ساتھ اترنے یا چڑھنے سے انکار کرے تو وہ ممکنے نزدیک
کافر ہے۔ ان عجیب مسلمانوں کے عقیدہ کو یہ بلا لازم پڑی ہوئی ہے کہ وہ
اعتدالی نظام جس کا ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں یعنی بد قرین کے مقابل پر
نیک قرین کا دائمی طور پر انسان کے ساتھ ہنا ایسے اعتقاد سے بالکل ورہم
برہم ہو جاتا ہے اور صرف شیطان ہی دائمی مصاحب انسان کا رہ جاتا ہے
کیونکہ اگر فرشتہ روح القدس کسی پر سا فرکیط نازل ہی ہو تو بموجب ان کے عقیدہ کے
ایک نم یا کسی اور بہت تھوڑے عرصہ کیلئے آیا اور پھر اپنے اصلی وطن آسمان کی طرف
پرواز کر گیا اور انسان کو گودہ کیسا ہی نیک ہو شیطان کی صحبت میں چھوڑ گیا۔ کیا یہ
ایسا اعتقاد نہیں جس سے اسلام کو سخت دھبہ لگے کیا خداوند کریم

ہمیشہ اور ہر وقت ان کے ساتھ ہوتا ہے پھر امام المصومین اور امام المتبرکین اور علیہ السلام
کی نسبت کیونکہ خیال کیا جائے کہ نوزاد اللہ کی وقت ان تمام برکتوں اور پاکیزگیوں اور
روشنیوں سے غالی رہ جاتے تھے افسوس کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ کی نسبت یہ اعتقاد
رکھتے ہیں کہ تینیس برس روح القدس ایک دم کے لئے ہی ان سے جدا نہیں ہوا اگرچہ ان
جگہ اس سے منکر ہیں۔

از انجملہ ایک یہ اعتراض ہے کہ سورۃ الطارق میں خدا
نے غیر اس کی قسم کیوں کہا کی حالانکہ آپ ہی فرماتے ہیں کہ مجھ کے کسی دوسرے کی قسم
نہ کہا کی جائے نہ آسمان کی نہ زمین کی نہ کسی ستارہ کی نہ کسی اور کی اور پھر غیر کی قسم
کہانے میں خاص ستاروں اور آسمان کی قسم کی۔ خدا تعالیٰ کو اس جگہ کیا ضرورت آپڑی

بطاوری اور دھلی کا یہ عقیدہ کہ دائمی قرین انسان کیلئے صرف شیطان ہی وہیں
خدا تعالیٰ کی اعتدالی نظام کو مٹانے کی نوبت کی متعلق بھی بنایا اور درہم برہم توڑا ہی

اس اعتراض کو جو ایک خدا تعالیٰ کی قرآن کریم میں
خدا تعالیٰ نے نہیں کیوں کہا نہیں۔

درجہ کی نسبت یہ تجویز کرنا جائز ہے کہ وہ انسان کی تباہی کو نسبت اُسکے ہدایت پانے کے زیادہ چاہتا ہے۔ خود باسدرگز نہیں ٹا پینا آدمی قرآن کریم کی تعلیم کو سمجھتا نہیں اسلئے اپنی نادانی کا الزام اُسپر لگا دیتا ہے۔ یہ تمام بلائیں جسے نکلنا کسی طور سے ان علماء کے لئے ممکن نہیں یہ سوجہ سے انکو پیش آگئیں کہ انہوں نے خیال کیا کہ ملائکہ اپنے اصلی وجود کے ساتھ زمین پر نازل ہوتے ہیں اور پھر یہی ضروری عقیدہ تھا کہ وہ بلاؤں سے آسمان پر چڑھ بھی جاتے ہیں۔ ان دونوں غلط عقیدوں کے لحاظ سے یہ لوگ اس سنگھ میں آگئے کہ اپنے لئے یہ تمیز عقیدہ ہی تراش لیا کہ بس القرن کے مقابل پر کوئی ایسا نعم القرن انسان کو نہیں دیا گیا جو ہر وقت اُسکے ساتھ ہی رہے۔ پس اس عقیدہ کے تراشنے سے قرآنی تعلیم پر انہوں نے سخت تہمت لگائی اور بداندیش مخالفوں کو

سود حقیقت دعا اعتراض ہیں جو ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں اور بوجہ اس کے باہمی تعلقات کے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان کے جہات ایک ہی جگہ بیان کئے جائیں

سوا اول قسم کے بارے میں خوب یاد رکھنا چاہئے کہ اسد بشارت کی قسموں کا انسان کی قسموں پر قیاس کر لینا قیاس مع الفارق ہے خدا تعالیٰ نے جو انسان کو غیر اس کی قسم کہانے سے منع کیا ہے تو اسکا سبب یہ ہے کہ انسان جب قسم کرتا ہے تو اسکا مدعا یہ ہوتا ہے کہ جس چیز کی قسم کرتا ہوں اسکو ایک ایسے گواہ رویت کا قائم مقام ٹھہراؤں کہ جو اپنے ذاتی علم سے اس کے بیان کی تصدیق یا تکذیب کر سکتا ہے کیونکہ اگر سوچ کر دیکھو تو قسم کا اصل مفہوم شہادت ہی ہے۔ جب انسان معمولی شہادوں کے پیش کر نیسے عاجز آجاتا ہے تو پھر قسم کا محتاج ہوتا ہے تا اس سے وہ فائدہ اٹھاوے جو ایک شہادیت کی شہادت سے اٹھنا چاہے لیکن یہ تجویز کرنا یا اعتقاد رکھنا کہ جو خدا تعالیٰ کے اور ہی حاضر ناظر ہے اور تصدیق یا تکذیب یا سزا دہی یا کسی اور امر پر تلافی ہے صریحاً کہ کفر ہے اسلئے خدا تعالیٰ کی

بظاہر اور دھاری نے اول چیلنج کیا کہ ملائکہ کیلئے ان کے اصلی وجود کی کیا ضرورت ہے؟
ضروری ظہر الہام اس غلطی کی تلافی مستی یہ تھا کہ ان کے اندر اگر روح القدس میں رہتا ہے تو

حملہ کرنے کا موقعہ دیدیا۔ اگر یہ لوگ اس بات کو قبول کر لیتے کہ کوئی فرشتہ بذات خود ہرگز نازل نہیں ہوتا بلکہ اپنے طلی وجہ سے نازل ہوتا ہے جسکی تمثیل کی اُسکو طاقت دی گئی ہو جیسا کہ وحیہ کلبی کی شکل پر حضرت جبرائیل تمثیل ہو کر ظاہر ہوئے تھے اور جیسا کہ حضرت مریم کے لئے فرشتہ تمثیل ہوا تو کوئی اعتراض پیدا نہ ہوتا اور دوام نعم القبرین پر کوئی شخص جرح نہ کر سکتا اور تعجب تو یہ ہے کہ ایسا خیال کرنے میں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے بالکل یہ لوگ مخالف ہیں قرآن کریم ایک طرف تو ملائکہ کے قرار اور ثبات کی جگہ آسمان کو قرار دے رہا ہے اور ایک طرف یہ بھی بڑے زور سے بیان فرما رہا ہے کہ روح القدس کامل مومنوں کو تائید کیلئے دائمی طور پر عطا کیا جاتا ہے اور ان سے الگ نہیں ہوتا گو ہر ایک شخص اپنے فطری نور کی وجہ سے کچھ نہ کچھ روح القدس کی چمک اپنے اندر رکھتا ہے مگر وہ چمک عام لوگوں میں شیطانی ظلمت کے چھو آجاتی

تمام کائنات میں انسان کے لئے ہی تعلیم ہے کہ غیر اللہ کی ہرگز قسم نہ کہا دے
اب ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی قسموں کا انسان کی قسموں کے ساتھ قیاس درست نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا تعالیٰ کو انسان کی طرح کوئی ایسی شکل پیش نہیں آتی کہ جو انسان کو قسم کے وقت پیش آتی ہے بلکہ اُس کا قسم کہنا نا ایک اور رنگ کا ہے جو اسکی شان کے لائق اور اس کے قانون قدرت کے مطابق ہے اور غرض اُس سے یہ ہے کہ تا حدیحد قدرت کے یہ بتا کر شریعت کے اسرار دقیقہ کے حل کرنے کے لئے بطور شاہد کے پیش کرے اور چونکہ اس دعا کو قسم سے ایک مناسبت تھی اور وہ یہ کہ جیسا ایک قسم کہا گیا لا جب مثلاً خدا تعالیٰ کی قسم کہا نہا ہے تو اسکی غرض یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ میرے اس واقعہ پر گواہ ہو اسی طرح خدا تعالیٰ کے بعض کہنے کہنے افعال بعض چہ چہ ہوئے افعال پر گواہ ہیں اس نے قسم کے رنگ میں اپنے افعال پر ہر قسم کو اپنے افعال نظریہ کے ثبوت میں نکالا

خدا تعالیٰ قسم کی حقیقت اور معرفت کا حقیقہ جاننے میں جیسا ہوا

ایسی دہ جاتی ہے کہ گویا اسکا کچھ یہی وجود نہیں یاد رکھنا چاہئے کہ گروہ تین ہیں جیسا کہ اہل علم شانہ فرماتا ہے **منہم ظالم ومنہم مقتصد و منہم سائق بالخیرات** یعنی ایک وہ گروہ ہے جو شیطان کی ظلمت غالب ہے اور روح القدس کی چمک کم ہے اور دوسری وہ گروہ ہے جو روح القدس کی چمک اور شیطان کی ظلمت ان میں مساوی ہیں اور تیسری وہ گروہ ہے جن پر روح القدس کی چمک غالب آگئی ہے اور خیر محض ہو گئی ہیں۔ روح القدس کے بارہ میں جو قرآن کریم میں آیات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ کیلئے کامل مومنوں کو روح القدس دیا جاتا ہے مجملہ ان کے ایک یہ آیت ہے یا ایہا الذین آمنوا ان تتقوا اللہ يجعل لکم فکراً نافعاً و يجعل لکم نوراً و اتمشون بہ یعنی اے

و ان کو کم میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جنہیں ثابت ہوتا ہے کہ اس میں روح القدس کی چمک ہے

قرآن کریم میں پیش کیا اور اسکی نسبت یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس نے غیر اس کی قسم کھائی کیونکہ وہ حقیقت اپنے افعال کی قسم کھاتا ہے کسی غیر کی اور اس کے افعال کو غیر نہیں ہیں مثلاً اسکا آسان یا ستارہ کی قسم کھانا اس قصد سے نہیں ہے کہ وہ کسی غیر کی قسم ہے بلکہ اس نیت سے ہے کہ جو کچھ اس کے ہاتھوں کی صفت اور حکمت آسان اور ستارہ میں موجود ہے اسکی شہادت بعض اپنے افعال مجفیہ کے سمجھانیکے لئے پیش کرے۔ سو حقیقت خدا تعالیٰ کی اس قسم کی قسمیں جو قرآن کریم میں موجود ہیں بہت سی اسرار معرفت سے بھری ہوئی ہیں اور جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں۔ قسم کی طرز پر ان ہر اکا بیان کرنا محض اس غرض سے ہے کہ قسم و حقیقت ایک قسم کی شہادت ہے جو شاہد و شہاد کے قائم مقام ہو جاتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کے بعض افعال بھی بعض دوسرے افعال کیلئے بطور شاہد کے واقعہ ہوئے ہیں سو اللہ تعالیٰ قسم کے لباس میں اپنی قانون

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو فرقہ زمین کھائی ہیں ان میں سے ایک قسم کے کھانا اپنی افعال پر اپنی قانون تقدیر کی شہادت پیش کرتی ہے اور دوسری قسم کے کھانا اپنی افعال پر اپنی قانون تقدیر کی شہادت پیش کرتی ہے

تو خدا تعالیٰ تمہیں وہ چیز عطا کرے گا (یعنی روح القدس) جسکے ساتھ تم غیروں سے امتیاز کلی پیدا کر لو گے۔ اور تمہارے لئے ایک نور مقرر کر دے گا (یعنی روح القدس) جو تمہارے ساتھ ساتھ چلیگا۔ قرآن کریم میں روح القدس کا نام نور ہے۔ پیر الیہ ذکر مقام میں فرماتا ہے۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا اتنازل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة الی الی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیوة الدنیا و فی الآخرة۔ یعنی جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے پہر اپنی ثابت قدمی دکھاتے ہیں کہ کسی مصیبت اور آفت اور زلزلہ اور امتحان سے انکے صدق میں ذرہ فرق نہیں آتا آپس فرشتے اترتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ تم ذرہ غوثی اور نہ غمگین۔ جو اور اس مشیت کے تصور سے شادان اور فرحان رہو جسکا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے ہم تمہارے متولی اور تمہارے پاس ہر وقت حاضر اور قریب ہیں کیا نیامین

قدرت کے بدیہات کی شہادت اپنی شریعت کے بعض قوانین حل کر نیچے لئے پیش کرتا ہے۔ مثلاً قانون قدرت جو خدا تعالیٰ کی ایک فعلی کتاب ہو اسکی کوئی کتاب پر شاہد ہوگا اور تا اس کے قول اور فعل کے باہم مطابقت ہو کر طالع صادق کیلئے مزید معرفت اور یقین کا موجب ہو اور یہ ایک عام طریق اللہ جل شانہ کا قرآن کریم میں ہے کہ اپنے افعال قدرتیہ کو جو اسکی مخلوقات میں باقاعدہ منضبط اور منضبط باقی جاتی ہیں افعال شرعیہ کے حل کر نیچے لئے جا بجا پیش کرتا ہے تا اس بات کی طرف لوگوں کو توجہ دلاوے کہ یہ شریعت اور تعلیم اسی ذات داد لاشریک کی طرف سے ہے جس کے ایسا افعال موجود ہیں جو اس کے ان اقوال سے مطابقت کلی رکھتی ہیں کیونکہ اقوال کا افعال سے مطابقت آجنا بلاشبہ اس بات کا ایک ثبوت ہو کہ جس کے یہ افعال ہیں اسی کے یہ اقوال ہیں۔ اب ہم نمونہ کے طور پر ان چند قسموں کی تفسیر لکھتے ہیں جو قرآن کریم میں

اس بات کا بیان کہ جب انسان کا عمل یا ان اور کا عمل استقامت کی پہنچ جائے تو فرشتے اس پر اتنی ہدایت اور دلداری مصداق حسنات کی غنیمت کریں اور خدا تعالیٰ اس پر ایسی نیک ناکہ اور دلداری بھی خا کہ وہی

خدا تعالیٰ جو قرآن کریم میں ایجا بعض مخلوقات کی قسمیں کھاتی ہیں انہیں ایک بڑا حیدر بھی ہے کہ ان انسان کو اس کی توجہ پہنچا دے کہ یہ تمام اقوال اور افعال ایک ہی جہت سے ہیں۔

اور کیا آخرت میں۔ پہر ایک دوسرے مقام میں فرماتا ہے آدمی کا میت فاجیسا
وجعلنا له نورا امیشی به فی الناس کم من مثله فی الظلمات لیس یخرج منها وما
لیستوی الاحیاء والاموات یعنی کیا وہ شخص جو مردہ تھا اور جسے اس کو زندہ کیا اور اسے
اس کو ایک نور عطا کیا جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا ہے یعنی اُس نور کے برکات لوگوں
کو معلوم ہوتی ہیں کیا ایسا آدمی اُس آدمی کی مانند ہو سکتا ہے جو سرسبز تاریکی میں اسیر
اور اُس سے نکل نہیں سکتا۔ نور اور حیات سہو مراد روح القدس ہے کیونکہ اُس کی عظمت دور
ہوتی ہے اور وہ دلون کو زندہ کرتا جو اسی لئے اس کا نام روح القدس ہے یعنی پاک کی روح
جسکے داخل ہونے سے ایک پاک زندگی حاصل ہوتی ہے

اور منجملہ ان آیات قرآنی کے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ روح القدس

داردین چنانچہ منجملہ ان کے ایک ہی قسم ہے کہ والسماء والطارق
وماادربك ماالطارقالنجم الثاقب۔ ان
كل نفس لماعليهاحافظ۔ ان آیات میں اصل مدعا اور

مفہم یہ ہے کہ ہر ایک نفس کی روحانی حفاظت کیلئے ملائیک مقرر ہیں۔ ہر شخص جو ہر دم اور ہر وقت ساتھ رہتے ہیں اور جو حفاظت کا طالب ہو اس کی حفاظت کرنے ہیں لیکن یہ بیان ایک بار ایک اور نظریہ ہے۔ فرشتوں کا وجود خودی غیر مرئی ہے

اگرچہ ملائکہ جہانی آفات سے بھی بچاتے ہیں لیکن ان کا بچانا روحانی طور پر ہی ہے
مثلاً ایک شخص ایک گرنے والی دیوار کے نیچے کھڑا ہے تو یہ تو نہیں کہ فرشتہ
اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر اس کو دور لے جائیگا بلکہ اگر اُس شخص کا اُس دیوار سے بچنا
مقدمہ ہے تو فرشتہ اُس کے دل میں الہام کر دے گا کہ یہاں سے جلد بھاگنا چاہئے
لیکن ساروں اور عناصر وغیرہ کی حفاظت جہانی ہے۔

روح القدس کا مدد بخانی زندگی اور روحانی ترقی دینی مدد

ملا ایک خطہ جس سے ان بات سے بچا دینا اور خطہ در وطنی آفات
در وقت حادثات میں ان کا بچانا در وطنی طریقہ ہے۔

ہمیشہ کیلئے خدا تعالیٰ کے ہم بندوں کے ساتھ رہتا ہے اور ہمیں علم اور حکمت اور پاکیزگی کی تعلیم کرتا ہے یہ آیت کریمہ ہے **اولئک کتب فی قلوبہم الایمان** **وایدہم بروح منہ** سورۃ المجادلہ یعنی ان مومنوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا اور روح القدس سے انکو مدد دی۔ دل میں ایمان کے لکھنے سے یہ مطلب ہے کہ ایمان فطرتی اور طبعی ارادوں میں داخل ہو گیا اور جزو طبیعت بن گیا اور کوئی تکلف اور تصنع درمیان نہ رہا۔ اور یہ مرتبہ کہ ایمان دل کے رگ و ریشہ میں داخل ہو جائے اس وقت انسان کو ملتا ہے کہ جب انسان روح القدس سے متوہد ہو کر ایک نئی زندگی پاوے اور جس طرح جان ہر وقت جسم کی محافظت کیلئے جسم کے اندر رہتی ہے اور اپنی

آیت و ایدہم بروح منہ کی تفسیر

پہر ان کی حفاظت پر کیونکر یقین آوے اسلئے خداوند کریم و حکیم نے اپنے قانونِ حق کو جواہر ام سادی میں پایا جاتا ہے۔ اس جگہ قسم کے پیرایہ میں بطور شاہد کے پیش کیا اور وہ یہ ہے کہ قانونِ قدرت خدا تعالیٰ کا صاف اور صحیح طور پر نظر آتا ہے کہ انسان اور جو کچھ کو اکب اور تیس اور قمر اور جو کچھ اُس کے پور میں ہوا وغیرہ موجود ہے یہ سب انسان کے لئے جہانی خدمات میں لگے ہوئے ہیں اور طرح طرح کے جہانی نقصانوں اور حرجوں اور تکلیفوں اور تنگیوں سے بچاتے ہیں اور اسکی جسم اور جہانی تولے کے کل باحتیاج کو طیار کرتے ہیں خاص کر رات کے وقت جو تار سے پیدا ہوتے ہیں جنگلون اور بیابانوں میں چلنے والے اور سمندر و کئی سیر کرنے والے اُن جگہ راستہ روشن ہو جائے فائدہ اٹھاتے ہیں اور اندھیری رات کی وقت میں ہر ایک **تخیم شاقب** رہ نائی کر کے جان کی حفاظت کرتا ہے اور اگر یہ حی فطن نہ ہوں جو اپنے اپنے وقت میں شرط حفاظت بجالا رہے ہیں تو انسان ایک طرفہ یعنی کے لئے بھی زندہ نہ رہ سکے سوچ کر جواب دینا چاہئے کہ کیا ہم بغیر اُن تمام محافظوں

خدا تعالیٰ کا جسمانی انتظام و حفاظت کرنا کہ روحانی انتظام بھی ایسا ہی ہے کیونکہ ان دو قوت انتظاموں کا مبداء ایک ہی ہے

روشنی اسپرٹلٹی رہتی ہے یہی طرح اس نئی زندگی کی روح القدس ہی اندر آباد ہو جائے اور دل پھر وقت اور ہر لمحہ اپنی روشنی ڈالتی رہے اور جیسے جسم جان کے ساتھ ہر وقت زندہ ہے دل اور تمام روحانی قوت سے روح القدس کے ساتھ زندہ ہوں ایسویہ سے خدا تعالیٰ نے بعد بیان کرنے اس بات کے کہ ہم نے ان کے دلوں میں ایمان کو لکھ دیا یہ بھی بیان فرمایا کہ روح القدس جو ہم نے انکو تائید دی کیونکہ جبکہ ایمان دلوں میں لکھ گیا اور فطرتی حروف میں داخل ہو گیا تو ایک نئی پیدائش انسان کو حاصل ہو گئی اور یہ نئی پیدائش بجز تائید روح القدس کے ہرگز نہیں مل سکتی۔ روح القدس کا نام اسی لئے روح القدس ہے کہ اس کے داخل ہونے سے ایک پاک روح انسان کو مل جاتی ہے۔

روح القدس کا حقیقی بیان

کے کہ کوئی ہمارے لئے حرارت مطلوبہ طیار رکھتا ہے اور کوئی اناج اور پس کھاتا ہے اور کوئی ہمارے پیچھے کیلئے پانیوں کو برساتا ہے اور کوئی ہمیں روشنی بخشتا ہے اور کوئی ہمارے تنفس کے سلسلہ کو قائم رکھتا ہے اور کوئی ہماری قوت شنوائی کو مدد دیتا ہے اور کوئی ہماری حرارت عزیز پر صحت کا اثر ڈالتا ہے زندہ رہ سکتے ہیں۔ اب اسی سے انسان سمجھ سکتا ہے کہ جس خداوند کریم و حکیم نے یہ ہر ارٹا اجرام سماوی و عناصر و غیرہ ہمارے اجسام کی دینی اور قایمی کے لئے پیدا کئے اور درست بلکہ ہر دم انکو خدمت میں لگا دیا ہے کیا وہ ہماری روحانی حفاظت کے انتظام سے قائل رہ سکتا تھا۔ اور کیونکہ ہم اس کریم و رحیم کی نسبت ظن کر سکتے ہیں کہ ہمارے جسم کی حفاظت کیلئے تو اس نے اس قدر سامان پیدا کر دیا کہ ایک جہان ہمارے لئے خادم بنا دیا لیکن ہماری روحانی حفاظت کے لئے کچھ بندوبست نہ فرمایا۔

اب اگر ہم انصاف سے سوچنے والے ہوں تو اسی سے ایک محکمہ دیل مل سکتی ہے

خدا تعالیٰ کی جسمانی اور روحانی انتظام کا بیان

قرآن کریم روحانی حیات کے ذکر سے بہرہ اڑتا ہے اور
 جا بجا کامل مومنوں کا نام احیاء یعنی زندہ اور کفار کا نام اموات یعنی مرنے والے رکھتا
 ہے یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ کامل مومنوں کو روح القدس کے دخول سے
 ایک جان بجاتی ہے اور کفار کو جسمانی طور پر حیات رکھتے ہیں مگر اس حیات کو بے نصیب
 ہیں جودل اور دماغ کو ایمانی زندگی بخشتی ہے۔

اس جگہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس آیت کریمہ کی تائید میں احادیث نبویہ
 میں جا بجا بہت کچھ ذکر ہے اور بخاری میں ایک حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
 کی روایت ہے اور وہ یہ ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضع
 لخصان ابن ثابت منبرا فی المسجد فكان یناخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ

کدیشک روحانی حفاظت کیلئے بھی حکیم مطلق نے کوئی ایسا انتظام مقرر کیا ہوگا کہ
 جو جسمانی انتظام سے مشابہ ہوگا سو وہ ملائیکہ کا حفاظت کیلئے مقرر کرنا ہے۔
 سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے یہ قسم آسمان اور ستاروں کی کہانی
 ملائیکہ کی حفاظت کے سلسلہ کو جو ایک مخفی اور نظری سلسلہ ہے نجوم وغیرہ کی حفاظت
 کے انتظام سے جو ایک بدیہی امر ہے نجومی کہوں دیوے اور ملائیکہ کے وجود کے انہی
 کے لئے غور کریں والوں کے آگے اپنے ظاہر انتظام کو رکھ دیوے جو جسمانی انتظام ہے
 تا عقل سلیم جسمانی انتظام کو دیکھ کر کسی نمونہ پر روحانی انتظام کو بھی سمجھ لیں۔
 دوسری قسم جو بطور نمونہ کے ذیل میں لکھی جاتی ہے یہ ہے

وَالْحَمْدُ لَهِیْ مَا هُوَ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ
 وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

روح القدس جو ہمیشہ کیلئے مومنوں کو دلدادہ ہی اس پر مشہدات نبویہ والی بخاری کی حدیث

تلاوۃ النعم کی چند آیت کی تفسیر

وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم ابد حسن بروج القدس
كما نافع عن نبيناك - یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت کیلئے
مسجد میں منبر رکھا اور حسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کفار سے جھگڑتا تھا اور
اپنی بچو کا بچ کے ساتھ جواب دیتا تھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان کے حق
بین دعا کی اور فرمایا کہ یا اہی حسان کو روح القدس کے ساتھ یعنی جبرائیل کے ساتھ مدد
اور ابو داؤد نے بھی ابن سیرین سے اور ایسا ہی ترمذی نے بھی یہ حدیث کہی ہے
اور اسکو حسن صحیح کہا ہے۔ اور بخاری اور مسلم میں بطول الفاظ یہ حدیث بھی موجود ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان کو کہا اجب عنی اللهم ابد
بروج القدس - یعنی میری طرف سے (اے حسان) کفار کو جواب دے یا اہی
اسکی روح القدس سے مدد فرما۔ ایسا ہی حسان کے حق میں ایک یہ بھی حدیث ہے

ہم: علمہ شد ید القوی ذو من فاستوی وهو
بالافق الاعلیٰ الجزو مکۃ ۲ سورة النجم - یعنی تم ہے تارو کی
جب طلوع کرے یا گرے کہ تمہارا صاحب پیرا نہیں ہوا اور نہ بہک گیا اور وہ
اپنی خواہش سے نہیں بولتا بلکہ تمہاری ہر ایک کلام تو وحی ہے جو نازل ہو رہی ہے
جسکو تخت قوت والی یعنی جبرائیل نے سکھلایا ہے۔ وہ صاحب قوت اسکو پوری طور
پر نظر آیا اور وہ کنارہ بلند پر تھا

اس قسم کی کہانے سے مدعا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کائنات
کا امر کہ کفار کی نظر میں ایک نظری امر ہے ان کے ان مسلمات کی رد و ثابت کر کے
دکھلایا گیا جو انکی نظر میں بدیہی کا حکم رکھتے تھے۔

اب جاننا چاہئے کہ عرب کے لوگ بوجہ ان خیالات کے جو کاموں کے ذریعہ

حسان بن ثابت کیلئے تائید روح القدس کی بارے میں بینہ وہ الفاظ استعمال کئے گئے جو قرآن کریم میں حضور حبیب کی نسبت
استعمال کی گئے ہیں اور یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اس وقت تا قرین ان الفاظ کی معنی ہیں کہ روح القدس دائمی طور پر حضور
کو دیا گیا تھا اور اب تک حضور انہیں ہوتا تھا لہذا اب جدا غا دا الفاظ اس جگہ بھی رہی معنی ہونی چاہئے۔

ہاجہم وجبرائیل معک میں اے حسان کفار کی بدگوئی کا
بدگوئی کے ساتھ جواب دو اور جبرائیل تیرے ساتھ ہے۔

اب ان احادیث سے ثابت ہو کہ حضرت جبرائیل حسان کے ساتھ رہتے تھے
اور ہر دم ان کے رفیق تھے اور ایسا ہی یہ آیت کریمہ بھی کہ **اَیَّدْہُمْ بِرُوحِہِ**
صاف اور کلمے پہلے طور پر بتلا رہی ہے کہ روح القدس مومنوں کے ساتھ رہتا تھا کیونکہ
اسی قسم کی آیت جو حضرت عیسیٰ کے حق میں آئی ہے یعنی **وَایَّدْنَاہُ بِرُوحِ الْقُدُسِ**
اسکی تفسیر میں تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ روح القدس ہر وقت قرین اور رفیق حضرت
عیسیٰ کا تھا اور ایک دم ہی ان سے جدا نہیں ہوتا تھا ویکہو تفسیر حسینی تفسیر مظہری تفسیر
عزیزی معالم ابن کثیر وغیرہ۔ اور مولوی صدیق حسن فتح البیان میں اس آیت کی تفسیر
میں یہ عبارت لکھتی ہیں **وکان جبرائیل یسیر مع عیسیٰ حیث سار فلیوفیاقہ**

علماء اسلام کا یہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ کو ساتھ ساتھ روح القدس ہر دم اور ہر وقت رہتا تھا

ان میں پہل گئے تھے نہایت شدید اعتقاد سے ان باتوں کو ملتے تھے کہ جنت کثرت
سے تارے یعنی شہب گرتے ہیں تو کوئی بڑا عظیم الشان انسان پیدا ہوتا ہے خاص کر
ان کے کاہن جو ارواح خبیثہ سے کچھ تعلق پیدا کر لیتے تھے اور اجناس خبیثہ بتلا کرتے تھے
انکا تو گویا پختہ اور یقینی عقیدہ تھا کہ کثرت شہب یعنی ناروں کا معمولی اندازہ سے
بہت زیادہ ٹوٹا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کوئی نبی دنیا میں پیدا ہو نہیو الا
اور ایسا اتفاق ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کی وقت حدیث زیادہ سقوط
شہب ہوا جیسا کہ سورۃ الجن میں خدا تعالیٰ نے اس واقعہ کی شہادت دی ہے اور
کھاتائے الجنات فرمایا ہے۔ **وَإِنَّا لَمُسْنَا السَّمَاءَ فَوْجِدْنَاهَا
مُلَاحَاتٍ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهَبًا وَإِنَّا لَكُنَّا نَقْعِدُ
مِنْهَا مَقَاعِدَ لِّلْمَعِیْنِ فَمَنْ یَسْمَعُ الْآنَ یَجِدُ لَہُ**

شہب

حتیٰ صعودہ الی السماک۔ یعنی جبرائیل ہمیشہ حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ ہی رہتا تھا ایک طرفۃ العین ہی اُن سے جدا نہیں ہوتا تھا یہاں تک کہ اُن کے ساتھ ہی آسمان پر گیا۔ اسی جگہ دو بائین نہایت قابل افسوس ناظرین کی توجہ کے لائق ہیں۔

(۱) اول یہ کہ ان مولویوں کا تو یہ اعتقاد تھا کہ جبرائیل وحی لیکر آسمان سے نبیوں پر وقتاً فوقتاً نازل ہوتا تھا اور تبلیغ وحی کر کے پہر بلا توقف آسمان پر چلا جاتا تھا۔ اب مخالف اس عقیدہ کے حضرت عیسیٰ کی نسبت ایک نیا عقیدہ تراشا گیا اور وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ کی وحی کیلئے جبرائیل آسمان پر نہیں جاتا تھا بلکہ وحی خود بخود آسمان سے گر پڑتی تھی اور جبرائیل ایک طرفۃ العین کیلئے ہی حضرت عیسیٰ سے جدا نہیں ہوتا تھا اسی دن آسمان کا موہنہ جبرائیل نے ہی دیکھا جب حضرت عیسیٰ آسمان پر تشریف لگئے

تشریح و تفسیر
شہابِ اکبر ص ۱۰۰ - سورة الجن المجر و نمبر ۴۹ - یعنی ہنہ آسمان کو طوطا تو
آئو چوکیداروں سے یعنی فرشتوں سے اور شعلوں سے بہرہوار پایا اور ہم پہلے اس
اور غیبیہ کے سننے کے لئے آسمان میں گہات میں بیٹھا کرتے تھے اور اب حیم
سنا چاہتے ہیں تو گہات میں ایک شعلے کو پاتے ہیں جو ہمہ گیر تھا ہے - ان آیات کی
تائید میں کثرت و احادیث پائی جاتی ہیں - بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ وغیرہ
سب اس قسم کی حدیثیں اپنی تالیفات میں لائے ہیں کہ شہب کا گرنا شاطین کے
رود کرنے کے لئے ہوتا ہے اور امام احمد ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ شہب جاہلیت
کے زمانہ میں ہی گرتے تھے لیکن انکی کثرت اور غلظت بعثت کے وقت میں ہوئی چنانچہ
تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت جب کثرت شہب گرے
تو اہل طائف بہت ہی ڈر گئے اور کہنے لگے کہ شاید آسمان کے لوگوں میں ہلکنا پڑ گیا

حالی که تمام کارهای بنفشه را که در حضور بنی کس که تقدیر بنش برین نانک برادران را که جدا از اهل راه
که می سر می رسد اشیاء را می بیند آنها را در ارضی هندی که در اعلا درودی هندیست صورت بنی
و می دنگی می آید که می آید این بویان نانک که همراهی به اهل هندی است
نوع الله مرهین -

آنحضرت صلعم کی بعثت کی سال میں شہب الکریم ہی کہے گئے تھے۔

حال کی علامت عینہ ہی کہ جس کی طرز قدامت کی وجہ سے نکل رہی

ورنہ پہلے اس ستونیتیس برس تک برابر دن رات زمین پر رہے اور ایک دم کیلکری بھی
حضرت عیسیٰ سے جدا نہیں ہوئے اور برابر ستونیتیس برس تک اپنا وہ آسمانی مکان جو
ہزار کوس کے طول و عرض سے کچھ کم نہیں دیران سندان چھوڑ دیا حالانکہ احادیث
صحیحہ سے ثابت ہے کہ ایک دم کیلکری بھی آسمان بقدر بالشت ہی درشتون ہو خالی نہیں
رہتا۔ اور تیس برس تک جو حضرت عیسیٰ کو وحی پہنچاتے رہے اس کی طرز بھی سب انبیاء
سے نرالی نکلی کیونکہ تجارتی نے اپنی صحیح میں اور ایسا ہی ابوداؤد اور ترمذی
اور ابن ماجہ نے اور ایسا ہی مسلم نے بھی اس پر اتفاق کیا ہے کہ نزول جبرائیل علیہ
وحی کے ساتھ انبیاء پر وقتاً فوقتاً آسمان سے ہوتا ہے (یعنی وہ تجلی جسکی ہم تصریح
کرائے ہیں) اور اسکی تائید میں ابن جریر اور ابن کثیر نے یہ حدیث بھی
لکھی ہے عن النّوّاس بن سمرعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ

شکبہ
یقیناً

تب ایک نے اُن میں سے کہا کہ تارون کی قرار گاہوں کو دیکھو اگر وہ اپنے محل اور
موقع سے اُٹ گئے ہیں تو آسمان کے لوگوں پر کوئی تباہی آئی ورنہ یہ نشان جو آسمان
پر ظاہر ہوا ہے ابن ابی کبشہ کی وجہ سے ہے (وہ لوگ شرارت کے طور پر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن ابی کبشہ کہتے تھے) غرض عرب کے لوگوں کے دلوں
میں یہ بات جمی ہوئی تھی کہ جب کوئی نبی دُنیا میں آتا ہے یا کوئی اور عظیم شان آدمی
پیدا ہوتا ہے تو کثرت سے تارے ٹوٹتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہمنامیت خیالات عرب
کے شہب کے گریں کی خدا تعالیٰ نے قسم کھائی جسکا مدعا یہ ہے کہ تم لوگ خود تسلیم
کرتے ہو اور تمہارے کاہن رسومات کو مانتے ہیں کہ جب کثرت شوشب گرتے ہیں
تو کوئی نبی یا عظیم من اسد پیدا ہوتا ہے تو پھر انکار کی کیا وجہ ہے۔ چونکہ شہب کا کثرت
سے گرنے عرب کے کاہنوں کی نظر میں اس بات کے ثبوت کے لئے ایک بدیہی امر تھا

عرب کی کاہنوں کی دلوں میں جمی یہاں تھا کہ شہب جب کثرت سے گرتے ہیں
تو نبی پیدا ہوتا ہے اور ان کا یہ دعویٰ جبر ہے۔ لہذا کہ شہب کی کثرت سے گرنے کے بعد
ان کو شیطانی خبر میں کم ملتی ہیں

وحی انبیاء و کس طرح نازل ہوتی ہے

صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد الله تبارك وتعالى ان يوحى بامر له تكلم
بالوحى فاذا تكلم اخذت السموات منه رجفة او قال رجعة شديده
من خوف الله تعالى فاذا سمع بذلك اهل السموات صعقوا وخروا لله
سجدا فيكون اول من يرفع راسه جبرئيل عليه الصلوة والسلام فكل الله من وجع بما اراد
فيضي به جبرئيل عليه الصلوة والسلام على الملائكة كلها من سماء الدنيا الى سماء الارض
ما اذا قال ربنا يا جبرئيل فيقول عليه السلام قال الحق وهو العلي الكبير فيقول كلهم مثل ما قال
جبرائيل فينتهي جبرائيل بالوحى الى حيث امره الله تعالى من السماء
والارض يعني نوح بن سمان بن نوح آيت هو کہ فرماي رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ جو وقت خدا تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ کوئی امر وحی اپنی طرف سے نازل کرے تو بطور وحی
منکلم فرماتا ہے یعنی ایسا کلام کرتا ہے جو ایسی اجمال شریک ہوتا ہے اور ایک چادر پوشیدگی

کہ کوئی نبی اور معلم من اعد پیدا ہوتا ہے اور عرب کے لوگ کاجہنم کے ایسے تابع تھے
 جیسا کہ ایک مرید مرشد کا تابع ہوتا ہے اسلئے خدا تعالیٰ نے وہی بدیہی امرائے کسانسے
 قسم کے پیرایہ میں پیش کیا تا ناک کو اس سچائی کی طرف توجہ پیدا ہو کہ یہ کاروبار خدا تعالیٰ
 کی طرف سے ہے انسان کا ساختہ تیر و داعیہ تہمین -

اگر یہ سوال پیش ہو کہ شہب کا گزرا اگر کسی نبی یا ملہم یا محدث کے بہوش ہونے پر دلیل ہے تو پھر کیا وجہ کہ اکثر ہمیشہ شہب گرتے ہیں مگر ان کے گرنے کوئی نبی یا محدث مبینا نہیں نزل فرما نہیں جوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حکم کثرت پر ہے اور کچھ شک نہیں کہ جس زمانہ میں یہ واقعات کثرت سے ہوں اور خارق عادت طور پر ایسی کثرت پائی جائے تو کوئی مرد خدا مبینا خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلقِ امم کے لئے آتا ہے کہ یہی وہ واقعات ارباب کے طور پر اسکے وجود

کا مہنی گیلے اس کا بچھا کچھ شک کے بغیر کرتا سمجھتا تھا کہ کسی نبی کا کلمہ پر دلالت نہیں کی گئی تھی شاید اس کے لئے یہ مبینہ ساری الحادی ہی کلمہ ہے مرقی نے -

اس سوال کا جواب کہ شہب تو ہمیشہ گرتی ہیں مگر انکی گرجی ہمیشہ بنی ظاہر نہیں ہوتے۔

کی اُسپر جوتی ہے تب اُس محبوب المفہوم کلام سے ایک لرزہ آسمانوں پر پڑ جاتا ہے جس سے وہ ہولناک کلام تمام آسمانوں میں پھرجاتا ہے اور کوئی نہیں سمجھتا کہ اسکے کیا معنی ہیں اور خوف الہی سے ہر ایک فرشتہ کانپنے لگتا ہے کہ خدا جانے کیا ہو نیوالا ہے اور اُس ہولناک آواز کو سنکر ہر ایک فرشتہ پر غشی طاری ہو جاتی ہے اور وہ سجدہ میں گر جاتا ہے پہلے جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدہ سے سر اٹھاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس وحی کی تمام تفصیلات اُسکو سمجھا دیتا ہے اور اپنی مراد اور منشاء سے مطلع کر دیتا ہے تب جبرائیل اُس وحی کو لیکر تمام فرشتوں کے پاس جاتا ہے جو مختلف آسمانوں میں ہیں اور ہر ایک فرشتہ اُس سے پوچھتا ہے کہ یہ آواز ہولناک کیسی تھی اور اس سے کیا مراد تھی تب جبرائیل اُسکو جواب دیتا ہے کہ یہ ایک امر حق ہے اور خدا تعالیٰ بلند اور نہایت بزرگ ہے یعنی یہ وحی اُن حقائق میں سے ہے جن کا ظاہر کرنا اُس العلیٰ الکبیر نے

وحی کی طوبی بیدار ہو کر اور ہم کو نیکو بنادینا زائل ہوتی تھی

بقیہ چند سال پہلے ظہور میں آجاتے ہیں اور کہیں عین ظہور کے وقت غلبہ نہا جوتے ہیں اور کہیں اُنکی کسی اعلیٰ فحیالی کے وقت یہ خوشی کی روشنی آسمان پر جوتی ہے۔
ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں سدی سے روایت کی ہے کہ شہب کا کثرت ہو کرنا کسی نبی کے آنے پر دلالت کرتا ہے یا دین کے غلبہ کی بشارت دیتا ہے مگر جو کچھ اشارات نص قرآن کریم سے سمجھا جاتا ہے وہ ایک مفہوم عام ہے جس کو صفات اور صریح طور پر مستنبط ہوتا ہے کہ جیکہ نبی یا وارث نبی زمین پر مامور ہو کر آوے یا آنے پر پہنچا سکے ان صفات ظاہر ہو نیوالے ہوں یا کوئی طبری فحیالی قریب الوقوع ہو تو ان تمام صورتوں میں ایسے ایسے آثار آسمان پر ظاہر ہوتے ہیں اور اس سے انکار کرنا نادانی ہے کیونکہ عدم علم سے عدم شنے لازم نہیں آتا۔ بعض مسلح اور مجبور دین و دنیا میں ایسے آتے ہیں کہ عام طور پر دنیا کو انکی بھی خبر نہیں ہوتی۔

قرآن کریم میں شہب کی نسبت کیا مستنبط ہوتا تھی

قرین مصلحت سمجھا ہے تب وہ سب اُسکے حکلام ہو جاتے ہیں۔ پہر جبرائیل اُس وحی کو اُس جگہ پہنچا دیتا ہے جس جگہ پہنچانیکے لئے اُسکو حکم تھا خواہ آسمان یا زمین۔

اب اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نزول وحی کے وقت جبرائیل آسمان پر ہی ہوتا ہے اور پہر جبرائیل خدا تعالیٰ نے اُسکی آواز میں قوت اور قدرت بخشی ہے اپنے محل میں اُس وحی کو پہنچا دیتا ہے۔ اس صورت میں یہ عقیدہ رکھنا کہ گویا جبرائیل اپنے اصلی وجود کے ساتھ آسمانوں سے ہجرت کر کے حضرت عیسیٰ کے پاس آگیا تھا اوتیس برس برابر اُسکے پاس رہا اور وہ تمام خدات جو آسمانوں پر اُسکے سپرد تھیں جن کا ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں وہ تیس برس تک معرض التوا میں رہیں۔ کیسا باطل عقیدہ ہے جس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ وحی بغیر توسط جبرائیل کے خود بخود زمین پر نازل ہوتی تھی اور زمین پر ہی وہ وحی جبرائیل کو لمبائی تھی۔

اسی عقیدے کی بطلان بیان کہ جبرائیل اپنے وحی کو کسی خاص آسمانوں پر نہ لے کر جبرائیل کی ہدایت اور وحی کی ہدایت کے تحت آتا ہے۔

حکایت

شیخ
فقہ

مجھ کو یاد ہے کہ ابتدائے وقت میں جب میں مامور کیا گیا تو مجھے یہ الہام ہوا کہ جو براہین کے صفحہ ۳۸ میں مندرج ہے یا احمد باریک اللہ فیہا مادیت اذرمیت ولكن الله سرى۔ الرحمن عليم الفرق۔ لتند رقومًا ما اندر آباء هم ولتستبين سميل المحرمين۔ قل افى امرت وانا اول المؤمنين۔ یعنی اسے احمد خدا نے تمہارے برکت رکھدی اور جو تو نے چلایا یہ تو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا اُس نے تجھے علم قرآن کا دیا تا تو اُن کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرا گئے اور امجور میں کی راہ کھل جائے یعنی سید لوگ الگ ہو جائیں اور شرارت پیشہ اور سرکش آدمی الگ ہو جائیں اور لوگوں کو کہہ دے کہ میں مامور ہو کر آیا ہوں اور میں

اپنی سرگزشت کی نسبت ایک حکایت

دوسری بات ناظرین کی توجہ کے لایق یہ ہے کہ ان مولویوں نے بات بات میں حضرت عیسیٰ کو بڑایا اور ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی غرض کی بات ہو کہ انکا عقیدہ حضرت مسیح کی نسبت تو یہ ہو کہ کہی روح القدس ان سے جدا نہیں ہوتا تھا اور مس شیطان سے وہ بری تھے اور یہ دونو باتیں انہیں کی خصوصیت تھی لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت انکا یہ عقیدہ ہو کہ نہ روح القدس ہمیشہ اور ہر وقت ان کے پاس ہا اور نہ وہ نعوذ باللہ نقل کفر کفر نہ باشد مس شیطان سے بری تھے۔ باوجود ان باتوں کے یہ لوگ مسلمان کہلا دین انکی نظر میں ہمارے سید و مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مرہوہ مگر حضرت عیسیٰ اب تک زندہ۔ اور عیسیٰ کیلئے روح القدس دائمی رفیق مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ اس نعمت سے بے بہرہ اور حضرت عیسیٰ مس شیطان سے محفوظ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ نہیں

اس طرح دوسری بات میں بھی طواری غفرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر رہی ہیں

شبہ ۱۸ اول المؤمنین ہوں۔ ان الہامات کے بعد کی طور کے نشان ظاہر ہونے شروع ہوئے چنانچہ نگلہ ان کے ایک یہ کہ ۲۸ نومبر ۱۸۸۵ء کی رات کو عیسیٰ اس رات کو جو ۲۸ نومبر ۱۸۸۵ء کے دن سے پہلے آئی ہے اس قدر شب کا تماشا آسمان پر تھا جو سینے اپنی تمام عمر میں اسکی نظیر کہی نہیں دیکھی اور آسمان کی فضا میں اس قدر ہزاروں شعلے ہر طرف چل رہے تھے جو اس رنگ کا دنیا میں کوئی بھی نمود نہیں تا میں اسکو بیان کر سکوں بجویا ہے کہ اسوقت یہ الہام بکثرت ہوا تھا کہ **ما رمیت اذ رمیت ولكن الله رمی**۔ سو اس رمی کو رمی شہب سے بہت مناسبت تھی۔ یہ شہب ثاقبہ کا تھا جو ۲۸ نومبر ۱۸۸۵ء کی رات کو ایسا وسیع طور پر ہوا جو یورپ اور افریکہ اور ایشیا کی عام اخبار دن میں بڑی حیرت کے ساتھ چپ گیا لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ یہ بیفا تہ نہ تھا۔ لیکن خداوند کریم

۲۸ نومبر ۱۸۸۵ء کی رات شہب کا حال

جن لوگوں کے یہ عقائد ہوں ان کے ہاتھ سے جس قدر دین اسلام کو اس زمانہ میں نقصان پہنچ رہا ہے کون اسکا اندازہ کر سکتا ہے یہ لوگ چھپے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں چاہئے کہ ہر ایک مسلمان اور سچا عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پرہیز کرے سلف صالح کچھ سراسر شرارت کی راہ سے اپنے اقوال مردودہ کی ساتھ شامل کرنا چاہتے ہیں حالانکہ اپنی نابینائی کی وجہ سے سلف صالح کے اقوال کو سمجھ نہیں سکتے اور نہ احادیث نبویہ کی اصل حقیقت تک پہنچ سکتے ہیں صرف دھوکا دینے کی راہ سے کہتے ہیں کہ اگر ہمارا یہ حال ہے تو یہی عقیدہ سلف صالح کا ہے۔

اے نادانوں ! یہ سلف صالح کا ہرگز طریقہ نہیں۔ اگر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے کہ کبھی یا مدتوں تک آپ سے روح القدس جدا بھی ہو جاتا تھا تو وہ ہرگز ہر ایک وقت اور ہر ایک زمانہ کی احادیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

جانتا ہے کہ سب سے زیادہ غور سے اس ناشائے دیکھنے والا اور پھر اس سے خطا اور لذت اٹھانے والا ہیں ہی تھا۔ میری آنکھیں بہت دیر تک اس ناشائے دیکھنے کی طرف لگی رہیں اور وہ مسئلہ رسمی شہب کا شام سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ جبکو میں صبر الہامی بشارتوں کی وجہ سے بڑے سرور کے ساتھ دیکھتا رہا کیوں کہ میرے دل میں الہامی ڈالا گیا تھا کہ یہ تیرے لئے نشان ظاہر ہوا ہے۔

اور پھر آگے بجاؤں کہ لوگوں کو وہ ستارہ دکھائی دیا جو حضرت مسیح کے ظہور کے وقت میں نکلا تھا میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ ستارہ ہی تیری صداقت کے لئے ایک دوسرا نشان ہے۔

اس جگہ اگر یہ اعتراض پیش کیا جاوے کہ علم حکمت کے محققوں کی تحقیقات قدیمہ و جدیدہ کی روش سے شہب وغیرہ کا پیدا ہونا اور اسباب بیان کیا

نہیں ہو سکتا ہے تو یہ بھی غلطی ہے مولوی صاحب نے ان کو بھی بتا دیا ہے کہ یہ تو جہاں لایا ہے

اسلامتراض کا حوالہ دیکھتے محض شہب نامیہ وغیرہ کے پیدا ہونے اور وجہ کو دیکھیں۔

اخذ نہ کرتے انہی نظر تو اس آیت پر تھی وما یَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ
اِنَّ هُوَ الْاَوْحٰی یُوحٰی۔ اگر صحابہ تمہاری طرح مس شیطان کا اعتقاد رکھتے
تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے **سید المعصومین** کیوں فرار دیتے
خدا تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ ان پر کبر باندھی ہے۔

از مسیح ناصری اے طفلِ خم
چون توان گفتن کہ از روحِ جد است
یکدم از جبریل بعدش چون رو است
چون نمنے تر سید از قہر خدا

مصطفیٰ را چون فرو تر شد مقام
آنکہ دستِ پاک او دستِ خداست
آنکہ ہر کردار و قولش دینِ ماست
برامام انبیاء این افترا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت صحابہ کا بلاشبہ یہ اعتقاد تھا کہ آنجناب کو کوئی فعل
اور کوئی قول وحی کی آمیزش سے خالی نہیں گو وہ وحی محل ہو یا مفصل خفی ہو یا معلیٰ میں ہو

شیبہ حقیقہ جو ان امور سے بیان کئے گئے ہیں کچھ ہی تعلق نہیں رکھتے چنانچہ شرح اشارات
میں جہانِ کائنات الجو کے اسباب اور علل کہے ہیں صرف اس قدر وحدت
شہب کا سبب لکھا ہے کہ جب دغان جیز مار میں پہنچتا ہے اور اس میں کچھ نہایت
اور لطافت ہوتی ہے تو باعثِ آگ کی تاثیر کے یک دفعہ بڑھ اٹھتا ہے اور اس کا معلوم
ہوتا ہے کہ بڑھنے کے ساتھ ہی بچھ گیا مگر اصل میں وہ بجھتا نہیں۔ بات یہ ہے کہ
دغان کی دونوں طرفوں میں سے پہلے ایک طرف بڑھ اٹھتی ہے جو اوپر کی طرف ہو
پھر وہ اشتعال دوسری طرف میں جاتا ہے اور اس حرکت کے وقت ایسا معلوم ہوتا
ہے کہ گویا اس اشتعال کا ایک خط متند ہے اور اسی کا نام **شہاب** ہے جو
دغان کے خط متند میں طرفِ اسفل کے قریب پیدا ہوتا ہے اور پھر جب اجزاء ارضیہ
اس مغان کی آتشِ غالص کی طرف متوجہ ہوتی ہیں تو بوجہ پیدا ہو جانے بساطت کے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کچھ بھی نہ کہا یہ اعتقاد غلط ہے اگر کتبِ اقدس آپ ہی جہاں بھی ہو
تھا اگر صحابہ یہ اعتقاد رکھتی تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ایک قول و فعل کو کجبت دین نہ ٹھہراتے۔

یہ نام نہاد کی تحقیق کی روشنی شہبِ قند کی کیفیت

یا شستہ برہاننگ کہ جو کچھ آنحضرت صلیم کے خاص معاملات و مکالمات جلوت اور سر میں بیویوں سے
 ہوتی یا جن پر راکل اور شرب اور لباس کے متعلق اور معاشرت کی ضروریات میں روزمرہ خانگی امور سے
 سب سنی خیال ہو اٹھا دین داخل کئے گئے کہ وہ نام کام اور کلام روح القدس کی روشنی میں چنانچہ ابو اودہ
 میں یہ حدیث موجود ہے اور امام احمد مجتہد و سائط عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ
 نے کہا کہ میں جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا لکھ لیتا تھا تا میں اسکو حفظ کر لوں۔
 پس بعض نے مجھ کو سن کیا کہ ایسا مت کر کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں کبھی غضب
 بھی کلام کرتے ہیں تو میں یہ بات منکر کہنے سے دستکش ہو گیا اور اس بات کا رسول اللہ صلیم
 کے پاس ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ اُس بات کی مجھ کو قسم ہے جسکے ہاتھ میں میری جان ہے
 کہ جو مجھ سے صاف ہو تا ہو خواہ قول ہو یا فعل وہ سب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اگر یہ کہا

شبہ وہ عنصر زار نظر نہیں آتا اور دیکھنے والے کو یہ گمان گذرتا ہے کہ گویا وہ مجھ گیا ہے
بقیہ حالانکہ دراصل وہ سمجھا نہیں ہے اور یہ صورت اُس وقت پیدا ہوتی ہے کہ جب غافل
 لطیف ہو لیکن اگر غلیظ تو اشتغال اُس آگ کا کئی دنوں اور برسوں تک رہتا ہو
 اور طرح طرح کی شکون میں وہ روشنی جو ستارہ کے رنگ پر ہے آسمان کے جو میں
 نظر آتی ہے کبھی ایسا دکھائی دیتا ہے کہ گویا وہ **دار ستارہ** ہو اور کبھی وہ دم
 زلف کی شکل پر نظر آتی ہے کبھی **ناری ہیکل** نیزہ کی صورت میں نمودار ہوتی ہو
 اور کبھی ایک حیوان کی طرح جو کئی سینک رکھتا ہے اور کبھی یہ ناری ہیکل بصورت مختلف
 ایک برس تک یا کئی برسوں تک دکھائی دیتی ہے اور کبھی یہ ناری ہیکل ٹکڑے ٹکڑے
 ہو کر **شہب ثاقبہ** کی صورت میں آجاتی ہے اور کبھی **شہب ثاقبہ** اس ناری
 ہیکل کی شکل قبول کر لیتی ہیں۔ جب یہ ناری ہیکل قطب شمالی کے عین کنارہ پر نظر آتی
 ہے تو سب اوقات نسبت اور اطراف کے بہت و بڑک رہتی ہے اور اگر مدت دراز تک

خدا تعالیٰ مآلے صل اللہ صلیم کی تمام کار وادارہ کا یہاں تک کہ کیا کہلاتے اور کیونکر کہلاتے اور کیا جھٹتے اور کیونکر جھٹتے اور بیویوں کی فراہم اور حقوق کیونکر ادا
 کرتے ایسا ہی معاشرت کی تمام باتیں صحابہ کرام اس نیت سے یاد رکھتی تھے اور حفظ کر لیتے تھے کہ یہ سب حق اور آنحضرت صلیم نے یہی بھی ارشاد فرمایا تھا۔

جائے کہ انہیں احادیث کی کتابوں میں بعض امور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجتہادی غلطی کا یہی ذکر ہے اگر کل قول و فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وحی سے تھا تو یہ وہ غلطی کیونٹی گواہ آنحضرت سے قیام نہیں رکھ گئے۔ تو اسکا یہ جواب ہے کہ وہ اجتہادی غلطی یہی وحی کی روشنی سے دو نہیں تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے قبضہ سے ایک دم جدا نہیں ہوتے تھے پس اس اجتہادی غلطی کی ایسی ہی مثل ہے جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں چند دفعہ سوہو واقع ہوا تا اس سے دین کے مسائل پیدا ہوں سو اسی طرح بعض اوقات اجتہادی غلطی ہوئی تا اس سے بھی تکمیل دین ہو۔ اور بعض بار ایک مسئلہ اٹکے ذریعہ سے پیدا ہوں اور وہ سوہو بشریت ہی تمام لوگوں کی طرح سوہو نہ تھا بلکہ دراصل ہم رنگ وحی تھا کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص تصرف تھا جو نبی کے وجود پر حاوی ہو کر اسکو کہی ایسی طرف

آنحضرت کی اجتہادی غلطی یہی وحی کی ایک رنگ سی رنگیں تھیں اور اس اجتہادی غلطی میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی خاص تصرف تھا اور خاص طور پر بذریعہ نبی مستوفی علیہ السلام

پیشہ موجود رہے تو اسکی حرارت سے کئی ہونا کج نتائج پیدا ہو جاتے ہیں۔

بقیہ

تاریخ کی روش سے یہ بھی منقول ہے کہ حضرت یحییٰ کی گرفتاری کے بعد اول شہب ثاقبہ اور پھر ایک زمانہ آتش پوری ایک برس تک جو آسمان میں دکھائی دیا اور آسمان پر سے ایک چیز خا کستر کی طرح برستی تھی اور دن کے نو بجے سے رات تک ایک سخت اندھیرا ہو جاتا تھا۔

غرض شہب اور دم دار ستاروں کی صہلیت میں یہ یونانیوں کے خیالات میں جو اسلام کے حکماء نے کیلئے اور اپنے تجارب کو بھی ان میں ملایا لیکن حال کی نئی روشنی کی تحقیقاتوں کا ان سے بہت کچھ اختلاف ثابت ہو تا ہے ان ظنی علوم میں یہ بات نہایت درجہ دل توڑنیوالی ہے کہ آئے دن نئے نئے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ یونانی کے طبعی اور بہت حکمت کے کمال تک پہنچنے کیلئے ایک صراط مستقیم بھی جاتی تھی اور اب یہ زمانہ ہے کہ انکی اکثر تحقیقاتوں پر سہنا جاتا ہے

یہ سب باتیں جو کہیں کہیں ہوتی ہیں اور یہ سب باتیں جو کہیں کہیں ہوتی ہیں

ماں کر دیتا تھا جسین خدا تعالیٰ کے بہت مصالح تھے۔ سو ہم اس اجتہاد غلطی کو بھی وحی سے علیحدہ نہیں سمجھتے کیونکہ وہ ایک معمولی بات نہ تھی بلکہ خدا تعالیٰ اس وقت اپنے نبی کو اپنے قبضہ میں لیکر مصالح عام کیلئے ایک نور کو سہو کی صورت میں یا غلط اجتہاد کے پیرایہ میں ظاہر کر دیتا تھا اور پھر ساتھ ہی وحی اپنے جوش میں آجاتی تھی جیسی ایک چنڑ والی نہر کا ایک مصلحت کیلئے پانی روک دین اور پھر چھوڑ دین پس اس جگہ کوئی عقلمند نہیں کہہ سکتا کہ نہر سے پانی خشتک ہو گیا یا امین سے اٹھ لیا گیا۔ یہی حال انبیاء کی اجتہاد غلطی کا ہے کہ روح القدس تو کہیں ان سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ مگر بعض اوقات خدا تعالیٰ بعض مصالح کیلئے انبیاء کی فہم اور ادراک کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے تب کوئی قول یا فعل سہو یا غلطی کی شکل پر ان سے صادر ہوتا ہے اور وہ حکمت جو ارادہ کیلئے ہے ظاہر ہو جاتی ہے تب

تشیع

اور نہایت تحجیر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم یہ خیال نہ کریں کہ کچھ عرصہ کے بعد اس طبعی اور نہایت پر بھی ہنسی کر نیوالے پیدا ہو جائیں گے کیونکہ گو دعوے کیا جاتا ہے کہ اس زمانہ کے طبعی اور نہایت تجارب حسیہ شہودہ مرئیہ کے ذریعہ توانات کئی گئی ہے مگر حقیقت یہ دعوے نہایت درجہ کا مبالغہ ہے جس سے بعض خاص صورتوں میں سیال یقین میں ان ہزار ہا مشتبہ و ظنی اور غیر حقائق خیالات کو خواہ مخواہ کہیں دیا گیا ہے جگا ابھی تک ہرگز ہرگز پورا اور کامل طور پر حسی حکیم نے تصفیہ نہیں کیا

نئی روشنی کے محقق شہب ثاقبہ کی نسبت یہ اسے دیتے ہیں کہ وہ حقیقت ہے اور کوئلہ سے بے ہونے ہونے ہیں جگا وزن زیادہ سے زیادہ چند پونڈ ہوتا ہے اور مدار ستاروں کی مانند غول کے غول بلے بیضوی دائرے بنتے ہوئے سورج کے ارد گرد جو تین پہرتے ہیں۔ انکی روشنی کیوجہ حقیقت وہ حرارت ہی جتنی تیزی رفتار سے پیدا ہوتی ہے۔ اور مدار ستاروں کی نسبت ان کا بیان ہے کہ بعض انہیں کوئی ہزار

یہ دعویٰ بالکل بےوردہ اور باطل ہے کہ حال حاضر میں حقیقت کی وضاحت جراثیمات طبیی اور قطعی طور پر کیا رس کی ذمہ داری ثابت کی گئی ہے اور بعض خیالی تجارب کے ذریعہ ہی کہہ سکتے ہیں کہ انکی باتیں یا قیادہ سبب سے کچھ جراثیمات طبیی اور قطعی طور پر کیا رس کی ذمہ داری ثابت کی گئی ہے۔

پہر وحی کا دریا زور سے چلنے لگتا ہے اور غلطی کو درمیان سے اٹھایا جاتا ہے گویا اسکا کبھی وجود نہیں رہتا۔ حضرت مسیح ایک انجیر کی طرف دوڑے گئے کہ تاسکا پھل کھائیں اور روح القدس ساتھ ہی رہتا مگر روح القدس نے یہ اطلاع نہ دی کہ اسوقت انجیر پر کوئی پھل نہیں۔ با این ہمہ یہ سب لوگ جانتے ہیں کہ شاذ و نادر معلوم کے حکم میں ہوتا ہے پس جس حالت میں ہمارے سید موملے **محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم** کے وطن لاکہ کے قریب قول نزل میں ہر خدائی کا ہی جلوہ نظر آتا ہے اور ہر بات میں حرکات پرکھنا میں اتوال میں افعال میں روح القدس کے چمکتے ہوئے اوار نظر آتے ہیں تو پہر اگر ایک آدہ بات میں بشریت کی یہی بوا دے تو اس سے کیا نقصان۔ بلکہ ضرور رہتا کہ بشریت کی تحقق کیلئے کبھی کبھی ایسا ہی ہوتا تا لوگ بشر کی بلا میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

تبیحہ سال ہر دو ہیں اور آخر لوٹ کر شہاب بجاتے ہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب غلاب برج آمد میں یا میران میں ہو تو ان دونوں وقتوں میں کثرت شہب ثاقبہ کی توقع کیجاتی ہے اور اکثر ۳۳ سال کے بعد یہ دورہ ہوتا ہے لیکن یہ قاعدہ کلی نہیں بسا اوقات ان وقتوں سے پس پیش بھی یہ جو اوقات ظہور میں آجاتے ہیں چنانچہ ۱۸۵۸ء میں تارون کا گرنا باقرار ان ہئیت انون کے بالکل غیر مترقبہ تھا۔ اگرچہ ۱۴ نومبر ۱۸۵۳ء اور ۲۷ نومبر ۱۸۸۵ء کو کثرت سے یہ ائمہ ظہور میں آئے انکے قواعد مقررہ سے ملتا ہے لیکن تاریخ کے طویل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ائمہ نہایت فرق کے ساتھ دوران تاریخوں سے بہت دور بھی وقوع میں آیا ہے چنانچہ دہم مارچ ۱۸۵۲ء اور ۱۹ جنوری ۱۸۵۳ء اور ۱۷ مئی ۱۸۵۴ء میں جو کثرت شہب ثاقبہ وقوع میں آئے ان میں ان تمام ہئیت دانوں کو بجز کثرت اور کوئی دم مار نیکی جگہ نہیں۔ اور وہ شہب ثاقبہ جو حضرت مسیح کی گرفتاری کے بعد ظہور میں آئے اور پہر ایک دم دارنارہ کی صورت میں ہو گئے۔ اگرچہ اب ہم پوری محنت کے ساتھ یہی

سچ کتبہ نیست حال کی اہم مولوی یعقوبہ دھنی ہیں پھر وقت جبرائیل، مسیح ائمہ ظہور تھا اسی اجنادی غلطان اچیل کی روشی نانت مہین مگر جاری ہوئی اللہ علیہ السلام کی ہر ایک شان و فضل
حرکت اور سکون میں خدائی کا ہی جلوہ نظر آتا ہی حال ان دان میں بیسیو کثرت وادہ قریبہم ائمہ ظہور اذلیت کی لحاظ سے بقدر رکھتی ہیں مگر اس بیسیو وضاحت اور تفصیل اور دلائل اثبتین
پھر تارون میں صلعم کی صفین یہ کہتے ہیں واما سطق عزالہوئی ان ہوا لاجوی یوحی انہوں کہ یہ آکھوں کہ اندھی اس میں اور صرح آیت برنظر نہیں دلتے۔

بالآخر ہم چند اقوال پر ہمنمون کو ختم کرتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سلف صالح کا ہرگز یہ عقیدہ نہ تھا کہ روح القدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خاص صفتوں پازل ہوتا تھا اور دوسری اوقات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نفوذ بالبدن محروم ہوتے تھے از انجملہ وہ قول ہے جو شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب مدارج النبوت کے صفحہ ۴۲ میں لکھا ہے جبکہ حاصل یہ ہے کہ ملائکہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دائمی رفیق اور قرین ہیں چنانچہ وہ جامع الاصول اور کتاب الوفا سے نقل کرتے ہیں کہ ابتدائی نبوت سے تین برس برابر حضرت اسرافیل ملازم صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رہے اور پھر حضرت جبرائیل اُمی رفاقت کیلئے آئے اور بعد کے صاحب سفر السعادت سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سات سال کے تھے جب حضرت اسرافیل کو اسد جلثانہ کی طرقت

بیت کوئی تاریخ مقرر نہیں کر سکتے۔ مگر کیا معلوم ہوتا ہے کہ اس حادثہ کی ابتداء جون کے مہینہ سے ہو گی کیونکہ گو ہم اس پورے واقعہ کی تشخیص میں عیسائیوں کے مختلف فیہ بیانات سے کوئی عمدہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے مگر استنباط کے طور پر یہ پتہ ملتا ہے کہ حضرت مسیح جب یہودیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے تب شدت گرمی کا مہینہ تھا کیونکہ گرفتاری کی حالت میں اُن کا سخت پیاسا ہونا صاف ظاہر رہا ہے کہ موسم کا یہی تقاضا تھا کہ گرمی اور پیاس محسوس ہو سودہ مہینہ جون ہے کیونکہ اس وقت ایک سخت آندھی ہوتی تھی جس کا تہ اندر ہل جاتا تھا اور جون کے مہینہ میں اکثر اندر بیان بھی آتی ہیں۔

اب اس تمام تحقیقات سے معلوم ہوا کہ حقیقت کائنات جو ہمیں شہب ثاقبہ اور دمار ستاروں کے بارے میں کوئی قطعی اور یقینی طریق بصیرت ہیئت والوں اور طبعی المان کو انکسار نہیں مین نہیں آیا جب کہی اُن کے قواعد

نہیں ہوتی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی قطعی اور یقینی طریق بصیرت نہ تھا۔

بیت کوئی تاریخ مقرر نہیں کر سکتے۔ مگر کیا معلوم ہوتا ہے کہ اس حادثہ کی ابتداء جون کے مہینہ سے ہو گی کیونکہ گو ہم اس پورے واقعہ کی تشخیص میں عیسائیوں کے مختلف فیہ بیانات سے کوئی عمدہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے مگر استنباط کے طور پر یہ پتہ ملتا ہے کہ حضرت مسیح جب یہودیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے تب شدت گرمی کا مہینہ تھا کیونکہ گرفتاری کی حالت میں اُن کا سخت پیاسا ہونا صاف ظاہر رہا ہے کہ موسم کا یہی تقاضا تھا کہ گرمی اور پیاس محسوس ہو سودہ مہینہ جون ہے کیونکہ اس وقت ایک سخت آندھی ہوتی تھی جس کا تہ اندر ہل جاتا تھا اور جون کے مہینہ میں اکثر اندر بیان بھی آتی ہیں۔

حکم ہوا کہ آنحضرت صلعم کے ملازم خدمت رہیں پس فرسائل ہمیشہ اور ہر وقت آنحضرت صلعم کے پاس رہتا تھا اور آنحضرت صلعم کی عمر کا گیارہو سال پورا ہوتے تک یہی حال تھا مگر اسرافیل بجز کلمہ دو کلمہ کے اور کوئی بات وحی کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں نہیں ڈالتا تھا ایسا ہی میکائیل بھی آنحضرت کا قرین رہا۔ پہر بعد اسکے حضرت جبرائیل کو حکم ہوا اور وہ پورے اسی سال قبل از وحی ہر وقت قرین اور صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ پہر بعد اس کے وحی نبوت شروع ہوئی۔

اس بیان کو ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جن بزرگوں نے مثلاً حضرت جبرائیل کی نسبت
 کہا ہے کہ وہ نبوت کو پہلے بھی انیس سال تک ہمیشہ اور وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
 دلی رفیق تہا ان کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہو سکتا تھا کہ جبرائیل کی موت آسمان پر ہی چلا جاتا تھا

شعبہ
تفہیم

تلاشیدہ کے برخلاف کوئی امر ظہور میں آتا ہے تو ایک سخت پریشانی اور حیرت اُن کو لاحق ہو جاتی ہے اور گھبراہٹ کا ایک غل غبارہ اُن میں اُٹھتا ہے۔ یورپ کے ہیئت دان اور سائنس اور نجوم میں بڑی بڑی لافین ماریوں والے ہمیشہ کائنات الجھ اور اُن کے نتائج کے بارہ میں پیشگوئیاں ایک بڑے دعوے کے ساتھ شائع کیا کرتے ہیں اور کبھی لوگوں کو قحط سالیوں سے ڈراتے اور طوفانوں اور آندھنیوں کی پیش خبری سے ڈھکے میں ڈالتے اور کبھی بروقت کی بارشوں اور زرانی کی پیدائش دیتے ہیں مگر قدرت حق ہے کہ اکثر وہ اُن خبروں میں جھوٹے نکلنے ہیں مگر بائیں پہر بھی لوگوں کے دماغوں کو ناحق پریشان کرتے رہتے ہیں یوں تو وہ اپنے فکر و دلوں کو درزنک پہنچا کر ذلے عز و جل کی خدائی میں ہاتھ ڈالنا چاہتے ہیں مگر حکمت ازلی ہمیشہ انکو شرمندہ کرتی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جن لوگوں کی ناش خطا ہمیشہ ثابت ملتی رہتی ہے انکی نسبت کینکر گان کر سکتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے نظام اور سائنس کے

کیونکہ کسبِ وقت چھوڑ کر چلا جانا دوامِ قرب اور محبت غیر منقطع کے متافی ہے لیکن جب ان بزرگوں کا دوسرا عقیدہ یہی دیکھا جائے کہ جبرائیل علیہ السلام کا قرار گاہ آسمان ہی ہے اور وہ ہر ایک وحیِ آسمان سے ہی لاتا ہے تو ان دونوں عقیدوں کے ملائیے جو تناقض پیدا ہوتا ہے اس سے رائی پانچے لئے بچاؤ کے اور کوئی راہ نہیں مل سکتی کہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ جبرائیل علیہ السلام کا آسمان ہے اور حقیقی طور پر نہیں بلکہ تشلی ہے اور جب تشلی طو پرا ترا ہوا تو وہیں کچھ حرج نہیں کہ جبرائیل علیہ السلام اپنے تشلی وجود سے ہمیشہ اور ہر دم اور ہر طرفۃ العین انبیاء علیہم السلام کے ساتھ رہے کیونکہ وہ اپنے اصلی وجود کے ساتھ تو آسمان پر ہی ہے اور اسی مذہب کی تصدیق اور تصویب شیخ عبدالحق محدث دہلی نے اپنی کتاب مدارج النبوت کے صفحہ ۵۴ میں کی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ نزولِ جبرائیل

مشہد نقیہ بارے میں اب تک دریافت کیا توہ سب یقینی ہے مہین تو ان کو معلومات کا ظنی مرتبہ ماننے میں ہی شرم آتی ہے کیونکہ اب تک ان کے خیالات میں بے اصل اور بے ثبوت باتوں کا ذخیرہ بڑھا ہوا ہے۔ اس وقت امام رازی رحمۃ اللہ کا یہ قول نہایت پیارا معلوم ہوتا ہے کہ من اس لاد ان یکمال ملک الباری بکمال العقل فقد ضل ضللاً لا یجید۔ یعنی جو شخص خدا تعالیٰ کے ملک کو اپنی عقل کے پیمانے سے ناپنا چاہے تو وہ راستی اور صداقت اور سلامت روی سے دور جا پڑا۔

اب اس عاجز پر خداوند کریم نے جو کچھ کہولا اور ظاہر کیا وہ یہ ہے کہ اگر مہینے کو انوطبی والوں کے قواعد کی تفسیر شہب ثقبہ اور دمار ستاروں کی نسبت قبول بھی جائے تب بھی جو کچھ **قرآن کریم** میں اللہ جل شانہ و عز اسمہ نے ان کا ثناء المجہ کی روحانی اغراض کی نسبت بیان فرمایا ہے اُس میں اور ان ناقص العقل حکماء کو بیان میں کوئی مزاحمت اور جھگڑا نہیں کیونکہ ان لوگوں نے تو اپنا منصب صرف اس قدر

شیخ عبدالحق محدث دہلی نے اپنی کتاب مدارج النبوت میں امی مذہب کی قصیدیں اور تصویب کی جبرائیل اور جبرائیل کے لیکر آسمان سے اپنے وجودِ صلی کے ساتھ توحید کی جگہ ہمیشہ آسمان پر اپنے قرار گاہ و مہین ثابت اور قائم رکھنا ہے ان کی تشلی صلی بقدرت حق تعالیٰ نمودار ہو جاتی ہے اور صلی تبلیغ دینی کرتی ہے۔

جو بعض اوقات وجہ کلی کی صورت میں یا کسی اور انسان کی صورت میں ہوتا تھا اس میں اہل
نظر کو اشکال ہے اور یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر حقیقت جبرائیل علیہ السلام ایک نیا
جسم اپنے لئے مشابہ جسم وجہ کلی حاصل کر کے اُس میں اپنا روح داخل کر دیتے تھے تو پہرہ
اصلی جسم اُن کا جسکے تین سو جنح ہیں کس حالت میں ہوتا تھا کیا وہ جب دے روح پڑا
رہتا تھا اور حضرت جبرائیل فوت ہو کر پھر بطریق تملیح دوسرے جسم میں آجاتے تھے
اس کے جواب میں وہ لکھتی ہیں کہ اہل تحقیق کے نزدیک یہ منشی نزول ہے
نہ حقیقی تا حقیقتاً ایک جسم کو چھوڑنا اور دوسرے جسم میں داخل ہونا لازم آوے یہ کہتی ہیں
بات یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کے ذہن میں جو وجہ کلی کی صورت علیہ تھی تو حضرت
جبرائیل علیہ السلام بوجہ قدرت کاملہ و ارادت شاملہ اپنی کسے کس صورت پر اپنے وجود

شیخ
بفتیحا

تواریخ کے علل بادیه اور سباب عادیہ این چیزوں کے دریافت کر کے نظام ہر
کا ایک باقاعدہ سلسلہ مقرر کر دیا جا۔ لیکن قرآن کریم میں روحانی نظام کا
ذکر ہے اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایک فعل م کے دوسرے فعل م مزامن نہیں ہو
پس کیا یہ تعجب کی جگہ ہو سکتی ہے کہ جسمانی اور روحانی نظام خدا تعالیٰ کی قدرت سے
ہمیشہ ساتھ ساتھ رہیں بالخصوص جمالات میں ہمیشہ ربانی مصلح دنیا میں آتے ترقی
اور خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے ارادوں کی حرکت شروع ہوتی ہے اور کوئی صدی
ایسی نہیں آتی کہ جو دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں ان امور میں کسی امر کا فہرہ نہ ہو تو اس بات
کے منہ کے لئے ذرہ ہی اشتداد باقی نہیں رہتا کہ کثرت شہب غیرہ روحانی طور
پر ضرور خدا تعالیٰ کی اس روحانی انتظام کے تجد اور حدوث پر دلالت کرتے ہیں
جو الہی دین کی تقویت کیلئے ابتداء سے چلا آتا ہے خاص کر جب اس بات کو ذہن
میں خوب یاد رکھا جا کہ کثرت سقوط شہب وغیرہ صرف اسی امر سے براہ

پیش علیحدگی متنازعہ حوالہ دہی کی اپنی خرافہ کو بے بنیاد کر کے حضرت اہل بیتؑ کی جو کسوختی کیونکر انڈال نہیں ہیں اور زمین انہی میں ہی گناہیں رکھی ہیں تاکہ نہ انہیں ہی طرفہ داری ہو کہ جبرائیلؑ آسمان پر ہی رہتی ہیں اور زمین پر وہ اپنی تختی صورت کو ظاہر کرتے ہیں جس میں دیباکی کر اسے ثابت ہوئی کہ انھوں نے ایک جگہ رکھ دوسری جگہ بتلی غلو پر پڑیئے جو کہ لا دی اور لکھتی ہیں کہ جبرائیلؑ کی جو صورت یہاں نماز لکھ کر انزل کر دے حقیقت بتلی طویر ہی ہوتی ہے اور وہ اپنی اصل و مقام کو نہیں چھوٹی اور بتلی طویر زمین پر بھی نظر آتا ہے وہیں جیسے حضرت جبرائیلؑ پر یہ قندیل کو بتلی طویر نظر آئے اور جدا ہوا تھا وہی قندیل لہا لبتلار سوا۔

کا افاضہ مع جمیع صفات کاملہ اپنی کے کر کے تمثیل کے طور پر آسمین اپنے تئیں ظاہر کر دیتے تھے یعنی دھیکبلی کی صورت میں بطور تمثیل اپنے تئیں دکھلا دیتے تھے اور اس صورت علیہ کو اپنی صفات سے منسلک کر کے نبی علیہ السلام پر مثلاً ظاہر کر دیتے تھے یہ نہیں کہ جبرائیل آپ اپنے اہلی وجود کے ساتھ آسمان سے اُترتا تھا بلکہ جبرائیل علیہ السلام اپنے مقام پر آسمان میں ثابت و قائم رہتا تھا اور یہ جبرائیل اُس حقیقی جبرائیل کی ایک مثال تھی یعنی اُسکا ایک ظل تھا اُسکا عین نہیں تھا کیونکہ عین جبرائیل تو وہ ہے جو اپنی صفات خاصہ کے ساتھ آسمان پر موجود ہے اور اُسکی حقیقت اور شان الگ ہے۔ پھر اسقدر تحریر کے بعد شخص صاحب صوف کہتے ہیں کہ جس طرح جبرائیل علیہ السلام مثلی صورت میں نہ حقیقی صورت میں نازل ہوتا تھا یہ مثال وحانیات کی ہے جو بصورت جسمانیات تمثیل ہوتی ہیں اور یہی مثال خدا تعالیٰ کے

شبہ
بقیۃ
مخصوص نہیں کہ کوئی نبی یا وارث نبی اصلاح دین کے لئے پیدا ہو بلکہ اس کے ضمن میں یہ بات بھی داخل ہے کہ اُس نبی یا وارث اور قائم مقام نبی کے اوصاف پر بھی کثرت شہب ہوتی ہے بلکہ اسکی نمایاں فتوحات پر بھی کثرت سقوط شہب ہوتی ہے کیونکہ اسوقت رحمان کا لشکر شیطان کے لشکر پر کامل فتح پالینا ہے پس جب ایسے بڑے بڑے امور پیدا ہونے لگتے ہیں کہ اُس نبی یا وارث نبی کے لئے بطور اوصاف میں یا اسکی کارروائیوں کے اول صرح پر مہم اور معادن میں یا اُس کی فقیہی کے آثار میں تو اُنکے قرب زمانہ میں بھی کثرت سقوط شہب وغیرہ حوادث وقوع میں آجاتے ہیں تو اس صورت میں ہر یک نبی کو یہی یہ بات صفائی و سمجھ میں آسکتی ہے کہ حقیقت یہ کثرت سقوط شہب روحانی سلسلہ کی متفرق خدمات کے لئے اور اُنکے اول یا آخر یا درمیان میں آتی ہے اور وہ سلسلہ ہمیشہ جاری ہوا اور جاری رہے گا۔ مثلاً حال کے یورپ کے حبشہ ان جو ۲۷ نومبر ۱۸۸۵ء کے شہب یا زمین ۱۸۸۵ء کے دوسرے واقعات شہب کا ذکر کرتے ہیں اور اُن پر ایسا زور دیتے ہیں کہ

تمثل کی یہی ہے جو اہل کشف کو صورت بشر پر نظر آتا ہے اور یہی مثال کمال اولیاء کی ہے جو مواضع متفرقہ میں بصورت تعددہ نظر آجاتے ہیں۔

خدا تعالیٰ شیخ بزرگ عبدالحق محدث کو جزا خیر دیوے کیونکہ انہوں نے بصورت قبول کر لیا کہ جبرائیل علیہ السلام بذات خود نازل نہیں ہوتا بلکہ ایک تمثیلی وجود نبیاء علیہم السلام کو دکھائی دیتا ہے اور جبرائیل اپنے مقام آسمان میں ثابت اور برقرار ہوتا ہے۔ یہ وہی عقیدہ اس عاجز کا ہے جسے حال کے کور باطن نام کے علما کفر کا فتوے دے رہے ہیں افسوس کہ یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ اس بات پر تمام مفسرین نے اور نیز صحابہ کرام بھی اتفاق کیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام اپنے حقیقی وجود کے ساتھ صرف دو مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی دیا ہے اور ایک بچہ بھی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اگر وہ اپنے اصلی اور حقیقی

اس بات پر صحابہ کا اتفاق ہی کہ جبرائیل صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آسمان پر تھے کہ وہ کھائی دیا ہے اور زمین پر ہمیشہ تمثیلی حالت میں دکھائی دیتا رہا ہے۔

نتیجہ گویا ان کے پاس سب سے بڑا بکرہ بھی نظیرین ہیں وہ ذرہ غور سے سمجھ سکتے ہیں کہ اس **نتیجہ** صدی کے اوخر میں جو روحانی سلسلہ کے بڑے بڑے کام چل رہے ہیں ان میں سے ایک بندہ کی توسط سے دین توحید کے تازہ کرنیکے لئے ارادہ فرما رہا تھا۔ اس لئے اس نے اس افسوسین صدی عیسوی میں کئی دفعہ کثرت سقوط شہب کا تاثر دکھایا تا وہ امر کو مدد دے جبکہ قطعی طور پر اس نے ارادہ فرمایا ہے۔ اور اگر یہ سوال کیا جا کہ اس قسط شہب کو کیا اسباب بنامہا بظاہر راوی معلوم تھے جن پر جم شیطا بین سے کیا تعلق ہے اور کیونکر معلوم ہو کہ حقیقت اس حادثہ سے شیطا بین آسمان سے دفع اور دور کئے جاتے ہیں

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ایسے اعتراض حقیقت اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب روحانی سلسلہ کی یادداشت کو خیال فیہول کر جاتا ہے یا اس سلسلہ کے وجود پر یقین نہیں ہوتا ورنہ جس شخص کی دونوں سلسلوں پر نظر ہے وہ آسانی سمجھ سکتا ہے

اس سوال کا جواب کہ نہ قسط شہب کو نہ جم شیطا بین کی تعلق ہے

وجود کے ساتھ آنحضرت صلعم کے پاس آئے تو خود یہ غیر ممکن تھا کیونکہ انکا حقیقی وجود تو مشرق مغرب میں پھیلا ہوا ہے اور ان کے بازو آسمانوں کے کناروں تک پہنچ چکے ہیں پہرہ مکہ یا مدینہ میں کیونکہ مسکتے تھے۔ جب تم حقیقت اور اصل کی شرط سے جبرائیل کے نزول کا عقیدہ رکھو گے تو ضرور تم پر یا عتر ارض مراد ہو گا کہ وہ اصلی وجود کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں سنا گیا اور اگر کہو کہ وہ اصلی وجود نہیں تھا تو پھر بزرگ اصل کے بتدل ہی ہوا یا کچھ اور ہوا اصل کا نزول تو اس حالت میں ہو کہ جب آسمان میں اس وجود کا نام و نشان نہ رہے اور جب آسمان سے وہ وجود نیچے اتر آیا تو پھر ثابت کرنا چاہئے کہ کہاں اس کے ٹھہرنے کی گنجائش ہوئی۔ غرض یہ خیال کہ جبرائیل اپنے اصلی وجود کے ساتھ زمین پر اتر آتا تھا بدیہی ابطالان ہے۔ خاص کر جب سری شق کی طرف نظر کریں اور اس

بقیہ کہ اجرام علوی اور اجسام سفلی اور تمام کائنات الجو میں جو کچھ تغیر اور تحول اور کوئی امر مسخ و ظہور میں آتا ہے اس کے حدوث کی حقیقت دو علتیں یعنی موجب میں۔
اول پہلی تو یہی سلسلہ علل نظام جہانی جس سے ظاہری فلسفی اور طبعی بحث اور سرود کار کرتے ہیں اور جبکی نسبت ظاہر میں حکما کی نظریہ خیال کہتی ہے کہ وہ جہانی علل اور محولات اور موثرات اور متاثرات سے منضبط اور ترتیب یافتہ ہے۔

دوم۔ دوسرے وہ سلسلہ جو ان ظاہر میں حکما کی نظر قاصر سے مخفی ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے ملائکہ کا سلسلہ ہے جو اندری انداس ظاہری سلسلہ کو مدد دیتا ہے اور اس ظاہری کاروبار کو انجام تک پہنچا دیتا ہے اور بالآخر نظر لوگ بخوبی اس بات کو سمجھتے ہیں کہ فیضائیداس سلسلہ کے جو روحانی ہے ظاہری سلسلہ کا کام ہرگز نہیں ہی نہیں سکتا۔ اگرچہ ایک ظاہر میں فلاسفر اسباب کو موجود یا کر خیال کرتے ہیں کہ فلان نتیجہ ان اسباب کے لئے ضروری ہے مگر ایسے لوگوں کو ہمیشہ شرمندہ ہونا پڑتا ہے

فساد کو دیکھیں کہ ایسا عقیدہ رکھنے سے یہ لازم آتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اکثر اوقات فضی
وحی سے محروم اور مغل رہیں تو پھر نہایت پیشتر ہی ہوگی کہ اس عقیدہ کا خیال ہی نہ مل
لاوین شیخ عبدالحی محمد ث دہلوی دراج النبوت کے صفحہ ۸۳ میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کلمات و حدیث وحی خفی ہیں باستثناء چند مواضع یعنی
قصہ اسارا کے بدر و قصہ ماریہ و غسل و تابیر نخل جو نادار اور حقیر ہیں۔ اور پھر اسی صفحہ
میں لکھتے ہیں کہ اوزاعی حسان بن عطیہ سے روایت کرتا ہے کہ نزول جبرائیل قرآن
سے مخصوص نہیں بلکہ ہر ایک سنت نزول جبرائیل سے ہو بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا اجتہاد ہی وحی میں سے ہو۔ اور پھر صفحہ ۸۷ میں لکھتے ہیں کہ صحابہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک قول و فعل قلیل و کثیر و صغیر و کبیر کو وحی سمجھتے تھے اور اُس پر عمل کرنے میں

صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام کلمات و افعال وحی سے ہیں

جیکہ باوجود اجتماع ہر باب کے نتیجہ برعکس نکلتا ہے یا وہ اسباب پڑھتیا اور مذہب سے
باہر ہو جاتے ہیں مثلاً ایک طبیب نہایت احتیاط سے ایک بیمار بادشاہ کا علاج کرتا
ہے یا مثلاً ایک گروہ طبیبوں کا ایسے مریض کے لئے دن رات تشخیص مرض اور تجویز
دوا اور تدبیر غذا میں ایسا مصروف ہوتا ہے کہ اپنے دماغ کی تمام عقل اس پر خرچ کر دیتا ہے
مگر جبکہ اس بادشاہ کی موت مفقود ہوتی ہے تو وہ تمام تجویزین خطا جاتی ہیں اور چند روز طبیبوں
اور موت کی لڑائی ہو کر آخر موت نفع پاتی ہے اس طرح کے ہمیشہ نمونے ظاہر ہوتے رہتے ہیں
مگر انہیں کہ لوگ انکو غور کی نظر سے نہیں دیکھتے بہر حال یہ ثابت ہو کہ قاعدہ مطلق نے دنیا کے
حوادث کو صرف اسی ظاہری سلسلہ تک محصور اور محدود نہیں کیا بلکہ ایک باطنی سلسلہ
ساتھ ساتھ جاری ہے۔ اگر آفتاب ہی یا مانتاب یا زمین یا وہ بخارات جن سے پانی بنا
ہے یا وہ اندامیان جو زور سے آتی ہیں یا وہ اولے جو زمین پر گرے ہیں یا وہ شہر یا قلعہ
جو ٹپٹے ہیں اگرچہ یہ تمام چیزیں اپنے کاموں اور نظام تغیرات اور تحولات اور حرکات

ہیں

کچھ توقف اور بحث نہیں کرتے تھے اور حوصلے کھتے تھے کہ جو کچھ آنحضرت صلعم سر اور خلو
 میں کرتے ہیں وہ ہی معلوم کر لیں۔ پس کچھ شک نہیں کہ جو شخص احوال صحابہ میں تامل
 کرے کہ وہ کیونکر ہر ایک امر اور قول اور فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حجت دین سمجھتے
 تھے اور کیونکر وہ آنحضرت کے ہر ایک زمانہ اور ہر ایک وقت اور ہر ایک دم کو وحی میں
 مستغرق جانتے تھے۔ تو اس اعتقاد کے رکھنے سے کہ کہی جبرائیل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کو چوڑ کر آسمان پر چلا جاتا تھا خدا تعالیٰ سے شرم کر گیا اور ڈر گیا کہ ایسا ہم ہی اس کے
 دل میں گزرے مگر انہوں نے کہ ہمارے یہ علماء جو محدث ہی کہلاتے ہیں کچھ ہی ڈرتے
 نہیں اگر ان کے ایسے عقیدوں کو ترک کرنا کفر ہے تو ایسا کفر اگر ملے تو زہے سعادت۔
 ہم ان کے ایسا ایمان سے سخت بیزار ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف ان کے ایسے قوال سے

میں ظاہری اسباب ہی رکھتے ہیں جن کے بیان میں ہمیت اور طبی کے دفتر ہر جڑ سے
 چین لیکن بائیں ہمہ عارف لوگ جانتے ہیں کہ ان اسباب کے پنجو اور اسباب ہی ہیں جو مدبر
 بالا راہہ پنجکا دوسرے لفظوں میں نام ملا یکا ہے وہ جس چیز سے نطق کرتے ہیں
 ان کے نام کا رد بار کو انجام تک پہنچاتے ہیں اور اپنے کاموں میں اکثر ان روحانی
 اغراض کو مد نظر رکھتے ہیں جو مولے کریم نے انکو سپرد کی ہیں اور ان کے کام
 یہودہ نہیں بلکہ ہر ایک کام میں بڑے بڑے مقاصد انکو مد نظر رہتے ہیں

اب جبکہ یہ بات ایک بات شدہ صداقت ہو چکی ہو اس سے پہلے ہی
 کہ بقدر تفصیل سے کہہ چکے ہیں اور ہمارے رسالہ توضیح مرام میں ہی یہ تمام بحث
 نہایت لطافت بیان سے مندرج ہے کہ حکیم مطلق نے اس عالم کے احسن طور پر کاروبار چلا
 کیلئے دو نظام رکھے ہوئے ہیں اور باطنی نظام فرشتوں کے متعلق ہے اور کوئی جڑ ظاہری
 نظام کی ایسی نہیں جس کے ساتھ درپردہ باطنی نظام نہ ہو تو اس صورت میں

و ادخواہ ہیں جنگی وجہ سے سخت امانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں میں ہو رہی ہے ان لوگوں کے حق میں کیا کہیں اور کیا لکھیں جنہوں نے کفار کو ہنسی اور ٹھٹھکا متوقع دیا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو حضرت عیسیٰ کی نسبت مایسا اور اس قدر گھٹا دیا کہ جسکے تصور سے بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔

اب پہر ہم مبحث حقیقت اسلام کی طرف رجوع کر کے لکھتے

ہیں کہ دراصل یہ حقیقت اسلامیہ جسکی تعلیم قرآن کریم فرماتا ہے کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ تمام انبیاء علیہ السلام اسی حقیقت کے ظاہر کر چکے ہیں گئی تھی اور تمام اہل کتابوں کا یہی مدعا رہا ہے کہ تاجی آدم کو اس صراط مستقیم پر قائم کریں لیکن قرآن کریم کی تعلیم کو جو دوسری تعلیموں پر کمال و برتری کی فوقیت ہو تو اسکی دودھ بہن۔

تشریح ایک ستر شطری آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ شہب ثاقبہ کے تاقط کا ظاہری نظام جن علل اور اسباب پر مبنی ہے وہ علل اور اسباب روحانی نظام کے کچھ مزاحم اور سد راہ نہیں اور روحانی نظام یہ ہے کہ ہر ایک شہاب جو ٹوٹتا ہے دراصل مسیہ ایک قرشتہ موکل ہوتا ہے جو اسکو جس طرف چاہتا ہے حرکت دیتا ہے چنانچہ شہب کی طرز حرکات ہی اسپر شاہ ہے اور یہ بات صاف ظاہر ہے کہ قرشتہ کا کام عبت نہیں ہو سکتا اسکی تحت میں ضرور کوئی نہ کوئی غرض ہوگی جو مصالح دین اور دنیا کے لئے مفید ہو لیکن ملائکہ کے کاموں کے اغراض کو سمجھنا سب تو بسط ملائکہ ممکن نہیں سو بسط ملائکہ یعنی جبرائیل علیہ السلام آخر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم پر یہی ظاہر ہوا کہ ملائکہ اس فعل رمی شہب سے علت غائی رجم شیطین ہے اور یہ بھی کہ شہب کے ٹوٹنے سے کیونکر شیطین بھاگ جاتے ہیں اسکا ضروری سلسلہ نظر کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیطین اور ملائکہ کی عداوت ذاتی ہے

اول یہ کہ پہلے ہی اپنے زمانہ کے جمیع بنی آدم کیلئے مبعوث نہیں ہوتے تھے بلکہ وہ صرف اپنی ایک خاص قوم کیلئے بھیجے جاتے تھے جو خاص امتداد میں محدود اور خاص طور کے عادات اور عقائد اور اخلاق اور روش میں قابل اصلاح ہونے لگے تھے پس اس وجہ سے وہ کتابیں قانون مختصر القوم کی طرح ہو کر صرف اسی حد تک پیش کیا جاتیں جو لائق تھیں جو اس خاص قوم کے مناسب حال اور ان کے سپانہ امتداد کے موافق ہو سکتی تھیں۔

دوسری وجہ یہ کہ اُن انبیاء علیہم السلام کو ایسی شریعت ملتی تھی جو ایک خاص زمانہ تک محدود ہوتی تھی اور خدا تعالیٰ نے اُن کتابوں میں یہ ارادہ نہیں کیا تھا کہ دنیا کے اخیر تک وہ ہدایتیں جاری رہیں اسلئے وہ کتابیں قانون مختصر الزمان کی طرح ہو کر صرف اسی زمانہ کی حد تک ہدایت لائق تھیں جو ان کتابوں کی پابندی کا زمانہ حکمت الہی نے

تفسیر پس ایک ان شہب کے چورنگے وقت جن پر وہ سارون کی حرارت کا بھی اثر طبع ہوا اپنی کیفیاتی طاقت میں پہلے آتے ہیں اور ہر ایک شہاب جو حرکت کرتا ہے وہ اپنے ساتھ ایک لمبی ذرہ رکھتا ہے کیونکہ فرشتوں کے ہاتھ سے برکت پکارتا ہے اور شیطان عوزی کا اس میں ایک مادہ ہوتا ہے۔ پس یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ جنات تو آگ سے مخلوق ہیں وہ آگ سے کیا ضرر اٹھائیں گے۔ کیونکہ حقیقت جعفری شہب سے جنات کو ضرر پہنچتا ہے اسکا یہ ظاہری موجب نہیں۔ بلکہ وہ روشنی موجب ہے جو فرشتہ کے نور سے شہب کے ساتھ شامل ہوتی ہے جو بالخاصیت محرق نہیں ہے۔

اس ہماری تقریر پر کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ یہ تمام تقریر صرف بے ثبوت خیالات اور غایت کا خطابیات میں سے ہے جسکا حقیقی طور پر کوئی بھی ثبوت نہیں کیونکہ ہم اس بات کو بخوبی ثابت کر چکے ہیں کہ اس عالم کی حرکات اور حوادث خود بخود نہیں اور نہ بغیر مرنی الگ اور نہ عبث اور بیہودہ ہیں بلکہ دیر پر تمام

اندازہ کر رہا تھا۔

یہ دونوں قسم کے نقصان جہنمے بیان کئے ہیں قرآن کریم کلی بان سے مبرا ہے کیونکہ قرآن کریم کے آثار نیسے اسد جلثانہ کا یہ مقصد تھا کہ وہ تمام بنی آدم اور تمام زمانوں اور تمام استعدادوں کی اصلاح اور تکمیل اور تربیت کر سکے اور اسلام کی پوری شکل اور پوری عظمت بنی آدم پر ظاہر ہو اور اسکے ظہور کا وقت بھی پہنچا تھا۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کو تمام قوموں اور تمام آن زمانوں کے لئے جو قیامت تک آئینہ ہے ایک کامل اور جامع قانون کی طرح نازل فرمایا اور ہر ایک وجہ کی استعداد کیلئے افادہ اور افادہ کا دروازہ کھول دیا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: **ثُمَّ اَوْثَقْنَا الْكُتُبَ بِالْزِينَةِ صَافِيَا** **مِنْ عَيَانِ الْفَنَمِ ظَاهِرٍ لِنَفْسِهِ وَهَنَمٍ مَقْصُودٍ لِّبَنِي آدَمَ الْاٰخِرِ بِالْاٰدَمِ اِنَّ اَكْبَرُ الْكَبِيْرِ**

بقیہ حکایہ اجرام علوی اور اجسام شمسی کیلئے منجانب اسد بزمقرین جبکہ دوسرے لفظوں میں ملائکہ کہتے ہیں اور جن تک کوئی انسان پابند اعتقاد و جوہرستی باری ہر اور دوسرے نہیں اسکو ضروریہ بات ماننی پڑیگی کہ یہ تمام کار و بار عبث نہیں بلکہ ہر ایک حدوث اور ظہور پر خدا تعالیٰ کی حکمت اور صحت پالا راہہ کا ناتھ ہے اور وہ ارادہ تمام نظام کے موافق جو وسط سباب ظہور پذیر ہوتا ہے چونکہ خدا تعالیٰ نے اجرام اور اجسام کو علم اور شعور نہیں دیا اس لئے ان باتوں کے پورا کر نیکیے لئے جن میں علم اور شعور درکار ہے ایسے اسباب یعنی ایسی چیزوں کی توسط کی حاجت ہوئی جبکہ علم اور شعور دیا گیا ہے اور وہ ملائکہ ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ جب ملائکہ کی یہی شان ہے کہ وہ عبث اور بیہودہ طور پر کوئی کام نہیں کرتے بلکہ اپنی تمام خدمات میں اغراض اور مقاصد رکھتی ہیں اسلئے انکی نسبت یہ بات ضروری طور پر ماننی پڑیگی کہ جب تک خدمت میں ہیں ان کا کوئی اصل مقصد ہی اور چونکہ عقل اس بات کے درک سے قاصر ہے کہ وہ کونسا مقصد ہے اسلئے

یہ سب چیز اپنی کتاب کا ان لوگوں کو وارث کیا جو ہماری بندوبست میں ہی برگزیدہ ہیں اور وہ ہیں
گروہ ہیں (۱) ایک اُمین سے ظالموں کا گروہ جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں یعنی اگر وہ جبر سے
نفس آزارہ کو خدا تعالیٰ کی راہ پر چلا ہیں اور نفس سرکش کی مخالفت اختیار کر کے مجاہدات شاقہ
میں مشغول ہیں (۲) دوسری میانہ حالت آدمیوں کا گروہ جو بعض خدمتیں خدا تعالیٰ کی راہ میں
اپنے نفس سرکش سے باز رکھتے ہیں اور بعض لہی کاموں کی بجا آوری میں نفس کا بخوشی

اس عقدہ کے حل کیلئے عقل سے سوال کرنا بے محل سوال ہے اگر عقل کا امین کچھ
یقیناً ہے تو صرف اس قدر کہ عقل سلیم ایسے نفوس کے افعال کی نسبت کہ جو ارادہ اور
فہم اور شعور رکھتے ہوں ہرگز ہم بخوبی نہیں کر سکتی کہ انکے وہ افعال عبث اور
بیہودہ اور اغراض صحیحہ ضروریہ سے خالی ہیں۔ پس اگر عقل سلیم اول اس بات کو بخوبی
سمجھ لے کہ جو کچھ اجرام اور اجسام مادی داری اور کائنات المجہولین انواع اقسام
کے تغیرات اور تحولات اور ظہورات ہو رہے ہیں وہ صرف علل ظاہریہ تک محدود
نہیں ہیں بلکہ ان تمام حوادث کیلئے اور علل ہی ہیں جو شعور اور ارادہ اور فہم اور تدبیر
اور حکمت رکھتے ہیں تو اس سمجھ کے بعد ضرور عقل اس بات کا انذار کرے گی کہ یہ تمام تغیرات
اور حادثات جو عالم سفلی اور علوی میں ہمیں نظر آتے ہیں عبث اور بیہودہ اور لغو
نہیں بلکہ ان میں مقاصد اور اغراض پوشیدہ ہیں گو ہم انکو سمجھ سکیں یا ہماری سمجھ
اور فہم سے بالاتر ہوں۔ اور اس انذار کے ضمن میں تاقط شبہ کی نسبت یہی
انذار عقل سلیم کو کرنا پڑے گا کہ یہ کام ہی عبث نہیں کیونکہ یہ بات بدانتہا متعجب ہے کہ ایسا
خیال کیا جائے کہ جو نفوس ارادہ اور فہم اور تدبیر اور حکمت کے پابند ہیں وہ ایک لغو
کام پر ابتدا سے اصرار کرتے چلے آئے ہیں۔ سو اگر عقل پورے طور پر اس سہ کو
دریافت نہ کر سکے مگر جو دلائل اور انکے منصبی خدمات کے ماننے کے بعد اس قدر

خاطر تلج ہو جائے اور ذوق اور محبت اور ارادت ہو اُن کا سامن کو بجالاتا ہے غرض وہ لوگ کچھ تو تکلف اور مجاہدہ سے خدا تعالیٰ کے حکم کو پہنچتے ہیں اور کچھ طبعی جوش اور دلی شوق سے بغیر کسی تکلف کے اپنے رعبیل کی فرمانبرداری اُن کو صادر ہوتی ہے یعنی ابھی پوری موافقت اور جلاشائے ارادوں اور خواہشوں کو اُلگو حاصل نہیں اور نہ نفس کے جنگ اور مخالفت سے پہلی فراغت بلکہ بعض لوگ کی لہو میں نفس مع افاق اور بعض لہو میں مخالفت ہو (۳) تیسری سابق بالخیرات اور اعلیٰ درجہ

شبیہ توضیحی توفیر دریافت کریگی کہ اُن کا کوئی فعل عبت اور بیہودہ طور پر نہیں۔

اس اقرار کے بعد اگر عقل مفصلاً تا قاطع شبہ کی اُن اغراض کو دریافت نہ کر سکے جو ملائکہ کے ارادہ اور ضمیر میں ہیں لیکن اس قدر اجمالی طور پر توفیر سمجھ جائیگی کہ بیشک اس فعل کیلئے ہی مثل اور افعال ملائکہ کے درپردہ اغراض و مقاصد میں پس وہ بوجہ اسکے کہ ادراک تفصیلی سے عاجز ہے اس تفصیل کیلئے کسی اور ذریعہ کے محتاج ہوگی جو حدود عقل سے بڑھ کر ہے اور وہ ذریعہ وحی اور الہام ہے جو اسی غرض سے انسان کو دیا گیا ہے کہ انسان کو اُن معارف اور حقائق تک پہنچا دے کہ جن تک مجرد عقل پہنچا نہیں سکتی اور وہ اسرار دقیقہ پیر کہوتے جو عقل کے ذریعہ سے کھل نہیں سکتے۔ اور وحی سے مراد ہماری وحی قرآن ہے جس نے ہم پر یہ عقدہ کہول دیا کہ اسقاط شبہ سے ملائکہ کی غرض رجم شیطا میں ہے۔ یعنی یہ ایک قسم کا انتشار نورانیت ملائکہ کے ہاتھ سے اور انکی نور کی آمیزش سے ہے جسکا جنات کی ظلمت پر اثر پڑتا ہے اور جنات کے افعال مخصوصہ اس سے روکی ہو جاتے ہیں اور اگر اس انتشار نورانیت کی کثرت ہو تو بوجہ نور کے قضاطیسی جذب کے مظاہر کا لہ نورانیت کی انسان میں سے پیدا ہوتے ہیں ورنہ یہ انتشار نورانیت بوجہ اپنی ملکی صحت

کے آدمیوں کا گروہ یعنی وہ گروہ جو نفسِ امارہ پر بکلی فتحیاب ہو کر نیکوین میں گنجانے والے ہیں جسکے نفس کی سرکشی اور آثار کی بکلی دوس ہو گئی ہے اور خدا تعالیٰ کے احکام سے اور اسکی شریعت کی تمام ہونے اور اسکی تمام فضا و قدر سے اور اسکی تمام مرضی اور مشیت کی باتوں سے وہ طبعاً پیار کرتی ہیں نہ کسی تکلف اور بناوٹ سے اور کوئی دقیقہ اطاعت اور فرمانبرداری کا اٹھانہیں کرتے اور اسے جہشانہ کی فرمانبرداری کی طبیعت کی جزو اور اسکی جان کی راحت ہو جاتی ہے کہ

نفسِ شام
کے کسبِ قدر و لون کو نور اور حقانیت کی طرف کھینچتا ہے اور یہ ایک خاصیت ہے جو ہمیشہ دنیا میں انی طور پر اسکا ثبوت ملتا رہا ہے۔ دنیا میں ہزار ہا چیزوں میں ایسے خواص پائے جاتے ہیں جو انسان کے عقل سے برتر ہوتے ہیں اور انسان کو عقلی دیں انہیں قائم نہیں کر سکتا اور ان کے وجود سے ہی انہیں نہیں کر سکتا۔ پھر اس خاصیت ثابت شدہ کا صرف اس بنیاد پر انکار کرنا کہ عقل اسکو سمجھنے سے قاصر ہے اگر نادانی نہیں تو اور کیا ہے کیا انسانی عقل نے تمام ان خواص و دقیقہ پر جو اجسام میں پائے جاتے ہیں دلائل عقلی کی رو سے احاطہ کر لیا ہے؟ تا اس اعتراض کا حق پسیدہ ہر کہ تساقطِ شہب کی نسبت جو انتشار نورانیت کا بھید بیان کیا جاتا ہے یہ کیوں عقل کے دریافت سے باہر رہ گیا ہے۔ اور جیسا کہ ہم ابھی لکھ چکے ہیں یہ بات بھی نہیں کہ اس بھید کے تسلیم کرانیکے لئے عقل پر سہمہ امر جبر ہے بلکہ جس حد تک عقل انسانی اپنے وجود میں طاقت فہم رکھتی ہے وہ اپنی اس حد کی مناسب حال اس بھید کو تسلیم کرتی ہے انکار نہیں کرتی کیونکہ عقل سلیم کو وجود ملائکہ اور انکی خدمات مغوضہ کے تسلیم کر نیکی بعد ماننا پڑتا ہے کہ یہ تساقطِ شہب بھی ملائکہ کے ذریعہ سے ظہور میں آتا ہے اور ملائکہ کسی غرض اور مقصد کے لئے اس

بغیر اس کے وہ جی ہی نہیں سکتے اور ان کا نفس کمال ذوق اور شوق اور لذت اور شدت میلان اور خوشی سے بہرے ہوئے انشرل کے ساتھ خدا تعالیٰ کی اطاعت بجالاتا ہے اور اس کی طرف ہر کسوت اور کسی محل اور کسی حکم الہی یا شیت الہی کی نسبت محتاج نہیں ہوتے کہ اپنے نفس سے باکراہ اور جبر کام لیں بلکہ ان کا نفس نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے اور جو خدا کا ارادہ وہ ان کا ارادہ اور جو اسکی مرضی وہ انکی مرضی ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کی حکون

شیخ - فعل کو حکم مولے کریم بجالاتے ہیں۔ پس عقل سلیم کا اسی قدر ماننا اسکی ترقی کے لئے
تفصیل - ایک ذینہ کی طرح ہے اور بلاشبہ اس قدر سلیم کے بعد عقل سلیم ناقص شہب کو دہروں
اور طبیعوں کی عقول ناقصہ کی طرح ایک امر بحث خیال نہیں کرگی بلکہ تعین کمال
کے ساتھ اس رائے کی طرف جھکیگی کہ حقیقت یہ حکیمانہ کام ہے جس کے تحت
میں مقاصد عالیہ ہیں اور اس قدر علم کے ساتھ عقل سلیم کو اس بات کی حرص پیدا
ہوگی کہ ان مقاصد عالیہ کو مفصل طور پر معلوم کرے پس یہ حرص اور شوق صادق
اسکو کشان کشان اس مرشد کمال کی طرف لے آئیگا جو وحی قرآن کریم ہے۔
ہاں اگر عقل سلیم کچھ بحث اور چون چرکا کر سکتی ہے تو اس موقع پر
تو نہیں لیکن ان مسائل کے ماننے کیلئے بلاشبہ اول اسکا یہ حق ہے کہ خدا تعالیٰ
کے وجود میں جسکی سلطنت تہی قائم رہ سکتی ہے کہ جب ہر ایک ذرہ عالم کا ہکا
تک ہے جو بحث کرے۔ پھر ملائکہ کے وجود پر اور انکی خدمات پر دلائل ثانیہ طلب کرے
یعنی اس بات کی پوری پوری تسلی کر لیسے کہ حقیقت خدا تعالیٰ کا انتظام یہی ہے
کہ جو کچھ اجرام اور اجسام اور کائنات الجو میں ہو رہا ہے یا کہی کہی ظہور میں آتا ہے
وہ صرف اجرام اور اجسام کے افعال شتر ہے مہار کی طرح نہیں ہیں بلکہ ان کے تمام
واقعات کی زمام اختیار حکیم قدیر نے ملائکہ کے ہاتھ میں دے رکھی ہے جو ہر دم

اور شیثون سے ایسا پیا کر گئے ہیں کہ جیسا خدا تعالیٰ ان امور سے پیا کرنا ہے اسی وجہ سے وہ خدا تعالیٰ کے امتحانوں کے وقت پیچھے نہیں ہٹتے بلکہ چند قدم آگے رکھ دیتے ہیں۔ پہر بعد اسکے اندر جلش نہ فراتا ہے کہ ان تینوں گروہوں میں میرا فضل ہے یعنی ظالم ہی مورد فضل اور برگزیدہ اور خدا تعالیٰ کے پیار سے بندے ہیں انہی مقصد ہی اور سابق بالخیرات تو خود ظاہر اب ظاہر ہے کہ اس آیت میں اللہ جل جلالہ نے ظالموں کو بھی اپنے برگزیدہ

اور ہر طرفۃ العین اس قدر مطلق سے اذن پاکر انواع اقسام کے تصرفات میں مشغول ہیں اور نہ بحث طور پر بلکہ سرسری حکیمانہ طرز سے بڑے بڑے مقاصد کیلئے اس کرۂ ارض میں کس طرح کی جنبشیں دے رہے ہیں اور کوئی فعل ہی انکا بیکار اور بے معنی نہیں :-

اور ہم فرشتوں کے وجود اور انکی ان خدمات پر کہ بقدر اسی سالہ میں بحث کرائے ہیں جسکی تفصیل یہ ہے کہ فرشتوں کا وجود ماننے کیلئے نہایت سہل اور قریب راہ یہ ہے کہ ہم اپنی عقل کی توجہ اس طرف مبذول کریں کہ یہ بات طے شدہ اور فیصل شدہ ہے کہ ہمارے اجسام کی ظاہری تربیت اور تکمیل کیلئے اور نیز اس کام کے لئے کہ ہمارے ظاہری حواس کے افعال مطلوبہ کمائی یعنی صادر ہو سکیں خدا تعالیٰ نے یہ قانون قدرت رکھا ہے کہ عناصر شمس و قمر اور نام تار و کچھ اس خدمت میں لگا دیا ہے کہ وہ ہمارے اجسام اور قوس کو مدد پہنچا کر ان سے بوجہ احسن انکے تمام کام صادر کر دین اور ہم ان صداقتوں کے ماننے سے کسی طرف بھاگ نہیں سکتے کہ مثلاً ہماری آنکھ اپنی ذاتی روشنی سے کسی کام کو بھی انجام نہیں دے سکتی جب تک آفتاب کی روشنی انکے ساتھ شامل نہ ہو اور ہمارے کان محض اپنی قوت شنوائی سے کچھ بھی سن نہیں سکتے جب تک کہ ہوا میں کیف بصوت انکی مدد ملے

بندی اور مورد فضل قرار دیا ہے اور انکو اپنے اُن پیارے اور چنے ہوئے اور قابل تحسین لوگوں میں شمار کر لیا ہے جن سے وہ بہت ہی خوش ہے حالانکہ قرآن کریم اس ضمن میں بہر اِطرا ہے کہ اللہ جل شانہ ظالموں سے پیار نہیں کرتا اور عدل کو چھوڑ نیا لے کبھی مورد فضل نہیں ہو سکتے پس اس دلیل سے یہ بدابہت معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت میں ظالموں کے گردہ سے مراد وہ گردہ نہیں ہے جو خدا تعالیٰ کا سرکش اور نافرمان اور شرک اور کافر اور

نہ ہو۔ پس کیا اس سے یہ ثابت نہیں کہ خدا تعالیٰ کے قانون نے ہماری قوسے شیعہ کی تکمیل اسباب خارجیہ میں رکھی ہے اور ہماری فطرت ایسی نہیں ہے کہ اسباب خارجیہ کی مدد سے مستغنی ہو اگر غور سے دیکھو تو نہ صرف ایک دہات میں بلکہ ہم اپنے تمام خواہ تمام قواسے تمام طاقتوں کی تکمیل کیلئے خارجی امدادات کے محتاج ہیں پہر جبکہ یہ قانون اور انتظام خدا کو واحد لا شریک کا جبکہ کاموں میں وحدت اور تناسب ہمارے خارجی قوسے اور حواس اور اغراض حیوانی کی نسبت نہایت شدت اور استحکام اور کمال التزام سے پایا جاتا ہے تو پہر کیا یہ بات ضروری اور لازمی نہیں کہ ہماری روحانی تکمیل اور روحانی اغراض کیلئے ہی یہ انتظام ہوتا و دونوں انتظام ایک ہی طرز پر واقع ہو کر مصلح واحد پر دلالت کریں اور خود ظاہر ہو کہ جس حکیم مطلق نے ظاہری انتظام کی یہ بنا ڈالی ہے اور اسی کو پسند کیا ہے کہ اجرام سماوی اور عناصر دیگر اسباب خارجیہ کے اثر سے ہمارے ظاہر جسم اور قوسے اور حواس کی تکمیل ہو اس حکیم قادر نے ہماری روحانیت کیلئے ہی یہ انتظام پسند کیا ہو گا کیونکہ وہ واحد لا شریک ہے اور اسکی حکمتوں اور کاموں میں وحدت اور تناسب ہے اور دلائل انتبیہ ہی اسی پر دلالت کرتی ہیں۔ سو وہ اشیاء خارجیہ جو ہماری روحانیت پر اثر ڈال کر شمس اور قمر اور غنا صر کر طبع و اغراض جسمانی کیلئے مدد ہیں ہماری اغراض روحانی کو پورا کرتی ہیں انہیں کا نام ہم ملائکہ

طریق عدل اور راستی کو چھوڑ نیوالا اور خدا تعالیٰ کی مخالفت کو اختیار کر نیوالا ہے کیونکہ ایسے لوگوں کو تو قرآن کریم مردود اور مورد غضب ٹھہراتا ہے اور صاف کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ ظالموں اور معتدین کو جو طریق عدل اور انصاف چھوڑ دیتے ہیں دوست نہیں رکھتا۔ پھر وہ لوگ مورد فضل کیونکر ٹھہر سکتے ہیں اور کیونکر ان کا نام مصطفیٰ اور برگزیدہ اور چنا ہوا رکھا جاسکتا ہے۔ سو ان یقینی اور قطعی دلائل سے بہین ماننا چاہئے کہ اس جگہ ظالم کا لفظ کسی

تبیح
تبیح
رکھتا ہے پس اس تقریر سے وجود ملائکہ کا بوجہ حسن ثابت ہوتا ہے اور اگر ہم اپنی کئی کئی ہٹل دیکھیں اور کھٹکنا کچھ نہ در بھی نہیں لیکن اجمالی طور پر قانون قدرت کے توافق اور اتحاد پر نظر کر کے ان کا جو وہیں ماننا پڑتا ہے کیونکہ جس حالت میں ہم نے بطریق ظاہری قانون کو مان لیا ہے تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہر سیطرہ اور طریق پر باطنی قانون کو تسلیم کریں بیشک ہمیں باطنی قانون ہی اسی طرح قبول کرنا پڑے گا جس طرح ہم نے ظاہری قانون کو مان لیا۔ یہی ستر ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں بعض جگہ ان

دو نوع قانون کو مشترک الفاظ میں بیان کر دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے
وَالذَّارِيَاتُ ذُرَّوًا فَالْحَامِلَاتُ وِقْرًا فَالْجَارِيَاتُ يُسْرْنَ
فَالْمَقْسَمَاتِ امْرَأَاتٍ یعنی ان ہواؤں کی قسم ہے جو سمنہ ہواؤں اور دوسرے پانیوں سے بخارات کو ایسا جدا کرتی ہیں جو حق جدا کر نیکا ہے۔ پھر ان ہواؤں کی قسم ہے جو ان گراں بار بخارات کو حمل دار عورتوں کی طرح اپنے اندر لے لیتی ہیں۔ پھر ان ہواؤں کی قسم ہے جو بادلوں کو منزل مقصود تک پہنچانے کے لئے چلتی ہیں۔ پھر ان فرشتوں کی قسم ہے جو پردہ ان تمام امور کے منصرم اور انجام دہ ہیں۔ یعنی ہر مائیں کیا چیز ہیں اور کیا حقیقت کہتی ہیں جو خود بخود بخارات کو سمندر میں سے اٹھا دیں اور بادلوں کی صورت بنا دیں اور عین محل ضرورت پر جاکر برسا دیں اور مقسم امور

ازموم معنی کیلئے استعمال نہیں ہوا بلکہ ایک ایسی محمود اور قابل تعریف معنوں کیلئے استعمال ہوا ہے جو درجہ سابق بالائزات و حصہ لینے کے مستحق اور اس درجہ فاضلہ کے چھوٹے بھائی ہیں اور وہ سنے بجز اسکے اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ ظالم سے مراد اس قسم کے لوگ رکھی جائیں کہ جو خدا کے لئے اپنے نفس مخالف پر جبر اور اکراہ کرتے ہیں اور نفس کے جذبات کم کر نیکی کے لئے دُور ت مجاہدات شادین مشغول ہیں کیونکہ یہ تو لغت کی رو سے بھی ثابت ہے کہ ظالم کا لفظ بغیر کسی

تفسیر نہیں یہ تو درپردہ ملائکہ کا کام ہے سو خدا تعالیٰ نے ان آیات میں اول کلمہ ظالم کے طور پر بادلوں کے برسنے کا سبب بتلایا اور بیان فرمایا کہ کیونکہ بانی بخار ہو کر بادل اور بار ہو جاتا ہے اور پھر آخری فقرہ میں یعنی **فَالْمُقْسِمَاتِ امْرَأَاتُ** میں حقیقت کو کہہ دیا اور ظاہر کر دیا کہ کوئی ظاہر میں یہ خیال نہ کرے کہ صرف جسمانی علل اور معلولات کا سلسلہ نظام ربانی کیلئے کافی ہے بلکہ ایک مسلسلہ علل و حانیہ کا جس جانی سلسلہ کے نیچے ہی جیسے سہا ریسے یہ ظاہری سلسلہ جاری ہے اور پھر ایک دوسری جگہ فرماتا ہے۔

**وَالْمُرْسَلَاتِ أَرْحًا ۖ فَالْعَاصِفَاتِ عَصْفًا ۖ وَ
التَّائِثَاتِ نَشْرًا ۖ فَالْقَارِعَاتِ قَرَعًا ۖ
فَالْمُلْقِيَاتِ ذِكْرًا ۖ** یعنی قسم ہے اُن ہواؤں کی اور اُن فرشتوں

کی جو نرمی سے چھوڑے گئی ہیں اور قسم ہے اُن ہواؤں کی اور اُن فرشتوں کی جو زور اور شدت کے ساتھ چلتی ہیں اور قسم ہے اُن ہواؤں کی جو بادلوں کو اٹھاتی ہیں اور اُن فرشتوں کی جو اُن بادلوں پر موکل ہیں اور قسم ہے اُن ہواؤں کی جو ہر ایک چیز کو جو معرض فزاع میں آجائے گا توں تک پہنچاتی ہیں اور قسم ہے اُن فرشتوں کی

اور لحاظ کے فقط کم کرنیکے لئے بھی آیا ہے جیسا کہ اسد جلالہ قرآن کریم میں ایک دوسرے مقام میں فرماتا ہے وَلَمْ تَطْلَمْ مِنْهُ شَيْئًا اٰی وَلَمْ تَنْقُصْ اور خدا تعالیٰ کی ان نفس کے جذبات کو کم کرنا بلاشبہ ان معنوں کی رو سے ایک ظلم ہے اس واسطے کہ ہم ان کتب کثرت کو جو صدابرس قرآن کریم کے بعد اپنے زمانہ کے محاورات کے موافق طیار ہوئی ہیں قرآن مجید کا حکم نہیں ٹھہرا سکتے۔ قرآن کریم اپنی لغات کے لئے

تفسیر جوالہی کلام کو دونوں تک پہنچاتے ہیں۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے آیت فَاَلَمْ يَلْقَ بِقَبِيحًا امر امین فرشتوں اور ستاروں کو ایک ہی جگہ جمع کر دیا ہے یعنی اس آیت میں کہ اکسب سبع کو ظاہری طور پر مدبر مافی الارض ٹھہرایا ہے اور ملائک کو باطنی طور پر ان چیزوں کا مدبر قرار دیا ہے چنانچہ تفسیر فتح البیان میں معاذ بن جبل اور شیرازی سے یہ دونوں روایتیں موجود ہیں اور ابن کثیر نے ص ۱۷۱ سے یہ روایت ملائک کی نسبت کی ہے کہ تدبر الامر من السماء الی الارض یعنی آسمان سے زمین تک حقیر امور کی تدبیر ہوتی ہے وہ سب ملائک کی ذریعہ سے ہوتی ہے اور ابن کثیر لکھتا ہے کہ یتفق علیہ قول ہے کہ مدبرات امر ملائک ہیں۔

اور ابن جریر نے بھی آیات فَاَلَمْ يَلْقَ بِقَبِيحًا امر کے نیچے یہ شرح کی ہے کہ اس سے مراد ملائک ہیں جو مدبر عالم ہیں یعنی گو بظاہر نجوم اور مس و قمر وغیرہ سے کام میں مشغول ہیں مگر حقیقت مدبر ملائک ہی ہیں۔ اب جبکہ خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے رو سے یہ بات نہایت صفائی سے ثابت ہو گئی کہ نظام روحانی کیلئے بھی نظام ظاہری کی طرح موثرات خارجیہ ہیں جتنا نام کلام الہی میں ملائکہ کہا ہے تو اس بات کا ثابت کرنا باقی رہا کہ نظام ظاہری میں بھی جو کچھ ہو رہا ہے اُن تمام افعال اور تغیرات کا بھی انجام اور نظم بنیہ فرشتوں کی شمولیت کے نہیں ہوتا سو منقولی طور پر تو اس کا ثبوت ظاہر ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرشتوں کا نام مدبرات اور مقدمات امر کہا ہے اور ہر

آپ تکفل ہے اور اُنکی بعض آیات بعض دوسری آیات کی شرح کرتی ہیں یہ بات ظاہر ہے کہ اصطفا کا عزت بخش لفظ کہی دوسرے ظالمون کے حقین خدا تعالیٰ نے انھیں نہیں کیا بلکہ ان کو مردود اور مخدول اور مورد غضب ٹھہرایا ہے مگر اس جگہ ظالم کو اپنا برگزیدہ قرار دیا اور مورد فضل ٹھہرایا ہے اور اس آیت کی صاف ثابت ہو رہا ہے کہ جیسے مقصد اسلئے برگزیدہ ہے کہ مقصد ہے اور سابق بالخیرات اسلئے برگزیدہ ہے کہ وہ سابق بالخیرات ہو۔ بیطرح ظالم ہی اسلئے برگزیدہ ہے کہ وہ ظالم ہے۔ پس کیا اب اس ثبوت میں کچھ کسر رہ گئی کہ اس جگہ ظالم سے مراد وہ ظلم ہے جو خدا تعالیٰ کو پیارا معلوم ہوتا ہو جیسے خدا تعالیٰ کیلئے اپنے نفس پر اکراہ اور حیر کرنا اور نفس کے جذبات کو اسد حبشہ کے رخی

عرض اور جوہر کے حدوث اور قیام کا وہی موجب ہیں یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کے **بھید** عرش کو پہی دی اُٹھائے ہوئے ہیں جیسا کہ آیت **وان کل نفس لما علیہا حافض** سے کلی طور پر فرشتوں کا تقرر ہر ایک چیز پر ثابت ہوتا ہے اور نیز قرآن کریم کی آیت مندرجہ ذیل ہی اسی پر دلالت کرتی ہے اور وہ یہ ہے **والشفقت السماء ففی یومئذ واهبہ والملك علی ارجاسہا وحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیہ**۔ یعنی جب قیامت واقع ہوگی تو آسمان پہٹ جائیگا اور ڈھیلا اور سست ہو جائیگا اور اُسکی قوتیں جاتی رہ گئی ہیں کیونکہ فرشتے جو آسمان اور

آجکل کے علم میں ہے کہ تحقیق جو یورپ کے فلاسفہ میں جس طرز سے آسمانوں کے وجود کی نسبت خیال رکھتے ہیں وہ حقیقت وہ خیال قرآن کریم کے مخالف نہیں کیونکہ قرآن کریم نے اگرچہ آسمانوں کو زرا پول تو نہیں ٹھہرایا لیکن اُس ساوی مادہ کو جو پول کے اندر بہا ہوا ہے صلب اور کرکٹ اور سرخرق مادہ ہی قرار نہیں دیا بلکہ ہوا پانی کی طرح نرم اور کرکٹ مادہ قرار دیا جس میں سارے تیرتے ہیں اسکی طرف اشارہ ہے جو اسد حبشہ نہ فرما ہے کلی فلانک یہی ہے۔ مان یونانیوں نے آسمانوں کو اجسام کثیرہ تسلیم کیا ہوا ہے اور ہوا کے چمکون کی طرح متبدل ہوتا ہے اور آخری تک آسمان جو نام تہوں پر محیط ہوا ہے جس مخلوقات کا انتہا قرار دیا ہے

آسمانوں کی کیفیت

کتاب فی حقیقت

کرنیکی غرض سے کم کر دینا اور گھٹا دینا اور اس قسم کے ظالموں کا قرآن کریم کے دوسرے مقامات میں تو اولین ہی نام ہے جسے اللہ جل شانہ پیارا کرتا ہے۔ غرض ایسا خیال کرنا نعوذ باللہ سخت دہوکا ہے کہ ان ظالموں سے جو اس آیت میں وجہ ہیں وہ ظالم مراد لئے جائیں جو خدا تعالیٰ کے سخت نافرمان ہیں اور شرک اور کفر و فسق کو اختیار کر نیوالے اور سپر راضی ہو جانے والے اور ہدایت کی راہوں ہی بغض رکھنے والے ہیں بلکہ وہ ظالم مراد ہیں جو باوجود نفس کے سخت جذبات کے پہر امتان خیران خدا تعالیٰ کی طرف دوڑتے ہیں۔ اسپر ایک اور قرینہ یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے قرآن کریم کے نزول کی علت غائی ہدی المتقین قرار دی ہے اور قرآن کریم سے رشد اور ہدایت اور فیض حاصل کر نیوالے بالتخصیص متقیوں کو ہی ملے گا۔

آسمانی اجرام کے لئے جان کی طرح تھے وہ سب تعلقات کو چھوڑ کر کناروں پر چلے جا چکے
اور اس دن خدا تعالیٰ کے عرش کو اچھٹہ فرماتے اپنے سر پر اور کانٹھوں پر اٹھائے
ہوئے ہوں گے۔ اس آیت کی تفسیر میں شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں کہ حقیقت
آسمان کی بقایا باعثِ اردل کے ہے یعنی ملائکہ کے جو آسمان اور آسمانی اجرام کیلئے
بطور روحوں کے ہیں اور جیسی روح بدن کی محافظ ہوتی ہے اور بدن پر تصرف
کرتی ہے ایسی بعض ملائکہ آسمان اور آسمانی اجرام پر تصرف رکھتی ہیں اور تمام اجرام
ساواوی اُن کے ساتھ ہی ذمہ دہین اور اہلین کے ذریعہ سے صدور افعال کو اکابر

جسکوہ فلک الافلاک اور محد وہی کہتے ہیں جو ان کے زعم میں موتین اور آسمانوں کے جھگڑام
میدان اور جوڑ مہر اور مائل ہے شرق سے مغرب کی طرف گردش کرتا ہے اور باقی آسمان اس کے
مشرق کی طرف گہوڑے ہیں اور ان کے گمان میں فلک محمد محمود عالم کا شہنشاہ ہے جسکی جھجھلا طالعہ میں
گویا خدا تعالیٰ نے اپنے ممالک مقبوضہ کی ایک دیوار کھینچی ہوئی ہے جسکا اور اچھوڑا ہی نہیں
نہلا نہ ملا ۔

خلاصہ ملا -

ہمارے اردو دوست کو اس بات کی تحقیق کی خواہش ہے کہ کیا انہ کان ظنوناً جو کہ بین ظنون امریکائی و فلسطینی معاہدہ میں ہیں واقعہ پر لکھ کر اپنے لئے یہاں پر چلا آئے اور دست موصوفہ وضع کر کے

[illegible]

جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ اَمْ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝
 پس اس علت غائی پر نظر ڈال کر یقینی اور قطعی طور پر یہ بات فیصلہ پا جاتی ہے کہ ظالم
 کا لفظ اس آیت میں ایسے شخص کی نسبت ہرگز اطلاق نہیں پایا کہ جو عمداً نافرمان اور
 سرکش اور طریق عدل کو چھوڑ بیوالا اور شرک اور بے ایمانی کو اختیار کر بیوالا ہو کیونکہ ایسا
 آدمی تو بلاشبہ دائرہ اتقا سے خارج ہے اور اس لائق ہرگز نہیں ہے کہ ادنیٰ سزا دینے
 قسم متقیوں میں اسکو داخل کیا جائے مگر آیت مدوحہ میں ظالم کو متقیوں اور مومنوں کے
 گروہ میں نہ صرف داخل ہی کیا ہے بلکہ متقیوں کا سردار اور ان میں سے برگزیدہ ٹھہرایا ہے۔
 پس اس سے جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں ثابت ہوا کہ یہ ظالم اُن ظالموں میں سے

شبیہ پر حربہ ملائیک جان کی طرح اُٹلے نکل جائینگے تو آسمان کا نظام اُنکے نکلنے
 بقیہ حکا سے درہم برہم ہو جائیگا جیسے جان کے نکلنے سے قالب کا نظام درہم برہم ہو جاتا
 ہے۔ پہر لیک اور آیت قرآن کریم کی یہی ہی مضمون پر دلالت کرتی ہے اور وہ یہ ہے

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْهِ وَجَعَلْنَا هَآكُلَ رُجُومًا
 لِلشَّيَاطِيْنِ سُوْرَةُ الْمَلٰٓئِكَةِ الْجُوْدِ نِمْرُو ۲۰ یعنی جتنے سماء الدنیا کو ستاروں کے
 ساتھ زینت دی ہے اور ستاروں کو جتنے رجم شیطین کیلئے ذریعہ ٹھہرایا ہے اور
 پہلے اس سے نص قرآنی سے ثابت ہو چکا ہے کہ آسمان زمین تک ہر کیا امر کے

یونانیوں کی بس رائے پر جس قدر اعتراض وارد ہوتے ہیں وہ پوشیدہ

نہیں نہ صرف قیاسی طور پر بلکہ تجربہ بھی انکا کذب ہے جس حالت میں آنجل کے
 آلات دور میں نہایت دور کے ستاروں کا بھی پتہ لگاتے جاتے ہیں اور چاند اور
 سورج کو ایسا دکھا دیتے ہیں کہ گویا وہ پانچ چار کوس پر ہیں تو پھر تعجب کا مقام ہے
 کہ باوجودیکہ آسمان یونانیوں کے زعم میں ایک کشف جوہر ہے اور ایسا کشف جو

آیت
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳

نہیں ہیں جو دائرہ اتفاق سے کئی غائب ہیں بلکہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں کہ جو ظلمت
محضیت میں مبتلا تو ہیں مگر اپنی ہمہ خدا تعالیٰ سے سرکش نہیں ہیں بلکہ اپنے سرکش نفس
سے کشتی کرتے رہتے ہیں اور تحلف اور تصدیق سے اور جس طرح بن پڑے حتیٰ الوسع نفس کے
جذبات سرکنا چاہتے ہیں مگر کبھی نفس غالب ہو جاتا ہے اور محضیت میں ڈال دیتا ہے اور
کبھی وہ غالب آجاتے ہیں اور رو کر اس سیدہ سے کہ وہ دھڑالتے ہیں اور یہ صفت جو ان
میں موجود ہوتی ہے دراصل مذموم نہیں ہے بلکہ محمود اور ترقیات غیرتناہیہ کا مرکب
اور مجاہدات شاقہ کا ذریعہ ہے اور درحقیقت یہی صفت مخالفت نفس کی جو دوسرے
لفظوں میں **ظلمیت** کے اسم سے بھی موسوم ہے ایک نہایت قابل تعریف

شیخ مقسم اور مدبر فرشتے ہیں اور اب یہ قول اسد جلشانہ کا کہ شہب ثاقبہ کو چلائے
نفسہا وہ ستارے ہیں جو سماء الدنیا میں ہیں بظاہر مرنانی اور صبا ان آیات کو کہائی
دیتا ہے جو فرشتوں کے بارے میں آئی ہیں لیکن اگر بنظر غور دیکھا جائے تو کچھ مرنانی
نہیں کیونکہ ابھی ہم فکر کر چکے ہیں کہ قرآن کریم کی تسلیم سے یہی ثابت ہوتا ہے
کہ فرشتے آسمان و آسمانی اجرام کیلیں بطور جان کے ہیں
اور ظاہر ہے کہ کسی شے کی جان اس شے سے جدا نہیں ہوتی

قابل خرق و التیام نہیں اور اس قدر بڑا کہ گویا چاند اور سورج کو اسکی ضخامت کی
ساتھ کچھ بھی نسبت نہیں۔ پہر بھی وہ ان دور میں آلات سے نظر نہیں آسکا۔
اگر دور کے آسمان نظر نہیں آتے تھے تو سماء الدنیا جو سب سے قریب پر ضرور نظر آجائے
چاہئے تھا پس کچھ شک نہیں کہ جو یونانیوں نے عالم بالا کی تصویر دکھائی ہے وہ
صحیح نہیں اور اس قدر اس پر اعتراض پیدا ہوتے ہیں کہ جن سے مخلصی حاصل کرنا ممکن

وہاں
نہیں
ہوتا

جو ہر انسان میں ہے جو فرشتوں کو بھی نہیں دیا گیا اور اس کی طرف اشارہ ہے جو احد شہادت
 فرماتا ہے فخلها الانسان انه كان ظلوماً جهولاً یعنی
 انسان میں ظلمیت اور جهولیت کی صفت تھی اسلئے اُسے اس امانت کو اٹھالیا۔
 جسکو وہی شخص اٹھا سکتا ہے جس میں اپنے نفس کی مخالفت اور اپنے نفس پر سختی کر نیکی
 صفت ہو۔ غرض یہ صفت ظلمیت انسان کی مراتب سلوک کا ایک مرکب اور اس کے
 مقامات ترقی کے لئے ایک عظیم الشان ذریعہ اسکو عطا کیا گیا ہے جو بوجہ مجاہدات ثنائیہ
 کے اوایل حال میں نارجمہ کی شکل پر پہنچ کر رہتا ہے لیکن آخر لغاء و جنت تک پہنچا دیتا ہے اور
 درحقیقت قرآن کریم کے دوسرے مقام میں جو کیفیت ہر دن مدکھلاؤ اور دھماکا

شیعہ بقیحا اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کے بعض مقامات میں رمی شہب کا فاعل
 فرشتوں کو ٹھہرایا اور بعض دوسرے مقامات میں اُسی می کا فاعل ستاروں کو ٹھہرایا
 کیونکہ فرشتے ستاروں میں اپنا اثر ڈالتے ہیں جیسا کہ جان بدن میں اپنا اثر ڈالتی ہے
 تب وہ اثر ستاروں سے ٹکڑاؤں ارضی بخارات پر پڑتا ہے جو شہاب بننے کے
 لائق ہوتے ہیں تو وہ فی الفور قدرت خدا تعالیٰ سے شتعل ہو جاتے ہیں اور فرشتے
 ایک دوسرے رنگ میں شہب ثاقبہ سے تعلق پکڑ کر اپنے نور کے ساتھ ہمیں اور سب
 کی طرف اُٹھو چلاتے ہیں اور اس بات میں تو کسی فلسفی کو کلام نہیں کہ جو کچھ کائنات

ہی نہیں لیکن قرآن کریم نے جو سموات کی حقیقت بیان کی ہے وہ نہایت صحیح اور درست ہے جس کے ماننے کو
 ہر انسان کو کچھ نہیں پڑتا اور اس کی مخالفت میں جو کچھ بیان کیا جائے وہ سرسراہٹ مٹھی یا تعصب
 پر مبنی ہوگا۔ قرآن کریم نہ آسمانوں کو نہ مٹی کی طبع بلکہ کثیفہ ٹھہراتا ہے اور نہ بعض نادانوں کے
 خیال کے موافق زراعت میں کچھ ہی نہیں۔ چنانچہ سن اول کی معقولی طویل نظر غلطی ظاہر ہے جس کی
 نسبت ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔ اور شق دوم میں یہ کہ آسمان کچھ بھی وجود مادی نہیں رکھتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 الحمد للہ رب العالمین
 والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله

عَلَيْكُمْ دَلِيلٌ حَتَّىٰ مَقْضِيًّا ثُمَّ نَحْيُ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَذَرَاةَ الظَّالِمِينَ فِيهَا جَنَّتُمْ
یہ بھی وحقیقت صفت محمودہ طلومیت کی طرف ہی اشارہ کرتی ہے اور ترجمہ آیت یہ ہے
کہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نفس نہیں جو آگ میں وارد نہ ہو یہ وہ وعدہ ہے جو میرے رب نے
اپنے پر لازم اور واجب اللہ اٹھارہ کہ اسے پہرہم اُس آگ میں وارد ہوئیے بعد تحقیقوں کو نجات
دیدیتے ہیں اور ظالموں کو یعنی انجو جو مشرک اور سرکش ہیں جہنم میں زانو پر گرے ہوئے چھوڑ
دیتے ہیں۔ اس جگہ الظالمین پر جو اہل لام آیا ہے وہ فائدہ تحصیل کدیتا ہے اور
اس سے غرض یہ ہے کہ ظالم دو قسم کے ہیں۔

(۱) ایک مستحق ظالم جنکی نجات کا وعدہ ہے اور جو خدا تعالیٰ کے پیاری ہیں

شیام یا زمین میں ہوتا ہو علیٰ ابتائیہ اُن کے نجوم اور تاثیرات مساویہ ہی ہوتی ہیں ہاں اس
بظنیہ حا دوسرے دقیق بہید کو ہر ایک شخص زمین سمجھ سکتا کہ نجوم کے قویٰ فرشتوں ہی فیضیاب میں
اس بہید کو اول قرآن کریم نے ظاہر فرمایا اور پھر عارفوں کو اس طرف توجہ پیدا ہوئی۔
عرض اس آیت ہی بھی منقولی طور پر یہی ثابت ہوا کہ فرشتے نجوم اور آسمانی قوے کیلئے
جان کی طرح ہیں ایسوجہ سے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں نجوم کا فعل فرشتوں کی طرف
منسوب کیا ہو اور یہی فرشتوں کا فعل نجوم کی طرف منسوب کر دیا ہو بات یہ ہے کہ جب کہ
قرآن کریم کی تعلیم کی رو فرشتے نجوم اور مفسرین و مفسرین اور آسمان

نراپوں استقرائی رُوسے سراسر غلط ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر ہم اُس فنمائی نسبت جو چکے
ہوئے تاروں تک ہمیں نظر آتا ہے بذریعہ اپنے تجارب استقرائیہ کے تحقیقات کرنا چاہیں
توصاف ثابت ہوتا ہے کہ سنت اسد یا قانون قدرت یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے کسی فضا کو
محض خالی نہیں رکھا چنانچہ جو شخص غبارہ میں بیٹھ کر ہوا کے طبقات کو حیرتاً چلا جاتا ہے
وہ شہادت دے سکتا ہے کہ جس قدر وہ اوپر کو چڑھا اُس نے کسی حصہ فضا کو خالی نہیں پایا

اور جو آیت فتنہم ظالمین ناجیون میں شمار کئے گئے ہیں۔

(۲) دوسرے مشرک اور کافر اور سرکش ظالم جو جہنم میں گراؤ جائینگے اور اس آیت میں بیان فرمایا کہ متقی ہی اُس نازکی س سے خالی نہیں ہیں۔ اس بیان سے مراد یہ ہے کہ متقی اسی دنیا میں جو دارالابتلا ہے انواع اقسام کے پیاریہ میں بڑی مردانگی سے اُس ناز میں اپنے تئیں ڈالتے ہیں اور خدا تعالیٰ کیلئے اپنی جانوں کو ایک بھرتی ہوئی آگ میں گراتے ہیں اور طرح طرح کے آسانی فضاؤں قدر بھی نازکی شکل میں انہیں وارد ہوتے ہیں وہ متائے جاتے اور دکھ دئے جاتے ہیں اور اس قدر بڑے بڑے زلزلے پھرتے ہیں کہ ان کے ماسوا کوئی اُن لازل کی برداشت نہیں کر سکتا اور حدیث صحیح میں

سُئِلَ عَنْ جَانِ كَيْطُحٍ هُنَّ اَوْ قِيَامٍ اَوْ بَقَاٍ اِنْ تَامَ جِزْدُنَ كَا فَرَشْتُونِ كَيْ تَقْنُ بِفَيْضٍ اَوْ مَوْتُفٍ هُ۔ اور اُن کے اَرْجَائِ كَيْطُفٍ كَرْسَا جَانِيَه تَامَ اَجْرَامِ تَارُونِ اَوْ سَمُ قَمَرٍ اَوْ آسْمَانِ كُو مَوْتِ كِي صَوْرَتِ پِشِ آتِي هُ نَوْبِ اِس صَوْرَتِ مِیْنِ دِه جَانِ كَيْطُحِ هُو كُيَ يَا كَحْمَہ اَوْ هُو كُيَ۔ مِیْنِ اِنْ هُو لَو یُونِ كِي حَالَتِ پَر بَحْتِ اَنْفُوسِ كَمَا هُیُونِ كِه جَوَانِ تَامِ كَهْلُ كَهْلُ مَقَامَاتِ قَرَأَتِي كُو دِكْبِه كَرِیَه بَحْیِ اَسْبَاتِ كِه مَبُولِ كَرْبِیَه مَتَالِ هُیْنِ كِه مَلَا كِه كُو اَجْرَامِ سَادِی بَلَكِ بَعْضِ فَرَشْتُونِ كُو جَوْ عَنَصْرِ لَو یُونِ هُیْنِ عَنَا صِرَاوِ اَجْرَامِ سَادِی سَه اِیسا شَدِیْدُ تَعْلُقِ هُ كِه جِیسا كَا رَدْلَاحِ كُو تَوَالِبِ كِه سَا تَه تَوَا هُ یَه تَوِیْحِ هُ

پس یہ تقریباً یہاں تک سمجھنے کیلئے بہت مدد دیکتا ہے کہ اگرچہ یونانیوں کی طرح آسمان کی حدت ناجائز ہے مگر یہ ہی تو درست نہیں ہے کہ آسمانوں سے مراد صرف ایک خالی فضا اور پُل ہے مبین کوئی مخلوق وہ نہیں ہم چنانچہ ہماری تجارب رویتِ ربانی رکھتے ہیں کوئی مجرد پُل مشاہدہ نہیں کرتے لہٰذا کہ خلافِ اپنی ستمِ ستمِ اِکے حکم رکھتے ہیں کہ ان مخلوقاتِ فضاؤں سے آگے چل کر ایسے فضا ہی ہیں جو بالکل خالی ہیں۔ کیا برخلاف ثابت شدہ ہتھکڑا کے اس

ہے کہ تپ بھی جو من کو اتا ہے وہ نار جہنم میں سے ہے اور من بوجہ تپ اور دوسری نکالیف کے نار کا حصہ اسی عالم میں لے لیتا ہے اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ من کے لگاؤ اس دنیا میں بہشت و فزع کی صورت میں تمثیل ہوتا ہے یعنی خدا تعالیٰ کی راہ میں نکالیف شاذہ جہنم کی صورت میں اُسکو نظر آتی ہیں پس وہ بطیب خاطر اس جہنم میں دار و دار ہو جاتا ہے تو معاً اپنے تئیں بہشت میں پاتا ہے۔ اسی طرح اور بھی احادیث نبویہ بکثرت موجود ہیں جنکا حاصل یہ ہے کہ من اسی دنیا میں ناہنجم کا حصہ لے لیتا ہے اور کافر جہنم میں بچو اگر راہ لایا جاتا ہے لیکن من خدا تعالیٰ کے لئے آپ آگ میں گرتا ہے ایک اور حدیث اسی مضمون کی ہے جس میں لکھا ہے کہ ایک حصہ نار کا ہر ایک بشر کیلئے مقدس ہے چاہے تو وہ اس دنیا میں اس آگ کو اپنے لئے خدا تعالیٰ کے راہ میں قبول کر لے

بیشکیک
بقیہ حاکم
کہ قرآن کریم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ملائکہ آسمان پر ایک مستقل وجود رکھتے ہیں مگر کیا یہ دوسری بات بھی اسی کتاب عزیز کی رو سے سچی ثابت نہیں ہوتی کہ ملائکہ کا خلق ہر ایک جرم ساوی سے ایک حافظانہ تعلق ہے اور ہر ایک ستارہ اپنے بقا اور قیام اور صدور افعال میں ملائکہ کی تائید کا محتاج ہے انوس کر یہ لوگ جو اپنے تئیں مولوی کہلاتے ہیں یوں تو مسلمانوں کو کافر بنانے کیلئے بڑے سرگرم ہیں مگر قرآن کریم کی تعلیم مبارکہ حکمیہ کو تبرا و ترمق کی نظر سے نہیں دیکھتے بہر حق کے سمجھنے میں کیوں کر کامیاب ہوں وہ قرآن کریم کا ذرا قدر نہیں کرتے اور اُسکو تو خود بالہد ایک موٹے خیالات کا مجموعہ سمجھتے ہیں اور قرآن کریم کی اعلیٰ طاقتوں اور

دیم کا کچھ بھی ثبوت ہے ایک ذرا ہی نہیں۔ پر کدینکر ایک بے بنیاد وہم کو قبول کیا جائے اور مان لیا جائے کہ ہم کیونکر ایک قطعی ثبوت کو بغیر کسی محالفاظ اور غالب ثبوت کے چھوڑ سکتے ہیں اور علاوہ اسکے اسد جلشائے کی ہمیں کس شان بھی ہے گویا عام اور کمال غلطیت سے عاجز رہا ہے تو ہر ٹھوسا بنا کر باقی بے انتہا فضا چھوڑی اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس ہتھوڑائی ثبوت کے انکار میں کوئی فضا کسی جوہر لطیف سے خالی نہیں کون سی یقینی اور قطعی دلیل اس پر خصلت

اور چاہے تو قسم اور غفلت میں عمر گزارے اور آخرت میں اپنے قسم کا حساب دیکو اور آیت وان
متکھلا وارد دھاکے ایک دوسرے سے بھی ہیں اور وہ یہ ہے کہ عالم آخرت میں ہر کسی کا
شقی کو تمسک کر کے دکھلایا جائیگا کہ وہ دنیا میں سلامتی کی راہوں میں چلایا اس نے ہلاکت اور
موت اور جہنم کی راہیں خستہ بار کین گھوٹن سلامتی کی راہ جو صراطِ مستقیم اور نہایت اربابِ راہ سے
جسپر چلنے والے بہت تھڑے ہیں اور جس سے تجاوز کرنا اور اِدھر اور اُدھر جونا دشقیقت جہنم میں گرنا
ہے تمسک کے طور پر نظر آجائیگی اور جو لوگ دنیا میں صراطِ مستقیم چل نہیں سکے وہ اس روز صراطِ
پر بھی چل نہیں سکیں گے کیونکہ وہ صراطِ وحقیقت نے نیکی روحانی صراط کا ہی ایک نمونہ ہے اور جس کا
ابھی روحانی آنکھوں سے ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ہماری صراط کے دامن بائیں و تحقیق جہنم ہے اگر

شیخ حکمتوں اور اسکے دقیق بہیدوں سے بے خبر ہیں۔

یہ تو ہمارے منقولی طور پر ثبوت و بالکین معقولی طور پر اس بات کا ثبوت
کہ نظام ظاہری میں جو کچھ امرِ غیرِ مجرب ہے اُن تمام امور کا ظہور و صدور دراصل ملائکہ کے افعال
غیبیہ سے ہے ان امور پر غور کرنے سے پیدا ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز سے اس
جہان نہ وہ کام لیتا ہے جس کام کے کرنے کی اُس چیز کو قوتیں عطا کی گئی ہیں۔ پس اس خیال
کرنا کہ ہر ایک تغیرِ اجرامِ سماوی اور کائناتِ المیہ کا صرف اسبابِ طبیعیہ خارجیہ سے ظہور میں آتا
ہے اور کسی روحانی سبب کی ضرورت نہیں بالکل غیر معقول ہے کیونکہ اگر ایسا ہی ہوتا کہ یہ

کے ماتہ میں ہے جو موجود پول کے فائل ہیں یا فائل ہوں۔ اگر کوئی شخص ایسا ہی اعتقاد اور اسے
رکھتا ہے کہ چند آدمی کروں کے بعد تمام پول ہی پڑا ہے جو بڑا تہا ہے تو وہ ہماری اس محبت
استغراق سے صاف اور صریح طور پر لازم ٹھہر جاتا ہے ظاہر ہے کہ استغراق وہ استدلالِ محبت
کی قسم ہے جو اکثر دنیا کے ثبوتوں کو اسی سے مدد ملی ہے مثلاً ہمارا یہ قول کہ انسان کی دو
آنکھیں ہوتی ہیں اور ایک زبان اور دو کان اور وہ عورتوں کی پیشانی کے راس سے پیدا ہوتا ہے

اس بات کا عقلی ثبوت کہ اس کے تمام امور کا ظہور
ملائکہ کے ذریعہ سے ہے نہ خود بخود۔

ہم صراط کو چھوڑ کر دائیں طرف ہوئے تب بھی جہنم میں گرے اور اگر بائیں طرف ہو تب بھی گرے اور اگر سیدھے صراط مستقیم پر چلے تب جہنم سے بچ گئے۔ یہی صورت جسمانی طور پر عالم آخرت میں ہمیں نظر آجائیگی اور ہم آنکھوں سے دیکھیں گے کہ درحقیقت ایک صراط ہے جو کل کی شکل پر دو رخ پر بچھا گیا ہے جسکے دائیں بائیں دو رخ ہے تب ہم مامور کئے جائیں گے کہ اُسپر چلیں۔ سو اگر ہم بائیں صراط مستقیم پر چلتے رہے ہیں اور دائیں بائیں نہیں چلے تو ہمارے دل پر طاری ہوگا بلکہ فرمایا ہوگا اور نہ جہنم کی بھاپ ہم تک پہنچے گی اور نہ کوئی فرع اور خوف ہمارے دل پر طاری ہوگا بلکہ فرمایا کی قوت سی جی جاتی ہوئی برقی کی طرح ہم اُس سے گزر جائیں گے کیونکہ ہم پہلے اُس سے گزر چکے ہیں ایسی طرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے **مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ** اَمِنُونَ۔ بخیر و عندهم قطعاً الفصل یعنی نیکی کرنا اور اِلٰہ کو قیامت کے دن اُس نیکی سے زیادہ بڑا

بقیہ صحت تغیرات اجرام سادی اور حوادث کائنات الجو جو بڑے بڑے مصلحت پر شکل اور بنی آدم کی بقا اور صحت اور ضرورت معاشرت کی اس شرط سے مدد و معاون ہیں کہ ان میں افراط اور تفريط نہ پایا جائے اگر خود بخود ہوتے اور یا ہی ذی شعور چیزوں کا درمیان قدم نہ ہوتا جو ارادہ اور قہم اور مصلحت اور اعتدال کی رعایت کر سکتے ہیں اور ہمارے ہمکار و ہار زندگی اور بقا اور ضرورت معاشرت کا قصا ہی چیزوں پر چھوڑا جاتا جو نہ شعور رکھتے ہیں نہ ادراک اور نہ مصلحت وقت کو پہچان سکتے ہیں اور نہ اپنے کاموں کو افراط اور تفريط سے محفوظ رکھ سکتے ہیں اور نہ نیک انسان

اور پہلے بچہ پھر جوان اور پھر بڑا ہوتا ہے اور آخر کس قدر عمر پاکر مر جاتا ہے اور یا ہی ہمارا یہ قول کہ انسان سوتا ہی ہے اور کھاتا ہی ہے اور آنکھوں سے دیکھتا اور ناک سے سونگھتا اور کانوں کے ذریعہ سے سنتا اور پیروں سے چلتا اور ہاتھوں سے کام کرتا اور دکانوں میں اداس کا سر ہے ایسا ہی اور صدقہ باتیں اور ہر ایک نوع نباتات اور جمادات اور حیوانات کی نسبت جو بچنے طرح طرح کے خواص دریافت کئے ہیں ان سب کا ذریعہ بخیر و عندهم قطعاً کہے اور کیا ہے

۱۴۷

اور وہ ہر ایک ڈر سے اُسدن امن میں رہنے کی ایسا ہی فرمایا ہے یا عباداً دلاخوف علیکم الیوم
 ولا انترو مخوفون۔ الخوف مسموعہ الخوف یعنی اے میرے بندو آج کے دن کچھ تم کو خوف نہیں
 اور نہ کوئی غم تمہیں ہو سکتا ہے۔ لیکن جو شخص بنائیں صراط مستقیم پر نہیں چلا وہ سخت بھی چل نہیں
 سکیگا اور دوزخ میں گرے گا اور جہنم کی آگ کا ہیسمہ بن جائیگا۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ ومن جامع
 بالتسبیۃ فکیبت وجوہہم فی النار هل تجرون الا ما کنتم تعملون۔ الخوف یعنی بڑی
 کرنیوالے اُسدن جہنم میں گرائے جائیں گے اور کہا جائیگا کہ چیز اور حقیقت وہی تمہارے اعمال ہیں جو
 تم بنائیں کرتے تھے یعنی خدا تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرے گا بلکہ نیکی کے اعمال جنت کی صورت میں اور برائی
 کے اعمال دوزخ کی صورت میں ظاہر ہو جائیں گے۔

جاننا چاہئے کہ عالم آخرت حقیقت دنیوی عالم کا ایک عکس ہے اور جو کچھ دنیا

بھیج دیا ہے اور انسان میں فرق کر کے ہر ایک کے ساتھ اُسکے مناسب حال معاملہ کر سکتے ہیں تو دنیا میں
 اندر ہر پڑھانا اور حسن حکیم و قدیر و عادل رحم و دریم کا کچھ پتہ نہ لگتا بلکہ یہ سلسلہ ذی روحوں کی
 حیات کا جو زمین پرستی ہیں ایک ہم ہی چل نہ سکتا اور دنیا میں اپنے تمام لوازم کے بغیر خاتمہ
 کے صدر کو دیکھ لیتی۔ پس اس سے صاف ترا و صریح ترا و روشن ترا و کیا دلیل ہو گی کہ اس
 آسمانی اور کائنات الجو کے سلسلہ میں وہ گڑبڑ اور اندر ہر نظر نہیں آتا جو اس صورت میں ہوتا جبکہ

پہر اگر استقامت میں کیوں کلام ہو تو یہ تمام سلوم و برہم ہو جائینگے اور اگر خلیان اُن کے دلوں میں
 پیدا ہو کہ آسمانوں کا اگر کچھ وجود ہے تو کیوں نظر نہیں آتا تو اسکا یہ جواب ہے کہ ہر ایک وجود
 کا مٹی ہونا شرط نہیں جو وجود نہایت لطافت اور باط میں پڑا ہے وہ کیوں مگر نظر آجائے
 اور کیوں نہ کر کوئی درہم میں اسکو دریافت کر سکے۔ غرض ہادی وجود کو خدا تعالیٰ نے نہایت
 قرار دیا ہے چنانچہ اسی کی تصریح میں یہ آیت اشارہ کر رہی ہے کہ کل شئ فی الذی یحیون
 یعنی ہر ایک ستارہ اپنی اپنی آستین جو اسکا بلکہ وہ ہر تیر رہا ہے۔ اور حقیقت خدا تعالیٰ نے یہ نیا زمین

میں روحانی طور پر ایمان اور ایمان کے نتائج اور کفر اور کفر کے نتائج ظاہر ہوتے ہیں وہ عالم آخر میں جسمانی طور پر ظاہر ہو جائیگے اسد جلشانہ فرما ہے من کان فی ہذا عالمی فہو فی الآخر عالمی یعنی جو اس جہان میں اندھا ہے وہ اس جہان میں بھی اندھا ہے ہوگا جہنم اس تشبیہ وجود سے کچھ تجھب نہیں کرنا چاہئے اور ذرا سوچنا چاہئے کہ کیونکر روحانی امور عالم رویا میں متشبیہ ہو کر نظر آجاتے ہیں اور عالم کشف تو اس سے بھی عجیب تر ہے کہ باوجود عدم غیبت جس اور بیداری کے روحانی امور طرح طرح کے جسمانی اشکال میں انہیں آنکھوں سے دکھائی دیتے ہیں جیسا کہ بسا اوقات عین بیداری میں ان روحوں سے ملاقات ہوتی ہے جو اس دنیا سے گزر چکے ہیں اور وہ اسی دنیوی زندگی کے طور پر اپنے اہل جسم میں اسی دنیا کے کپڑوں میں سے ایک پوشا پہنے ہوئے نظر آتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں اور بسا اوقات انہیں سے مقدس لوگ ملنے لگتے

شبہ۔ تمام مدار اس نظام کا بچان اور بے شعور چیزوں پر ہونا سو بہن اس دلیل کی روشنی میں ایک یقیناً وجود اور ان کی ضرورت کیلئے ایسی بصیرت بخشی ہے کہ گویا ہم بہ چشم خود ملائک کے وجود کو دیکھ رہے ہیں۔

اور اگر کوئی اس جگہ یہ شبہ پیش کرے کہ کیوں یہ بات روا نہیں کہ ملائک اور میان ہوں اور ہر ایک چیز خدا تعالیٰ کے حکم اور اذن اور تدبیر محکم سے وہی خدمت بجا لاوے جو اسد جلشانہ کا منشا ہے

کی محدو کی طرح اپنے عرش کو قرار نہیں دیا اور نہ اسکو محدود قرار دیا۔ ان اسکو اسے سوا علی ایک طبقہ قرار دیا ہے جس باعتبار اس کی کیفیت اور کسیت کے اور کوئی اسے طبقہ نہیں ہے اور یہ امر ایک مخلوق اور موجود کے لئے ممکن اور محال نہیں ہو سکتا۔ بلکہ نہایت ترن و تابا ہے کہ جو طبقہ عرش اسد کہلاتا ہے وہ اپنی دستوں میں خلدے غیر محدود کے مناسب حال اور غیر محدود ہو۔

اور اگر یہ اعتراض پیش ہو کہ قرآن کریم میں یہی لکھا ہے کہ کسی وقت آسمان پھٹ جائیگے اور ان میں شکاف ہو جائیگے اگر وہ لطیف اذہ ہے تو اس کے پھٹنے کے کیا عجوبے

اس بات کا جواب کہ ان میں وہ بات جائز نہیں کہ جیسا کہ اسد جلشانہ میں لکھا ہے کہ وہ کابو ہے۔
اس بات کا جواب کہ ان میں وہ بات جائز نہیں کہ جیسا کہ اسد جلشانہ میں لکھا ہے کہ وہ کابو ہے۔

آئندہ کی خبریں دیتے ہیں اور وہ خبریں مطابق واقعہ نکلتی ہیں بااوقات عین بیداری میں ایک شربت یا کسی قسم کا میوہ عالم کشف کو ہاتھ میں آتا ہے اور وہ کھانے میں نہایت لذیذ ہوتا ہے اور ان سب موثرین یہ عاجز خود صاحب تجربہ ہے کشف کی اعلیٰ اقساموں میں سے یہ ایک قسم ہے کہ بالکل بیداری میں واقع ہوتی ہے اور یہاں تک اپنے ذاتی تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ ایک شیریں طعام یا کسی قسم کا میوہ یا شربت غیب سے نظر کے سامنے آگیا ہے اور وہ ایک غیبی ہاتھ سے منہ میں پڑتا جاتا ہے اور زبان کی قوت ذائقہ اس کے لذیذ طعم سے لذت اُٹھاتی جاتی ہے اور دوسرے لوگوں سے باتوں کا سلسلہ بھی جاری ہے اور حواس ظاہری بخوبی اپنا اپنا کام دے رہی ہیں اور یہ شربت یا میوہ بھی کہا جاتا ہے اور اس کی لذت اور حلاوت بھی ایسی ہی کہلی کہلی طور پر معلوم ہوتی ہے بلکہ وہ لذت اس لذت کی نہایت اللطف ہوتی ہے اور یہ ہرگز نہ نہیں کہ وہ ہم ہوتا ہے یا صُرف

تو ایسا شبہ درحقیقت غلط فہمی کی وجہ سے پیدا ہوا گیا کیونکہ ہم سمجھا بیٹے اس سے کہہ چکے ہیں
 کہ یہ بات ایک ثابت شدہ صداقت ہے کہ اجرام علوی اور عناصر اور کائنات اللہ جو ہماری بقا اور
 حیات اور معاشرت کے قیام میں ہمارے لئے ہیں علم اور شعور اور ارادہ نہیں رکھتے ہیں صرف
 مہینوں کے تغیرات اور حوادث سرزدہ کام اور وہ اغراض اور وہ مقاصد ہمارے لئے طے کرنا
 جو ہمراہ غافلانہ وزن اور تبدیل اور تدبیر اور مصلحت اندیشی سے صادر ہو سکتے ہیں یہ امر متفق

تو اس کا یہ جواب ہے کہ اکثر قرآن کریم میں سماء سے مراد کل مافی السماء کو لیا ہے زمین آفتاب اور اجنبات اور تمام ستارے داخل ہیں۔ اس واسطے کہ ہر ایک جرم لطیف ہوا کثیف قابل خرق ہے بلکہ لطیف تو بہت زیادہ خرق کو قبول کرتا ہے پھر کیا تعجب ہے کہ اس آسمان کے مادہ میں ہر جرم بقدر وقیم ایک قسم کا خرق پیدا ہو جائے۔ و ذالک علی اللہ یسیر۔

بالآخر یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ قرآن کریم کے ہر ایک لفظ کو حقیقت پر عمل کرنا یہی بڑی غلطی ہے۔ اسد شائے کا یہ پاک کلام بوجہ اعلیٰ درجہ کی بلاغت کے استعارات لطیف سے بہرہ ور ہے۔ سو ہمیں اس ظہن پر ناک انشاق اور انفجار آسمان کا کیونکر ہو گا حقیقت

بسم الله الرحمن الرحيم

بے بنیاد و تخیلات جڑتے ہیں بلکہ واقعی طور پر وہ خدا کی شان بکل خلو علیہ

ہے ایک قسم کے خلق کا تماشہ و کہاوت یہ ہے پس جبکہ اس قسم کے خلق اور پیدائش کا دنیا میں ہی نمونہ دکھائی دیتا ہے اور ہر ایک زمانہ کے عارف اسکے بارے میں گواہی دیتے چلے آئے ہیں تو پھر وہ تشریحی خلق اور پیدائش جو آخرت میں ہوگی اور میزان اعمال نظر آئیگی اور پل صراط نظر آئیگا اور ایسا ہی بہت سے اور امور روحانی جسمانی شکل کے ساتھ نظر آئینگے اس سے کیونکر عقلمند تعجب کرے کیا جس نے یہ سلسلہ تشریحی خلق اور پیدائش کا دنیا میں ہی عارفوں کو دکھا دیا ہے اس کی قدرت سے یہ بعید ہے کہ وہ آخرت میں بھی دکھا دے بلکہ ان مشاغل کو عالم آخرت سے نہایت مناسبت ہو کیونکہ جہالتین اس عالم میں جو کمال انقطاع کا تعلق گاہ فریبی تشریحی پیدائش کر کہتے یافتہ گوگون پر ظاہر ہو جاتی ہے تو پھر عالم آخرت میں جو کمال اور اتم انقطاع کا مقام ہے کیونکر نظر نہ آوے

بقیہ حاشیہ ہے خدا تعالیٰ جس چیز سے کوئی کام لینا چاہتا ہے اول اس کام کے متعلق جس قدر مصالح ہیں ان تمام مصالح کے مناسب حال اس چیز میں تولد کر کے دیتا ہے مثلاً ایک فعل خدا تعالیٰ کا ہر شے جس کے انواع اقسام کے اغراض کیلئے ہیں ضرورت ہی اور خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے اعمال کے موافق کبھی اس ہر شے کو عین وقتوں پر نازل کرتا ہے اور افرات فرط تفریط کے نقصانوں سے ہماری کھیتوں اور ہماری مھنتوں کو بچا لیتا ہے اور کبھی دنیا پر

ان الفاظ کے وسیع مفہوم میں ایک فعل چاہا ہے صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ تمام الفاظ اور اس قسم کے اور بھی عالم مادی کے فنا کی طرف اشارہ ہے الہی کلام کا مدعا یہ ہے کہ اس عالم کون کے بعد فنا ہی لازم پڑا ہوا ہے ہر ایک جو بنایا گیا توڑا جائیگا اور ہر ایک تکیب پاش پاش ہو جائیگی اور ہر ایک جسم متفرق اور ذرہ ذرہ ہو جائیگا اور ہر ایک جسم اور جسمانی پر عام فنا طاری ہوگی۔ اور قرآن کریم کے بہت سی مقامات سے ثابت ہوتا ہے کہ اشتقاق اور انفجار کے الفاظ جو آسمانوں کی نسبت وارد ہیں ان سے ایسے معنی مراد ہیں جن میں جو کسی جسم صلب اور کثیف کے حق میں مراد لئے جلتے ہیں جیسا کہ ایک دوسرے مقام میں اسد بشارت فرماتا ہے

الشیء یفترق

ایک تمثیلی خلق کا عالم ہے یہ خدا تعالیٰ کے بہید و ن مین سے ایک بہید ہے کہ وہ بعض اشیا کو تمثیلی طور پر ایسا ہی پیدا کر دیتا ہے جیسا دوسرے طور پر پیدا کرتا ہے جیسے تم دیکھتے ہو کہ آئینہ میں تمہاری ساری شکل منعکس ہو جاتی ہے اور خیال کر سکتے ہو کہ کس طرح عکسی طور پر تمہاری تصویر یکسپی جاتی ہے کیسے تمہاری تمام خال و خطائیں آ جاتی ہیں۔ پھر اگر خدا تعالیٰ روحانی امور کی طرح تصویر پہنچ کر اور ان میں صداقت کی جان ڈال کر تمہاری آنکھوں کے سامنے دکھ دیوے تو کیوں اُس سے تعجب کیا جاوے امد جتنا نہ ڈھونڈنے والوں پر اسی مینیا میں یہ تمام صداقتیں ظاہر کر دیتا ہے۔ اور آخرت میں کوئی بھی ایسا امر نہیں جسکی کیفیت اس عالم میں کہل نہ سکے۔

اور اگر یہ اعتراض کیسے دل میں خلجان کرے کہ آیت وان منکم الا واد دھکا کے بعد میں یہ آیت ہر کہ دشمنی الذین اتقوا و انذر الظالمین فیہا جنتا یعنی پھر ہم درود

بقیہ شیخ اور دھوکہ میں سڑا ہوا رہ جاتا ہے۔ ایسا ہی کہی ایک ہوا کا بگڑا لیک شہر یا ایک اقلیم یا ایک محلہ کو سخت و بائیں ڈالتا ہے اور دوسری طرف کو بھی چھایا ہے۔ اسی طرح ہم ہر بار دقیق در دقیق ربانی مصالح دیکھتے ہیں جبکہ ہم بے شعور عناصر اور اجرام کی طرف ہرگز متوجہ نہیں کر سکتے اور یقیناً ہم جانتے ہیں کہ ایسے مصالح سے

مضامین کو اپنے اندر لپیٹ لیتا ہے اور جس طرز سے ہمیں اس عالم کو وجود کی طرف حرکت دی تھی انہیں قدموں پر پہر یہ عالم عدم کی طرف لوٹا یا جائیگا یہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے جبکہ ہم کڑے دالے ہیں۔ بخاری نے ہی اس جگہ ایک حدیث لکھی ہے جس میں جاسے غوریہ لفظ ہیں۔

وتكون السموات بیعین یعنی پیٹنے کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ آسمانوں کو اپنے پیٹے ہاتھ میں چھپا لیکتا اور جیسا کہ اب اسباب ظاہر اور متبب پوشیدہ ہے مسوقت مسبب ظاہر اور اسباب ندادیہ عدم میں چھپ جائیں گے اور ہر ایک چیز کی طرف رجوع کر کے تخلیقات تہرہ میں مخفی ہو جائیگی۔ اور ہر ایک چیز اپنے مکان اور مرکز کو چھوڑ دیگی اور تخلیقات الہیہ

ہر ایک چیز اپنے مکان اور مرکز کو چھوڑ دیگی اور تخلیقات الہیہ

دوزخ کے بعد متقیوں کو نجات دینے کے اور ظالموں کو دوزخ میں گرے ہوئے چھوڑ دینے۔ اور نجات دینے کے مفہوم میں یہ بات داخل ہے کہ اول انسان کسی عذاب یا بلا میں مبتلا ہو پہلے اس کو اس کو رہائی بخشی جاوے لیکن ان معنوں کی رو سے نفوذِ امد لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے مقرب بندے کسی حد تک عذاب دوزخ میں مبتلا ہو جائینگے اور پہلے اس کو نجات دیا جائیگی۔ تو اس میں کامیاب جواب ہے کہ نجات کا لفظ اس جگہ اپنے حقیقی معنوں پر متعلق نہیں بلکہ اس سے صرف اس قدر مراد ہے کہ مومنوں کا نجات یافتہ ہونا اس وقت ہم ظاہر کر دیں گے اور لوگوں کو دکھائیں گے کہ وہ اس سخت اور کرب کی جگہ سے نجات پا کر اپنی مرادات کو پہنچ گئے اور قرآن کریم میں یہ سنت اللہ کے بعض الفاظ اپنی اصلی حقیقت پر ظاہر کرتے ہیں جیسا کہ فرماتا ہے **واقرضوا اللہ قرضاً حسناً** یعنی قرض دے اللہ کو قرض اچھا۔ اب ظاہر ہے کہ قرض کی اصل تعریف کے مفہوم میں یہ داخل ہے

پہلے ہوئے تمام حرف بجا اور بے شور اور بے تدبیر اجرام اور صدادور و دوسری کائنات الہی سے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ بیشک خدا تعالیٰ اس بات پر تو قادر تھا کہ ان چیزوں سے یہ کام لے لیتا لیکن اگر وہ ایسا کرتا تو اول ان چیزوں کو فہم اور ادراک اور شعور اور وضع اللہ فی محلہ کی عقل بخشتا اور جبکہ یہ ثابت نہیں تو پھر ضرورتاً یہ ثابت ہو کر آئے

اسکی جگہ لین گی اور علل ناقصہ کے فنا اور انعام کے بعد علت تامہ کاملہ کا چہرہ نمودار ہو جائیگا ایک طرف اشارہ ہے کلہم علیہا فان ویبقى وجہ ریک ذوالجلال والاکرام۔ **لئن الملائکۃ یومر للہ الواحد القہار** یعنی خدا تعالیٰ اپنی قہری قہلی سے ہر ایک چیز کو معدوم کر کے اپنی وحدانیت اور یکائیت دکھانا چاہتا ہے اور خدا تعالیٰ کے وعدوں سے مراد یہ بات نہیں کہ اتفاقاً کوئی بات موثرہ سے نکل گئی اور پھر حال کچھ پڑا ڈھول بجا پڑا کیونکہ اس قسم کے وعدے خدا کے حکیم و علیم کی شان کے لائق ہیں نہ صرف انسان ضعیف البیان کا خاصہ ہے جیسا کہ کوئی وعدہ تکلف اور ضعف یا مجبوری اور لاجاپری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہ انسان حاجت اور لا چاری کی وقت دوسرے وقت دیکھا دیکھ کر کچھ مانگتا ہے لیکن اس وقت حاجت ہی پاک ہے پس اس جگہ قرض کے مفہوم میں سے صرف ایک چیز مراد لگی ہے یعنی اس طور سے بینا کہ پہرے دوسرے وقت اسکو داپس دیدینا اپنے ذمہ واجب ٹھہرایا ہو۔ ایسا ہی یہ آیت و نسب کو کہ بیشی میں الخوف والجمع اہل مفہوم سے پہیری گئی کیونکہ عرف عام میں آزمائش کرنا والا اس نتیجہ سے غافل اور بے خبر ہوتا ہے جو امتحان کے بعد پیدا ہوتا ہے مگر اس نتیجہ میں طلب نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے امتحان میں ڈالنے سے یہ مطلب کہ تا شخص زیر امتحان پر اس کے اندرونی عیب یا اندرونی خوبیاں کہو لے۔ غرض اس طرح پر یہ لفظ نجات ہی اپنے حقیقی معنوں سے پھیرا گیا ہے جیسا کہ ایک دوسری آیت میں اسکی تصریح ثابت ہے اور وہ یہ ہے ویوم القیامت تری الذین کذبوا علی اللہ وجہہم مسودۃ۔ الیس فی جمعہم مشوی للمتکبرین۔

تفسیر: ساتھ در پردہ اور چیزیں ہیں جنکو وضع اللہ فی محکمہ کی عقل دی گئی ہے اور وہی ملائک ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ کوئی ایسا شخص جو خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لاتا ہے اور اسکو رحیم اور کریم اور مدبر اور عادل سمجھتا ہے وہ ہرگز ایسا خیال نہیں کرے گا کہ میں حکیم و کریم نے اپنی ربوبیت کے نظام کا نام کا رخانہ ایسی چیزوں کے ہاتھ میں دیدیا ہے جنکو نیک و بد

کے موافق سے ہمیشہ محفوظ نہیں رہ سکتا اور بایں ہمہ تقریبات اتفاقیہ پر مبنی ہوتا ہے نہ علم اور یقین اور حکمت قدیمہ پر مگر خدا تعالیٰ کے وعدے اسکی صفات قدیمہ کے تقاضا کے موافق صادر ہوتے ہیں اور اس کے مواعید اسکی غیر متناہی حکمت کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔

اور اگر اس جگہ کوئی یہ اعتراض پیش کرے کہ خدا تعالیٰ نے آسمانوں کو سات میں کیوں محدود کیا اسکی کیا وجہ ہے تو اسکا یہ جواب ہے کہ حقیقت یہ تاثرات مختلفہ کی طرف اشارہ ہے جو مختلف طبقات مساوی سے مختلف تارے اپنے اندر جذب کرتے ہیں۔

وَنَجِّ الّٰہِیْنَ اَتَقْوَامَ فَاَن تَہْمُ لَا یَسْہَمُ السَّوْعُ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ الْحَجْرُ وَیَمِیزُ اَسْوَدَ الزَّہْرِ
یعنی قیامت کے دن تو دیکھے گا کہ جنہوں نے خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولا ان کے مونہہ کا لے ہین
(اور کیوں کا لے نہ ہوں) کیا یہ لائق نہیں کہ متکبر لوگ جہنم میں ہی گرائے جائیں اور احد تعالیٰ
متقیوں کو نجات دیکھا اس طور سے کہ ان کو انہی مرادات تک پہنچائیگا ان کو برا نہیں لگے گی اور
نہ وہ غمگین ہونگے۔ اب یہ آیت اس پہلی آیت کی گویا تفسیر کرتی ہے کیونکہ اس میں نجات دینے
کی حقیقت یہ کہولی ہے کہ وہ اپنی مرادات کو پہنچ جائیگے اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ وہ اس ن بڑی
کی مس سے بالکل محفوظ ہونگے ایک ذرا تکلیف انکو چھوئے گی ہی نہیں اور غم ان کے نزدیک
نہیں آئے گا۔

اور اس آیت وان منکم الا واد دھاکے یہ مختصر ہی ہو سکتے ہیں کہ دراصل

بقیہ شیعہ کی شناخت عطا نہیں ہوئی اور تداویر اور تعدیل اور صنعت شناسی کی قوتیں بخشی نہیں
گئیں ان ایک طبعی اور دہری جو خدا تعالیٰ کے وجود سے ہی منکر ہے ضرور ایسا خیال
کر لیا مگر وہ ساتھ ہی غفلت کی وجہ سے یہ بھی کہیگا کہ جو کچھ اجرام سماوی یا عناصر اور
کائنات الجو سے ظہور میں آ رہے وہ بروقت حکمت اور مصلحت نہیں ہے اور نہ خدا
موجود ہے تا اسکو حکمت اور مصلحت ہو کام کرنا الا مان لیا جائے بلکہ اتفاقاً اجرام علوی

اور پیر زمین پر ان تاثرات کو داتے ہیں چنانچہ اسی کی تصریح اس آیت میں موجود ہے۔
اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَ مِّنْ اَیْہِہٖ اَرْضٌ مِّثْلُہُنَّ یَتَنَزَّلُ اِلَیْہِہٖمُ الرِّیْہُ
لِتَعْلَمَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ اَلَا لَہٗ الْحُجْرُ
یعنی خدا تعالیٰ نے آسمانوں کو سات پیدا کیا اور ایسا ہی زمینیں ہی سات ہی پیدا کیں
اور ان سات آسمانوں کا اثر جو ہر اشیائے زمین پر پڑتا ہے سات زمینوں میں ڈالا تاکہ تم لوگ
معلوم کر لو کہ خدا تعالیٰ ہر ایک چیز کے بنانے پر اور ہر ایک انتظام کے کرنے پر قادر و مجتہد

ہے

مخاطب ہی لوگ ہوں کہ جو عذاب و دوزخ میں گرفتار ہوں۔ پہر بعض انہیں سے کہ کچھ حصہ تقویٰ کا رکھتے ہیں اُس عذاب سے نجات پاؤں اور دوسرے دوزخ میں ہی گرے رہیں اور یہ معنوی حالت میں ہونگے کیجائیں خطاب سوا برار اور خیرا اور تمام مقدس اور مقرب لوگ باہر رکھے جائیں لیکن حق بات یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کی کلام کا نشاد ہی معنی معلوم ہوتے ہیں جو ابھی ہم لکھ رہے ہیں داعمہ سلم بالصواب الیہ المرجع والمآب۔

اب پر ہم بحث ظلویت کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ ظلویت کی صفت جو کہ میں ہے یہی اسکو خدا تعالیٰ کا پیارا بنادیتی ہے اور اسی کی برکت سے وہیں بڑے بڑے مراحل سلوک کے طے کرنا اور ناقابل برداشت تلخیاں اور طرح طرح کی دوزخوں کی جلن اور حرقت اپنے ہی خوشی خاطر قبول کر لیتا ہے یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس جگہ انسان کی اعلیٰ درجہ کی طرح بیان کی ہے اور اسکو

بقیہ شبلی سفلی کے حوادث اور تغیرات سے کبھی خیر اور کبھی شر انسانوں کے لئے پیش آجاتی ہے سو اسکے قابل کرنے کے لئے الگ طریق ہے جو بہت صاف اور جلد اسکا مونہ بند کر دیتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے زبردست کام اور مشکوکیاں جو ربانی طاقت اپنے اندر رکھتی ہیں جو ہمہ ہوں اور داصلان الہی کو دیکھتی ہیں اللہ جل شانہ کے وجود اور اسکی صفات کا ماحملہ جلیلہ پر دلالت قویہ قطعیہ یقینیہ رکھتی ہیں لیکن افسوس کہ دنیا میں

کے پیرائوں میں اپنے کام دکھلانے پر قدرت تامہ رکھتا ہے اور تا تمہاری علم وسیع ہو جائے اور علوم و فنون میں تم ترقی کرو اور معیشت اور طبابت اور جغرافیہ وغیرہ علوم تم میں پیدا ہو کر خدا تعالیٰ کی عظمتوں کی طرف تمکو متوجہ کریں اور تم سمجھ لو کہ کیسے خدا تعالیٰ کا علم اور اسکی حکمت کا مدہر ایک شے پر محیط ہو رہی ہے اور کیسی ترکیب ابلغ اور ترتیب حکم کے ساتھ آسان اور جو کچھ آسین ہے اپنا رشتہ زمین سے رکھتا ہے اور کیسے خدا تعالیٰ نے زمین کو قوت قابل عطا کر رکھی ہے اور آسمانوں اور ان کے اجرام کو قوت موثرہ رحمت فراہمی

الحمد للہ
والصلاۃ
والسلام

فرشتوں پر بھی ترجیح دی ہے اس مقام میں ابھی فضیلت پیش کی ہے کہ وہ ظلم اور جہول ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے فخلعنا الانسان انه كان ظالوماً جھوٹا یعنی انسانیت کو جو ربودیت کا کامل ابتلا ہے جسکو فقط عبودیت کا لٹا ہوا سکتی ہے انسان اٹھا لیا کیونکہ وہ ظلم اور جہول تھا یعنی خدا تعالیٰ کیلئے اپنے نفس پر سختی کر سکتا تھا اور غیر اس سے اس قدر دوسرے بھگتا تھا کہ اسکی صورت علیٰ سبب اسکا ذہن غالی ہو جاتا تھا۔ واضح ہو کہ ہم سخت غلطی کر چکے اگر اس جگہ ظلم کے لفظ سے کافر اور سرکش اور مشرک اور عدل کو چھوڑ دیا اور لامر اور ایگے کیونکہ یہ ظلم جہول کا لفظ ہے جگہ اسد جلشانہ نے انسان کیلئے مقام مرح میں اشتغال کیا ہے نہ مقام ذم میں۔ اور اگر نفوذِ باہم یہ مقام ذم میں ہو تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ سب بدتر انسان ہی تھا جس نے خدا تعالیٰ کی پاک امانت کو اپنے سر پر اٹھا لیا اور اس کے حکم کو مان لیا۔ بلکہ نفوذِ باہم یوں کہنا چاہیے کہ سب ذم

بہت کم ہیں اور اکثر ایسے لوگوں سے دنیا بھری پڑی ہے جو چھوڑ دینا چاہتے ہیں اور بلا نیوالے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور جگہ نیوالے کے شور سے آنکھ نہیں کھولتے۔ چنانچہ اس امر کی تصدیق کرا نیکی کے لئے خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق اور اذن پا کر ہر ایک مخالف کو بلایا مگر کوئی شخص ذم کے صدق اور سچی طلب ہماری طرف متوجہ نہیں ہوا

اور یاد رہے کہ جس طرح متمثل امر جہانی اور روحانی دونوں طور پر آسمانوں سے ہوتا ہے اور ملک کی توجہات اجرام سماوی کی تاثیرات کے ساتھ مخلوق ہرگز نہیں پرگرتے ہیں، ایسا ہی زمین اور زمین والوں میں بھی جہانی اور روحانی دونوں قوتیں قابضیت کی عطا کی گئی ہیں تا قبال اور موثرات میں بکلی مساوات ہو۔

اور اسات زمینوں سے مراوزمین کی آبادی کے ساتھ طبقہ ہیں جو نسبتی طور پر بعض بعض کے تحت واقع ہیں اور کچھ بیجا نہ ہوگا اگر ہم دوسرے لفظوں میں ان طبقات

بہت کم ہیں اور اکثر ایسے لوگوں سے دنیا بھری پڑی ہے جو چھوڑ دینا چاہتے ہیں اور جگہ نیوالے کے شور سے آنکھ نہیں کھولتے۔ چنانچہ اس امر کی تصدیق کرا نیکی کے لئے خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق اور اذن پا کر ہر ایک مخالف کو بلایا مگر کوئی شخص ذم کے صدق اور سچی طلب ہماری طرف متوجہ نہیں ہوا

ظالم اور جاہل نبیاء اور رسول تھے جنہوں نے سب سے پہلے اس امانت کو اٹھ لیا حالانکہ اللہ جل جلالہ آپ فرماتا ہے کہ میں نے انسان کو اس تقویم میں پیدا کیا ہے پہرہ سب بزرگوں کو ملو اور انبیاء کو سید العابدین قرار دیا ہوا پہرہ ظلم و جہول دوسرے معنوں کی رو سے کیونکر کہلا دیں۔ ماسوا اس کے ایسا خیال کرنے میں خدا تعالیٰ پر یہی اعتراض لازم آتا ہے کہ اسکی امانت جو وہ دینی چاہتا تھا وہ کوئی خیر اور صلاحیت اور برکت کی چیز نہیں تھی بلکہ شر اور فساد کی چیز تھی کہ شریر اور ظالم نے اسکو قبول کیا اور نیکیوں نے اسکو قبول کیا مگر کیا خدا تعالیٰ کی نسبت یہ بدظنی کرنا جائز ہے کہ جو چیز اس کے چشمہ سے نکلے اور جب کا نام وہ اپنی امانت رکھو جو پہرہ اسکی طرف رو ہو نیکی لائق ہے وہ وہ حقیقت بخود اللہ خراب اور پلید چیز ہو جسکو کجڑ ایسے ظالم کے جو حقیقت برکش اور نافرمان اور نعمت عدل سے کجلی بے نصیب ہو کوئی دوسرا قبول نہ کر سکے۔ افسوس کہ ایسے مکروہ خیالوں والے کچھ بھی خدا تعالیٰ

یقیناً نہیں اور اگر کوئی متوجہ ہو تا یا اب بھی ہو تو وہ زندہ خدا جسکی قدر تین ہمیشہ عقلمندوں کو حیران کرتی رہی ہیں وہ قادر قیوم جو قدیم سے اس جہان سے حکیموں کو شرمندہ اور ذلیل کرتا رہا ہے بلاشبہ آسمانی چمک سے اس پر حجت قائم کر لگا دنیا میں بڑی خرابی جو افعال شنیعہ کا موجب ہو رہی ہے اور آخرت کی طرف سر اٹھانے نہیں دیتی دراصل یہی ہے کہ اکثر لوگ کو جیسا کہ چلے گئے خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں۔ بعض تو اس زمانہ میں کھلی کھلی ہستی باری تعالیٰ کے

کو ہفت اقلیم کے نام سے موسوم کر دیں لیکن ناظرین اس دہوکہ میں نہ پڑیں کہ جو کچھ ہفت اقلیم کی تقسیم ان یونانی علوم کی رو سے ہو چکی ہے جسکو اسلام کے ابتدائی زمانہ میں حکماء اسلام نے یونانی کتب سے لیا تھا وہ کجی صحیح اور کامل ہے کیونکہ اس جگہ تقسیم سے مراد ہماری ایک صحیح تقسیم مراد ہے جس سے کوئی سمجھو رہا ہے اور زمین کی ہر ایک جڑ کو کسی حصہ میں داخل ہوا ہے۔ میں اس سے کچھ غرض نہیں کہ اب تک یہ صحیح اور کامل تقسیم معوض ظہور میں ہی آئی یا نہیں بلکہ صرف یہ غرض ہے کہ جو خیال اکثر انسانوں کا اس طرف رجوع کر گیا ہے کہ زمین کو سات حصہ

ہفت اقلیم

کی عظمت نگاہ نہیں رکھتے وہ یہ بھی نہیں سوچتے کہ امانت اگر سرسبز ہے تو پہر اس کا قبول کر لیتا ظلم میں کیوں داخل ہے اور اگر امانت خود شہر اور فساد کی چیز ہے تو پہر وہ خدا تعالیٰ کی طرف کیوں منسوب کی جاتی ہے کیا خدا تعالیٰ لغو ذیامد فساد کا مبدل ہے اور کیا جو چیز اس کے پاک چشمہ سے نکلتی ہے اس کا نام فساد اور شہر رکھنا چاہئے؟ ظلمت ظلمت کی طرف جاتی ہے اور نور کی طرف سوا امانت نور تھی اور انسان ظلم چہول ہی ان معنوں کے جو ہم بیان کر چکے ہیں اکیٹھ ہے اس لئے نور نے نور کو قبول کر لیا۔ وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ بلا میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا قمر میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا زمین کے سمندر وں اور دریائوں میں بھی نہیں تھا۔ وہ بعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور قیمتی ہر بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز اصنی اور مادی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں

تقسیم کیا جائے یہ خیال بھی گویا ایک الہامی تحریک تھی جو الہی تقسیم کے لئے بطور شاہد گواہی دے رہے ہیں کہ وہ احدیثانہ پر ایمان نہیں رکھتے اور دن رات دنیا کی فکر وں میں ایسے لگے ہوئے ہیں کہ مرنے والے بھی یاد نہیں اس کا یہی سبب ہے کہ اکثر دلوں پر ظلمت چھا گئی ہے اور نور معرفت کا ایک ذرا دلوں میں باقی نہیں رہا۔
اب واضح ہو کہ ہم ملائکہ کی ضرورت وجود کا ثبوت کلی دے چکے ہیں حاصل یہ ہے

تقسیم کیا جائے یہ خیال بھی گویا ایک الہامی تحریک تھی جو الہی تقسیم کے لئے بطور شاہد گواہی دے رہے ہیں کہ وہ احدیثانہ پر ایمان نہیں رکھتے اور دن رات دنیا کی فکر وں میں ایسے لگے ہوئے ہیں کہ مرنے والے بھی یاد نہیں اس کا یہی سبب ہے کہ اکثر دلوں پر ظلمت چھا گئی ہے اور نور معرفت کا ایک ذرا دلوں میں باقی نہیں رہا۔
اب واضح ہو کہ ہم ملائکہ کی ضرورت وجود کا ثبوت کلی دے چکے ہیں حاصل یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فروہارے سید و مولیٰ سید الانبیاء **اللیحیاء**
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں + سو وہ نور اُس انسان کو دیا گیا اور جسے اب
 اُس کے تمام ہم نگوں کو بھی لینے اُن لوگوں کو بھی جو کبھی قدر مہی رنگ رکھتے ہیں اور امانت سے
 مراد انسان کا اُس کے اودہ تمام قوے اور عقل اور علم اور دل اور جان اور حواس اور خوف اور محبت
 اور عزت اور وجاہت اور جمیع نعم اور روحانی و جسمانی ہیں جو خدا تعالیٰ انسان کامل کو عطا کرتا ہے
 اور پھر انسان کامل بر طبق آیت ان اللہ یا مکرہ ان تو ذلک امانات الی اہلہا ارساری
 امانت کو جناب الہی کو واپس دیدیتا ہے یعنی اُمین فانی ہو کر اُس کے راہ میں وقف کر دیتا ہے۔
 جیسا کہ ہم مضمون **حقیقت اسلام** میں بیان کر چکے ہیں اور ایشان اعلیٰ اور
 اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولے ہمارے ہادی نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم

شبیہ کہ خدا تعالیٰ جو اپنے منزہ اور تقدس میں ہر ایک برتر سے برتر ہے اپنی تدلیات اور تجلیات
 میں مظاہر مناسبہ کام لیتا ہے اور چونکہ جسم اور جسمانی چیزیں اپنے ذاتی خواص اور اپنی
 ہستی کی کامل تعینات سے مقید ہو کر اور بمقابل ہستی اور وجود باری اپنا نام بہت اور موجود
 رکھ کر اور اپنے ارادوں یا اپنے طبعی اغفال سے اختصاص پاکر اور ایک مستقل وجود جامع
 ہویت نفس اور ارفع جویت غیر متکثرات علت العلل اور فیاض مطلق سے دور جا پڑے ہیں
 اور اُن کے وجود کے گرد اگر اپنی ہستی اور امانیت کا اور مخلوقیت کا ایک بہت ہی طوطا چاہتا
 ہے اسلئے وہ اس لائق نہیں رہیں کہ ذات احدیت کے وہ فیضان براہ رست اُن پر
 نازل ہو سکیں جو صرف اس صورت میں نازل ہو سکتی ہیں کہ جب جب مذکورہ بالا درجیان نہ ہوں

جو اُس کے علم میں ایک علمی وجود رکھتا ہے فقط یہ کہتا ہے کہ ہو تو وہ ہو جاتی ہے۔

اس ہم کا جواب یہ ہے کہ قدرت اور طاقت کا مفہوم اس بات کو تسلیم نہیں کر دہ

صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی جیسا کہ خود خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ قُلْ اِنَّ
 صَلَواتِی وَنَسْلِی وَحِیَّاتِی وَمِمَّا قِیَی رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ
 وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّ هٰذَا صِرَاطِی مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہٗ وَلَا تَتَّبِعِ السَّبُلَ فَنَفَرًا
 بَکَعْمَ عَنْ سَبِیْلِہٖ۔ قُلْ اَنْتُمْ خَشِیْتُوْنَ اللہَ فَاتَّبِعُوْنِی یُحِبِّکُمْ اللہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ
 وَاللہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَحِیَّی اللہَ۔ وَاُمِرْتُ اَنْ اَسْلَمَ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ
 یعنی انکو کہہ دے کہ میری نماز اور میری پرستش میں جدوجہد اور میری قربانیاں اور میرا زندہ رہنا
 اور میرا مرنا سب خدا کے لئے اور اسکی راہ میں ہے وہی خدا جو تمام عالموں کا رب ہے جس کو کوئی
 شریک نہیں اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ہوں یعنی دنیا کی
 ابتدا سے اُسکے پیغمبر تک میرے جیسا اور کوئی کامل انسان نہیں جو ایسا اعلیٰ درجہ کا فانی ہو

مشبہہ اور ایک ایسی ہی ہوتی ہو جو کبھی فنی کے مشابہ ہو کیونکہ کائنات تمام چیزوں کی ہستی فنی کے مشابہ نہیں
 ہر ایک چیز اس قسم کی مخلوقات میں سے بزبان حال اپنی ہستی کا بڑے زور و شور سے اقرار کر
 رہی ہے۔ آفتاب کہہ رہا ہے کہ میں وہ ہوں جس پر تمام گرمی و سردی و روشنی کا مادہ ہے جو ۳۶
 صد توں میں تین سو پندرہ طبقہ قسم کی تاثیریں دنیا میں ڈالتا ہے اور اپنی شعاعوں کے مقابلہ سے
 گرمی اور اپنے انحراف شعاعوں سے سردی پیدا کرتا ہے اور اجسام اور اجسام کے مواد اور اجسام
 کی شکل اور جو اس پر اپنی حکومت رکھتا ہے۔ زمین کہہ رہی ہے کہ میں وہ ہوں کہ جس پر ہوا
 کاب آداب میں اور جو طرح طرح کی نباتات پیدا کرتی اور طرح طرح کے جواہر و معدن پیدا کرتی اور آسانی
 تاثیرات کو عورت کی طرح قبول کرتی ہے۔ آگ بزبان حال کہہ رہی ہے کہ میں ایک جلائیوالی

چیز خواہ خواہ بلا توقف ہر جگہ سے اور نہ ارادہ کے مفہوم میں ضروری طور پر یہ بات داخل ہے کہ جس
 چیز کا ارادہ کیا گیا ہے وہ اُسی وقت ہو جائے بلکہ اُسی حالت میں ایک قدرت اور ایک ارادہ کو کامل قدرت

جو خدا تعالیٰ کی ساری امتین اُسکو داپس دیتے والا ہو۔ اس آیت میں اُن نادان موجدوں کا رد ہے جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے انبیاء پر فضیلت کی ثابت نہیں اور ضعیف حدیثوں کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو منع فرمایا ہے کہ مجھ کو یونس بن شث سے ہی زیادہ فضیلت دی جائے یہ نادان نہیں سمجھتے کہ اگر وہ حدیث صحیح ہی ہو تب بھی وہ بطور انحراف اور تزلزل ہے جو ہمیشہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی ہر ایک بات کا ایک موقع اور محل ہوتا ہے اگر کوئی صلح اپنے خطبہ میں انحراف اور اس لیے تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ یہ شخص درحقیقت نام و تیا یہاں تک کہ بت پرستوں اور تمام منافقوں سے بدتر ہے اور خود اقرار کرتا ہے کہ وہ انحراف اور اس سے کس قدر نادانی اور شرارت نفس ہے۔

نور سے دیکھنا چاہئے کہ جس حالت میں اللہ جل شانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام انبیاء پر فضیلت کی

بغیر ہوں اور بالخاصیت قوت احراق میرے اندر ہے اور اندر میرے میں قائم مقام آفتاب ہوں
 اس طرح زمین کی ہر ایک چیز بزبان حال اپنی شاکر ہی ہے مثلاً سنا کہتی ہے کہ میں دوسرے
 درجہ کے آخری حصہ میں گرم اور اول درجہ میں خشک ہوں اور لہجہ اور سودا اور صفرا اور اظہار
 سوختہ کا سہل ہوں اور دلخ کی منقہ ہوں۔ اور صرع اور شقیقہ اور جینوں اور صراع کہ نہ
 و در پلو و صنیق النفس و قولنج و عرق النساء و تقرس و تشنج و عضل و داء الثعلب و داء الحجبہ
 اور حکم اور جرب اور بشور کہ نہ اور اوجاع مفاصل و لہجہ و صفراوی مخلوط باہم اور تمام امراض و دوا
 کو نفع ہوں اور ریوند بول رہی ہے کہ میں مرکب القوس ہوں اور دوسرے درجہ کی پہلے
 مرتبہ میں گرم اور خشک ہوں اور بالعرض بہتر دہی بوجہ شدت تخیل ہوں اور رطوبت فضلیہ

اور کامل ارادہ کہا جائیگا جبکہ وہ ایک فاعل کے منشاء کے موافق جلد یا دیر کے ساتھ
 منشاء و مظهر میں آوے مثلاً چلنے میں کامل قدرت اس شخص کی نہیں کہ سکو کہ جلد جلد وہ

نہایت

دینگے۔ ان کو کہدے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو آؤ۔ میرے پیچھے پیچھے چلنا اختیار کرو یعنی میرے طریق پر جو اسلام کی اعلیٰ حقیقت ہے۔ قدم مارو تب خدا تعالیٰ تم سے بھی پیار کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دیگا۔ ان کو کہدے کہ میری راہ یہ ہے کہ مجھے علم ہوا ہے کہ اپنا تمام وجود خدا تعالیٰ کو سوپ دوں اور اپنے تئیں رب العالمین کے لئے خالص کر لوں یعنی سبھین فنا کر دیکر وہ رب العالمین ہے میں خادم العالمین بنوں اور ہمہ تن اُسید کا اور اسی کی راہ کا ہو جاؤں۔ سو میں نے اپنا تمام وجود اور جو کچھ میرا تھا خدا تعالیٰ کا کر دیا ہے اب کچھ بھی میرا نہیں جو کچھ میرا ہے وہ سب اُس کا ہے

اور یہ وسوسہ کہ ایسے معنی آیت ظلم و جہول کے کس فو متقدمین سے کہے ہیں اور کون اہل زبان میں سے ظلم کے ایسے معنی بھی کرتا ہے اس فہم کا جواب یہ کہ ہمیں بعد

شیریں
نفتیہ حجاز
مفرج اور مقوی قوے اور اعضا و ریسہ دل اور دماغ اور کبد ہون اور اشار کی تقویت کرتی ہون اور تمام گرم اور سرد و زہرون کا تزیاق ہون۔ اور اسی وجہ سے زربنا و داؤ شک اور زنجبیل کا قلیل حصہ اپنے ساتھ ملا کر تیزاب کو گرد اور آب قافہ سفید اور آب پوونہ اور آب بادیان کے ساتھ بیضہ و بانی کو باذن اللہ بہت مفید ہون اور مسکن اوجاع اور مقوی باصرہ ہون اور تقویت حصاة اور قلع قوالج و عسل البول و رفع تپ و حرین نفع رکھتی ہون اور تقدیر نیم مثقال گزیدہ مارا و عقر کے لئے بہت ہی فایده مند ہون یہاں تک کہ عقر جراثیم کی ہی زہر دور کرتی ہون اور بید شک اور عرق نیونوفر کے ساتھ دل کے ضعف کو بہت جلد نفع پہنچاتی ہون اور کم ہوتی ہوئی نبض کو بہت بیتی ہون اور گلاب کے

طاقت نہیں یا کہ طر رہتا ہے اور میٹھے کی طاقت نہیں توان سبہ و نون ہن ہم اسکو قوی قرار نہیں دینگے بلکہ مارا و معلول کہیں گے غرض قدرت اس وقت کامل طور پر تحقیق ہوئی ہے

ایک
کتاب
میں
میں
میں

اسی وسوسہ کا جواب کہ اگر کسی نے متقدمین سے اس آیت کی یہ معنی سمجھے ہیں

کلام اللہ کے کسی اور سند کی ضرورت نہیں۔ کلام الہی کے بعض مقامات بعض کی شرح میں پس جس حالت میں خدا تعالیٰ نے بعض متقیوں کا نام ہی ظالم رکھا ہے اور مرتب ثلثانہ تقویٰ سے پہلا مرتبہ تقویٰ کا ظلم کو ہی ٹھہرایا ہے تو اس سے ہماری قطعی اور یقینی طور پر سمجھ لیا کہ اس ظلم کے لفظ سے وہ ظلم اور نہیں ہے جو تقویٰ سے دور اور کفار اور مشرکین اور نافرمانوں کا شمار ہے بلکہ وہ ظلم مراد ہے جو سلوک کی ابتدائی حالات میں متقیوں کے لئے شرط مستقیم ہے یعنی جذبات نفسانی پر حکم کرنا اور بشریت کی ظلمت کو اپنے نفس سو کم کرنا کیلئے کوشش کرنا جیسا کہ اس دوسری آیت میں ہی کم کرنا ہی معنی ہیں اور وہ یہ ہے

وَلَا تَظْلِمْنَا مِنْهُ شَيْئًا۔ اے اولو تنقص دیکھو تو قاسوس اور صلیح اور حرج جو ظلم کے معنی کم کرنا ہی لکھے ہیں اور اس آیت کے یہی معنی کو ہیں یعنی نقص۔

تشیب کے ساتھ وجہ مفصل کو مفید ہوں اور سنگ گردہ اور شانہ کو نافع ہوں اگر بول بند ہو جائے تو شیرہ تخم غبارین کے ساتھ جلد اسکو کہول دیتی ہوں اور قویج ریجی کو مفید ہوں اور اگر کچھ پیدا ہوئے ہیں شکل پیش آجائے تو آب عنب الثعلب یا صلبہ یا شیرہ خاؤس کے ساتھ صرف دو دو انگ پلانٹے وضع حل کر دیتی ہوں اور ام لعیان اور اکثر امراض دماغی اور اعصابی کو مفید ہوں اور اورام مغابن یعنی پس گوش اور زیر بغل اور برین ران اور خنا اور خیر اور تمام اوراق گلو کو نفع پہنچاتی ہوں اور طاعون کے لئے مفید ہوں اور سرکہ کے ساتھ پلکوں کے درد کو نفع دیتی ہوں اور دانتوں پر لٹنے سے آگ کے اس درد کو دور کر دیتی ہوں جو بوجہ مادہ بارہ ہوا در بواہیر پر لٹنے سے اسکی درد کو ساکن کر دیتی

کہ جبکہ دونوں شق معرفت اور بطور قدرت ہو اگر ایک شق پر قدرت ہو تو وہ قدرت نہیں بلکہ مجر اور ناتوانی ہے تعجب کہ ہماری مخالف خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کو بھی نہیں دیکھتے کہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان مصنفوں کی کہانیوں پر عجز و تنقید نہیں ہے

ماسوا اسکے اس معنی کے کرنے میں یہ عاجز متغرد نہیں بڑے بڑے محقق اور
فصلانے جواہل زبان تھے ہی معنی کئے ہیں چنانچہ مجملہ لکھے صاحب فتوحات کتبہ میں جو
الہ بان ہی ہیں وہ اپنی ایک تفسیر میں جو مصر کے چہا یہ میں چپ کر شائع ہوئی ہے یہی سخن
کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے زیر تفسیر آیت فخلھا الانسان اذہ کان ظلوماً جهولاً یہی سخن
لکھے ہیں کہ یہ ظلم و جهول مقام بلج میں ہے اور اس سے مطلب یہی ہے کہ انسان ہون
احکام الہی کے بجا آوری میں اپنے نفس پر اس طور سے ظلم کرتا ہے جو نفس کے جذبات اور
خواہشوں کا مخالف ہو جاتا ہے اور اس سے اس کے جوشوں کو گھٹاتا ہے اور کم کرتا ہے -
اور صاحب تفسیر حسینی خواجہ محمد یار سا کی تفسیر سے نقل کرتے ہیں کہ آیت کی یہ معنی ہیں کہ انسان
اس امانت کے اس لئے اٹھا لیا کہ وہ ظلم نہ کرے اس بات پر قادر تھا کہ اپنے نفس اور اس کی خواہشوں سے

شیر

جون اور انکھ میں چکانے سے رد بار کو دور کر دیتی ہوں اور اعلیٰ میں چکانے نافع
جس البول ہوں اور شکسا وغیرہ ادویہ مناسبہ کے ساتھ باہ کے لکھی سخت معشر ہوں اور صرع
اور سکتہ اور فالج اور لقوہ اور استرخا و اور عرشہ اور خدر اور ہر قسم کی تمام امراض کو نافع
ہوں اور اعصاب اور دماغ کے لئے ایک اکیر ہوں اور اگر میں نہ ہوں تو اکثر باتوں میں
زرباد میرا قائم مقام ہے -

غرض یہ تمام چیزیں زبان حال اپنی اپنی تشریف کر رہی ہیں اور محبوب ہوا
ہیں یعنی اپنے خواص کے پردہ میں محبوب ہیں اس لئے مبد و فیض سے دور ہو گئی ہیں اور
بغیر ایسی چیزوں کی توسط کے جو ان حجابوں سے منتر ہوں مبد و فیض کا کوئی اسادہ ان سے

نہیں

دیا میں اپنے نعمت و قدر کو جلد ہی نازل کرنا چاہتا ہوں یہی ثابت ہوتا ہے کہ صفات تہذیب
جلدی کے رنگ میں غلام پذیر ہوتے ہیں اور صفات لطیفہ دیر اور توقف کے پیرا یہ ہیں مثلاً

باہر آجائے یعنی جذبات نفسانی کو کم بلکہ معدوم کر دیوے اور مہویت مطلقہ میں کم جا کر اور اسلے
جہول تھا اسلئے کہ اُس میں یہ توت ہو کہ غیر حق سے کبلی غافل اور نادان ہو جا اور بقول لا الہ الا
نفی اسوے کی کر دیوے اور این جریر بھی جو کسب المفسرین ہے اس آیت کی شرح
میں لکھتا ہے کہ ظلم اور جہول کا لفظ محل مع میں ہے نہ دم میں غرض اکابر اور محققین جنگی
آنکھوں کو خدا تعالیٰ نے نور معرفت سے منور کیا تھا وہ اکثر اسی طرف گزرتے ہیں کہ اس آیت کی مجز
اسکے اور کوئی معنی نہیں ہو سکتے کہ انسان نے خدا تعالیٰ کی امانت کو اٹھا کر ظلم اور جہول
کا خطاب مع کے طور پر حاصل کیا نہ دم کے طور پر چنانچہ ابن کثیر نے بھی بعض آیات اسی
کی تائید میں لکھی ہیں اور اگر ہم اس تمام آیت پر کہ انا عرضنا الامانة علی السموات و
الارض والجبال فابین ان یمثلنھا واشفقن منها وحملھا الانسان اذ کان

بقیہ شہادہ تعلق نہیں کر سکتا کیونکہ حجاب اس فیض سے مانع ہے اہل خدا تعالیٰ کی حکمت نے تعاضد کیا
کہ اسی ارادت کا مظہر اول بننے کیلئے ایک ایسی مخلوق جو جو محبوب بننے نہ ہو بلکہ ایک ایک
ایسی زالی خلقت ہو جو برخلاف اور چیزوں کے اپنی فطرت ہی ایسی واقع ہو کہ نفس جہول
سے خالی اور خدا تعالیٰ کے لئے اسکی جوارح کی طرح ہو اور خدا تعالیٰ کے جمیع ارادات کے
موافق جو مخلوق اور مخلوق کے کل عوارض سے تعلق رکھتے ہیں اسکی تعداد وہ اور وہ زالی ہے
کی چیز میں مرایا صافیہ کی طرح اپنی فطرت رکھ کر ہر وقت خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑے
ہوں اور اپنے وجود میں وہ جہتیں ہوں ایک جہت تجرد اور تنہا کے جو اپنے وجود میں
وہ نہایت اللطف اور تنہا عن المحجب ہوں جبکی وجہ سے وہ دوسری مخلوق سے نرالی

انسان نو جیسے پیٹ میں رہ کر اپنے کمال کو پہنچتا ہے اور نہ کہ اپنے کچھ ہی دور کی ضرورت میں
انسان کو شہادت ہر ایک ہی جہت میں یا تو سا پانی تے کے طور پر نکال کر اپنی ملک بقاء ہو جائے اور وہ

ظلمتِ ماحول کا ایک نظر غور کی کریں تو یقینی طور پر معلوم ہو گا کہ وہ امانت جو فرشتوں اور زمین اور پہاڑوں اور تمام کو اکبر پر عرض کی گئی تھی اور انہوں نے اٹھانے سے انکار کیا تھا وہ جس وقت انسان پر عرض کی گئی تھی تو بلاشبہ سب سے اول انبیاء اور رسولوں کی روحوں پر عرض کی گئی ہوگی کیونکہ وہ انسانوں کے سردار اور انسانیت کے حقیقی مفہوم کے اول المستحقین ہیں پس اگر ظلم اور جہول کے معنی یہی مراد لئے جائیں جو کافر اور شرک اور پکے نافرمان کو کہتے ہیں تو پھر نفوذِ بالہ کے پہلے انبیاء کی نسبت اس نام کا اطلاق ہو گا لہذا یہ بات نہایت روشن اور بدیہی ہے کہ ظلم اور جہول کا لفظ اس جگہ محلِ صحیح میں ہے اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکم کو مان لیا جاوے اور اس سے منہ پھیرنا موجبِ معصیت نہیں ہو سکتا یہ تو عینِ سعادت ہے تو پھر ظلم اور جہول کے حقیقی معنی جو آنا اور سرکشی کو مستلزم ہیں کیوں کر

بغیر شکیا اور خدا تعالیٰ کے وجود سے ظلی طور پر مشابہت نامہ رکھتے ہوں اور محبوبِ بالفہما نہ ہوں۔ دوسری جہت مخلوقیت کی جسکی وجہ سے وہ دوسری مخلوقات سے مناسبت رکھیں اور اپنی تاثیرات کے ساتھ اُن سے نزدیک ہو سکیں سو خدا تعالیٰ کے اس ارادہ سے اس عجیب مخلوق کا وجود ہو گیا جسکو ملائکہ کہتی ہیں یہ ملائکہ اپنے فنا فی عطا اسد نہیں کہ اپنا ارادہ اور فیشن اور توجہ اور اپنے ذاتی قولے یعنی یہ کہ اپنے نفس سے کسی پر مہربان ہونا یا اس سے ناراض ہو جانا اور اپنے نفس سے ایک بات کو چاہنا یا اس سے کراہت کرنا کچھ ہی نہیں رکھتے بلکہ بالکل جوارحِ الحی کی طرح ہیں خدا تعالیٰ کے

بدن جسکی سالہا سے دراز میں ظاہری اور باطنی تکمیل ہوئی تھی ایک ہی دم میں اسکو چور کر خست ہو جاتا ہے اب جس قدر میں نے اس اعتراض کے جواب میں لکھا ہے میری دستِ مین کافی ہے اسلئے میں اسی پر بس کرتا ہوں لیکن یہ بات کہو کہ اگر اود لا حاضر دہی کے

ہو گیا
کے
کے
کے

اس مقام کے مناجس ل ہو سکتے ہیں جو شخص قرآن کریم کی اسالیب کلام بخوبی جانتا ہی اسپر
 یہ پوشیدہ نہیں کہ بعض اوقات وہ کریم و رحیم جل شانہ اپنے خواص عباد کیلئے ایسا لفظ استعمال کر دیتا ہے
 کہ بظاہر نہ بتا ہوتا ہے مگر مستانہایت محمود اور تعریف کا کلمہ ہوتا ہے جیسا کہ اسد جل شانہ نے
 اپنے نبی کریم کے حق میں فرمایا **ووجدک ضالاً فهدی** اظہار ہے
 کہ ضال کے معنی مشہور اور متعارف جو اہل کفایت کے منہ پر چڑھے ہوئے ہیں گمراہ کے
 ہیں جس کے اعتبار سے آیت کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے (ای رسول اسد)
 تجھ کو گمراہ پایا اور ہدایت دی۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی گمراہ نہیں ہوئے اور شخص
 مسلمان ہو کر یہ اعتقاد رکھے کہ کبھی آنحضرت صلعم نے اپنی عمر میں ضلالت کا عمل کیا تھا تو وہ کافر
 بیدین اور حد شرعی کے لائق ہے بلکہ آیت کے اس جگہ دہ معنی لینو چاہے جو آیت کے سیاق

بقیہ تحقیق تمام ارادے اول انہیں کے مرایا صافیہ میں منکس ہوتے ہیں اور پھر ان کی توسط سے
 کل مخلوقات میں پہنچتے ہیں چونکہ خدا تعالیٰ بوجہ اپنے تقدس تام کے نہایت تجرد
 اور منزہ میں ہے اسلئے وہ چیزیں جو انانیت اور مستی محبوبہ کی کثافت سے خالی نہیں اور
 محبوب بانفہما ہیں اس مبدیہ فیض سے کچھ مناسبت نہیں رکھتیں اور اسی وجہ سے
 ایسی چیزوں کی ضرورت پڑی جو من وجہ خدا تعالیٰ سے محاسبت رکھتی ہوں اور
 من وجہ اسکی مخلوق سے تا اس طرف سے فیضان حاصل کریں اور اس طرف پہنچا دیں
 یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا کی چیزوں میں سے کوئی چیز بھی اپنے وجود اور قیام اور حرکت اور

ارادہ کا کبھی قدرت کاملہ کی طرح دو نون شقون سرعت اور بطو کو چاہتا مثلاً ہم جیسا یہ
 ارادہ کر سکتے ہیں کہ ایسی بات ہو جائے ایسا ہی یہ ارادہ کر سکتے ہیں کہ اس برس بعد مثلاً
 میل اوتارادار صدائیں جواب نکل ہی ہیں بیشک ابتداء سے خدا تعالیٰ کے ارادہ اور علم میں ہیں

اور باقی سے ملتی ہیں اور وہ یہ ہے کہ امدادِ شانہ نے پہلے آنحضرتِ معلم کی نسبت فرمایا۔

الْمُحَمَّدُ لَكَ يَتِيمًا قَاوِيًا وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ وَوَجَدَكَ عَالِيًا فَلَا تُفَنِّئُ

یعنی خدا تعالیٰ نے تجھ کو یتیم اور کمزور پایا اور اپنے پاس جگہ دی اور تجھ کو ضال (یعنی ضائع) پایا اور اپنے پاس کیونچ لایا اور تجھ کو درویش پایا اور غنی کر دیا ان معنوں کی صحت پر یہ ذیل کی تین

قرنیہ ہیں جو ان کے بعد آتی ہیں یعنی یہ کہ فَاَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ اَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ

واما بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کیونکہ یہ تمام آیتیں لف و نشر مرتب کے طور پر ہیں اور پہلی آیتوں

میں جو مدعا مخفی ہے دوسری آیتیں اسکی تفصیل اور تصریح کرتی ہیں مثلاً پہلے فرمایا اَلْمُحَمَّدُ لَكَ يَتِيمًا

یَتِيمًا قَاوِيًا اس کے مقابل پر یہ فرمایا فَاَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ یعنی یاد رکھ کہ تو بھی یتیم تھا اور

ہے تجھ کو پناہ دی ایسا ہی تو بھی یتیموں کو پناہ دے۔ پھر بعد اس آیت کے فرمایا وَوَجَدَكَ

ضَالًّا

بِقَبِيلِهِ خَلَقْنَا نَسَبًا وَرُحُلًا لَّعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ اور اپنے تئیں ملت ظاہری اور باطنی اور اپنے ہر ایک خاصہ کے اظہار اور اپنے ہر ایک

عرض کے اظہار ترک میں مستقل بالذات نہیں بلکہ اس ایک ہی حی قیوم کے سہارا سے

یہ تمام کام مخلوق کے چلتے ہیں اور نظامِ اگرچہ یہی نظر آتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں کسی

غیبی مدد کے محتاج نہیں جب چاہیں حرکت کر سکتے ہیں اور جب چاہیں ٹھہر سکتے ہیں

اور جب چاہیں بول سکتے ہیں اور جب چاہیں چپ کر سکتے ہیں لیکن ایک عارفانہ

نظر کے ساتھ ضرور کہل جائیگا کہ ہم اپنی ان تمام حرکات و سکنات اور سب کاموں میں غیبی

مدد کے ضرور محتاج ہیں اور خدا تعالیٰ کی قیومیت ہماری نطفہ میں ہمارے علقہ میں ہمارے

لیکن ہزار بار سن تک ان کا ظہور نہ ہوا اور وہ ارادہ تو ابتدا ہی سے تھا مگر مخفی چلا آیا اور اپنے وقت

پر ظاہر ہوا اور جب وقت آیا تو خدا تعالیٰ نے ایک قوم کو ان نکر و انوار میں لگا دیا اور انکی

کی بیان تک کہ اپنی تدبیر و تدبیر کا میاب ہو گئے۔

خدا لاگھدی اسکے مقابل پر یہ فرمایا واما الساکل فلا تنہس یعنی یاد کر کہ تو بھی ہمارے
وصال اور جہال کا سائل اور ہماری حقانیت اور معارف کا طالب تھا سو جیسا کہ ہم نے باپ کی
جگہ ہو کر تیری جہانی پرورش کی ایسا ہی ہم نے تیرا کی جگہ ہو کر تمام دروازے علوم کے پنجرے پر
کہول دیئے اور اپنے لقا کا شربت سے زیادہ عطا فرمایا اور جو تونے مانگا سب ہم نے پنجرہ کو دیا سو تو
بھی مانگنے والوں کو ردمت کر اور ان کو مت چھڑک اور یاد کر کہ تو عائل تہا اور تیری معیشت کے
ظاہری اسباب بالکل منقطع تھے سو خدا خود تیرا متولی ہوا اور غیر دن کی طرف حاجت لیجا کر
تجہ غنی کر دیا نہ تو والد کا محتاج ہوا نہ والدہ کا نہ اوستاد کا اور نہ کسی غیر کی طرف حاجت لیجا
بلکہ یہ سار کام تیرے خدا تعالیٰ نے آپ ہی کر دیئے اور پیدا ہوتے ہی اُس نے پنجرہ کو آپ
سنبھال لیا سو اسکا شکر بجالا اور حاجتمندوں سے تو بھی ایسا ہی معاملہ کر۔ اب ان تمام

بہتیرے مہم
مذنبین ہمارے جنہیں میں اور ہماری ہر یک حرکت میں اور سکون میں اور قول میں
اور عمل میں غرض ہماری تمام مخلوقیت کے لوازم میں کام کرتی ہے مگر وہ قیومتیت
یوم ہمارے محبوب بالفسنہ جو نیکی براہ راست ہمیں نازل نہیں ہوتی کیونکہ ہم میں اور
ہر نفس الطیف اللطائف اور اعلیٰ اور اسفل اور نورانی اور مین کوئی مناسبت درمیان نہیں
کیونکہ ہر ایک چیز ہم میں سے خواہ وہ جاندار ہے یا بے جان محبوب بنفسہ اور ساحت قدسہ
متنفرہ سے بہت دور ہے اسلئے خدا تعالیٰ میں اور ہم میں ملائیک کا وجود اسی طرح ضروری
ہوا جیسا کہ نفس اطقہ اور بدن انسان میں تو لے روحانیہ اور جیبہ کا توسط ضروری ٹھہرا

اور اس جگہ کے متعلق ایک اور اعتراض ہے جو بعض اواقف آریہ پیش کیا کرتے
ہیں اور وہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان ربکم الذی خلق السموات
والارض فاستنیا یا مرقمناستوی علی العرش یعنی خدا نے جو تمہارا رب ہے

وہی ہے جس نے
سموات و الارض
کو پیدا کیا

خدا تعالیٰ نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا کیونکہ میں نے

آیات کا مقابلہ کر کے صاف طور پر کہتا ہے کہ اس جگہ ضلال کے معنی گمراہ نہیں ہے بلکہ استہزاء کے تشق کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ حضرت یعقوب کی نسبت اسی کے مناسبت آیت ہو اذک فی ضلالک القدیم سو یہ دونوں لفظ ظلم اور ضلالت اگرچہ ان دونوں پر یہی آئے ہیں کہ کوئی شخص جاوہ اعتدال اور انصاف کو چھوڑ کر اپنے شہوات غصیبہ یا ہمیہ کا تابع ہو جاوے۔ لیکن قرآن کریم میں عشاق کے حق میں یہی آئے ہیں جو خدا تعالیٰ کے راہ میں عشق کی سستی میں اپنے نفس اور اس کے جذبات کو پیروں کے نیچے کچل دیتے ہیں اسی کے مطابق حافظ شیرازی کا یہ شعر ہے۔

آسمان بار امانت نتوانست کشید قرعہ فال بنام من دیوانہ زوند
اس دیوانگی سے حافظ صاحب حالت عشق اور شدت حرص اطاعت مراد لیتے ہیں۔

بقیہ شعر کیونکہ نفس نا طقم نہایت تجرد اور لطافت میں تھا اور بدن انسان محبوب بے غلبہ اور کثافت اور ظلمت میں پڑا تھا اسلئے خدا تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان میں تواس روحانیہ اور حبیبہ کو دو چہتین پیدا کیا تا وہ تواس نفس نا طقم سے فیضان قبول کر کے تمام جسم کو اس سے متادب اور مہذب کریں۔

جاننا چاہئے کہ انسان ہی ایک عالم صغیر ہے اور عالم کبیر کے تمام شئیوں اور صفات اور خواص اور کیفیات اس میں بہری ہوئی ہیں جیسا کہ اکی طاقون اور قوتون سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ہر ایک چیز کی طاقت کا یہ نمونہ ظاہر کر سکتا ہے

زمین اور آسمانوں کو چہ دن میں بنایا اور پہر عرش پر بٹھرایا چہ دن کی کیوں تخصیص سے یہ تو علم کیا کہ خدا تعالیٰ کے کام اکثر تدریجی ہیں جیسا کہ اب بھی اسکی خالفت جو جادہ اور نباتات اور حیوانات میں اپنا کام کر رہی ہے تدریجی طور پر ہی ہر ایک چیز کو اسکی خلقت کا مدد تک پہنچاتی ہے

بلاغ الوحش

غرض ان آیتوں کی حقیقت واقعی یہی ہے جو خدا تعالیٰ نے میرے پرکھولی اور میں ہرگز ایسے معنی نہیں کروں گا جسے ایک طرف تو یہ لازم آوے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ پاک امانت نہیں تھی بلکہ کوئی فساد کی بات تھی جو ایک مفسد ظالم نے قبول کر لی اور نیکیوں نے انکو قبول نہ کیا اور دوسری طرف تمام مقدس رسولوں اور نبیوں کو جو اول درجہ پر امانت کے محل ہیں ظالم ٹھہرایا جاوے۔ اور میں بیان کر چکا ہوں کہ دراصل امانت اور اسلام کی حقیقت ایک ہی ہے اور امانت اور اسلام دراصل محمود چیز ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ کا پیامبر اُسی کو واپس دیا جائے جیسے امانت واپس لی جاتی ہے پس جس نے ایک محمود اور پسندیدہ چیز کو قبول کر لیا اور خدا تعالیٰ کے حکم سے منہ نہ پھیرا اور اسکی مرضی کو اپنی مرضی پر مقدم کر کہا وہ لائق مذمت کیونکہ ٹھہرے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس آیت کے آگے خدا تعالیٰ فرماتا

بشیرینا آفتاب کی طرح یہ ایک روشنی ہی کہ تلبے اور ماتھاب کی طرح ایک نور ہی اور رات کی طرح ایک ظلمت ہی اور زمین کی طرح ہزار رنگ اور بدارا دون کا نسبت ہو کھلتے اور دھن ان کی طرح نشوونما رکھتا ہے اور اپنی قوت جاؤدہ کے ساتھ ہر ایک چیز کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور ایسا ہی اسکا عالم منیر ہونا اس طرح ہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ اپنے کثوف صادق اور رویا صالحہ کے وقت عالم کیر کی ہر ایک چیز کو اپنے اندر پاتا ہے کہی اپنے کشفون اور عیابون میں چاند چمکتا ہے کہی سورج کہی ستارہ کہی طرح کی نہرین اور باغ اور کہی آگ اور ہوا وغیرہ اور زیادہ تعجب یہ کہ کہی اپنے رویا صالحہ اور کثوف صادقین ایسا پالتے کہ آپ ہی سورج چمکتا

لیکن چہ دن کی تخصیص کہیہ سمجھ میں نہیں آتی۔

الاجواب پس واضح ہو کہ یہ چہ دن کا ذکر حقیقت مرتبہ کو ہی کی طرف اشارہ ہے
یعنی ہر ایک چیز جو بطور خلق صادر ہوئی ہے اور عجم اور جانی ہے خواہ وہ مجموعہ عالم ہے

بشیرینا

لیعلم المؤمنون والمنافقون والمشرکین والمشرکات ویستوب اللہ علی المؤمنین
والمومنات وکان اللہ غفوراً رحیمًا یعنی انسان نے جو امانت اسد کو قبول کر لیا تو
اس سے یہ لازم آیا جو منافقین اور منافقات اور مشرکین اور مشرکات جنہوں نے صرف
زبان سے قبول کیا اور عملاً اسکے پابند نہیں ہوئے وہ معذب ہوں اور مومنین اور
مومنات جنہوں نے امانت کو قبول کر کے عملاً پابندی بھی اختیار کی وہ مورد رحمت الہی ہو
یہ آیت بھی صاف اور صریح طور پر پول رہی کہ منافقین مظلوم و جہول سے مراد مومن
ہیں جنکی طبیعتوں اور استعدادوں نے امانت کو قبول کر لیا اور پھر اُس پر کاربند ہو گئے
کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ مشرکوں اور منافقوں نے کامل طور پر قبول نہیں کیا اور چھل
الانسان میں جو انسان کے لفظ پر الف لام ہے وہ بھی درحقیقت تخصیص کے لئے

بھی چھل دیا یا آپ ہی چاند ہو گیا ہے یا آپ ہی زمین ہے جس پر ہزار ملک آباد ہیں پس ان دلائل
ثابت ہوئے کہ انسان بلاشبہ ایک عالم صغیر ہے جو اپنے نفس میں عالم کبیر کا ہر یک
نمونہ رکھتا ہے اور یہ نہایت عمدہ طریق ہے کہ جب عالم کبیر کے عجائبات و دقیقہ میں سے
کوئی سر مخفی سمجھتے آوے تو عالم صغیر کی طرف رجوع کیا جاوے اور دیکھا جاوے کہ وہ اس میں کیا کوا
دیتا ہے کیونکہ یہ دونوں عالم مرآۃ المتقابلہ کی طرح ہیں اور جس عالم کو سمجھنے کی ضرورت دیکھ لیتے
اس کو ہم دوسرے عالم کی تشخیص کیلئے ایک پیمانہ مٹھ لے سکتے ہیں اور بلاشبہ اسکی شہادت ہمارے
لئے موجب اطمینان ہو سکتی ہے اب جبکہ یہ تمہید تمہد ہو چکی تو نہایت درست ہوگا اگر ہم

اور خواہ ایک فرد از افراد عالم اور خواہ وہ عالم کبیر ہے جو زمین و آسمان و ما فیہا سے مراد
اور خواہ وہ عالم صغیر جو انسان سے مراد ہے وہ حکمت و قدرت باری تعالیٰ پیدا کرنے
چیز تجسّم کے کہ انکو کمال خلقت کو پہنچتی ہے اور یہ عام قانون قدرت ہو کہ پہلے ابتدائی

بھی چھل دیا

جس سے خدا تعالیٰ کا یہ منشا ثابت ہوتا ہے کہ تمام انسانوں نے اس امانت کو کامل طور پر قبول نہیں کیا صرف مومنوں نے قبول کیا ہے اور منافقون اور شرکون کی فطرتوں میں کو ایک ذرہ امتداد کا موجود تھا مگر بوجہ نقصان استعداد وہ کامل طور پر اس سپیکر لفظ ظلوم اور جہول سے حصہ نہ لے سکے اور جن کو بڑی قوت ملی تھی وہ کامل طور پر اس نعمت کو لے گئے انہوں نے اس امانت کے قبول کرنا صرف اپنی زبان سے اقرار نہیں کیا بلکہ اپنے اعمال اور افعال میں ثابت کر کے دکھلادیا اور جو امانت لی تھی کمال دیانت کے ساتھ اسکو واپس دیدیا۔

بالآخر یہ بھی واضح رہے کہ جہول کا لفظ بھی ظلوم کے لفظ کی طرح ان معنوں میں استعمال کیا گیا ہے جو اتفاقاً اور اصطفا کے مناسب حال ہیں کیونکہ اگر جاہلیت کا حقیقی مفہوم

بھلائی نہ تھی کہ کبھی نہ ملایک کی نسبت جو اجرام علوی اور اجسام سفلی کی طرف ہمدرد و حقیقت ایسی ہی ہے جیسے تو لے روحانیہ اور جیبہ کی نسبت بدن انسان کی طرف ہی کیونکہ جیسا کہ نفس ناطقہ انسان کا بدن انسان کی تدبیر بنو وسط تو لے روحانیہ اور جیبہ کے کرتا ہے ایسا ہی قیوم العالم جو تمام عالم کے بقا اور قیام کے لئے نفس مدبرہ کی طرح اور بہ حکم آیت اللہ نور السموات والارض انکی حیات کا ذریعہ تدبیر عالم کبیر کی بواسطہ ملائک کے فرماتا ہے اور ہمیں اس بات کے ماننے سے چارہ نہیں کہ جو کچھ عالم صغیر میں ذات واحد اشتریک کا نظام ثابت ہوا ہے اسی کے مشابہ عالم کبیر کا بھی نظام ہے کیونکہ دونوں

زمانہ سے خاص نہیں چنانچہ عبداللہ بن مرثدہ کی پیدائش کی نسبت ہی نہیں مرثدہ کا ذکر فرماتا ہے جیسا کہ قرآن کریم کے اہلاروین سپیکر سورۃ المومنون میں یہ آیت ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي وَرَقٍ مَلَكٍ

سوجھ بوجھ اور عقاید صحیحہ سے بخیر اور ناراستی اور یہودہ باتوں میں مبتلا ہونا ہے تو یہ تو صریح شقیوں کی صفت کے برخلاف ہے کیونکہ حقیقی تقویٰ کے ساتھ جاہلیت جمع نہیں ہو سکتی حقیقی تقویٰ اپنے ساتھ ایک نور رکھتی ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا ان تنفقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً و یجعل لکم نوراً تمشون بہ۔ یعنی اے ایمان لانیو اگر تم متقی ہوئے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے انفاق کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھے و یگا وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائیگا جس نور کے ساتھ تم اپنی تمام راہوں میں جلو گے یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور نوری اور حواس میں جائیگا تمہاری عقل میں ہی نور ہوگا اور تمہاری ایک شکل کی بات میں بھی نور ہوگا اور تمہاری

بقیہ کاشیہ عالم ایک ہی ذات سے صادر ہیں اور اس ذات واحد لاشریک کا یہی تقاضا ہونا چاہئے کہ دونوں نظام ایک ہی شکل اور طرز پر واقع ہوں تا دونوں ملکہ ایک ہی عالم اور صالح پر دلالت کریں کیونکہ توحید فی النظام توحید باری عزائم کے مسئلہ کو مؤید ہے وجہ یہ کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر کسی خالق ہوتے تو اس نظام میں اختلاف کثیر پایا جاتا۔ فرض یہ بات نہایت سیدھی اور صاف ہے کہ ملائکہ اللہ عالم کبر کے لئے ایسے ہی ضروری ہیں جیسے نوری روحانیہ جسمہ نشاء انسانہ کے لئے جو عالم صغیر ہے۔ اگر یہ اقراض پیش کیا جائے کہ اگر ملائکہ فی الحقیقت موجود ہیں تو کیوں نظر نہیں

ثم خلقنا النطفة علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فلکسونا العظام لحمًا۔ ثم انشأناہ خلقا آخر فتبارک اللہ حسن الخالقین ط۔ یعنی پہلے تو ہم نے انسان کو اس طے سے پیدا کیا جو زمین کے تمام

۱۷۷

اس بات کا ثبوت کہ خدائے تعالیٰ میں ایک ہی عالم

آنکھوں میں ہی نور ہوگا اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہوگا اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہ نورانی ہو جائیگی غرض جتنی تمہاری راہیں تمہارے تقویٰ کی راہیں تمہارے حواس کی راہیں ہیں وہ سب نور سے بھر جائیگی اور تم سراسر اپنا نور میں ہی چلو گے۔

اب اس آیت سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ تقویٰ سے جاہلیت ہرگز جمع نہیں ہو سکتی ان فہم اور ادراک حسب مراتب تقویٰ کم و بیش ہو سکتا ہے اسی مقام سے یہ ہی ثابت ہوتا ہے کہ بڑی اور اعلیٰ درجہ کی کرامت جو اولیاء اللہ کو دی جاتی ہے جسکو تقویٰ میں کمال ہوتا ہے وہ یہی دی جاتی ہے کہ انکے تمام حواس اور عقل اور فہم اور قیاس میں نور رکھا جاتا ہے اور انکی توت کشنی نور کے پانیوں سے ایسی صفائی حاصل کر لیتی ہے کہ دوسروں

بقیہ شیخ آتے اور کیوں انکی کسی مدد کا ہمیں احساس نہیں ہوتا اور ہم صبح دیکھتے ہیں کہ سر یک چیز اپنی فطرتی طاقت سے کام دے رہی ہے مثلاً جسم میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے یا درختوں کو جو پہل گنتے ہیں یا کانوں میں جو طرح طرح کے جواہر پیدا ہوتے ہیں تو صرف اس ایک طبعی طریق سے جو چلاتا ہے طبیعت مدبرہ حیوانی اور نباتی اور جادی اپنے فعل کو کمال تک پہنچاتی ہے جیسا کہ حکماء کا قدیم سے یہ قول ہے اور تجربہ ہی اسی قول کا سویدہ نظر آتا ہے کیونکہ کبھی ہم جوانی اور نباتی اور جادی افعال کو اپنے ارادوں کے ہی تابع کر لیتے ہیں اپنے اندرون کے موافق اپنے کام صادر کر سکتے ہیں مثلاً رحم میں جو کبھی بچہ قبل از تکمیل خلقت ساقط ہو جاتا ہے اور

انواع اور اقسام کا لب لباب تھا اور اسکی تمام توہین اپنے اندر رکھتا تھا تا وہ باعتبار جسم ہی عالم حسیہ نہ رہی اور زمین کی تمام چیزوں کی اس میں توت اور خاصیت ہو جیسا کہ وہ بر طبق آیت واذا مسوئیدہ ولغنت فیدہ من رحمی - باعتبار روح عالم حسیہ

وہ بر طبق آیت

کو نصیب نہیں ہوتی اُنکے حواس نہایت باریک بین ہو جاتے ہیں اور معارف اور
دقائق کے پاک چشے اُن پر کھولے جاتے ہیں اور فیض سالیغ ربانی اُنکی رگ وریشہ
میں خون کی طرح جاری ہو جاتا ہے۔

اب پہرہم اصل بحث کی طرف جو بیان کیفیت اسلام ہے غمان قلم پہرہتے ہیں
سو واضح ہو کہ یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اسلام کیا چیز ہے اور اُسکی حقیقت کیا ہے
سو اس بیان کے بعد یہ تذکرہ ہی نہایت ضروری ہے کہ وہ حقیقت جسکا نام اسلام
ہے کیونکہ حاصل ہو سکتی ہے اور قرآن کریم میں اُسکے حصول کے لئے کیا وسائل بیان
فرمائے گئے ہیں۔

اول جاننا چاہئے کہ کسی شے کا وسیلہ اس چیز کو کہا جاتا ہے جسکے ٹھیک

بقیہ ششیا عورتوں کو متوسط حمل کی ایک مرض پڑ جاتی ہے تو طبیب عاقل سمجھ لیتا ہے کہ رحم کی توتون
مرد ہو گئی ہیں تب وہ شفا اول حمل میں ایک لیٹن خفیف سادیتا ہے اور ہوا و موزہ یہ کو
دور کر کے تعویات رحم مثلاً جوارش کو نو اور دوا المسک وغیرہ استعمال کرتا ہے اور عورت
کو اُسکے مرد سے پرہیز فرماتا ہے تب اس تجویز سے صبح فائدہ محسوس ہوتا ہے اور بچہ ساقط
ہونے سے بچ جاتا ہے ایسا ہی جب دانا باغبان کسی پھلدار درخت کو ایسا پاتا ہے کہ با
وہ پل کم دیتا ہے تو وہ غور کرتا ہے کہ اسکا کیا سبب تب بجا اسباب سفر کہہی وہ
شناختراشی کرتا ہے اور کہہی دور کو دور کر لے ضرورت آجاشی کرتا ہے اور کہہی سموی کہتا

اور لجانہ شہیون وصفات کاملہ و ظلیت نام روح الہی کا مظہر تام ہے۔ پر بعد اسکے
انسان کو بچنے دوسرے طور پر پیدا کرنے کے لئے یہ طریق جاری کیا جو انسان کے اندر
لطف پیدا کیا اور اُس لطف کو بچنے ایک مضبوط تہیسی میں جو ساتھ ہی رحم میں بچنے

استعمال یا بدوئے اس شے کا سیر آجانا ضروری ہو اور اس کے عوض اس کی نفیض کا استعمال کرنا موجب بعد و ناکافی نہ ہو۔

بعد اسکے واضح ہو کہ اگرچہ قرآن کریم نے حقیقت اسلام کی تحصیل کے لئے بہت وسائل بیان فرمائے ہیں مگر حقیقت ان سب کا مال و قسم پر ہی جا بٹھتا ہے اول یہ کہ خدا تعالیٰ کی ہمتی اور اس کی مالکیت تامہ اور اس کی قدرت تامہ اور اس کی حکومت تامہ اور اس کے علم تامہ اور اس کے حساب تامہ اور نیز اس کے واحد لا شریک اور خبی قیوم اور حاضر ناظر و اقدار اور ازلی ابدی ہونے میں اور اس کی تمام قوتوں اور طاقتوں اور جمیع جلال و کمال کے ساتھ ہیگا نہ ہونے میں پورا پورا یقین آجائے یاں تک کہ ہر ایک قدرہ اپنے وجود اور اس تمام عالم کے وجود کا اس کے تصرف اور حکم میں دکھائی دے اور

بقیہ حقیقت یا مہربان پس کر اس کی خبر ہوں میں رکھتا ہے۔ ایسا ہی کا دن کی تحقیق میں دخل کہنے والے اسی طور پر شجورین کیا کرتے ہیں اور اکثر یہ سب لوگ کامیاب ہو جاتے ہیں پس اگر یہ سلسلہ ٹالیک کے ارادہ کے تابع ہے تو ہماری تدبیرات کے مقابل پر کیوں ٹالیک طر نہیں سکتے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جن دنوں میں لوگ طبعی کی کامل تحقیقات کو جے بہرہ تھے انہیں دنوں میں ٹالیک کا وجود تراشا گیا ہے انسان کی عادت ہے کہ معلومات کے لئے کوئی نہ کوئی علت تلاش کرتا ہے پس جبکہ علت معجزہ دریافت نہ ہو سکے تو بے علمی کے زمانہ میں ٹالیک کا وجود قوت تخیل کی تسکین دینے کے لئے تراشا گیا یہ حال

جاتے ہی جگہ دی۔ (قرارد مکین کا نفع اس لئے اختیار کیا گیا کہ تارم اور تہلی و دنوں پر اطلاق پاسکے) اور پھر ہننے نلف سے علقہ بنایا اور علقہ سے مضغہ او مضغہ بعض مضغہ بنیے ٹریان اور ٹریون پر پوسٹ پیدا کیا پھر اسکو ایک آئہ پیدائش دی لینے روح اس

۱۸۱

هو القاهر فوق عباده کی تصویر سامنے نظر آ جاوے اور نقش راسخ بیدار ملکوت
السموات والارض کا جلی قلم کے ساتھ دل میں لکھا جائے۔ یا شک کہ اسکی عظمت اور
ہیبت اور کبر مائی تمام نفسانی جذبات کو اپنی قہری شاعروں سے مضحل اور خیرہ کر کے
انکی جگہ بیلے اور ایک دایمی رعب اپنا دل پر جما دیوے اور اپنے قہری حملے سے نفسانی
سلطنت کے تخت کو خاک و خاک میں پھینک دیوے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیوے اور
اپنے خوفناک کرشموں سے عظمت کی دیواروں کو گرا دے اور کبر کے میناروں کو توڑ
دے اور ظلمت بشری کی حکومتیں وجود انسانی کی دار السلطنت سے بجلی اٹھا دیوے
اور جو جذبات لغزلو کی طبیعت انسانی پر حکومت کرتے تھے اور با عزت سمجھے گئے تھے
انکو ذلیل اور خوار اور بیچ اور بے مقدار کر کے دکھا دیوے۔

بقیہ شبلیہ کی نئی روشنی (کہ خاک بر فرق این روشنی) نو تسلیم یافتہ لوگوں کو ادھام باطلہ کیا
رہی ہے اور ہم نے توڑتے توڑتے اسقدر بیان کیا ہے اکثر کی توقع اس پر نہیں
تھی بلکہ تعجب خدا تعالیٰ کی نسبت ہی ایسا ہی جبر پیش کر کے معانی حقیقی کے وجود سے
غایب ہو بیٹھے ہیں۔

اما الجواب پس واضح ہو کہ یہ خیال کہ فرشتے کیوں نظر نہیں آتے بالکل مبطل
فرشتے خدا تعالیٰ کے وجود کی طرح نہایت لطیف وجود رکھتے ہیں پس کس طرح
ان کو انکھن سے نظر آوین کیا خدا تعالیٰ جسکا وجود ان نفسیوں کے نزدیک ہی

میں ڈال دی پس کیا ہی مبارک ہے وہ خدا جو اپنی صفت کا رمی میں تمام مٹا دیں سے
لجاء حسن صفت و کمال عبادت طاعت خلقت مٹا ہوا ہے۔

اب دیکھو خدا تعالیٰ نے اس محکمہ ہی اپنا قانون تدبیر ہی بیان فرمایا کہ انسان

بسم اللہ
الحمد لله
والصلاة والسلام
على سيدنا محمد
والآله الطيبين
الطاهرين

دوم یہ کہ ابد جل شانہ کے حسن احسان پر اطلاع وافر پیدا کرے کیونکہ کامل درجہ کی محبت یا توسل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے اور یا احسان کے ذریعہ سے اور ابد جل شانہ کا حسن اسکی ذات اور صفات کی خوبیاں میں اور خوبیاں یہ ہیں کہ وہ خیر محض ہے اور مبداء ہے جمیع فیضوں کا اور مصدر ہے تمام خیرات کا اور جامع ہے تمام کمالات کا اور مرجع ہے ہر یکہ کار کا اور موجود ہے تمام وجودوں کا اور علت العلل ہے ہر یکہ موثر کا جس کی تاثیر یا عدم تاثیر ہر یک وقت اسکے قبضہ میں ہے اور وہ احد لاشریک ہی اپنی ذات میں اور صفات میں اور اقوال میں اور افعال میں اور اپنے تمام کمالوں میں اور انالی اور ابدی ہے اپنی جمیع صفات کاملہ کے ساتھ بڑا ہی نیک اور بڑا ہی رحیم اور وجود قدرت کاملہ سزاویہ کے ہزاروں ہزاروں کی مثالیں ایک دم کے رجوع میں بخشو الا بڑا ہی حلیم و بردبار اور پردہ پوش کر و تلافیت کے کامل اور بزرگ و بزرگوں

بہت حشمت اسلم ہے ان فانی آنکھوں سے نظر آتا ہے۔ اسوا اسکے یہ بات ہی درست نہیں کہ کسی طرح نظری نہیں آسکتے کیونکہ عارف لوگ اپنے سکا شفات کے ذریعہ سے جو اکثر بیماریاں میں ہوتے ہیں فرشتوں کو روحانی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں اور ان سے باقین کرتے ہیں اور کئی علوم ان سے اخذ کرتے ہیں اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جو منفرد کتاب کو بغیر ذہن اور سذتب کونے کے نہیں چھوڑتا کہ میں اس بیان میں صواق ہوں کہ بارہ عالم کشف میں بیٹھے ملائکہ کو دیکھا ہے اور ان سے بعض علوم اخذ کئے ہیں اور ان سے گدشتہ یا آنکھوں

چند طریقے خلقت کے خارج ملے کر کے اپنے کمال انسانیت کو پہنچا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ عالم صغیر اور عالم کبیر میں نہایت شدید تشابہ ہے اور قرآن سے انسان کا عالم صغیر مونا ثابت ہے اور آیت انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ اسی کی

دیکھنے والا اور پہرہ جلد نہ کھٹنے والا اگر اُس کا روحانی جمال مثل کے طور پر ظاہر ہو تو ہر یک
دل پر روانہ کی طرح اُس پر گرے پڑا سنے اپنا جمال غیروں سے چھپایا اور انہیں پر ظاہر
کیا جو صدق سے اُس کو ڈھونڈتے ہیں اُس نے ہر یک کو بصورت چیز پر اپنے حسن کا
پر توہ ڈالا اگر آفتاب ہے یا مانتاب یا وہ سیارے جو چمکتے ہوئے نہایت پیارے
معلوم ہوتے ہیں یا خوبصورت انسانوں کے مونہ جو دلکش اور بیخ دکھائی دیتے ہیں
یا دقنازہ اور تہتر اور خوشنما پھول جو اپنے رنگا دربو اور آب و تاب سے دلوں کو اپنی
طرف کھینچتے ہیں یہ سب درحقیقت ظلی طور پر اُس حسن لازوال سے ایک ذرہ کے
موافق حصہ لیتے ہیں وہ حسن ظن اور وہم اور خیال نہیں بلکہ یقینی اور قطعی اور نہایت
روشن ہے جس کے تصور سے تمام نظریں غیر ہوتی ہیں اور پاک دل اُس کی طرف کھینچے جا

بقیہ ششما خبریں معلوم کی ہیں جو مطابق واقعہ نہیں ہیں کیونکہ کہوں کہ فرشتے کسی کو نظر
نہیں آسکتے بلاشبہ نفرا سکتے ہیں مگر اور آنکھوں سے اور جیسے یہ لوگ ان باتوں
پر بستے ہیں عارف انکی حالتوں پر روتے ہیں۔ اگر محبت میں رہیں تو کشش طریقتوں
سے مطمئن ہو سکتے ہیں لیکن مشکل تو یہی ہے کہ ایسے لوگوں کی کسو پری میں ایک
قسم کا کبر ہوتا ہے وہ کبر انہیں ایس قدر بھی اجازت نہیں دیتا کہ ان کا رادہ بدل
افتیاری کے طالب حق بلکہ حاضر ہو جائیں۔
اور یہ خیالات کہ ہیں فرشتوں کے کاموں کا کیوں کچھ احساس نہیں ہوتا۔

طرف اشارہ کر رہی ہے کہ تقویم عالم کی شفرق خوبون اور حسنوں کا ایک حصہ
انسان کو دیکھ بوجھ جامعیت جمیع شمایلی و شعبیون عالم اُس کو اُسن ہر اُسیا ہے پس اب
بوجہ تشاہد عالمین اور نیز بوجہ ضرورت تناسب افعال و احوال ان پڑتا ہے کہ جو

ہیں۔ اور اس محبوب حقیقی کے احسانات جو انسان پر ہیں وہ دُقر و نین سا نہیں سکتے کیونکہ
 اُسکی نعمتیں بشمار ہیں گناہ پر گناہ دیکھتا ہے اور احسان پر احسان کرتا ہے اور خطا پر خطا پاتا ہے،
 اور نعمت پر نعمت دیتا ہے۔ حقیقت نہ زید ہم سے کچھ بھلائی کر سکتا ہے اور نہ بکر نہ آفتاب
 اپنی روشنی سے بکو کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ مانتا با اپنے نور سے بکو کوئی نفع دے سکتا ہے
 نہ ستارے ہمارے کام آ سکتے ہیں نہ انکی تاثیر کچھ چیز ہے ایسا ہی نہ دوست کام آ سکتا ہے نہ قریب
 غرض کوئی چیز بھی ہمیں آرام نہیں پہنچا سکتی جب تک وہ ارادہ نہ فرماوے پس اس سے ظاہر
 ہے کہ ہزار اے اور بے شمار طریقوں سے جو ہماری حاجات پوری ہوتی ہیں درحقیقت یہ فضل
 اُسی منعم حقیقی کی طرف سے ہے پس اُسکے انعامات کو کون گن سکتا ہے اگر ہم انصاف
 سے اولین تو ہمیں یہ شہادت دینی پڑے گی کہ کسی نے ہم سے ایسا پایا نہیں کیا جیسا کہ اُسنے

بقیہ خشک و راصل پہلے اعتراض کی ایک فرع میں محجوب ہونے کی حالت میں جیسے فرشتے
 نظر نہیں آتے اور جیسے خدا تعالیٰ کا ہی کچھ پتہ نہیں لگتا صرف اپنے خیالات پر سارا
 مدار ہوتا ہے ایسا ہی فرشتوں کے کاموں کا ہی جو روحانی ہیں کچھ احساس نہیں ہوتا
 اس جگہ یہ مثل شیک آتی ہے کہ ایک آدمی ہے آفتاب کے وجود کا انکار کر دیتا ہے
 کہ شٹونے سے اسکا کچھ پتہ نہیں ملتا تب آفتاب نے اُسکو مخاطب کر کے کہا کہ اے
 آدمی میں شٹونے سے معلوم نہیں ہو سکتا کیونکہ تیرے ہاتھوں سے بہت دور ہوں تو
 یہ دعا کر کہ خدا تعالیٰ تجھے کراں کھینچے تب تو آنکھوں کے زریعے سے جیسے دیکھ بیگا

عالم صغیر میں مراتب تکوین موجود ہیں وہی مراتب تکوین عالم کبر میں بھی موجود ہوں اور ہر مرج
 اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ یہ عالم صغیر جو انسان کے جسم سے موسوم ہے اپنی
 پیدائش میں چہرہ طریقہ رکھتا ہے اور کچھ شک نہیں کہ یہ عالم عالم کبیر کے کوائف

وہی
 وہی
 وہی

یہ دونوں قسم کے وسایل جن پر حقیقت اسلام کا حاصل ہونا موقوف ہے قرآن کریم میں ان دونوں وسیلوں کی طرف اس آیت میں اشارہ فرمایا گیا ہے انما یجشی اللہ من عباده العلماء۔ الجزء نمبر ۲ سورۃ الفاطر۔ یعنی اللہ جل شانہ سے وہ لوگ ڈرتے ہیں جو اسکی عظمت اور قدرت اور احسان اور حسن اور جمال پر علم کامل رکھتے ہیں خشیت اور اسلام درحقیقت اپنے مفہوم کے رو سے ایک ہی چیز ہے کیونکہ کمال خشیت کا مفہوم اسلام کے مفہوم کو مستلزم ہے پس اس آیت کریمہ کے معنوں کا مال اور حاصل یہی ہوا کہ اسلام کے حصول کا وسیلہ کاملہ یہی علم عظمت ذات و صفات باری ہے جسکی ہم تفصیل لکھ چکے ہیں اور اسی کی طرف درحقیقت اشارہ اس آیت میں بھی ہے۔ یوتی الحکمۃ من لیشاء ومن یوتی الحکمۃ

بقیہ شبنا اور یہ خیال کہ اگر تدبیرات اور عفت کا امر فرشتے میں تو پھر ہماری تدبیریں کیوں پیش جاتی ہیں اور کیوں اکثر امور ہمارے معاملات اور تدبیرات سے ہماری مرضی کے موافق ہو جاتے ہیں تو اسکا یہ جواب ہے کہ وہ ہمارے معاملات اور تدبیرات بھی فرشتوں کے دخل اور انشاء اور اہتمام سے خالی نہیں ہیں جس کام کو فرشتے بازوئے تعالیٰ کرتے ہیں وہ کام اس شخص یا اس چیز سے لیتے ہیں جس میں فرشتوں کی تحریکات کے اثر کو قبول کر نیکا فطرتی مادہ ہے مثلاً فرشتے جو ایک کمیت یا ایک کاد یا ایک لک میں بازوئے تعالیٰ پانی برساتا چاہتے ہیں تو وہ آپ تو بانی نہیں بن سکتے اور نہ لک سے

تخلیہ کے شناخت کے لئے ایک پتہ کا حکم رکھتا ہے پس جبکہ اسکی پیدایش کے چہرے مرتفع ثابت ہوئے تو قطعی طور پر یہ حکم دیکھتے ہیں کہ عالم کبریٰ کے ہنر و قدرت کو بن چہرہ میں جو بلحاظ مشرقات سے اپنے تعلقات سے چہرے کے آثار باقیہ نجوم شہر میں محفوظ رہے

نفقہ اوتی خیر اکثر۔ یعنی جسکو خدا تعالیٰ چاہتا ہے حکمت عطا فرماتا ہے اور جسکو حکمت دی گئی اسکو خیر کثیر دی گئی حکمت سے مراد علم غیبیت ذات و صفات باری ہے اور خیر کثیر سے مراد اسلام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ قرآن کریم میں فرماتا ہے هو خیر مما یجمعون۔ پھر ایک دوسری آیت میں فرماتا ہے قل رب زدنی علماً یعنی اے میرے رب تو مجھے اپنی عظمت اور معرفت شیون اور صفات کا علم کامل بخش اور پھر دوسری جگہ فرمایا و یذالک امح و انما اول المسلمین ان دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو اول المسلمین ٹھہرے تو اسکا یہی باعث ہوا کہ اوروں کی نسبت علوم معرفت الہی بین اعلم ہیں یعنی علم انکا معارف الہیہ کے بارے میں سب سے بڑھ کر ہے۔

تبیحہ پانی کا کام لے سکتے ہیں بلکہ بادل کو اپنی تحریکات مجاذبہ سے محل مقصود پر پہنچا دیتے ہیں اور بدبرات اور کثیف اور عداورہ اندازہ تک ارادہ کیا گیا ہے برسا دیتے ہیں بادل میں وہ تمام توہین موجود ہوتی ہیں جو ایک بوجہ ان دور بنے ارادہ اور بے شعور چیز میں باعتبار اسکے جادوی حالت اللہ تعالیٰ خاصیت ہو سکتے ہیں اور فرشتوں کی بعض خدمت و راصل تقسیم اور تدبیر ہوتی ہے اسی لئے وہ مقدمات اور بدبرات کھلاتے ہیں اور القاء اور الہام بھی جو فرشتے کرتے ہیں وہ یہی برتیا فطرت ہی ہوتا ہے مثلاً وہ الہام جو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں پر وہ نازل کرتے ہیں دوسروں پر نہیں کئے

گئے ہیں معقولی طور پر تحقیق ہوتے ہیں اور نجوم ستارہ کا اب بھی علوم حکیمہ میں جین کی کھیل کے لئے تعلق مانا جاتا ہے چنانچہ سیدی میں اسکے معلق ایک مبوط بحث لکھی ہے بعض نادان اس جگہ اس آیت کی نسبت یہ اعتراض پیش کرتے ہیں کہ حال کی کبھی تحقیقات تو

اس لئے انکا اسلام بھی سب سے اعلیٰ ہے اور وہ اول المسلمین ہیں۔ اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے اس زیادت علم کی طرف اس دوسری آیت میں ہی
اشارہ ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے وعلماک ما لکم لعلکم وکان فضل اللہ
عبدیک عظیما یعنی خدا تعالیٰ نے تمکو وہ علوم عطا جو تو خود بخود نہیں جانتے تھے
فضل الہی سے فیضان الہی سب سے زیادہ تیرے پر ہوا یعنی تو معارف الہیہ اور
اسرارہ علوم ربانی میں سب سے بڑھ گیا اور خدا تعالیٰ نے اپنی معرفت کے عطر
کے ساتھ سب سے زیادہ تجھے معطر کیا غرض علم اور معرفت کو خدا تعالیٰ نے حقیقت
اسلامیہ کے حصول کا ذریعہ ٹھہرایا ہے اور اگرچہ حصول حقیقت اسلام کے وسائل
اور بھی ہیں جیسے صوم و صلوٰۃ اور دعا اور تمام احکام الہی جو چہ سو سے ہی کچھ زیادہ

بقیہ ششکا بلکہ اس طرف توجہ ہی نہیں کرتے اور اس قاعدہ کے موافق ہر ایک شخص اپنے اندازہ استعداد
پر فرشتوں کے القاء سے فیضیاب ہوتا ہے اور جس فن یا علم کی طرف کسی کا روٹی خیال ہے
اُسی میں فرشتہ سے مدد پاتا ہے مثلاً جب اللہ جل شانہ کا ارادہ ہوتا ہے کہ کسی کو اسے
کسی کو دست آویز و طبیعت کے دل میں فرشتہ ڈال دیتا ہے کہ فلان سہل کی دو اسکو
کہلا دو تب وہ تڑپا یا خیر یا شیر فرشتہ یا سقونیہ یا سنایا کشتراہن یا کوئی اور چیز
دل میں ڈال دیتا ہے اور پھر فرشتوں کی تائید سے اس کو اسکو
طبیعت قبول کر لیتی ہے تی نہیں آتی تب فرشتے اس کو اپنا اپنا اثر ڈال کر بدن میں

کی رو سے یہ طرز سچے بننے کی جو رسم عورت میں بنتا ہے ثابت نہیں ہوتی بلکہ برخلاف اسکے
ثابت ہوتا ہے لیکن یہ اعتراض سخت درجہ کی کفری یا مرجع تعصب پر مبنی ہے اس بات کی
تجربہ کے لئے کسی ڈاکٹر یا طبیب کی حاجت نہیں خود ہر ایک انسان اس آزمائش کے لئے

میں لیکن علم عظمت و وحدانیت ذات اور معرفت شیون و صفات جلالی و جمالی حضرت باری عزائمہ وسیلۃ الوسایل اور سب کا موقوف علیہ ہے کیونکہ جو شخص غافل دل اور معرفت الہی سے بکلی بے نصیب ہے، وہ کب تو فنیق یا سکتا ہے کہ صوم او صلوٰۃ بجالا دے یا دعا کرے یا اور خیرات کی طرف مشغول ہو ان سب اعمال صالح کا محرک تو معرفت ہی ہے اور یہ تمام دوسرے وسایل دراصل اسی کے پیدا کردہ اور اسی کے بہین و نبات ہیں اور ابتدا اس معرفت کی پر توہ اسم رحمانیت سے ہے نہ کسی عمل سے نہ کسی دُعائے بلکہ بلا غلت فیضان سے صرف ایک نو بہت سے لہدیٰ من لیشاء و لیفضل من لیشاء مگر پھر یہ معرفت اعمال صالحہ اور حسن ایمان کے شمول سے زیادہ ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ آخر الہام اور کلام الہی کے رنگ میں نزول

بقیہ شیعہ اسکی تاثیرات پہنچاتے ہیں اور مادہ موزیک کا اخراج باذنہ تعالیٰ شروع ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے نہایت حکمت اور قدرت کاملہ سے سب نظام ہر ہی علوم و فنون کو بھی ضابطہ ہونے نہیں دیا اور اپنی فدائی کے تصرفات اور داعی قبضہ کو ہی معطل نہیں رہا ہوا اگر خدا تعالیٰ کا استقدر دقیق و دقیق تصرف اپنی مخلوق کے عوارض اور اسکی بقا اور فنا پر نہ ہوتا تو وہ ہرگز خدا نہ ہو سکتا اور نہ توحید درست ہو سکتی ان یہ بات دہکت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس عالم میں نہیں چاہا کہ یہ تمام اسرار عام نفرون میں بدیہی ہو جائیں کیونکہ اگر یہ بدیہی ہوتی تو یہاں پر ایمان لانے کا کچھ بھی ثواب نہ ہوتا مثلاً

وقت خراج کر کے اور ان بچوں کو دیکھ کر تمام خلقت یا تمام خلقت کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں یا سقوطِ حمل کے طور پر گرتے ہیں حقیقت واقعہ تک پہنچ سکتا ہے اور جیسا کہ ہم اپنے ذاتی مشاہدہ سے جانتے ہیں بلاشبہ یہ بات صحیح ہے کہ جب خدا تعالیٰ انسانی

پکڑ کر تمام صحن سینہ کو اُس نور سے منور کر دیتی ہے جتنا نام اسلام ہے اور اس معرفت تمامہ کے درجہ پر پہنچ کر اسلام صرف لفظی اسلام نہیں تھا بلکہ وہ تمام حقیقت اُسکی جو ہم بیان کر چکے ہیں حاصل ہو جاتی ہے اور انسانی روح نہایت انکسار سے حضرت احدیت میں اپنا سر رکھ دیتی ہے تب دو نون طرف سے یہ آواز آتی ہے کہ جو میرا سو تیرا ہے - یعنی بندہ کی روح بھی بولتے ہے اور اقرار کرتی ہے کہ یا الہی جو میرا ہے سو تیرا ہے - اور خدا تعالیٰ ہی بولتا ہے اور بشارت دیتا ہے کہ اے میرے بندے جو کچھ زمین و آسمان وغیرہ میرے ساتھ ہے وہ سب تیرے ساتھ ہے - اسی مرتبہ کی طرف اشارہ اس آیت میں ہے - قل یا عباد الذین امنوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً الجز و

بقیہ شبکہ اگر لوگ خدا تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے اور اُسکے فرشتوں کا مشاہدہ کر لیتے تو یہ یہ معلومات ہی اُن تمام معلومات کی تدبیر داخل ہو جاتے جو انسان مذہبیہ جو اس یا تجارت حاصل کرتا ہے اس صورت میں اُن امور کا ماننا موجب نجات نہ ہو سکتا جیسا کہ اور دوسرے صدقہ امور حلوہ کا ماننا موجب نجات نہیں ہے مثلاً ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ درحقیقت سوج اور چاند موجود ہیں اور زمین پر صدقہ قسم کے چاند صدقہ قسم کی بوٹیاں صدقہ قسم کی کانیں اور وریا اور بیاض موجود ہیں مگر کیا اس ماننے سے ہمیں کوئی ثواب حاصل ہوگا یا ہم ان چیزوں کا درجہ قبول کرنے سے فلاح

نفس سے کسی بچہ کو جنم دینا نیکی لئے اور وہ فرما ہے تو پہلے مرد اور عورت کا کُلفہ رحم میں مٹتا ہے اور صرف چند روز تک اُن دونوں معینوں کے استخراج سے کچھ تغیر طاری ہو کر مجھے ہوئے خون کی طرح ایک چیز ہو جاتی ہے جس پر ایک نرم سی چہلی ہوتی ہے یہ چہلی جیسے جیسے

الجزوم سورۃ الزمر کی کہہ اے میرے غلامو جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہر کہ تم رحمت الہی سے ناامید مت ہو خدا تعالیٰ سارے گناہ بخش دیکجا اب اس آیت میں بجائے قل یا عباد اللہ کے جسکے یہ معنی ہیں کہ کہہ اے خدا تعالیٰ کے بندو یہ فرمایا کہ قل یا عبادی یعنی کہہ کہ اے میرے غلامو۔ اس طرز کے اختیار کرنے میں بھییدی ہی ہے کہ یہ آیت اس لئے نازل ہوئی ہے کہ تا خدا تعالیٰ بے انتہا رحمتوں کی بشارت دیوے اور جو لوگ کثرت گناہوں سے دل شکستہ ہیں انکو تکلیف بخشے سو اللہ جل شانہ نے اس آیت میں چاہا کہ اپنی رحمتوں کا ایک نمونہ پیش کرے اور بندہ کو دکھلا دے کہ میں کہاں تک اپنے وفادار بندوں کو انعامات خاصہ سے مشرف کرتا ہوں سو اسنے قل یا عبادی کے

بقید حشیتا کے مقرب ہوجائینگے ہرگز نہیں پراسکی کیا وجہ کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے فرشتوں کو ماننا ہے بہشت اور دوزخ کے وجود پر ایمان لاتا ہے اور قیامت میں میزان عمل کو قبول کرتا ہے قیامت کی بل صراط پر صدق دل سے یقین رکھتا ہے اور اس حقیقت کو ماننا ہے کہ خدا تعالیٰ کی کتاب میں مین جو دنیا میں نازل ہوئی ہیں اور اسکے رسول ہی میں جو دنیا میں آئے ہیں اور اسکی طرف سے حشر اجسام ہی ہے جو ایک دن ہوگا اور خدا ہی موجود ہے جو حقیقت واحد لا شریک ہے تو وہ شخص عند اللہ قابل نجات ٹھہرتا ہے۔ پیارو! انتہی سمجھو کہ اسکی ہی وجہ ہے کہ یہ شخص خدا تعالیٰ پر جو مہنوز درپردہ غیبیہ ایمان لاکا اور اسکی

بجہ بڑھتا ہے بڑھتی جاتی ہے یاں تک کہ خاکی رنگ کی ایک تہیل سی ہوجاتی ہے جو کٹھری کی طرح نظر آتی ہے اور اپنی تکمیل خلقت کے دنوں تک بچہ اسی میں ہوتا ہے قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے اور حال کی تحقیقات میں ہی اسکی مصدق ہیں کہ عالم کبیر

لفظ سے یہ ظاہر کیا کہ دیکھو یہ میرا پیارا رسول دیکھو یہ برگزیدہ بندہ کہ کمال طاعت سے کس دہقہ تک پہنچا کہ اب جو کچھ میرا ہے وہ اُسکا ہے جو شخص نجات چاہتا ہے وہ اُسکا غلام ہو جائے یعنی ایسا اُسکی طاعت میں محو ہو جاوے کہ گویا اُسکا غلام ہے تب وہ گویا ہی پہلے گناہ گار تھا بخشا جا گیا۔ جاننا چاہئے کہ عجب کا لفظ لغت عرب میں غلام کے معنوں پر بھی بولا جاتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے ولجند مومن خیر من مشرک اور اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص اپنی نجات چاہتا ہے وہ اس نبی سے غلامی کی نسبت پیدا کرے یعنی اُسکے حکم سے باہر نہ جائے اور اُسکے واسطے طاعت سے اپنے تئیں وابستہ جانے جیسا کہ غلام جانتا ہے تب وہ نجات پا گیا اس مقام میں ان کو باطن نام کے سوچو دن پر افسوس نہ آتا ہے کہ جو ہمارے

بقیہ شبہ کہ کتاب کے خباثت کے صحیح ہے چنانچہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک راست باز اور نیک خیال اور نیک فطن اور فرمان بردار گھڑتا ہے تب اس صدق کی برکت سے بخشا جاتا ہے ونبیہ وعلوہ سو نجات سے تعلق پائی کیا ہے کیا اگر کوئی روز قیامت میں کل جہا بون کے رفع کے بعد یہ کہے کہ یہ بھیت اور دوزخ جو سامنے نظر آ رہا ہے اور یہ ملائکہ جو صف باندھے کھڑے ہیں اور یہ میزبان جس سے عمل مل رہے ہیں اور یہ رب العالمین جو عدالت کر رہا ہے ان سب باتوں پر اب میں ایمان لایا تو کیا ایسے ایمان سے وہ رہا ہو جائیگا ہرگز نہیں پس اگر رہا نہیں ہوگا تو اسکا سبب کیا ہے کیا اسکا سبب نہیں کہ اُس نے

بہ اپنے کمال خلقت کے وقت تک ایک گہری کی طرح تھا جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے اولم یولد الذین کفر واولئ السموات والارض کانتا رتقا ففتقنا ہما وحجکنا من الماء کلشیء حتیٰ یخرج ویرثیہ نزلناہم کیا ہر ذل نے آسمان اور

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یاں تک بغض رکھتے ہیں کہ انکے نزدیک یہ نام کہ غلام نبی غلام رسول غلام مصطفیٰ غلام احمد غلام محمد شرک میں داخل ہیں اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ درنجات یہی نام ہیں۔ اور چونکہ عبد کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ ہر ایک آزادی اور خود روی سے باہر آجائے اور پورا شیع اپنے مولیٰ کا ہو اسلئے حق کے طالبوں کو یہ رغبت دی گئی کہ اگر نجات چاہتے ہیں تو یہ مفہوم اپنے اندر پیدا کریں اور درحقیقت یہ آیت اور یہ دوسری آیت قل انکمتم تجوبون اللہ فاستمعونی یحبکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم ازہ مفہوم کے ایک ہی ہیں کیونکہ کمال اتباع اس محویت اور اطاعت نامہ کو مستلزم ہے جو عبد کے مفہوم میں پائی جاتی ہے یہی ستر ہے کہ جیسے پہلی آیت میں مغفرت کا وعدہ بلکہ محبوب الہی بننے کی

بقیہ حقائق اسنے ان تمام چیزوں کو دیکھ لیا ہے جو پہلے ہیں سے پردہ غیب میں تھیں اسلئے وہ موقع ثواب کا ہاتھ سے جاتا رہا جو صرف اسی شخص کو مل سکتا ہے جو ان ہی ثبوتوں سے بخیر ہوا اور محض تراویں دقیقہ سے استنباط کر کے بات کی اصلیت تک پہنچ گیا ہو افسوس کہ وہ لوگ جو فلسفہ پر مرسے جاتے ہیں انکی عقلوں پر یہ پردہ پڑا ہوا ہے کہ وہ اس بات کو نہیں سوچتے کہ اگر علم ذات باری اور علم وجود ملائیک اور علم حشر اجسام اور علم جنت و جہنم اور علم نبوت اور رسالت ایسے مانجے جاتے اور صاف کئے جاتے اور بدی طور پر دکھائے جاتے کہ جیسے علوم ہندوہ و حساب و

زمین کو نہیں دیکھا کہ گہری کی طرح آپس میں بند ہے ہوئے تھے اور ہمنے انکو کھول دیا۔ سو کافروں نے تو آسمان اور زمین بننا نہیں دیکھا اور نہ انکی گہری و بچی لیکن اس جگہ روحانی آسمان اور روحانی زمین کی طرف اشارہ ہے جسکی گہری کفار عرب کے رد و

خوشخبری ہے گویا یہ آیت کہ قل یا عبادی دوسرے لفظوں میں اس طرح ہے کہ قل یا متبعی یعنی اے میری پیروی کرنے والو جو بکثرت گناہوں میں مبتلا ہو رہے ہیں جو ابھی سے نومید ست ہو کہ اللہ جل شانہ ببرکت میری پیروی کے تمام گناہ بخش دیا اور اگر عباد سے صرف اللہ تعالیٰ کے بند ہی مراد لئے جائیں تو معنی خراب ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ ہرگز درست نہیں کہ خدا تعالیٰ بغیر تحقق شرط ایما الذی یحقق شرط پیروی تمام مشرکوں اور کافروں کو یوں ہی بخش دیوے ایسے معنی تو نصوص مبینہ قرآن سے صریح مخالف ہیں۔

اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ جو لوگ دل و جان سے تیرے یا رسول اللہ علامہ بن جائیں گے انکو وہ نور ایمان اور محبت اور عشق بخشا جائیگا

بقیہ حشیہ بعض حصے علوم طبعی اور طبابت اور ہیئت صاف کئے ہیں تو پر ایسے علوم بدیہ مزویہ کو نبات انسانی سے تعلق ہی کیا تھا جبکہ نبات کی یہ حقیقت ہے کہ وہ اللہ جل شانہ کا محبت اور پیار سے بہرا ہوا ایک فضل ہے جو استباز و ندادھا و خون اور پچھے پائندار اور کائنات

کبل گئی اور فیضان سادی زمین پر جاری ہو گئے اب پر ہم اپنے پہلے کلام کی طرف عود کر کے کہتے ہیں کہ لطفین مرد اور عورت کے جو آپس میں مل جاتے ہیں وہ اول مرتبہ تکوین کا ہے اور پھر ان میں ایک جوش اگر وہ مجموعہ لطفین جو قوت عائدہ اور منفقہ اپنے اندر رکھتا ہو سرخی کی طرف تایل ہر جاتا ہے گویا وہ شے جو پہلے خون سے تھی پھر اپنی اصلی رنگ کی طرف جو خونی ہے عود کرتی ہے یہ دوسرا درجہ ہے جہرہ خون جابھوا جب کا نام علقہ ہے ایک گوشت کا مفسد ہو جاتا ہے جو انسانی شکل کا کچھ خاکہ نہایت دقیق طور پر اپنے اندر رکھتا ہے یہ تیسرا درجہ ہے پھر اس درجہ پہاڑ کو پچھا سا قلم ہو جائے تو اس کے پچھے غریبی

کہ جو انکو غیر اللہ سے رہائی دیدیگا اور وہ گناہوں سے نجات پا جائیگے اور اسی دنیا میں ایک پاک زندگی انکو عطا کی جائیگی اور نفسانی جذبات کی تنگ و تاریک قبروں سے وہ نکالے جائیگے اسی کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے انا الحاشی لذلک یحیئش الناس علی قدامہ یعنی میں وہ مردوں کو اٹھانیوالا ہوں جسکے تدبیر پر لوگ اٹھائے جاتے ہیں واضح ہو کہ قرآن کریم اس محاورہ سے بہرہ اڑھے کہ دُنیا مَرُوحَی تَہِی اور خدا تعالیٰ نے اپنے اس نبی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجے جس سے دُنیا کو زندہ کیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے اَعْلَمُوا انَّ اللہَ یحِیُّ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا یعنی اس بات کو سُن رکھو کہ زمین کو اُسکے مرنے کے بعد خدا تعالیٰ زندہ کرے گا جسے پہرے کے مطابق آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق میں فرماتا ہے -

بقیہ حدیث دی دارون اور خانیقہ کے اٹھنے والوں کی طرف رجوع کرنا ہے تو یہ علوم و دہرہ ضروریہ کا انما کس راستہ بازی اور صدق و صفا کو ثابت کر سکتا ہے ہم مریخ دیکھتے ہیں کہ جیسے ہم ستارے کے تاریں کھینچا کر نصف دو میں ایسا ہی ایک اول درجہ کا بدعاش بھی اسی بات کا قائل ہوتا ہے ہم دُنیا

۱۰۱ نظر سے کچھ خطرات انسان بننے کے اُس میں دکھائی دیتے ہیں چنانچہ اکثر تجھے اس حالت میں ہی ساقط ہو جاتے ہیں جن عورتوں کو کہی یہ اتفاق پیش آیا ہے یا وہ دیکھا کا کام کرتی ہیں وہ اس حال سے خوب واقف ہیں - پہر چوتھا درجہ وہ ہے جب مضنہ سے ڈھان بنائی جاتی ہیں جیسا کہ آیت تَخْلُقُنَا الْمَضْنَةَ عَظَامًا بیان فرما رہی ہے مگر المضنہ پر جو الف لام ہے وہ تخصیص کے لئے ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ تمام مضنہ بڑی نہیں بننا تاکہ جہاں جہاں ڈھان درکار ہیں باذنہ تعالیٰ وہی دم گوشت کس قید و صلب ہو کر مٹی کی صورت بننا ہے اور کس قید و بستور نرم گوشت

و اَیَّدْ هَمْ بِرُوحِ مُنْدِ یَعْنِیْ اُنْکُورُوحِ الْقُدُسِ کِے ساتھ مودودی اور روح القدس کی مدد یہ ہے کہ دون کو زندہ کرتا ہے اور روحانی موت سے نجات بخشتا ہے اور پاکیزہ تئوتین اور پاکیزہ حواس اور پاک علم عطا فرماتا ہے اور علوم یقینیہ اور براہین قطعیہ سے خدا تعالیٰ کے مقام قرب تک پہنچا دیتا ہے کیونکہ اُسکے مُقَرَّب وہی ہیں جو یقینی طور پر جانتے ہیں کہ وہ ہے اور یقینی طور پر جانتے ہیں کہ اُسکی قُدْرَتِ عِزِّ اور اُسکی جِسمِ تین اور اُسکی عِزِّ و جِسمِ تین اور اُسکی عِدالتین سب سچ ہے اور وہ جمع فیوض کاملہ اور تمام نظام عالم کا مشیر اور تمام سلسلہ مؤثرات متاثرات کا علت العلل ہے مگر متعرف بالارادہ جسکے ہاتھ میں کُلُّ مَلٰکُوتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے اور یہ علوم جو مدارِ نجات ہیں یقینی اور قطعی طور پر بجز اِس حیات کے حاصل نہیں ہو سکتے جو توسط روح القدس انسان کو

یقینہ حقیقتاً میں ہزار ہا بلکہ کروڑ ہا چیزوں کو یقینی اور قطعی طور پر جانتے ہیں اور اُنکے وجود میں ذرہ شک نہیں کرتے تو کیا اُنکے ماننے سے کوئی ظالم میں مل سکتا ہے ہرگز نہیں ہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نشان و نون کو ہی ایسے بدیہی طور سے اپنے نبیوں کے ذریعہ سے

رتبا ہے اور اس درجہ پر انسانی تشکل کا کھلا کھلا خاکہ طیار ہو جاتا ہے جسکے دیکھنے کے لئے کسی خوردبین کی ضرورت نہیں اس خاکہ میں انسان کا اصل وجود جو کچھ بننا چاہے تبہا بن چکتا ہے لیکن وہ ہی اُس لحم سے خالی ہوتا ہے جو انسان کے لئے بطور ایک سرٹے اور شالوار اور چھکیلے لباس کے لئے ہے جس سے انسان کے تمام غط و خال ظاہر ہوتے ہیں اور بدن پر تازگی آتی ہے اور خوبصورتی نمایاں ہو جاتی ہے اور تمام اعضا پیدا ہوتا ہے پر بعد اسکے بچوان درجہ وہ ہے کہ جب اُس خاکہ پر لحم لینے موٹا مگر شست بہ عایت مراعے مناسبہ چڑھایا جاتا ہے یہ وہی گروشت ہے کہ جب انسان قیام

۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷

ملتی ہے اور قرآن کریم کا ٹہرے زور شور سے یہ دعویٰ ہے کہ وہ حیات روحانی ضرر
تعالبت اس رسول کریم سے ملتی ہے اور تمام وہ لوگ جو اس نبی کریم کی متابعت
سے سرکش ہیں وہ مردے ہیں جن میں اس حیات کی روح نہیں ہے اور حیات
روحانی سے مراد انسان کے وہ علمی اور عملی توفیٰ ہیں جو روح القدس کی تائید سے
زندہ ہو جاتے ہیں اور قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ جن احکام پر اللہ جل شانہ
انسان کو قائم کرنا چاہتا ہے وہ چنہ تو ہیں ایسا ہی اسکے مقابل پر جبرائیل علیہ السلام
کے پہرے چہ سو ہیں اور بیضہ بشریت جب تک چنہ تو حکم کو سر پر رکھ کر جبرائیل کے پروں کے نیچے نہ آوے
اُمسین ننانفی اللہ ہو نیکا بچہ پیدا نہیں ہوتا اور انسانی حقیقت اپنے اندر چہ سو بیضہ کی استعداد رکھتی ہے
پس جس شخص کا چہ سو بیضہ استعداد جبرائیل کے چہ سو پر کے نیچے آ گیا وہ انسان کامل اور یہ تولد ہوا

بقیہ سب اظہار نہیں کیا جیسے ہمیشہ سے دنیا کے جاہل لوگ قضا کر رہے ہیں بلکہ علی استعدادوں پر پردہ تھا
اُن پر اب تک پردہ ہی ڈالیا گیا کہ یہ ذکر قرآن کریم میں موجود ہے کہ کے جاہل یہ درخواست کر کے
تھے کہ ہم اس شرط پر ایمان لاسکتے ہیں کہ عرب کے تمام مردے زندہ کئے جائیں یا یہ کہ ہمارے رہبر

و غیرہ سے بیمار رہتا ہے تو نفاق اور بیماری کی تکالیف شاذ سے وہ گرفت قمعیل چلا
ہے اور بسا اوقات انسان ایسی لاغری کی حالت پر پہنچ جاتا ہے جو وہی پانچمین درجہ
کا خاکہ یعنی مشت استخوان رہ جاتا ہے جیسے مدتوں اور سالوں اور اصحاب
ذیابیطس پر مرض کے انتہائی درجہ میں یہ صورت ظاہر ہو جاتی ہے اور اگر کسی کی حیات
مقدور ہوتی ہے تو یہ خدا تعالیٰ اسکے بدن پر گوشت چڑھاتا ہے غرض یہ وہی گوشت
ہے جس سے خوبصورتی اور تناسب اعضا اور رونق بدن پیدا ہوتی ہے اور گوشت
نہیں کہ یہ گوشت خاکہ لیا رہو نیکی بعد آہستہ آہستہ جنمیں پر چڑھتا رہتا ہے اور جنمیں

۱۰۰
۱۰۰
۱۰۰

اسکی تعلیم کامل نہیں ہے اور وہ ایک ہی پہلو پر چل جاتی ہے اور دوسرے پہلو کو کچلی چھوڑ ہی ہے لیکن دراصل یہ تصور ان استعدادوں کا ہے جن کے لئے انجیل نازل ہوئی تھی چونکہ خدا تعالیٰ نے انسانی استعدادوں کو تدریجاً ترقی دی ہے اس لئے اوایل زمانوں میں اکثر ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے کہ جو غبی اور بلید اور کم عقل اور کم فہم اور کم دل اور کم ہمت اور کم یقین اور پست خیال اور دنیا کے لالچوں میں بہنے ہوئے تھے اور داغی اور دلی توثیق انکی نہایت ہی کمزور تھیں مگر ان زمانوں کے بعد ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ زمانہ آیا جس میں رفتہ رفتہ استعدادیں ترقی کر گئیں گویا دنیا نے اپنے فطرتی قومی میں ایک اور ہی صورت بدل لی پس ان کئی کامل استعدادوں کے موافق کامل تعلیم نے نزول فرمایا۔

بقیہ مشتمل
نشانوں کے بعد اس قبول پر ایمان کا لفظ کیونکر اطلاق کرینگے کون شخص ہے جو عقائد پر یہ بیانیہ کو قبول نہیں کرتا غرض فلسفہ دانوں کے خیالات کی بنیاد ہی غلط ہے وہ چاہتے ہیں کہ کل ایمانیات کو علوم مشہودہ محسوسہ میں داخل کر دیں اور ٹائیک اور

کرنا اگر نادانوں کا کام نہیں تو اور کس کا ہے ؟
اب پرہم اپنے پہلے کلام کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ چونکہ عالم صغیر میں جو انسان ہے سنت الہیہ ثابت ہوئی ہے کہ اس کے وجود کی تکمیل چہ مرتبوں کے طے کرنے کے بعد ہوتی ہے تو اسی قانون قدرت کی رہبری سے ہمیں معقولی طور پر یہ راہ ملتی ہے کہ دنیا کی ابتدا میں جو اہل شانہ نے عالم کبیر کو پیدا کیا تو اسکی طرز پیدایش میں ہی سب سے طوفا رکھے ہو گئے اور ہر ایک مرتبہ کو تعریف اور تعظیم کی غرض سے ایک دن یا ایک وقت سے مخصوص کیا ہو گا جیسا کہ انسان کی پیدایش کے مراتب سے یہ مرتبہ

تنبیہ

بمراۓ از اردہ سہم نور افشان ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء

انجیل دیتنا ۱۱ باب ۲- آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول یہ لکھا ہے کہ قیامت اور زندگی میں جی ہوں جو مجھے پر ایمان لاوے اگرچہ وہ مر گیا ہو تو بھی جئے گا یعنی گناہ اور نافرمانی اور غفلت اور کفر کی موت سے نجات پا کر اطاعت الہی کی روحانی زندگی حاصل کر لیگا۔ انجیل کے اس فقرہ پر ڈیٹر نور افشان نے اپنے پرچہ ۱۳- اکتوبر ۱۹۹۲ء میں کم فہمی کی راہ سے لکھا ہے کہ آدم سے تا ایدم کوئی شخص و نیکی تو ایچ میں ایسا نہیں ہوا جس نے ایسا بھاری دعویٰ کیا ہو اور اپنے حق میں ایسے لفظ استعمال کئے ہوں کہ قیامت اور زندگی میں ہوں اور اگر کوئی ایسا کہتا تو اس کے مطابق ثابت کر دینا غیر ممکن

بقیہ حشر جنت اور جہنم اور خدا تعالیٰ کا وجود ایسا ثابت ہو جائے جیسا کہ آنجیل کی تحقیقاتوں کے اکثر مجموعہ ارض اور بہت سے نباتات اور کافون کا پتہ لگ گیا ہے مگر جس پر خدا تعالیٰ اول روز سے انسان کی نجات کا ایک طریق نکالنے کے لئے ایمانیات میں

خاص میں اور دنیا کی تمام قوموں کا سات دنوں پر اتفاق ہونا اور ایک دن تعطیل کا لگا لکر چہ دنوں کو کاموں کے لئے خاص کرنا اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ چہ دن اُن چہ دنوں کی یادگار چلے آتے ہیں کہ جن میں زمین و آسمان اور جو کچھ اُن میں ہے بنایا گیا تھا۔

اور اگر کوئی اب بھی تسلیم نہ کرے اور انکار سے باز نہ آوے تو ہم کہتے ہیں کہ تو عالم کبیر کے لئے عالم صغیر کی پیدائش کے مراتب سے کثرت دیدیا اور جو کام کر نیکی دن بالاتفاق ہر ایک قوم میں ستم میں اُنکا چلہ ہونا ہی ظاہر کر دیا اور یہی ثابت کر دیا گیا

ہوتا لیکن خداوند مسیح نے جیسا دعویٰ اپنے حق میں کیا ویسا ہی اس کو ثابت بھی کر دکھلایا فقط۔

اڈیٹر صاحب کا یہ مقولہ حقیقتِ راستی اور صداقت سے دور ہے کسی حقیقت شناس پر مخفی نہیں رہ سکتا واقعی امر یہ ہے کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام ایسا دعویٰ کرتے کہ زندگی اور قیامت میں ہوں تو چونکہ وہ سچے نبی تھے اس لئے ضرور تھا کہ اس دعویٰ کی سچائی ظاہر ہو جاتی اور حضرت مسیح کی زندگی میں اور بعد ان کے روحانی حیاتِ دنیا میں بذریعہ ان کے پیسل جاتی لیکن جس قدر حضرت مسیح الہی صداقت اور ربانی توحید کے پھیلانے سے ناکام رہے شاید اس کی نظیر کسی دوسرے نبی کے واقعات میں نہ ہو ہی کم لمبگی ہمارے اس زمانہ میں یہ شہادت بڑے بڑے پادری صاحبان ہی دیکھ

بقیہ حشیہ داخل کر دیا ہے وہ کیونکر برخلاف ارادہ الہی اس درجہ کی ہدایت تک پہنچ جائے
 ۱۔ جب انسان ایمان کے درجہ سے عرفان کے مرتبہ پر ترقی کرتا ہے تو ہر مشغولیت تمام امور ہدایت کے رنگ میں نظر آتے ہیں بلکہ ہندی شوتون سے بڑھ کر ان کا ثبوت ہو گا

خدا تعالیٰ کے تمام پیدا شدہ کام اس دنیا میں تدریجی ہیں تو یہ اگر شک کی نظر میں یہ دیں
 کافی نہیں تو اس پر واجب ہو گا کہ وہ ہی تو اپنے اس دعویٰ پر کسی دلیل پیش کرے کہ
 خدا تعالیٰ نے یہ عالم جہاں صرف ایک مہین پیدا کر دیا تھا تدریجی طور پر پیدا نہیں کیا تھا۔
 ہر ایک شخص جانتا ہے کہ وہی خدا اب بھی ہے جو پہلے تھا اور وہی خالقیت کا سلسلہ اب
 بھی جاری ہے جو پہلے جاری تھا اور صاف یہی طور پر نظر آ رہا ہے کہ خدا تعالیٰ ہر ایک
 مخلوق کو تدریجی طور پر اپنے کمال و وجود تک پہنچاتا ہے یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ پہلے وہ
 توئی تھا اور بعد کام کر لیا تھا اور اب ضعیف ہے اور دیر سے کمال ہے بلکہ یہ کہیں گے

ہیں کہ مسیح کی تعلیم خود ان کے شاگردوں کی بہت خیالی اور کم فہمی اور دنیا طلبی کو دور
نہیں کر سکے اور مسیح کی گرتاری کے وقت جو کچھ انہوں نے اپنی بُردلی اور باقتدائی
اور بیوقوفی و کھلائی بلکہ بعض کی زبان پر بھی جو کچھ اس آخری وقت میں لعن طعن
کے الفاظ حضرت مسیح کی نسبت جاری ہوئے یہ ایک ایسی بات ہے کہ بڑے بڑے
اور اعلیٰ درجہ کے فاضل مسیحیوں نے حواریوں کی ان بجا حرکات کو مسیحیوں کے
لئے سخت قابلِ شرم قرار دیا ہے پہرہ خیال کرنا کہ حضرت مسیح روحانی قیامت تھے
اور ان میں داخل ہو کر روحانی مُردے زندہ ہو گئے کچھ دور از حد قوت ہے
جو کچھ حضرت مسیح کے پیروں نے آپ کی زندگی کے وقت اپنی استقامت اور ایماندار
کامنہ و کھلایا وہ تو ایک بد نمونہ ہے کہ ضرور ان مسیحیوں کو جو بعد میں اب تک دنیا میں

بقیہ حنیف کیونکہ ہندو سی شہوت اکثر وہاں پر سو سو سو برس پہلے میں گھڑی ہوئی اور عرفانی مرتبہ میں وہم ہو۔
شک سے منزہ ہوتے ہیں اور دنیا میں جس قدر ایک چیز زیادہ سے زیادہ بدی

کر اسکا قانون قدرت ہی ابتدا سے یہی ہے کہ وہ ہر ایک مخلوق کو بتدریج پیدا
کرتا ہے سو حال کے احوال ایسی ہیں بتدریج میں کہ گذشتہ اور ابتدائی زمانہ
میں یہی تدریج ملحوظ تھی جواب ہے ہم سخت نادان ہو گئے اگر ہم حال کے آئینہ میں
گذشتہ کی صورت نہ دیکھ لیں اور حال کی طرزِ خالقیت پر نظر ڈال کر صرف اتنا ہی
ثبات نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ اپنی پیدائش کے سلسلہ کو تدریج سے کمال و جود تک
پہنچاتا ہے بلکہ یہ کبھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک مخلوق کی پیدائش میں جب ہی تہہ پہنچے
اور خلقت الہی نے ہر ایک مخلوق کی پیدائش میں یہی تقاضا کیا ہے کہ اسکے پیدا
ہونے کے چھ مرتبے ہوں جو چھ وقتوں میں انجام پذیر ہوں کسی مخلوق پر نظر ڈال کر

۱۰۰
۱۰۰
۱۰۰

آتے گئے اسکا بد اثر پڑا ہوگا کیونکہ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر حضرت مسیح سے حقیقت معجزات ظہور میں آتے اور اعلیٰ درجہ کے عجایب کام ان سے ظاہر ہوتے تو انکے حواریوں کا جو ایمان لائچکے ہے ایسا بد انجام ہرگز نہ ہوتا کہ بعض چند درم رشوت لیکر انکو گرفتار کراتے اور بعض انکو گرفتار ہوتے دیکھ کر بھاگ جاتے اور بعض انکے روبرو ان پر لعنت بھیجتے جن کے دلوں میں ایمان رچ جاتا ہے اور جنکو نئی زندگی حاصل ہوتی ہے کیا انکے یہی آثار ہوا کرتے ہیں اور کیا وہ اپنے خمدوم اپنے آپ اپنے رہبر سے ایسی ہی وفاداریاں کیا کرتے ہیں اور حضرت مسیح کے انفاظ ہی جو انجیلوں میں درج ہیں دلالت کر رہے ہیں کہ آپکے حواری اور آپکے دن رات کے دوست اور رفیق اور ہم پیالہ اور ہم نوالہ کبھی روحانیت سے خالی تھے اسی وجہ سے حضرت مسیح علیہ السلام نے

لَقَدْ حَشَا لهُوَ رِثَابًا یَسْکُنُ فِیْہِ اَیُّ طَیْرٍ اِنْ تَمَامَ مَقَادِیْکَ ثَبُوتٌ لِّمَا یَسْکُنُ بِکَ اِیَّاسِ اَیُّ ثَبُوتٌ کَکَیْ مَوْنٌ اَسْکَا وِیْنِیْنِ یَا یَسْکُنُ جَا تَا مَکْثُفٌ اِنْسَانٌ اِنْ رَاہُوْنَ کِیْ طَرَفٌ

دیکھو کہ ایسی چہ مراتب اس میں متحقق ہونگے یعنی منظر تحقیق یہ ثابت ہوگا کہ ہر ایک جسمانی مخلوق کے وجود کی تکمیل چہ مرتبوں کے طے کرنے کے بعد ہوتی ہے اور انسان پر کچھ موقوف نہیں زمین پر جو ہزارہا حیوانات ہیں انکے وجود کے تکمیل ہی انہیں نرا سہ پر موقوف پاؤ گے۔

۱۰۰
۱۰۰
۱۰۰

پہر ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ یہ سلسلہ مراتب سہ ملکوں کا صرف جسمانی مخلوق میں ہی محدود نہیں بلکہ روحانی امور میں بھی اسکا وجود پایا جاتا ہے مثلاً تھوڑے سے غصے سے معلوم ہوگا کہ انسان کی روحانی پیداویش کے مراتب ہی چہ ہی میں پہلے وہ لفظ کل صورت پر صرف حق کے قبول کرنے کی ایک استعداد بعیدہ اپنے اندر رکھتا ہے اور پر جب

بعض کو انہیں سے مست اعتقاد کے لفظ سے پکارا ہے اور بعض کو شیطان کے لفظ سے یاد کیا ہے اور اگر ہم حواریوں کو الگ رکھ کر ان عیسائیوں کے حالات پر نظر ڈالیں جو بعد ان کے وقتاً فوقتاً آج تک پیدا ہوتے رہے تو ہمیں ایک بھی ان میں سے نظر نہیں آتا جو دنیا اور نفس کی قبر سے نکل کر نئی زندگی کی قیامت میں براہِ گنجت ہو گیا ہو بلکہ وہ تمام نفسانیت کی تنگ و تاریک قبروں میں مرے ہوئے اور مڑے ہوئے نظر آ رہے ہیں اور روحانی حیات کی ہوا انکو چھو بھی نہیں گئی وہ جانتے ہی نہیں کہ خدا کون ہے اور اسکی عظمت اور قدرت کیلئے ہے اور کیونکر وہ پاک و لولن کو پاک زندگی بخشا اور ان سے قریب ہو جاتا ہے وہ تو ایک عاجز انسان کو خدا اقرار دیکر اور بے وجہ اسپر دوسروں کے گناہوں کا بوجہ لا کر خوش ہو رہے ہیں جانتا چاہئے کہ موت چار قسم کی ہوتی

بقیہ شبیہ ذرہ رغبت نہیں کرتا اور ان راہوں سے حق یقین تک پہنچا جاتا ہے جو خدا تعالیٰ کے قدیم قانون قدرت نے وہ راہیں ان امور کے مداخلت کے لئے مقرر نہیں کیں ہر

ہم استدعا کے ساتھ ایک نظرہ رحمت الہی ملتا ہے اسی طرز کے موافق کہ جب موت کے نطفہ میں مرد کا نطفہ پڑتا ہے تو تب انسان کی باطنی حالت نطفہ کی صورت سے علقہ کی صورت میں آ جاتی ہے اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ باری تعالیٰ سے پیدا ہونے لگتا ہے جیسا کہ علقہ کے لفظ سے تعین کا لفظ مفہوم ہوتا ہے اور یہ وہ علقہ اعمال صالحہ کے خون کی دوسرے مضغ بنتا ہے اسی طرز سے کہ جیسے خون حیض کی دوسرے علقہ مضغ بنتا ہے اور مضغ کی طرح اسی اسکے اعضا تمام ہوتے ہیں جیسا کہ مضغ میں ہڈی والے عضو اسی ناپید ہوتے ہیں ایسا ہی اس میں بھی شدت لہ اور ثبات لہ اور استقامت لہ کے عضو اسی کا حقہ پیدا نہیں ہوتے مگر تواضع اور نرمی موجود ہو جاتی ہے۔ اور اگرچہ پوری شدت

۴۰۳
دائع الوسا

ہے غفلت کی موت گناہ کی موت شرک کی موت کفر کی موت سو یہ چار دن قسموں کی موت عیسائی مذہب میں موجود ہے غفلت کی موت اس لئے کہ آدمی تمام نوبتیں دنیا کی آرائشوں اور جمہیتوں کے لئے خرچ ہو رہے ہیں اور خدا تعالیٰ میں اور ان میں جو حجاب میں اُنکے دور کر نیچے لئے ایک ذرہ بھی انہیں نکلے نہیں اور گناہ کی موت اگر کچھ نہیں ہو تو یورپ کی سیر کرو اور دیکھو کہ ان لوگوں میں غفلت اور پرہیزگاری اور پاکدامنی کس قدر باقی رہ گئی ہے اور شرک کی موت خود دیکھتے ہو کہ افسانہ کو خدا بنا دیا اور خدا تعالیٰ کو پہلا دیا اور کفر کی موت یہ کہ سچے رسول سے منکر ہو گئے اب اس تمام تقریر سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کی نسبت یہ گمان کرنا کہ انہوں نے روحانی مردوں کے زندہ کرنے میں تھیامت کا نمونہ دکھلایا سراسر خیال محال اور دعویٰ بے دلیل ہے بلکہ یہ تھیامت کا نمونہ

بقیہ حشاکہ ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے کوئی کسی شیرینی کو آنکھ پر رکھ کر اسکا میٹھا یا کڑوا ہوا امتحان کرے یا آنکھوں کو بند کر کے کانوں سے دیکھنے کا کام لینا چاہے مگر یاد رہے

اور مصلحت اس مرتبہ میں پیدا نہیں ہوتی مگر مفسد کی طرح کس قدر نقصان دہ کی مفسد کے لائق ہو جاتا ہے یعنی کس قدر اس لائق ہو جاتا ہے کہ نقصان دہ کا دانستہ سپر چلے اور وہ اس کے نیچے ٹھہرے کیونکہ مطلقاً جو ایک سیال رطوبت کے قریب قریب ہے وہ تو اس لائق ہی نہیں کہ دانستہ کے نیچے پسایا جاوے اور ٹھہرا رہے لیکن مفسد مفسد کے لائق ہے اسی لئے اسکا نام مفسد ہے سو مفسد ہونے کی وہ حالت ہے کہ جب کبھی چاہے محبت ہی کی دل میں پڑ جاتی ہے اور تجلی جلالی توجہ فرماتی ہے کہ بلاؤں کے ساتھ اس کی آرائش کرے تب وہ مفسد کی طرح قضاۃ قدر کے دانستہ میں پسایا جاتا ہے اور خوب قہر کیا جاتا ہے غرض میرا درجہ سالک کے درجہ کا مفسد ہونے کی حالت اور یہ چوتھا درجہ

روحانی حیات کے بخشنے میں اس ذات کامل الصفات نے وکھلا یا جبکہ نام نامی محمد ہی صلی اللہ علیہ وسلم سارا قرآن اول سے آخر تک یہ شہادت دے رہا ہے کہ یہ رسول مقصد بھیجا گیا تھا کہ جب تمام توہین دنیا کی روح میں مڑھکی تھیں اور فساد روحانی نے بڑو بھر کو ہلاک کر دیا تھا تب اس رسول نے اُنکے سر سے دنیا کو زندہ کیا اور زمین پر توحید کا دریا جاری کر دیا اگر کوئی مُنصف فکر کرے کہ جزیرہ عَر کے لوگ اول کیا تھے اور پھر اس رسول کی پیروی کے بعد کیا ہو گئے اور کیسی اُنکی وحشیانہ حالت اعلیٰ درجہ کی انسانیت تک پہنچ گئی اور کس صدق و صفات سے انہوں نے اپنے ایمان کو اپنے خونوں کے بہانے سے اور اپنی جانوں کے فدا کرنے اور اپنے عزیزوں کو چھوڑنے اور اپنے مالوں اور عزتوں اور آراموں کو خدا تعالیٰ کے راہ میں

بقیہ حشر کہ یہ بات ہی نہیں کہ ایمانی مرتبہ میں خدا تعالیٰ نے ان تمام امور کے تسلیم کرانے میں اپنے بندوں کو صرف تکلیف مالا میطاق دینا چاہا ہے بلکہ اُنکی تسلیم کے لئے براہین

وہ ہے کہ جب انسان استقامت اور بلا دن کی برداشت کی برکت سے آزمائے جانے کے بعد نقوش انسانی کا پر سے طور پر انعام پاتا ہے لیکن روحانی طور پر اُسکے لئے ایک صورت انسانی عطا ہوتی ہے اور انسان کی طرح اُسکو دواکمین دوکان اور دل اور دماغ اور تمام ضروری تھوئی اور اعضا عطا کئے جاتے ہیں اور مقتضائے آیت **اعلشد اعز** علی الکفار جسما عنہم سختی اور نرمی مواضع مشابہت میں ظاہر ہو جاتی ہے لیکن ہر ایک خلق اُسکا اپنے اپنے محل پر صادر ہوتا ہے لہذا اب طریقیت تمام محفوظ ہوتے ہیں اور ہر ایک کام اور کلام حفظ حدود کے دائرہ سے بچاتا ہے جیسے نرمی کی جگہ برہمی اور سختی کی جگہ برہمی اور تواضع کی جگہ تواضع اور نترفع کی جگہ پرترفع ایسا ہی تمام تھوئی

لگانے سے ثابت کرو کہ کیا یا تو بلاشبہ انکی ثابت قدمی اور محکمہ صدق اور اپنے پیارے رسول کی راہ میں انکی جانفشانی ایک اعلیٰ درجہ کی کرامت کی رنگ میں اسکو نظر کی وہ پاک نظر کے وجودوں پر کچھ ایسا کام کر گئی کہ وہ اپنے آپ سے کہوئے گئے اور انہوں نے فنا فی اللہ ہو کر صدق اور راستبازی کے وہ کام دکھائے جسکی نظیر کسی قوم میں ملنا مشکل ہے اور جو کچھ انہوں نے عقاید کے طور پر حاصل کیا تھا وہ یہ تعلیم تھی کہ کسی عاجز انسان کو خدا مانا جائے یا خدا تعالیٰ کو سچوں کا محتاج ٹھہرایا جائے بلکہ انہوں نے حقیقی خدا کو دیکھا جو ہمیشہ سے غیر متبدل اور حقیقی قوم اور ابن اور اب ہونے کی حاجات سے منفرہ اور موت اور پیدائش سے پاک ہے بذریعہ اپنے رسول کریم کے شناخت کر لیا تھا اور وہ لوگ سچ و صریح موت کے گڑھے سے نکل کر پاک حیات کے بلند میدان پر کھڑے ہو گئے تھے اور ہر ایک

بقیہ شبھا لطیفہ دے بن جن پر ایک سلیم العقل نضر خود ڈالکر ایک حصہ وافر بقینہ کا حاصل کر سکتے ہیں گویا نبی مرتبہ میں خدا تعالیٰ پر ایمان لانا ایک ایمان

سے اپنے اپنے محل پر کام لیتا ہے یہ درجہ جنین کے اُس درجہ سے مشابہت رکھتا ہے کہ جب وہ مضغ کی حالت سے ترقی کر کے انسان کی صورت کا ایک پورا خاکہ حاصل کر لیتا ہے اور ہڈی کی جگہ پر ہڈی نمودار ہو جاتی ہے اور گوشت کی جگہ پر گوشت باقی رہتا ہے ہڈی نہیں بنتی اور تمام اعضا میں باہم تیز کڑی پیدا ہو جاتی ہے لیکن ابھی خوبصورتی اور تازگی اور ناسب اعضا نہیں ہوا صرف خاکہ ہوتا ہے جو نظر دقیق سے دکھائی دیتا ہے پھر بعد اسکے غایت اہی توفیقات متواترہ سے موزون کر کے اور تزئینہ نفس کے کمال تک پہنچا کر اور فانی اللہ کے انتہائی نقطہ تک پہنچا کر اسکے خاکہ کے بدن پر انواع و اقسام کی برکات کا گوشت بہرہ دیتی ہے اور اُس گوشت سے

نئے ایک تازہ زندگی پالی تھی اور اپنے ایمانوں میں ستاروں کی طرح چمک اُٹھے تھے سو حقیقت ایک ہی کامل انسان دُنیا میں آیا جنہے ایسے اتم اور اکمل طور پر یہ روحانی قیامت دکھلائی اور ایک زمانہ دراز کے مُردوں اور ہزاروں برسوں کے عظیم برہم کو زندہ کر دکھلایا اسکے آنے سے قبرین کھل گئیں اور بوسیدہ ٹہیوں میں جان پڑ گئی اور اُس نے ثابت کر دکھلایا کہ وہی حاشر اور وہی روحانی قیامت ہے جس کے قدموں پر ایک عالمِ قرون میں سے بکھل آیا اور بشارت و سرِ سیئت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً تامم جزیرہ عرب پر اثر انداز ہو گئی اور پھر اس قیامت کا نمونہ صحابہ تک ہی محدود نہ رہا بلکہ اُس خداوند قادرِ قدیر نے جس نے ہر قوم اور ہر زمانہ اور ہر ملک کے لئے اس بشیر و نذیر کو مبعوث کیا تھا ہمیشہ کے لئے جادوئی کبیر

بقیہ شیخ بالذبیحہ مگر قرآن کریم کو دیکھو کہ اُس صانع کا وجود ثابت کر نیکی کے لئے کس قدر استدلال اور براہین شافیہ سے بہرا ہوا ہے۔ ایسا ہی اگرچہ یہ تو نہیں کہ

اُسکی شکل کو چمکیلی اور اسکی تمام مہیکل کو تیار کر دیتی ہے تب اُسکے چہرہ پر کمالیت کا نور برستا ہے اور اُسکے بدن پر کمال نام کی آبِ ذاب نظر آتی ہے اور یہ درجہ پیدائش کا جسمانی پیدائش کے اُس درجہ سے مشابہ ہوتا ہے کہ جب جنین کے فاکر کی بیڑیوں پر گوشت پڑایا جاتا ہے اور خوبصورتی اور متناسب اعضا ظاہر کیا جاتا ہے۔ پھر بعد اسکے روحانی پیدائش کا چہنار درجہ ہے جو معدنِ انشاء نامہ خلقتِ آخر کا ہی وہ مرتبہ تھا ہے جو فنا کے بعد متا ہے جس میں روحِ اللہ کامل طور پر عطا کیا جاتا ہے اور ایک روحانی زندگی کی پاک کلام میں یہ بہرِ نمک دیجاتی ہے۔ ایسا ہی یہ چہرہ مراتبِ خدا تعالیٰ کی پاک کلام میں یہ

۱۰۰
۱۰۰
۱۰۰

اُسکے سچے تابعداروں میں رکھ دین اور وعدہ کیا کہ وہ نور اور وہ روح القدس جو اس کامل انسان کے صحابہ کو دیا گیا تھا انہیں اے متبعین اور صادق الاخلاص لوگوں کو بھی ملے گا جیسا کہ اُس نے فرمایا **هو الذي بعث في الامم رسولاً منهم يتلو عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة** وان كانوا من قبل لفي ضلال مبين۔ آخر میں انہیں ملے جو اللہ تعالیٰ نے وہ رحم خداوند پر بھیجے تھے انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اسکی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اگرچہ وہ پہلے اس سے صریح گمراہ تھے اور ایسا ہی وہ رسول جو انکی تربیت کر رہا ہے ایک دوسری گروہ کی سی تربیت کرے گا جو انہیں میں سے جو جائینگے اور انہیں کے کمال پیداکر لیں گے۔ اگر اسی وہ ان سے ملے نہیں اور خدا غائب ہے اور حکمت والا۔ اس

بقیہ شیخ ہم ہر ایک کو کڑی نگرانی کے ساتھ میں پکڑا دین یا کام کرتے دکھلا دین لیکن طالب حق کے لئے اس قدر کافی ہے کہ دقیق وہ دقیق تصویرات نظام کو دیکھ کر ضرورت

حجج میں۔ اول حروف کا مرتبہ جو حامل کلام الہی ہر کلمات کتاب اللہ کے لئے بطور تخم کے ہیں جنکو معانی مقصودہ سے کچھ بھی حصہ نہیں ان اُنکے حصول کے لئے ایک استدلالیہ کہتے ہیں وہ کلمات کا مرتبہ جو اس تخم کے ذریعہ سے بطور خارجی کے رنگ میں اُنے جنکو معانی مقصودہ سے کچھ حصہ نہیں مگر اُنکے حصول کے لئے ایک ذریعہ قریب ہیں جو ان فقرات اتمام کا مرتبہ جو اسی کلام مقصودہ کے پورے درجہ کمیشن میں ہے یہ کہ نہ کہ نہ تشریل کا سلسلہ اتمام تھا اور خدا تعالیٰ کے کلام نے اسی اپنا کامل چہرہ نہیں دکھلایا تھا مگر ان فقرات کو معانی مقصودہ سے ایک واضح حصہ تھا اسلئے وہ کلام الہی کے لئے بطور بعض اعضا کے پھر سے جنکا نام بحاطلت و کثرت آیتیں اور سو متین رکھا گیا

یہ نکتہ یاد رہے کہ آیت و آخرین منہم میں آخرین کا لفظ مفعول کے فعل پر واقع ہو گیا تھا مگر یہ ہم
اپنے لفظ مقدّمہ کیوں ہے ہو الذی لغت فی الامم میں رسولاً منہم تیلو علیہم
آیاتہ و یزکیہم و علیہم الکتاب و الحکمۃ و یعلمہم الاخرین منہم
لحا بلحقوا بہم یعنی ہمارے خالص اور کامل بندے جز صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور
بھی ہیں جگا گروہ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہو گا اور حبشی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت فرمائی ایسا ہی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس
گروہ کی بھی باطنی طور پر تربیت فرمائینگے یعنی وہ لوگ ایسے زمانہ میں آئیں گے کہ جس
زمانہ میں ظاہری افادہ اور استفادہ کا سلسلہ منقطع ہو جائیگا اور مذہب اسلام
بہت سی غلطیوں اور بدعتوں سے پُر ہو جائیگا اور فقر کے دلوں سے بھی باطنی روشنی جاتی

بقیہ شبہ کا لکھ سکی نظر میں ضرور ثابت ہو جائیگی اور اگر ایسا طالب دہریہ ہے تو پہلے ہم وجود باری
کا اسکو ثبوت دینگے اور پھر اس بات کا ثبوت کہ خدا اسکو بھی نہیں سکتا

چہارم اس کلام جامع تمام مفصل ترین کا مرتبہ جو سب نازل ہو چکا اور جمع مفاسد متعذر
اور علوم کلیہ و تفصیل و اخبار و احکام و قوانین و فواید و وحد و و مواعید و اندازات
و تشریحات اور روشنی اور شہادت اور رحم و عقاب و نجات و بالاستیعاب متعل ہے
پہچم بلاغت و فصاحت کا مرتبہ جو نہایت اور آرائش کے لئے اس کلام پر نازل سے
چڑھائی گئی ششم برکت و تاثیر و کشش کی روح کا مرتبہ جو اس پاک کلام میں موجود ہے
جس نے تمام کلام پر اپنی روشنی ڈالی اور اسکو زندہ اور متحرک کلام ثابت کیا۔
اسی طرح ہر ایک قائل اور نفع منشی کے کلام میں یہی چہرہ سرا تب جمع ہو سکتے
میں گوہ کلام اعجازی مدہم نہیں پہنچتا کیونکہ جن حروف میں کئی کلام کہا جائیگا

۱۰۰
۱۰۰
۱۰۰

رسولؐ کی تہ خدا تعالیٰ کسی نفس سعید کو بغیر وسیلہ ظاہری سلسلون اور طریقوں کے صرف نبی کریمؐ کی روحانیت کی تربیت سے کمال روحانی تک پہنچا دیکھا اور اُسکو ایک گہ بنائیگا اور وہ گروہ صحابہ کی گروہ سے نہایت شدید مشابہت پیدا کر گیا کیونکہ وہ تمام مکمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی زراعت ہوگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان ان میں جاری و ساری ہوگا اور صحابہ سے وہ ملنگی یعنی اپنے کمالات کے رو سے انکی مشابہت ہو جائیگی اور انکو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہی موعودہ ثواب حاصل کرنے کے حاصل ہو جائینگے جو صحابہ کو حاصل ہوئے تھے اور سبب باعث تنہائی اور بیکسی اور پھر ثابت قدمی کے اُسی طرح خدا تعالیٰ کے نزدیک صادق سمجھی جائیگی جس طرح صحابہ سمجھے گئے تھے کیونکہ یہ زمانہ بہت سی آفتون اور فتنون اور بے ایمانی کے

البتہ حاشا کہ اُسکے حکم اور ارادہ کے بغیر ایک پتہ ہی نہ سکے اور یہ یہ ثبوت دینگے کہ جن مصالح و فائدہ کے ساتھ خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر اپنا فیضان بذریعہ شمس و قمر و نجوم

خواہ وہ عربی ہوں یا انگریزی یا ہندی پہلے اُنکا وجود ضروری ہے سو یہ تو پہلا مرتبہ
ہو اگر مضامین مقصودہ کے اظہار کے لئے ایک ذریعہ بعیدہ ہے مگر ان سے کچھ
حصہ نہیں رکھتا پھر بعد اسکے دوسرا مرتبہ کمالات کا ہے جو حرف و توار دادہ سے پیدا
ہونگے جن کو معانی و مضامین مقصودہ سے ابی کچھ حصہ نہیں مگر انکے حصول کے
لئے ایک ذریعہ تقریبہ میں پھر اسکے بعد تیسرا مرتبہ فقرات کا ہے جو ابی معانی مقصودہ
کے پورے جامع تو نہیں مگر ان میں سے کچھ حصہ کہتے ہیں اور اس مفہوم کے لئے
جو منشی کے ذہن میں ہے بطور مضمون اھضا کے میں پھر چوتھا مرتبہ کلام جامع تمام کا ہے جو
منشی کے دل میں سے نکلا کہ تمام و کمال کا غنیمت پورا چا گیا ہے اور تمام معانی اور

پھیلنے کا زمانہ ہوگا اور راستبازوں کو وہی مشکلات پیش آجائیں گی جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو پیش آئی تھیں اسلئے وہ ثابت قدم دکھلانے کے لہجہ صحابہ کے تہ پر شمار ہونگے لیکن دوسری زمانہ فیج اعوج ہے جہیں باعث رعب اور شوکت سلاطین اسلام اور کثرت اسباب منعم صحابہ کے قدم پر قدم رکھنے والے اور انکے مراتب کو ظلی طور پر حاصل کر نیوالے بہت ہی کم تھے مگر آخری زمانہ اول زمانہ کے مشابہ ہوگا کیونکہ اس زمانہ کے لوگوں پر طاری ہو جائیگی اور جبر ایمانی قوت کے اور کوئی سہارا بلاؤں کے مقابلہ پر انکے لئے نہ ہوگا سو انکا ایمان خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا مضبوط ثابت ہوگا کہ اگر ایمان آسمان پر چلا جاتا تب بھی وہ اسکو زمین پر اتے یعنی ان پر نازلے آمین گئے اور وہ آزمائے جائیں گے اور سخت فتنے انکو گھیرینگے لیکن وہ ایسے

بقیہ حشیشا و ابر و باد و غیرہ کر رہا ہے ان مصالح کے شناخت اور وضع شے فی محلہ کے تو ہی ہرگز ان چیزوں کو نہیں دیتے گئے جیسا کہ ابی ہثم ثابت کر چکے اور یہ ہی ثابت کر چکے کہ

مضامین مقصودہ کو اپنے اندر جمع رکھتا ہے پہر پانچوں مرتبہ یہ ہے کہ ان سادہ قرا اور عبار توں پر بلاغت اور فصاحت کا رنگ چڑھایا جاسے اور خوش بیانی کے نمک سے ملیج کیا جاسے پہر چہارم مرتبہ جو بلا توقف اس مرتبہ کے تابع ہے یہ ہے کہ کلام میں اثر اندازی کی ایک جان پیدا ہو جائے جو دونوں کو اپنی طرف کنج پیوسے اور قبول میں لہر کر پیوسے۔ اب فورہ کر کے دیکھ لو کہ یہ مراتب ستہ بجلی ان مراتب ستہ کی مانند اور انکی مثال ہیں جیسا قرآن کریم میں نقطہ علقہ مضغہ اور کچھ مضغہ اور کچھ غلام یعنی انسان کی شکل کا خاکہ اور انسان کی پوری شکل اور جاندار انسان نام رکھا ہے۔

ثابت قدم چلین گے کہ اگر ایمان انفلک پر بھی ہوتا تب بھی اسکو نہ چھوڑتے سو یہ تعریف کہ وہ ایمان کو آسمان پر سے بھی لے آتے اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ وہ ایسے زمانہ میں آئینگے کہ جب چاروں طرف بے ایمانی پھیلی ہوئی ہوگی اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت دلوں سے نکل جائیگی مگر انکا ایمان ان دلوں میں بڑے زور میں ہوگا اور خدا تعالیٰ کے لئے بلاکشی کی اُمنین بہت قوت ہوگی اور صدق اور ثبات بے انتہا ہوگا نہ کوئی خوف انکے لئے مانع ہوگا اور نہ کوئی ونبوی اُسید انکو مست کرے گی اور ایمانی قوت انھیں باتوں سے آزمائی جاتی ہے کہ ایسی آزمائشوں کی وقت اور بے ایمانی کے زمانہ میں ثابت نکلے سو اس حدیث میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ اس گروہ کا اُسی وقت میں آنا ضروری ہے جبکہ اسکی آزمائش کے لئے ایسے ایسے اسباب موجود ہوں

بقیہ حشا خدا تعالیٰ بغیر وسا مط کے کوئی کام نہیں کرتا اور جن کو وسا مط ٹھرتا ہے پہلے اُنکو ان کا موکل بنانا چاہئے قوتیں اور طاقتیں عطا کرتا ہے شکار شہور کے کام صاحب

اور سنئے ارادہ کیا تھا کہ ان اعتراض کا جواب بھی تحریر کریں کہ زمین کیوں چاروں
میں بنائی گئی اور آسمان دو دن میں۔ اور کیوں یہ لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کے عرش کو چار
زشتے اُٹھا رہے ہیں اور قیامت کے دن آٹھ اُٹھائیں گے اور اسکے کیا معنی
ہیں کہ ابتدا میں خدا تعالیٰ کا عرش بانی پر تھا لیکن چونکہ اب وقت بہت کم ہے اور
طول بہت ہو گیا ہے اور ان اعتراضات کے جوابات نہایت درجہ کے معارف
عقائِد سے بہتے ہوئے ہیں جو بہت طول چاہتے ہیں پس لئے بالفعل ہم اس طائفہ
کو ختم کرتے ہیں اور انشاء اللہ تقدیر برآ اھیں احمد علیہ السلام کے حصہ پنجم میں یہ تمام
معارف عالمیہ تحریر کر کے دکھائیں گے اور غلط انداز پر ظاہر کریں گے کہ ہمارے

۱۰۰
۱۰۰
۱۰۰

اور جو نیا حقیق ایمان سے ایسی دور ہو کہ گویا خالی ہو۔ خلاصہ کلام یہ کہ اللہ جل شانہ انکے حق میں فرماتا ہے کہ وہ آخری زمانہ میں آنیوالے خالص اور کامل بندہ ہونگے جو اپنے کمال ایمان اور کمال اخلاص اور کمال صدق اور کمال استقامت اور کمال ثبات قدمی اور کمال معرفت اور کمال خدادانی کے رو سے صحابہ کے ہمرنگ ہونگے اور اس بات کو بخوبی یاد رکھنا چاہئے کہ درحقیقت اس آیت میں آخری زمانہ کے کاملین کی طرف اشارہ ہے نہ کسی اور زمانہ کی طرف کیونکہ یہ تو آیت کے ظاہر الفاظ سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ کامل لوگ آخری زمانہ میں پیدا ہونگے جیسا کہ آیت و آخرین منہم لکھا یلیعقوبہم صحتاً بتلارہی ہے اور زمانے تین ہیں ایک اول جو صحابہ کا زمانہ ہے اور ایک اوسط جو مسیح موعود اور صحابہ کے درمیان ہے اور ایک آخری زمانہ

بقیہ حشیشا شور سے لیتا ہے اور ارادہ کا کام صاحب ارادہ سے انسان کا کام انسان سے اور حیوان کا کام حیوان سے اور نفردقیق کا کام نفردقیق سے پس ان

مشعلب کار اور بلیط طبع مخالفین نے ایسے اعتراضات کے کرنے میں کس قدر معرفت اور حکمت سے اپنی بے لہرگی ظاہر کی ہے اور کیسے وہ اور انکی غماہب ذہانیت سے دور پڑے ہوئے ہیں اور قرآن کریم کیسے اعلیٰ درجہ کے حقائق و معارف و لطایف و نکات اپنی پاک تعلیم میں جمع رکھتا ہے اور کیونکر تمام روحانی محاسن اور خوبیوں پر محیط ہو رہا ہے بالآخر ہم دعا کرتے ہیں کہ اسے تادرفدا اسے اپنے جندوں کے رہنما جیسا تو نے اس زمانہ کو ضائع جدیدہ کے مظلوم و بوز کازمانہ شہر دیا ہے ایسا ہی قرآن کریم کے حقائق معارف ان غافل توہمون پر ظاہر کر اور اب اس زمانہ کو اپنی طرف اور اپنی کتاب کی طرف اور اپنی ترجمہ کی

جو مسیح سو عود کا زمانہ اور مصداقِ اُتیت و آخرین منہم کہ ہے وہ وہی زمانہ ہے جس میں ہم ہیں جیسا کہ مولوی صدیق حسن مرحوم قنوجی ثم ہویا لوی جو شیخ بٹالوی کے نزدیک مجدد و وقت ہیں اپنی کتاب حج الکرامہ کے صفحہ ۵۵ میں لکھتے ہیں کہ آخریت این اُمت از بدایت الف ثانی شروع کر دیدہ آثار تقویٰ از اول گم شدہ بودند و اکنون سطوت ظاہری اسلام ہم منقودہ شدہ ثم کلام اللہ اور یہ تو ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی زمانے نیک قرار دیئے ہیں ایک صحابہ کا زمانہ جبکہ امتداد اس حد تک متصور ہے جس میں سب آخر کو ہی صحابی فوت ہوا ہو اور امتداد اس زمانہ کا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے وقت تک ثابت ہوتا ہے اور دوسرا زمانہ وسط ہے جسکو لیا خذ بدعات کثیرہ ام الخباثہ کہنا چاہئے

بقید حشیا ثبوتوں کے بعد بلاشبہ ہر ایک کے وجود کی ضرورت ثابت ہوتی ہے اور ایمانی امور کے لئے صرف اس قدر ثبوت کی حاجت ہوتا کہ تکلیف لایطاق نہ ہو اور نیز ایمان لانیکا ثواب ہی ضایع نہ ہو کیونکہ اگر ہر ایک کے وجود کا ایسا ثبوت دیا جائے کہ گویا لگو کہ لگو کہ دیکھا دیا جاتا تو پھر ایمان یا نہ رہتا وہ ثبوت کی حکمت عملی فوت ہو جاتی نا فہم وقد برسد لا تکن من المستعجلین۔

طرف کینچ لے کفر اور شہد کہ بہت بڑھ گیا اور اسلام کم ہو گیا اب اسے کریم شہد حق اور مغرب میں توجید کی ایک ہو اچلا اور آسان پر جذب ایک نشان ظاہر کر اسے رجیم تیرے دم کے ہم سخت محتاج ہیں اسے مادی تیری ہدایتوں کی ہمیں شدید حاجت ہے مبارک وہ دن جس میں تیرے انوار ظاہر ہوں کیا نیک ہے وہ گہری جس میں تیری فتح کا نفاہہ بجے تو کلنا علیک ولا حول ولا قوۃ الا بک وانت العلیٰ العظیم۔

مظہ

اور جبکہ نام آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیج اعوج رکھا ہے اور اس زمانہ کا آخری حصہ جو مسیح موعود کے زمانہ اقبال سے ملحق ہے اسکا حال احادیث نبویہ کے رد سے نہایت ہی بدتر معلوم ہوتا ہے + ہستی نے اس کے بارے میں ایک حدیث لکھی ہے یعنی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس زمانہ کے مولوی اور فتویٰ دینے والے ان تمام لوگوں سے بدتر ہوں گے جو اس وقت روئے زمین پر موجود ہوں گے۔ اور حج اکر امہ میں لکھا ہے کہ درحقیقت مہدی اللہ (مسیح موعود پر) کفر کا فتویٰ دینے والے بھی لوگ ہوں گے اس بات سے اکثر مسلمان بیخبر ہیں کہ احادیث سے ثابت ہے کہ مسیح موعود پر ہی کفر کا فتویٰ ہوگا چنانچہ وہ پیش گوئی پوری ہوئی غرض وہ زمانہ جو اول زمانہ اور مسیح موعود کے زمانہ کے بیچ میں ہے نہایت

+ حاشیہ ایک جب یہ عاجز نورافشان کے جواب میں اس بات کو دلائل شافیہ کے ساتھ کہہ دیا کہے بایں چکا کہ درحقیقت روحانی قیامت کے مصداق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور کس قدر نفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم درحقیقت حاطہ بیان سے خارج ہے ان عبارت میں درج کر چکا اور نیز بطور نوٹ کچھ مناقب و محامد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی اسی ثبوت کے ذیل میں تحریر کر چکا تو وہ ۱۷- اکتوبر ۱۹۸۹ء کا دن تھا پھر جب میں رات کو بعد تحریر نعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مناقب و محامد صحابہ رضی اللہ عنہم پڑھا تو مجھے ایک نہایت مبارک اور پاک رویہ دکھایا گیا کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک وسیع مکان میں ہوں جبکہ نہایت کشادہ اور وسیع والان میں اور نہایت سکاف فرش ہو رہے ہیں اور اوپر کی منزل ہے اور میں ایک جماعت کثیر کو بتائی جنہاں و محارف سناتا ہوں اور ایک اجنبی اور غیر متفقہ مولوی اس جماعت میں بیٹھا ہے جو ہمارا جماعت میں سے نہیں ہے مگر میں اسکا علیہ پچانتا ہوں وہ لاغر اندام اور سفید پوش

ناسد زمانہ ہے چنانچہ اُس زمانہ کے لوگوں کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خیر ہذہ الامۃ اولہا و آخرہا - اولہا فیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آخرہا فیہم عیسیٰ بن مریم و بین ذلک فیجاء عوج لیسو امّی و لستُ منہم یعنی اُن تین دوی بہترین ایک اول اور ایک آخر اور درمیانی گروہ ایک لشکر کج ہے جو دیکھنے میں ایک فوج اور روحانیت کے روح سے مُردہ ہے نہ وہ مجھ سے اور نہ میں اُن میں سے ہوں - حدیث صحیح میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ آخرین منہم لَمَّا یَلْحَقُوا بِالْجَمْعِ تَوَّخَّضْتُ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مِثْلَ الثَّوْبِ

بَقِیۃً حَیۃً اِسْتَمِعِ بِرِیۡءِ اِس بَیَانِ مِیۡنِ دَخَلِ بِیۡا دِکِیۡرَ کِمَا کِمَا یَہِ بِاِیۡمِیۡنِ کُنۡدَ بَارِیۡ مِیۡنِ دَخَلِ ہُوۡ اَوۡ کُنۡدَ بَارِیۡ مِیۡنِ کُفۡلِکُوۡرَ کُنۡدَ کِیۡ مَآنُوتَ ہُوۡ تُوۡمِیۡنِ نَے کِمَا کِمَا اِسے مَا دَاۡنِ الْاِیۡمَانِ ہُوۡنِ کُوۡ کُنۡدَ بَارِیۡ سَے کِیۡتَہِ تَعَلُّقِ نَہِیۡنِ یَہِ مَعَارِفِ مِیۡنِ اَدَرِ مِیۡنِ نَے اُسکے بِیۡا دَخَلِ سَے دِلِ مِیۡنِ رَیۡجِ کِمَا اَوۡدَ کَرۡشِشِ کِیۡ کُوۡدَ حَیۡبِ رَہے مَکُودَ اِپۡنِ شَرَارَتُوۡنِ سَے بَاۡزَہِ اَیۡا تَبِ مِیۡرَا فَعَدَ ہُجۡرَا کَا وِرِ مِیۡنِ نَے کِمَا کِمَا اِس زَمَانۡہِ کَے بَزَاۡتِ مَوۡلُوۡیۡ شَرَارَتُوۡنِ سَے بَاۡزِ نَہِیۡنِ آتے خُذَا اُنکِیۡ ہُوۡ دَہِ دَہِیۡ کُرۡجِیۡکَا وِرِ اِیۡسے ہِیۡ حَیۡدَ اِنۡفَاۡظِ اَوۡرِ ہِیۡ کَیۡے جَوَابِ مَکِیۡے یَا وِہِیۡنِ رَہے تَبِ مِیۡنِ سَے اِسکے بَعۡدِ کِمَا کِمَا کُرۡشِیۡ ہُوۡے کِمَا اِس مَوۡلُوۡیۡ کُوۡ اِس مَجلِسِ سَے ہَاہِرِ کِمَا کَے تَوۡمِیۡرِ سَے مَظۡہَرِ حَاۡدِ عَمَلِیۡ نَامِ کِیۡ حَوۡرِ تَبِ اِیۡکِ شَخۡصِ نَظَرِ اَیۡا اِسۡنَے اُٹھتے ہِیۡ اِس مَوۡلُوۡیۡ کُوۡ کِیۡ دِلِ لَیۡا اَوۡ دَکَے دِکِیۡرُ اُسکُوۡ اِس مَجلِسِ سَے ہَاہِرِ کِمَا کِمَا اَوۡدَ نَہِیۡدَ کَے نیچے اَوۡنَا رِ دِیۡا تَبِ مِیۡنِ کَے نَظَرِ اِشۡہَا کِ دِکِیۡا تُوۡکِیۡا دِکِیۡتَا ہُوۡنِ کَہِ جُنَابِ رَسُوۡلِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہَاہِرِیۡ جَمَاعَتِ کَے قَرِیۡبِ اِیۡکِ وِسیۡعِ چَوۡتَرۡہِ پَرِ کُشے مِیۡنِ اَوۡرِ یَہِ ہِیۡ گَمَاۡقِ کَندَرِ تِلۡہے کَہِ جِہِلِ قَدِیۡ کُرۡہے مِیۡنِ اَوۡرِ مَعۡلُوۡمِ ہُوۡ تِلۡہے کَہِ جَبِ مَوۡلُوۡیۡ کُوۡنِکَا لَآگِیۡا تُوۡ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسی جگہ کَے

لنا کہ رجل من فارس اور رجال من فارس پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخری زمانہ میں فارسی الاصل لوگوں میں سے ایک آدمی پیدا ہوگا کہ وہ ایمان میں ایسا مضبوط ہوگا کہ اگر ایمان ثریا میں ہوتا تو وہیں سے اسکو لے آتا اور ایک دوسری حدیث میں اسی شخص کو مہدی کے لفظ سے موسوم کیا گیا ہے اور اسکا

بقیہ حاشیہ ہی کہڑے تھے مگر اس وقت نظر اٹھا کہ دیکھا نہیں اب جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کتاب آئینہ کلمات اسلام ہے یعنی یہی کتاب اور یہ مقام اسوقت چھپا ہوا معلوم ہوتا ہے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت مبارک اس مقام پر رکھی ہوئی ہے کہ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محاذ مبارک کا ذکر اور آجکی پاک اور پُر اثر اور اعلیٰ تعلیم کا بیان ہے اور ایک انگشت اس مقام پر رہی رکھی ہوئی ہے کہ جہاں صحابہ رضی اللہ عنہم کے کلمات اور صدقہ کا بیان ہے اور آپ تشریف فرمائے ہیں اور کہتے ہیں کہ

بِذِی وِیْدِ الْاَصْحَابِی

یعنی یہ تشریف میرے لئے ہے اور یہ میرے اصحاب کے لئے۔ اور یہ لفظ خود اس مقام کی طرف میری طبیعت مستقر ہوئی اور کشفی حالت پیدا ہوگئی اور کشف میرے پر نظر ہو گیا کہ اس مقام میں جو خدا تعالیٰ کی تشریف ہے، سیرت تعالیٰ نے اپنی رضا ظاہر کی اور پہچان کی نسبت یہ انہام ہوا کہ

بِذِی النَّامُی

اور یہ بات مشکل کی تھی اور میں بچے پر چند بار سنٹ گز رہا تھا۔

ظہور آخری زمانہ میں بلاد مشرقیہ سے قرار دیا گیا ہے اور دجال کا ظہور ہی آخری زمانہ میں بلاد مشرقیہ سے قرار دیا گیا ہے ان دونوں حدیثوں کے ملائے سر معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص دجال کے مقابل پر آیا ہو اسے وہ ہی شخص ہے اور سنت بھی اسی بات کو چاہتی ہے کہ جس ملک میں دجال جیسا خبیث پیدا ہوا اسی ملک میں وہ طیب ہی پیدا ہو کیونکہ طیب جب آتا ہے تو ہمارے طرف ہی رخ کرتا ہے اور یہ نہایت تعجب کا مقام ہے کہ بموجب احادیث صحیحہ کے دجال توندستان میں پیدا ہوا اور مسیح دمشق کے میناروں پر جا اترے اس میں شک نہیں کہ مدینہ منورہ سے ہندوستان سمت مشرق میں واقع ہے ہر شبہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ شرق کی طرف سے ہی دجال کا ظہور ہو گا اور مشرق کی طرف سے ہی روایات سود مہدی اللہ کے ظاہر ہونگے گویا روز ازل سے ہی مقرر ہے کہ محل فتن ہی مشرق ہی ہو اور محل

بقیہ شبہا کرتا ہے کہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۷ء کے بعد ویرانہ کوئی اور روایا دیکھا گیا دیکھتا ہوں کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بن گیا ہوں یعنی خواب میں ایسا معلوم کرتا ہوں کہ وہی ہوں اور خواب کے عجائبات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض اوقات ایک شخص اپنے تئیں دوسرا شخص خیال کرتا ہے سو اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ میں علی مرتضیٰ ہوں اور ایسی صورت واقع ہے کہ ایک شخص وہ خارج کا میری خلافت کا زاعم ہو رہا ہے یعنی وہ مگر وہ میری خلافت کے لبر کو روکنا چاہتا ہے اور اس میں نکتہ انداز ہے تب میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہیں اور شفقت اور تودہ سے مجھے

فرماتے ہیں کہ **يَا عَلِيُّ دَعِهِمُ الصَّائِلِينَ**

اصلاح متن بھی مشرق ہی ہے۔

اور اس جگہ ایک نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جبیا السدجل شائد نے ظاہر الفاظ
آیت میں و آخرین منہم کا لفظ استعمال کر کے اس بات کی طرف اشارہ
فرمایا کہ وہ لوگ جو کمالات میں صحابہ کے رنگ میں ظاہر ہو گئے وہ آخری زمانہ میں
آئینگے ایسا ہی اس آیت و آخرین منہم لما یلحقوا بہم کے تمام حروف
کے اعداد سے جو ۷۷۴ ہیں اس بات کی طرف اشارہ کر دیا جو آخرین منہم
کا مصداق جو فارسی الاصل ہے اپنے نشا و ظاہر کا بلوغ اس سن میں پورا کر کے صحابہ سے

ہم و ذرا عتہم

بقیہ شیخ

یعنی اے علی ان سے اور ان کے مددگاروں اور ان کی کہتی سے کنارہ گرد اور انکو
چوڑ دے اور ان سے موئیدہ سپرے اور میں نے پایا کہ اس نشتہ وقت صبر کے لئے ان
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو فرماتے ہیں اور اعراض کے لئے تاکید کرتے ہیں اور کہتے
ہیں کہ تو ہی حق پر ہے مگر ان لوگوں سے ترک خطاب بہتر ہے اور کہتی سے مراد مولویوں کے پڑھنا
کی وہ جماعت ہے جو انکی تعلیموں سے اثر پذیر ہے جبکی وہ ایک مدت سے آب پاشی
کرتے چلے آئے ہیں پھر بعد اسکے میری طبیعت اہام کا طرفہ مخدوم کی اور اہام کے رو سے
خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ ایک شخص مخالف میری نسبت کرتا ہے

ذرونی اقل موسیٰ

یعنی مجھ کو چوڑ دے میں موسیٰ کہ یعنی اس عاجز کو قتل کر دوں۔ اور یہ خواب ماک
"میں بچے تیرا نہیں شت کم میں دیکھی تھی اور صبح مجھ کا دن تھا فالحمدا للہ علی ذالک

مناسبت پیدا کر لیا سو ہی سن ۱۷۵۵ ہجری جو آیت و آخرین منہم لما یلتقوا
 لہم کے حروف کی اعداد سے ظاہر ہوتا ہے اس عاجز کی بلوغ اور پیدائش ثانی
 اور تو کدرو حانی کی تاریخ ہے جو آج کے دن تک چونتیس برس ہوتے ہیں۔
 اور اگر یہ کہا جاسکے کہ آخرین منہم کا لفظ جمع ہے پہر ایک پر کیونکہ اطلاق
 پاسکتا ہے تو اسکا یہ جواب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اسکا ایک
 پر اطلاق کر دیا ہے کیونکہ آپ نے اس آیت کی شرح کے وقت سلمان فارسی کے
 کانہ سے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ فارس کے اصل سے ایک ایسا رطل پیدا ہوگا کہ قریب ہے
 جو ایمان کو ثریا سے زمین پر لے آوے یعنی وہ ایسے وقت میں پیدا ہوگا کہ جب
 لوگ باعث شایع ہو جانے فلسفی خیالات اور پسپا جانے دہریت اور ٹنڈ ہے ہوگا
 الہی محبت کے ایمانی حالت میں نہایت ضعیف اونکھی ہو جائیگی تب خدا تعالیٰ اس کے
 ہاتھ سے اور اس کے وجود کی برکت سے دوبارہ حقیقی ایمان لوگوں کے دلوں
 میں پیدا کر لیا گویا گم شدہ ایمان آسمان سے پہن نازل ہوگا۔ اور قرآن کریم میں
 جمع کا لفظ واحد کے لئے آیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امتت کہا گیا ہے
 حالانکہ وہ ایک فرد تھے اسوا اس کے اس آیت میں اس تفہیم کی غرض سے ہی یہ لفظ
 اختیار کیا گیا ہے کہ ظاہر کیا جاسکے کہ وہ انبیا ایک نہیں رہیں گے بلکہ وہ ایک
 جماعت ہو جائیگی جنکو خدا تعالیٰ پرستہ ایمان ہوگا اور وہ اس ایمان کے رنگ و بو
 پائیگی جو صحابہ کا ایمان تھا۔

اب پہر ہم پرچہ نور انشان کے بے بنیاد دعویٰ کے ابطال کی غرض سے
 کہتے ہیں کہ اگر اس محرف مبدل انجیل کی نسبت جو عدیائیوں کے ہاتھ میں ہے خاموش

رہ کر اس فقرہ کو صحیح ہی سمجھا جائے کہ حضرت مسیح نے ضروریہ دعویٰ کیا ہے کہ دنیا اور زندگی میں ہوں تو اس سے کچھ حاصل نہیں کیونکہ ایسا دعویٰ جو اپنے ساتھ اپنا ثبوت نہیں رکھتا کسی کے لئے موجب فضیلت نہیں ہو سکتا اگر ایک انسان ایک امر کی نسبت دعویٰ تو نہ کرے مگر وہ امر کر دکھائے تو اس دوسرے انسان سے بدرجہا بہتر ہے کہ دعویٰ تو کرے مگر اثبات دعویٰ سے عاجز رہے نہیں خود شہادت دی رہی ہے کہ حضرت مسیح کا دعویٰ اور وہ ان کی نسبت تو کیا خود حواریوں کی حالت پر نظر ڈالنے سے ایک مقترض کی نظر میں سخت قابل اعتراض ٹھہرا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح اپنے حواریوں کو ہی لسانی قبروں میں ہی چھوڑ گئے اور جب ہم حضرت مسیح کے اس دعویٰ کو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ سے مقابلہ کرتے ہیں تو اس دعویٰ اور اس دعویٰ میں ظلمت اور نور کا فرق دکھائی دیتا ہے حضرت مسیح کا دعویٰ عدم ثبوت کی ایک تنگ و تاریک گڑبے میں گرا ہوا ہے اور کوئی نور اپنے ساتھ نہیں رکھتا لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ آفتاب کی طرح چمک رہا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جاودانی زندگی پر یہ بھی بڑی ایک بہاری دلیل ہے کہ حضرت مدوح کا فیض جاودانی جاری ہے اور جو شخص اس زمانہ میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے وہ بلاشبہ قبر میں سے اٹھایا جاتا ہے اور ایسا روحانی زندگی اسکو بخشی جاتی ہے نہ صرف خیالی طور پر بلکہ آٹھ صیحات کے ظاہر ہوتے ہیں اور آسمانی دین اور سماوی برکتیں اور روح القدس کی خارق عادت تائید میں اس کے شامل حال ہو جاتی ہیں اور وہ تمام دنیا کے انسانوں میں سے ایک متفرد انسان ہو جاتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس سے ہم کلام ہو سکے

ہے اور اپنے اسرارِ خالصہ اُسپر ظاہر کرتا ہے اور اپنے حقائق و معارف کو بتاتا ہے اور اپنی محبت اور عنایت کے چمکتے ہوئے علامات اُس میں نمودار کر دیتا ہے اور اپنے نصرت میں اُسپر اوتارنا ہے اور اپنی برکات اُس میں رکھ دیتا ہے اور اپنی ربوبیت کا اُمنہ اُسکو بنا دیتا ہے اُسکی زبان پر حکمت جاری ہوتی ہے اور اُسکے دل سے نکات لطیفہ کے چشتے نکلتے ہیں اور پوشیدہ ہبید اُسپر آشکار کئے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ایک عظیم الشان تجلی اُسپر فرماتا ہے اور اُس سے نہایت قریب ہو جاتا ہے اور وہ اپنی استجاب دعاؤں میں اور اپنی قبولیتوں میں اور فتح ابواب معرفت میں اور انکشاف اسرارِ غیبیہ میں اور نزول برکات میں سب سے اوپر اور سب پر غالب رہتا ہے چنانچہ اس عاجز نے خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر انہیں امور کی نسبت اور اسی اتمامِ محبت کی غرض سے کئی ہزار درجہ طبری خندہ خط ایشیا اور یورپا و امریکہ کے نامی فحالیوں کی طرف روانہ کئے تھے تا اگر کسی کا یہ دعویٰ ہو کہ یہ روحانی حیات بجز اتباعِ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور ذریعہ سے ہی مل سکتی ہے تو وہ اس عاجز کا مقابلہ کرے اور اگر یہ نہیں تو طالبِ حق جسکو کی طرفہ برکات اور آیات اور نشانوں کے مشاہدہ کے لئے حاضر آوے لیکن کسی نے صدق اور نیک نیتی سے اس طرف رُخ نہ کیا اور اپنی کنارہ کشی سے ثابت کر دیا کہ وہ سب تارکی میں گھرے ہوئے ہیں۔ اور حال میں جو ہمارے بعض ہم مذہب بہائم مسلمان کہلاتے ہیں اس روشنی سے منکر ہیں نہ قبول کرتے اور نہ صدق دل سے آتے اور زما تے ہیں اور کافر کہنے پر کمر باندھ رہے ہیں ان سب امور کا اصل باعث ناجائمی اور بخل اور غفلت و غصہ ہے اور ایسے لوگوں کا اسلام میں ہونا اسلام کی تہک کا موجب نہیں اور یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ ان لوگوں کے امراض روحانی کیوں دور نہیں ہوئی اور یہ لوگ کیوں تہو

میں سے نہ نکلے کیونکہ اگر کوئی آفتاب کی طرف سے اپنے گھر کے کواڑ
بند کر کے ایک تاریک گوشہ میں بیٹھ جائے تو اگر اُس تک آفتاب کی روشنی نہ
پہنچے تو یہ آفتاب کا تصور نہیں بلکہ خود اُس شخص کا تصور ہے جس نے ایسا کیا یا سوا اتر
کے اگرچہ یہ لوگ کیسے ہی محبوب اور دور از حقیقت ہیں مگر یہ بھی علانیہ توحید کے
قابل ہیں کسی انسان کو خدا نہیں بناتے اور بہرکت توحید اپنے اندر ایک نور بھی
رکھتے ہیں اور کسی قدر زندگی کی حرارت انہیں موجود ہے اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے
کہ وہ بالکل مر گئے اگرچہ خطرناک حالت میں ہیں اگر کوئی عیسائی یا ہندو سہارمی طرف
سے مونہ پھیر کر ایسی نکتہ چینی کرے تو وہ سخت متعصب یا سخت نادان ہے باغ میں
کانٹوں کا ہونا بھی ضروری ہے جہاں پہول میں کانٹے بھی ہونگے مگر فرقہ مخالف میں تو
سراسر کانٹوں کا ہی بنا نظر آتا ہے عیسائیوں کی سپر اسر بیودہ باتیں ہیں کہ
سیح روحانی قیامت تھا اور مسیح میں ہو کر ہم جی اٹھے حضرات عیسائی خوب یا کہ ہمیں
کہ مسیح علیہ السلام کا منہ نہ قیامت ہونا مسر موفات نہیں اور نہ عیسائی جی اٹھے
بلکہ مردہ اور سب مردوں سے اول درجہ پر اور تنگ و تاریک قبروں میں پڑے
ہوئے اور شرک کے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں نہ ایمانی روح ان میں ہے نہ ایمانی
روح کی برکت بلکہ ادلی سے ادلی درجہ توحید کا جو مخلوق پرستی سے پرہیز کرتا ہے وہ
مجھی اُنکو نصیب نہیں ہوا اور ایک اپنے جیسے عاجز اور ناتوان کو خالق سمجھ کر اسکی
پرستش کر رہے ہیں۔ یاد رہے کہ توحید کے تین درجے ہیں سب سے اولی درجہ یہ ہے
کہ اپنے جیسے مخلوق کی پرستش نہ کریں نہ چہر کی نہ آگ کی نہ آدمی کی نہ کسی ستارہ کی
دوسرا درجہ یہ ہے کہ اسباب پر بھی ایسے نہ کریں کہ گویا ایک قسم کا انکسور و مہبت کے

کارخانہ میں مستقل و خیل قرار دین بلکہ ہمیشہ سبب پر نظر ہے نہ اسباب پر تیسرا
 درجہ توحید کا یہ ہے کہ تجلیات الہیہ کامل مشاہدہ کر کے ہر ایک غیر کے وجود کو کاملہ
 قرار دین اور ایسا ہی اپنے وجود کو ہی غرض ہر ایک چیز نظر میں فانی و کسائی دے جو، اللہ تعالیٰ
 کی ذات کامل الشفا کے ہی روحانی زندگی ہو کہ یہ مراتب نشہ توحید کے حاصل ہو جائیں اب غور
 کر کے دیکھ لو کہ روحانی زندگی کا تمام اجاودمانی چشمے محض حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفس
 و دنیا میں ہی امت ہے کہ اگرچہ نبی نہیں مگر نبیوں کی مانند خدا تعالیٰ سے مکالم
 ہو جاتے ہے اور اگرچہ رسول نہیں مگر رسولوں کی مانند خدا تعالیٰ کے روشن نشان
 اُسکے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں اور روحانی زندگی کے دریا اُس میں بہتے ہیں اور کوئی
 نہیں کہ اُسکا مقابلہ کر سکے کوئی سے کہ جو برکات اور نشانوں کے و کھلا
 کے لئے مقابل میں کھڑا ہو کر چارے اس دعویٰ کا جواب
 دے !!!

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تہکا یا ہم نے	کوئی دیں۔ دین محمدؐ سانہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشان دکھلاو	یہ شرباغ محمدؐ سے ہی کھا یا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا	نور ہی نور اٹھو دیکھو سنا یا ہم نے
اور دینیوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا	کوئی دکھلاے اگر حق کو چہا یا ہم نے
تھک گئے ہم تو نہیں باتوں کو کہتے کہتے	ہر طرف دعوتوں کا تیر چلا یا ہم نے
ہر دہائیش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند	ہر مخالف کو مقابل پہ بٹایا ہم نے
یوں ہی غفلت کے خانوں میں پڑی سو بیز	وہ نہیں جانتے سو بار جگایا ہم نے
جس میں یہ سب ہی بغض نہیں اور کینوں میں	بات آتے نہیں ہر چند بٹایا ہم نے

آؤ لوگو کہ بھیس نور خدا پاؤ گے
 آج ان نوروں کا ایک زور ہی آغاس جڑیں
 جب سے یہ نور ملا نور ہمیر سے ہیں
 مصطفیٰ پر تر ابے حد ہو سلام اور رحمت
 ربط ہے جان محمد سے مری جان کو دام
 اُس سے بہتر نظر آئے کوئی عالم میں
 سور و قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کے ہم
 زعم میں اُنکے میحائی کا دعویٰ میرا
 کا فرو ملحد و دجال ہیں کہتے ہیں
 گالیاں سُکنے دے عادتیا ہوں ان لوگوں کو
 تیرے مونہ کی ہی قسم تیرا پیار سے جگر
 تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ
 صغیر دشمن کو کیا ہننے بہ محبت پاہاں
 نور دکھلا کے تیرا سب کو کیا ملزم و خوا
 نقش ہستی تری اُلفت سے آیا ہننے
 تیرا میخانہ جو اک مرجع عالم دیجھا
 شان حق تیرے شامل میں نظر آتی ہے
 چہو گے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے تجا
 دہر المیہ کہ قسم ہے تری کیتا مٹی کی

لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے
 دل کو ان نور و نکاح ہر رنگ دلایا ہننے
 ذات سے حق کے وجود اپنا ملا ہننے
 اُس سے یہ نور لیا بار خدا یا ہم نے
 دلوں کو وہ جام لبالب ہی پلایا ہم نے
 لاجرم غیروں سے دل اپنا چھوڑا ہننے
 جب سے عشق اُسکا تیرے دل میں بٹھایا ہننے
 افترا ہے جسے از خود ہی بنایا ہم نے
 نام کیا کیا غم ملت میں رکھیا ہننے
 رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہننے
 تیری خاطر سے یہ سب بار اُٹھایا ہننے
 اپنے سینہ میں یہ ایک شہر بسایا ہننے
 سیف کا کام فلم سے ہی دکھایا ہننے
 سب کا دل تش سوزاں میں جلایا ہننے
 اپنا ہر ذرہ تری درہ میں اوڑھایا ہم نے
 ختم کا غم مونہ سے بعد حرص نگھایا ہننے
 تیرے پالے سے ہی اس بات کو پایا ہننے
 لاجرم در پہ تیرے سر کو جب کھایا ہننے
 آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

نجد اول سے مرٹ گئے سب غیر ذوالنقر
جب سے دل میں یہ تیر نقش جایا ہنہ
دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا
نور سے تیرے شیا طین کو جلا یا ہنہ
ہم کو خیر ائم تجہ سے ہی خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہنہ
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے ہی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہنہ
تو م کے ظلم سے تنگ کے کر پیار آج
شو محشر ترے کوچہ میں مچایا ہنہ
اب ہم سید اس بات کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام کے ثمرات کیا ہیں سو

سید احمد خاں نقیسی ایس آئی پر ایک ضروری اتمام حجت

شیخ اسلام کے ایک جدید فرقہ کے سرگروہ سید احمد خان صاحب سی ایس آئی کی بعض تحریرات خصم منہ انکی تفسیر کے دیکھنے سے کچھ ایسے خیالات ان کے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا انکو اس بات سے انکار ہے کہ حج کسیکو غلطہ اور مکہ ابیہ نعیب ہو سکے اور مین اتیک ہی سمجھتا ہوں کہ وہ اس وحی سے مشکہ میں جوذیرہ جبرائیل علیہ السلام انبیا کو ملتی ہے اور اسی طاقتوں غیب گوئی اور دیگر خرائق کو اپنے اندر رکھتی ہے اور خالص آسمان سے نازل ہوتی ہے نہ کہ کوئی فطرتی قوت۔ اگرچہ وہ ظاہر جبرائیل کو ہی مانتے ہیں مگر انکا مبرا ئیل وہ نہیں ہے جسکو بالاتفاق میں کروڑ مسلمان دنیا میں مان رہے ہیں وہ کلام الہی کے ہی قابل میں مگر اس کلام کے نہیں جو خدا کا لفظ اور خدائی طاقتیں اپنے وجود میں رکھتا ہے بلکہ صرف ایک مکہ نہ صرف جو انسانی طرف کے اندازہ پر بغیر الہی قبول کرتا ہے نہ وہ وحی جو خدائی کے چشمہ سے نکلی ہے اور تعجب یہ کہ سید صاحب قرآن کریم کو ہی مخالف الہی مانتے ہیں اور انکے کاموں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسلام سے محبت ہی رکھتے ہیں اور مسلمانوں کے ہمدرد بھی ہیں اور اہل اسلام کی ذریت کی دنیوی حالت کے خیر خواہ ہیں۔ مگر باوصف اسکے تعجب پر تعجب یہ کہ وہ کیوں بنیات قرآن کریم کے برخلاف نہایت جھول اور منکر راہیں ظاہر کر رہے ہیں اسکا باعث ایک ناگہانی ابتلا معلوم ہوتا ہے

سید احمد خاں نقیسی ایس آئی پر ایک ضروری اتمام حجت

واضح ہو کہ جب کوئی اپنے مولیٰ کا سچا طالب کامل طور پر اسلام پر قائم ہو جائے اور نہ کسی تکلف اور بناوٹ سے بلکہ طبعی طور پر خدا تعالیٰ کی راہوں میں ہر ایک

بقیہ شبہات جس میں وہ پھنس گئے اور وہ یہ کہ قبل اسکے کہ وہ قرآن کریم کی تعلیمات میں مبتلا کرتے اور اسکے تسلی بخش دلائل سے اطلاع پاتے کسی شخص وقت میں ان کو تلبس کی طرف متوجہ ہو گئے جو اس زمانہ کے یورپ کے فلاسفوں نے جو دہریہ کے قریب قریب میں تالیف کی ہیں اور نہ صرف یہ بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ملحد طبع تو تعلیم یافتہ لوگوں کی باتیں ہی سنتے رہے جنکی طبیعتوں میں یورپ کے طبعی اور فلسفہ پھنس گیا تھا سو مہیا کہ کی طرف خیالات کے نشے کا نتیجہ ہوا کرتا ہے وہی نتیجہ سید صاحب کو بھی پہنچا پڑا۔ قرآن کریم کے مطابق معارف سے تو بے خبر ہی تھے اس لئے فلاسفوں کی تقریروں کے ساحرانہ اثر نے سید صاحب کے دل پر دھکم کیا کہ اگر خدا تعالیٰ کا فضل اور عنایت کی پاکیزگی جو اسی کے فضل سے تھی انکو نہ نہایت تو معلوم نہیں کہ انکی یہ سرگردانی ابھگ کہاں تک انکو پہنچائی سید صاحب کی نیکی و عینیت و حقیقت تبار تعریف ہے کہ انہوں نے بہر حال قرآن شریف کا دامن نہیں چھوڑا مگر سہواً انکے منشا اور اسکی تعلیم اور اسکی ہدایتوں سے ایسے دور جا پڑے کہ جتنا اولین قرآن کریم کی خدا تعالیٰ کے علم میں نہیں نہ انکے رسول کے علم میں نہ صحابہ کے علم میں نہ اولیاء اور قطبوں اور غوثوں اور ابدال کے علم میں اور نہ ان پر دلالت النص نہ اشارہ انصاف وہ سید صاحب کو سوچ میں زیادہ تراسوس کا یقین ہے کہ سید صاحب قرآن شریف کی ان تعلیموں پر جو اصل اصول اسلام اور وحی الہی کا لب لباب تھیں یا یونہی کہہ کر چھنا نام اسلام تھا یا خیر خواہی کی نیت سے پالی پھیر دیا اور اپنی تفسیر میں آیات و بیانات قرآن کریم کی ایسی بے ایمان صدق و انصاف تاویلین کی کہ جن کو ہم کسی طرح سے تاویل نہیں کہہ سکتے بلکہ ایک پیرایہ ہیں قرآن کریم کی پاک تعلیمات کا رد ہے سید صاحب کے ایک فقرہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس نے فلسفہ سے جو یورپ نے پیش کیا ہے انکے خلاف

ثبوت اسکے کام میں لگ جائے تو آخری نتیجہ اسکی اس حالت کا یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہدایت کے اعلیٰ تجلیات تمام حجب سے مبرا ہو کر اسکی طرف رُخ کرتے ہیں اور طرح طرح کے برکات اُس پر نازل ہوتے ہیں اور وہ احکام اور وہ عقاید جو محض ایمان اور

تفہیم کا نتیجہ اور رزت ہے اور انکی روح ہسکو سجدہ کر رہی ہے بننے جس کسی ایسے مقام سے انکی تفسیر کو دیکھا جہاں انہیں قرآن کریم سچ بیخ فلسفہ موجودہ کے مخالف یا بظاہر نظر مخالف معلوم ہوتا تھا وہاں یہی پایا کہ سید صاحب افریدی مدعا علیہ کی طرح فلسفہ کے تدوین پر گہرے پڑے۔ اور فلسفی تعلیمات کو سب و چشم قبول کر کے تاویلات رکیکہ کے ساتھ قرآن کریم کی طرف سے ایسی ذلت کے ساتھ صلح کا پیغام پہنچایا کہ جیسے عاجز اور مغلوب دشمن درماندہ ہو کر اور ہر طرف سے رُک کر چند کچے اور بیوقوف مذرات سے مصالحو کا طالب ہوتا ہے بلکہ یہ شوق ہی رہا کہ سید صاحب کی کوئی ایسی تالیف بھی دیکھیں جس میں سید صاحب نے کوئی میز تلوار فلسفہ موجودہ پر چلائی ہو اور مخالفت کے موقع پر بغیر کسی تاویل کے قرآن کریم کا بول بالا ثابت کیا ہو مگر انوس کو یہ ہمارا شوق پرانہ ہوا۔ اگر سید صاحب ان احادیث کی تاویلات کرتے جو قرآن کریم کے بنیات سے بظاہر انکو معارض معلوم ہوتی ہیں اور نیز فلسفہ موجودہ کے روئے قابل اعتراض ترین توہمین چند ان انوس نہ ہوتا کیونکہ ہم خیال کرتے کہ بڑا مشک اور مدار ایمان حکما حرف حرف قطعی اور متواتر اور یقینی الصحت ہے یعنی قرآن کریم سید صاحب کے ہاتھ میں ہے مگر انکی اس لغزش کو کہاں چسپائیں اور کہو کہ پوشیدہ کریں کہ انہوں نے تو قرآن کریم پر ہی خط نسخ کھینچا چاہے کہ کبھی تسلیم نہیں کر دوں گا کہ کسی موقع پر انکے قلب نے شہادت دی ہو کہ جو کچھ تاویلات کا دور دراز تک دہیں انہوں نے پہلایا ہے وہ صحیح ہے بلکہ عاجزا خود انکا دل انکو مطمئن کرتا ہو گا کہ اسے شخص تیرمی تمام تاویلات ایسی ہیں کہ اگر قرآن کریم ایک مجسم شخص ہوتا تو بعد زبان ان سے میری ظاہر کرتا اور صفحہ میری ظاہر کی ہے کیونکہ ان کو کوئی غت و غیب نہ رہتا ہے جو اسکی آیات میں الحاد

سماع کے طور پر قبول کئے گئے تھے اب بذریعہ مکاشفات صحیحہ اور اسباب یقینیہ قطعہ مشہود اور محسوس طور پر کھولے جاتے ہیں اور مختلفات شرع اور دین کے اور اسرار بستہ ملت حنیفیہ کے اسپر منکشف ہو جاتے ہیں اور ملکوت الہی کا اسکو سیر کرایا جاتا ہے تا وہ یقین اور معرفت میں مرتبہ کامل حاصل کرے اور اسکی زبان اور اس کے بیان اور تمام انعال اور اقوال اور حرکات سکناات میں ایک برکت رکھی جاتی ہے اور ایک نوق العادات شجاعت اور استقامت اور بہت اسکو عطا کی جاتی ہے اور شرح صدر کا ایک اعلیٰ مقام اسکو عنایت کیا جاتا ہے اور بشریت کے حجابوں کی تنگ دلی اور خست اور بخل اور بار بار کی لغزش اور تنگ چیشی اور غلامی مشہود اور روایات اخلاق اور ہر ایک قسم کی نفسانی تاریکی بجلی اس سے دور کر کے اسکی

بقیہ حیات کرتے ہیں یہودیوں کی کارستانیوں کا نمونہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے کہ انہوں نے کلام الہی میں تحریف اور اتحاد اختیار کر کے کیا نام کہا یا قرآن کریم کی کسی آیت کے ایسے معنی کرنے چاہئے کہ جو صدود دوسری آیات سے جو اسکی تصدیق کے لئے کہہ رہے ہوں مطابق ہوں اور دل مطمئن ہو جائے اور بول رہے کہ ہاں ہی منشا اور علشا کا اس کے پاک کام میں سے یقینی طور سے ظاہر ہوتا ہے یہ سخت گناہ اور معصیت کا کام ہے کہ ہم قرآن کریم کی ایسی دور از حقیقت تاویلین کریں کہ گویا ہم اسکے عیب کی پر وہ پوش کر رہے ہیں یا اسکو وہ باتیں بتلا رہے ہیں جو اسکو معلوم نہیں تھیں سید صاحب نے بڑی غلطی یہ ہوئی کہ حال کی تحقیقاتوں کو ایسا ستم العزت اور یقینی مان لیا کہ گویا ان میں غلطی ہونا ممکن ہی نہیں حالانکہ اس نئی فلسفہ اور سائنس میں ایسی ہی غلطیاں نکلتا ممکن ہے کہ جیسے پہلے فلسفہ اور طبع کی اب غلطیاں نکلتی رہی ہیں سید صاحب اس مثل مشہور کو بہل گئے کہ - پاسے استدلالیان جو ہیں بود

جگہ ربانی، خلاق کا نور پہر دیا جاتا ہے تب وہ بجلی بمثل ہو کر ایک نئی پیدائش کا پیرائیہ بن لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے سُنا اور خدا تعالیٰ سے دیکھتا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ حرکت کرتا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ بڑھتا ہے اور اس کا غضب خدا تعالیٰ کا غضب اور اس کا رحم خدا تعالیٰ کا رحم ہو جاتا ہے اور اس درجہ میں اس کی دعائیں بطور اصطفا کے منظور ہونے میں نہ بطور ابتلا کے اور وہ زمین پر حجت اللہ اور امان اللہ ہوتا ہے اور آسمان پر اس کے وجود سے خوشی کیجاتی ہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ عطیہ جو اس کو عطا ہوتا ہے مکالمات الہیہ اور فحالیات حضرت بزدانی میں جو بنجر شک اور شبہ اور کسی غبار کے چاند کے نور کی طرح اس کے دل پر نازل ہوتے رہتے ہیں اور ایک شدید الاثر لذت اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور

بقیہ شبہا اور نئے فلسفہ کو وہ عزت دی جو خدا تعالیٰ کی پاک اور لاریب کلام کا حق تباہ نہ کا عرصہ ہوا ہے کہ سید صاحب نے اپنے ایک دوست کے نام جو سیالکوٹ میں رہتے ہیں اس عاجز کی تالیفات کی نسبت لکھا تھا کہ وہ ایک ذہن کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتیں یعنی بجلی صداقت سے خالی ہیں اور نہ صرف اس بقدر بلکہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک دفعہ سید صاحب نے ایک اخبار میں چھپواہی دیا تھا کہ کسی سے ابہامی پیش گوئیوں کا لہر میں آیا یا اسکا شفا و فحالیات الہیہ سے مستفاد ہوا ایک غیر ممکن ایسے اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو وہ مجاہدین میں سے ہے اور ایسے خیالات جنوں کے مقدمات میں سے ہیں اور اگر یہ خیالات دل میں راسخ ہو جائیں تو پھر وہ پورا پورا جنوں ہے اگرچہ اس وقت مجھے کوشیک ٹیک یا د نہیں کہ سید صاحب کے اپنے الفاظ کیا تھے مگر قریباً ان کا خلاصہ یہی تھا۔ انعقد مجھے ایسے کلمات کے سننے اور پڑھنے سے بہت ہی رنج ہوا کہ سید صاحب ایسا ایک آدمی ہے

طمانیت اور تسلی اور سکینت بخشیت میں اور اس کلام اور ابہام میں فرق یہ ہے کہ ابہام کا چشمہ تو گویا ہر وقت مقرب لوگوں میں بہتا ہے اور وہ روح القدس کے بڑے بولتے اور روح القدس کے دکھائے دیکھتے اور روح القدس کے سنائے سنتے اور ان کے تمام ارادے روح القدس کے نفع سے ہی پیدا ہوتے ہیں اور یہ بات سچ اور بالکل سچ ہے کہ وہ ظلی طور پر اس آیت کا مصداق ہوتے ہیں و ما یطق عن الہوی ان ھو الا وحی یوحی لیکن مکالمہ الہیہ ایک الگ امر ہے اور وہ یہ ہے کہ وحی متلوک طرح خدا تعالیٰ کا کلام ان پر نازل ہوتا ہے اور وہ اپنے سوالات کا خدا تعالیٰ سے ایسا جواب پاتے ہیں کہ جیسا ایک دوست دوست کو جواب دیتا ہے اور اس کلام کی اگر ہم تعریف کریں تو صرف اس قدر کر سکتے ہیں

بقیہ حبیبِ اہل اسلام کا دعویٰ اور قرآن کریم کی تفسیر کرنیکا و لوہ اور فیضانیت اور استقلال اور نیک منشئی کا وہی ہارنا ہو وہ ایسی جلدی ایسی باتیں سونہ پر لاوے کہ جو قرآن مجید کی تعلیمات سے بالکل مخالف ہیں مجھے نہایت خوشی ہوئی اگر تیرے صاحبِ حرف اس قدر پر کفایت نہ کرتے کہ مخالفانہ اور غیر معقودانہ باتیں کہہ کر اور سکالو امیہ کے داعی کو مجنون اور پاگل قرار دیکر چپ ہو جائیں بلکہ عیا کہ داب اور طریق حق پسندوں اور شیعہ مزاجوں کا ہے میرے دعاوی کی مجھ سے دلیل طلب کرتے تا اگر میں غلطی پر تھا تو اس غلطی کا صاف طور پر فیصلہ ہو جاتا اور اگر حضرت آپ ہی غلطی پر تھے تو انکو اپنے اقوال سے رجوع کرنیکا مبدلہ موقع متاثر حال اس تقریب سے پہلے کر ایک نایابہ پہنچا اور آجکل جو انہیں مسائل پر تلون کی کشت خونی ہو رہی ہے یہ روز کے جگڑے سے ملے ہوئے گویے بار بار افسوس آتا ہے کہ اس طریق مستقیم کی طرف سیر صاحب نے رخ ہی نہ کیا۔ میں نے بہت سوچا کہ اسکا کیا سبب ہے مجھ

کہ وہ اللہ جل شانہ کی ایک تجلی خاص کا نام ہے جو بذریعہ اس کے مقرب فرشتہ کے طلوع میں آتی ہے اور اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ تادمہ کے قبول ہونے سے اطلاع دیجائے یا کوئی نئی اور مخفی بات بتائی جائے یا آئندہ کی خبروں پر آگاہی دیجائے یا کسی امر میں خدا تعالیٰ کی مرضی اور عدم مرضی پر مطلع کیا جائے یا کسی اور قسم کے واقعات میں یقین اور معرفت کے مرتبہ تک پہنچا یا جا بہر حال یہ وہی ایک ایسی آواز ہے جو معرفت اور اطمینان سے رنگین کر نیکے لئے مہتاب الہدیہ یا یہ سکالہ و فہم لطیفین طہور پذیر ہوتی ہے اور اس سے بڑھ کر اسکی کیفیت بیان کرنا غیر ممکن ہے کہ وہ حضرت ابی قریب اور ربانی نفع سے بغیر کسی قسم کے فسر اور تہذیب اور خوض اور غور اور انہر نفس کی دخل کی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قدرتی نہ اسے جو لذیذ اور پُر برکت

لقب شیشا اسکا یہ باعث قرار دینا تو صحیح معلوم ہوا کہ سید صاحب ہر ایک شخص سے بحث کی طرح ڈانٹا پسند نہیں کرتے کیونکہ میرے دعاوی ایک معمولی دعاوی نہیں بلکہ یہ وہ امور ہیں کہ اگر کوئی مانگوں میں انکا چچا نہیں تو انکا ہون میں تو ضرور ہر کامسوا اس کے سید صاحب کا ابھی پیشگو یوں اور خوارق سے ایک عام انکار ہے جس سے انبیا ہی جیسا کہ مجھے ابکی تاویفات کا فہم معلوم ہوتا ہے باہر نہیں میں بس کیا اچھا ہوتا کہ اس موقع پر جو ابھی پیشگو یوں پر نہ صرف ایمان میرا اتفاق ہے بلکہ انکا مجھ کو خود دعویٰ ہی ہے سید صاحب مجھ سے اپنے شکوک دور کرا لیتے اور اگر میں اپنے دلوں میں سچا نہ لکھتا تو جس سزا کو سید صاحب میرے لئے تجویز کرتے میں اس کے جھگڑنے کے لئے حاضر تھا اور اگر میرا صدق کھل جاتا تو سید صاحب اس وقت میں کہ ستارہ زندگی قریب الغروب ہے نہ صرف میری سچائی کے قایل ہوتے بلکہ ان پاک اتفاق اور کجود ہی نبوت کی نسبت ضایع کر بیٹھے میں یہ واقعہ کر لیتے عزیز من ایک منادی

الفاظ میں محسوس ہوتی ہے اور اپنے اندر ایک ربانی تجسّساتی اور ایسی صورت کثرت ہے۔

اس جگہ ہر ایک سچے طالب کے دل میں بالطبع یہ سوال پیدا ہوگا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ تا یہ مرتبہ عالمہ مکالمہ الہیہ حاصل کر سکوں پس اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک نئی ہستی ہے جس میں نئی قوانین نئی طاقتیں نئی زندگی عطا کی جاتی ہے اور نئی ہستی پہلی ہستی کی فضا کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور جب پہلی ہستی ایک سچی اور حقیقی قربانی کے ذریعہ سے جو خدا کے نفس اور خدا کے عزت و مال و دیگر لوازم نفسانیہ سے مراد ہے بجلی جاتی رہے تو یہ دوسری ہستی فی الفور اسکی جگہ لیتی ہے۔ اور اگر یہ سوال کیا جائے کہ پہلی ہستی کسے دور ہونے کے نشان کیا ہیں تو

بقیہ حشا کی آواز کو جو سچائی کی طرف بٹا رہے نہ سننا اور تحقیق کی نظر سے سکودیکھنا اور بے تحقیق اسکی نسبت فواغاندہ ہونا اور ثابت شدہ صداقت کے برخلاف جے رہنا ہلک ہونے کی راہ ہے مجھے آپکے کلمات سے بآسانی ہے کہ صرف اتنا ہی نہیں کہ آپ اس امت کو مرتبہ مکالمات الہیہ سے تہید سرت خیال کرتے ہیں بلکہ آپ کسی نبی کے لئے ہی یہ مرتبہ تجویز نہیں کرتے کہ خدا تعالیٰ کا تذکرہ اور خدا کی قدر توں سے بھرا ہوا کلام آپر کسی نازل ہوا ہو پس اگر آپکا عقیدہ یہی ہے جو میں نے سمجھا اور میرے خیال میں گدرا ہے تو نفوذِ بامداد آپکا ایمان نہایت خطرناک درطہ میں پڑا ہوا ہے اور میں بہت خوش ہو گیا اگر آپ کسی اجبار کے ذریعہ سے مجھ کو اطلاع دیں کہ ہمارا انبیاء کی نسبت یہ عقیدہ نہیں ہے کہ ان پر خدا تعالیٰ کا تذکرہ کلام نازل نہیں ہوتا اور وہ کلام اخبار غیبیہ پر مشتمل نہیں ہوتا اور اگر خدا تعالیٰ آپکا اہی کتابوں کی نسبت جیسا کہ ایک کتاب میں نے سمجھا ہے یہی خیال ہے کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر خدا تعالیٰ

اسکا جواب یہ ہے کہ جب پہلے خواص اور جذبات دور ہو کر نئے خواص اور نئے جذبات پیدا ہوں اور اپنی فطرت میں ایک انقلاب عظیم نظر آوے اور تمام حالتیں کیا اخلاقی اور کیا ایمانی اور کیا تعلیمی ایسی ہی بدلی ہوئی نظر آویں کہ گویا ان پر اب رنگ ہی اور ہے غرض جب اپنے نفس پر نظر ڈالے تو اپنے تئیں ایک نیا آدمی پاوے اور ایسا ہی خدا تعالیٰ بھی نیا ہی دکھائی دے اور شکر اور صبر اور یادِ الہی میں نئی لذتیں پیدا ہو جائیں جن کی پہلے کچھ بھی خبر نہیں تھی اور بدیہی طور پر محسوس ہو کہ اب اپنا نفس اپنے رب پر کھلی متوکل اور غیر سے بھلی لاچار و مایوس ہے اور تصور وجود حضرت باری اس قدر اُسکے دل پر استیلا کر چڑ گیا ہے کہ اب اُسکی نظر شہود میں وجودِ غیر بھلی معدوم ہے اور تمام اسباب بیچ اور ذلیل اور بقیدِ نظر آتے ہیں اور صدق اور

بقیہ شمس کا کلام نہیں اور وحی سے مراد حرف ایک ملک ہے جو انبیاء کی فطرت کو حاصل ہوتا ہے یعنی انکی فطرت کچھ ایسی ہی واقعہ ہوتی ہے کہ صداقت اور حکمت کی باتیں ان کے سونہ سے نکلتی ہیں تو پھر میں آپ پر کھلے کھلے معارضہ کے ساتھ تمام محبت کرنا چاہتا ہوں تا لوگ آپ کی پیروی سے ہلاک نہ ہوں اگر آپ اپنے قول سے رجوع کا انوار کر کے مجھ سے اس بات کا ثبوت چاہیں گے کیونکہ وحی فی الواقعہ خدا تعالیٰ کا کلام ہوتا ہے اور اخبارِ غیبیہ اور آئندہ اور گزشتہ کی خبروں پر مشتمل ہوتا ہے تو میں بڑی خوشی سے اسبابِ پیشگوئیوں کے نونہ سے ثبوت دے کر لکھتا ہوں اور اس بات کے سننے سے کہ آپ نیک نیتی سے اس امتحان کے لئے مستعد ہو گئے ہیں مجھے اس قدر خوش ہو گی کہ شاید ایسی خوشی کسی اور چیز سے نہ ہو سکے اسلئے کہ آپ اپنی مہلک غلطیوں سے باز آجائے میرے نزدیک ایک قوم کی اصلاح سے کم نہیں جب میں دیکھتا ہوں کہ قرآن کریم کو توہیندہ اور گزشتہ پیشگوئیوں سے بہرہ اُجھا رہے شکارِ اسکا ہر یک قصہ ہی اخبارِ غیب ہے یہ نہیں

وفا کا مادہ اس قدر جوش میں آ گیا ہے کہ ہر ایک مصیبت کا تصور کرنے سے مصیبت آسان معلوم ہوتی ہے اور نہ صرف تصور بلکہ مصائب کے وارد ہونے سے بھی ہر ایک دردِ بزرگ لذتِ نظر آتا ہے تو جب یہ تمام علامات پیدا ہو جائیں تو سمجھنا چاہیے کہ اب پھل ہستی پر بجلی موت آگئی۔

اس موت کے پیدا ہوجانے سے عجیب طور کی توفیقِ خدا تعالیٰ کی راہ میں پیدا ہو جاتی ہیں وہ باتیں جو دوسرے کہتے ہیں پر کرتے نہیں اور وہ راہیں جو دوسرے دیکھتے ہیں پر چلتے نہیں اور وہ بوجہ جو دوسرے جانتے ہیں پر اٹھاتے نہیں ان سب امورِ شائعہ کی اُسکو توفیقِ دیجاتی ہے کیونکہ وہ اپنی توفیق سے نہیں بلکہ ایک دُبر دستِ الہی طاقتِ اسکی اعانت اور امداد میں ہوتی ہے جو پہاڑوں سے زیادہ

یقیناً کسی سے مستحکم کہتا ہے تو مجھے تعجب آتا ہے کہ کیونکر آپ اس بات کے مدعی ہو سکتے ہیں کہ قرآن کریم میں امور غیبیہ اور آئندہ اور گزشتہ کی خبریں نہیں کیا یہ خیال کریں کہ نوحؑ پر اس کا یہ عقائد ہے کہ قرآن کریم میں جو شلّا یوسف کا قصہ اور اصحابِ کہف کا قصہ اور آدم کا قصہ اور موسیٰ کا قصہ وغیرہ وغیرہ قصصِ موجود میں وہ خدا تعالیٰ کی وحی اپنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوئے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں اور عیسائیوں کے مشن سن کر قرآن کریم میں درج کر لئے تھے اگر یہی بات ہے تو بہت سا حصہ قرآن کریم کا اُس پاک کلام سے خارج کرنا پڑیگا کیونکہ جو باتیں یہودیوں اور عیسائیوں کے مستحکم کہیں گیں وہ باتیں درحقیقت یہودیوں اور عیسائیوں کا کلام ہوگا نہ کہ خدا تعالیٰ کا کلام اور پھر سخت مشکل یہ پیش آئیگی کہ قرآن کریم اور میت کے قصوں سے بہت جگہ اختلاف ہے اس صورت میں نوحؑ یا مدیہ ماننا پڑیگا کہ جو کچھ خبر یہودیوں نے دیکھ لی راہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی قصہ بیان کیا قرآن جناب نے سادگی اور

اسکو اسحوکام کی وجہ کر دیتی ہے اور ایک وفادار دل اسکو بخشتی ہے تب خدا تعالیٰ کے جلال کے لئے وہ کام اس سے صادر ہوتے ہیں اور وہ صدیق کی باتیں ظہور میں آتی ہیں کہ انسان کیا چیز ہے اور مزاد کیا حقیقت ہے کہ خود بنو داکو بنجام سے سکے وہ بجلی غیر سے منقطع ہو جاتا ہے اور ماسوالہ سے دونوں ہاتھ اٹھا لیتا ہے اور سب تفاوتوں اور فرقوں کو درمیان سے دور کر دیتا ہے اور وہ آزمایا جاتا اور دکھ دیا جاتا ہے اور طرح طرح کے امتحانات اسکو پیش آتے ہیں اور ایسی مصائب اور تکالیف اسپریشپتی ہیں کہ اگر وہ پیاروں پریشیتن تو نہیں تابو د کر دیتیں اور اگر وہ آفتاب اور مانتاب پر وارد ہوتیں تو وہ بھی تاریک ہو جاتی لیکن وہ ثابت قدم رہتا ہے اور وہ تمام سختیوں کو پرسی الشرح صمد سے برائیت

بقیہ ششما بخیری کی وجہ سے ایسے قصہ کو قرآن کریم میں درج کروایا ہے سو چاہیے کہ حکمایہ متعلق ہو کہ قرآن کریم میں یودیون اور عیسائیوں سے سنی مسلمانوں کی باتیں لکھی گئی ہیں وہ کہ سنیوں سے کہہ سکتا ہے کہ میں قرآن کریم کو خداستیا کا کلام جانتا ہوں مگر میرے خیال میں کہہ آجے دل میں ایسا عقیدہ نہیں ہوگا کہ مغربی غلط کا ستارہ کیسا ہی جھکا کر آپ کو دکھائی دیا ہو مگر نود بانہ یہ کہہ سکتا ہے کہ ایک حالت اس حد تک پہنچ جائے کہ وہ گمراہ مضبوط عقیدہ اسلام کا جو نہ صرف اسلامی حقیقت سے بلکہ سیادت کی طینت سے بھی آجے وجود میں ہے لیکن یہ کہ قرآن کریم کا لفظ لفظ وحی متلو ہے آجے دل سے یک نعت ام ہر گناہ ہو اور جیسے اسکے یہ خیال باطل دل میں جھگیا ہو کہ قرآن کریم کے قصص اور اخبارات خالص امور عینہ نہیں بلکہ یودیون اور عیسائیوں کے لئے کہے گئے ہیں لیکن شکل یہ ہے کہ اگر آپ بات پر ایمان لکھتے ہیں کہ وہ تمام قصے جو اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں جمع فرما دیے ہیں بیکر حضرت سچ علیہ السلام تک بیان فرمائے ہیں خالص غیب کی خبریں ہیں جو انسان کی

کر لیتا ہے اور اگر وہ عاقل و عاقلین میں پیدا ہو جائے اور غبار سا کیا جائے
تب بھی نبیؐ کے اور کوئی آواز اُس کے اندر سے نہیں
آتی۔ جب کسی کی حالت اس نسبت تک پہنچ جائے تو اُس کا معاملہ اس عالم سے درا
اور اہو جاتا ہے اور اُن تمام ہائیتوں اور مقامات عالیہ کو ظلی طور پر پالیتا ہے جو
اُس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے اور انبیاء اور رسل کا وارث اور نائب
ہو جاتا ہے وہ حقیقت جو انبیاء میں معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے وہ اس
میں کرامت کے نام سے ظاہر ہو جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں عصمت کے
نام سے نامزد کی جاتی ہے اس میں معفو طہیت کے نام سے پکارا جاتا ہے اور وہی
حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے اس میں محدثیت کے پیرائے ہیں۔

(تقدیر شریف) طاقت اور انسان کی فطرت سے بالاتر میں تو پہر آپجائیہ اصول کو تباہ ہے کہ وحی اور کچھ چیز
نہیں صرف بلکہ فطرت ہے کیونکہ انسان کی فطرت خدا کی طاقتیں اپنے اندر پیدا نہیں
کر سکتی ہر ایک انسان کی فطرت اس قدر رکھ رکھتی ہے جو اس کی تعبیر کے سبب حال
ہے اور چونکہ آپجائیہ مذہب ہے کہ وحی کی حقیقت مکہ فطرت سے زیادہ نہیں تو وہی اعتراض
جبکہ ابی میں نے نوکر کیا ہے وار د ہو گا۔ ہر ایک اہل حال جو وحی کی حقیقت کو بطور ارادہ
کے جانتا ہے وہ آپکی اس قیاسی بات پر ہنسے گا جو وحی صرف مکہ فطرت ہے۔ اگرچہ استدلال
تو سچ ہے کہ وحی الہی کے انوار تہل کر نیچے لئے فطرت قابلہ شرط ہے جس میں وہ انوار
منکسر ہو سکیں جو خدا تعالیٰ کسی وقت اپنے خاص ارادہ سے نازل کرے مگر یہ سراسر
جھوٹ ہے کہ وہ انوار انسانی فطرت میں ہی جمع ہیں اور سبب فیض سے اُس کے ارادہ
کے ساتھ کچھ نازل نہیں ہوتا جو اپنے اندر خدا کی طاقتوں کی رنگ و بو رکھتا ہو۔ غرض
سید مرزا جیلانی کے آپ اس مسئلہ میں پیروی کرتے ہیں وہ درحقیقت اسلام کے

ظہور پکڑتی ہے حقیقت ایک ہی ہے لیکن بہ باعث شدت اور ضعف رنگ کے مختلف نام رکھے جاتی ہیں اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظیات مبارکہ اشارت فرما رہے ہیں کہ محدث نبی بالقوہ ہوتا ہے اور اگر باب نبوت سد و نہ ہوتا تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانی کی رکھتا تھا اور اسی قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا عمل نبی پر جایز ہے یعنی کہہ سکتے ہیں کہ المحدث نبی جیسا کہ کہہ سکتے ہیں کہ العنب حمر نظر علی الشوۃ والا استعداد و مثل هذا المحل شایع متعارف فی عبادات القوم وقد جرت المحاورات علی ذاک کما لا یخفی علی کل ذکی عالمہ مطلع علی کتابہ والکلام انصوب اور اسی عمل کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جل شانہ نے اس قرات کو جو

یقیناً نہیں ہے بلکہ ان کو بالمن فلسفین کی رائیں ہیں جو حضرت باری تعالیٰ عز و اسدہ کو مدبر بالارادہ نہیں سمجھتے بلکہ آفتاب اور مانتاب کی طرح بعض امور کے صدور کے لئے علت موجبہ خیال کرتے ہیں جب آپ خدا تعالیٰ کو مدبر بالارادہ اور اپنی مرضی کے ساتھ منزل وحی یقین کرینگے اور وحی کو ایسی چیز سمجھیں گے جو اسی سے نکلتی ہے اور اسی کے اوتارنے سے اسی قوت کے ساتھ دونوں پر اترتی ہے تو اس صورت میں آپ اسکو فکر فطرت نہیں کہہ سکتے اور ذرا سکنا نام فطرتی قوت کہہ سکتے ہیں بلکہ ایک ذرا اللہ قرار دینگے جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے اور اسکے ارادہ سے اسی قوت اترتا ہے جب وہ چاہتا ہے مان وہ نوزج اترتا ہے وہ فطرت قاطبہ پر ہی اپنی روشنی ڈالتا ہے اور اپنا نام اسکو چھوہتا ہے۔

اور یہ کہنا کہ ہم اس طرح وحی کو مان نہیں سکتے کیونکہ وہ عقل انسانی کے مافوق ہے اور اسکا ہی جو اب ہے عقل انسانی اگر ایک ثابت شدہ صداقت کو اپنے فہم اور ادراک سے

وما ارسلنا من رسول ولا نبی ولا محدث ہر مقرر کے قرائد ثانی میں صرف یہ الفاظ کافی قرار دے کہ ما ارسلنا من رسول ولا نبی۔

اور اس سوال کا جواب کہ جس شخص کو شرف سکالہ الہیہ کا نصیب ہو وہ کب اور کین حالات میں انافذ کلام الہی کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔ یہ ہے کہ اکثر شہاید اور مصائب کے نزول کے وقت اولیاء اللہ پر کلام الہی نازل ہوتا ہے تا انکی تسلی اور تقویت کا موجب ہو جب وہ نزول آفات اور حوادث فوق الطاقات سے نہایت شکستہ اور دور و مند و مرفوض ہو جاتے ہیں اور حزن اور قلق انتہا کو پہنچ جاتا ہے تب خدا تعالیٰ کی صفت کلام انکے دل پر متجلی ہوتی ہے اور کلمات طیبہ الہیہ سے انکو سکیت اور تشفی بخشی جاتی ہے حقیقت یہ ہے کہ ملہم کی انکساری حالت الہامی آگ کے افروختہ

بقیہ شب کا اترے تو وہ صدقات صرف اس وجہ سے رد کرینے لایق نہیں ٹہری گی کہ عقل اسکی حقیقت تک نہیں پہنچتی دنیا میں بہترے ایسے خواص نباتات و جمادات و حیوانات میں پائے جاتے ہیں کہ وہ شہاب صحیح کے ذریعہ سے ثابت ہیں مگر عقل انسان کی فوق ہیں یعنی عقل انکی حقیقت تک پہنچ نہیں سکتی اور انکی حقیقت تبلا نہیں سکتے پس ایسا ہی وہ وحی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتی اور پاک و لدن تک وہ معلوم نہیں ہوتا ہے جو بشری طاقتوں سے بلند تر ہیں پر جبکہ یہ حال ہے کہ عقل سب سے خود جبر نہیں بلکہ ثابت شدہ صداتوں کے ذریعہ سے تدرونزلت پیدا کرتی ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ وحی سادی ایک ثابت شدہ صدات ہے جو اپنے اندر اعجازی ثبوت رکھتی ہے اور معلوم غیبیہ پر مشتمل ہوتی ہے اور ہم اس دعویٰ کے ثابت کرنے کے ذریعہ میں پہر آزمائش کے لئے متوجہ نہ ہونا کیا ان کو کوٹھا مشہود ہو سکتا ہے جو حقیقی صداتوں کے ہر کے اور پایا ہے ہیں۔

ہونے کے لئے بہت ہی دخل رکھتی ہے جب ایک شرف یاب بھکا بلکہ ایسی کمال
درمند اور مضطرب ہوتا ہے اور اسکی توجہ در دا اور حزن سے ملی ہوئی ایک تاجیدہ
جانے کی حالت تک پہنچ جاتی ہے اور وفاداری اور تضرع اور صدق کے ساتھ
ربوبیت کی شعاؤں کے نیچے جا پڑتی ہے تو یکہ ندر ربوبیت کا ایک شعل اپنی
ربوبیت کی تجلی کے ساتھ اسپر کرتا ہے اور اسکو روشن کر دیتا ہے اور وہ روشنی
کبھی کلام کی صورت میں اور کبھی کشف کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور رجوع کرنے
والے دل کو اس نیتیکہ کی طرح جو آگ کے نزدیک پہنچ جاتا ہے اپنے ربانی نور سے
منور کر دیتی ہے کیا یہ بدیسی طوع چسوس نہیں ہوتا جو ایک نیتیکہ جو پاکیزہ میل اپنے انور کرتا
ہے جب آگ کے نزدیک کیا جاتا ہے تو وہ فی الفور صورت بدل لیتا ہے اور آگ

بقیہ شیخ اگر آپ ایک صادق دل لیکر میری طرف توجہ ہوں تو میں خدا تعالیٰ سے توفیق پاکر
عبدالکرامتوں کو آپکو مطمئن کر دیکے لئے اس تمام راسطوں سے مدد چاہوں گا اور میں یقین کرتا
ہوں کہ وہ میری فریاد سن لیا اور آپکو ان غلطیوں سے نجات دیکھا جسکی وجہ سے نہ صرف
آپ بلکہ ایک گروہ کثیر گروہ داب شہادت میں مبتلا نظر آتا ہے۔ آپ یقین کیجئے کہ میں
محض لئہ اس کام کے لئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپکی رائے کا غلط ہونا آپ پر ثابت کر
دکھاؤں تو آپ میرے اس تعجب اور تاسف کا اندازہ کر سکتے ہیں جو آپکے ان
کلمات سے مجھ کو ہو رہا ہے جن میں آپ نے بلا غور و فکر یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ نہ ایک
کچھ چیز میں اور نہ وہی ملک کچھ چیز بلکہ یہ سب انسانی فطرت کی توتوں کے نام ہیں۔
عزیز من انسانی فطرت کا ظرف نہ انسانی طاقتوں کا مظہر نہیں ہو سکتا اور جو کچھ انسان کر
اسکی فطرت کے توسط سے عطا کیا جاتا ہے وہ مخلوقیت کی حد سے ما فوق نہیں ہوتا۔
شکل انسان کی جقدر اسجا دات میں اور جقدر انسانوں نے اب تک صنعتیں نکالی ہیں

کی محبت سے واپس آئے وقت ایک چمکتا ہوا شعہ اپنے ساتھ لاتا ہے پس ایک عارف اور کامل انسان اُس وقت مکالمہ الہیہ کے لئے نہایت ہی استعداد و قریب رکھتا ہے جب وہ درد مند ہو کر استغناء الہی پر گزرتا ہے اور ہر ایک طرف سے منقطع ہو کر اُس موافقت اور مصافقت کو جو اُس کے رگ و ریشہ میں رچی ہوئی ہے ایک تازہ اور نیا جوش دیتا ہے اور دردناک روح کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد کے لئے التجا کرتا ہے تب خدا تعالیٰ اُس کی سنتا ہے اور اُسے تودہ اور محبت کے ساتھ جواب دیتا ہے اور اُس پر رحم کرتا ہے اور اُسکی دعاؤں کو اکثر قبول فرما لیتا ہے۔ آج کل کے بعض طمّانہ خیال والے جو یورپ کے فلسفہ اور نیچر کے تابع ہو گئے ہیں اور اجابت اور قبولیت و عا سے منکر ہیں انکے یہ خیالات سراسر

فقیہ شیعہ گو کہ یہ غریب اور نادرسوں کے نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا کی کاموں کے ہم پلہ ہیں لیکن وہ وحی جبکہ ہم نے اپنی آنکھوں سے شاہدہ کیا ہے جسکی بابرکت آوازیں بھنے اپنے کانوں سے مسمیٰ ہیں وہ بلاشبہ ان کی فطرت سے انوکھ اور الوہیت کی دبر دست طاقتیں اپنے انور رکھتی ہیں۔ دیکھنے سے گویا ہم خدا تعالیٰ کا چہرہ دیکھتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کا ویسا ہی قول خالص ہے جیسا کہ زمین اور آفتاب اور مانتاب خدا تعالیٰ کا فعل خالص۔ اور بلاشبہ وہ انسانی فطرت کی مدد سے ایسا ہی بلند تر ہے جیسا کہ خدا ان سے کہتا ہے توڑی سی رحمت اُٹھا کر اور بزرگوار کی کے مجاہدانہ آگے ہو کر چند منہٴ بس عاجز کی محبت میں زمین تو میں اسیر رکھتا ہوں کہ آپ کے بہت سے امور انوار العقل بُری آسانی سے آپ کے معقول اور ممکن دکھائی دیں۔ گو آپ اپنے خیال میں فلسفہ اور سائنس کا پتھر اپنے دماغ میں جم رکھتے ہیں اور نیچر کے تمام درجے طے کر کے نئی روشنی سے منور ہو چکے ہیں لیکن عزیز سی (راضی و معقول)

باطل ہیں کہ قبولیت دعا کچھ خیر نہیں اور تحصیل مرادات کے لئے دعا کرنا نہ کرنا بھلا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ مومن پر خدا تعالیٰ کے فضل و نعمتیں سے یہ ایک بڑا بہاری فیض ہوتا ہے جو اسکی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اسکی درخواستیں گواہی دے ہی مشکل کاموں کے متعلق ہوں اکثر یہ پایہ اجابت پہنچتے ہیں اور دراصل ولایت کی حقیقت یہی ہے جو ایسا قرب اور وجاہت حاصل ہو جائے جو بہ نسبت اوروں کے بہت دعائیں قبول ہوں کیونکہ ولی خدا تعالیٰ کا دوست ہوتا ہے اور غاص دوستی کی پہچان ہے کہ اکثر درخواستیں اسکی قبول کیا مین پس جو شخص کہتا ہے کہ دعا قبول ہونے کے اس سے زیادہ اور کچھ منے نہیں کہ خدا تعالیٰ تک اسکی آواز پہنچ جاتی ہے اور خدا تعالیٰ جان لیتا ہے کہ اسنے دعا کی ہے ایسا شخص سحر ہے اور خدا تعالیٰ کی کتاب

لَقَدْ حَشَنَّا آسَانِي رَوْشَنِي شَيْءٍ دِگِرَہے اور مغربی علوم کی روشنی دیکھ۔ اگر آپ کو اس روشنی کی تاریکیوں اور مفرتوں کی کچھ خبر ہوتی تو آپ اسلام کی اہمیت کو اس نابکار روشنی پر بہ ہزار مرتبہ ترجیح دیتے اور دین العجائز اختیار کر کے اور اس زمانہ کے دقتیال فتنوں سے ڈر کر اور ایمانی امور پر صبر کی خواہش کر کے ہمیشہ تعرض سے یہ دعا کیا کرتے کہ میرا افسر خنا علینا صبراؤ تو فنا مسلمین۔ آپ کو معلوم ہے کہ فلسفہ موجودہ ثابت شدہ صدائوں کے مقابل پر بالکل مُردہ اور بے طاقت ہے کوئی علم نیا ہو یا عجیبانہ واقعات مجھے پر غالب نہیں آسکتا اگر مین دواؤں کو چار کہوں تو مجھے اس سے کیا اندیشہ ہے کہ کوئی بڑا فلاسفر میری مخالفت پر کڑا ہے یا اگر مین دن کو دن ہی سمجھوں تو مجھے کیوں اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ ایک گروہ فلاسفہ دن کا میرے سامنے راستوں دن کو راست کہہ رہا ہے کوئی غذا بن کر ایسی قوت نہیں پہنچا سکتی کہ جیسے بران یعنی اور انکشاف تمام دکھ۔ اور یہ انکشاف اور یہ بران جو معرفت الہی اور معاد میں مطلوب

اور اسکے دین سے محض بیگانہ ہے اگر صرف دُعا کا سُن لینا اجابت میں داخل ہے اور اس سے زیادہ کوئی بات نہیں تو پھر ہر ایک کہہ سکتا ہے کہ میری دُعا رد نہیں ہوئی کیونکہ اگر اجابت سے مطلب صرف اطلاع برد دعا ہے تو پھر کون شخص ہے جسکی دُعا سے خدا تعالیٰ بے خبر رہتا ہے ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہ باعث اپنی صفت علیم اور خبیر و وسیع ہونیکے ہر کیات کو سُننا کر اور ہر ایک شخص کی آواز اُس تک پہنچ جاتی ہے پھر ایسے سُننے میں مومن اور غیر مومن کی دُعا میں فرق کیا ہے اور یہ کہنا کہ مومن کو لبیک کہتا ہے اور دو مہرے کو نہیں یہ کیونکہ ثابت ہو جب کہ اصل محرومی میں مومن اور غیر مومن دونوں مساوی ہیں تو ایک کا فر بھی کہہ سکتا ہے کہ میری دُعا پر لبیک کہا گیا ہے تو اب اسکا کون فیصلہ کرے کہ نہیں کہا گیا۔ اور

بقیہ حشیا ہے جو در حقیقت سر چشمہ نجات ہے صرف اُس سے عرفان حاصل ہوتا ہے جو صاحبِ انسان کو بعد ایمان کے کتابے پُرانے یا نئے فلسفہ کے ذریعہ سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا لیکن ان لوگوں پر یہ امر مشتبہ رہتا ہے کہ جو نہ ایمان کو مرتبہ کمال تک پہنچائے ہیں تا اسکے انوار معلوم کریں اور نہ فلسفہ میں پوری ترقی کرنے میں تا اسکی ذہنی اثر پورے طور پر اُن پر ظاہر ہوں۔ ہر ایک چیز کی پوری حقیقت اسکے کمال سے کھلنے ہے مثلاً اگر کسی نمبر یا تاریخ کی اصل حقیقت معلوم کرنی ہو تو اسکی پوری خواہش کیا کر دیجہیں اور اگر کسی فلاسفر یا جہی کی ہدایات کے نتائج کا مدد دریافت کرنے مقصود ہوں تو پورے طور پر اسکے حیل و شعبہ بنیں۔ تاکہ وہ معلوم ہوگا کہ فلسفہ کا کمال جس حد تک انسان کو پہنچنا ہوتا ہے اور اب بھی پہنچنا ہے وہ وہی ہے جسکو دہریت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ کیا آج کل کے یہ کہ حقیقی خدا دانی کے وہ لوگ وارثِ بدین جو فلاسفر کہلاتے ہیں۔ کیا حقیقی انکسار اور حقیقی تقویٰ اور حقیقی خدا ترسی اور کامل طور پر خدا تعالیٰ کی عظمت کو دل میں بٹھانا

ایسی بے معنی لبیک کا فائدہ کیا بلکہ موسیٰ کی دُعا ضرور قبول کیجاتی ہے اور اگر قبول کرنا موسیٰ کے حق میں بہتر نہ ہو تو کم سے کم یہ ہونا ہے کہ موسیٰ کو نرمی اور محبت کی راہ سے بذریعہ محتبانہ مکالمہ کے اُس پر اطلاع دیجاتی ہے۔ خدا تعالیٰ جو تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے سب سے زیادہ رحمت موسیٰ پر ہی کرتا ہے اور ہر ایک مصیبت کے وقت اُسے سنبھالتا ہے اور اُسکی حفاظت کرتا ہے اور اگر تمام مہم دنیا ایک طرف ہو اور موسیٰ کی طرف توجہ موسیٰ کو دیتا ہے اور اُسکی عمر اور عافیت کے دن بڑھاتا ہے۔ دشمن کہتا ہے کہ وہ ہلاک ہو جائے اور ناپید ہو جائے پر وہ دشمن کو ہی ہلاک کرتا ہے اور اُسکی بددعاؤں اُسی کے سر پر پڑتا ہے پر موسیٰ کی دُعا کو قبول کر لیتا ہے اور اُسکی دُعاؤں کو قبول کر کے وہ خوارق دکھاتا ہے جن سے دُنیا

بھید شہنا جو حقیقی خدا دانی کے نتائج میں کہیں ان فلاسفوں کو میسر ہوئے ہیں یا اب میسر ہیں کیا فلسفہ کی کتابوں کے ورق گردانے سے اُس سچی معرفت کی اُمید ہے جو فلسفہ جذبات سے آزاد کرتی اور محبت الہی دل میں بٹھاتی ہے مہجری دانست میں تو سرگرداں ہے فلسفہ کے علم کا انتہائی معراج تو یہی ہے کہ ایسا انسان جو صرف فلسفہ کا تاج ہے خدا اور یوں اور بہت اور دونوں سے کچھ دست بردار ہو جائے اور نہکے اور معرفت اور نفس پرستی اختیار کر لے اور نہکے ایک اور وجود ذات مذہب بالارادہ صرف ایک ہم اوصوم و صلوٰۃ نضیع و آقا اور نکرمانہ و خاندان نبوی اکملی و گروہ ہے میں یہ باتیں پہلی ہوئی ہیں جو ایک پروردگار کی طرح ہر دم معرفت کی طرف کھینچتی ہیں جی جی میں اسلامی حکمت اور معرفت کا مرکز و امیرہ وجود باری اور اسکا مذہب بالارادہ مژدہ اور اسکا راعی لاشریک ہونا ہے اور اُسی کے مناسب حال ہر سے دین کے تمام مسائل میں اور فلسفہ کی حکمت اور معرفت کا اصل مرکز و امیرہ و معرفت ہے اور اُسی کے مناسب حال تو کی تمام تحقیقات میں ان ان میں سے بعض ایسے ہیں جو صرف سکا نام

چہرہ نہ ہو جاتی ہے کرامت کیا چیز ہے؟ ایموس کی دعا کو قبول ہو کر ایک شہادت مشکل اور بعید از عقل کام کو پورا کر دیتی ہے اور تمام خلقت کو ایک حیرت میں ڈالتی ہے پھر کیونکر کہا جاسکے کہ دعا قبول نہیں ہوتی نادان ہے وہ شخص جو ایسا خیال کرتا ہے بیوقوف ہے وہ فلسفی جو ایسا سمجھتا ہے یہ دعویٰ بے دلیل نہیں ہیں میرے پاس کھلے کھلے دلائل اور نہایت روشن براہین ہیں پر جو اپنی آنکھوں پر پٹی باندھتا ہے تا آفتاب نظر نہ آوے وہ کیونکر روشنی کو دیکھ سکتا ہے۔

اب یہ بھی یاد رہے کہ وہ اسلام جسکی خوبیاں ہم بیان کر چکے ہیں وہ ایسی چیز تھیں جسکے ثبوت کے لئے ہم صرف گذشتہ کا حوالہ دین اور محض قبروں کے نشان دکھائیں اسلام مردہ مذہب تھیں تا یہ کہا جاسکے کہ اسکی سب برکات پیچھے رہ

بیشک خدا تعالیٰ کو علت العمل سمجھتے ہیں لیکن اسکو دہر بالا را وہ اور اپنی مخلوق میں تصرف اور عالم جمیع جزئیات کا نیات یقین نہیں رکھتے اور کوئی اختیار یا تصرف اسکا عالم پر تسلیم نہیں کرتے سو وہ ہی درحقیقت دہریوں کے چوڑے بہائی میں یہ سچ ہے کہ ان جان سپاسی دیکھے اسکو لیلے لیکن ہمیں نہیں چاہئے کہ مسومہ کانون میں سے ایک کہانے کو اس خیال سے کہانے لکھیں کہ غالباً اس میں دہر نہیں ہو گا یہ لٹینی امر ہے کہ ہر ایک شخص اپنے اصول کے موافق کلام کرتا ہے اور تمام جزئی مباحث اور تحقیقات پر اصول کا اثر پڑا ہوا ہوتا ہے ہر جبکہ فلاسفوں کا اصل عقیدہ دہریت یا انجی کے قریب قریب ہے تو کیا امید ہو سکتی ہے کہ انکے دوسرے مباحث میں جو اسے اصول کے زیر سلسلہ چلے جاتے ہیں کوئی صلاحیت اور روشد کی بات ہوگی اور خدا تعالیٰ کے کلام نے ہمیں کوئی ضرورت اور حاجت انکی طرف باقی رکھی ہے تا ہم دانشمندانہ خطرات کو اختیار کرین جو ہمیشہ ہلاکت تک پہنچاتی رہی ہے ہر ایک مسلمان یا انجی

گئی ہیں اور آگے خاتمہ ہے (اسلام میں بڑی خوبی یہی ہے کہ اُسکی برکات ہمیشہ اُسکے ساتھ ہیں اور وہ صرف گذشتہ حصوں کا سبق نہیں دیتا بلکہ موجودہ برکات پیش کرتا ہے دُنیا کو برکات اور آسانی نشاندہ کی ہمیشہ ضرورت ہے یہ نہیں کہ پچھلے تہن اور اب تھیں بہن ضعیف اور عاجز انسان جو اندھے کی طرح پیدا ہوتا ہے ہمیشہ اس بات کا محتاج ہے کہ آسانی با وضاحت کا اُسکو کچھ پتہ لگے اور وہ خدا جیسے وجود پر ایمان ہے اُسکی ہستی اور قدرت کے کچھ تاہی ظاہر ہوں پچھلے زمانہ کے نشان دوسرے زمانہ کے لئے کافی تھیں ہو سکتے ہیں کہ خبر معاینہ کی مانند نہیں ہو سکتی اور امتداد زمانہ سے خبریں ایک حصہ کے رنگ میں ہو جاتی ہیں ہر ایک نئی صدی جو آتی ہے نوگرا یا ایک نئی دُنیا شروع ہوتی ہے اسلئے اسلام کا خدا جو

لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا فَعَرَأْتُمْ بُرْهَانَ اللَّهِ وَأَنْتُمْ لَعَالِيكُمْ أَعْمٰیۃٌ (وقت اپنی ناز میں یہ دُعا پڑھتا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الدین انعمت علیہم اور خدا تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے کہ صراط مستقیم نبیوں کی راہ صدیقوں کی راہ مشہدوں کی راہ ہے ہر ہم سخت نادان ہونگے اگر ہم اپنی راہوں کے طلبگار نہ ہوں جن کی طلب کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے اور فلسفیوں کی جیسے پرستگے ہیں اور یہ خیال کہ ہر کو اپنے جیسے عقاید ایسے معقولی طور پر ثابت کر لیں چاہئے کہ جیسے ہندسہ اور حساب اور بعض حصے علوم طبعی کے ثابت ہیں کیونکہ انسان سکنت بعقل ہے پس جو باتیں ہماری عقل سمجھ نہ سکے وہ قبول کر نیکی لائق نہیں ہیں یہ سخت سفر اور ٹھنڈک دہو کا ہے جو آپ کو لگا ہوا ہے اور اسی وجہ سے آج کی یہ حالت ہے کہ آپ علم اور مذہب کو دو چیز کہنا نہیں چاہتے بلکہ جیسے سبیل اور عقاید مذہب کو اپنا علم بنانا چاہتے ہیں جو ہندسہ اور حساب کی طرح یا اُس سے بڑھ کر ہو کر انوس کہ آپ یہ نہیں سوچتے کہ اگر علم دین اور دینی عقاید ایسے ہی علوم دہیہ میں سے ہوتے

سچا خدا ہے ہر ایک نئی دنیا کے لئے نئے نشان دکھاتا ہے اور ہر ایک صدمی کے سر پر اور خاکہ ایسی صدمی کے سر پر جو ایمان اور دیانت سے دور پڑ گئی ہے اور بہت سی تاریکیاں اپنے اندر رکھتی ہے ایک تائیم مقام نبی کا پیدا کر دیتا ہے جسکے آئینہ فطرت میں نبی کی شکل ظاہر ہوتی ہے اور وہ تائیم مقام نبی متبوع کے کمالات کو اپنے وجود کے توسط سے لوگوں کو دکھاتا ہے اور تمام مخالفوں کو سچائی اور حقیقت نمائی اور پردہ درسی کے رو سے ملامت کرتا ہے۔ سچائی کے رو سے اس طرح کہ وہ سچے نبی پر ایمان نہ لائے پس وہ دکھاتا ہے کہ وہ نبی سچا تھا اور اسکی سچائی پر اسامی نشان یہ ہیں اور حقیقت نمائی کی رو سے اس طرح کہ اس نبی متبوع کے تمام مغالطہ دین کا حل کر کے دکھاتا ہے اور تمام شبہات اور اعتراضات کا استیصال کرتا

بقیہ شیعہ کہ جیسے دو اور دو چار تو ہر کیا وجہ تھی کہ اُنکے ماننے اور تسلیم کرنے سے ہمیں نجات کا وعدہ دیا جاتا مین نہیں شک نہ سکتا کہ کسی بدیہی بات کے ماننے اور قبول کرنے سے نجات کو کیا تعلق ہے اگر مین یہ کہوں کہ مین نے مان لیا کہ اب تک جو ۳۰ زمرہ کلمہ لیا ہے سید صاحب صحیح سالم زندہ موجود مین یا اگر مین قبول کروں کہ فی الواقع اتوار کے بعد پیر آتا ہے اور وہ حقیقت نہیں کا نصف دن مل جوتے مین تو کیا مجھے ان باتوں پر ایمان لانے اور مان لینے سے کسی ثواب کی توقع رکھنی چاہئے پیر اگر شکل و جو و ملائک کا اشیاء مشہورہ و محسوسہ کی طرح ہوتا شکل ایسا یقینی ہوتا کہ خدا استیلائی ہو کیونکہ کوشیہ پکڑا کر دکھاتا اور آپ ملائک کو ہاتھوں سے ٹٹول لیتے اور آنکھوں سے دیکھ بیٹے اور ایسا ہی بہشت کی نہرین اور عمار اور غلمان آپ کو علیگنڈہ مین پیشہ برائے نظر آجاتین اور شداب لہوہ کا کوئی بیابان ہی نہیں ملے اور دوزخ ہی سامنے نظر آتا تو مین نہیں سمجھ سکتا کہ ان تمام کلمہ کلمے کو توئی کے بعد آجکا اسناد و حدیث کتنا کیا وزن رکھتا۔

ہے۔ اور پر وہ درسی کے رو سے اس طرح کہ وہ مخالفوں کے تمام پر دے پہاڑ دیتا ہے اور دنیا کو دکھلا دیتا ہے کہ وہ کیسے جو قوت اور معارف دین کو نہ سمجھنے والے اور غفلت اور جہالت اور تاریکی میں گرنے والے اور جناب الہی سے دور و مہجور ہیں۔ اس کمال کا آدمی ہمیشہ مکالمہ الہیہ کا خلعت پا کر آتا ہے اور نہ کی اذ مبارک اور مستجاب الدعوات ہوتا ہے اور نہایت صفائی سے ان باتوں کو کہتا ہے کہ وہ دکھلا دیتا ہے کہ خدا ہے اور وہ قادر اور بصیر اور سمیع اور علیم اور تدبیر بالا را ہے اور درحقیقت دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اہل اللہ سے خوارق ظاہر ہوتے ہیں پس صرف اتنا ہی نہیں کہ وہ آپ ہی معرفت الہیہ سے مالا مال ہے بلکہ اس کے زمانہ میں دنیا کا ایمان عام طور پر دوسرا رنگ پکڑ لیتا ہے اور وہ تمام خوارق جن سے

بقیہ حشیا میر عزیز سید وقت گذر جاتا ہے جلد اس نازک اور ضروری مسئلہ کو سمجھ کر کاراج ایمان پر ہے اور ایمان اسی طرز کے ماننے کا نام ہے کہ جب امور ستر چنید قرائن سے تو ممکن الوجہ و نظر آدین مگر منور مخفی اور ستور ہوں کیونکہ ایسے امور کے ماننے سے انسان خدا تعالیٰ کے نزدیک صادق ٹہر جاتا ہے وچہ یہ کہ اسنے اس کے نبی اور رسول کی خبر کو مان لیا اور اس کے پیغمبر کو خبر صادق سمجھ لیا سو اس صادق اور صحت من سے وہ بخشا جاتا ہے۔ اس دقیقہ جبہ کو تماش کرنا ہر یک عقلیہ کا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ نے کہا ایسا کہ جن امور پر ایمان لانے کی تکلیف دی انکو ایسا مخفی اور ستور رکھنا کہ وہ اس دنیا کی عقل اور اس دنیا کی حکمت اور اس دنیا کے علم سے مکمل نہیں کھتے شہا ایمانیا سے سچے مقدم امر خدا تعالیٰ کی مبتی اور اس کے علیم اور حکیم اور قادر مطلق اور سبب بالا راہ اور واحد لا شریک اور ازلی ابدی اور ذوالعرش اور پیر ہر یک جگہ حاضر ناظر ہونے پر ایمان لانا ہے مگر مجرد قیاسی باتوں اور محض تراشیدہ خیالات کے اور کونسا پتہ ان کو

دنیا کے لوگ منکر تھے اور ان پر ہنستے تھے اور انکو خلاف فلفہ اور خیج سمجھتے تھے یا اگر بہت نرمی کرتے تھے تو بطور ایک قہقہہ اور کہانی کے انکو مانتے تھے اب اُسکے آنے سے اور اُسکے عجائبات ظاہر ہونے سے نہ مرث قبول ہی کرتے ہیں بلکہ اپنی پہلی حالت پر روتے اور تاسف کرتے ہیں کہ وہ کیسی نادانی تھی جسکو ہم عقلمندی سمجھتے تھے اور وہ کیسی ہی تو فنی تھی جسکو ہم علم اور حکمت اور قانونِ قدرت خیال کرتے تھے غرض وہ خلقِ پیر ایک شعلہ کی طرح گزرا ہے اور سب کو کم و بیش حسب استعدادات مختلفہ اپنے رنگ میں لے آتا ہے اگرچہ وہ اوائل میں آڑا یا جاتا اور تکالیف میں ڈالا جاتا ہے اور لوگ طرح طرح کے دکھ اُسکو دیتے اور طرح طرح کی باتیں اُسکے حق میں کہتے ہیں اور انواع و اقسام کے طریقوں سے

بقیہ شیخ اسرار عقل لگا سکتی ہے اور کیونکہ ایسا شخص جو انکشاف حقیقت کا ہو کا پیاسا اور زندہ خدا کی معرفت چاہتا ہے عقل کی کیڑ نہ اور ناکافی استعدادات پر مطمئن ہو سکتا ہے عقل انسانی ہزار سوچے اور گو لا کہہ دینے زمین اور اجرام آسمانی کی پر حکمت مبادیث پر نظر غور کرے لیکن وہ یہ دعویٰ نہیں کر سکے کہ اس عالم کا کوئی صنایع ہے کیونکہ ایسا دعویٰ ترتیب کرے کہ اُسکو دیکھا ہی ہوا اسکا کوئی پتہ ہی نہ ہو ان اگر عقل دہوکا نہ کھاوے اور دوسری طرف بُخ نہ کرے تو یہ کہہ سکتی ہے کہ اس ترتیب محکم اور ترکیب المیع اور اس کا وہ بار پر حکمت کا کوئی صنایع ہونا چاہئے گرتے اور ہونا چاہئے میں جس قدر فرق ہو وہ ظاہر ہے اور یہ بات ہی بطور منزل بننے بیان کی ہے ورنہ جنہوں نے خدا تعالیٰ کے وجود کا پتہ چھانے میں صرف اپنی عقل ہی کو امان بنایا اور فقط اُس کی رہبری سے کسی منزل تک پہنچنا چاہا تاہم اگر عقل نے جس جگہ پہنچا یا ہے وہ یہی ہے کہ یا تو وہ لوگ آخر کار دہریہ ہو گئے اور یا خدا تعالیٰ کو اپنے ضعیف طرد پر ماننا جملہ ماننے کے برابر تھا اب جبکہ خدا وانی کے مرتبہ پر ہی

اُس کو ستاتے اور اُسکی ذلت ثابت کرنا چاہتے ہیں لیکن چونکہ وہ برائے حق اپنے
ساتھ رکھتا ہے اس لئے آخر اُن سب پر غالب آتا ہے اور اُسکی سچائی کی کرنیں
بڑے بڑے دُور سے دُنیا میں پھیلتی ہیں اور جب خدا بیگالی دیکھتا ہے کہ دین اُسکی
صداقت پر گواہی نہیں دیتی تب آسمان والوں کو حکم کرتا ہے کہ وہ گواہی
دہیں سو اُسکے لئے ایک روشن گواہی خوارق کے رنگ میں دُعاؤں کے قبول
ہونے کے رنگ میں اور حقایق و معارف کے رنگ میں آسمان سے اُترتی ہے
اور وہ گواہی پھروں اور گونگوں اور اندھوں تک پہنچتی ہے اور بہتر سے میں جو
اُسوقت حق اور سچائی کی طرف کھینچے جاتے ہیں مگر مبارک وہ جو پھلے سے قبول
کر لیتے ہیں کیونکہ اُنکو بوجہ نیک نمن اور قوت ایمان کے صدیقیوں کی شان کا ایک

بقیہ شیخ) عقلمند و سنجیدہ حال جو اور ہم اللہ ہی غلط ہوئی تو بہرہ و سرے اور غیبیہ کا عقل انسان کو
کچھ نہ لگتا کیا اسید رکھیں سو اس ال کا جواب کہ یہ ایمانی اور کیوں نفی رکھے گئے وہی ہے
جو ابی ہم کہہ چکے ہیں یعنی خدا تعالیٰ کی رحمت اور بخشش اور فضل نے بن اور غیبیہ کو
انسان کی نجات کے لئے ایک راہ نکالی کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنی سچ کو جو حقیقتِ اعلیٰ پر اور
ملایک کو جو باذنِ تعالیٰ اور پیر اور روز قیامت کو جو تجلی کا وہ قدرت نام ہے اور ہر شے
اور درجہ اور حقیقت نبوت اور رسالت اور وحی کو عقلمندوں کی نظر سے پوشیدہ
کیا اور لپٹا ہی نہ دیا کو ان امور کی معرفت بخش کر اور تاجِ نبوت اور خلعتِ رسالت
عطا فرما کر دعوتِ ایمانی کے لئے دُنیا میں بھیجا ہر جیسے اُنکو خبرِ صداقت سمجھا دے اُنکی باتوں
پر ایمان لایا وہ سوسن کہلا یا اور نجات پا گیا اور جس نے دُنیا کی عقل اور منطق کو اپنا
مہل بنا کر چون و چرا کیا وہ مردود اور کافروں کا رُفد بنا دیا اور آخرت قرار پایا اور جنہم سکا
ٹھکانا اور امکنیں اس جگہ کو بھی نہ دیکھا دے کہ اس دعوتِ ایمانی میں محض

حصہ ملتا ہے اور یہ اُسکا فضل ہے چہر چاہے کرے۔

اب اتمام حجت کے لئے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اُسی کے موافق جو ابھی
 دینے ذکر کیا ہے خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دُنیا کو غفلت اور کفر
 اور شرک میں غرق و دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور استبانتی کو
 زایل ہونے سے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے کہ تا وہ دوبارہ دُنیا میں عملی اور عملی اور
 اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے
 جو فلسفیت اور پھریت اور باحوت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس
 ابی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں سوا سے حق کے طالبو سوج کر دیکھو کہ
 کیا یہ وقت وہی وقت نہیں ہے جس میں اسلام کے لئے آسمانی مدد کی ضرورت تھی

فقید شیعہ جبر اور تکلف مالا یطاق ہے کیونکہ جیسا کہ ہم اس تالیف اور تالیفات سابقہ میں
 لکھ چکے ہیں ان ایمانی امور کے ساتھ ایسے قراین مرہم ہی ہیں جو طالب حق کو
 تشفی بخشے ہیں اور عقل سلیم کے لئے قائم مقام دلائل و براہین جو جاتے ہیں
 اور اوہام فلسفہ کو کاہنہ دم اور نابود کر دیتے ہیں بہر جب کہ وہ ایسے شخص کے منہ
 سے نکلے جو بہت سے انوار سوسوی اور برکات اور خوارق اپنے ساتھ رکھتا ہے تو
 ان انوار کو ٹوٹا نظر رکھنے سے بلاشبہ ایک سلیم المضطر آدمی کا یقین نذر علی اللہ
 ہو جاتا ہے سوا ایمان کی ہی تلاش ہے جو میں نے بیان کی خدا تعالیٰ کا کلام میں
 یہی سکھاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ تب نجات پاؤ گے یہ ہمیں ہدایت نہیں دینا کہ تم ان
 عقاید پر نبی علیہ السلام نے پیش کئے دلائل فلسفہ اور براہین یقینیہ کا مطالبہ کرو اور
 جب تک معلوم نہ ہو اور حساب کی طرح وہ حدائق میں گھلے نہ جائیں تب تک ان کو
 مست بالظن ظاہر ہے کہ اگر نبی کی باتوں کو معلوم حقیقت کے ساتھ دین کر ہی مانتا ہے تو

کیا ابھی تک تم پر یہ ثابت نہیں ہوا کہ گذشتہ صدی میں جو تیرہویں صدی تھی
 کیا کیا صدیات اسلام پر پھنچ گئے اور ضلالت کے پھیلنے سے کیا کیا ناقابل برداشت
 زخم ہمیں چھانے پڑے کیا ابھی تک تم نے معلوم نہیں کیا کہ کن کن آفات نے اسلام
 کو گھیرا ہوا ہے۔ کیا اسوقت تک یہ خبر نہیں ملی کہ کس قدر لوگ اسلام سے بھل گئے
 کس قدر عیسائیوں میں جا ملے کس قدر دہریہ اور طبعیہ ہو گئے اور کس قدر شرک اور
 بدعت نے توحید اور سنت کی جگہ لے لی اور کس قدر اسلام کے روکے لئے کتا بین
 لکھی گئیں اور دنیا میں شایع کی گئیں اسوقت اب سوچ کر کہو کہ کیا اب ضرور نہ تھا کہ خدا تعالیٰ
 کی طرف سے اس صدی پر کوئی ایسا شخص بھیجا جاتا جو بیرونی حکومتوں کا مقابلہ کرنا اگر
 ضرور تھا تو تم دانستہ الہی نعمت کو رومٹ کرو اور اس شخص سے منحرف ست ہو جاؤ

بقیہ حاشیہ
 نبی کی متابعت نہیں بلکہ ہر ایک صداقت جب کامل طور پر پہنچ جائے خود وہ جلتسلیم
 ٹھہرتی ہے خواہ اسکو ایک نبی بیان کرے خواہ غیر نبی بلکہ اگر ایک ناسق ہی بیان
 کرے تب بھی ماننا ہی پڑتا ہے جس خبر کو نبی کے اعتبار پر اور اُسکی صداقت کو مسلم
 رکھ کر تسلیم قبول کر لیتے وہ چیز ضرور ایسی ہونی چاہئے کہ گو خدا تعالیٰ صدق کا بہت زیادہ
 احتمال رکھتے ہو مگر کذب کی طرف بھی کسی قدر نادانوں کا وہم جا سکتا ہوتا ہے صدق
 کے شق کو اختیار کر کے اور نبی کو صداقی قرار دیکر اپنی نیک فہمی اور اپنی فراست و دقیقہ
 اور اپنے ادب اور اپنے ایمان کا اجرا یوں ہی پی لب لباب قرآن کریم کی تعلیم کا ہے
 جو ہم نے بیان کر دیا ہے لیکن حکماء اور فلاسفہ اس پہلو پر چلے ہی نہیں اور وہ ہمیشہ
 ایمان سے لاپرواہ رہے اور ایسے حکم کو ٹھونڈتے رہے جسکا فی الفور قطعی اور یقینی ہونا
 ان پر مکمل جاسے گی یاد رہے کہ خدا تعالیٰ نے ایمان بالحب کا حکم فرما کر مومنوں کو یقینی
 معرفت محروم رکھا نہیں چاہا بلکہ یقینی معرفت کے حاصل کر نیکی کے ایمان ایک زمین پر

جسکا آنا اس صدی پر اس صدی کے مناسب حال ضروری تھا اور جسکی تبدل سے نبی کریم نے خبر دی تھی اور اہل اللہ نے اپنے الہامات اور مکاشفات سے اسکی نسبت لکھا تھا فورہ نظر اٹھا کر دیکھو کہ اسلام کو کس درجہ پر بلاؤں نے مجبور کر لیا ہے اور کیسے چاروں طرف سے اسلام پر فحشوں کے تیر جھوٹ رہے ہیں اور کیسے کروڑوں فحشوں پر اس زہر نے اثر کر دیا ہے یہ علمی طوفان یہ عقلی طوفان یہ فلسفی طوفان یہ مکروہ منصوبوں کا طوفان یہ فتنہ اور فحش کا طوفان یہ لالچ اور طمع دینے کا طوفان یہ اباحت اور دہریت کا طوفان یہ شرک اور بدعت کا طوفان جو ہے ان سب طوفانوں کو ذرہ آنچھین کہو ملکر دیکھو اور اگر کٹا جی تو ان مجموعہ طوفانات کی کوئی پہلے زمانہ میں نظیر بیان کر وادہ ایمان کہو کہ حضرت آدم سے لیکر تا آئندہ ہم اسکی کوئی نظیر ہی ہے اور اگر نظیر

بقتیہ شہک جس زمین پر چڑھنے کے بغیر سچی معرفت کو طلب کرنا ایک سخت غلطی ہے لیکن اس زمین پر چڑھنے والے معارف حافیہ اور مشاہدات شافیہ کا ضرور چہرہ دیکھ لیتے ہیں جب ایک ایماندار جمیعت ایک صادق مومن کے احکام اور احضار الہی کو محض اس جہت سے قبول کر لیتی ہے کہ وہ اخبار اور احکام ایک خبر صادق کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے اُسکو عطا فرمایا ہے مگر تو عرفان کا انعام پانے کے لئے مستحق ٹھہرتا ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے یہی قانون ٹھہرا رکھا ہے کہ پہلے وہ امور غیبیہ پر ایمان لا کر فرمان بردار بنیں مین داخل ہوں اور پھر عرفان کا مرتبہ عطا کر کے سب عقدے اُنکے کہو لے جائیں لیکن انفس کہ جلد باز انسان ان راہوں کو اختیار نہیں کرتا خدا تعالیٰ کا قرآن کریم میں یہ وعدہ ہے کہ جو شخص ایمانی طور پر نبی کریم کی دعوت کو مان لے تو وہ اگر مجاہدات کے ذریعہ سے اُنکی حقیقت دریافت کرنا چاہے وہ اس پر مبرا لیکر کشف اور اہام کے کہو لے جائینگے اور اسی کے ایمان کو عرفان کے درجہ تک پہنچایا جائیگا اور اس وعدہ کا صدق ہمیشہ واستبدالوں

تھیں تو خدا تعالیٰ سے ڈرو اور حدیثوں کے وہ سننے کرو جو ہو سکتے ہیں واقعات
 موجودہ کو نظر انداز نہ کرنا تم پر کھل جائے کہ یہ عام ضلالت وہی سخت وجہ است
 ہے جس سے ہر ایک نبی اور آقا آیا ہے جسکی بنیاد اس دنیا میں عیسائی مذہب اور
 عیسائی قوم نے ڈالی جسکے لئے ضرورت تھا کہ مجاہد وقت مسیح کے نام پر آئے کیونکہ
 بنیاد فساد مسیح کی ہی امت ہے اور میرے پرکشٹایہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ نہر ناک ہوا جو
 عیسائی قوم سے دنیا میں پسپل گئی حضرت عیسیٰ کو کسی خبر دی گئی تھی روح رومانی نزول کے لئے
 حرکت میں آئے اور اسنے جوش میں آکر اور اپنی امت کو ہلاکت کا سفدہ پر دوا پا کر
 زمین پر اپنا قائم تایم اور شبیہ چاہا جو اسکا ایسا ہم طبع ہو کر گیا وہی ہوسو اسکو
 خدا تعالیٰ نے وعدہ کے موافق ایک شبیہ عطا کیا اور اسین مسیح کی بہت اور ریت

تقدیم حقیقت اسلام پر جو مجاہدات سے خدا تعالیٰ کو ڈھونڈتے ہیں ظاہر ہو جاتا ہے۔ غرض جو بات
 سونوں کی معمولی سمجھ سے برتر ہے اسکے دریافت کرنے کی یہ راہ نہیں ہے کہ وہ فرقہ
 مخالف مسافروں کے دست نگہ ہوں اور گم گشتہ سے راہ پر چھین جگہ انکے لئے صدق
 صبر و عرفان کا مرتبہ عطا کیا جاتا ہے جس مرتبہ پر چھپ کر تمام عقدے انکے حل ہو جاتے ہیں۔

اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی لڑائی چوری لڑائی ہو رہی ہے اسکو دیکھ کر اور علم کے بہت
 محلے شاہدہ کے بیدل نہیں ہونا چاہئے کہ اب کیا کریں یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں
 اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی
 روحانی طور کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے یہ شکی کوئی
 یاد ہو کہ غرق غیب اس لڑائی میں ہی دشمن ذلت کے ساتھ پس پا ہو گا اور اسلام
 فتح پائیگا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی بزدل اور حملہ کریں۔ کیسے ہی نئے نئے ہتھیار
 کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار انکے لئے نہایت ہے۔ میں مشکوٰۃ نعمت کے

اور روحانہ دل پہنچی اور اس میں اور سچ میں بشریت اتصال کیا گیا گویا وہ ایک ہی جوہر دو ٹکڑے بنا گئے اور سچ کی توجہات نے اس کے دل کو اپنا قرار گاہ بنایا اور اس میں ہو کر اپنا تعاقب اور کرنا چاہا پس ان معنوں سے اس کا وجود سچ کا وجود ٹھہرا اور سچ کے پرجوش اور ادانت اس میں تامل ہوئے جھکا نزول ابہامی استعارات میں سچ کا نزول قرار دیا گیا یاد رہے کہ یہ ایک عرفانی بھید ہے کہ بعض گذشتہ کاملوں کا ان بعض پرجو زمین پر زندہ ہو جو ہوں عکس توجہ پڑ کر اور اسحاق و خیالات ہو کر ایسا تعلق ہو جاتا ہے کہ وہ ان کے طور پر اپنا بطور سمجھ لیتے ہیں اور ان کے ارادات جیسے آسمان پر ان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں ویسا ہی باز نہ تعالیٰ اس کے دل میں جو زمین پر ہے پیدا ہو جاتے ہیں اور ایسی روح جسکی حقیقت کو اس آدمی سے جو زمین پر ہے متحد کیا جاتا ہے ایک ایسا ملکہ رکھتی ہے

بقیہ حقیقت طور پر یہ کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجہد کو علم دیا گیا ہے جس علم کے رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے محسوس اپنے تئیں بجا بیگا بلکہ حال کے علوم مخالف کو جہالتین ثابت کر دیتا ہے۔ اسلام کی سلطنت کو ان چڑیاہوں سے کچھ ہی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے جو رہے ہیں ان کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر ان کے فتح کے نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح ہی روحانی تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو اسکی اہم طاقت ابھارنا ہے کہ اس کا مذہم کر دے میں متعجب ہوں کہ آپ نے کس سے اور کس سے دشمن بنایا اور کیونکہ سمجھ لیا کہ ہر بات میں اس زمانہ کے فلسفہ اور سائنس نے پیدا کی ہیں؟ اسلام پر غالب ہیں حضرت خوب یاد رکھو کہ اس فلسفہ کے پاس تو صرف عقلی استدلال کا ایک اور ہر اس جہاد ہے اس اسلام کے پاس یہ ہی کامل طور پر اور دوسرے کسی تسمانی بنیاد ہیں ہر اسلام کو اس کے حملہ سے کیا خوف چہ نہ معلوم کتنا چ اس قدر اس فلسفہ سے

کہ جب چاہے پورے طور پر اپنے ارادے اُس میں ڈالتی رہے اور ان ارادوں کو خدا تعالیٰ اُس دل سے اس دل میں رکھ دیتا ہے غرض یہ سنت اللہ ہے کہ کبھی گزشتہ انبیاء اولیاء اس طور سے نزول فرماتے ہیں اور ایللیا نبی نے یحییٰ نبی میں ہر اسی طور سے نزول کیا تھا سو مسیح کے نزول کی سچی حقیقت یہی ہے جو اس عاجز پر ظاہر کی گئی اور اگر اب بھی کوئی باز نہ آوے تو میں سہا بلہ کے لئے طیار ہوں پہلے صرف اس وجہ سے میں سہا بلہ سے اعراض کیا تھا کہ میں جانتا تھا کہ مسلمانوں سے معاہدہ جائید نہیں کر اب مجہد کو بتایا گیا کہ جو مسلمان کو کافر کہتا ہے اور اسکو اہل قبلہ اور کلہ گوارہ عقاید اسلام کا مستحق پا کر بہرہی کافر کہنے سے باز نہیں آتا وہ خود واپس اسلام سے خارج ہے سو میں مامور ہوں کہ ایسے لوگوں سے جو ائمہ الکفر میں اور مفتی اور مولوی اور محدث

بقیہ شیخ کیونڈتے ہیں اور کیونڈ سکے قدموں کے نیچے گرے جاتے ہیں اور کیون قرآنی آیات کو تاویلات کر تکسیر پر چڑھا رہے ہیں انھوں نے جن باتوں میں سیرا یک یا کوئی باتنا اس امر کو مستلزم ہے کہ اسلام کے سارے عقاید سے انکار کیا جائے ان باتوں کا ایک ذخیرہ کثیرہ آپ نے مان لیا ہے اور طرفہ یہ کہ باوجود انکار و حجرات انکار علیک انکار اخبار غیبیہ انکار و حمی انکار اجابت و عافیہ انکارات کے آپ جا بجا یہ بھی ماننے لگے کہ قرآن برحق رسول برحق اسلام برحق اور مخالف اُس کے سب باطل تو ان متضاد خیالات کے جمع ہونے کی وجہ سے آپ کی تاویلات اس عجیب حیوان کی مانند ہو گئیں کہ جو ایسا فرض کیا جائے کہ حکما موافق ہو گا ہو اور دم بند رکی اور کہاں بکرے کی اور چنبے پھڑپھڑے کے اور دانت ہاتھ کے کہانے کے اور کہانے کے اور پرنہایت انھوں نے کی جگہ یہ ہے کہ شیعہوں کی طرح آپ کے کلام میں تلبیہ ہی پایا جاتا ہے چنانچہ اپنی بعض رایوں کے بیان کرنے میں آپ ایک ایسی زود الوجہ بات بیان کر جاتے ہیں جیسا کہ یہ حاصل معلوم نہیں ہوتا اور شتر مرغ کی طرح

کہلاتے ہیں اور انہوں اور نساؤ بھی رکھتے ہیں مباہلہ کروں اور پھیلے ایک عام مجلس میں ایک مفصل تقریر کے ذریعہ سے انکو اپنے دلائل سمجھا دوں اور اسی مجلس میں انکے تمام الزامات اور شبہات کا جواب انکے دل میں غلبان کرتے ہیں جو اب بھی دیدوں اور سپر اگر کافر کہنے سے باز نہ آویں تو ان سے مباہلہ کروں مباہلہ اس بنا پر مخفی ہو گا کہ وہ اپنے اصطلاحی نام اہل سنت و الجماعت سے مجاہد کو باہر کیوں سمجھتے ہیں کیوں کہ اس سے تو مجاہد کو کچھ بھی رنج مخفی نہ ہو جب میں دیکھتا ہوں کہ ایک غیر مفید جو اپنے تئیں اہل حدیث کہلاتا ہے امیر اربعہ کے متقلدین کا نام دعوتی اور فیج اعوج رکھتا ہے اور صحابہ کرام کے طریق سے انکو باہر سمجھتا ہے اور جماعت سلف کا انکو مخالف خیال کرتا ہے ایسا ہے ایک شعلہ حنفی تمام موحدین غیر متقلدین

بقیہ ^{شعلہ} اپنی کلام و وزن صورتوں کی گنجائش رکھتا ہے مشترک ہی اور منع کی ہی۔ شاید آپ اپنے پہلے عذر کو جو ابھی میں رد کر چکا ہوں دہرا کر کہیں کہ اس قسم کی تالیفات کے زمانہ کو ضرورت ہی اور شاید آپ کا یہ خیال ہو کہ اگر کسی فتنہ میں تمام مال غارت ہو گیا تو یہ کچھ بُری بات مخفی نہ کر کہ کچھ تو اس نقصان اٹھا کر بڑے نقصان سے بچ سکیں تو بچنے کی کوشش کریں کیونکہ جوڑے کا ہاتھ سے جانا اس سے بہتر ہے کہ سارا جائے لیکن یہ تمام خیالات آپ کی قلت تدبر سے ہونگے۔ آپ کو یاد رہے کہ قرآن کا ایک لفظ یا شعلہ ہی اولین اور آخرین کے فلسفہ کے مجموعی حمد سے ذرہ سے نقصان کا اندیشہ نہیں رکھتا وہ ایسا پتھر ہے کہ جہر گر گھیرا اسکو پاش پاش کر چھا اور جو سپر گر گھا وہ خود پاش پاش ہو جائیگا پتھر آپ کو دے کر ضلع کرینگے کیونکہ نگر پڑ گئی آپ نے اسلام کے لئے بجز اسکے اور کیا کیا ہے کلف موجودہ کے بہت سے باطل خیالات کو مان لیا اور اس کتاب کو جسے ایک اچرف

بد مذہب اور سنت جماعت کے احاطہ سے باہر یقین رکھتا ہے تو پرہیزگے کیوں اندوس کرنا چاہئے کہ میں کیوں سنت جماعت سے باہر کیا جاتا ہوں درحقیقت اہل سنت والجماعت کہنا نا آجکل کسی خاص فرقہ کا حق تسلیم نہیں کیا گیا ہر ایک اپنے زعم میں اہل سنت سے اور دوسروں کو اس سے خارج کر رہا ہے پس یہ کچھ ایسا جھگڑا نہیں جسکا عند اللہ بہت قدر ہو مگر جہاں یہ اختلاف کی وجہ سے کسی کو جھڑپٹ کا فرقہ دینا اور ہمیشہ کے جہنم کا سزاوارا اسکو ٹھہرانا یہ امر درحقیقت عند اللہ کوئی سہل اور معمولی بات نہیں بلکہ بہت ہی بڑا ہے اور جاسے تعجب ہے کہ ایک شخص کلمہ گو ہو اور اہل قبلہ اور موحّد اور اللہ اور رسول کو ماننے والا اور ان سے پیروی محبت رکھنے والا اور قرآن پر ایمان لایا ہو اور پھر کسی جزئی اختلاف کی وجہ سے وہ ایسا

بقیہ شیخ سے شان خدا نظر آتی ہے فلاسفوں کے خیالات کے تابع کرنا چاہنا اور اگر مصلح کے لئے مجبوری ظاہر کی سویرے خیال میں آپ کی یہ کارروایاں اس زمانہ کے دجائی فتنوں سے بچا نہیں سکتیں بلکہ اسکی شاخوں میں سے یہ ہی ایک شاخ ہے کیونکہ آپ نے اسلامی قلعہ کے اندر ہو کر دشمنوں کے لئے دروازہ کھول دیا اور مسلمانوں کے ہاتھ پاؤں باندھنے میں کوشش کی تا دشمن آرام و امن اس شہر میں داخل ہو کر جس طرح چاہیں دست برد کریں اور مسلمان کچھ ہاتھ پیر نہ ہلا سکیں مگر میری ہی رائے ہے کہ آپ نے یہ طریق عمداً اختیار نہیں کیا بلکہ آپ کی نیت بغیر ہوگی کیونکہ آپ کی تالیفات سے یہ ہی مرشح ہوتا ہے کہ آپ کے اسلامی فرخواریوں نے میں شک نہیں کہ آپ کی خیر اندیشی درحقیقت بذاتہی کام دی گئی اور یہ تو مکی قسمتی ہے کہ ایک مصلح کے پیرایہ میں وہ فرقہ آپ سے مسلمانوں کو پہنچ گیا کہ شاید کوئی مفید باجمہر ہی ایسا ہزر نہ پہنچا سکتا۔ شاید آپ یہ مقرر پیش کریں کہ اس طریق کے اختیار کرنے میں ایک

مکان فرستہ جائے کہ تیرہ و نصاریٰ کی طرح بلکہ اُن سے بھی بدتر شمار ہوا اور میانِ نذیر حسین اوشیح بطالوی اس بات پر راضی ہوں کہ وہ نہ صرف کافر بلکہ اسکا نام کافر رکھا جائے یعنی ہمیشہ کی جہنم سے بھی اسکی سزا کچھ زیادہ ہوا بل علم جانتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں بڑے بڑے اختلاف تھے اور انہیں سے کوئی بھی اختلاف سے بچ نہیں سکا نہ صدیق نہ فاروق نہ دوسرا کوئی صحابی بلکہ ردی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جو اپنی اُس جلال و شان کے جو علماء میں مسلم ہے دینی امور میں تمام جماعت صحابہ سے سچا س مسلمین مخالف تھے اور یہ مخالفت اُس کمال تک پہنچ گئی تھی کہ بعض ایسے امور کو وہ حلال جانتے تھے جنکو دوسرے صحابہ حرام قطعی بلکہ صریح فسق سمجھتے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما اور اُنکے گروہ کے لوگ سراج اور رُت باری کے باریق و کفر تھا سے کجی مخالف تھے مگر کوئی کسی کو کافر نہیں کہتا تھا گریزِ ناپاک

بقیہ شیعہ حکمت عملی تھی اور وہ یہ کہ آپ نے ایسے وقت میں یہ تالیفات کیں کہ جب مغربی علوم کے بد اثر بہت قوت سے دُنیا میں پھیلنے لگے تھے اور طوفانِ فسادات بہت طغیانی پر تھا تو آپ نے نجاست خورون کے لئے ایک نجاست بطور غذا اسکے پیش کر دی تا وہ اسلام سے باہر نہ جائیں نجاست کہا میں بارے اسلام میں تو رہیں پس آپ کی نسبت بعض کا یہ مقولہ شاید کسی قدر ٹھیک ہو کہ اگر ایسے لوگوں کے لئے سیدِ صاحب الہی غذا پیش نہ کرتے تو غذا معلوم وہ کن حیوانات کی قطار میں مل جاتے اگر آپ کی یہی نیت تھی تو پھر ہی میرے نزدیک غلطی سے خالی نہیں کیونکہ آپ کس کے بد مادہ کو اُس کے تغاضے ظہور سے روک نہیں سکتے اللہ جل شانہ فرماتا ہے کل عمیل علی شئ کلمۃ یعنی ہر ایک شخص اپنی فطرت کے موافق عمل کرتا ہے انسان کو چاہئے کہ مسائلِ صحیحہ کا معلم ہو چاہے کوئی اُنکو قبول کرے یا نہ کرے یہ طریق انبیاء پر نہ یہ کہ دوسرے کو اندھا دیکھ کر اپنی آنکھ پہنچوڑے۔ لہذا یہ آپ کے دل میں یہ غم نہ

ایسا زائد آیا کہ سولویوں نے اپنے بائبل مسلمان کو کا فر کہہ دینا اور ہمیشہ کے لئے جہنمی قرار دینا ایک ایسی سہل بات سمجھ لی کہ جیسے کوئی پانی کا گھونٹ پی لے اسی پیرانی عادت کی وجہ سے اس عاجز کو بھی انہوں نے کا فر ٹھہرایا سواب میں ماسور ہوں جو انھیں لوگوں سے جو ائمہ الکفیر میں یعنی نذیر حسین دہلوی اور شیخ محمد حسین بٹالوی اور جو ان کے ہم رتبہ اور ہم خیال ہیں سب اہلہ کی درخواست کروں لہذا اس فرض سے سبکدوش ہونیکے لئے ان ائمہ الکفیر کے نام پر سب اہلہ کا اشتہار ذیل میں شائع کیا جاتا ہے -

یقیناً شیعہ بھی محض ہو کہ اس نئے فلسفہ کے طوفان کے وقت اسلام کی کشتی خطرناک حالت میں تھی اور گو وہ کشتی جو اہرات اور نفیس مال و متاع سے بھری ہوئی تھی مگر چونکہ وہ ہشکلا گزیر طوفان کے نیچے آگئے تھے اسلئے اس ناگہانی حادثے کے وقت یہی مصلحت تھی اور اسکے بغیر کوئی اور چارہ نہیں تھا کہ کس قدر وہ جو اہرات اور نفیس مال کی گھڑیاں دریا میں پھینک دی جائیں اور جہاز کو ذرہ ہلکا کر کے جائز کو بچایا جائے لیکن اگر آپ نے اس خیال سے ایسا کیا تو یہ ہی خود دہی کی ایک گستاخانہ حرکت ہے جسکے آپ نجات نہیں تھے بس کشتی کا نا خدا خداوند تعالیٰ ہے نہ آپ وہ بار بار وعدہ کر چکے ہیں کہ ایسے خطرات میں یہ کشتی قیامت تک نہیں پیرگی اور وہ ہمیشہ اسکو طوفان اور باد مخالف سے آپ بچاتا رہے گا جیسا کہ فرماتا ہے **لَا تَحْزَنْ تَزَلْنَا الذِّكْرُ وَالْهَبْلُ لَحَافِظُونَ** یعنی ہم نے ہی اس کلام کو اقرار کیا اور ہم ہی اسکو بچاتے رہیں گے تو کو بچا ہے تھا کہ آپ اس نا خدا کی غیبی ہدایت کی انتظار کرتے اور دلی یقین سے سمجھتے کہ اگر طوفان آگیا ہے تو اب اس نا خدا کی مدد ہی نزدیک ہے جیسا کہ فرماتا ہے جو مالک صابر ہی ہے اور نا خدا ہی پس بچا ہے تھا کہ ایسی بے رحمی اور جرات نہ کرتے اور آپ ہی خود بخود سنبھرتے بچا جو اہرات کے صندوق اور نہ رخصت کی تہلیلان اور نفیس اور قیمتی ہڈیاں

مباہلہ کے لئے اشتہار

اُن تمام مولویوں اور مفتیوں کی خدمت میں جو اس عاجز کو جزئی اختلافات کے وجہ سے یا اپنی ناخوشی کے باعث سے کافر ٹھہراتے ہیں عرض کیا جاتا ہے کہ اب میں خدا تعالیٰ سے مامور ہو گیا ہوں کہ تائین آپ لوگوں سے مباہلہ کر نیکی و خوش است کروں اس طرح کہ اول آپ کو مجلس مباہلہ میں اپنے عقاید کے دلائل اور روئے قرآن اور حدیث کے سنائوں اگر پھر بھی آپ لوگ تکفیر سے باز نہ آئیں تو اسی مجلس میں مباہلہ کروں سو فیہرے پھلے مخا طب میان نذیر حسین دہلوی

یقیناً شیعہ کی گتہ بیان دریا میں نہ پھینکتے تیرے چہلاشت گذشت اب میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں اور ابشارت پیش کرتا ہوں کہ اُس ناخدا نے جو آسمان اور زمین کا خدا ہے تین کے طوفان زدوں کی فریاد سن لی ہے اور جیسا کہ اُس نے اپنی پاک کلام میں طوفان کے وقت اپنے جہان کو بچانے کا وعدہ کیا ہوا تھا وہ وعدہ پورا کیا اور اپنے ایک بندہ کو اپنے اس عاجز کو جو بول رہا ہے اپنی طرف سے مامور کر کے وہ تدبیریں سمجھا دیں جو طوفان پر غالب آویں اور مال و متاع کے صندوقوں کو دریا میں پھینکنے کی حاجت نہ رہے تب قریب ہے جو آسمان سے یہ آواز آوے کہ تلتا یا ارض ابلی مائدک دیا سما جہا تلقی و غیض السماء و ففی الارض استوت علی الجود کمرہی تو طوفان زدور میں ہے اس طوفان کے وقت خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو مامور کیا اور فرمایا و اقع الفلک یا عینیا و وحینا یضے تو ہمارے حکم سے اور ہمارے آگاہی کے سامنے کشتی طیار کر اُس کشتی کو اس طوفان سے کچھ خطرہ نہ ہوگا اور خدا تعالیٰ

میں اور اگر وہ انکار کریں تو پھر شیخ محمد حسین بٹالوی اور اگر وہ انکار کریں تو پھر بعد اسکے تمام وہ مولوی صاحبان جو مجھ کو کافر ٹھہراتے اور مسلمانوں میں سرگروہ سمجھے جاتے ہیں اور میں ان تمام بزرگوں کو آج کی تاریخ سے جو دس ہجری ۱۲۹۸ء ہے چار ماہ تک مہلت دیتا ہوں اگر چار ماہ تک ان لوگوں نے مجھ سے بشرایہ منکرہ بالا مباہلہ نہ کیا اور نہ کافر کہنے سے باز آئے تو پھر اللہ تعالیٰ کی حجت اُن پر پوری ہوگی میں اول یہ چاہتا تھا کہ وہ تمام سببا الزامات جو میری نسبت ان لوگوں نے قائم کر کے موجب کفر قرار دیئے ہیں اس رسالہ میں انکا جواب شایع کروں لیکن باعث بیمار ہو جانے کا تب اور حج واقع ہونیکے ہی تک وہ حصہ طبع نہیں ہو سکا سو میں مباہلہ کی

لغیۃ حشاکا تا تبہ اسپر ہوگا سو وہ خالص اسلام کی کشتی ہی ہے چہر سوار ہونے کے لئے میں لوگوں کو بنا تا ہوں اگر آپ جاگتے ہو تو اٹھو اور اس کشتی میں جلد سوار ہو جاؤ کہ طوفان زمین پر سخت جوش کر رہا ہے اور ہر یک جان خطرہ میں ہے اگر آپ انصاف پسند ہوں تو صبر سے پہلے آپ اس طوفان کے وجود کا اقرار کر سکتے ہیں بلکہ آپ نے کوئی جگہ اقرار کر دیا ہے کہ اسلام کی کشتی کو طوفان سے بچانے کا وعدہ جو قرآن کریم میں موجود ہے اس طوفان اور اس وعدہ کا زمانہ یہی ہے ایسے طوفان کا زمانہ اس امت پر کبھی خفین آیا جواب تم گھبراؤ میناں کبھی علم اور مذہب کی وہ ڈرائیاں نہ دیکھیں جواب سوہری میں کبھی کسی پرانے طبعی اور فلسفہ نے اسلام کا ایسا نقش شانہ چاہا جو حال کا سائیش شانے کے فکر میں ہے کون اس درجہ کی عقلی اور علمی رہزنیوں کا پہلے زمانوں میں کونسی غفلت دے سکتا ہے جبکہ اب ہم بحیثیت خود دیکھ رہے ہیں کس کی یہ طاقت ہے کہ اس معقولی طوفان کا نمونہ کسی پہلے وقت میں کہاؤ جبکہ اب ہم دن رات مشاہدہ کر رہے ہیں۔ ان

مجلس میں وہ مضمون بہر حال سنا دینگا اگر اسوقت طبع ہو گیا ہو یا نہ ہو۔ لیکن یاد رہے کہ ہماری طرف سے یہ شرط ضروری ہے کہ تکفیر کے فتویٰ لکھنے والوں نے جو کچھ سمجھا ہے اول اُس تحریر کی غلطی ظاہر کیا ہے اور اپنی طرف سے دلائل شافیہ کے ساتھ تمام حجت کیا چلے اور پھر اگر باز نہ آوین تو اُسی مجلس میں مباہلہ کیا جائے اور مباہلہ کی اجازت کے بارے میں جو کلام ابھی میرے پرنازل ہوا وہ یہ ہے۔

نظر اللہ الیک معطرًا وقالوا
التجعل فیہا من لیفسد فیہا

بقیہ شبہات دقیقہ در دقیق فلسفیانہ اور دہرایہ حملوں کے پہلے وقتوں میں کہاں فیض نظر سکتا ہے اور ان بیچ در بیچ عاقلانہ مہنگاموں کا قرون گذشتہ میں کہاں پتہ لگ سکتا ہے اس قسم کی علمی اور عقلی آفات کسی پہلے زمانہ میں کہاں مبین جناب اسلام کو مشا ہوا ہے۔ کب اور کس وقت ایسی شکلات کسی پہلے زمانہ میں بھی پیش آئی تھیں جو اب پیش آرہی ہیں۔ کیا آپ کو اس بات کا اقرار نہیں کریں کہ شد درجہ کی علمی مباحث کی مصیبتیں اور مصیبتیں جو اب اسلام پر وارد ہیں اسکے پہلے زمانوں میں ایسی مصیبتیں کہیں وارد نہیں ہوئیں اور نہ آدم سے لیکر ایندو تک اسکی کوئی نظیر پائی جاتی ہے۔ کیا آپ اس بات کو نہیں مانتے کہ اس فلسفہ اور سائنس کی بنیادیں ہمارے ہزاروں درجہ شدت اور غلطت میں بڑھ کر ہے جو یونانیوں کے علوم سے اسلامی ملکوں میں پھیلے ہی کیا آپ اس امر افسوس کو تسلیم نہیں کرتے کہ یہ دشمن جو اب پیدا ہوئے اپنی قوت باذن میں ان تمام دشمنوں کے مجموعہ سے بڑھ کر ہے جو مشرق و ممالک میں

قَالَ اِنِّي اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ -
قَالُوا كِتَابٌ مُّمْتَلِئٌ مِنَ الْكُفْرِ
وَالْكَذِبِ قُلْ تَعَالَوْا نَدْعِ ابْنَاءَ
نَا وَاِبْنَاءَ كُمْ وَلِنَسَاءَ نَا وَلِنَسَاءَ كُمْ
وَالْفُسْنَا وَاَلْفُسْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُبْجَلُونَ

یقیناً حشیہ پیدا ہوتے رہے ہیں پہر آپ اس اثر سے بیان بہاگ سکتے ہیں کہ وہ پاک وعدہ جس کو یہ پیار سے الفاظ اور کہہ رہے ہیں کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ الحافظون وہ انھیں دلوں کے لیے دیکھ رہے ہیں جو بتا رہا ہے کہ جب اسلام پر سخت بلا کا زمانہ آئیگا اور سخت دشمن اُس کے مقابل کھڑا ہوگا اور سخت طوفان پیدا ہوگا تب خدا بیتیالی آپ اُس کا مقابلہ کرے گا اور آپ اُس طوفان سے بچنے کے لئے کوئی کشتی عنایت کرے گا وہ کشتی اسی عاجز کی وقوت ہے اگر کوئی سن سکتا ہے تو سنئے آپ اعدائے نبویہ کے دوسرے سے انکار میں ہیں ہر ایک صدی پر مجدد آنے کی حدیث آپ کے سامنے پیش کرنا فضول ہے آپ کیونکر سکو قبول کریں گے اس سے تو فراغت ہے مگر میں آپ کو اسی بات موصوفہ بالا اور اسی کے مانند اور کہنی آئین کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو میں نے اس بحث کے موقع پر اسی کتاب میں لکھی ہیں۔ حضرت یہ وہ زمانہ ہے اور یہ وہ آفات ہیں کہ ان کے لئے ضروریات عنایت ازلی آپ ہی توجہ کوئی قرآن کریم اسی زمانہ کی بلاؤں کی طرف

فَنَجْعَلُ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ

یعنی خدا تعالیٰ نے ایک معطر نظر سے تجھ کو دیکھا اور بعض لوگوں نے اپنے دلوں میں کہا کہ اسے خدا کیا تو زمین پر ایک ایسے شخص کو نفیم کر دیکھا کہ جو دنیا میں نسا و ہسلا کو تو خدا تعالیٰ نے انکو جواب دیا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور ان لوگوں نے کہا کہ اس شخص کی کتاب ایک ایسی کتاب ہے جو کذب اور کفر سے بھری ہوئی ہے سو انکو کہہ دے کہ اوہم اور تم سب اپنی عورتوں اور بیٹیوں اور عزیزوں کے برابر کریں پھر ان پر لعنت کریں جو کاذب ہیں۔

بقیہ حشا اشارہ کر کے فرماتا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحاظ فظون یعنی ہم نے ہی اس کلام کو اوتارا اور ہم ہی اسکی عزت اور اسکی عظمت اور اسکی تعلیم کر رہے ہیں ان کے حملوں سے بچا لگی پھلے وہ زمانے تھے کہ اسلام کی ظاہری تلوار نے بہت سی فضول مجتہدوں سے فراغت کر رکھی تھی اور ظالم اور شریر طبع لوگوں کے لئے ان کے سنا سب حال تدارک موجود تھا اور عہد نبوت ہی قریب تھا اور مسلمانوں میں تقویٰ اور طہارت اور سچی مہر دہی اسلام کی موجود تھی اب یہ سب کچھ نثار د اور اب اسلام جیسار دنی دین میں کوئی غریب اور یتیم اور مسکین نہیں اکثر اہل مقدمت اپنی عیاشیوں میں مصروف اور انکو اپنی دنیا کی عمارتوں کے بنانے اور اپنی لذت کے سامان طیار کرنے یا کشتیوں رنگ و ناسوس کے لئے مال خرچ کرنے سے فراغت نہیں اور موبوسی لوگ اپنے نفسانی جھگڑوں میں پہنچے ہوئے ہیں اور دعوت اسلام کی دلیات کہتے ہیں نہ اسکا کچھ جوش نہ اسکی کچھ پردا اگر انہیں کچھ ہو سکتا ہے تو صرف اس قدر کہ اپنی ہی قوم اور اپنے ہی بھائیوں اور اپنے جیسے مسلمانوں اور اپنے جیسے

یہ وہ اجازت مبارکہ ہے جو اس عاجز کو دی گئی لیکن ساتھ اسکے جو بلو تبشیر کے اور ایسا بات ہوئے اُن میں سے ہی کس قدر لکھا ہوں اور وہ یہ ہیں یوہیچی الحق ویکشف الصدق وینجس الخاسرون - انت معی وانا معک ولا یعلھا الا المسترشدون نزدالیک الکرۃ الثانیہ ونبذک من بعد خوفک آ منا - یا قمر الانبیاء - وامرک یتاٰی لیسر اللہ وجمہک و یتیز برہانک - سید ولد لک الولد وید فی منک الفضل ان نوری قریب وقالوا الی لھذا قل هو اللہ عجیب - ولا تئیس من روح اللہ - انظر الی یوسف واقبالہ - تدجاء وقت الفتح والفتح اقرب - یجرون علی المساجد و بنا غفر لنا انا کنا خا طین - لا تثریب علیکم الیوم

تبیح شینا کھڑ گویوں اور اپنے جیسے اہل قبلہ کو کافر قرار دین و قبال کہیں اور بے ایمان نام کہیں اور تو ہی کہیں کہ ان سے ملنا جائز نہیں اور انکا جنازہ پٹنار و انھیں یہ ایسے میں اور ویسے میں اور کیا کیا میں۔

اور اس وقت کے پیر زادے اور گوشہ نشین بھی جو فقر اور اہل اللہ کہلاتے ہیں کا نون میں - وہی دیکر جیسے ہوئے میں اسلام کو انکی آنکھوں کے سامنے ایک معصوم بچہ کی طرح مارین پڑ رہی ہیں اور دشمن کھلا گھوٹنے کو طیار ہے لیکن ان سخت و ناک کے فقیرون کو کچھ بھی پروا نہیں - پھر اسلام کس سے مدد چاہے اور کس کو اپنا ہمد و کجیے اول تو اسلام کے لئے ان تمام فرقوں سے کچھ خدمت ہوتی ہی نہیں اور اگر شاذ و نادر کسی سے ہو بھی تو وہ ریا اور طولی سے خالی نہیں پھر اگر اسلام اسوقت فریب نہیں تو پھر کسوقت ہوگا اور اگر یہ سعیت کے دن نہیں تو پھر اور کب آئینگے میں فداغالی سے یقین اور قلعی علم پاکر کستا ہوں کہ یہ وہی سخت بلاؤں کے دن اور وہی دھاتیت

یغفر اللہ لکم وهو ارحم الراحمین۔ اِردتُ اَنْ استخلف فخلقت آدم
 بنحی الاسرار۔ انا خلقنا الانسان فی یومٍ موعود۔ یعنی اُس دن حق آئیگا
 اور صدق کُہل جائیگا جو لوگ خسارہ میں ہیں وہ خسارہ میں پڑینگے۔ تو میرے ساتھ
 اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور اس حقیقت کو کوئی نہیں جانتا مگر وہی جو رشد
 رکھتے ہیں ہم پر تجبہ کو غالب کرینگے اور خوف کے بعد اس کی حالت عطا کر دینگے
 نبیوں کا چاند آئیگا۔ اور تیرا کام تجبہ حاصل ہو جائیگا خدا تیرے مونہ پر کرباش کرے گا
 اور تیرے بران کو روشن کر دے گا اور تجبہ ایک بیٹا عطا ہوگا اور فضل تجبہ سے ترپ
 کیا جائیگا اور میرا نور نزدیک ہے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ مراتب تجبہ کو کہاں انکو کہہ
 کہ وہ خدا عجیب خدا ہے اُسکے ایسے ہی کام ہیں جسکو چاہتا ہے اپنے مقررہ یوں میں

بقیہ شبہ کا زمانہ ہے جسکے آنے کی نبی معصوم عبدالمسلم نے خبر دی تھی حال کے نادان مولوی بھارتیہ
 میں اور کہتے ہیں کہ یہ وجہ الیت کبریٰ اور فتنہ فطری کا زمانہ نہیں مگر بات تو بت ہو کہ آدم سو کر گیا تھا
 اندیمہ ان عظیم الشان فتنوں کے جو اسلام کے جگر پر چوبے مار رہے ہیں کوئی نظیر پیش کر سکیں اور جو کہ
 اس زمانہ سے پہلے صلاحیت اُچھ گئی اور حقیقی تقویٰ جاتی رہی اور بعضوں کے ہاتھ
 میں صرف تقویٰ اور اعمال صالحہ کا پوست رہ گیا نہ مغز اور بعضوں کے ہاتھ میں
 نہ پوست نہ مغز اور نہ مغز بجز خدا تعالیٰ کے پوشیدہ خبروں کے جو شاندار کے
 حکم میں ہیں اسلئے یہ زمانہ ایسا نہ رہا کہ خیر سے خمیر ہو اور ایک چراغ سے دوسرا
 چراغ روشن ہو سکے اور خدا تعالیٰ نے دیکھا جو زمین بگڑ گئی اور کوئی نہیں جو آپ
 اصلح کر سکتا ہو ایک سچی نہیں اور اُسنے دیکھا کہ کاموں اور کلاموں اور نیات اُچھا داتا
 اور اوقات میں فساد راہ پا گیا ہے اور اعمال درست تھیں وہ تب اُسنے وعدہ کیے
 موافق آسمان سے اُس مقدمہ شخص کی شبہ کو اوتارا جسکی پیروی کے دعویٰ ہوئے

جگہ دیتا ہے۔ اور میرے فضل سے نوید مت ہو۔ یوسف کو دیکھ اور اُس کے اقبال کو۔ فتح کا وقت آ رہا ہے اور فتح قریب ہے۔ مخالف یعنی جیکے لئے توبہ مقدّر ہے اپنے سجدہ گاہوں میں گر گئے کہ اسے ہمارے خدا میں بخش کر ہم خطا پر تھے آج تم پر کوئی سرزنش نہیں خدا تمہیں بخش دیگا اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ ایک اپنا خلیفہ زمین پر مقرر کروں تو میں نے آدم کو پیدا کیا جو سخی الاسرار ہے جس نے ایسے دن اُسکو پیدا کیا جو وعدہ کا دن تھا۔ یعنی جو پہلے سے پاک نبی کے واسطے سے ظاہر کر دیا گیا تھا کہ وہ فلان زمانہ میں پیدا ہوگا اور جس وقت پیدا ہوگا فلان قوم دنیا میں اپنی سلطنت اور طاقت میں غالب ہوگی اور فلان قسم کی مخلوق پرستی روئے زمین پر پھیلی ہوئی ہوگی اُسی زمانہ میں وہ موعود پیدا ہوا اور وہ

بقیہ شیخ) نبیا و فساد اور زمین میں و جالیت کی خواست پہلانے والے تھے اور اصلیت سے مجبور و قابل اکبر بن گئے تھے اور چونکہ اُس اترنے والے کے لئے یہ موعود نہ ملا کہ وہ کچھ روشنی زمین والوں سے حاصل کرنا یا کسی کی بعیت یا شاگردی سے فیض یافتہ نہ ہو سکے اس لئے جو کچھ پایا آسمان کے خدا سے پایا اسی وجہ سے اُسکے حق میں نبی موعود کی پیشگوئی میں یہ الفاظ آئے کہ وہ آسمان سے اتر چکا یعنی آسمان سے پائین گاہ میں سے کچھ نہیں پایا اور حضرت عیسیٰ کے نام پر اس عاجز کے آئینا برتر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ فتنہ حضرت مسیح کو دکھایا یعنی مکتو آسمان پر اس فتنہ کی اطلاع دیدی کہ تری قوم اندیری اُست نے اس طوفان کو برپا کیا ہے تب وہ اپنی قوم کی خرابی گناہ فساد و بددیکہ کو نزول کے لئے بھیجا اور اُسکی روح صوف جس میں آئی اور اُس نے زمین پر اپنی اراکات کا ایک مظہر چاہتا تھا اُن نے اُس وعدہ کے موافق جو کیا گیا تھا مسیح کی روحانیت اور اُسکے جوش کو ایک جہر قابل میں نازل کیا سو ان سمون کر کے وہ آسمان سے اُترا اُسی کے موافق جو ایلیا بنی

صلیب کا زمانہ اور عیسیٰ پرستی کا زمانہ ہی جو شخص سمجھ سکتا ہے چاہے کھلاک ہونے سے پہلے سمجھ لے۔ کیسے افسلیب پر غور کرے بقیل الخنزیر کو سوچے۔ یضیع الخنزیر کو نظر تندرست سے دیکھے جو یہ سب امور اہل کتاب کے حق میں اور اعلیٰ شان میں صاف ہو سکتے ہیں نہ کسی اور کے حق میں پھر جب تسلیم کیا گیا کہ اس زمانہ میں اعلیٰ طاقت عیسیٰ مذہب کی طاقت اور عیسیٰ گوشتوں کی طاقت ہوگی جیسا کہ قرآن کریم ہی اس بات کی طرف اشارہ فرماتا ہے تو پھر ان طاقتوں کے ساتھ ایک فرضی اور خیالی اور محی دجال کی گنجائش کہاں ہے لوگ تو ہیں جو تمام زمین پر محیط ہو گئے ہیں اگر ان کے مقابل پر کوئی اور دجال خارج ہو تو وہ باوجود ان کے کہ نہ زمین پر محیط ہو ایک میان میں دو تلواریں تو سامنے نہیں سکتیں جب ساری زمین پر دجال کی بادشاہت ہوگی تو پھر

بقیہ حشیا یوحنا کے رنگ میں اترتا ہوا مسلمان اگر اس قصہ کو جو انجیل میں موجود ہے اور خود حضرت مسیح کے فیصلہ سے تصدیق یافتہ ہے منظور نہ کریں تو حدیث جلد ثواب حسن بنی اسرائیل پر تو عمل کرنا چاہئے اور تکذیب کے تو کسی طرح مجاز نہیں کیوں کہ تکذیب سے ہر ایک مسلمان منع کیا گیا ہے اور تصدیق کے لئے اور ہی ہے دلائل قرآن کریم سے ملتے ہیں جنکا طرہ ہی بھٹتا لیغات میں اور کچھ اس رسالہ میں ہی ذکر کر چکے ہیں۔ اب میں ان باتوں کو قول دینا نہیں چاہتا صرف اپنی اس تقریر کو اس بات پر غم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس لئے سمجھا ہے کہ میں اس زمانہ کے اہم دور کروں اور شوکر سے بچاؤں اور مجھے اس لئے توفیق عطا ہے کہ میں کہوں کہ اگر آپ حق کے طالب ہوں تو میں آپ کی تسلی کروں سو اب میں خدا تعالیٰ کو اس بات پر شاہد کرتا ہوں کہ میری آپ کو آپ کی غلطیوں کے رنج کر نیکی لئے بھایا اگر اب ہی آپ خاموش رہے تو اللہ جل شانہ کی جہت آپ پر پوری ہوگی اور آپ کے تمام گروہ کا گناہ آپ ہی کی گردن پر ہوگا حضرت

انگریز کہاں ہونگے اور روس کہاں اور جرمن اور فرانس وغیرہ یورپ کی بادشاہتیں کہاں جائیگی حالانکہ مسیح موعود کا عیسائی سلطنتوں کے وقت میں ظاہر ہونا ضروری ہے اور جب مسیح موعود کے لئے یہی ضروری ہے کہ دنیا میں عیسائی طاقتوں کو ہی دنیا پر غالب پاوے اور تمام مسلمانوں کی گنجائش انھیں کے ہاتھ میں بھی انھیں کی صلیبوں کو توڑے اور انھیں خنزیروں کو قتل کرے اور انھیں کو اسلام میں داخل کر کے جزیہ کا قصہ تمام کرے تو پھر سوچو کہ فرضی و قابل کی سلطنت باوجود عیسائی سلطنت کے کیونکر ممکن ہے مگر یہ غلط ہے کہ مسیح موعود ظاہری تلوار کے ساتھ آئیکا تعجب کہ یہ علماء اذیع الحرب کے کلمہ کو کیوں انھیں سوچتے اور حدیث الایمان میں قریش کو کیوں انھیں پستہے پس جبکہ ظاہری سلطنت اور خلافت اور امامت سب جز قریش کے کسی کے لئے روا ہی انھیں تو پھر مسیح موعود جو قریش میں سے انھیں ہے۔

بقیہ شبہ اس کو اس ذات کی قسم کہ جبکہ قبضہ میں ہر ایک جان ہے کہ آپ میرے اس نیاز ہاں کو لا پر وائی سے مال نہ دین اور سوچ سمجھ کر جواب شائع کریں۔

اس حاشیہ کے خاتمہ پر میں محض لکھتا ہوں تمام صاحبوں کو جو سید صاحب کی الیقا پر فریفتہ ہو رہے ہیں نجات کرتا ہوں کہ وہ اس بات پر غور کریں کہ آیا ایمان سے نجات ملتی ہے یا فلسفہ سے میں بار بار کہتا ہوں اور زور سے کہتا ہوں کہ اگر عقائد و مینیہ فلسفہ کے رنگ پر اور مشورہ اور حساب کی طرح عام طور پر بدیہی الثبوت ہوتے تو وہ ہرگز نجات کا ذریعہ نہ ٹھہر سکتے۔ ہاں یقیناً سمجھو کہ نجات ایمان سے وابستہ ہے اور ایمان انہی مفید سے وابستہ ہے۔ اگر عقائد ہشیاء مستور نہ ہوتی تو ایمان نہ ہوتا اور اگر ایمان نہ ہوتا تو نجات کا کوئی ذریعہ نہ ہوتا۔ ایمان ہی ہے جو فیض الہی کا وسیلہ اور مراتب قرب کا زینہ اور گناہوں کا زنگ دھونے کے لئے ایک چشمہ ہے اور ہمیں جو خدا تعالیٰ کی طرف حاجت ہے اسکا ثبوت ایمان ہی کے ذریعہ سے ملتا ہے کیونکہ ہم اپنی نجات کے

کیونکہ ظاہری خلیفہ ہو سکتا ہے اور یہ کہنا کہ وہ مہدی سے بحیثیت کرگیا اور اسکا تابع ہوگا اور نوکروں کی طرح اس کے کہنے سے تلوار اٹھا بیگا عجیب یہودہ باتیں ہیں نہیں حضرات خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو ہدایت دے مسیح موعود کی روحانی خلافت سے دنیا کی بادشاہتوں سے اسکو کچھ تعلق نہیں اسکو آسمانی بادشاہت دی گئی ہے اور آجکل یہ زمانہ بھی نہیں کہ تلوار سے لوگ سپاہیان لاسکین۔ آجکل تو بھلی تلوار پر ہی نادان لوگ اعتراض کر رہے ہیں چہ جائیکہ نئے سرے انکو تلواروں سے قتل کیا جائے ان روحانی تلوار کی سخت حاجت سے سو وہ چلیگی اور کوئی اسکو روک نہیں سکتا اب ہم اس مقدمہ کو ختم کرتے ہیں لیکن ذیل میں ایک روحانی تلوار مخالفوں پر چلا دیتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

بقیہ شبائے اور ہر ایک کہہ سے راحت پانے کے لئے خدا تعالیٰ کے محتاج ہیں اور وہ محتاج صرف ایمان سے ہی مٹی ہے کیا دنیا کا مذاہب اور کیا آخرت کا دونوں کا علاج ایمان ہے۔ جب ہم ایمان کی قوت سے ایک مشکل کا حل ہو جانا غیر ممکن نہیں دیکھتے تو وہ مشکل ہمارے لئے حل کیجاتی ہے۔ ہم ایمان ہی کی قوت سے خلافت قیاس اور بعید از عقل مقاصد کو ہی پالیتے ہیں۔ ایمان ہی کی قوت سے کرامات ظاہر ہوتی ہیں اور خوارق ظہور میں آتی ہیں اور ان ہوتی باتیں ہو جاتی ہیں پس ایمان ہی سے پند لگتے۔ جسے کہ خدا ہے خدا فلسفیوں سے پوشیدہ رہا اور حکیموں کو اسکا کچھ پتہ نہ لگا مگر ایمان ایک عاجز و ناتوان پرش کر خدا تعالیٰ سے ملا دیتا ہے اور اس سے باتیں کر دیتا ہے سوسن اور محبوب مقبلی میں قوت ایمانی دلاتا ہے۔ یہ قوت ایکسکین ذیل غار مردود غلابین کو اس قدر مقدس تک جو عرش الہی پہنچا دیتی ہے اور تمام پردوں کو اٹھاتی اٹھاتی دلا راسمانہ لی کا چہرہ دکھا دیتی ہے سو اٹھ ایمان کو دہلا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدٌ وَنُصَلِّیْ عَلَیْ رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

(اللہ اکبر قربت اللہ علی کل مخالف)

اشہد

بنام حمد پادری صاحبان و ہندو صاحبان و آریہ صاحبان و

تقدیم شیخ اور فلسفہ کے خشک اور بے سود ورتوں کو چلاؤ کہ ایمان سے تکبر کیتین بلین گئی۔ ایمان کا ایک ذرہ فلسفہ کے ہزار دفتر سے بہتر ہے اور ایمان سے صرف آخری نجات نصیب ہوگی۔ ایمان دُنیا کے عز ابون اور لغتوں سے ہی چوڑا دیتا ہے اور روح کے تخلیق کرنے والوں غم سے ہم ایمان ہی کی برکت سے نجات پاتے ہیں۔ وہ چیز ایمان ہی ہے جس سے سوسن کامل سخت گہرا رہا اور قلق اور کرب اور غم کے طوفان کے وقت اور اس وقت کہ جب ناکامی کے چاروں طرف سے آنا ظاہر ہو جاتے ہیں اور اسباب عادیہ کے تمام دروازے مقفل اور سدود نظر آتے ہیں مطمئن اور خوش ہوتا ہے ایمان کمال سے سارے استغناء جاتے رہتے ہیں اور ایمان کو کوئی چیز ایسا نقصان نہیں پہنچاتی جیسا کہ استغناء۔ اور کوئی ایسی دولت نہیں جیسا کہ ایمان دُنیا میں ہر ایک مایتم زدہ ہے مگر ایمان دُنیا میں ہر ایک سوزش اور محنت اور معین

برہمہ صاحبان و سکھ صاحبان و دہری صاحبان و نیچری صاحبان و غیرہ صاحبان

الحمد لله الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہر
على الدین کلد و لو کرہ المشکون والصلوۃ والسلام علی الخیر سید
وافضل انبیاء و سلالۃ اصفیاء محمدن المصطفی الذی یصلی
علیہ اللہ و ملائکتہ و المؤمنون المقربون۔ اما بعد چونکہ اس زمانہ
میں مذاہب مندرجہ عنوان تعلیم قرآن کے سخت مخالف ہیں اور اکثر انکلی ہمارے

بقیہ شبنا میں گرفتار رہے مگر موسن اسے ایمان کیا ہے تیرے ثرات شیرین میں کیا ہی تیرے
بھول خوشبودار میں سہان اللہ کیا عجیب تجہ میں برکتیں ہیں سکیا ہی خوش نور
تجہ میں چمک میں کوئی شریا تک پہنچ نہیں سکتا مگر وہی جسم میں تیری کشش
میں خدا تعالیٰ کو یہی پسند آیا کہ اب تو آوے اور فلسفہ جاوے و لا راو
لغضہ۔ منہ

سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو حق پر بخین سمجھتے اور قرآن شریف کو ربانی کلام تسلیم نہیں کرتے اور ہمارے رسول کریم کو منقری اور ہمارے صحیفہ پاک کتاب اللہ کو مجموعہ افترا قرار دیتے ہیں اور ایک نہ دس نہ ہم میں اور ان میں مباحثات میں گذر گیا اور کامل طور پر ان کے تمام الزامات کا جواب دے دیا گیا اور جو ان کے مذاہب اور کتب پر الزامات عاید ہوتے ہیں وہ شرطین باندہ باندہ کر انکو ٹٹنا سے گئے اور ظاہر کر دیا گیا کہ ان کے مذہبی اصول اور عقاید اور قوانین جو اسلام کے مخالف ہیں کیسے دور از صداقت اور جائے ننگ و عار ہیں مگر پھر بھی ان صاحبوں نے حق کو قبول نہیں کیا اور نہ اپنی شوخی اور بد زبانی کو چھوڑا آخر ہمیں پورے پورے اتمام حجت کی غرض سے یہ اشتباہ آج لکھا ہے جسکا مختصر مضمون ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

صاحبو تمام اہل مذاہب جو سنا جزا کو مانتے ہیں اور بقائد روح اور روزِ آخر پر یقین رکھتے ہیں اگرچہ صد باتوں میں مختلف ہیں مگر اس کلمہ پر سب اتفاق رکھتے ہیں جو خدا موجود ہے اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اُسی خدا نے ہمیں یہ مذہب دیا ہے اور اُسی کی یہ ہدایت ہے جو ہمارے ہاتھ میں ہے اور کہتے ہیں کہ اُسکی مرضی پر چلنے والے اور اُسکے پیارے بندے صرف ہم لوگ ہیں اور باقی سب سو بد و غضب اور ضلالت کے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں جنسے خدا تعالیٰ سخت ناراض ہے پس جبکہ ہر ایک کا دعویٰ ہے کہ میری راہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے اور مدارِ سجات اور قبولیت فقط یہی راہ ہے و بس اور اسی راہ پر قدم مارنے سے خدا تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور ایسوں سے ہی وہ پیار کرتا ہے

اور ایسوں کی ہی وہ اکثر اور اغلب طور پر باتیں مانتا ہے اور وعائین قبول کرتا ہے تو پھر فیصلہ نہایت آسان ہے اور ہم اس کلمہ مذکور میں ہر ایک صاحب کے ساتھ اتفاق کرنے میں ہمارے نزدیک ہی یہ سچ ہے کہ سچے اور چھوٹے میں اسی دنیا میں کوئی ایسا ماہر الامتیاز قائم ہونا چاہئے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہو یوں تو کوئی اپنی قوم کو دوسری قوموں سے خدا ترسی اور پرہیزگاری اور توحید اور عدل اور انصاف اور دیگر اعمال صالحہ میں کم ٹھین سمجھیکا پھر اس طور سے فیصلہ ہونا محال ہے اگرچہ ہم کہتے ہیں کہ اسلام میں وہ قابل تامل باتیں ایک بڑے نظیر کمال کے ساتھ پائی جاتی ہیں جن سے اسلام کی خصوصیت ثابت ہوتی ہے مثلاً جیسے اسلام کی توحید اسلام کے تقویٰ اسلام کے قواعد حفظان عفت حفظان حقوق جو عملاً و اعتقاداً کر وڑ یا افراد میں موجود ہیں اور اسکے مقابل پر جو کجہ ہمارے مخالفوں کی اعتقادی اور عملی حالت ہے وہ ایسی شے ہے جو کسی منصف سے پوشیدہ نہیں لیکن جب کہ تعصب درمیان ہے تو اسلام کی ان خوبیوں کو کون قبول کر سکتا ہے اور کون سن سکتا ہے سو یہ طریق نظری ہے اور نہایت بدیہی طریق جو دیہات کے ہل چلانے والے اور جنگلوں کے خانہ بدوش بھی اُسکو سمجھ سکتے ہیں یہ ہے کہ اس جنگ و جدل کے وقت میں جو تمام مذاہب میں ہو رہا ہے اور اب کمال کو پہنچ گیا ہے اُسی سے مدد طلب کرین جسکی راہ میں یہ جنگ و جدل ہے جبکہ خدا تعالیٰ موجود ہے اور درحقیقت اُسی کے بارے میں یہ سب لڑائیاں ہیں تو بہتر ہے کہ اُسی سے فیصلہ چاہیں۔ اب واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے میری یہ حالت ہے کہ میں صرف اسلام کو سچا مذہب سمجھتا ہوں اور

دوسرے مذاہب کو باطل اور سراسر دروغ کا پتلا خیال کرتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے ماننے سے نور کے چشمے میرے اندر بہ رہے ہیں اور محض محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے وہ اعلیٰ مرتبہ مکالمہ الہیہ اور اجابت دعاؤں کا مجھے حاصل ہوا ہے کہ جو بجز سچے نبی کے پیرو کے اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکیگا اگر نبیؐ اور عیسائی وغیرہ اپنے باطل معبودوں سے دعا کرتے کرتے مر بھی جائیں تب بھی انکو وہ مرتبہ مل نہیں سکتا اور وہ کلامِ الہی جو دوسرے ظنی طور پر اسکو مانتے ہیں میں اسکو سن رہا ہوں اور مجھے دکھایا اور بتایا گیا اور سمجھا گیا ہے کہ دنیا میں فقط اسلام ہی حق ہے اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ یہ سب کچھ بہرکتِ پیروی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تجہ کو ملا ہے اور جو کچھ ملا ہے اسکی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں کیونکہ وہ باطل پر ہیں اب اگر کوئی سچ کا طالب ہے خواہ وہ ہندو ہے یا عیسائی یا آریہ یا یہودی یا برہمن یا کوئی اور ہے اسکے لئے یہ خوب موقع ہے جو میرے مقابل پر کھڑا ہو جائے اگر وہ امور غیبیہ کے ظاہر ہونے اور دعاؤں کے قبول ہونے میں میرا مقابلہ کر سکا تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ اپنی تمام جائیداد وغیرہ منقولہ جو دس ہزار روپہ کے قریب ہوگی اسکے حوالہ کرد و گنجا یا جس طور سے اسکی تسلی ہو سکے اسی طور سے تاوان ادا کرنے میں اسکو تسلی دوں گا میرا خدا واحد شاہد ہے کہ میں ہرگز فرق نہیں کروں گا اور اگر سزا سے موت ہی ہو تو بدل و جان روا رکھتا ہوں میں دل سے یہ کہتا ہوں او اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں سچ کہتا ہوں اور اگر کسی کو شک ہو اور دیکھیں جو یہ پراعتبار نہ ہو تو وہ آپ ہی کوئی حسن تجویز تاوان کی پیش کرے میں اسکو قبول کروں گا میں ہرگز غدر نہیں کروں گا اگر میں جھوٹا ہوں تو بہتر ہے کہ کسی سخت سزا سے ہلاک ہو جاؤں اور اگر

میں سچا ہوں تو چاہتا ہوں کہ کوئی ہلاک شدہ میرے ہاتھ سے بچ جائے اے حضرت
 پادری صاحبان جو اپنی قوم میں معزز اور ممتاز ہو آپ لوگوں کو اللہ جل شانہ کی
 قسم ہے جو اس طرف متوجہ ہو جاؤ اگر آپ لوگوں کے دونوں میں ایک ذرہ اس
 صادق انسان کی محبت ہے جسکا نام عیسیٰ مسیح ہے تو میں آپکو قسم دیتا ہوں کہ ضرور
 میرے مقابلہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ آپکو اس خدا کی قسم ہے جسے مسیح کو مریم صدیقہ کے
 پیٹ سے پیدا کیا جسے انجیل نازل کی جسے مسیح کو وفات دیکر پھر مردوں میں بھین
 رکھا بلکہ اپنی زندہ جماعت ابراہیم اور موسیٰ اور یحییٰ اور دوسرے نبیوں کے
 ساتھ شامل کیا اور زندہ کر کے انھیں کے پاس آسمان پر بلانیا جو پھلے اس سے
 زندہ کئے گئے تھے کہ آپ لوگ میرے مقابلہ کے لئے ضرور کھڑے ہو جائیں اگر حق
 تمہارے ہی ساتھ ہے اور سچ مسیح خدا ہی ہے تو پھر تمہاری فتح ہے اور اگر وہ خدا
 انھیں ہے اور ایک عاجز اور ناتوان انسان ہے اور حق اسلام میں ہے تو خدا تعالیٰ
 میری شہید کیا اور سچا ہونے پر وہ ابرطہا کر دیگا جس پر آپ لوگ قادر بھین ہو سکیں گے
 اور اگر آپ لوگ یہ بھین کہ ہم مقابلہ بھین کرتے اور نہ ایمانداروں کی نشانیاں ہم میں
 موجود ہیں تو تو اسلام لانے کی شرط پر کی طرفہ خدا تعالیٰ کے کام دیکھو اور چاہئے کہ
 تم میں سے جو نامی اور پیش رو اور اپنی قوم میں معزز شمار کئے جاتے ہیں وہ سب
 یا ان میں سے کوئی ایک میرے مقابل پر آوے اور اگر مقابلہ ہو جائے تو ہر ذی طرف
 یہ وعدہ کر کے کہ میں کوئی ایسا کام دیکھ کر جو انسان سے بھین ہو سکتا ایمان لے آؤ گنا
 اور اسلام قبول کر لو گنا مجھ سے کسی نشان کے دیکھنے کی درخواست کیں اور چاہئے کہ
 اپنے وعدہ کو بہ ثبوت شہادت بارہ کس عیسائی و مسلمان و ہندو یعنی چار عیسائی

اور چار مسلمان اور چار ہندو سوکد بہ قسم کر کے بطور اشتہار کے چھپو ادین اور ایک
 اشتہار مجبہ کو بھی بھیجیں اور اگر خدا تعالیٰ کوئی عجوبہ قدرت ظاہر کرے جو
 انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو تو بلا توقف اسلام کو قبول لیوین اور اگر قبول
 نہ کریں تو یہ دوسرا نشان یہ ہے کہ میں اپنے خدا تعالیٰ سے چاہو گھا کرا کمال
 کیا ایسے شخص پر کوئی سخت وبال نازل کرے جیسے جذام یا نابینائی یا موت
 اور اگر یہ دعائے منظور نہ ہو تو پھر سب میں ہر ایک تاوان کا جو تجویز کیا گئے سزاوا
 چو گھا ہی شرط حضرات آریہ صاحبوں کی خدمت میں بھی ہے اگر وہ اپنے وید
 کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھتے ہیں اور ہماری پاک کتاب کلام اللہ کو انسان کا
 افترا خیال کرتے ہیں تو وہ مقابل پر آوین اور یاد رکھیں کہ وہ مقابلہ کے وقت
 نہایت رسوا ہو گئے ان میں دہریت اور بے قیدی کی چالاکی سب سے زیادہ ہے
 مگر خدا تعالیٰ ان پر ثابت کر دیکھا کہ میں ہوں اور اگر مقابلہ نہ کریں تو یکطرفہ
 نشان بغیر کسی بیہودہ شرط کے مجبہ سے دیکھیں اور میرے نشان کے منجانب اللہ
 ہونے کے لئے یہ کافی ہے اگر ایسا آریہ جس نے کوئی نشان دیکھا ہو بلا توقف مسلمان
 نہ ہو جائے تو میں اُس پر بدعا کرو گھا پس اگر وہ ایک سال تک جذام یا نابینائی
 یا موت کی بلا میں مبتلا نہ ہو تو ہر ایک سزا اٹھانے کے لئے میں طیار ہوں اور
 باقی صاحبوں کے لئے بھی یہ شرائط ہیں اور اگر اب بھی میری طرف موند نہ کریں
 تو ان پر خدا تعالیٰ کی حجت پوری ہو چکی۔

المشتق

خاکسار غلام احمد قادیان ضلع گورداسپور

مبارک وہ لوگ جو صادق ہیں کیونکہ انجام کار فتح انھیں کی ہے

پرچہ نور افشان دہم مئی ۱۸۸۸ء کے دیکھنے والوں کو معلوم ہو گا کہ اس پرچہ کے
اڈیٹر نے اس عاجز کا ایک خط جو ایک پیشگوئی پر مشتمل ہے اپنے اس پرچہ میں درج کر کے
کس قدر بزرگ بانی کے ساتھ زبان کہولی تھی اور کیا کیا بیجا اور خلاف تہذیب اور
اور گندے لفظ اس عاجز کے حق میں بولے تھے یوں تو ان پادری صاحبوں پر کچھ
بھی افسوس نہیں کرنا چاہئے کیونکہ صداقت سے دشمنی کرنا اور اسخارا اور توہین سے پیش
آنا اسکا قدیمی شیوہ ہے لیکن اس وقت ہمیں یہ دکھانا منظور ہے کہ جس الہامی پیشگوئی
کو انھوں نے نفسانی منصوبہ اور انسانی افتراء قرار دیکر اپنی عادت کے موافق
زبان درازی کی تھی اسکا انجام کیا نکلا کیا انجام کار وہ انسانی اختراعی ثابت ہوا یا
خدا تعالیٰ نے جس سچ کا حامی ہے اسکی صداقت کہو لدی۔

سو واضح ہو کہ اس عاجز کا وہ خط جو دہم مئی ۱۸۸۸ء کو پرچہ نور افشان میں
چھپا ہے اسکی عبارت جو پیش گوئی کے متعلق ہے اخبار مذکور کے صفحہ ۴۴ میں مرزا
احمد بیگ ہوشیار پوری کی نسبت یہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے الہام پاک سے میری
پر ظاہر کیا ہے کہ اگر آپ اپنی دختر کلان کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں تو وہ تمام ستین
آپکی اس رشتہ سے دور کر دیگا اور آپکو آفات سے محفوظ رکھے کہ برکت پر برکت دیگا

اور اگر یہ رشتہ وقوع میں نہ آیا تو آپ کے لئے دوسری جگہ رشتہ کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا اور اسکا انجام درد اور تکلیف اور موت ہوگی۔ یہ دونوں طرف برکت اور موت کی ایسی مہین جھکوانے ماننے کے بعد میرا صدق اور کذب معلوم ہو سکتا ہے (اب جس طرح چاہو آزمائو) سب سے بڑی کے لوگ مجھ سے ناواقف ہیں اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ میرے کاموں کو ان پر بھی ظاہر کرے۔

یہ وہ خط ہے جو نور افشان ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء میں شایع ہو چکا ہے جبکہ ماہ حاصل ہے کہ اگر دوسری جگہ نکاح ہوا تو پھر اسکا نتیجہ تمہارے لئے موت ہوگا سفین تو بجائے موت کے برکت ہوگی۔ اب میں ظاہر کرتا ہوں کہ ۷۔ اپریل ۱۸۹۹ء کو اس لڑکی کا دوسری جگہ نکاح ہو گیا اور ۳۱۔ ستمبر ۱۸۹۹ء کو یہ پیشگوئی پوری ہوئی یعنی خدا تعالیٰ نے مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کو اس جہان فانی سے اٹھا لیا۔ اب اڈیٹر نور افشان کو ذرا مہر کر کے غور کرنی چاہئے کہ پیش گوئی کا پورا ہونا بوجہ ہدایت تو دلالت کے حادث کی نشانی ہے یا کاوب کی طالب حق کے لئے تو اسی قدر خدا تعالیٰ کا نشان کافی ہے اور باطل پرست کو کوئی نشان فائدہ نہیں دے سکتا جب تک وہ آخری نشان ظاہر نہ ہو جبکہ نام جہنم ہے ہر ایک طالب حق کو چاہئے کہ وہ ہم مئی ۱۸۸۸ء کے پرچہ نور افشان کو دیکھ کر اس پیش گوئی کے ساتھ پادریوں کو ملزم کرے اب ہم یہ مناسب سمجھ کر اکتوبر ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء اسکے ساتھ شامل کر دیتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ ہمارے بطن بہائی ہی اس طرف توجہ کریں کہ یہ امور انسان کی طرف سے نہیں یا رب آسمان کی طرف سے اس وقت ابھی موقع ہے کہ خدا سے

باز آجائیں جو شخص صاوق سے لڑتا ہے وہ اُس سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے لڑتا ہے
و السلام علی من اتبع الهدی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدٌ وَنُصَلِّیْ

یا معین برحمتک نستعین

ایک پیش گوئی پیش از وقوع کا اشتہار

پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا قدرت حق کا جب ایک تماشہ ہوگا

جھوٹ اور بیچ میں جو بیز فرق وہ پیدا ہوگا کوئی پا جائیگا عزت کوئی رسوا ہوگا

اجنلر نوفاشان ۱۰ مئی ۱۹۱۷ء میں جو اس راقم کا ایک خط تھیں درخوست

منجھ چھا پا گیا ہے اس خط کو صاحب اخبار نے اپنے پرچین درج کر کے عجیب طرح کی زبان داری

کی کر اور ایک صفو اخبار کا سخت گوئی اور دشنام دہی میں ہی سیاہ کیا ہے۔ یہ کیسی انصافی کر

کہ جن لوگوں کے مقدس اور پاک نبیوں نے سیکڑوں بیویاں ایک ہی وقت میں رکھی ہیں وہ

دو یا تین بیویاں کا جمع کرنا ایک کبیرہ گناہ سمجھتے ہیں بلکہ اس فعل کو زنا اور حرام کاری خیال

کرتے ہیں کسی فائدہ ان کا سلسلہ صرف ایک ایک بیوی سے ہمیشہ کے لئے جاری نہیں رہ سکتا۔

بلکہ کسی نہ کسی فرد سلسلہ میں یہ وقت آ پڑتی ہے کہ ایک جوہر و عقیقہ اور ناقابل دلا و بختی کر اس

تحقیق سے ظاہر ہے کہ دراصل نبی آدم کی نسل ازدواج کوڑے سے ہی تاپم و دایم علی اتی بجا کر

ایک سے زیادہ بیوی کرنا منع ہوتا تو اب تک نوع انسان قریب قریب خاتمہ کے پہنچ جاتی تحقیق سے

ظاہر ہوگا کہ اس مبارک اور مفید طریق سے انسان کی کہاں تک حفاظت کی ہے اور کیسے اسنے

اُڑے ہوئے گھروں کو بیک فوڈ آباد کر دیا ہے اور انسان کے تقویٰ کے لئے یہ فعل کیسا زہر

مرد و عین ہے خاوندوں کی حاجت براری کے بارے میں جو عورتوں کی فطرت میں ایک نقصان پایا جاتا ہے جیسے پیام صل اور حیض نفاس میں یہ طریق بابرکت نقصان کا دار کلام کرتا ہے اور جس حق کا مطالبہ مرد اپنی فطرت کے رو سے کر سکتا ہے وہ اسے بجا ہے ایسا ہی ہے اور کئی وجوہات اور موجبات سے ایک سے زیادہ بیوی کر نیکے لئے مجبور ہوتا ہے مثلاً اگر مرد کی ایک بیوی تغیر طریقی کی بیماری کی وجہ سے بڈ شکل ہو جائے تو مرد کی توت نا علی جہر سارا دار عورت کی کارروائی کا ہے بیکار اور معطل ہو جاتی ہے لیکن اگر مرد بڈ شکل ہو تو عورت کا کچھ بھی خرچ نہیں کیونکہ کارروائی کی کل مرد کو دی گئی ہے اور عورت کی تسکین کرنا مرد کے ہاتھ میں جڑاں اگر مرد کی توت مردی میں تصویا عجز رکھتا ہے تو قرانی حکم کے رو سے عورت اس سے طلاق لے سکتی ہے اور اگر بوری پوری تسلی کرنے پر قادر ہو تو عورت یہ عذر نہیں کر سکتی کہ دوسری بیوی کیوں کی ہے کیونکہ مرد کی ہر روزہ حاجتوں کی عورت ذمہ دار اور کار برار نہیں ہو سکتی اور اس سے مرد کا استحقاق و کچھ بیوی کر نیکے لئے قائم رہتا ہے جو لوگ قوی الطاقت اور متقی اور پارسا طبع ہیں انکے لئے یہ طریق نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ بعض اسلام کے مخالف نفس امارہ کی پیروی سے سب کچھ کرتے ہیں مگر اس پاک طریق سے سخت نفرت رکھتے ہیں کیونکہ بوجہ اندرونی بیعتی کے جو ان میں پھیل رہی ہے انکو اس پاک طریق کی کچھ پروا اور حاجت نہیں اس مقام میں عیسائیوں پر سب سے بڑا کرافوس ہے کیونکہ وہ اپنے مسلم التوت انبیاء کے حالات سے انکے بند کر کے مسلمانوں پر مانتا دانت پیسے جاتے ہیں شرم کی بات ہے کہ جن لوگوں کا اقرار ہے کہ حضرت **ہیب** کے جسم اور وجود کا خمیر اور اصل جڑہ اپنی مان کی جہت سے وہی کثرت ازدواج ہے جسکی حضرت **داؤد** (میع کے باپ) نے نہ وہ نہ تین بلکہ سو بیوی تک نہایت چنچائی تھی وہ ہی ایک سے زیادہ بیوی کرنا زنا کرنے کی مانند سمجھتے ہیں اور اس پر ٹھٹھک کر کانیتہ جو حضرت **ہریم**

صدیقہ کی طرف مایہ نوا ہے اس سے ذرا پرہیز نہیں کرتے اور باوجود اس تمام پہلوؤں کے دعویٰ محبت مسیح رکھتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ بلعیل کے رو سے تعدد و تکاح نہ صرف تو لا ثابت بلکہ بنی اسرائیل کے اکثر بنیوں نے جن میں حضرت مسیح کے دادا صاحب بھی شامل ہیں عملاً اس فعل کے جو انہ بلکہ استقباب پر مہر لگا دی ہے۔ اسے خدا ترس تعبیا نیو؟ اگر مُطہم کے لئے ایک ہی جو رو ہونا ضروری ہے تو پھر کیا تم داؤد جیسے استبا زنبی کو نبی ان نبین مانو گے یا سلیمان جیسے مقبول الہی کو مُطہم ہوئیے فایح کر دو گے۔ کیا بقول تمہاری یہ دہی فعل ان انبیا کا جنکے دلون پر گویا ہر دم الہام الہی کی تار لگی ہوئی تھی اور ہر کان خوشنودی یا ناخوشنودی کی تفصیل کے بارے میں احکام وار دہو رہے تھے اکیلا ہی گناہ نہیں جس سے وہ غیر مرتکب باز نہ آئے اور خدا اور اسکے مکتوب کی کچھ پرواہ نہ کی۔ وہ غیر متند اور نہایت دیکھا غیور خدا جس نے نافرمانی کی وجہ سے شمود اور عاد کو ہلاک کیا لوط کی قوم پر پتھر برسائے فرعون کو سہ تمام شہر جماعت کے ہولناک طوفان میں غرق کر دیا کیا اسکی شان اور غیرت کے لاکھ مئے کر اسنے ابراہیم اور یعقوب اور موسیٰ اور داؤد اور سلیمان اور دوسرے گناہوں کو بہت سی بیویوں کے کرنے کی وجہ سے تمام عمر نازمان پا کر اور کپے سرکش دیکھ کر پھر ان پر عذاب نازل نہ کیا بلکہ انھیں سے زیادہ تردد وستی اور محبت کی کیا آپکے خدا کو الہام اتارنے کے لئے کوئی اور آدمی نہیں ملتا تھا یا بہت سی جو روان کر نیوالے ہی اسکو پسند آگئے؟ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بنیوں اور تمام برگزیدوں نے بہت سی جو روان کر کے اور پھر روحانی طاقتوں اور بلوں میں جسے سبقت لیا کر تمام دنیا پر مینا کر دیا کہ دو دست الہی بننے کے لئے یہ راہ نہیں کہ انھیں کے بعض اشارات سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح ہی جو رو کر کے لئے فکر میں تھے مگر تو ٹی سی عمر میں اٹھائے گئے ورنہ لعین تھا کہ اپنے باپ داؤد کے نقش قدم پر چلے۔ عذرا

انسان دنیا میں نغمنشون اور نامزدوں کی طرح رہے بلکہ ایمان میں نوری الطاقیت وہ ہے جو بیولین اور بچوں کا سب سے بڑا کر بوجہ اٹھاکر پھر باوجود ان سب تعلقاً عدس کے بے تعلق ہو۔ خدا تعالیٰ کا بندہ سے محب اور محبوب ہونیکا جوڑ ہونا ایک تیسری چیز کے وجود کو چاہتا ہے وہ کیا ہے؟ ایمانی روح جو مومن میں پیدا ہو کر نئے حواس اسکو بخشی ہے اسی روح کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا کلام مومن سنا ہے اور اسی کے ذریعہ سے سچی اور دائمی پاکیزگی حاصل کرتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے نئی زندگی کی فارق عادت طاقتیں اُس میں پیدا ہوتی ہیں۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ جو لوگوں کی اور رباب اور سنیا سی کہلاتے ہیں یہ پاک روح ان میں سے کسکو دی گئی ہے کیا کسی پادری میں یہ پاک روح یا یون کہو کہ روح القدس پائی جاتی ہے ہم تمام دنیا کے پادریوں کو بلاتے بلاتے نہک ہی گئے کسی نے آواز تک نصین دی نور افشان میں بعض پادریوں نے چھپوایا تھا کہ ہم ایک جلسہ میں ایک لغافہ جندیش کر گئے اسکا مضمون الہام کے ذریعہ سے ہمیں بتلایا جاسے لیکن جب ہماری طرف سے مسلمان ہونے کی شرط سے یہ درخواست منظور ہوئی تو پھر پادریوں نے اس طرف رخ بھی نہ کیا پادری لوگ مدت سے الہام پر مہر لگا بیٹھے تھے اب جب مہر ٹوٹی اور فیض روح القدس مسلمانوں پر ثابت ہوا تو پادریوں کے اعتقاد کی قلعی کھل گئی ابنا ضرور تھا کہ پادریوں کو ہمارے الہام سے دوسرا رخ ہوتا ایک مہر ٹوٹنے کا دوسرا الہام کی نقل مکانے کا سو نور افشان کی سخت زبانی کا اصل موجب وہی رنج ہے جو ذبولے وق کی طرح لاعلاج ہے۔

اب یہ جاننا چاہئے کہ جس خط کو ۱۸۸۵ء کے نور افشان میں فریق مخالف نے چھپوایا ہے وہ خط محض تباہی اشارہ سے لکھا گیا تھا ایک مدت دراز سے بعض سرگروہ اور قریبی رشتہ دار مکتوب الیہ کے جن کے حقیقی ہمیشہ زادہ کی نسبت درخواست کی گئی تھی نشان

آسمانی کے طالب تھے اور طریقہ اسلام سے انحراف اور عناد رکھتے تھے اور اب بھی رکھتے ہیں چنانچہ
 اگست ۱۸۵۸ء میں جو چشمہ نور امیر سرین انکی طرف سے اشتہار چھپا تھا یہ درخواست انکی اس
 اشتہار میں بھی مندرج ہے انکو یہ شخص مجہ سے بلکہ خدا اور رسول سے بھی دشمنی ہے اور والد
 اس دختر کا باعث خفت و تعلق وراثت ان کو کوئی رضا جوئی میں محو اور انکے نقش قدم پر
 دل و جان سے خدا اور اپنے اختیارات سے قاصر و عاجز بلکہ انھیں کا فرمان بردار و پورا و اپنی
 روکیاں انھیں کی روکیاں خلیل کرتا ہے اور وہ بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں اور ہر باب میں اس کے
 داراللمہام اور بطور نفعنا طے کے اس کے لئے ہو رہے ہیں تبھی تو نقارہ بجا کر اسکی روکی کے بارہ
 میں آپ ہی شہرت دیدی جیہا تک کہ عیسائیوں کے جناروں کو اس قصہ سے بھر دیا۔
 آفرین برین عقل و دانش - ماموں ہونیکا خوب ہی حق ادا کیا ماموں ہوں تو ایسے ہی
 ہوں مغرض یہ لوگ جو مجہ کو میرے دعویٰ الہام میں مکتار اور دروغ و غلو خیال کرتے تھے اور
 اور اسلام اور قرآن شریف پر طرح طرح کے اعتراض کرتے تھے اور مجہ سے کوئی نشان آسمانی
 مانگتے تھے تو اس وجہ سے کی دفعہ انکے لئے دعا بھی کی گئی تھی سو وہ دعا قبول ہو کر خدا تعالیٰ
 نے یہ تقریب قائم کی کہ والد اس دختر کا ایک اپنے ضروری کام کے لئے ہماری طرف متوجہ ہوا
 تفصیل اسکی یہ ہے کہ نامبروہ کی ایک ہمیشہ ہمارے ایک چچا زاد بھائی غلام حسین نام کو
 بیاہی گئی تھی غلام حسین عرصہ پچیس سال سے کہیں چلا گیا ہے اور مفقود الجبر ہے اسکی زمین ملکیت
 جسکا میں حق پختہ ہے نامبروہ کی ہمیشہ کے نام کا فدا سہکاری میں دج کرادی گئی تھی
 اب حال کے بند و بست میں جو ضلع گورداسپورہ میں جاری ہے نامبروہ یعنی ہمارے خط
 کے کتب الیہ نے اپنی ہمیشہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار ہزار یا پانچ ہزار سو
 کی قیمت کی ہے اپنے بیٹے محبوبیک کے نام بطور ہبہ منتقل کرادین چنانچہ انکی ہمیشہ کی طرف

سے یہ بہ نامہ لکھا گیا چونکہ وہ بہ نامہ سچہ ہماری رضا مندی کے بیکار تھا اسلئے مکتوب الیہ نے بہا متر عجز و انکسار ہماری طرف رجوع کیا تاہم اس بہ پر راضی ہو کر اس بہ نامہ پر دستخط کر دین اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے لیکن یہ خیال آیا کہ جیسا کہ ایک ٹٹ سے بڑے بڑے کاٹوں میں ہماری عادت ہے جناب الہی میں استخارہ کر لینا چاہئے سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا پھر مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا وہ استخارہ کیا تھا گویا آسانی نشان کی در خواست کا وقت آپنچا تھا جسکو خدا تعالیٰ نے اس پر ایہ مین ظاہر کر دیا۔

اس فدا سے تا وہ یکم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلان کے نکاح کے لئے سلسلہ جنابی کر اور انکو کہہ دے کہ تمام سلوک اور مروت تم سے اسی شرط سے کیا جائیگا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے پاؤ گے جو اشتہار ۴۸ فروری ۱۸۸۷ء میں درج ہیں لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے یہابی جا بیگی وہ روز نکاح سے لڑائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک نفرت ہو جائیگا اور انکے گھر پر نفرت اور تنگی اور مصیبت پڑیگی۔ اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔

پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلان کو جسکی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دو کر نیکی بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاویگا اور یہ بی بیون کو مسلمان بناویگا اور اگر امون میں ہدایت پھیلاویگا چنانچہ عربی الہام اس بار سے میں یہ ہے۔ کہہ لیا
بایا تنا وکانوا بہا لیتھفون فسیکفیکھم اللہ ویردھالیک التبذیل لکلمات اللہ

۴۰ تین سال تک فوت ہونا روز نکاح کے حساب ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ کوئی واقعہ اور حادثہ اس سے پہلے نہ ہو سکے بعض بکا شعلت کے رو سے مکتوب الیہ کا زیادہ حوادث کا انجام معلوم نہیں نزدیک پایا جاتا ہے حالہ انم

والد اس کو روکے گا کہ نکاح سے چوتھے مہینے طلاق ہو جائیگی فوت ہو جائیگی نکاح سے پہلے فوت ہو جائیگی

ان سر بلٹ نخال لہا یرید۔ انت معی وانا ملک عسی ان سیجٹک ربک مقام محمودا یعنی
 اُنہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پھلے سے پہنی کر رہے تھے سو خدا تعالیٰ ان سب کے
 تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تھا مادم و کار ہوگا اور انجام کار اسکی اس ٹکڑی کو تہا
 طرف واپس لائیگا کوئی ٹھین جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی
 ہو جائے تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں اور غریق وہ مقام ہے لیگا جس میں
 تیری تعریف کی جائیگی یعنی گواہوں میں حق اور نادان لوگ بد باطنی اور بد ظنی کی راہ سے بگڑ گئی کرتے
 ہیں اور نالائق باتیں موندہ پر لاتے ہیں لیکن آخر خدا تعالیٰ کی مدد کو دیکھ کر شرمندہ ہونگے اور سچائی
 کے کھلنے سے چاروں طرف سے تعریف ہوگی۔

اس جگہ ایک اور اعتراض نورائشان کا رفع دفع کرنیکے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر یہاں
 خدا تعالیٰ کی طرف سے تھا اور اس پر عطا و کفلی تھا تو پھر پوشیدہ کیوں رکھا اور کیوں اپنے خط میں
 پوشیدہ رکھنے کے لئے تاکید کی؟ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ ایک خانگی معاملہ تھا اور جنگ کے لئے یہ
 نشان تھا اسکو تو پہنچا دیا گیا تھا اور یقین تھا کہ والد اس دختر کا ایسی اشاعت سے بخبر
 ہوگا۔ اس لئے ہم نے دل شکنی اور رنج دہی سے گریز کیا بلکہ یہ بھی نہ چاہا کہ در حالت
 رد و انکار وہ بھی اس امر کو شایع کریں اور گوہم شایع کر نیکے لئے مامور تھے مگر ہم نے
 مصلحت دوسرے وقت کی تھاں کی بھانت کہ اس لڑکی کے مامور مرزا نظام الدین
 نے جو مرزا امام الدین کا حقیقی بھائی سے شدت غیظ و غضب میں مگر اس مضمون کو اپنی

۱۔ یہ امام پشدری طور پر کتب الیہ کی موت فوت برد لالت کرنا تھا بلکہ باطن اسکی اشاعت سے کرنا تھا
 ہاں وہ یہ بھی ٹھین چاہتا کہ اس سے کتب الیہ کو مطلع کریں مگر اس کے کمال اہر سے جو شخص نے بانی اور
 کئی انکساری مضمون کے بھیجنے سے ظاہر کیا ہے صراحتاً سچی خبر خواہی اور نیک نیتی سے امیر مرزا
 ظاہر کر دیا پھر اسنے اور اس کے زیر مرزا نظام الدین نے اس امام کے مضمون کی آپ شہوت دہی سنہ

تخلیج کر دیا اور شایع بھی ایسا کیا کہ شاید ایک یا دو مفتہ تک دس ہزار مرد و عورت
 ایک ہماری در خواست مناج اور ہمارے مضمون ابہام سے بنو بی اطلاعیاب ہو گئے
 ہونگے اور پھر زبانی اشاعت پر اکتفا نہ کر کے اخباروں میں ہمارا خط چھپوایا اور بازاروں
 میں انکے دکھانے سے وہ خط جا بجا پڑھا گیا اور عورتوں اور بچوں تک اس خط کے
 مضمون کی منادی کی گئی اب جب مرزا نظام الدین کی کوشش سے وہ خط ہمارا نور افشا
 میں بھی چھپ گیا اور عمیائیوں نے اپنے مادہ کے موافق چچا انفرکارنا شروع کیا تو ہم پر
 فرض ہو گیا کہ اپنے قلم سے اصلیت کو ظاہر کریں۔ بد خیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق
 یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا
 اور نیز یہ پیش گوئی ایسی بھی نہیں کہ جو پچھلے پھیل اسی وقت میں ہم نے ظاہر کی ہے بلکہ مرزا
 امام الدین و نظام الدین اور اس جگہ کے تمام آریہ اور نیز لکیمہ رام پشاور سی اور مٹہ دو سر
 لوگ خوب جانتے ہیں کہ کئی سال ہوئے کہ ہم نے اسی کے متعلق مجھا ایک پیش گوئی کی تھی
 یعنی یہ کہ ہماری براہی میں سے ایک شخص احمد بیگ نام فوت ہوئیوا لا ہے۔ اب نصف
 آدمی سمجھ سکتا ہے کہ پیش گوئی کا ایک شعبہ تھی یا یوں کہ یہ تفصیل اور وہ اجمال
 تھی۔ اور اس میں تاریخ اور مدت ظاہر کی گئی اور اسمیں تاریخ اور مدت کا کچھ نہ کرنا تھا اور
 اس میں شرائط کی تصریح کی گئی اور وہ ابھی اجمالی حالت میں تھی سمجھو اگر آدمی کے لئے یہ کافی ہے
 کہ پچھلی پیش گوئی اس زمانہ کی ہے کہ جبکہ منور وہ طرکی نابالغ تھی اور جب کہ یہ پیش گوئی بھی ہی
 شخص کی نسبت ہے جسکی نسبت اب بے باخ برس پچھ کی گئی تھی یعنی اس زمانہ میں جبکہ اسکی یہ طرکی
 آٹھ یا نو برس کی تھی تو سپر نفسانی انفرکار کا گمان کرنا اگر حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ - واسلام
 علی من اتبع الهدی۔ (غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ پنجاب) ۱۰ جولائی ۱۹۰۵ء

خطِ نبوت شیخ محمد حسین صاحبِ بٹالوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

نبوت شیخ محمد حسین صاحب ابوسعید بٹالوی

الحمد لله والسلاۃ علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ انا بعد میں انوس سے کہتا ہوں کہ میں آپ کے فتویٰ تکفیر کی وجہ سے جسکا یقینی نتیجہ احد الفریقین کا کافر ہونا ہے اس خط میں سلام سنوں یعنی السلام علیکم سے ابتدا نہیں کر سکا لیکن چونکہ آپ کی نسبت ایک مندرزاہد مجہد کو ہوا اور چند مسلمان بھائیوں نے بھی مجہد کو آپ کی نسبت ایسی خواہشیں سنائیں جنکی وجہ سے میں آپکے خطرناک انجام سے بہت ڈر گیا تب وجہ آپکے ان حقوق کے جو بنی نوع کو اپنے نوع انسان سے ہوتے ہیں اور نیز وجہ آپ کی ہم وطنی اور قرب وجوار کے میرا رحم آپ کی اس حالت پر بہت غیش میں آیا اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کہا کہ کہتا ہوں کہ مجھے آپ کی حالت پر نہایت رحم سے اور ڈرنا ہوں کہ آپ کو وہ امور پیش نہ آجائیں جو ہمیشہ مصادقوں کے گمذہبوں کو پیش آتے رہے ہیں اسی وجہ سے میں آج رات کو سوچتا سوچتا ایک مگر داب تفکر میں پڑ گیا کہ آپ کی ہمدردی کے لئے کیا کروں آخر مجھے دل کے فتنے نے ہی صلاح دی کہ یہ دعوت الی الحق کے لئے ایک خط آپ کی خدمت میں لکھوں کیا تعجب کہ اسی تقریب سے خدا تعالیٰ آپ پر فضل کر دیوے اور اس خطرناک حالت سے نجات بخشے سو عزیز من آپ خدا تعالیٰ کی رحمت سے نوسیدہ ہوں وہ بڑا قادر ہے جو جانتا ہے کہ آپ طالب حق بنکر میری سوانح زندگی پر نظر ڈالیں تو آپ پر

قطعی ثبوتوں سے یہ بات کھل سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ کذب کی ناپاکی سے مجاہد کو محفوظ رکھتا رہا ہے یہاں تک کہ بعض وقت انگریزی عدالتوں میں میری جان اور عزت ایسے خطرہ میں پڑ گئی کہ جبراً استعمال کذب اور کوئی صلاح کسی وکیل نے مجھ کو نہ دی لیکن اللہ جل شانہ کی توفیق سے میں سچ کئے اپنی جان اور عزت سے دست بردار ہو گیا اور بسا اوقات مالی مقدمات میں محض سچ کے لئے میں نے بڑے بڑے نقصان اٹھائے اور بسا اوقات محض خدا تعالیٰ کے خوف سے اپنے والد اور اپنے بہائے کے برخلاف گوہی دی اور سچ کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اس گمان میں اور نیز بٹالہ میں بھی میری ایک عمر گزری ہے مگر کون ثابت کر سکتا ہے کہ کبھی میرے مونہ سے جھوٹ بکھا ہے پھر جب میں نے محض اللہ انسانوں پر جھوٹ بولنا ابتدا سے متروک رکھا اور بار بار اپنی جان اور مال کو صدق پر قربان کیا تو پھر میں خدا تعالیٰ پر کیوں جھوٹ بولتا۔

اور اگر آپ کو یہ خیال گذرے کہ یہ دعویٰ کتاب اللہ اور سنت کے برخلاف ہے تو اس کے جواب میں بادب عرض کرتا ہوں کہ یہ خیال محض کم فہمی کی وجہ سے آپ کے دل میں ہے اگر آپ مولویانہ جنگ و جدال کو ترک کر کے چند روز طالب حق بن کر میرے پاس رہیں تو میں اُمید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کی تمام غلطیاں نکال دے گا اور مطمئن کروں گا اور اگر آپ کو اس بات کی بھی برداشت نہیں تو آپ جانتے ہیں کہ پھر آخری علاج فیصلہ آسمانی ہے مجھے اجمالی طور پر آپ کی نسبت کہہ معلوم ہوا ہے اگر آپ چاہیں تو میں چند روز توجہ کر کے اور تفصیل پر بفضلہ تعالیٰ اطلاع پا کر چند اخباروں میں شائع کر دوں۔

اس شائع کر نیکی لئے آپ کی خاص تحریر سے مجھ کو اجازت ہوئی چاہئے میں اس خط کو محض آپ پر رحم کر کے لکھتا ہوں اور بہ مثبت شہادت چند کس آپ کی خدمت میں روانہ

کرتا ہوں اور آخر دعا پر ختم کرتا ہوں ربنا افتح بینا و بین تو صابا لحق وانت خیر العالمین
آمین۔

الراحم خاکسار غلام احمد قادریان ضلع گورداسپورہ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء
گواہان حاشیہ

(۱) خدا بخش تالپت نواب صاحب (۳) عبد الکریم سیالکوٹی (۳) قاضی ضیاء الدین
ساکن کوٹ قاضی ضلع گوجرانوالہ (۴) مولوی نور الدین (۵) محمد حسن مروہی (۶) شادین
مازم سرسراجہ اسرنگہ صاحب بھادر (۷) ظفر احمد کپورتھلی (۸) عبدالستار سنوری (۹)
عبد العزیز دہلوی (۱۰) علی گوہر خان حالندہری (۱۱) فضل الدین حکیم بہروی (۱۲) حافظ محمد
صاحب پشاور سی (۱۳) حکیم محمد شرف علی ہاشمی خطیب ثبالت (۱۴) عبد الجمن بھادر زادہ مولوی
نور الدین صاحب (۱۵) محمد اکبر ساکن ثبالت (۱۶) قطب الدین ساکن بدولتی۔

اس عاجز کے خط مندرجہ بالا کے جواب میں جو شیخ ثمالوی صاحب کا خط آیا وہ
ذیل میں جمع جواب ابواب درج کیا جاتا ہے لیکن چونکہ وہ جواب ابواب جو اس طرف سے
ثمالوی صاحب کی خدمت میں روانہ کیا گیا ہے اُس میں اُن کی اُن تمام بیانات و ہتھکنڈے
کا جواب نہیں ہے جو اُن کے خط میں درج ہیں اور ممکن ہے کہ اُن کا خط پڑھنے والے اُن
افتراؤں سے بے خبر ہوں جو اس خط میں دیئے گئے غرض سے درج ہیں اسلئے کہ
مناستہجہ کہ اُس خط کی تحریر سے پہلے شیخ صاحب کے بعض افتراؤں اور ٹافوں اور ہتھکنڈوں
کا جواب دین سو بطور تولد و اتول ذیل میں جواب درج کیا جاتا ہے نیز

تولد میں قرآن اور پچھلے کتابوں کو اور دین اسلام اور پچھلے دینیوں کو اور نبی
آخر الزمان اور پچھلے نبیوں کو سچا جانتا اور مانتا ہوں اور اسکا لازمہ اور شرط ہے

یہ جو خط ثمالوی صاحب کی خدمت میں روانہ کیا گیا تھا، اس میں خوف طول کلام کی یہودہ باتوں سے اعراض کیا
گیا کیا تھا اب جو وہ خود اس خط کو شایع کر نیکی کے مستعد ہو گئے تو جواب بھی شایع کرنا چاہئے۔ مندر

کہا کہ جو بڑا جانور -

اقول شیخ صاحب اگر آپ قرآن کو سچا جانتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی صادق مانتے تو مجھ کو کافرنہ ٹھہراتے کیا قرآن کریم اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچا ماننے کے یہی معنی ہیں کہ جو شخص اللہ اور رسول پر ایمان لاتا ہے اور قسبہ کی طرف متاثر پڑتا ہے اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے اور اسلام میں نجات و معذرت چاہتا اور بدل و جان اللہ اُس کے رسول کی راہ میں دے اُس کو آپ کا فریاد کفر ٹھہراتے ہیں اور دائمی جہنم اُس کے لئے تجویز کرتے ہیں اُس پر لعنت بھیجتے ہیں اُس کو دجال کہتے ہیں اور اُس کو قتل کرنا اور اُس کے مال کو بطور میراث لینا سب جائز قرار دیتے ہیں رہے وہ کلمات اس عاجز کے جنکو آپ کلمات کفر ٹھہراتے ہیں اُسکا جواب اس رسالہ میں موجود ہے ہر ایک منصف خود پڑھ لیگا۔ اور اپنی علیت اور اپنی دیانت اور آپکا فہم قرآن اور فہم حدیث اُس سے بخوبی ظاہر ہو گیا ہے علیحدہ لکھنے کی حاجت نہیں۔

قول عقائد باطلہ مخالف دین اسلام و ادیان سابقہ کے علاوہ جو بڑا جانور اور دھوکا دینا آپکا ایسا وصف لازم بن گیا ہے کہ گویا وہ اپنی سرشت کا ایک جزو ہے۔

اقول شیخ صاحب جو شخص شقی اور حلال زنا و ہوا و اول تو وہ جرات کر کے اپنے بہائی پر بے تحقیق کامل کسی نفاق اور کفر کا الزام نہیں لگاتا اور اگر لگا دے تو پھر ایسا کامل ثبوت پیش کرتا ہے کہ گویا دیکھنے والوں کے لئے دن چڑھا دیتا ہے پس اگر آپ ان دونوں صفات مذکورہ بالا سے متصف ہیں تو آپ کو اس خداوند تبارک و تعالیٰ کی قسم ہے جسکی قسم دینے پر حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی توبہ کے ساتھ جواب دیتے تھے کہ آپ حسب خیال اپنے یہ دونوں قسم کا خبث اس عاجز میں ثابت کر کے دکھلا دیں یعنی اول یہ کہ میں مخالف دین اسلام اور

کافر ہوں اور دوسرے یہ کہ میرا شبیہ جھوٹ بولنا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنی رو یا میں صادق تر وہی ہوتا ہے جو اپنی باتوں میں صادق تر ہوتا ہے اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صادق کی یہ نشانی ٹھہرائی ہے کہ اسکی خوابوں پر سچ کا غلبہ ہوتا ہے اور ابھی آپ دعویٰ کر چکے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں پس اگر آپ نے یہ بات نفاق سے نہیں کہی اور آپ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قول میں سچے ہیں تو آؤں ہم اور تم اس طریق سے ایک دوسرے کو آزمالیں کہ بموجب اس محکم کے کون صادق ثابت ہو تم سے اور کس کی سرشت میں جھوٹ ہے اور ایسا ہی اللہ جل شانہ قرآن کریم میں فرماتا ہے *للمنفی علی فی الحیوات الدنیا یعنی یہ مومنوں کا ایک خاصہ ہے کہ بہ نسبت دوسروں کے ان کی خواہشیں سچی نکلتی ہیں۔* اور آپ ابھی دعویٰ کر چکے ہیں کہ میں قرآن پر بھی ایمان لاتا ہوں بہت خوب آؤ قرآن کریم کے رو سے بھی آزمالیں کہ مومن ہونے کی نشانی کس میں ہے۔ یہ دونوں آزمائشیں یوں ہو سکتی ہیں کہ مثالہ یا لاہور یا امرتسر میں ایک مجلس مقرر کر کے فریقین کے شواہد رو یا ان میں حاضر ہو جائیں اور پھر جو شخص ہم دونوں میں سے یقینی اور قطعی ثبوتوں کے ذریعہ سے اپنی خوابوں میں صادق ثابت ہو اسکے مخالف کا نام کذاب اور دجال اور کافر اور ملعون جو نام تجویز ہوں اسی وقت اسکو یہہہ تمذہبنا یا جائے اور اگر آپ گزشتہ کے ثبوت سے عاجز ہوں تو میں قبول کرتا ہوں بلکہ چہلہ ماہ تک آپ کو خدمت دیتا ہوں کہ آپ چند اخبار دن میں اپنی ایسی خوابیں درج کرادیں جو امور غیبیہ پر مشتمل ہوں اور میں نہ صرف اسی پر کفایت کروں گا کہ گزشتہ کا آپکو ثبوت دونوں بلکہ آپکے مقابل پر بھی انشاء اللہ تقدیر اپنی خوابیں درج کروں گا اور

جیس کہ آپکا دعویٰ ہے کہ میں قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں ہی میرا
دعویٰ ہے کہ میں بدل دھان اُس پیاری نبی پر صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس پیاری کتاب
قرآن کریم پر ایمان رکھتا ہوں اب اس نشانی سے آزما یا جائیگا کہ اپنے دعویٰ میں سچا
کون ہے اور جھوٹا کون ہے اگر میں اُس علامت کے رو سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور قرآن کریم نے قرار دی ہے مغلوب رہا تو پھر آپ سے رہیں گے اور میں قبول آپ کے
کافر و قاتل بے ایمان شیطان اور کذاب اور منفری ٹھہر جائیگا اور اس صورت میں آپ کے
وہ تمام ظنون فاسدہ درست اور برحق ہونگے کہ گویا میں نے براہین احمدیہ میں فریب کیا
اور لوگوں کا روپیہ کھایا اور دُعا کی قبولیت کے وعدہ پر لوگوں کا مال خورد و ہر دکیا
اور حرام خوری میں زندگی بسر کی لیکن اگر خدا تعالیٰ کی اُس عنایت نے جو مومنوں
اور عبادتوں اور راستبازوں کے شامل حال ہوتی ہے مجھ کو سچا کر دیا تو پھر آپ
فسرماؤں کہ یہ سب نام اُس وقت آپ کی مولویانہ شان کے سزاوار ٹھہریں گے یا اُس وقت
بھی کوئی کنارہ کشی کا راہ آپ کے لئے باقی رہیگا آپ نے مجھ کو بہت دکھ دیا اور ستایا
میں صبر کرتا گیا مگر آپ نے ذرہ اُس ذات قدیر کا خوف نہ کیا جو آپ کی تہ سے واقف ہر
اُس نے مجھے بطور پیشگی ٹی آپ کے حق میں اور پھر آپ کے ہم خیال لوگوں کے حق میں خبر دی کہ
اتنی مہینوں میں ادا دلہا تک یعنی میں اُسکو خوار کروں گا جو تیرے خوار کرنے کی فکر میں ہے
سو یقیناً سمجھو کہ اب وہ وقت نزدیک ہے جو خدا تعالیٰ ان تمام بہتانات میں
آپکا دروغگو ہونا ثابت کر دیگا اور جو بھتان تراش اور منفری لوگوں کو دلتین اور مذاہن پیش
آتی ہیں ان تمام دلتوں کی مار آپ پر ڈالیگا آپکا دعویٰ ہے کہ میں قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ
وسلم پر ایمان لاتا ہوں پس اگر آپ اس قول میں سچے ہیں تو آزمائش کے لئے میرا

میں آمین تا خدا تعالیٰ ہمارا اور تمہارا خود فیصلہ کرے اور جو کاذب اور دجال ہے رو سیاہ
 ہو جائے اور میرے دل سے اس وقت حق کی تائید کے لئے ایک بات نکلتی ہے اوٹین
 اُسکو روک نہیں سکتا کیونکہ وہ میرے نفس سے نہیں بلکہ اٹھارہویں ہے جو بیسے زور
 سے جوش مار رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کہ آپ نے مجھے کافر ٹھرایا اور جھوٹ بولنا
 میری شہادت کا خاصہ قرار دیا تو اب آپ کو اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ حسب طریق مذکورہ
 بالا میرے مقابلہ پر فی الفور آجاؤ تا دیکھا جائے کہ قرآن کریم اور فرمودہ نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کے رو سے کون کاذب اور دجال اور کافر ثابت ہوتا ہے اور اگر اس تبلیغ
 کے بعد ہم دونوں میں سے کوئی شخص متخلف رہا اور باوجود اشد غلو اور تکفیر اور تکذیب
 تفتیق کے سیدن میں نہ آیا اور شغال کی طرح دم دبا کر بھاگ گیا تو وہ سدرجہ ذیل انعام کا مستحق ہوگا

- (۱) لغز
- (۲) لغز
- (۳) لغز
- (۴) لغز
- (۵) لغز
- (۶) لغز
- (۷) لغز
- (۸) لغز
- (۹) لغز
- (۱۰) لغز

یہ وہ فیصلہ ہے جو خدا تعالیٰ آپ کر دیجھا۔ کیونکہ اسکا وعدہ ہے کہ مومن ہر حال میں
 رہیگا چنانچہ وہ خود فرماتا ہے لَنْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَکُم فَرْسٍ عَلَی الْمَوْمِنِیْنَ سَبِیْلًا یَعْنِیْ اِیْسَا
 ہرگز نہیں ہوگا کہ کافر مومن پر راہ پاوے اور نیز فرماتا ہے کہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
 یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا (یَجْعَلْ لَکُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِہِ یَعْنِیْ اُسے مومنو اگر تم متقی بن جاؤ تو تم میں
 اور تمہارے غیر میں خدا تعالیٰ ایک فرق رکھے دیکھا وہ فرق کیا ہے کہ تمہیں ایک نور عطا کیا جائیگا
 جو تمہارے غیر میں ہرگز نہیں پایا جائیگا یعنی نور الہام اور نور اجابت و عا اور نور کرامات صطفیٰ
 اب ظاہر ہے کہ جس نے جھوٹ کو بھی ترک نہیں کیا وہ کیونکر خدا تعالیٰ کے آگے شفیق نہر سکتا
 ہے اور کیونکر اُس سے کرامات صادر ہو سکتی ہیں غرض اِس طریق سے ہم دونوں کی حقیقت
 محض کھل جائیگی اور لوگ دیکھ لیں گے کہ کون میدان میں آتا ہے اور کون بوجہ انت
 کریم لہم التبصری - اور حدیث نبوی صدقہ حدیث کے صادق ثابت ہوتا ہے سہذا ایک اور
 بات بھی ذریعہ آزمائش صادقین ہو جاتی ہے جسکو خدا تعالیٰ آپ ہی پیدا کرتا ہے اور وہ
 یہ ہے کہ کسی انسان کسی ایسی تائین میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اسوقت بھوکہ کذب کے اور کوئی حیلہ
 رہائی اور کامیابی کا اسکو نظر نہیں آتا تب اسوقت وہ آزمایا جاتا ہے کہ آیا اسکی مشرت
 میں صدق ہے یا کذب اور آیا اُس نازک وقت میں اسکی زبان پر صدق جاری ہے یا کذب
 یا اپنی جان اور آبرو اور مال کا اندیشہ کر کے جھوٹ بولنے لگتا ہے اِس قسم کے نمونے اِس
 عاجز کو کئی دفعہ پیش آئے ہیں جنکا مفصل بیان کرنا موجب تطویل ہے تاہم میں نمونے
 اِس غرض سے پیش کرتا ہوں کہ اگر انکے برابر بھی آپکو کسی آزمائش صدق کے موقع پیش آئے
 ہیں تو آپکو التذلل شانہ کی قسم ہے کہ آپ انکو معذرت اُنکے ضرورتاً بیع کریں تا معلوم ہو کہ
 آپکا صرف دعویٰ نہیں بلکہ امتحان اور ہلاکے شکجہ میں بھی اگر آپ نے صدق نہیں توڑا -

از انجملہ ایک یہ واقعہ ہے کہ میرے والد صاحب کے انتقال کے بعد مرزا اعظم بیگ صاحب
 لاہوری نے شہر کا ملکیت قادیان سے مجھ پر اور میرے بھائی مرحوم مرزا غلام قادر
 پر مقدمہ دخل ملکیت کا عدالت ضلع میں دائر کر دیا اور میں بظاہر جانتا تھا کہ ان شرکا
 کو ملکیت سے کچھ غرض نہیں کیونکہ وہ ایک گم گشتہ چیز تھی جو سکھوں کے وقت میں نابود
 ہو چکی تھی اور میرے والد صاحب نے تو انہیں مقدمات کر کے اس ملکیت اور دوسرے دیہات کے بارے
 میں لے آئے ہزار کے قریب خرچ و منارہ اٹھایا تھا جس میں وہ شرکا ایک پیسہ کے بھی شریک نہیں تھے
 سو ان مقدمات کے اٹھانے میں جب میں نے نفع کے لئے دعا کی تو یہ الہام ہوا کہ عجیب کل
 دعائیک لافانی شرکا تک ایسے میں تیری ہر کیف کا قبول کرو گناہ شرکا کے بارے میں نہیں
 سو میں نے اس الہام کو پا کر اپنے بھائی اور تمام ذن و مرد و عذریوں کو جمع کیا جو ان میں سے
 بعض اب تک زندہ ہیں اور کہو مگر کہہ دیا کہ شرکا کے ساتھ مقدمہ مت کرو یہ خلاف مرضی
 حق ہے مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور آخر ناکام ہوئے لیکن میری طرف سے ہزار روپیہ کا
 نقصان اٹھانیکے لئے استقامت ظاہر ہوئی اسکے وہ سب جو اب دشمن میں گواہ ہیں چونکہ
 تمام کاروبار زمینداری میرے بھائی کے ہاتھ میں تھا اسلئے میں نے بار بار انکو سنبھایا مگر
 انہوں نے نہ مانا اور آخر نقصان اٹھایا۔

از انجملہ ایک یہ واقعہ ہے کہ تھیں پندرہ یا سولہ سال کا عرصہ گزرا ہوگا یا شاید اس
 سے کچھ زیادہ ہو کہ اس عاجز نے اسلام کی تائید میں آریوں کے مقابل پر ایسی سیائی
 کے طبع میں جسکا نام رتیا رام تھا اور وہ وکیل بھی تھا اور اترے میں رہتا تھا اور اس کا
 ایک اخبار بھی نکلتا تھا ایک مضمون بعض طبع ہونے کے ایک پیکٹ کی صورت میں جسکی
 دونوں طرفیں گھٹی تھیں بھیجا اور اس پیکٹ میں ایک خط بھی رکھ دیا چونکہ خط میں ایسے

الفاظ تھے جن میں اسلام کی تائید اور دوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف اشارہ تھا اور مضمون کے چہا پ دینے کے لئے تاکید بھی تھی اسلئے وہ عیسائی مخالفت مذہب کی وجہ سے افروختہ ہوا اور اتفاقاً اسکو دشمنانہ حملہ کے لئے یہ موقع ملا کہ کسی علیحدہ خط کا پیکٹ میں رکھنا تھا تو نا ایک مجرم تھا جسکی اس عاجز کو کچھ بھی اطلاع نہ تھی اور ایسے مجرم کی سزا میں تو انین ڈاک کے روسے پانسور و پید جرانہ یا چھ ماہ تک قید ہے سو اس نے مجرمنکر انصران ڈاک سے اس عاجز پر مقدمہ دائر کرادیا اور قبل اسکے جو مجھے اس مقدمہ کی کچھ اطلاع ہو رویا میں اللہ تعالیٰ نے میرے پر نظر کر کیا کہ رتیا رام وکیل نے ایک سانپ پیر کاٹنے کے لئے مجھ کو بھیجا ہے اور میں نے اسے جھیلی کی طرح تل کر دوپس بھیج دیا ہے میں جانتا ہوں کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آخر وہ مقدمہ جس طرز سے عدالت میں فیصلہ پایا وہ ایک ایسی نظیر ہے جو وکیلوں کے کام میں آسکتی ہے غرض میں اس مجرم میں صدر ضلع گورداسپورہ میں طلب کیا گیا اور جن جن وکلاء سے مقدمہ کے لئے مشورہ لیا گیا انہوں نے یہی مشورہ دیا کہ سجز در و غلوئی کے اور کوئی راہ نھیں اور یہ صلاح دی کہ اس طرح اظہار ذہن کو کہنے پکٹ میں خط نھیں ڈالار تیا رام نے خود ڈال دیا ہوگا اور نیز بطور تسلی دہی کے کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت پر فیصلہ ہو جائیگا اور دو چار جہوٹے گواہ دیکر بریت ہو جائیگی ورنہ صورت مقدمہ سخت مشکل ہے اور کوئی طریق رہائی نھیں مگر مینے ان سب کو جواب دیا کہ میں کسی حالت میں راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا جو ہوگا سو ہوگا تب اسی دن یا دوسرے دن مجھے ایک انگریز کی عدالت میں پیش کیا گیا اور میرے مقابل پر ڈاکٹرا نجات کا افسر بحیثیت سرکاری مدعی ہونے کے حاضر ہوا اسوقت حاکم عدالت نے اپنے ماتہ سے میرا اظہار لکھا اور سب سے پہلے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا یہ خط مینے اپنے

پکیٹ میں رکھ دیا تھا اور یہ خط اور یہ پکیٹ تمہارا ہے تب میں نے بلا توقف جواب دیا کہ
میرا بھی اخطا اور میرا ہی پکیٹ ہے اور میں نے اس خط کو پکیٹ کے اندر رکھ کر روانہ کیا تھا مگر
میں نے گورنمنٹ کی نقصان رسانی محمول کے لئے بدلتی سے یہ کام نہیں کیا بلکہ میں نے اس
خط کو اس مضمون سے کچھ علیحدہ نہیں سمجھا اور نہ اس میں کوئی خج کی بات تھی۔ اس بات
کو سننے ہی خدا تعالیٰ نے اس انگریز کے دل کو میری طرف پھیر دیا اور میرے مقابل پر افسر
ڈاکٹر نبات نے بہت شور مچایا اور لبنی لبنی تقریریں انگریزی میں کیں جنکو میں نہیں سمجھتا
تھا مگر اس قدر میں سمجھتا تھا کہ ہر ایک تقریر کے بعد زبان انگریزی میں وہ حاکم نوکر کے اُسکی
سب باتوں کو رد کرتا تھا انجام کار جب وہ افسر مدعی اپنے تمام دعوہ پیش کر چکا اور اپنے
تمام سچا رات نکال چکا تو حاکم نے فیصلہ لکھنے کی طرف توجہ کی اور شاید سطر یا دو سطر لکھ کر
مجہ کو کہا کہ اچھا آپ کے لئے رخصت یہ سنکر میں عدالت کے کمرہ سے باہر ہوا اور اپنے محرم
حقیقی کا شکر بجا لایا جس نے ایک افسر انگریز کے مقابل پر مجہ کو ہی فتح بخشی اور میں خوب بٹاتا
ہوں کہ اس وقت صدق کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اس بلا سے مجہ کو نجات دی۔ میں نے
اُس سے پہلے یہ خواب بھی دیکھی تھی کہ ایک شخص نے میری ٹوپی اوتارنے کے لئے ہاتھ
مارا میں نے کہا کیا کرنے لگا ہو تب اُس نے ٹوپی کو میرے سر پر ہی رہنے دیا اور کہا کہ خیر ہے
خیر ہے۔

از انجملہ ایک نمونہ یہ ہے کہ میرے بیٹے سلطان احمد نے ایک ہندو پر بدین بنیاد وارش
کی کڑا سننے ہماری زمین پر مکان بنالیا ہے اور ہماری مکان کا دعویٰ تھا اور ترتیب مقدمہ
میں ایک امر خلاف واقعہ تھا جس کے ثبوت سے وہ مقدمہ وٹمس ہونے کے لائق ٹھہرتا تھا
اور مقدمہ کے وٹمس ہونے کی حالت میں نہ صرف سلطان احمد کو بلکہ مجہ کو بھی نقصان

تلف ملکیت اُٹھانا پڑتا تھا تب فریق مخالف نے موقع پا کر میری گواہی لکھا دی اور میں
 بٹائی میں گیا اور بابو فتح الدین سب پوسٹ ماسٹر کے مکان پر جو تحصیل تھانہ کے پاس ہے جا ہوا
 اور مقدمہ ایک ہندو منصف کے پاس تھا جس کا اب نام یاد نہیں مگر ایک پانوں سے وہ لنگر
 ہی تھا اس وقت سلطان احمد کا دکیل میرے پاس آیا کہ اب وقت پیشی مقدمہ ہے آپ کیا
 اظہار دینگے میں نے کہا کہ وہ اظہار دو گنا جو واقعی امر اور سچ ہے تب اُس نے کہا کہ بہتر آپ کے
 کچھ ہی جانے کی کیا ضرورت ہے میں جاتا ہوں تا مقدمہ سے دست بردار ہو جاؤں۔ سو وہ
 مقدمہ میں نے اپنے ہاتھوں سے محض رعایت صدق کی وجہ سے آپ خراب کیا اور اسٹوکی
 ابتغاء لرضاحات اللہ مقدمہ رکھ کر مالی نقصان کو بچ سبھا۔ یہ آخری دو نمونے ہی بے ثبوت
 نہیں۔ پھلے واقعہ کا گواہ شیخ علی احمد وکیل گورداسپور اور سردار محمد حیات خان صاحب سی
 امیں آئی میں اور نیز شل مقدمہ دفتر گورداسپورہ میں موجود ہوگی اور دوسرے واقعہ کا گواہ
 بابو فتح الدین اور خود وکیل جس کا اس وقت مجھ کو نام یا نہیں اور نیز وہ منصف جس کا ذکر کر چکا
 ہوں جو اب شاید لدھیانہ میں بدل گیا ہے غالباً اس مقدمہ کو سات برس کے قریب گزرا
 ہو گا ہاں یاد آیا اس مقدمہ کا ایک گواہ بنی بخش پٹواری بٹالہ ہی ہے۔

اب اسے حضرت شیخ صاحب اگر آپ کے پاس بھی اس درجہ ابتلا کی کوئی نظیر ہو جس میں
 آپ کی جان اور آبرو اور مال راست گوئی کی حالت میں برباد ہوتا آپ کو دکھائی دیا ہو اور بچے
 سچ کو نہ چھوڑا ہو اور مال اور جان کی کچھ پرواہ نہ کی ہو تو لگتے وہ واقعہ اپنا سہ اُس کے
 کامل ثبوت کے پیش کیجئے ورنہ میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ اس زمانہ کے اکثر ملّا اور مولویوں
 کی بائین ہی بائین میں ورنہ ایک پیسہ پر ایمان بیچنے کو طیار میں کیوں کہ مہارے
 بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کے مولویوں کو بدترین فلاح بیان فرمایا ہے اور

آپکے مجتہد صاحب نواب صدیق حسن خان مرحوم حج اکر امہ میں تسلیم کر چکے ہیں کہ وہ آخری زمانہ ہی زمانہ ہے سو ایسے سوویوں کا زہد و تقویٰ بغیر ثبوت قبول کرنے سے اس شخص پر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کی تکذیب لازم آتی ہے سو آپ نظیر پیش کریں اور اگر پیش نہ کر سکیں تو ثابت ہوگا کہ آپ کے پاس صرف راست گوئی کا دعویٰ ہے مگر کوئی دعویٰ بے امتحان قبول کے لائق نہیں اندرونی حال آپ کا خدا تعالیٰ کو معلوم ہوگا کہ آپ کبھی کذب اور افترا کی نجاست سے لوث ہوئے یا نہیں یا انکو معلوم ہوگا جو آپکے حالات سے وثیق ہونگے۔ جو شخص اتہلا کے وقت صادق نکلتا ہے اور سچ کو نہیں چھوڑتا اس کے صدق پر مہر لگ جاتی ہے اگر یہ مہر آپکے پاس ہے تو پیش کریں ورنہ خدا تعالیٰ سے ڈریں ایسا نہ ہو کہ وہ آپکی پردہ دری کرے۔

آپکی ان بیہودہ اور حاسدانہ باتوں سے مجھ کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے کہ آپ لکھتے ہیں کہ تم غفاری اور مقدمہ بازی کا کام کرتے رہے ہو آپ ان افتراؤں سے باز آ جائیں آپ خوب جانتے ہیں کہ یہ عاجزان پیشیوں میں کبھی نہیں ٹپکا کہ دوسروں کے مقدمات عدالتوں میں کرتا ہے ہاں والد صاحب کے زمانہ میں اکثر وکلاء کی معرفت اپنی زمینداری کے مقدمات ہوتے تھے اور کبھی ضرورتاً مجھے آپ ہی جانا پڑتا تھا مگر آپکا یہ خیال کہ وہ چھوٹے مقدمات ہونگے ایک مشیلت کی بدولت سے سمجھا ہوا ہے کیا ہر ایک مالش کرنیوالا ضرور چھوٹا مقدمہ کرتا ہے یا ضرور چھوٹ ہی کہتا ہے۔

اے کج طبع شیخ خدا جانے تیری کس حالت میں موت ہوگی کیا جو شخص اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے یا اپنے حقوق کے طلب کے لئے عدالت میں مقدمہ کرتا ہے اسکو ضرور چھوٹ بولنا پڑتا ہے ہرگز نہیں بلکہ جبکہ خدا تعالیٰ نے قوت صدق عطا کی ہو اور سچ

سے محبت رکھتا ہو وہ بالطبع دروغ سے نفرت رکھتا ہے اور جب کوئی دنیوی فائدہ جھوٹ بولنے پر ہی متوقف ہو تو اس فائدہ کو چھوڑ دیتا ہے مگر افسوس کہ نجاست خوار انسان ہر انسان کو نجاست خوار ہی سمجھتا ہے جھوٹ بولنے والے ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ بغیر جھوٹ بولنے کے عدالتوں میں مقدمہ ٹھہرنے کے لیے سو یہ قول اٹھاؤ اس حالت میں سچا ہے کہ جب ایک مقدمہ باز کسی حالت میں اپنے نقصان کا روادار نہ ہو اور خواہ مخواہ ہر ایک مقدمہ میں کامیاب ہونا چاہئے مگر جو شخص صدق کو بہر حال مقدمہ رکھے وہ کیوں ایسا کر بگاڑتا ہے کسی نے اپنا نقصان گوارا کر لیا تو پھر وہ کیوں کذب کا محتاج ہو گا۔

اب یہ بھی واضح رہے کہ یہ سچ ہے کہ والد مرحوم کے وقت میں مجھے بعض اپنے زمیندار معاملات کے حق رسی کے لئے عدالتوں میں جانا پڑتا تھا مگر والد صاحب کے مقدمات صرف اس قسم کے تھے کہ بعض اسامیان جو اپنے ذمہ کچھ باقی رکھ لیتی تھیں یا کبھی بنا اجازت کوئی درخت کاٹ لیتی تھیں یا جب بعض دیہات کے نذر داروں سے تعلق داری کے حقوق بذریعہ عدالت وصول کرنے پڑتے تھے اور وہ جب مقدمات بوجہ اس حسن نظام کے کہ محاسب دیہات لیتے پٹواری کی مشاہدات اکثر ان میں کافی ہوتی تھی پیچیدہ ٹھہرنے ہوتی تھی اور دروغ گوئی کو ان سے کچھ تعلق نہیں تھا کیونکہ تحریرات سرکاری پر فیصلہ ہوتا تھا اور چونکہ اس زمانہ میں زمین کی بقید رسی تھی اسلئے ہمیشہ زمیندار ہی میں خسارہ اٹھانا پڑتا اور بسا اوقات کم مقدمات کا شکار و کئے مقابل پر خود نقصان اٹھنا کر رعایت کرنی پڑتی تھی اور عقلمند لوگ جانتے ہیں کہ ایک دیاندار زمیندار اپنے کا شکار و کئے ایسا برتاؤ رکھ سکتا ہے جو سچیت پورے شقی اور کامل پر ہنر گار کے ہوا ور زمینداری اور نکو کاری میں کوئی حقیقی مخالفت اور ضد ٹھہرنے با این ہمہ کوئی ناسبت نہیں کر سکتا کہ والد

صاحب کے انتقال کے بعد کبھی مین نے بجز اُس خط کے مقدمہ کے جسکا ذکر کر چکا ہوں کوئی مقدمہ کیا ہو اگر مین مقدمہ کرنے سے بالطبع منفرد ہوتا مین والد صاحب کے انتقال کے بعد جو پندرہ سال کا عرصہ گزر گیا آزادی سے مقدمات کیا کرتا اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ ان مقدمات کا مہاجروں کے مقدمات پر قیاس کرنا کر باطن آدمیوں کا کام ہے۔ مین اس بات کو چھپا نہیں سکتا کہ کئی نفیث سے میرے خاندان نہیں نیکو چلی آتی ہے اور اب بھی ہے اور زمیندار کو ضرورتاً کبھی مقدمہ کی حاجت پڑ جاتی ہے مگر یہ امر ایک منصف مزاج کی نظر میں حرج کا محل نہیں ٹہر سکتا عدلیوں کو پڑ ہو کہ وہ آخری زمانہ میں آنے والا اور اُس زمانہ میں آئیوا لا کہ جب قریش سے بادشاہی جاتی رہیگی اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک تفرقہ اور پریشانی میں پڑی ہوئی ہوگی زمیندار ہی ہوگا اور مجھ کو خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ مین ہوں احادیث نبویہ میں صاف لکھا ہے کہ آخری زمانہ میں ایک مویذ دین و ملت پیدا ہوگا اور اُسکی یہ علامت ہوگی کہ وہ حارث ہوگا یعنی زمیندار ہوگا اس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر ایک مسلمان کو چاہئے کہ اُسکو قبول کرلیے اور اُسکی بدد کرے اب سوچو کہ زمیندار ہونا تو میرے صدق کی ایک علامت ہے نہ جاسے حرج۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قبول کر نیکی کے حکم ہے نہ رد کے لئے۔ چشم بد ادبیش کہ برکنہ باد و عیب نماید نہریش در نظر۔

ان مقدمہ بادی آپ کے والد صاحب کی جاسے حرج ہو تو کچھ تعجب نہیں کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ انگریزی عمارت مین اکثر سو دروازوں کی مختار کاری مین انکی عمر بسر ہوئی اور جس طرح بن پڑا انہوں نے بعض لوگوں کے مقدمے محنتاً نہ پر لئے گو وہ قانونی طور پر نہ مختار

دو کیل بلکہ نسل شدہ نھیں تھے مگر پیٹ بہرنے کے لئے سب کچھ کیا لیکن یہ عاجز تو ہوا
اپنی زینداری کے مقدمات کے جن میں اکثر آپکے والد صاحب جیسے بلکہ عزت اور لیاقت
میں الٹے بڑے کر مختار بھی کئے ہوئے تھے دوسروں کے مقدمات سے کہی کچھ غرض نھیں کہتا
تھا اور مجہ کو یاد ہے بلکہ آپکو بھی یاد ہوگا کہ ایک دفعہ آپکے والد صاحب نے بھی مقام ہمالہ میں حضرت
مرزا صاحب مرحوم کی خدمت میں اپنی تمنا ظاہر کی تھی کہ مجہ کو بعض مقدمات کے لئے نوکر رکھا جاتا
بطور مختار عدالتوں میں جاؤں مگر چونکہ زینداری مقدمات کی پیروی کی ان میں لیاقت
نھیں تھی اسلئے عذر کر دیا گیا تھا۔

قول آپ نے ابہامی بیٹیا تولد ہونے کی پیشگوئی کی لینے جھوٹ بولا۔
اقول آپ اپنے سفلہ پن سے باز نھیں آتے خدا جانے آپ کس غیر کے ہیں
اُس پیشگوئی میں کوئی دروغ کی بات نکلی اگر آپکا یہ مطلب ہے کہ پیشگوئی کے بعد ایک
لڑکا پیدا ہوا اور مر گیا تو کیا آپ یہ ثبوت دے سکتے ہیں کہ کسی ابہام میں یہ مضمون
درج تھا کہ وہ موعود لڑکا وہی ہے اگر دے سکتے ہیں تو وہ ابہام پیش کریں یا ورنہ کہ ایسا
کوئی ابہام نھیں ہاں اگر میں نے اجتہادی طور پر کہا ہو کہ شاید یہ لڑکا وہی موعود لڑکا ہے
تو کیا اس سے یہ ثابت ہو جائیگا کہ ابہام غلط تھا آپکو معلوم نھیں کہ کہی علم اپنے ابہام
میں اجتہادی کرتا ہے اور کہی وہ اجتہاد خطا بھی جاتا ہے مگر اس سے ابہام کی وقعت اور
عظمت میں کچھ فرق نھیں آتا صد مرتبہ ہر ایک کو اتفاق پیش آتا ہے کہ ایک خواب تو سچی ہوتی مگر
تعبیر میں غلطی ہوجاتی ہے یہ ہر بات اور یہ معرفت کا دقیقہ تو خاص قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے لیکن انکے
لئے جو آنکھیں کھلتی ہیں۔ میں دیکھوں کہ کس کو آپ نے مجہ پر اعتراض کیا کہی ایسا نہ ہو کہ کل رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بھی اعتراض کر دینا کہ میں قرآن مجید نبی صحت کی تصدیق کے لئے لے کر طواف کی فرض ہو کر لوگوں

اختیار کیا تھا وہ طواف اُس سال نہ ہو سکا اور اجتہادی غلطی ثابت ہوئی افسوس کہ فرط تعصب سے مذہبِ دہلی کی حدیث بھی آپ کو بھول گئی مجھے تو آپ کے انجام کا فکر لگا ہوا ہے کہیں کہ کہاں تک نوبت نہ پھینچتی ہے۔

اور اڑکے کی پیشگوئی تو حق ہے ضرور پوری ہوگی اور آپ جیسے منکر و ن کو خدا تعالیٰ رسوا کر چکا۔ اسے دشمنِ حق جبکہ تمام پیشگویوں کے مجبوری الفاظ یہ ہیں کہ بعض اڑکے فوت بھی ہونگے اور ایک لڑکا خدا تعالیٰ سے ہدایت میں کمال پائیگا تو پھر آپ کا اعتراض اس بات پر کھلی کھلی دلیل ہے کہ اب آپ کا باطن مسخ شدہ ہے یہ تو یہودیوں کے علماء کا آپ نے نقشہ اُتار دیا اب آگے دیکھیں کیا ہوتا ہے۔

قولہ اس سے ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ جو شخص بندوں پر جھوٹ بولنے میں دلیر ہو وہ خدا پر جھوٹ بولنے سے کیونکر روک سکتا ہے۔

اقول ان باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی فطرت ان الزامات سے خالی نہیں جن کو آپ کے والد صاحب جن کے بعض خطوط آپ کی فطرت اور آپ کے اوصاف حمیدہ کے متعلق میرے پاس بھی غالباً کسی بسترے میں پڑے ہوئے ہونگے زبانِ خود مشہور کر گئے ہیں اسے نیک نیت اول ثابت تو کیا ہوتا کہ فلان فلان شخص کے روبرو اس عاجز نے کبھی جھوٹ بولا تھا۔ اپنے التزامِ صدق کے جو میں نے نظیرین پیش کی ہیں ان کے مقابل پر بہلا کوئی نظیر تو پیش کرو تا آپ کا مونہہ اس لائق ٹٹھے کہ آپ اس شخص کی نکتہ چینی کر سکو سخت امتحان کے وقت صادق نکلا اور صدق کو ہاتھ سے نہ چھوڑا میں حیران ہوں کہ کونسا جن آپ کے سر پر سوار ہے جو آپ کی پردہ دری کر رہا ہے۔

آخر میں یہ بھی آپ کو یاد رہے کہ یہ آپ کا براصراقت ہے کہ اہام کلب میوت علی کلب کے

شیخ کراچا جاتے ہیں کہ ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے اپنے والد صاحب کو آپ کی پردہ دری سے روکنا دیکھا ہے۔
 یہ بات بھی سنی ہے کہ والد صاحب نے اپنے والد صاحب کو آپ کی پردہ دری سے روکنا دیکھا ہے۔
 یہ بات بھی سنی ہے کہ والد صاحب نے اپنے والد صاحب کو آپ کی پردہ دری سے روکنا دیکھا ہے۔

نوٹ آپ کو اس عاجز کے وہ احسانات بھول گئے جبکہ میں آپ کے والد صاحب کو آپ کی پردہ دری سے روکنا دیکھا ہے۔
 آپ خوب جانتے ہیں کہ میں نے اُس سچے الزام کو کبھی پس نہ دیا تھا کہ والد صاحب آپ کی نسبت اجنبیوں میں

اپنے اوپر وار دکر رہے ہیں مینے ہرگز کسی کے پاس یہ نصیحتیں کہا کہ اسکا مصداق آپ
ہیں اور جو بعض درشت کلمات کی آپ شکایت کرتے ہیں یہ بھی بیجا ہے آپ کی سخت بدزبانیاں
کے جواب میں آپ کے کا فر طہرانے کے بعد آئیے وصال اور شیطان اور کذاب کہنے کے
بعد اگر مینے آپ کی موجودہ حالت کے مناسب کو کہہ دیا تو کیا برا کیا آخر و غلط علیہم کا
بھی تو ایک وقت ہے۔

آپ کا یہ خیال کہ گویا یہ عاجز براہین احمدیہ کے فروخت میں دس ہزار روپہ لوگوں سے
لیکھ خور و بر و کر گیا ہے یہ اس شیطان نے آپ کو سبق دیا ہے جو ہر وقت آپ کے ساتھ رہتا
ہے آپ کو کیونکر معلوم ہو گیا کہ میری نیت میں براہین کا طبع کرنا نصیحتیں اگر براہین طبع ہو کر
شایع ہو گئی تو کیا اس دن شرم کا تقاضا نہیں ہو گا کہ آپ غرق ہو جائیں ہر ایک یر بطن
پر مبنی نصیحتیں ہو سکتی اور میں نے تو اشتہار بھی دیدیا تھا کہ ہر ایک مستحل اپنا روپہ واپس
لے سکتا ہے اور بہت سا روپہ واپس بھی کر دیا۔ قرآن کریم جسکی خلق اللہ کو بہت ضرورت
تھی اور جو محفوظین قدیم سے جمع تھا تیس سال میں نازل ہوا اور آپ جیسے بظنیوں
کے مارے ہوئے اعتراض کرتے رہے کہ کولا نزل علیہ القرآن جملتہ واحده۔
قولہ جب سے آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ منتشر کیا ہے اس دن سے

آپ کی کوئی تحریر کوئی تقریر کوئی خط کوئی تصنیف جھوٹ سے خالی نصیحتیں۔

اقول اسے شیخ نامہ سیاہ اس دروغ بے فروغ کے جواب میں کیا کہوں اور
کیا لکھوں خدا تعالیٰ تجھے تو آپ ہی جواب دیوے کہ آپ تو خدا سے بڑھ گیا اسے بڑھمت
انسان تو ان ہتھالوں کے ساتھ کب تک جھیکتا۔ کب تک تو اس لڑائی میں جو خدا تعالیٰ
سے لڑ رہا ہے موت سے بچتا رہے گا اگر مجھ کو تو نے یا کسی نے اپنی نابینائی سے دروغ لکھو سمجھا تو

یہ کچھ نئی بات نہیں آپکے ہم خصلت ابو جحیل اور ابولہب بھی خدا تعالیٰ کے نبی صادق کو کذاب جانتے تھے انسان جب فرط تعصب سے اندھا ہو جاتا ہے تو صادق کی ہر ایک بات اُسکو کذب ہی معلوم ہوتی ہے لیکن خدا تعالیٰ صادق کا انجام بخیر کرتا ہے اور کاذب کے نقش ہستی کو مٹا دیتا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ هُمْ مُحِبُّوْنَ
قولہ (آپ نے) بحث سے گریز کر کے انواع اتہام اور اکاذیب کا اشتہار دیا۔

اقول یہ سب آپکے دروغ بے فروغ ہیں جو بیاعت تقاضا، فطرت بے اختیار آپکے مونہ سے نکل رہے ہیں ورنہ جو لوگ میری اور آپکی تحریروں کو غور سے دیکھتے ہیں وہ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آیا اتہام اور کذب اور گریز اس عاجز کا خاصہ ہے یا خود آپ کا۔ چالاکی کی باتیں اگر آپ نہ کریں تو اور کون کرے ایک تو قانون گو شیخ ہوئے دوسرے چار حث پڑنے کا داغ میں کیڑا۔ مگر خوب یاد رکھو وہ دن آتا ہے کہ خود خداوند تعالیٰ ظاہر کر دیگا کہ ہم دونوں میں سے کون کاذب اور منفری اور خدا تعالیٰ کی نظر میں ذلیل اور رسوا ہے اور کس کی خداوند کریم آسمانی تائیدات سے عزت ظاہر کرتا ہے ذرہ صبر کرو اور انجام کو دیکھو۔

قولہ آپ میں رحمت اور ہمدردی کا شمع اثر بھی ہوتا تو جس وقت میں نے آپکے دعویٰ سبجائی سے اپنا خلاف ظاہر کیا تھا آپ فوراً مجھے اپنی جگہ بولتے۔ یا غریب خانہ پر قدم رنجہ فرماتے۔

اقول اے حضرت آپکو آنے سے کس نے منع کیا تھا یا میری ڈوڑھی پودر بن تھے جنہوں نے اندر آنے سے روک دیا کیا پہلے اس سے آپ پوچھ پوچھ کر آیا کرتے

تھے آپکے تو والد صاحب بھی بیماری اور تپ کی حالت میں سبھی بھالہ سے افتان خیز
 میرے پاس آ جاتے تھے پھر آپ کو نئی روک کوئی پیش آگئی تھی اور جبکہ آپ اپنے ذاتی
 بخل اور ذاتی حسد اور شیخ نجدی کے خصائل اور کبر اور نخوت کو کسی
 حالت میں چھوڑنے والے تھیں تھے تو میں آپ کو اپنے مکان پر بلا کر کیا ہمدردی اور
 رحمت کرتا ہوں میں نے آپکے مکان پر بھی جانا خلاف مصلحت سمجھا کیونکہ میں نے آپ کی
 مزاج میں کبر اور نخوت کا مادہ معلوم کر لیا تھا اور میرے نزدیک یہ قرین مصلحت تھا
 کہ آپ کو ایک سہل دیا جائے اور جہاں تک ہو سکے وہ مادہ آپکے اندر سے باستیفا
 نکال دیا جائے سو اب تک تو کچھ تخفیف معلوم نہیں ہوتی خدا جانے کس غضب کا مادہ
 آپکے پیٹ میں بھرا ہوا ہے اور استدھل شانہ جانتا ہے کہ میں نے آپ کی بدزبانی پر
 بہت مہر کیا بہت ستایا گیا اور آپ کو روکے گیا اور اب بھی آپ کی بدگوئی اور تکفیر تفسیق
 پر ہر حال مہر کر سکتا ہوں لیکن بعض اوقات محض اس نیت سے میرا یہ درشتی
 آپ کی بدگوئی کے مقابلہ میں اختیار کرتا ہوں کہ تا وہ مادہ خبیث کہ جو مولویت کے
 باطل تصور سے آپکے دل میں جما ہوا ہے اور حق کی طرح آپ کو چٹا ہوا ہے وہ بکلی بخل
 جاے میں سچ سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں علی وجہ البصیرت لعین
 کہتا ہوں کہ آپ صرف استخوان فروش ہیں اور علم اور درایت اور تفقہ سے
 محنت بے بہرہ اور ایک غبی اور بلیہ آدمی ہیں جن کو حقائق اور معارف کے کوچہ
 کی طرف ذرہ بھی گزر نہیں اور ساتھ اسکے یہ بلا لگی ہوئی ہے کہ ناحق کے تکبر اور
 نخوت نے آپ کو ہاک ہی کر دیا ہے جب تک آپ کو اپنی اس جہالت پر اطلاع نہ ہو اور
 دماغ سے غرور کا کثیرانہ نکلے تب تک آپ نہ کوئی دنیا کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں

نہ دین کی آپکا بڑا دوست وہ ہوگا جو اس کوشش میں ناکام رہے جو آپکی جہالتیں اور سختیوں میں آپ پر ثابت کرے میں بخین جانتا کہ آپ کو کس بات پر ناز ہے۔
شہر مناک فطرت کے ساتھ اور اس موٹی سمجھ اور سطحی خیال پر یہ تکبر اور یہ نالغوظہ
بِاللہ من ھذہ الجھالۃ والحمق وترک الحیاء والیخافۃ والضلالتہ۔

اور آپکا یہ خیال کہ میں اب فساد کے لئے خطا ہیچا ہے تا ثابالہ کے مسلمانوں میں
پھوٹ پڑے عزیز میں یہ آپکے فطرتی توہمات میں میں پھوٹ کے لئے نہیں بلکہ آپ کی
حالت زار پر رحم کر کے خطا ہیچا تا تا آپ تحت الشریعہ میں نہ مگر جائیں اور قبل از موت
حق کو سمجھ لیں مسلمانوں میں تفرقہ اور فتنہ مٹانا تو آپ ہی کا مشیوہ ہے یہی تو آپکا
مذہب اور طریق ہے جس کی وجہ سے آپ نے ایک مسلمان کو کافر اور بے ایمان اور بدخل
قرار دیا اور علماء کو دھوکے دیکر کفر کے فتوے لکھوائے اور اپنے استاد نذیر حسین پر
موت کے دنوں کے قریب یہ احسان کیا کہ اُسکے مونہ سے کلمہ کفر کھلوا یا اور اسکی
پیرانہ سالی کے تقویٰ پر خاک ڈالی۔ آفرین باد برین بہت مردانہ تو۔ نذیر حسین کو ازل
عمر میں مبتلا اور بچوں کی طرح ہوش و حواس سے فارغ تھا یہ آپ ہی نے شاگردی
کا حق ادا کیا کہ اُسکے اخیر وقت اور لب ہام ہونے کی حالت میں ایسی مکر وہ سیاہی
اُسکی مونہ پر مل دی کہ اب غالباً وہ گور میں ہی اُس سیاہی کو لیجا بیگا خدا تعالیٰ
کی درگاہ خالہ جی کا گھر نہیں ہے جو شخص مسلمان کو کافر کہتا ہے اُسکو وہی نتائج بھگتنے
پڑینگے جتنا ناحق کے کفرین کے لئے اُس رسول کریم نے وعدہ دے رکھا ہے جو ایسا
عدل و دوست تھا جس نے ایک چور کی سفارش کے وقت سخت ناراض ہو کر فرمایا تھا کہ
مجھے قسم ہے اُس ذات کی جسکا ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر فاطمہ بنت محمد چوری

کرے تو اُسکا بھی ہاتھ کاٹا جائے گا۔

قولہ راس صورت میں تادیان پہنچ سکتا ہوں کہ مسلمانوں پر آپ کا جھوٹ اور فریب کہوں لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ آپ میری جان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

اقول اب آپ کسی حیلہ و بہانہ سے گریز نہیں کر سکتے اب تو دس لعین آپ کی خدمت میں نظر کر رہے ہیں اور اللہ جل شانہ کی قسم ہی دی ہے کہ آپ آسمانی طریق سے میرے ساتھ صدق اور کذب کا فیصلہ کر لیں اگر آپ مجھ کو جھوٹا سمجھنے میں سچے ہیں تو میری اس بات کو سنستے ہی مقابلہ کے لئے کھڑے ہو جائیں گے ورنہ ان تمام لعینوں کو ہضم کر جائیں گے اور کچے اور سپودہ عذرات سے ٹال دیں گے اور میں آپ کو ہلاک کرنا نہیں چاہتا ایک ہی ہے جو آپ کو درحالت نہ باز آنے کے ہلاک کر چکا اور اپنے دین کو آپ کے اس فتنہ سے نجات دیگا۔ اور آپ کے تادیان آنے کی کچھ ضرورت نہیں اگر آپ اللہ اور رسول کے نشان کے موافق آزمائش کے لئے مستعد ہوں تو میں خود ہٹاؤں اور امرتسہ اور تاسہور میں آسکتا ہوں تاسیہ روے شود ہر کہ در غمش باشد۔
اب ہم ذیل میں شیخ ثمالوی صاحب کا جواب درج کرتے ہیں۔

اور مزید یہ ہے

نمبر اول

ثمالہ ضلع گورداسپورہ ریجم جنوری ۱۸۹۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرزا غلام احمد صاحب کا دیانی خدا آپ کو ہدایت کرے اور راہ راست پر لاوے

سلام علی من اتبع الهدی۔ آپ کا خط ۱۳ دسمبر ۱۸۹۳ء میں نے قیوب سے پڑھا۔ میں آپ کی ان

گیدہ بہکبکوں سے نہیں ڈرتا۔ بلکہ اس ڈرنے کو شکر سمجھتا ہوں۔ اور اُنکے مقابلہ
 میں یہ آیت قرآن پیش کرتا ہوں۔ استجاب فی اللہ وقد ہدانا طولا خاف ما لشرک
 بہ الا ان یشار علی شیطا وسع ربی کل شیئی علما فلما تذكرون ۵ وکیف اخاف
 ما اشرکتہم ولا تخافون انکم اشرکتہم باسمہ لم یزل بہ علیکم سلطانا طناحی الفریقین حق بالان
 ان کنتم تعلمون ۵ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولئک ہم الامن وہم مہتدون۔
 کادیا فی صاحب امین قرآن اور پھلی کتابوں کو اور دین اسلام اور پہلے دینیوں کو
 اور نبی آخر الزمان اور پہلے نبیوں کو سچا جانتا اور مانتا ہوں۔ اور اُسکا یہ لازمہ اور شرط
 ہے کہ آپکو جھوٹا جان لیں اور آپکا منکر ہوں۔ کیونکہ آپکے عقاید آپکی تعلیمات آپکے اخلاق
 و عادات پہلی کتابوں اور پہلے دینیوں اور پہلے نبیوں کے خلاف اور متناقض ہیں۔
 لہذا ان کتابوں دینیوں اور نبیوں کو متناقض ہی صحیح اور سچا ہو سکتا ہے جبکہ آپکے عقاید اور
 تعلیمات کو جھوٹا اور آپکو گمراہ سمجھوں۔ جس پر آیات ذیل دلائل ہیں۔ ومن یکفر بالطاغوت
 ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروة الوثقی۔ وقد امر وان یکفر وابد۔ تد
 کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراہیم والذین معہ اذ قالوا لقومہم انا برآؤ
 منکم وما نعبدہ من دون اللہ کفرنا بکم وابد۔ بنینا وبنینکم الحدیۃ والنعصا
 ابد حتی تؤمنوا باللہ وحدہ۔ عقاید باطلہ مخالف دین اسلام راہ دایان سابقہ کے
 علاوہ جھوٹ بولنا اور دھوکا دینا آپکا ایسا وصف لازم بن گیا کہ گویا وہ آپکی سرشت
 کا ایک جزو ہے۔ زمانہ تالیف براہین احمدیہ کے پہلے آپکی سوانح عمری کا میں تفصیلی
 علم نہیں رکھتا۔ مگر زمانہ تالیف براہین احمدیہ سے جو جھوٹ بولنا دھوکا دینا آپ نے اختیار
 کیا ہے۔ خصوصاً سلسلہ سے جب سے آپ نے اہامی بنیا تولد ہونے کی پیشگوئی کی او

اور بعض تماشائی جو تحقیق اصل حال سے کوئی غرض نہ تھی بڑی شد و تد سے بیان کیا تھا واقعی
ابہام ہونا ثابت کرویں۔

آب مرویدان بین تو سیدان میں نخلین و نہ ان لن ترانیوں سے شرم کریں۔
آپنے ریائے رحمت کے جوش و جنبش میں آنے کا جو آپ نے ذکر کیا ہے۔ اس میں بھی آپنے
اپنی سنت قدیم کذب و دہوکا دہی سے کام لیا ہے آپکو رحمت سے کیا نسبت۔ رحمت اور
ہمدردی کا تو آپ میں مادہ ہی نہیں۔ آپکے انعال و حرکات و کمالات صاف شہادت دے
رہے ہیں کہ آپ پرلے سرے کے بے رحم اور غوغرض جانی اور نفسانی آدمی ہیں۔ آپکی
زبان اور حجاج میں یوسف کی تلوار و نو تو ام ہیں۔ آپنے اپنے مخالفین اور مفسرین
کو اس حالت اور اسوقت میں جبکہ آپ انکو خود می اطوی کے خطاب سے یاد کرتے
اور انکی نیک نیتی کے معترف تھے۔ بچیا بے ایمان۔ درندہ منہ سے جہاں نکالنے والا
تھا۔ کلب بیوت علی کلب۔ سفلہ کینہ وحشی وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے کیا رحمت
اور انسانی نوع کی ہمدردی یہی معنی رکھتی ہے۔

آپ مسلمانوں کا دس ہزار سے زیادہ روپیہ کتاب براہین احمدیہ کی قیمت اور قبولیت
دعاؤں کے طبع دیکر خورد و برد کر چکے ہیں۔ اور کتاب براہین منورہ در بطن شاعر کا مصدق
ہے۔ اور قبولیت دعاؤں کے امیدوار آپکے موندہ دیکھ رہے ہیں کیا ہمدردی و رحمہاں
کا نام ہے۔

جب مجھے آپ سے آپکے امکانی ولی ہونے کی نظر سے حُسنِ ظنی تھی تو میں نے آپ سے
بارہا التجا کی کہ مجھے آپ اپنے پاس ٹہرا کر رحمت و برکت کے آثار دکھائیں آپنے کسی دن
نہی۔ ایک دفعہ میں نے آپکو یہ بھی کہا تھا کہ آپکے مخالف و مشکوچہ رہے کہ آپ انکو

نشان آسمانی دیکھانے کے لئے انعام کے وعدہ پر جاتے ہیں۔ ہم مومنین کو بلا وعدہ انعام بھی نہیں جانتے تو آپ میں کڑپ ہو گئے پھر جب آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو میں نے اپنا خلاف ظاہر کر کے آپ کے پاس آنا اور دوستانہ پراکویٹ گفتگو کرنا چاہا تو آپ بلانے کا وعدہ دیتے دیتے لودیانہ میں جا رہے اور وہاں جا کر مخاطبات بحث کا اکھاڑہ جاکر ناجائز اور بحث کو ملانے کے شروط سے پناہ گزین ہوئے۔ پھر جب بمقام لودیانہ آپ کے گھر پر پھینچ کر آپ کو گفتگو پر مجبور کیا۔ تو آپ نے اس باسن گفتگو کو نامہام چھوڑ کر پھر مخاطبات اکھاڑہ جمانے کا اہتمام کیا۔ اور دہلی پٹیلہ لاہور سیالکوٹ وغیرہ میں مخاطبات بحث کا علم بلند کیا۔ اور پھر بحث سے گریز کر کے انواع اقسام و اکاذیب کا اشتہار کیا اور اسی اثنا میں فیصلہ آسمانی لکھ مارا جس میں کوئی دقیقہ بیرحمی و بدگوئی کا فرو گذار نہ کیا۔ اس سیرحی و نفسانی کارروائیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ پڑ گیا۔ مہائے بہائے سے اور دوست دوست سے الگ ہو گیا۔ کیا رحمت و ہمدردی کا یہی اثر ہے۔

آپ میں رحمت اور ہمدردی کا شمعہ اثر بھی ہوتا تو جس وقت میں نے اپنا خلاف آپ کے دعویٰ مسیحائی سے ظاہر کیا تھا آپ فوراً مجھے اپنی جگہ بلاتے یا غریب خانہ پر قدم نہ فرماتے (جیسا کہ پھلے بھی آپ سے وقوع میں آتا رہا۔ اور کم سے کم تین دفعہ آپ نے غریب خانہ میں قدم نہ فرما کر رابطہ اتحاد ظاہر کیا تھا) اور اس صورت سے آپ اپنے دعویٰ جدید کو ثابت کر دکھاتے اب جو آپ نے یہ خطا رسال فرمایا ہے۔ یہ بھی آپ کی خود غرضی اور نیت فساد سے خالی نہیں۔ اس میں خود غرضی یہ ہے کہ آپ کے مرید آپ کو نیک نیت اور اپنے دعویٰ میں ثابت قدم اور مقابلہ مخالفین کے لئے مستعد سمجھیں نیت فساد کی یہ ہے

کہ جانب ثانی سے جواب ترکی بہ ترکی ملے تو اس سے بٹالہ کے مسلمانوں میں بیہوش
 پڑے۔ یہ آپ کے دعویٰ الہام و راستبازی اور غیر خواہی و رحمت کا جواب ہے۔
 اب میں آپ کی اس درخواست کا کہ خاکسار آپ کے اور آپ کے تابعین کے الہامات و سنات
 سے ڈر کر آپ کے پاس ٹھنچے اور آپ کا مطیع ہو جائے یا آپ کو ان ڈرانے والے الہامات و
 سنات کی اشاعت کی اجازت دے، جواب دیتا ہوں۔

آپ کا خاکسار کو اپنے پاس بلانا۔ اگر اس غرض سے ہے کہ میں آپ کے عقائد باطلہ کی نسبت
 آپ سے کچھ دریافت کروں تو اس نظر سے آنا فضول ہے۔ ہم مسلمانوں کو آپ کے عقائد باطلہ
 کے بطلان میں اب کوئی شک نہیں ہے لہذا اس میں کچھ دریافت کرنے کی کوئی ضرورت
 و حاجت باقی نہیں۔

تو ان آپ کو کچھ شک و اشتباہ ہو تو آپ جس وقت چاہیں حسب عادت قدیم غریب
 خانہ پر تشریف لاویں۔

دستورِ قدیم کے موافق آپ کی مدارات ہوگی اور آپ کی تسلی کچھ و یگی انشاء اللہ تعالیٰ۔
 اور اگر خاکسار کو اپنے پاس بلانا اس غرض سے ہے کہ آپ مجھے کوئی نشانِ آسمانی
 دکھائیگی تو اس نظر سے آنا نہ صرف بیفایده ہے بلکہ گناہ اور موجب نقصان ہے جس
 شخص کے عقائد اسلام اور سابق ادیان کے مخالف ہوں اس سے نشانِ آسمانی
 کا متوقع ہونا مومن کا کام نہیں۔ اور اگر وہ کچھ جالاکا اور شعبدہ بازی سے بذریعہ
 سمیریزم وغیرہ دکھاہی دے تو اس پر اعتماد کرنا مخالف اسلام ہے۔ اس بات کو
 آپ بھی اپنے اشتہار میں تسلیم کر چکے ہیں۔

بلکہ اس غرض سے میرا وہاں پہنچنا جائز بلکہ موجب ثواب ہے کہ میں وہاں ٹھنچ کر

آپ کا عجز اظہار نشان آسمانی سے لوگوں پر ظاہر کروں اور مسلمانوں پر آپ کا جھوٹ اور فریب کہوں کیونکہ میرے خیال میں آپ کو مسمریزم وغیرہ میں دخل نہیں۔ اور آپ کے پاس جو ہتھیار دوام تودینے سے وہ صرف زبان کی چالاک اور فقرہ بندی ہے۔ لیکن مجھے اس صورت میں قادیان پہنچنے میں یہ اندیشہ ہے کہ آپ میری جان کو نقصان پہنچانے میں کوشش کریں گے اور اس سے اپنے اہام کو کہ یہ شخص باؤن برس کا ہو کر فوت ہو جاوے گا جس کو آپ کے حواری اور دوست میان پچو ریشم فروش اور میان رجب الدین شالی کو ب لاہور وغیرہ) آپس میں پہلارہے ہیں سچا کر دکھائیں گے اگر واقعہ میں کہی سچا نہیں ہو سکتا کیونکہ میں باؤن برس کی عمر پوری کر چکا ہوں، ۷ محرم ۱۳۸۷ھ میری پیدائش ہے اور اب ۱۳۸۷ھ گذر رہا ہے) اور کم سے کم یہ کہ میری آبروریزی کی تو میر کریں گے۔ پس اگر آپ میری اس غرض کو پیش نظر کہہ کر مجھے اپنے پاس بلانا چاہتے ہیں تو میرے اس اندیشہ کو ایک باضابطہ تحریر سے جو عدالت میں رجسٹرڈ ہوا تھا دین آپ نے اس تحریر ذمہ داری کو منظور کیا تو اس کا سودا آپ کے پاس بھیجا جاوے گا۔ اس صورت میں یہ خاکسار قادیان میں حاضر ہوگا اور جو کام آپ کی خدمت گزاری کا بیان کرنا ہے وہاں بیٹھ کر کرے گا۔ در صورت عدم منظوری بشرط مذکور میں قادیان میں نہیں آسکتا۔ اس صورت میں جو آپ نے اپنے اور اپنے تابعین کے اہامات و سنانات کے جو میری نسبت ہوئے ہیں اجازت چاہی ہے اس سے مجھے تعجب آیا اور یقین ہوا کہ آپ دعویٰ اہام میں کذاب ہیں خدا کے اہام کی اشاعت و تبلیغ کے لئے اور دن کی اجازت کے کیا تھے؟ اول تو جو اہام کسی بنی یا ولی کو کسی شخص کے ڈرانے کے لئے ہوتا ہے اس کی اشاعت و تبلیغ اس اہام کا عین مدعا ہوتا ہے اور اگر آپ کا مقصد یہ کہ اہام کو تباہی جی

۲۳
یہی تقیہ فی سبیل اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں موجود ہے سو یہ امام و مہتمما کی قسم کا اہام تھا جس کا اظہار علامہ غلام اظہار اس عاجز کے اختیار میں دیا گیا تھا اور انبیاء ہی ہر ایک بات خدا تعالیٰ سے
حل نہیں کر کے بلکہ اس عالم سب اب میں اپنے اجتہاد سے بھی کام لیتے ہیں فقہ و
عہد

نوٹ۔ مباحی صاحب کے اس بیان سے اعلیٰ قرآن دانی اور حدیث خوانی عرب ظاہر ہو رہی ہے، لہٰذا معلوم ہے کہ ہر ایک عالم سن اللہ کو تین قسم کے اہام ہوتے ہیں ایک واجب التبلیغ دوسرے وہ اہام جسے اخبار

اور درم اندھا دین، ہم لوگ، اختیار دیے جانے ہوں اگر حکومت، علماء کی کہیں تو انما کر کے دینا، پوشیدہ کہیں تیسری قسم، امام کا دل وہ ہے، بلکہ انما سے ہم لوگ، سننے کے لئے پانے میں

اشاعت تا نذر ثانی و حکم ثانی جائز نہیں ہوتی تو آپ اپنے ملہم ہی سے کیوں نہیں
 پوچھ لیتے کہ میں اس اہام کو شایع کروں یا نہ کروں اور اگر کرونگا تو کسی قانون کے
 شکنجہ میں تو نہ پھنسا یا جاؤنگا۔ آپ کی اس اجازت چاہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ
 اہام کی آٹھ میں مجھے گالیاں دینا چاہتے ہیں اور ایسے الفاظ لکھنے اور شہر کرنے کا
 ارادہ رکھتے ہیں جس سے میری حیثیت عرفی کا ازالہ ہو اور میرے عزیزوں
 اور اقارب کی دشمنی ہو اور انکو رنج پھنچے۔ چنانچہ پہلے ہی آپ نے اس قسم کے اہام
 میری نسبت شایع کئے ہیں و معہذا آپ قانونی گرفت کا بھی اندیشہ رکھتے ہیں اور
 حکام وقت کو اپنے ملہم کی نسبت زبردست سمجھتے ہیں۔ لہذا میں ایسے اہام کی اشاعت
 کی اجازت عام نہیں دے سکتا۔ ہاں اس قسم کی اجازت سے میں رک بھی نہیں
 سکتا کہ آپ اپنے اور تابعین کے اہامات کو جہان تک کہ قانون انکی اشاعت کی اجازت
 دیتا ہے شایع کریں۔ اور اپنے ملہم کو رور ڈور لوگ احوالیتاً خدا تعالیٰ نہیں بلکہ معلوم الملکوت
 سے، حکام وقت سے مغلوب سمجھ کر اسکے حکم کی تعمیل کو حکام وقت کے قانون کے تابع
 رکھیں۔ اسکا آپ نے خلاف کیا تو آپکو کورٹ میں پہر کسی اور آراء مگاہ میں آنا پڑیگا۔
 آپکے پچھلے اہامات بھی میری نگاہ میں ہیں اور انکی نسبت تدارک کا ارادہ بھی ہنوز
 ملتوی نہیں ہوا۔

میں یہ کہنا بھی نامناسب نہیں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ خدا سے ہمکلام ہونے کا شرف
 رکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے مہلات کی تفصیل پوچھ سکتے ہیں اور معہذا اپنی نوع سے ہر ذی
 رکھتے ہیں (جیسا کہ آپ نے اپنے خط میں دعویٰ کیا ہے) تو مجھے دہکانے اور ڈور آنے
 کے آپ میری نسبت خدا تعالیٰ سے پچھلے یہ دریافت کریں کہ جو مندر اہام آپکو اس

شخص کی نسبت ہوا ہے وہ بہرہ اور قطعی الوقوع ہے یا اسکا وقوع معاق ہے اور جو
ڈر یا عذاب اس میں بیان کیا گیا ہے وہ در صورت اسکے تابع ہو جانے کے اس شخص سے
اٹھ سکتا ہے۔

پس اگر خدا تعالیٰ آپ کو یہ بتا دے کہ وہ میری شخصیت معاق ہے تو آپ خدا کی جناب میں
دعا کریں کہ وہ مجھے آپ کی شناخت کی توفیق دے اور آپ کے تابع کر دے۔ اور مجھ سے
وہ عذاب اٹھالے اور اس امر میں اپنے دریا سے حرمت کو جوش میں لاوین اور اس نبی صلی
کی سنت پھیل کرین جو کماؤں کی قوم نے مار کر خون آلودہ کر دیا تھا۔ اور وہ اپنے چہرہ سے خون پونپنا
اور یہ کہتا تھا۔ اللھم اغفر لقوم فی الفہمہ کا یحلمون اور نیز آنحضرت کی اس سنت
پر عمل کریں کہ جب آپ کے پاس ملک الجبال نے حاضر ہو کر کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس لئے آپ
کے پاس بھیجا ہے کہ اگر آپ جا میں تو میں آپ کے شکروں اور خالصتوں کو پہاڑ کے نیچے پھیل
دون تو آپ نے فرمایا میں یہ شخصیت چاہتا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ ان کی پشتوں سے ایسے
لوگ پیدا ہوں گے جو خدا کی توحید پیکار ینگے۔ اور اگر خدا تعالیٰ آپ کو یہ خبر دے کہ یہ ہمارا
مہرم و قطعی الوقوع ہے تو پھر آپ میری دعوت سے دست بردار ہوں۔ اور اپنے تابعین
کو وہ اہام سننا کہ ان پر اپنی نبوت و ولایت ثابت کریں۔ اس صورت میں مجھے دعوت
کرنا فضول ہے کیونکہ قطعی وعدہ عذاب کے بعد کسی نبی نے دعوت نہیں کی۔

اور اگر آپ اپنی اس دہمکی پر سحر میں گئے تو طالب حق اور ضعیف جان لین گے
کہ آپ اس دعوت و انداز میں فریب کرتے ہیں اور جھوٹے ہیں۔

میں اخیر میں یہ بھی آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ اگر میں آپ کی مخالفت میں نیکیت
اور حق پر ہوں اور دین اسلام کی حمایت کر رہا ہوں اور نفسانیت کو اس

ہفت نوٹ۔ خدا تعالیٰ کسی مہم کی دعا سے اسکو مددیت کرتا ہے جبکہ دل پر بیخ اور کجی کا غلبہ نہیں ہوتا
ورنہ بوجہ فلماذا انغوا ان انما اللہ فلو ہم مددیت پانے سے محروم رہتا ہے۔ مدد

میں دخل نہیں دیتا تو خدا تعالیٰ میری مدد کر گیا اور آپکو ہدایت کر کے تابع حق اور دین اسلام کر گیا ورنہ سخت عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر گیا اور اگر میری نیت میں فساد، تو خدا مجھے اسکا بدلہ خود دیکھا آپکا ڈرانا اور دہمکانا عجب و فضول ہے خصوصاً ایصال میں کہ میں آپکو گذاب جانتا ہوں اور اس اعتقاد کو دین اسلام کا جز سمجھتا ہوں لہذا بہتر ہے کہ آپ ان گیدڑ بہکویوں سے باز آئیں اور حق کے تابع ہو جائیں آئندہ اختیاء ہے و ما علینا الا ابلع البین۔

را تم ابو سعید محمد حسین عفی اللہ عنہ

یہ خط ایک جلسہ عام اہل اسلام میں پڑھا گیا اور عاید جلسہ نے اسکے مضمون کو پسند کیا اور اسکے سودہ پر دستخط کیا از انجملہ مختصر کے نام نامی یہ ہیں۔

(۱) محمد فیض محی الدین قادری عفی عنہ (۲) احمد علی عفی عنہ (۳) محمد اعظم عفی عنہ (۴) شیخ انجش (۵) حافظ غلام قادر (۶) نور محمد (۷) شیخ امیر انجش (۸) نبی بخش ذیلدار بٹالہ (۹) برکت علی (۱۰) محمد اسحاق ولد قاضی نور احمد (۱۱) فقیر شیخ محمد اعظم اسلام نقشبندی مخدومی احسنی (۱۲) محمد ابراہیم امام مسجد جامع (۱۳) حکیم عطاء محمد (۱۴) علی محمد (۱۵) مسکین محمد احمد اللہ (۱۶) فقیر شمس الدین (۱۷) محمد علی تہانہ دارنمیشند (۱۸) حسین بخش اپیل نویس۔ اور بہت سے آدمی ہیں جنکی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے۔

جواب الجواب شیخ بٹالوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لحمد و نصلی

الحمد لله والصلوة على محمد وآله الذين اصطفى۔ ابابعد آچھا۔ جہڑی غندہ خط سورف

۴ جنوری ۱۸۹۳ء کو جبہ کو ملا اگرچہ آپکا یہ خط جو کذب اور تمہت اور سجا افتراؤں کا
ایک مجموعہ ہے اس لائق تھین تھا کہ میں اسکا کچہہ جواب آپکو لکھتا فقط اعراض کافی
تھا لیکن چونکہ آپ نے اپنے خط کے صفحہ دو اور تین میں اس عاجز کی تین پیشگوئوں
کا ذکر کر کے بالآخر اس تیسری پیشگوی پر چھ کر دیا ہے جو نور افشان دہم مئی ۱۸۸۸ء
اور نیز میرے اشتہار مشہورہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں درج ہے اور آپ نے اقرار کیا کہ
کہ اگر اس الھام کا سچا ہونا ثابت ہو جائے تو میں آپکو ملہم مان لوں گا اور یہ سمجھوں گا کہ میں نے
آپکے عقاید و تعلیمات کو مخالف حق اور آپکو بد اخلاق اور گمراہ سمجھنے میں غلطی کی۔ اسلئے
اس عاجز نے پھر آپکی حالت پر رحم کر کے آپکو اس الہامی پیش گوئی کے ثبوت کی طرف
توجہ دلانا سبب سمجھا۔ وہ پیشگوئی جیسا کہ آپ خود اپنے خط میں بیان کر چکے ہیں
یہی تھی کہ اگر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری اپنی بیٹی اس عاجز کو نہ دیوے اور کسی
سے نکاح کر دیوے تو روز نکاح سے تین برس کے اندر فوت ہو جائیگا۔ اس
پیشگوئی کی یہ بنیاد تھی کہ خواہ مخواہ مرزا احمد بیگ کی بیٹی کی درخواست کی
گئی تھی بلکہ یہ بنیاد تھی کہ یہ فریق مخالف جن میں سے مرزا احمد بیگ بھی ایک تھا اور
عاجز کے قریبی رشتہ دار مگر دین کے سخت مخالف تھے اور ایک ان میں سے عداوت
میں اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اللہ جل شانہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو علانیہ گالیوں
دیتا تھا اور اپنا مذہب دھرم یہ رکھتا تھا اور نشان کے طلب کے لئے ایک اشتہار
بھی جاری کر چکا تھا اور یہ سب مجہ کو سکاڑ خیال کرتے تھے اور نشان مانگتے تھے اور
صوم اور صلوات اور عقائد اسلام پر ٹھہرا کیا کرتے تھے سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ ان
اپنی محبت پوری کرے سو اسے نشان دکھانے میں وہ پہلو اختیار کیا جسکا ان تمام

بیدین قرابتوں پر اثر پڑتا تھا خدا ترس آدمی سمجھ سکتا ہے کہ موت اور حیات انسان کے
 اختیار میں نہیں اور ایسی پیشگوئی جس میں ایک شخص کی موت کو اسکی بیٹی کے نجات کے
 ساتھ جو غیر سے ہو وابستہ کر دیا گیا اور موت کی حد مقرر کر دی گئی انسان کا کام نہیں ہر-
 چونکہ یہ الہامی پیش گوئی صاف بیان کر رہی تھی کہ مرزا احمد بیگ کی موت اور حیات اسکی
 لڑکی کے نجات سے وابستہ ہے اسلئے پانچ برس تک بیٹے جب تک اس لڑکی کا کسی
 دوسری جگہ نجات نہ کیا گیا مرزا احمد بیگ زندہ رہا اور پہرے۔ اپریل ۱۸۹۴ء میں احمد بیگ
 نے اس لڑکی کا ایک جگہ نجات کر دیا اور بموجب پیشگوئی کے تین برس کے اندر بیٹے نجات
 سے جو تھے مہینہ میں جو ۳۱ ستمبر ۱۸۹۷ء تھی فوت ہو گیا اور اسی اشتهار میں یہ بھی لکھا تھا
 کہ اگرچہ روز نجات سے موت کی تاریخ تین برس تک بتلائی گئی ہے مگر دوسرے کشف سے
 معلوم ہوا کہ کچھ بہت عرصہ نہیں گزرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نجات اور موت میں فرق
 چار مہینہ بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہا یعنی جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں کہ ۷-۱ اپریل ۱۸۹۷ء
 میں نجات ہوا اور ۳۱ ستمبر ۱۸۹۷ء کو مرزا احمد بیگ اس جہان فانی سے رخصت ہو گیا اب
 ذرا خدا تعالیٰ سے ڈر کر کہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی یا نہیں۔ اور اگر آپ کے دل کو یہ دھوکا
 ہو کہ کیونکر یقین ہو کہ یہ الہامی پیشگوئی ہے کیونکہ جاذبہ نہیں کہ دوسرے وسائل نجوم و
 رمل و جفر وغیرہ سے ہو تو اسکا یہ جواب ہے کہ بتجون کی اس طوطی کی پیشگوئی نہیں ہوا
 کرتی جس میں اپنی ذاتی فائدہ کے لحاظ سے اس طور کی شریطین ہوں کہ اگر فلان شخص
 ہمیں بیٹے دے تو زندہ رہے گا ورنہ نجات کے بعد تین برس تک بلکہ بہت جلد مر جائیگا اگر
 دنیا میں کسی منجم یا تال کی اس قسم کی پیشگوئی طوطہ میں آئی ہے تو وہ اسکے ثبوت کے
 ساتھ پیش کرین علاوہ اسکے اس پیشگوئی کے ساتھ اشتهار میں ایک دعویٰ پیش

کیا گیا ہے یعنی یہ کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں اور مکالمہ الہیہ سے مشرف ہوں
 اور مامور من اللہ ہوں اور میری صداقت کا نشان یہ پیش کر رہی ہے۔ اب آپ اگر کچھ
 بھی اللہ جل شانہ کا خوف رکھتے ہیں تو سمجھ سکتے ہیں کہ ایسی پیش گوئی جو منجانب اللہ
 ہونیکے لئے بطور ثبوت کے پیش کی گئی ہے اسی حالت میں سچی ہو سکتی تھی کہ جب حقیقت
 یہ عاجز منجانب اللہ ہو کہ نہ خدا تعالیٰ ایک منقری کی پیش گوئی کو جو ایک جھوٹے دعویٰ
 کے لئے بطور شاہد صدق بیان کی گئی ہرگز سچی نہیں کر سکتا وہ یہ کہ اس میں خلق اللہ کو
 دھوکا لگتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ خود علی صاف کے لئے یہ علامت قرار دیکر فرماتا ہے
 وَاِنْ يَكُ صَادِقًا لِّصَٰحِبِہٖ لَعَلَّہٗ الَّذِیْ یُعِدُّکُمْ۔ اور فرماتا ہے وَلَا یُظْہِرْ عَلٰی
 خَلِیْقِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَن اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ۔ رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اللہ
 نبی اور محدث داخل ہیں۔ پس اس پیش گوئی کے الہامی ہونے کے لئے ایک مسلمان
 کے لئے یہ دلیل کافی ہے جو منجانب اللہ ہونے کے دعویٰ کے ساتھ یہ پیش گوئی بیان
 کی گئی اور خدا تعالیٰ نے اسکو سچی کر کے دکھایا اور اگر آپ کے نزدیک یہ ممکن ہے کہ ایک
 شخص دراصل منقری ہو اور ہر امر و روغ لگوئی سے کہے کہ میں خلیفہ اللہ اور مامور
 من اللہ اور مجبور وقت اور مسیح موعود ہوں اور میرے صدق کا نشان یہ ہے کہ اگر
 فلاں شخص مجھے اپنی بیٹی نہیں دیکھا اور کسی دوسرے سے نکاح کر دیکھا تو نکاح کے بعد
 تین برس تک بلکہ اس سے بہت قریب فوت ہو جائیگا اور پھر ایسا ہی واقعہ ہو جائیگا
 تو براے خدا اسکی نفیر پیش کر دو رہنمایا کہ کہو کہ مرنے کے بعد اس نکاح اور کذب و
 تکذیب سے پوچھیں جاؤ گے خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ اِنَّ اللہَ لَا یُعِیْدُہٗیْ مِنْ حَیْوٰہِ
 مَبْعُوثًا کَذٰبًا سوچو کہ دیکھو کہ اس کے جی معنی میں جو شخص اپنے دعویٰ میں کا وہ ہوا اسکی

پیشگوئی ہوگا پوری خنیں ہوتی شیخ صاحب اب وقت ہے سمجھ جاؤ اور اس دن سے
دو جس دن کوئی شیخی پیش خنیں جائیگی اور اگر کوئی بخومی یا رسال یا جفری اس عاجز کی
طرح دعویٰ کرے کوئی پیشگوئی دیکھا سکتا ہے تو اسکی نفیر پیش کروا اور چند اجباروں میں دج
کرا دو اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش خنیں کر سکو گے اور ایسا بخومی ہلاک ہوگا خدا تعالیٰ تو اپنے
بنی کو فساد ماتا ہے کہ اگر وہ ایک قول بھی اپنی طرف سے بناتا تو اسکی رگ
جان قطع کی جاتی پھر یہ کیونکر ہو کہ بجائے رگ جان قطع کی جانے کے
اللہ جل شانہ اس عاجز کو جو آپکی نظرمیں کافر منقری و قبال کذاب ہے دشمنوں کے
مقابل پر یہ عزت دی کہ تائید دعویٰ میں پیش گوئی پوری کرے کہی دنیا میں یہ ہوتا
کہ کاذب کی خدا تعالیٰ نے ایسی مدد کی ہو کہ وہ گیارہ برس سے خدا تعالیٰ پر یہ افترا کر رہا
ہو کہ اسکی دجی دلاست اور وحی محمد ثنیت میرے پر نازل ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اسکی
رگ جان نہ کاٹے بلکہ اسکی پیشگوئیوں کو پورا کر کے آپ جیسے دشمنوں کو مغفل اور
نادم اور لاجواب کرے اور آپکی کوشش کا نتیجہ یہ ہو کہ آپ کے مکیر سے پہلے توکل ہے
آدمی سالانہ جلسہ میں شریک ہوں اور بعد آپکی مکیر اور جانچا ہی اور لوگوں کے روکنے
کے تین سو تالیس احباب اور مخلص جلسہ اشاعت حق پر دوڑے آدین اب اس سے
زیادہ کیا لکھوں میں اس خط کو انشا اللہ چھاپ کر شائع کرو دیکھا اور مجھے اس بات
کی ضرورت خنیں کہ اس الہامی پیشگوئی کی آزمائش کئے بٹا دین کوئی مجلس مقرر
کروں مناسب ہے کہ آپ بھی اپنے اشاعت اللہ میں میرے اس خط کو شائع کر دین
یہ بات بھی ساتھ لکھ دین کہ اب آپکو قبول کرنے میں کیا مہذبہ خود ضعف لوگ
دیکھ لیں گے کہ وہ مہذبہ صحیح یا غلط ہے۔

مکرم ہے کہ اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے کہ میں اپنے دعویٰ میں صادق ہوں نہ منفری ہوں نہ وقابل نہ کذاب اس زمانہ میں کذاب اور وقابل اور منفری پچھلے اس سے کہہ رہے تھے تا خدا تعالیٰ صدی کے سر پر بھی بجا سے ایک مجدد کے جو اسکی طرف سے مبعوث ہوا ایک وقابل کو قائم کر کے اور بھی فتنہ اور فساد ڈال دیتا مگر جو لوگ سچائی کو نہ سمجھیں اور حقیقت کو دیکھتے نہ کریں اور تکفیر کی طرف دوڑیں میں اُنہیں کیا علاج کروں میں اُس ہمارے دار کی طرح جو اپنے عزیز بھائی کے غم میں مبتلا ہوتا ہے اسے ناشناس محوم کے لئے سخت اندوہ لگتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اسے قادر ذوالجلال خدا ماسے ہادی درمہسا ان لوگوں کی آنکھیں کھول اور آپ انکو بعیرت بخش اور آپ ان کے دلوں کو سچائی اور راستی کا اہام بخش اور یقین رکھتا ہوں کہ میری دعا میں خطا نہیں جائیگی کیونکہ میں اسکی طرف سے ہوں اور اسکی طرف بلاتا ہوں یہ سچ ہے اگر میں اسکی طرف سے نہیں ہوں اور ایک منفری ہوں تو وہ بڑے عذاب سے مجھ کو ہلاک کریگا کیونکہ وہ منفری کو کبھی عزت نہیں دیتا کہ جو صادق کو دیتا ہے میں نے جو ایک پیشگوئی جس پر آپ نے میرے صادق اور کاذب ہونے کا حصر کر دیا آپکی خدمت میں پیش کی ہے یہی میرے صادق اور کذب کی شناخت کے لئے ایک کافی شہادت ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ کذاب اور منفری کی مدد کرے لیکن ساتھ اس کے میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اس پیشگوئی کے متعلق دو پیشگوئی اور میں جنکو میں اہم شمار اجولائی ۱۸۸۵ء میں شائع کر چکا ہوں جنکا مضمون یہی ہے کہ خدا تعالیٰ اُس عورت کو بیوہ کر کے میری طرف رو کر بھیجا اب انصاف سے دیکھیں کہ نہ کوئی انسان اپنی حیات پر اعتماد کر سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے کی نسبت دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ نفاق وقت تک زندہ رہے گا یا نفاق

وقت تک مر جائیگا مگر میری اس پیشگوئی میں نہ ایک بلکہ چہہ دعویٰ بین اول
 نجات کے وقت تک میرا زندہ رہنا و وہم نجات کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا
 یقیناً زندہ رہنا سووم پہر نجات کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس
 تک نصین پھنچیکا چارم اسکے خاوند کا لڑائی برس کے عرصہ تک مر جانا پنجم موت
 تک کہ میں اس سے نجات کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا ششم پھر آخر یہ کہ بیوہ ہونے
 کی تمام سہولت کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اسکے اقارب کے میرے نجات میں آجانا۔
 اب آپ ایمان رکھیں کہ کیا یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں اور ذرہ اپنے دل کو تہام کر
 سوچ لیں کہ کیا ایسی پیشگوئی سچے ہو جانے کی حالت میں انسان کا فعل ہو سکتی
 ہے پھر اگر اس پیشگوئی پر جو لڑکی کے باپ کے متعلق ہے جو ۳۱ ستمبر تک لایم کر پوری
 ہو گئی آپکا دل نصین ٹھہرتا تو آپ اشاعۃ السنہ میں ایک اشتہار حسب اپنے اقرار کے
 دیوین کہ اگر یہ دوسری پیشگویاں بھی پوری ہو گئیں تو اپنے ٹھون باطلہ سے تو یہ
 کرونگا اور دعویٰ میں سچا سمجھ لوں گا اور ساتھ اسکے خدا تعالیٰ سے ڈر کر یہ بھی اقرار
 کر دین کہ ایک تو ان میں سے پوری ہو گئی اور اگر اس پیشگوئی کے پورا ہو جانے کا
 آپکے دل میں زیادہ اثر نہ ہو تو اس قدر توجہ و دلچسپی کہ جب تک اخیر ظاہر نہ ہو کہ
 انسان اختیار کریں جب ایک پیش گوئی پوری ہو گئی تو اسکی کہہ تو بیت آپکے دل
 پر چاہئے۔ آپ تو میری طاقت کے منظر اور میری رسوائی کے دونوں کے انتظار میں ہیں
 اور خدا تعالیٰ میرے دعویٰ کی سچائی پر نشان ظاہر کرتا ہے اگر آپ اب بھی نہ مانیں تو
 میرا آپ پر زور ہی کیا ہے لیکن یاد رکھیں کہ انسان اپنے اوایل ایام انہار میں
 باعث کسی اشتہار کے معذور ٹھہر سکتا ہے لیکن نشان دیکھنے پر ہرگز معذور نصین

ٹہر سکتا کیا یہ پیشگوئی جو پوری ہو گئی کرئی ایسا اتفاقی امر ہے جسکی خدا تعالیٰ کو کچھ ہی
 ظہر نہیں کیا بغیر اسکے علم اور ارادہ کے ایک دوقال کی تائید میں خود بخود یہ پیشگوئی
 وقوع میں آگئی کیا یہ سچ نہیں کہ مدعی کا زب کی پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی یہی
 قرآن کی تعلیم ہے اور یہی توریت کی اگر آپ میں انصاف کا کچھ حصہ ہے اور تقویٰ
 کا کچھ ذرہ ہے تو اب زبان کو بند کر لیں خدا تعالیٰ کا غضب آپ کے غضب سے بہت بڑا
 ہے۔ ما لیفعل، اللہ بعدہ ابلکم ان شکرتم وامنتم۔ والسلام علی من اتبع الهدی
 وما استکبر وما الی۔

عاجز غلام محمد عنی اللہ عنہ

ذیل میں ہضم خط مجبیٰ نواب سردار محمد علی خان صاحب کا لکھتے ہیں یہ خط نواب
 صاحب نے کسی اور طالب حق کو بھیج دیا ہے دیکھا ہے ورنہ خود نواب صاحب
 علی خیر سے ایک خاصہ تعلق اخلاص و محبت رکھتے ہیں اور اس

سلسلہ کے حامی بدیل و جاہلین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طبیع روحانی مکرم منظم سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم بندہ بہ سبب عمالت طبع کے جواب سے قاصر رہا۔ الحمد للہ کہ اب خیریت
 سے ہوں امید ہے کہ جناب بھی خیریت سے ہونگے۔ روپیہ ہدایت مرزا خدا بخش صاحب اسکی
 گیا ہے امید کہ مرزا صاحب نے آپ کے کمال حال بیان کر دیا ہوگا۔

جب سے کہ دعویٰ شیل المسیح کی اشاعت ہوئی ہے ہر ایک آدمی ایک عجیب غریب
 میں ہو رہا ہے کہ بعض خواص کی یہ حالت ہو کہ انکو کوئی شک پیدا نہ ہوا ہو بندہ

جبی سے شش و پنج میں ہے کہہ ہی آجکا دعویٰ ٹھیک معلوم ہوتا ہے اور کہہ ہی تذبذب کی حالت ہو جاتی ہے گویا قبض اور بسط کی سی کیفیت ہے اب قال قیل بہت ہرچکی اپنی تو اس سے اطمینان نہیں ہوتی کیونکہ مخالف اور موافق باتوں نے دل کی عجب کیفیت کر دی ہے بلکہ بعض اوقات اسلام کے سچے ہونے میں شبہ ہو جاتا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ ایک طرف خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جیسے ہماری راہ میں کوشش کی ہم اس کو اپنا راستہ دکھاتے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ حیرانی ہے کہ وہ وعدہ پورا نہیں ہوتا گو کسی نے استعارہ نہ کیا ہو لیکن سیکڑی آدمی دل و جان سے کوشاں ہیں کہ ہکوسید ہمارا ساتھ معلوم ہو جاوے اور سچائی ظاہر ہو۔

اب مندرجہ ذیل امورات ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ جس سے اب صلوات ظاہر ہو۔

اول اب کوئی عذر اس قسم کا نہیں رہا کہ اب مبالغہ کے لئے مخالفوں کو نہ بلایا جاوے۔ کیونکہ جیسا کہ آپ نے مولوی عبدالحق کے جواب میں تحریر فرمایا تھا کہ جب تک مباحثہ ہو کر طلب مبالغہ نہ ہو مبالغہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ اختلاف اجتہادی ہے۔ لیکن اب یہ بات نہیں رہی بلکہ مخالفت بہت ہو گئی ہے۔ اور حجت قائم ہو چکی اب آپ کو مخالفوں سے مبالغہ کرنا چاہیے اور توجہ کر کے خداوند تعالیٰ سے اس بات کی اجازت چاہنی چاہئے کہ مبالغہ کیا جاوے اور اس مبالغہ کا اثر قریب زمانہ میں ہو جو ماہ دو ماہ سے زائد نہ ہو کہ لوگ میاں و بعد سے گھبرا جاتے ہیں۔ اور اگر یہ کہا جاوے کہ مبالغہ سے جو لوگ ماننے والے ہیں نہیں

مانیں گے۔ اس میں یہ عرض ہے کہ جو نہ ماننے والے ہیں وہ نہ مانیں
لیکن وہ لوگ جو مذہب میں وہ ضرور مان جاویں گے اور ایک یہ بڑا بھاری فائدہ
ہے کہ مبایعہ کا ایمان تو ہی ہو جاوے گا۔ بہر حال اب سہا ملہ لازمی ہے۔

و وہم نشان آسمانی میں جو جناب نے استخارہ کی بابت تحریر فرمایا ہے کہ بغض اور
محبت سے پاک ہو کیونکہ اس صورت میں شیطان دخل دیتا ہے اور پھر خیال کے
بوجوب القاء ہوتا ہے پس ان دونوں باتوں سے بری ہو کر عمل کرنا چاہئے۔ اب اس
امر میں بڑی مشکل پیش آگئی۔ اقول یا تو آدمی مخالف ہوگا یا موافق پس بوجوب
اس تحریر کے موافقوں کو موافق اور مخالفوں کو مخالف القاء ہوگا پس ثبوت متینہ
پر سلام اور دوم انسان کا فائدہ ہے کہ جس بات سے روکا جاوے اس کی طرف
جتنی طور سے مائل ہوگا پس اگر آپ یہ بات ظاہر نہ کہتے تو شاید ایسا خیال ہی ہوتا
لیکن جب ظاہر کیا گیا تو ضرور کہہ نہ کہہ خیال پیدا ہوگا اور ثبوت متینہ رنگ دکھائی گئی
تو ہم جب کہ یہ استخارہ اصل میں مخالفوں کے لئے ہے اور مخالفوں کو اپنی نفی
کے سبب مخالف القاء ہوتا تو پھر محبت کس طرح قائم ہوئی۔ لہذا ہر طرح القاء شیطان کی
گنجائش ہے۔ اب ان تینوں صورتوں کے سبب سے بڑی مشکل پیش آئی استخارہ
کس طرح کیا جاوے جب کہ ہر صورت میں القاء شیطان کا ہونا ممکن ہے۔ اور
بغض و محبت سے پاک ہونا مشکل تو کام کس طرح چلے پس اس کے لئے ہی براہِ فہم
توجہ فرما کر دعا فرمائیں کہ استخارہ القاء شیطان سے پاک ہو جو کوئی استخارہ
کرے خواہ موافق ہو یا مخالف سب پر یکساں طور سے اصلی حقیقت کھل جائے
اور اس میں شیطان کا دخل جاتا رہے۔ چونکہ یہ امر سے اس لئے شیطان کے

بچنے کے لئے خدا سے دو مانگنی لازمی ہے اور تعجب ہے کہ کارِ رحمانی پر شیطان غالب ہو اگر خداوند تعالیٰ ہمارے دعوے نہ کر گیا اور ہمارے شیطانی سے نہ بچا بیٹھا تو ہم ہدایت کس طرح پرائیں گے۔ پس بلا اور رحمانی کوئی امر نہیں ہو سکتا اس لئے اتنا ہے کہ آپ دعا فرمائیں کہ اس استخارہ میں شیطان کا دخل نہ رہے۔ اور اسکا اشتہاد دیا جائے اور براہ مہربانی دس پندرہ روز میں توجہ فرما کر اجازت طلب فرمائیں بندہ ہی استخارہ کے لئے تیار ہے جو وقت جناب کو ان تینوں امور کی بابت القا ہو جاوے گا کہ یہ استخارہ القاسے شیطانی سے بہرا ہے اور اسکا اثر خفا اور موافق پر یکساں ہوگا اسوقت بندہ استخارہ کر گیا اور زیادہ سے زیادہ ایسا کہ تک استخارہ جو اب باصواب رہیگا جو اب سے مراد جواب نیاز نامہ ہذا نہیں بلکہ جو امر استخارہ کی بابت آپکو بعد توجہ و دُعا معلوم ہو

سو ہم کوئی امر خارق عادت ہونا چاہئے تاکہ لوگوں پر حجت قائم ہو۔

ان تینوں امور کی بابت میں نہایت ادب سے ملتی ہوں کہ اسکی بابت براے خدا توجہ فرماوین کیونکہ قائل و قیل بہت ہو چکی اور اس سے شبہات دن بدن بڑھتے جلتے ہیں۔ اب استدلال ہو چکا۔ اب دوسری طرف توجہ ہونا چاہئے۔

پاسے استدلال یاں چوبین بود پاسے چوبین سخت بے تمکین بود

گر باستدلال کارِ دین بدے فخر رازی مانہ دایر دین بدے

اور میں نہایت عجز سے جناب کو اسی ذات واحد کی قسم دیکر کہتا ہوں جس نے کہ آپکو اوجہ کو پیدا کیا اور کل عالم کو پیدا کیا کہ ان تینوں امور متذکرہ بالا کے لئے توجہ کر کے دعا فرمائیں۔ اور دعائیں یہ بھی درخواست ہو کہ میعاد زمانہ قریب ہونے بعید۔

چونکہ طرفین میں رشتہ نازک ہے اور دینی کام ہے اس تحریر کو گستاخانہ تصور نہ فرماوین بلکہ مستفیدانہ۔ چونکہ میں آپکی بیعت میں ہوں اس لئے اطمینان قلب کے لئے تکلیف دی گئی۔

ایک اور بات یاد آئی کہ اب تحریر کا اعتبار ساقط ہو گیا۔ کیونکہ جو جناب کے معتقد ہیں وہ آپکی تحریر کا اعتبار کرینگے اور جو مخالف ہیں وہ مخالفوں کا اعتبار کرینگے بچ میں پس گئے وہ لوگ جو دونوں تحریروں کو منصفانہ طور پر دیکھ کر فیصلہ کرنا چاہتے ہیں اس لئے انکو کسی کا بھی اعتبار نہ رہا۔ کیونکہ انکو نہ کوئی خاص تعلق و صحبت آپ سے اور نہ مخالفوں سے رہا۔

اس خط کو کم سے کم تین مرتبہ غور سے پڑھیں یہ خط اگرچہ بظاہر آپ کے
نام ہے لیکن اسکی بھت سی عبارتیں دوسروں کے اوہام
دور کرنے کے لئے ہیں مگر بظاہر آپ ہی
مخاطب ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدٌ وَنَصَلِیْ

محبی و عزیز! انویم نواب محمد علی خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک سہفہ سے بلکہ عشرہ سے زیادہ گذر گیا کہ آن محب کا
محبت نامہ پہنچا تھا چونکہ اسمیں امتیاز و تفریق نہ تھی اور مجھے باعث تالیف کتابہ اُمید تھی کہ لاف و سلام
بغایت درجہ کی حرمت تھی کیونکہ ہر روز مضمون طیار کر کے دیا جاتا ہے اس لئے میں جواب لکھنے سے
محذور رہا اور آپ کی طرف سے تقاضا بھی نہیں تھا آج مجھے خیال آیا کہ چونکہ آپ ایک خاص محب ہیں
اور آپکا استفسار سراسر نیک ارادہ اور نیک نیت پر مبنی ہے اس لئے بعض اہم سے آپکو آگاہ کرنا
اور آپکے لئے جو بہتر ہے اس سے اطلاع دینا ایک امر ضروری ہے لہذا چند سطروں کی آگاہی کے
لئے ذیل میں لکھتا ہوں۔

یہ سچ ہے کہ جب سے اس عاجز نے مسیح موعودؑ کے دعویٰ بامر اللہ تعالیٰ کیا ہے
تب سے وہ لوگ جو اپنے اندر ثبوت فیصلہ نہیں کہتے عجب مذہب و ادب کش میں پڑ گئے ہیں اور
آپ فرماتے ہیں کہ تامل و تامل سے فیصلہ نہیں ہو سکتا سابلہ کے لئے اب طیار ہونا چاہئے اور آپ
یہ بھی کہتے ہیں کہ کوئی نشان بھی دکھلانا چاہئے۔

(۱) سابلہ کی نسبت آپکے خط سے چند روز پہلے مجھے خود بخود اللہ جل شانہ نے اجازت دیدی
میں اور یہ خدا تعالیٰ کے ارادہ سے آپکے ارادہ کا توڑ ہے کہ آپکی طبیعت میں یہ جنبش پیدا ہوئی جسے معلوم
ہوتا ہے کہ اب اجازت دینے میں حکمت یہ ہے کہ اول علل میں صرف اس لئے سابلہ ناجائز تھا کہ اب
مخالفین کو سنبھالنا نہیں گیا تھا اور وہ اصل حقیقت سے سراسر ناواقف تھے اور تکذیب

بھی اُنکا وہ جوش نہ تھا جو بعد اسکے ہوا لیکن اب تالیف آئینہ کمال اسلام کے بعد تفہیم اپنے کمال کو پہنچ گئی اور اب اس کتاب کے دیکھنے سے ایک دلی استعداد کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ مخالف لوگ اپنی داسے میں سراسر خطا پر ہیں اسلئے مجھے حکم ہوا ہے کہ میں سب اہلہ کی درخواست کو کتاب آئینہ کمال اسلام کے ساتھ شایع کروں۔ سو وہ درخواست انشا اللہ القدر پہلے حصہ کے ساتھ ہی شایع ہوگی۔ اول دنوں میں میرا یہ بھی خیال تھا کہ مسلمانوں سے کیا نہ کہ سب اہلہ کیا جائے گی کہ سب اہلہ کہتے ہیں ایک دوسرے پر لعنت بھیجنا اور مسلمان پر لعنت بھیجنا جائز نہیں مگر اب چونکہ وہ لوگ بڑے اہم اسرار سے مجاہد کو کا فر ٹھہراتے ہیں اور حکم شرع یہ ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو کا فر ٹھہراوے اگر وہ شخص درحقیقت کا فر نہ ہو تو وہ کفر نکال کر اسی پر پڑتا ہے جو کا فر ٹھہراتا ہے اسی بنا پر مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ جو لوگ تجہ کو کا فر ٹھہراتے ہیں اور انہیں اہلہ اور نسا کہتے ہیں اور فتویٰ کفر کے پیشوا میں ان سے سب اہلہ کی درخواست کر۔

(م) نشان کے بارے میں جو آپ نے لکھا ہے یہ بھی درست ہے درحقیقت انسان دو قسم کے ہوتے ہیں اول وہ جو زیرک اور زرکی ہیں اور اپنے اندر قوت فیصلہ رکھتے ہیں اور تھامین کی قیاس و قال میں سے جو تقریر کی عظمت اور برکت اور روشنی اپنے اندر رکھتی ہے اس تقریر کو پہچان لیتی ہیں اور باطل جو مختلف اور بناوٹ کی بدور رکھتا ہے وہ بھی انکی نظر سے پوشیدہ نہیں رہتا ایسے لوگ شہر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شناخت کے لئے اس بات کے محتاج نہیں ہو سکتے کہ انکے سامنے سوئی کا سانپ بنایا جاوے اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شناخت کے لئے حاجت مند ہو سکتے ہیں کہ انکے آئینہ سے مغلوں اور مجذوموں کو اچھے ہوتے دیکھ لیں اور نہ ہمارے سیدہ سولی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایسے اعلیٰ درجے کے لوگوں نے کبھی سجدہ طلب کیا کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کوئی سجدہ دیکھ کر ایمان لائے تھے بلکہ وہ نہ کی تھے اور نہ طلب رکھتے تھے انہوں نے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ نہ دیکھ کر ہی پہچان لیا تھا کہ یہ جو لوگوں کا منہ نہیں ہے اسلئے خدا تعالیٰ کے نزدیک صدیق اور استقامت ٹھہرے انہوں نے حق کو دیکھا اور انکے دل بول اٹھے کہ یہ منجانب اللہ ہے۔

دوسرے قسم کے وہ انسان ہیں جو سجدہ اور کرامت طلب کرتے ہیں انکے حالات خدا تعالیٰ نے

پہلی باتوں میں جب اُنکے نبیوں نے نشان دکھائے تو اُن نشانوں کو دیکھ کر کبھی لوگ ایمان لائے
کہ نہ وہ نشان دیکھنے سے پہلے کذب کر چکے تھے اسی طرح خدا اُن لوگوں کے دلوں پر پُھر یہ لگا
دیتا ہے جو اس قسم کے کافر میں جو نشان سے پہلے ایمان نہیں لاتے۔

یہ تمام باتیں اور ایسا ہی اور بہت سی باتیں قرآن کریم کی جگہ اس وقت لکنا موجبِ اہمیت ہے
بالافتاح بیان فرما رہی ہیں کہ نشان کو طلب کرنا بلائے سورہ غضب الہی ہوتے ہیں اور جو شخص نشان
دیکھنے سے ایمان لاوے اسکا ایمان منظرِ شخص اس پر کو اعتراض وارد ہوتے ہیں اول یہ کہ نشان
کو طلب کرنا بلائے کیونکہ سورہ غضب الہی ہیں جو شخص اپنے اطمینان کے لئے یہ آزمائش کرنا چاہتا ہے کہ یہ
شخص سنا ہے اللہ ہے یا نہیں بظاہر وہ نشان طلب کرنا حق رکھتا ہے تاہو کہ نہ کہا وے اور
اور وہ الہی کو مقبول الہی خیال نہ کر لے۔

اس وہم کا جواب یہ ہے کہ تمام ثواب ایمان پر مرتب ہوتا ہے اور ایمان اسی بات کا نام ہے کہ خدا
پر وہ غیب میں ہوا سکوترانِ درجہ کے لحاظ سے قبول کیا جائے مجھے اس قدر دیکھ لیا جائے کہ شہاد
صدق کے وجہ کذب کے وجہ پر غالب ہیں اور قرآن میں موجود وہ ایک شخص کے صادق ہونے پر بہت
اُسکے کا وہ ہو نیکی بہشت پائے جاتے ہیں۔

یہ تو ایمان کی حد ہے لیکن اگر اس حد سے بڑھ کر کوئی شخص نشان طلب کرتا ہے تو وہ عند اللہ منافق
ہے اور اُسی کے بارے میں اللہ جل شانہ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ نشان دیکھنے کے بعد اسکو ایمان
نفع نہیں دیتا۔ یہ بات سوچنے سے جلد سمجھ میں آسکتی ہے کہ انسان ایمان لانے سے کیوں خدا تعالیٰ کی
رضا مندی حاصل کرتا ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ جن چیزوں کو ہم ایمانی طور پر قبول کر لیتے ہیں وہ کمالِ ہجو
ہم پر کثرتِ نعمیں ہوتی ہیں مثلاً انسان خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے مگر اسکو دیکھا نہیں۔ زمشتروں پر
بھی ایمان لاتا ہے لیکن وہ بھی نہیں دیکھے بہشت اور دوزخ پر ایمان لاتا ہے اور وہ بھی نظر سے نہیں
ہیں محض حُسنِ ظن سے مان لیتا ہے اسلئے خدا تعالیٰ کے نزدیک صادق ہوا حق ٹھہرتا ہے اور یہ صدق
اُسکے لئے موجبِ نجات ہے ورنہ ظاہر ہے کہ بہشت اور دوزخ اور ملائکہ ایک مخلوق خدا تعالیٰ
کی ہے اُن پر ایمان لانا نجات سے کیا تعلق رکھتا ہے جو چیز واقعی طور پر موجود ہے اور وہی طور پر
اُسکا موجود ہونا ظاہر ہے اگرچہ اُس کو موجود مان لیں تو کس وجہ کے ہم حق ٹھہر سکتے ہیں مثلاً اگر

ہم دیکھیں کہ ہم آفتاب کے وجود پر ایمان لائے اور زمین پر ایمان لائے کہ موجود ہے اور چاند کے موجود ہونے پر بھی ایمان لائے اور اس بات پر ایمان لائے کہ دنیا میں گدے بھی ہیں اور گھوڑے بھی اور خچر بھی اور بیل بھی اور طرح طرح کے پرند بھی تو کیا اس ایمان سے کسی ثواب کی توقع ہو سکتی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جب ہم شکار ملک کے وجود پر ایمان لاتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے نزدیک مومن ٹہرتے ہیں اور سخی ثواب بنتے ہیں اور جب ہم ان تمام حیوانات پر ایمان لاتے ہیں جو زمین پر ہماری نظر کے سامنے موجود ہیں تو ایک ذرہ بھی ثواب نصیب نہ ہوتا حالانکہ ملک اور دوسری سب چیزیں بار خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ پس اسکی یہی وجہ ہے کہ ملک پر وہ غیب میں ہیں اور دوسری چیزیں یقینی طور پر ہیں معلوم ہیں اور یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن ایمان لانا منظور نہیں ہوگا یعنی اگر اسوقت کئی شخص خدا تعالیٰ کی شکیات دیکھ کر اور اس کے ملک اور ہر شے اور دوزخ کا شاہد کر کے یہ کہے کہ اب میں ایمان لایا تو منظور نہ ہوگا کیونکہ منظور نہ ہوگا اسی وجہ سے کہ اسوقت کوئی پر وہ غیب و مہیا نہ ہوگا تا اس سے ماننے والے کا صدق ثابت ہو۔

اب پھر ذرا غور کر کے اس بات کو سمجھ لےنا چاہئے کہ ایمان کس بات کو کہتے ہیں اور ایمان لانے پر کیوں ثواب ملتا ہے جیسے کہ آپ بفضلہ تعالیٰ تہذیب اس فکر کر کے اس بات کو جلد سمجھ جائیگے کہ ایمان لانا اس طرح قبول سے مراد ہے کہ جب بعض گشتے اپنے بعض پہلو کسی حقیقت کے جس پر ایمان لایا جاتا ہے مخفی ہوں اور نظر دہن سے سوچا اور توازن مزاج کو دیکھ کر اس حقیقت کو قبول اس کے کہ وہ بجلی کھل جائے قبول کر لیا جائے یہ ایمان ہے جب پر ثواب سترتب ہوتا ہے اور اگرچہ رسولوں اور نبیوں اور اولیاء کرام علیہم السلام سے بلاشبہ نشان ظاہر ہوتے ہیں مگر سعید آدمی جو خدا تعالیٰ کے پیار سے ہیں ان نشانوں سے پہلے اپنی فراست و سمجھ کے ساتھ قبول کر لیتے ہیں اور جو لوگ نشانوں کے بعد قبول کرتے ہیں وہ لوگ خدا تعالیٰ کی نظر میں ذلیل اور بقدر ہیں بلکہ قرآن کریم بآواز بلند بیان فرماتا ہے کہ جو لوگ نشان دیکھنے کے بغیر حق کو قبول نہیں کر سکتے وہ نشان کے بعد ہی قبول نہیں کرتے کیونکہ نشان کے ظاہر ہونے سے پہلے وہ باخبر نہ ہوتے ہیں اور علامت کہتے ہیں کہ یہ شخص کذاب اور چوٹا ہے کیونکہ اس نے کوئی نشان نہیں دکھایا اور انکی صلاحیت کا زیادہ یہ موجب ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ بھی بلا شہادۃ زما لیش اپنے بندوں کے نشان دکھانے میں عذر

ماہر اور خوف ڈالتا ہے اور وہ لوگ کندھیا اور انکار میں بڑھتے جاتے ہیں یہاں تک کہ انکا
 میں ترقی کرتے کرتے اپنی راؤں کو بچتہ کر لیتے ہیں اور دعویٰ سے کہنے لگتے ہیں کہ درحقیقت یہ
 شخص کذاب ہے منقری ہے مکار ہے اور دھوکہ ہے جہاں ہے اور منجاب ان شخصین ہے پس جب
 شدت سے اپنی ملت کو قایم کر چکے ہیں اور تعزیروں کے ذریعہ سے اور تحریروں کے ذریعہ سے اور
 مجلسوں میں جہاد کا دہنوں پر چڑھ کر اپنی مستحق مائے دنیا میں پسلا دیتے ہیں کہ درحقیقت
 یہ شخص کذاب ہے تب اسوقت غایب ابی ذہب فرمائی ہے کہ اپنے عاجز ہونے کی عزت اور عدالت
 ظاہر کر نیکی لئے کوئی اپنا نشان ظاہر کرے سو اسوقت کوئی فیہی نشان ظاہر ہوتا ہے جس سے حرف
 وہ لوگ ناپید ہوتے ہیں پچھلے مان چکے تھے اور انصار حق میں داخل ہو گئے تھے یا وہ
 جنہوں نے اپنی زبانوں اور اپنی تلوں اور اپنے خیالات کو مخالفانہ اظہار سے بچا لیا تھا لیکن وہ بد نصیب
 گروہ جو مخالفانہ ساؤں کو ظاہر کر چکے تھے وہ نشان دیکھنے کے بعد بھی اسکو قبول نہیں کر سکتے
 کیونکہ وہ تو اپنی راعین علی رؤس الاشباہ و شایع کر چکے۔ اشہار و یحکے مہرین بگاڑ چکے کہ یہ شخص
 درحقیقت کذاب ہے اس لئے اب اپنی مشہور کردہ رائے سے مخالفانہ ارتداد کرنا اگلے لئے ہونے
 سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے کیونکہ اس سے انکی ناک کشتی ہے اور ہزاروں لوگوں پر ناگہانی
 حالت طاری ہوتی ہے کہ پہلے تو بڑے زور شور سے دعویٰ کرتے تھے کہ یہ شخص ضرور کا ذہب ہے
 ضرور کاذب ہے۔ اور قسین کھاتے اور اپنی عقل اور علمیت جھگڑاتے تھے اور اب اسی کی امید
 کرتے ہیں۔

اور میں پچھلے اس سے بیان کر چکا ہوں کہ ایمان لانے پر ثواب اسی وجہ سے ملتا ہے کہ ایمان
 لایا اور چند قرآن صدق کے لحاظ سے ایسی باتوں کو قبول کر لیتا ہے کہ وہ جنوز مخفی ہیں جیسا
 کہ اللہ جل شانہ نے مومنوں کی تعریف قرآن کریم میں فرمائی ہے کہ یوش منولہا لعنیب
 یعنی ایسی بات کہ ان لیتے ہیں کہ وہ جنوز درپردہ عزیز ہے جیسا کہ صحابہ کرام نے ہمارے سید و
 مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لیا اور کسی نے نشان نہ مانگا اور کوئی غیبت طلب نہ کیا اور گو بعد
 اسکے اپنے وقت پر بارش کی طرح نشان برسے اور معجزات ظاہر ہوئے لیکن صحابہ کرام ایمان لانے
 میں معجزات کے محتاج نہیں ہوئے اور اگر وہ معجزات کے دیکھنے پر ایمان تو خوف رکھتے تو ایک

ذره بزرگی کی ثابت نہ ہوتی اور عوام میں سے شمار کئے جاتے اور خدا تعالیٰ کے مقبول اور پیارے بندوں میں داخل نہ ہو سکتے کیونکہ جن جن لوگوں نے نشان مانجھا خدا تعالیٰ نے اُن پر عتابِ ظاہر کیا اور درحقیقت اُنکا انجام اچھا نہ ہوا اور اکثر وہ بے ایمانی کی حالت میں ہی مرے۔ غرض خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ نشان مانگنا کسی قوم کے لئے سبکِ خصلت نہیں ہوا اور جس نے نشان مانجھا وہی تباہ ہوا اُنہیں میں بھی حضرت سچ فرماتے ہیں کہ اس وقت کے حاکمِ مجاہد سے نشان مانگتے ہیں انکو کوئی نشان دیا نہیں جائیگا۔

میں پچھلے ہی لکھ چکا ہوں کہ بالبلع ہر ایک شخص کے دل میں اس جگہ یہ سوال پیدا ہوا کہ میری کسی نشان کے حق اور باطل میں انسان کیونکر فرق کر سکتا ہے اور اگر میری نشان دیکھنے کے کسی کو بجانبِ استدہال کیا جائے تو ممکن ہے کہ اس قبول کرنے میں دھوکا ہو۔

اسکا جواب وہی ہے جو میں لکھ چکا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے ایمان کا ثواب اکبر اسی امر سے مشروط کر رکھا ہے کہ نشان دیکھنے سے پہلے ایمان ہوا اور حق اور باطل میں فرق کر دیکھنے کے لئے یہ کافی ہے کہ چند قرآن جو وہ تصدیق ہو سکیں اپنے ہاتھ میں ہوں اور تصدیق کا پتہ کندہ کیجے پتہ سے پہلے ہی ہو۔ مثلاً حضرت صدیق اکبر ابو بکر رضی اللہ عنہ جو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو اُنہوں نے کوئی معجزہ طلب نہیں کیا اور جب پوچھا گیا کہ کیوں ایمان لائے تو بیان کیا کہ میرے پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امین ہونا ثابت ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اُنہوں نے کبھی کسی انسان کی نسبت بھی جھوٹ کو استعمال نہیں کیا چہ جائیکہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھیں۔ ایسا ہی اپنے اپنے مذاق پر ہر ایک صحابی ایک ایک اختلافی یا تعلیمی نفیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھ کر اور اپنی نظر دقیق سے اُسکو وجہ صداقت ٹھہرا کر ایمان لائے تھے اور اُن میں سے کسی نے بھی نشان نہیں مانجھا تھا اور کاذب اور صادق میں فرق کرنے کے لئے اُنکی سمجھ بوجھ میں یہ کافی تھا کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقویٰ کے اعلیٰ مراتب پر ہیں اپنے منصب کے اظہار میں بڑی شجاعت اور استقامت رکھتے ہیں اور جس تعلیم کو لائے ہیں وہ دوسری سب تعلیموں سے صاف تر اور پاک تر اور سراسر نور ہے اور تمام اخلاقِ حمیدہ میں بے نظیر ہیں اور تقویٰ جو اُن میں اعلیٰ درجہ کے پائے جاتے ہیں اور صداقت اُنکے چہرہ پر عرصہ سے ہے پس انہیں باقون کو دیکھ کر

انہوں نے قبول کر لیا کہ وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اس وجہ سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات ظاہر نہیں ہوئے بلکہ عام انبیاء سے زیادہ ظاہر ہوئے لیکن عادت اشد اسی طرح جاری ہے کہ اوائل میں کھیلے کھیلے معجزات اور نشان مخفی رہتے ہیں تا مصادقوں کا صدق اور کاذبوں کا کذب پر کہا جاسے یہ نشانہ ابھار دیا ہے اور اس میں کوئی کھیل کھیلان نشان ظاہر نہیں ہوتا پھر جب ایک گروہ صافی دلوں کا اپنی غفر و تقی سے ایمان لے آتا ہے تو عوام کا انعام باقی رہ جاتے ہیں تو ان پر رحمت پوری کر دینے کے لئے یا ان پر عذاب نازل کرنے کے لئے نشان ظاہر ہوتے ہیں مگر ان نشانوں سے وہی لوگ نایدہ ہوتا ہے میں جو پہلے ایمان لائے تھے اور بعد میں ایمان لانے والے بہت کم ہوتے ہیں کیونکہ ہر روز مگدیب سے ان کے دل سخت ہو جاتے ہیں اور اپنی مشہور کردہ راوی کو وہ بدل نہیں سکتے آخر اسی کفر اور انکار میں داخل جہنم ہوئے ہیں۔

مجھے دلی خواہش ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ آپ کو یہ بات سمجھ آ جاوے کہ درحقیقت ایمان کے مفہوم کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ پوشیدہ چیزوں کو مان لیا جائے اور جب ایک میز کی حقیقت ہر طرح سے کھل جائے یا ایک وافر حصہ اسکا کھل جائے تو پھر اسکا مان لینا ایمان میں داخل نہیں شائبہ جو دن کا وقت ہے اگر میں یہ کہوں کہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ اب دن ہے رات نہیں ہے تو میرے اس ماننے میں کیا خوبی ہوگی اور اس ماننے میں مجھے دو سو پر کیا نیا دت ہے۔ سید آدمی کی پہلی نشانی یہی ہے کہ اس بابرکت بات کو سمجھے کہ ایمان کس چیز کو کہا جاتا ہے کیونکہ جتنے ابتدائی دنیا سے لوگ انبیاء کی مخالفت کرتے آئے ہیں انکی عقول پر یہی پردہ پڑا ہوا تھا کہ وہ ایمان کی حقیقت کو نہیں سمجھتے تھے اور چاہتے تھے کہ جب تک وہ اس مشہورہ و محسوسہ کی طرح انبیاء کی نبوت اور انکی تعلیم کھیل نہ جلتے تب تک قبول کرنا مناسب نہیں اور وہ بیوقوف یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ کھلی ہوئی چیز کرمانا ایمان میں کیونکہ داخل ہو گا وہ تو نہ سزا و حساب کی طرح ایک علم ہوا کہ ایمان پس ہی حجاب تیار کی وجہ سے اوپر اہل اور اہلہب و فیہ اوائل میں ایمان لانے سے محروم رہے اور پھر جب اپنی تذبذب میں پختہ ہو گئے اور مخفی نشانہ راؤں پر اہم کر کے اس وقت اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے کھیلے کھیلے

نشان ظاہر ہوئے تب انہوں نے کہا کہ اب قبول کرنے سے مزاج بہتر سے غرض نظر و تفتی سے صادق کے صدق کو مشاطہ کرنا سید و نیک کا کام ہے اور نشان طلب کرنا نہایت نحوس طریق اور اشتباہ کا شیوہ ہے جسکی وجہ سے کروڑ ہا ٹکڑ بزم جنم ہو چکے ہیں خدا تعالیٰ اپنی سنت کو نصین بر لٹا وہ جیسا کہ اُسے فرما دیا ہے اُن ہی کے ایمان کو ایمان سمجھتا ہے جو زیادہ ضد نصین کرتے اور تو این مرحلہ کو دیکھ کر اور علامات صدق پا کر صادق کو قبول کر لیتے ہیں اور صادق کا کلام حق کی راستبازی صادق کی استقامت اور خود صادق کا مؤنہ انکے نزدیک اسکے صدق پر گواہ ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ جن کو مردہ شناسی کی عقل دیمچاتی ہے۔

ماسوا اسکے جو شخص ایک نئی متبع علیہ السلام کا متبع ہے اور اُس کے فرمودہ پر اور کتابت پر ایمان لاتا ہے اُسکی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے کیونکہ انبیاء اسلئے آئے ہیں کہ ان ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ متحر کر دیں اور بعض احکام کو نسخ کر دیں اور بعض نئے احکام لادیں لیکن اس جگہ تو ایسے انتداب کا دعویٰ نصین ہے وہی اسلام ہے جو پھلے تھا وہی تبارین ہیں جو پھلے تھیں وہی رسول تبلی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو پھلے تھا اور وہی کتاب کریم ہے جو پھلے تھی اصل دین میں سے کوئی نئی بات چھوڑنے نہیں پڑی جس سے اس تدبیرانی جو **ہم موعود** کا دعویٰ اس حالت میں نگران اور قابل احتیاط ہوتا کہ جبکہ اُس دعویٰ کے ساتھ لکڑیاں اتار کچھ دین کے احکام کی کمی بیشی ہوتی اور ہماری علمی حالت دوسرے مسلمانوں سے کچھ فرق رکھتی اب جبکہ ان باتوں میں سے کوئی بھی نصین حرف مابہ انشراح حیات مسیح اور وفات مسیح ہے اور مسیح موعود کا دعویٰ اس مسئلہ کی حقیقت ایک فرع ہے اور اُس دعویٰ سے مراد کوئی علمی اعتدال نصین اور نہ اسلامی اعتدال ہے اُسکا کچھ مخالفانہ ہے تو کیا اس دعویٰ کے تسلیم کرنے کے لئے کسی پڑے معجزہ یا کرامت کی حاجت ہے جبکہ مانگنا رسالت کے دعویٰ میں عوام کا قدیم شیوہ ہے ایک مسلمان جسے اُس اسلام کے لئے خدا تعالیٰ نے بھیجا جسکے تھا صدیہ ہیں کہ تا دین اسلام کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کرے اور آج کل کے فلسفی وغیرہ انہوں سے اسلام کا پاک ہونا ثابت کر دیوے اور مسلمانوں کو اللہ اور رسول کی محبت کی طرف رجوع دلاوے کیا اُسکا قبول کرنا ایک نصف مزاج اور خدا ترس آدمی پر کوئی مشکل امر ہے؟

مسیح موعود کا دعویٰ اگر اپنے ساتھ ایسے لوازم رکھتا جن سے شریعت کے احکام اور عقاید پر کچھ مخالفتانہ اثر پہنچتا تو بے شک ایک بتوں کا بات تھی لیکن دیکھنا چاہئے کہ میرے نے اس دعویٰ کے ساتھ کس اسلامی حقیقت کو منقلب کر دیا ہے کوئی احکام اسلام میں سے ایک ذرہ بھی کم یا نہ یا دہ کر دیا ہے نہ ایک پیشگوئی کے وہ معنی کئے گئے ہیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے وقت پر مجھ پر کہہ لئے ہیں اور قرآن کریم ان معنوں کے تحت کے لئے گواہ ہے اور احادیث صحیحہ بھی انکی شہادت دیتے ہیں یہ نہ معلوم کہ اس تذکیہ کی شور و غوغا ہے۔

ان طالب حق ایک سوال بھی اس جگہ کر سکتا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود کا دعویٰ تسلیم کر نیکی کے لئے تو قرآن میں موجود ہیں کیونکہ کسی دعویٰ کی صداقت ماننے کے لئے قرآن تو چاہئے خصوصاً آج کل کے زمانہ میں جو کہ اور فریب اور بددیانتی سے بہرا ہوا ہے اور عادی باطل کا باز ارگرم ہے۔ اس سوال کے جواب میں مجھے یہ کہنا کافی ہے کہ مندرجہ ذیل امور طالب حق کے لئے بطور علامات اور قرآن کے ہیں۔

(۱) اول وہ پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو تو اس معنوی تک پہنچ گئی ہے جبکہ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر ایک صدی کے سر پر وہ ایسے شخص کو بعوث کرے گا جو دین کو پختہ کر دے گا اور اسکی کمزوریوں کو دور کرے پہر اپنی اصلی طاقت اور قوت پر اسکو لے آوے گا اس پیشگوئی کے روتے ضرور تھا کہ کوئی شخص اس چودھویں صدی پر ہی خدا تعالیٰ کی طرف سے بعوث ہوتا اور موجود تھا اسکی اصلاح کے لئے پیش قدمی دکھاتا سو یہ عاجز معین وقت پر مامور ہوا اس سے پہلے صدیاں لیائے اپنے اہل ہمسے کو ایسی ہی کہ جو دھوین صدی کا مجدد مسیح موعود ہوگا اور احادیث صحیحہ نبویہ پکا پکارتی ہیں کہ تیرہویں صدی کے بعد ظہور مسیح ہے پس کیا اس عاجز کا یہ دعویٰ اسوقت میں اپنے محل اور اپنے وقت پر نہیں ہے کیا یہ ممکن ہے کہ فرمودہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم خطا جاوے میں نے اس بات کو ناجائز کر دیا ہے کہ اگر فرض کیا جاوے کہ جو دھوین صدی کے سر پر مسیح موعود پیدا نہیں ہوا تھا ان حضرت صلی اللہ وسلم کی پیشگوئی ان خطا جاتی ہیں اور صد ہا ہزار گوار صاحب اہل ہمسے ہر تین میں (۳) اس بات کو بھی سوچنا چاہئے کہ جب علماء سے یہ سوال کیا جاوے کہ جو دھوین صدی کا مجدد ہونے کے لئے ہجر اس اختر کے اور کس نے دعویٰ کیا ہے اور کس نے پیچھا نہ اتنے کی خبر دی ہے اور ظہم ہونے اور امور ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو اسکے جواب میں وہ بالکل خاموش ہیں اور

کسی شخص کو پیش نصیحت کر سکتے جتنے ایسا دعویٰ کیا ہو اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مسیح موعود ہونیکا دعویٰ
 مہم میں ابتدا اور تجدوسن اللہ کے دعویٰ سے کچھ بڑا نصیحت سے صاف ظاہر ہے کہ جھوٹے رتبہ حاصل ہو کہ
 وہ خدا تعالیٰ کا ہم کلام ہو اسکا نام بنجانب اللہ خواہ شیل مسیح اور خواہ شیل موسیٰ ہو یہ تمام نام اس کے
 حق میں جائز ہیں شیل ہونے میں کوئی اصل فضیلت نصیحت اصل اور حقیقی فضیلت مہم میں ابتدا اور کمال اللہ
 ہونے میں ہے پھر جس شخص کو سکالہ ابید کی فضیلت حاصل ہو گئی اور کسی خدمت دین کے لئے مامورین
 ہو گیا تو اللہ جل شانہ وقت کے مناسب حال اسکا کوئی نام رکھ سکتا ہے یہ نام رکھنا تو کوئی بڑی بات
 نصیحت اسلام میں موسیٰ - عیسیٰ - داؤد - سلیمان - یعقوب - وغیرہ بہت سے ناموں میں
 نام پر لوگ رکھ لیتے ہیں اس تفادول کی نیت سے کہ انکے اخلاق انہیں حاصل ہو جائیں پھر اگر
 خدا تعالیٰ کسی کو اپنے سکالہ کا شرف دیکر کسی موجودہ معلوت کے موافق اسکا کوئی نام ہی رکھ دے تو
 اس میں کیا استبعاد ہے ؟

اور اس زمانہ کے جوہر کا نام مسیح موعود رکھنا اس معلوت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس جوہر کا نام اللہ
 کا موعود عیسیٰ کا غلبہ توڑنا اور اس کے حوالوں کو دھوکہ کرنا اور انکے فلسفہ کو جوئی لف قرائی ہے دلائل تو یہ
 ساتھ توڑنا اور ان پر اسلام کی حجت پرری کرنا ہے کہ چونکہ مسیح بڑی آنت اس زمانہ میں اسلام کے
 لئے جو بنیترائید الہی دور نصیحت ہو سکتی عیسیٰ یوں کے فلسفیانہ حملے اور مذہبی نگتہ بینیاں میں جن کے
 دور کر نیکے لئے ضرورت تیار کہ خدا یتالی کی طرف سے کوئی آوے اور عیسیٰ کہ میرے پرکشٹا کہولا گیا ہے۔
 حضرت مسیح کی روح ان افرادوں کی وجہ سے جو ان پر اس زمانہ میں گئے گئے اپنے شالی نزول کے
 لئے شدت جوش میں تھی اور خدا تعالیٰ سے درخواست کرتے تھے کہ اس وقت شالی طور پر اسکا نزول
 ہو سو خدا یتالی نے اس کے جوش کے موافق اسکی شال کو دنیا میں بھیجا تا وہ وعدہ پورا ہو جو پہلے سے کیا گیا
 یہ ایک ستر اسرار ابید میں سے ہے کہ جب کسی رسول یا نبی کی شریعت اس کے فوط ہونے کے بعد
 بگڑ جاتی ہے اور اسکی اصل تعلیموں اور ہدایتوں کو بدلا کر بہودہ اور جیبا تہین اسکی طرف منسوب کی
 جاتی ہیں اور ذات حق کا جوٹ انرا کر کے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ تمام کفر اور بدکاری کی باتیں
 اس نبی نے ہی سکھائی تھیں تو اس نبی کے دل میں اسی نساوون اور تہتوں کے دور کرنے کے
 لئے ایک اشد توبہ اور اعلیٰ درجہ کا جوش پیدا ہو جاتا ہے تب اس نبی کی روحانیت تقاضا کرتی ہے کہ
 کوئی قائم مقام سکالہ میں پیدا ہو۔

اب غور سے اس معرفت کے دقیقہ کو سنو کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو دو مرتبہ یہ موقع پیش آیا کہ انکی روحانیت نے تاہم تمام طلب کیا اولیٰ جب کہ انکے فوت ہونے پر جبہ سو برس گز گیا اور یہودیوں نے اس بات پر مد سے زیادہ اصرار کیا کہ وہ نوز بائد سکا اور کا ذب تھا اور اسکا ناجائز طور پر تولد تھا اور اسی لئے وہ مصلوب ہوا اور عیسیٰ یوں نے اس بات پر ٹھکڑ کیا کہ وہ خدا تھا اور خدا کا بیٹا تھا اور دنیا کو نجات دینے کے لئے جسے مصلوب پر جان دی پس جب کہ مسیح علیہ السلام کی بابر کھشان جن نابکار یہودیوں نے صحابیت خلاف تہذیب جمع کی اور ہوجب توریت کے اس آیت کے جو کتاب استغفار میں ہے کہ جو شخص مصلوب پر کھینچا جائے وہ لغتی مڑا ہے نوز بائد حضرت مسیح علیہ السلام کو لغتی قرار دیا اور لغتی اور کا ذب اور ناپاک پیدائش والا ٹھہرایا اور عیسیٰ یوں نے انکی طرح میں اطوار کر کے انکو خدا ہی بنا دیا اور ان پر یہ تہمت لگائی کہ یہ تعلیم غفیل کے تپ ہے اعلام ایسی مسیح کی رویتا جوش میں آئی اور اسنے ان تمام الزاموں سے اپنی برکت چاہی اور خدا تعالیٰ سے اپنا تاہم تمام چاہا تپ مارنے کی نسی اللہ علیہ وسلم موقوف ہوئے جن کی لغت کی اغراض کثیرہ میں سے ایک یہ ہی غرض تھی کہ ان تمام بجا الزاموں سے مسیح کا دامن پاک ثابت کریں اور اسکے حق میں صداقت کی کوکاب دین ہی وجہ ہے کہ خود مسیح نے یوحنا کی انہیں کے ۱۶ باب میں کہا ہے کہ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جاننا ہی نایدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو سلی جیسے والا ایسے قوم علی اللہ علیہ وسلم تم پاس نہ آئیگا پھر اگر میں جاؤں تو اسے تم پاس بھیج دوں گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تغیر وار ٹھہرائیگا گناہ سے اسلئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے راستی سے اسلئے کہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پہر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اسلئے کہ اس جہان کے سرور اور حکم کیا گیا ہے۔ جب وہ روح حق آئیگی تو تمہیں ساری سچائی کی راہ بتاؤ گی وہ روح حق بیک بزرگی کر گی اس لئے کہ وہ میری چیزوں سے پاکیگی۔ ۱۴۔ وہ تسل دینے والا جیسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وہی تمہیں سب چیزیں سکائیگا۔ لوقا ۱۶۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ مجھ کو نہ دیکھو گے انہوں تک کہ تم مجھ کو مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر ایسے مسیح علیہ السلام کے نام پر آتا ہے ان آیات میں مسیح کا یہ فقرہ کہ میں اسے تم پاس بھیج دوں گا اس بات پر صاف دلالت کرتا ہے کہ مسیح کی رویتا اسکے آنے کے لئے تھا خدا کر گی اور یہ فقرہ کہ باپ اسکو میرے نام سے بھیجیگا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ انیوالا مسیح کی تمام روحانیت پائیگا اور اپنے کمال کی ایک شائع کے واسطے ۵

مسیح جو گناہوں کا ایک شاخ کی رو سے وہ موسیٰ ہے۔ بات یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے پس وہ
 موسیٰ بھی ہے اور یحییٰ بھی اور آدم بھی اور ابراہیم بھی اور یوسف بھی اور یعقوب بھی۔ اسی کی طرف
 اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے فذہد یوم آفکد یعنی اے رسول اللہ تو ان تمام ہدایات
 متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کر لے جو ہر ایک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا پس اس سے
 ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں شامل تھیں اور
 درحقیقت محمد کا نام صلی اللہ علیہ وسلم اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ محمد کے یہ معنی ہیں
 کہ بغامیت توفیق کیا گیا اور غایت درجہ کی توفیق تھی تصور ہو سکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام
 کمالات متفرقہ اور صفات خاصہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہوں چنانچہ قرآن کریم
 کی بہت سی آیتیں مجھنا اس وقت کہنا موجب طرائف ہے اسی پر دلالت کرتی جگہ ہر جہت ثباتی
 ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک با مقبلا اپنی صفات اور کمالات کے مجموعہ انبیاء تھی اور
 ہر ایک نبی نے اپنے وجود کے ساتھ مناسبت پا کر ہی خیال کیا کہ میرے نام پر وہ آنے والا ہے۔ اور
 قرآن کریم ایک جگہ فرماتا ہے کہ سب سے زیادہ ابراہیم سے مناسبت رکھنے والا نبی ہے اور بخاری میں
 ایک حدیث ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری مسیح سے بشدت مناسبت
 ہے اور ان کے وجود سے میرا وجود ہوا ہے پس اس حدیث میں حضرت مسیح کے اس فقرہ کی تصدیق
 ہے کہ وہ نبی میرے نام پر آئیکسا سو ایسا ہی ہوا کہ ہمارا مسیح صلی اللہ علیہ وسلم جب آیا تو اس نے مسیح
 نامی کے نام تمام کاموں کو پورا کیا اور اسکی صداقت کے لئے گواہی دی اور ان ہمتوں سے اسکو
 بری قرار دیا جو تہود اور نصاریٰ نے اُسپر گناہی تھیں اور مسیح کی روح کو خوشی پہنچائی یہ مسیح نامی کی
 روحانیت کا پہلا جوش تھا جو ہمارے ستیہ ہمارے مسیح خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے
 اپنی راہ کو پہنچا فالمد للہ۔

پھر وہ سری مرتبہ مسیح کی روحانیت سوقت جوش میں آئی کہ جب نصاریٰ میں وہالیت کی صفت
 اتم اور اکمل طور پر آگئی اور جیسا کہ لکھا ہے کہ وہ جالی نبوت کا دعویٰ ہی کر چکا اور خدا کی گاہی ایسا ہی
 انہوں نے کیا۔ نبوت کا دعویٰ اس طرح کر کیا کہ کلام الہی میں اپنی طرف سے وہ دخل دے دے تو ایسے
 مراد لے سکتے اور وہ تبلیغ تریسیر کی ہو ایک نبی کا نام تھا جس حکم کو یا قایم کر دیا اور اپنی طرف سے تقاضا

اور عبادت کے طریقے مقرر کئے اور ایسی آزادی سے مداخلت بجا کی کہ گویا ان باتوں کے لئے وحی الہی ان پر نازل ہو گئی سو ابھی کتابوں میں اس قدر بجا دخل دوسرے رنگ میں نہوت کا دعویٰ ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا دعویٰ اس طرح کہ ان کے فلسفہ دانوں نے یہ ارادہ کیا کہ کسی طرح تمام کام خدا تعالیٰ کے ہمارے قبضہ میں آجائیں جیسا کہ ان کے خیالات اس ارادہ پر شاہد ہیں کہ وہ دن رات ان نکر وں میں پڑے ہوئے ہیں کہ کسی طرح ہم ہی مینہ ہر سائین اور لفظ کو کسی آدمین ڈاکٹر اور رحم عورت میں پھینکا کر بچے ہی پیدا کر لیں اور اسکا عقیدہ ہو کہ خدا کی تقدیر کو کچھ نہیں ملے گا مگر ہماری بوجہ غلطی میر تقدیر ہو جاتی ہے اور جو کچھ دنیا میں خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ صرف اس وجہ سے ہو کہ پچھلے زمانہ کے لوگوں کو ہر ایک چیز کے طبعی اسباب معلوم نہیں تھے اور اپنے شک جانے کی حد اختیار کرنا نام خدا اور خدا کی تقدیر کہ تھا اب عللہ طبعیہ کا سلسلہ جب کچھ لوگوں کو معلوم ہو گیا تو یہ خام خیالات خود بخود دور ہو جائیں گے پس دیکھنا چاہئے کہ یورپ اور امریکہ کے فلاسفوں کے یہ اقوال خدا تعالیٰ کا دعویٰ ہے یا کچھ اور ہے اسی وجہ سے ان نکر وں میں پڑے ہوئے ہیں کہ کسی طرح مردے بھی زندہ ہو جائیں اور امریکہ میں ایک گروہ عیسائی فلاسفوں کا انھیں باتوں کا تجویز کر رہا ہے اور مینہ برسانے کا رخا تو مشروع ہو گیا اور اسکا منشا ہے کہ بجائے ہیکے کہ لوگ مینہ کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کریں یا استغاثا کی نذر پڑیں گھر ٹٹے میں ایک عرضی دیوین کہ فلاں کھیت میں مینہ برسا یا جاوے اور یورپ میں یہ کوشش ہو رہی ہے کہ لفظ رحم میں مٹانے کے لئے کوئی کل پیدا ہو اور نیز یہ بھی کہ جب چاہیں لڑکا پیدا کر لیں اور جب چاہیں لڑکی اور ایک مرد کا لفظ لیکر ادا کسی بچہ پیدا کریں یہ کہہ کر کسی عورت کے رحم میں چڑھا دیں اور اس قدر سے اس کو صل کر دیں اب دیکھنا چاہئے کہ یہ خدا تعالیٰ پر قبضہ کرنے کی نکر ہے یا کچھ اور ہے اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ دعائ اول نبوت کا دعویٰ کر چکا پھر خدا تعالیٰ کا اگر اس کے یہ مننے لئے جائیں کہ چند روز نبوت کا دعویٰ کر کے پھر خدا بننے کا دعویٰ کر چکا تو یہ مضحکہ خیز باطل ہیں کیونکہ جو شخص نبوت کا دعویٰ کر چکا اس دعویٰ میں ضرور ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی وحی کا اقرار کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام شناسا ہے جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور ایک امت بناوے جو اس کو پی سچتے اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہے۔ اب سمجھنا چاہئے کہ ایسا دعویٰ کرنا لامتناہی مسد کے روبرو خدا تعالیٰ کا دعویٰ کیونکہ کر سکتا ہے کیونکہ وہ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ

تو بڑا منہری ہے پچھلے تو خدا تعالیٰ کا اقرار کرتا تھا اور خدا تعالیٰ کا کلام ہم کو سناتا تھا اور اب اس کے انکار ہے اور اب آپ خدا تعالیٰ ہے پھر جب اول دفعہ تیرے ہی اقرار سے تیرا جو بڑا ثابت ہو گیا تو دوسرا دعویٰ کیا کہ کبھی سمجھا جائے جسے پچھلے خدا تعالیٰ کی بات کا اقرار کر لیا اور اپنے متین بندہ تواریک سے دیا اور ہر بات اہم اپنا لوگوں میں شائع کر دیا کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے وہ کیونکر ان تمام اقراآت سے انحراف کر کے خدا شہر سکتا ہے اور ایسے کذاب کو کون قبول کر سکتا ہے سو یہ معنی جو ہمارے علماء لیتے ہیں بالکل فاسد ہیں صحیح معنی ہی میں کہ نبوت کے دعویٰ سے مراد وصل و ر امور نبوت اور خدا ہی کے دعویٰ سے مراد وصل و ر امور خدا ہی ہے جیسا کہ آجکل عیسائیوں سے یہ حرکات ظہور میں آرہی ہیں ایک فرقہ ان میں سے تنجیل کو ایسا توڑ مروڑ رہا ہے کہ گویا وہ نبی ہے اور اسپر ائسٹین نازل ہو رہی ہیں اور ایک فرقہ خدا ہی کے کاموں میں اس قدر وصل دے رہا ہے کہ گویا وہ خدا ہی کو اپنے قبضہ میں کرنا چاہتا ہے۔

غرض یہ دو قابلیت عیسائیوں کی اس زمانہ میں کمال درجہ تک پہنچ گئی ہے اور اسکے قایم کر نیکی لئے پانی کی طرح انہوں نے اپنے مانوں کو بہا دیا ہے اور کروڑوں مختلفات پر بداندازہ الابر تقریریں تحریر سے مال سے عورتوں سے کھانے سے بچانے سے تماشے دکھانے سے ڈاکٹر کھلانے سے غرض ہر ایک پہلو سے ہر ایک طریق سے ہر ایک پیرایہ سے ہر ایک ٹک پر انہوں نے نذر ڈالا ہے چنانچہ چہ کروڑوں تک ایسی کتاب تالیف ہو چکی ہے جس میں یہ غرض ہے کہ دنیا میں ناپاک طریق عیسیٰ پرستی کا پھیل جاسے پس اس زمانہ میں دوسری مرتبہ حضرت مسیح کی روحانیت کو جو مش آ یا اور انہوں نے وہاں شالی طور پر دنیا میں اپنا نزول چاہا اور جب ان میں شالی نزول کے لئے اشد درجہ کی توجہ اور خوش پیدا ہوئی تو خدا تعالیٰ نے اس خواہش کے موافق اقبال موجودہ کے نابود کرنے کے لئے ایسا شخص بھیجا جو انکی روحانیت کا نو نہ تھا وہ نو نہ مسیح علیہ السلام کا رد پ بنکر مسیح موعود کھلایا کیوں کہ حقیقت عیسویہ کا اس میں حلول تھا اپنے حقیقت عیسویہ اس سے متحد ہو گئے تھے اور مسیح کی روحانیت کے تقاضا سے وہ پیدا ہوا تھا پس حقیقت عیسویہ اس میں ایسی منعکس ہو گئی جیسا کہ آئینہ میں اشکال اور چونکہ وہ نو نہ حضرت مسیح کی روحانیت کے تقاضا سے ظہور پذیر ہوا تھا اسلئے وہ عیسیٰ کے نام سے موسوم کیا گیا کیونکہ حضرت عیسیٰ کی روحانیت نے تو درمطلق غرض سے بوجہ اپنے جوش کے نبی ایک شعبہ چاہی اور چاہا کہ حقیقت عیسویہ اس شعبہ میں رکھی جاسے تا اس شعبہ کا نزول

جو پس پہنچا ہو گیا اس تقریر میں اس وہم کا ہی جواب ہے کہ نزول کے لئے مسیح کو کیوں
 مخصوص کیا گیا یہ کہ چونکہ گیارہ سو سال نازل ہو گیا، ابراہیم نازل ہو گیا، داؤد نازل ہو گیا، کیونکہ اس جگہ صاف
 طور پر کہل گیا کہ جو وہ نقول کے لحاظ سے مسیح کا نازل ہونا ہی ضروری تھا کہ مسیح کی ہی قوم بڑی تھی
 اور مسیح کی قوم میں ہی وجاہت پہنچی تھی اسلئے مسیح کی روحانیت کو ہی جوش آنا لایا گیا تھا یہ وہ دقیق حضرت
 ہے کہ جو کائنات کے لئے ہے اس عاجز پر کمال ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ یوں مقدس ہے کہ ایک زمانہ کے گزرنے
 کے بعد کہ خیر اور صلاح اور غلبہ توحید کا زمانہ ہو گا پھر دنیا میں فساد اور شرک اور ظلم خود کو بچا اور بعض
 بعض کو کپڑوں کی طرح کھانسیکے اور جاہلیت غلبہ کر گئی اور دوبارہ مسیح کی پرستش شروع ہو جائیگی اور
 مخلوق کو خدا بنانے کی جہالت بڑی زد سے بھیلے گی اور یہ سب نسا و عیسا ہی مذہب کے اس آخری زمانہ کے
 آخری حصہ میں دنیا میں پھیلنے کے تب پھر مسیح کی روحانیت سنت عرش میں آکر جہاں طرہ پر اپنا نزول جائیگی
 تب ایک تہی شعبہ میں اسکا نزول ہو کر اس زمانہ کا خاتمہ ہو جائیگا تب آخر ہو گا اور دنیا کی صف لیٹ دی
 جائیگی اس محکم ہوا مسیح کی کثرت کی نالائق کر تو توئی کی وجہ سے مسیح کی روحانیت کے لئے یہی مقدمہ تیار ترین
 مرتبہ دنیا میں نازل ہو۔

اس جگہ یہ نکتہ ہی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت ہی اسلام کے اندر
 مفساد کے غلبہ کے وقت ہمیشہ ظہور فرمائی رہتی ہے اور حقیقت محمدیہ کا حلول ہمیشہ کسی کامل مسیح میں ہو کر
 جلوہ کرتا ہے اور جو احادیث میں آیا ہے کہ ہمارے مسیح آئیں گے اور اسکا نام میرا ہی ہو گا اور اسکا خلق بظاہر حق ہو گا اگرچہ
 مسیح میں تو یہ اسی نزول روحانیت کی طرف اشارہ ہے لیکن وہ نزول کسی خاص فرد میں محدود نہیں
 صمد ہا ایسے لوگ گزرے ہیں کہ جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عند اللہ ظلی طرہ پر پہنچا نام محمد
 احمد تھا لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ ان فسادوں سے بغضتہ تعالیٰ محفوظ
 رہی ہے اور ان کی نصرت کو ہمیشہ رہی اور ان کے ہر وارہا صلوا اور انقیاد اس امت میں موجود
 رہا کہ جو تھیں دنیا کی طرف پشت دیکر بیٹھے ہوئے ہیں پنج ذلہ توحید کی اذان کی مساجد میں ایسی گونج
 پڑتی ہے کہ آسمان سے آواز آتی ہے کہ مسیح آئیں گے اور ان کی نصرت میں ہر کوئی موقع ملے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی روحانیت کو ایسا جوش آتا ہے کہ حضرت مسیح کی روح میں عیسا کیون کے دل پر زور دھنوں اور نفوت
 کا سون اور شہر کا تہذیبوں اور نیوٹ میں بچاؤ ظاہر اور خدا تعالیٰ کی مہربانی کرنے نے پیدا کر دیا اس
 زمانہ میں یہ جوش حضرت مسیح کی روح کو بھی اپنی اُمت کے لئے نہیں آگیا تھا کیونکہ وہ زمانہ ہو گا

اور اب صفحہ دنیا میں اُنکی بجز چند لاکھ کے باقی تھیں اور وہ بھی ضربت علیہم الذل والنکۃ کے مصداق اور اپنی دنیا داری کے خیالات میں غرق اور نظروں سے گم ہوئے ہیں لیکن عیسائی قوم اس زمانہ میں چالیس کروڑ سے کچھ زیادہ ہے اور بڑے زور سے اپنے دجالی خیالات کو پھیلا رہی ہے اور صد ہا بیابیوں میں اپنے شیطانی منصوبوں کو دونوں میں جاگزیں کر رہی ہے بعض دماغوں کے رنگ میں پھرتے ہیں بعض گریسے بنکر گیت گاتے ہیں بعض شاہر بنکر تھلیٹ کے متعلق غولہیں سُنانے میں بعض جوگی بنکر اپنے خیالات کو شایع کرتے پھرتے ہیں۔ بغضِ نیے یہی خدمتِ الٰہی ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں میں اپنی معرفتِ اہلِ کمال کا ترجمہ کر کے اور ایسا ہی دوسری کتابیں اسلام کے مقابل پر ہر ایک زبان میں لکھ کر تقسیم کرتے پھرتے ہیں بعض تھیٹر کے پیرا یہ ہیں اسلام کی بُری تصویر لوگوں کے دلوں میں جالتے ہیں اور الٰہی کاموں میں کرد و کار وہ پیدائش کا خروج ہوتا ہے اور بعض ایک فوج بنا کر اور ایک فوج ابھانا نام کہہ کر ملک بہ ملک پھرتے ہیں اور ایسا ہی وہ کارہائے انہوں نے بھی جو انکے رد بھی کرتے ہیں اور ان کی موت میں بھی کر دیا بنہ گالی خدا کو نقصان پہنچا یا ہے وہ بات انتہا تک پہنچ گئی ہے اسلئے حرمِ تہاکہ اس زمانہ میں حضرت یحییٰ کی روحانیت جو شمعِ حق اور اپنی شفیعہ کے نزول کے لئے جو سبکی حقیقت سے متحد ہو تھا کرتی ہو اس عاجز کے صدق کی شناخت کے لئے یہ ایک جڑی علامت ہے مگر اُن کے لئے جو سمجھتے ہیں اسلام کے صوفی جوتروں سے فیض طلب کرنے کے عادی ہیں اور اس بات کے ہی قائل ہیں کہ ایک فوت شدہ نبی یا ولی کی روحانیت کہی ایک زندہ مرد خدا سے متحد ہو جاتی ہے جو کہتے ہیں ملائکۃ ولی موسیٰ کے قدم پر ہے اور فلاں ابراہیم کے قدم پر یا محمدی المشرق ابراہیمی نام رکھتے ہیں وہ ضرور اس دقیقہ معرفت کی طرف توجہ کریں۔

(۳۴) تعمیری علامت اس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ بعض اہل اللہ نے اس عاجز سے بہت سے سال پہلے اس عاجز کے آنے کی ضروری ہے یہاں تک کہ نام اور سکونت اور عمر کا حال تبصرہ تیار ہے جیسا کہ نشان آسانی میں لکھ چکا ہوں۔

(۳۵) چوتھی علامت اس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ اس عاجز نے بارہ ہزار کے قریب خطاؤں اشتہارِ اہامی برکات کے متباد کے لئے مذاہبِ غیر کی طرف حروانہ کئے بالخصوص باہر یوں میں سے شاید ایک ہی نام یا دینی یوگیا اور ریکی اور ہندوستان میں باقی تھیں رہا ہو گا جسکی طرف خطرِ جبری کے ذہبی ہو گا سب پر حق کا رعب چھا گیا اب جو ہماری قوم کے قاصد صوفی لوگ

اس دعوت میں کشتہ چینی کرتے ہیں درحقیقت یہ اُنکی دروغگوئی اور بنیاست خواری ہے مجھے
یہ قطعی طور پر ثابت دی گئی ہے کہ اگر کوئی مخالف دین میرے سامنے مقابلہ کے لئے آئیگا تو میں اس پر
غالب ہو گا اور وہ ذلیل ہو گا پھر یہ لوگ جو سلمان کہاتے ہیں اور میری نسبت شک رکھتے ہیں کہوں
اس زمانہ کے کسی پادری سے یہ مقابلہ نہیں کراتے۔ کسی پادری یا پنڈت کو کہہ دین کہ یہ شخص حقیقت
منفزی ہے اسکے ساتھ مقابلہ کرنے میں کچھ نقصان نہیں ہم دوسرے میں پیر خدا تعالیٰ خود فیصلہ کر دیا
ہیں اس بات پر راضی ہوں کہ جس قدر دنیا کی جاہد اویسنے راضی و غیرہ بطور راشت میرے بعد میں آئی
ہے جمالت دروغگو بکھنے کے وہ سب اُس پادری یا پنڈت کو دید و بھلا اگر وہ دروغگو نکلا تو بجز اسکے
اسلام لانے کے میں اس سے کچھ نہیں مانگتا یہ بات میں نے اپنے جی میں جڑا نہیں رکھی ہے اور نہ دل سہا
کی ہے اور امد مل شانہ کی قسم کہا کرتا ہوں کہ میں اس مقابلہ کے لئے لیا رہوں اور اشتہار دینے کے
لئے مستعد بلکہ میں نے تبارہ ہزار اشتہار شایع کر دیا ہے بلکہ میں ہانا ہانا تھک گیا کوئی پنڈت پادری
خاک بنتی ہے سامنے نہیں آیا میری سپاہی کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا دہل ہو سکتی ہے کہ میں اس مقابلہ
کے لئے ہر وقت حاضر ہوں اور اگر کوئی مقابلہ پر کچھ نشان دکھائیگا دعویٰ نہ کرے تو ایسا پنڈت یا پادری صرف
اجد کے درمیان سے یہ شایع کر دے کہ میں صرف یک طرفہ کوئی امر غارق عادت دیکھنے کو لیا رہوں اور اگر امر
غارق عادت ظاہر ہو جائے اور میں اسکا مقابلہ نہ کر سکوں تو فی الفور اسلام قبول کروں گا تو یہ تو میری بھی
مجھے منظور ہے کوئی مسلمانوں میں سے ہمت کرے اور جس شخص کو کافر بیدین کہتے ہیں اور بقال نام
رکھتے ہیں بمقابلہ کسی پادری کے اسکا امتحان کر لیں اور آپ صرف تماشا دیکھیں۔

(۵) پانچویں علامت اس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ میں ان مسلمانوں میں
اپنے کشتی اور اہامی علوم میں غالب ہوں اُنکے ہمنون کہ چاہئے کہ میرے مقابل پر آئیں پھر اگر تائید اہی
میں اور فیض سہادی میں اور آسمانی نقادوں میں مجھ پر غالب ہو جائیں تو جس کار دوسے جا میں مجھ کو دج
کر دین مجھے منظور ہے اور اگر مقابلہ کی حالت نہ ہو تو کھڑے نوتے دینے والے جو اہام میرے مخاطب ہیں
تھے جن کو مخاطب ہونے کے لئے اہام الہی مجھ کو ہو گیا ہے پچھلے کلمہ دین اور شایع کر دین کا اگر کوئی خالق عادت
اور دیکھیں تو ہا چون و چرا دعویٰ کہ منظور کر لیں میں اس کام کے لئے بھی حاضر ہوں اور میرا خداوند کریم میرے
ساتھ ہے لیکن مجھے یہ حکم ہے کہ میں ایسا مقابلہ صرف اپنے اکلے سے کروں انہیں سے سہا نہ کروں گا
انہیں سے اگر وہ جا میں یہ مقابلہ کروں مگر یاد رکھنا چاہئے کہ وہ ہرگز مقابلہ نہیں کر سکیں گے کہ حقانیت

کے اُنکے دلوں پر رعب ہیں اور وہ اپنے ظلم اور زیادتی کو غیب جانتے ہیں وہ ہرگز سب اہل بھی نہیں کر چکے گریہی طرف سے مغرب کتاب دفع اوساوس میں انکے نام اسٹہا جاری ہو جائیں گے۔

رہے احاد اناس کہ جو امام اور فضلا علم کے تھیں میں اور نہ اُنکا فتویٰ ہے اُنکے لئے مجھے یہ حکم ہے کہ اگر وہ غرارق دیکھنا چاہتے ہیں تو محبت میں رہیں خدا تعالیٰ غنی ہے نیاد سے جہت تک کسی میں تذلل اور اُنکا نہیں دیکھنا اُسکی طرف تو بہ نہیں فرما۔ لیکن وہ اس عاجز کو ضایع نہیں کر چکا ہے جہت تو نیا پروری کر چکا اور کچھ زیادہ وہ نہیں ہوگی کہ وہ اپنے نشان دکھا دیکھا لیکن مبارک وہ جو نشانوں سے پہلے قبول کر گئے وہ خدا تعالیٰ کے پیادے بندے ہیں اور وہ صادق ہیں جن میں وفا نہیں نشانوں کے مانگنے والے حشر سے اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے کہ ہو کر رکھا اہی اور اُسکی خوشنودی حاصل نہ ہوئی جو ان بزرگ لوگوں کو ہوشیار جنہوں نے قرآن سے قبول کیا اور کوئی نشان نہیں مانگا۔

سو یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے اس سلسلہ کو بے ثبوت نہیں چھوڑ گیا وہ خود فرما ہے جو میرا ہیں احمد تہ میں وح سے۔ ”کہ دنیا میں ایک مذہب آیا ہے دنیا نے اُسکے قبول دیکھا لیکن خدا اسے قبول کر چکا اور جسے دور اور جلوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر چکا جن لوگوں نے انکار کیا اور جو انکار سے لئے مستعد ہیں اُنکے لئے دلدادہ غوری مقرر ہے انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر یہ انسان کا خراج ہوتا تو کیا ضایع ہو جاتا کیونکہ خدا تعالیٰ مغتری کا ایسا دشمن ہے کہ دنیا میں ایسا کسی کا دشمن نہیں وہ جو خوف یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ کیا یہ استقامت اور جرات کسی کذاب میں ہو سکتی ہے وہ نادان یہ بھی نہیں جانتے کہ جو شخص ایک غیبی چناہ سے برل رہا ہے وہی اس بات سے مخصوص ہے کہ اُسکے کلام میں شکوت اور ہمت ہو اور یہ اُسکی جگہ اور دل ہوتا ہے کہ ایک فرد تمام جہان کا مقابلہ کر چکے لئے طیارہ جاے۔ یقیناً نظر ہو کہ وہ دن آتے ہیں بلکہ نزدیک ہیں کہ دشمن مسیحا ہوگا اور دوست نہایت ہی پیش ہو گئے۔ کون ہے دوست؟ وہی جسے نشان دیکھنے سے پہلے مجھے قبول کیا اور جس نے اپنی جان اور مال اور عزت کو ایسا فدا کر دیا ہے کہ گویا اُسنے ہزارہ نشان دیکھ لئے ہیں سو ہی میری حافت ہے اور میرے ہیں جنہوں نے مجھے اکیلا پایا اور میری مدد کی اور مجھے ٹھکین دیکھا اور میرے غمخوار ہوئے اور نامتناہی ہو کر ہر نشانوں کا سا ادب بجالائے خدا تعالیٰ کی اُن پر رحمت ہو۔ اگر نشانوں کے دیکھنے کے بعد کوئی کُلی صداقت کو مان لیتا تو مجھے کیا وعدہ اُسکو اجر کیا اور حضرت عزت میں اُسکی عزت کیا مجھے درحقیقت انہوں نے ہی قبول کیا ہے جنہوں نے دقیق نظر سے مجھ کو دیکھا اور فراست سے میری

باتون کو وزن کیا اور میرے حالات کو جانچا اور میری کام کو سنا اور اس میں غور کی تب اس قدر قرار پانے
 خدا تعالیٰ نے اُن کے سینوں کو کھول دیا اور میرے ساتھ ہو گئے۔ میرے ساتھ وہی ہے جو میری مرضی کے لئے
 اپنی مرضی کو چھوڑتا ہے اور اپنے نفس کے تمکد اور افذ کے لئے مجھے حکم بناتا ہے اور میری راہ پر چلتا ہے تو
 طاعت میں نافی ہے اور انانیت کی جلد سے باہر آ گیا ہے مجھے آہ کھینچی کہ یہ کتنا پڑتا ہے کہ کھلے نشانوں
 کے طالب وہ تحسین کے لائق خطاب اور عفت کے لائق مرتبے میرے خداوند کی جناب میں بخین پاسکتے
 جو ان راستبازوں کو عین کے جنہوں نے جیسے ہوئے پسند کو پہچان لیا اور جو اندر جل نشانہ کی چاد
 کے تحت میں ایک چھپا ہوا بندہ تھا اسکی خوشبو نکلا گئی۔ انسان کا اس میں کیا کمال ہے کہ نشان ایک
 شہزادہ کو اپنی نوح اور جاہ و جلال میں دیکھ کر پھر اسکو سلام کرے یا کمال وہ آدمی ہے جو گداؤں
 کے پیرایہ میں اسکو پاوے اور شناخت کر لے مگر میرے اختیار میں خفین کو یہ زیر کیسکو دوں۔
 ایک ہی ہے جو دیتا ہے وہ جبکو عزیز کرتا ہے یا نبی فراسف اسکو عطا کرتا ہے انھیں باتون میں ہدایت
 پانے والے ہدایت پاتے ہیں اور ہی باتیں اُنکے لئے جن کے دلوں میں کجی ہے زیادہ تر کجی کا موجب
 ہو جاتے ہیں۔ اب میں جانتا ہوں کہ نشانوں کے بارے میں میں بہت کچھ لک چکا ہوں اور خدا تعالیٰ
 جانتا ہے کہ یہ بات صحیح اور سادہ ہے کہ ایک تین ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ وہ امور میرے لئے
 خدا تعالیٰ سے صادر ہوئے ہیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہیں اور آئندہ آنکھ دہروانہ بند نہیں۔ ان
 نشانوں کے لئے اولیٰ اولیٰ میعادوں کا ذکر کرنا یہ ادب سے دور ہے خدا تعالیٰ غنی ہے نیا دے جب
 ملک کے کافران حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے تھے کہ نشان کب ظاہر ہوئے تھے خدا تعالیٰ نے کہی یہ
 جو اب نہ دیا کہ نشان تاریخ نشان ظاہر ہوئے کیونکہ یہ سوال ہی بے اولیٰ ہے پرتہا اور گت فی سے بھرا ہوا
 انسان اس ناسمجھ اور بے بنیاد دنیا کے لئے ساہا سال انتظاروں میں وقت فوج کر دیتا ہے ایک تہم
 دینے میں کئی برسوں سے طیارسی کرتا ہے وہ غارت میں شروع کر دیتا ہے جو برسوں میں ختم ہوں وہ دہو
 باغ میں لگا تا ہے پھر جہل کہہ سکے لئے ایک دو روز مانہ تک انتظار کرنا ضروری ہے پھر خدا تعالیٰ کی راہ
 میں کیوں جلدی کرتا ہے اسکا باعث بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ میں کو ایک کھیل سمجھ رہا ہے انسان خدا تعالیٰ
 سے نشان طلب کرتا ہے اور اپنے دل میں مغرر نہیں کرتا کہ نشان دیکھنے کے بعد اسکی راہ میں کوئی جانتا
 کر دیکھا اور کس قدر دنیا کو چھوڑ دیکھا اور کہاں تک خدا تعالیٰ کے ماسور بندہ کے مجھے چھوڑ دیکھا کہ خدا
 انسان ایک تماشا کی طرح نشانی کو سمجھتا ہے حاریوں نے حضرت یح سے نشان اسخا تہ کہ ہمارے لئے

یادہ اُمت سے بعض شہادت ہمارے جو آپ کی نسبت میں درج ہو جائیں پس اللہ جل شانہ قرآن کریم میں حکایت حضرت عیسیٰ کو فرماتا ہے کہ انکو کہہ دے کہ میں اس نشان کو ظاہر کرونگی لیکن پہراگر کوئی شخص مجھ کو ایسا نہیں مانتا کہ جو حق ماننے کا ہے تو میں اس پر وہ عذاب نازل کرونگا جو ایک کسی پر نہیں کیا ہو گا تب حواری اس بات کو سنکر نشان مانگنے سے تائب ہو گئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم قوم پرست نہ ہو عذاب نازل کیا ہے نشان دکھانے کے بعد کیا ہے اور قرآن کریم میں کئی جگہ فرماتا ہے کہ نشان نازل ہونا عذاب نازل ہونے کی تہذیب ہے وہ یہ کہ جو شخص نشان مانگتا ہے اس پر فرض ہو جاتا کہ نشان دیکھنے کے بعد ایک وقت مُب دنیا سے دست بردار ہو جائے اور فطرانہ دق ہیں کے اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور ہیبت و کبر کو اسکا حق ادا کرے لیکن چونکہ غافل انسان اس وجہ کی فرمانبرداری کو نہیں سکتا اس لئے شرطی طور پر نشان دیکھنا اسکے حق میں وبال ہو جاتا ہے کیونکہ نشان کے بعد خدا تعالیٰ کی جنت اس پر پوری ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ اگر پہر بھی کامل اطاعت کے جہالانے میں کچھ کسر رہے تو غضب الہی اس پر مستولی ہوتا ہے اور اسکو نابود کر دیتا ہے۔

تیسرا سوال یہ کیا استخارہ کے لئے ہے جو درحقیقت استخارہ ہے پس آپ پر واضح ہو کہ ہر شکلات اپنے تحریر فرمائی ہیں درحقیقت استخارہ ہیں ایسی شکلات خفین میں میری مراد میری تحریر میں صرف اس قدر ہے کہ استخارہ ایسی حالت میں ہو کہ جب جذبات محبت اور جذبات عداوت کسی تحریک کی وجہ سے جوش میں نہ ہوں مثلاً ایک شخص کسی شخص سے عداوت رکھتا ہے اور غصہ اور عداوت کے اشتغال میں سو گیا ہے تب وہ شخص جو اسکا دشمن ہے اسکو خواب میں نکلتے یا سور کی شکل میں نظر آیا ہے یا کسی اور دندہ کی شکل میں دکھائی دیا ہے تو وہ خیال کرتا ہے کہ شاید وہ حقیقت یہ شخص عند اللہ کرتا یا سو رہی ہے لیکن یہ خیال اسکا غلط ہے کیونکہ جوش عداوت میں جب دشمن خواب میں نظر آوے تو اکثر دندہ کی شکل میں یا سانپ کی شکل میں نظر آتا ہے اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ حقیقت وہ بد آدمی ہے کہ جو ایسی شکل میں ظاہر ہوا ایک غلطی ہے بلکہ چونکہ دیکھنے والے کی طبیعت اور خیال میں وہ دندہ کی طرح تھا اس لئے خواب میں دندہ ہو کر اسکو دکھائی دیا سو میرا مطلب یہ ہے کہ خواب دیکھنے والا جذبات نفس سے خالی ہوا اور ایک آرام یافتہ اور سراسر رہیق دل سے محض اللہ پر حق کی غرض سے استخارہ کرے میں یہ بعد نہیں کر سکتا کہ ہر ایک شخص کو ہر ایک حالت میں یا بد میں ضرورتاً خواب آجائے لیکن آپ کی نسبت میں کہنا ہوں کہ اگر آپ چالیس روز تک رومی ہو کر مقرر رہے

مندرجہ نشان آسانی استخارہ کرین تو میں تمہارے لئے دعا کروں گا کہ یہ استخارہ میرے روبرو ہوتا میری توجہ زیادہ ہو آپ پر کچھ ہی مشکل نصین لوگ معمولی اور نفلی طور پر چمکے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ نقلی جے سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر کیونکہ سلسلہ آسانی ہے اور حکم ربانی۔

پتلی خواب اپنی سچائی کے آثار آپ ظاہر کر دیتی ہے وہ دہر ایک نور کا اثر ڈالتی ہے اور سچ آنکھی کی طرح اندر گہب جاتی ہے اور دل اس کو قبول کرتا ہے اور اسکی ذرا نیت اور محبت بال بال پر طاری ہوتی ہے میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر آپ میرے روبرو میری حمایت اور تعلیم کے موافق اس کام میں مشغول ہوں تو میں آپ کے لئے بہت کوشش کروں گا کیونکہ میرا خیال آپ کی نسبت بہت نیک ہے اور خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کو فضایل نہ کرے اور رشد اور سعادت میں ترقی دے اب میں نے آپ کا وقت بہت لمبا ختم کرنا ہوں والسلام علی من اتبع الهدی۔

آپ کا کرتہ خط پر ایک بات کچھ زیادہ تفصیل کی محتاج معلوم ہوئی اور وہ یہ ہے کہ استخارہ کے لئے ایسی دعا کہ جسے ہر ایک شخص کا استخارہ شیطان کے دخل سے محفوظ ہو عزیز میں یہ بات خدا تعالیٰ کے قانونِ مودت کے برخلاف ہے کہ وہ مشیاطین کو ان کے موافق مناسب سے معطل کر دے اللہ جل شانہ قرآن کریم میں فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول ولا نبی الا اذا تمنى القى الشیطان فاولم ینتہ فیتعنم اللہ ما یلقى الشیطان ثم یحکم اللہ یا تہ واللہ علیم حکیم۔ یعنی جسے کوئی ایسا رسول اور نبی نہیں بھیجا کہ اسکی یہ حالت ہو کہ جب وہ کوئی شے کرے یعنی اپنے نفس سے کوئی بات چاہے تو شیطان اسکی خواہش میں کچھ شے دے یعنی جب کوئی رسول یا کوئی نبی اپنے نفس کے جوش سے کسی بات کو چاہتا ہے تو شیطان اس میں بھی دخل دیتا ہے تب وحی متکو جوشوکت اور محبت اور روشنی نام رکھتی ہے اس دخل کو ہٹا دیتی ہے اور منشاء ایسی کہ مصفا کر کے دکھلا دیتی ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نبی کے دل میں جو خیالات

اُٹھتے ہیں اور جو کچھ خواطر اس کے نفس میں پیدا ہوتے ہیں درحقیقت وہ تمام وحی ہوتی ہیں جیسا کہ قرآن کریم اس پر شاہد ہے۔ وما یطرق عن السہوی ان ھو الا وحی یوحی لیکن قرآن کریم کی وحی دوسری وحی ہے جو صرف آسانی بجانب اللہ ہوتی ہیں نیز نقلی رکھتی ہے اور نبی کے اپنے تمام اقوال وحی فیہ تلو میں داخل ہوتے ہیں کیونکہ روح القدس کی برکت اور جگہ ہمیشہ نبی کے شامل حال رہتی ہے اور ہر ایک بات اس کی برکت سے بری ہوئی ہوتی ہے اور وہ برکت روح القدس سے اس کلام میں کی جاتی ہے لہذا ہر ایک

بات نبی کی جو نبی کی توجہ تاسے اور اس کے خیال کی پوری سمجھ و فہم سے اس کے موہ سے بھٹکتی ہے وہ بلاشبہ
وحی ہوتی ہے تمام احادیث اسی وجہ کی وحی میں داخل ہیں جنکو غیر شلو وحی کہتے ہیں اب اللہ جل شانہ بہت
موصوفہ مدد و رحیم فرماتا ہے کہ اس اولیٰ وجہ کی وحی میں جو حدیث کہلاتی ہے بعض صورتوں میں شیطان
کا دخل بھی ہو جاتا ہے اور وہ اس وقت کہ جب نبی کا نفس ایک بات کے لئے متنا کرتا ہے تو اسکا اجتہاد
غلطی کہلاتا ہے اور نبی کی اجتہاد ہی غلطی ہی درحقیقت وحی کی غلطی سے کیونکہ نبی تو کسی حالت میں بھی
سے خالی نہیں ہوتا وہ اپنے نفس سے کہہ جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک آدمی کی طرح ہوتا ہے پس
چونکہ ہر ایک بات جو اس کے موہ سے نکلتی ہے وحی ہے اسلئے جو اس کے اجتہاد میں غلطی ہو گئی تو وحی کی غلطی
کہلاتی ہے۔ اجتہاد کی غلطی اب خدا تعالیٰ اس کا جواب قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کہی نبی کی اس قسم کی وحی
محبکودہ سرے لفظوں میں اجتہاد بھی کہتے ہیں بس شیطان سے مخلوط ہو جاتی ہے اور یہ اس وقت کہ جب نبی کے
جب نبی کوئی متنا کرتا ہے کہ یوں ہو جائے تب ایسا ہی خیال اس کے دل میں گذرتا ہے چہرے پر مستقل رائے
تائید کر دینے کے لئے اور وہ کرتا ہے تب فی الغرہ وحی اکبر جو کلام الہی اور وحی شلو اور ہمیں سے نبی کو اس غلطی پر
شہدہ دیتی ہے اور وحی شلو شیطان کی دخل سے بھٹی نہ رہتی ہوتی ہے کیونکہ وہ ایک سخت مہیت اور شکوت
اور روشنی اپنے اندر رکھتی ہے اور تزلزل نہیں اور شدید انزول بھی ہے اور اسکی تیز شاہین شیطان کو
جلاتی ہیں اسلئے شیطان اس کے نام سے دور بہا گتا ہے اور نزدیک نہیں آسکتا اور نیز ملائکہ کی کامل
محافظت اس کے ارد گرد ہوتی ہے لیکن وحی غیر شلو میں نبی کا اجتہاد ہی داخل ہے یہ ثبوت نہیں رکھتی۔
اسلئے متنا کے وقت جو کہی شاذ و اوجہا کے سلسلہ میں پیدا ہو جاتی ہے شیطان نبی یا رسول کے اجتہاد میں
دخل دیتا ہے پھر وحی شلو اس دخل کو اٹھادیتی ہے پس وجہ ہے کہ انبیاء کے بعض اجتہاد و اس میں غلطی ہی
ہو گئی ہے جو بعد میں رفع کی گئی۔

اب خدا مدد کلام یہ ہے کہ جس حالت میں خدا تعالیٰ کا یہ قانون قدرت سہہ کہ نبی بلکہ رسول کی
ایک قسم کی وحی میں بھی جو وحی غیر شلو ہے شیطان کا دخل ہو جب قرآن کریم کی تفسیر کے ہو سکتا ہے تو ہر قسم کی
دوسرے شخص کو کہ یہ حق پہنچتا ہے کہ اس قانون قدرت کی تبدیلی کی درخواست کرے اسوا اس کے خلاف
اور اسحق خراب کی اپنی پاک باطنی اور سچائی اور طہارت پر موقوف ہے یہی قدیم قانون قدرت ہے جو اس کے
رسول کریم کی معرفت ہم تک پہنچا ہے کہ سچی خوابوں کے لئے ضرور ہے کہ بیداری کی حالت میں انسان ہمیشہ
سچا اور خدا تعالیٰ کے لئے استیلاز ہو اور کچھ شک نہیں کہ جو شخص اس قانون پر چلتا اور اپنے دل کو

راست گوی اور راست روی اور راست منشی کا پورا پورا پابند کر لیتا تو اسکی غرا میں بھی ہونگی اللہ جل شانہ فرماتا ہے قد افلح من زکلهما یعنی جو شخص باطل خیالات اور باطل نیات اور باطل اعمال اور باطل مقاصد سے اپنے نفس کو پاک کر لے وہ شیطان کی بند سے رہائی پا جائیگا اور آخرت میں مقرب اللہ و خدای سے رستگار ہوگا اور شیطان اسپر غالب نہیں آسکیگا ایسا ہی ایک دوسری جگہ فرماتا ہے ان جباری لیس لك علیہم سلطان۔ یعنی اے شیطان میرے بند سے جو میں جنوں نے میری مرضی کی راہوں پر قدم مارا ہے میں پر تسلط نہیں ہو سکتا سو جب تک انسان تمام کچھ اور نا لائق خیالات اور بیہودہ طریقوں کو چھوڑ کر صرف آسانہ الہی پر گرا ہوا نہ ہو جائے تب تک وہ شیطان کی کسی عادت سے مناسبت کر سکتا ہے اور شیطان مناسبت کی وجہ سے اسکی طرف رجوع کرتا ہے اور اسپر دوزخا ہے۔

اور جب کہ یہ حالت ہے تو میں الہی قانون قدرت کے محافظ کوئی تہذیب کر سکتا ہوں کہ کسی سے شیطان اسکی خواب میں دور رہے ہر شخص ان راہوں پر چلیگا جو رحمانی راہیں ہیں خود شیطان اس سے دور رہیگا۔

اب اگر یہ سوال ہو کہ جبکہ شیطان کے دخل سے کئی امن نہیں تو ہم کیونکر اپنی خوابوں پر برسرہ کر لیں کہ وہ رحمانی ہیں کیا ممکن نہیں کہ ایک خواب کو ہم رحمانی سمجھیں اور دراصل وہ شیطانی ہو اور یا شیطانی خیال کریں اور دراصل وہ رحمانی ہو تو اس کو ہم کا جواب یہ ہے کہ رحمانی خواب اپنی شوکت اور برکت اور عظمت اور نورانیت سے خود معلوم ہو جاتی ہے جو چیز پاک چشمہ سے نکلی ہے وہ پاکیزگی اور خوشبو اپنے اندر رکھتی ہے اور جو چیز ناپاک اور گندے پانی سے نکلی ہے ہکا گندہ اور اسکی بدبودنی اخذ آ جاتی ہے سچی خوابیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں وہ ایک پاک پیغام کی طرح ہوتے ہیں جنکے ساتھ پریشان خیالات کا کوئی مجموعہ نہیں ہوتا اور اپنے اندر ایک اثر دانستہ والی قوت رکھتے ہیں اور دل انکی طرف کھینچے جاتے ہیں اور روح گواہی دیتی ہے کہ یہ منجانب اللہ ہے کیونکہ اسکی عظمت اور شوکت ایک نولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھس جاتی ہے اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص سچی خواب دیکھتا ہے اور خدا تعالیٰ اسکے کسی مجلس کو بطور گواہ شہرہ اسنے کے وہی خواب یا اسکے کوئی ہم شکل دکھلا دیتا ہے تب اس خواب کو دیکھ کر اسکی خواب کی قوت طبعاتی ہے سو بہتر ہے کہ آپ کسی اپنے دوست کو رفیق خواب کو لین جو صلا حیت

اور تقری کرکھا جو اور اسکو کہہ دین کہ جب کوئی خواب دیکھے لکھہ کر دکھاوے اور آپ بھی لکھہ کر دکھاوین تب اسیدھے کہ اگر سچی خواب آئیگی تو اُسکے کئی اجزا آپ کی خواب میں اور اس رفیق کی خواب میں مشترک ہونگے اور اب اشتراک ہوگا کہ آپ تعجب کرئیگی نفوس کہ اگر میرے روبرو آپ ایسا ارادہ کر سکتے تو میں غالب اسید رکھتا تھا کہ کچھ عجوبہ قدرت ظاہر ہو میری حالت ایک عجیب حالت سے بعض دن ایسے گزرتے ہیں کہ اہامات الہی بارش کی طرح برستے ہیں اور بعض پیش گوئی الہی ہوتی ہیں کہ ایک منٹ کے اندر ہی پوری ہو جاتی ہیں اور بعض مدت دراز کے بعد پوری ہوتی ہیں صحبت میں رہنے والا عروم خنیں رہ سکتا کچھ نہ کچھ تائید الہی دیکھ لیتا ہے جو اسکی باریک میں نظر کے لئے کافی ہوتی ہے۔ اب میں تو اتروکتا ہوں کہ کوئی امر ہو نہ والا ہے میں قطعاً خنیں کہہ سکتا کہ وہ جلد یا دیر سے ہوگا مگر آسان پر کچھ تیاری ہو رہی ہے خدا تعالیٰ بدظنون کو ملزم اور سوا کرے کوئی دن یا رات کم گزرتی ہے جو مجھ کو مطمئن خنیں دیا جاتا ہی خطا گتے گتے یہ ایام ہوا بھی الحق و یکشف الصدق و خیر الخصال میں یا قی قمر الانبیاء و احرک یمانی۔ ان ربك فعال لہما یوید۔ میں حق ظاہر ہوگا اور صدق کہل جائیگا اور جنہوں نے بدظنیوں سے دنیاں اٹھایا وہ دولت اور رسوائی کا زبان بھی اٹھائیگی۔ نبیوں کا چاند اٹھ گیا اور تیر کا مظاہر ہو جائیگا۔ تیر لب ہو جائیگا ہے کرتا ہے مگر میں خنیں جانتا کہ یہ کب ہوگا اور جو شخص جلدی کرتا ہے خدا تعالیٰ کو اسکی ایک ذرہ ہی پردہ خنیں وہ فنی ہے دوسرے کا محتاج خنیں اپنے کاموں کو حکمت اور مصلحت سے کرتا ہے اور ہر ایک شخص کو آزمائش کر کے چیلے سے اپنی تائید دکھاتا ہے اگر پھلے سے نشان ظاہر ہوتے تو محابہ کیا اور ازلت کے ایمان اور دوسرے لوگوں کے ایمانوں میں فرق کیا ہوتا خدا تعالیٰ اپنے عزیزوں اور پیاروں کی عزت ظاہر کرئیگی لئے نشان دکھانے میں کچھ توقف و التباسے نا لوگوں پر ظاہر ہو کہ خدا تعالیٰ کے خاص بندے نشانوں کے محتاج خنیں ہوتے اور نا انکی فراست اور درجہ بنی سب پر ظاہر ہو جائے اور انکے مرتبہ عالیہ میں کسی کو کام نہ ہو حضرت سید علیہ السلام سے بہتر آدمی و اہل میں اس بد خیال کے پیر اور مرتد ہو گئے کہ آپ نے انکو کوئی نشان خنیں دکھلایا ان میں سے بارہ قائم رہے اور بارہ میں سے پیر ایک مرتد ہو گیا اور جو قائم رہے انہوں نے آخر میں بہت سے نشان دیکھے اور عند اللہ صادق شمار ہوئے۔

مگر زمین آکھوکتا ہوں کہ اگر آپ چالیس روز تک میری صحبت میں آجائیں تو مجھے تعین ہے

کہ میرے قُرب و جوار کا اثر آپ پر پڑے اور اگرچہ میں عہد کے طور پر تھیں کہہ سکتا مگر میرا دل شہادت دیتا ہے کہ کچھ ظاہر ہو گا جو آپ کو کھینچ کر تھین کی طرف لپکا لپکا اور میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ کچھ ہونیوالا ہے مگر ابھی خدا تعالیٰ اپنی سنتِ قدیرہ سے دو گروہ بنانے چاہتا ہے۔ ایک وہ گروہ جو نیک ظنی کی برکت سے میری طرف آتے جاتے ہیں دوسری وہ گروہ جو بد ظنی کی شامت سے مجھ سے دور پڑتے جاتے ہیں۔

اور میں نے آپ کے اس بیان کو انوس کے ساتھ پڑھا جو آپ فرماتے ہیں کہ مجرد قیل و قال سے فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ میں آپ کو ازراہِ تودہ و میربانی و رحم اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اگر فیصلہ دُنیا میں قیل و قال سے ہی ہوتے ہیں یہاں تک کہ صرف باتوں کے ثبوت یا عدم ثبوت کے لحاظ سے ایک شخص کو عدالت نہایت اطمینان کے ساتھ پہچانی دے سکتی ہے اور ایک شخص کو بہت غور سے برسی کر سکتی ہے و اتعات کے ثبوت یا عدم ثبوت پر تمام مقامات فیصلہ ہاتے ہیں کسی وقتی سے یہ سوال نہیں ہوتا کہ کوئی آسانی نشان دکھلاوے تب ڈگری ہوگی یا فقط اس صورت میں مقدر ٹیس ہو گا کہ جب مدعا علیہ سے کوئی کراہت ظہور میں آوے۔ بلکہ اگر کوئی مدعی بجائے و اتعات کے ثابت کرنے کے ایک سوئی کا سانپ بنا کر دکھلا دیوے یا ایک کاغذ کا کوثر بنا کر عدالت میں ڈال دے تو کوئی حاکم صرف ان دو جہات کے روئے سسکو ڈگری نہیں دے سکتا جب تک باقاعدہ صحت و دعویٰ ثابت نہ ہو اور و اتعات پر کہے نہ جائیں پس جس حالت میں و اتعات کا پرکھنا ضروری ہے اور میرا یہ بیان ہے کہ میرے تمام دعوای قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ اور اولیا گذشتہ کی بیڑیوں کیوں سے ثابت ہیں کہ جو کچھ میری مخالف تاویلات سے اصل بیچ کو دوبارہ دُنیا میں نازل کرنا چاہتے ہیں نہ صرف عدم ثبوت کا داغ اُن پر ہے بلکہ یہ خیال محال بہ بدہت قرآن کریم کی نصیحتِ بندہ سے مخالف پڑا ہوا ہے اور اسکے ہر ایک پہلو میں اس قدر مفاسد ہیں اور اس قدر خرابیاں ہیں کہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص ان سب کو اپنی نظر کے سامنے رکھ کر پہرا سکودہ ہی البطلان نہ کہہ سکے تو یہاں حقائق اور معارف اور دلائل اور براہین کو کیونکر فضول قیل و قال کہہ سکے میں قرآن کریم ہی تو بظاہر قیل و قال ہی ہے جو عظیم الشان معجزہ اور تمام معجزات سے بڑھ کر ہے معقولی ثبوتِ قوا و دل و رحم پر ضروری ہوتے ہیں بغیر اسکے نشان بیچ ہیں۔ یاد رہے کہ جن ثبوتوں پر مدعا علیہ کے عدالتوں میں سزا موت و حیات ہے وہ ثبوت ان ثبوتوں سے کچھ بڑھ کر نہیں ہیں جو قرآن اور حدیث اور اقوال اکابر

اور اویا کر ام سے میرے پاس موجود ہیں مگر غور سے دیکھنا اور مجھ سے سننا شرط ہے۔

میں نے ان ثبوتوں کو صفائی کے ساتھ کتاب آئینہ کمالات اسلام میں لکھا ہے اور کہو مکروہ لکھا ہے کہ جو لوگ اس خطا میں اپنی عداوت کو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح پر اپنے خاکی تاج کے ساتھ دنیا میں آئیں گے وہ کس قدر منشا کلام الہی سے دور جا پڑے ہیں اور کیسے چاروں طرف کے فسادوں اور غریبوں نے ان کو گھیر لیا ہے میں نے اس کتاب میں ثابت کر دیا ہے **مسیح موعود کا قرآن کریم** میں ذکر ہے اور وہ حال کا بھی لیکن جس طرز سے قرآن کریم میں یہ بیان فرمایا ہے وہ جہی صحیح اور درست ہو گا کہ جب مسیح موعود سے مراد کوئی میں مسیح لیا جاوے جو اسی امت میں پیدا ہوا اور نہ ہر وہ حال سے مراد ایک گروہ لیا جاوے اور وہ حال غور گروہ کو کہتے ہیں بلاشبہ ہمارے مخالفوں نے بڑی ذلت پہنچائی الٰہی غلطی اپنے لئے اختیار کی ہے گویا قرآن اور حدیث کو یک طرفہ چوڑ دیا ہے وہ اپنی نہایت درجہ کی بلاغت سے اپنی غلطی پر متنبہ نہیں ہوتے اور اپنے موٹے اور سطحی خیالات پر مغرور ہیں۔ مگر ان کو شرمندہ کرنیوالا وقت نزدیک آتا جاتا ہے۔

میں نہیں جانتا کہ میرے اس خط کا آپ کے دہر کیا اثر پڑے گا مگر میں نے ایک واقعی نقشہ آپ کے سامنے کھینچ کر دکھا دیا ہے ملاقات نہایت ضروری ہے میں چاہتا ہوں کہ جس طرح ہو سکے، ہم دہر کے نقشہ کے جلسہ میں ضرور تشریف لائیں انشاء اللہ القدر آپ کے لئے بہت مفید ہو گا اور جو ملتہ سفر کیا جاتا ہے وہ عزائم ایک قسم عبادت کے ہوتا ہے اب دعا پر ختم کرتا ہوں **ایدکم اللہ من عندہ** **واللہ فی الدین الاخرۃ والاسلام**۔

خاکسار

غلام احمد اشرقاویان ضلع گورداسپورہ

(دواہم و سیر ۱۹۹۷ء)

چون مرا نوری پیِ قومی سیحی داده اند
 مصلحت را این مریم نام من بهباده اند
 می درخشم چون قمر تا بم چو قرص آفتاب
 کور چشم آنان که در انکار افساده اند
 بشنود ای طالبان کز غیب بکنند این را
 مصلحی باید که در مهر جام فاسد زاده اند
 صادق و از طرف مولی بان نشان ما ایم
 صد در علم و هدی بر روی من بکشاده اند
 آسمان بار و نشان اوقت می گوید زمین
 این دو شاهد از پی تصدیق من استاده اند

التبلیغ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

پنجاب اور ہندوستان اور ممالک عرب اور فارس اور
روم اور مصر اور ایران اور کتستان اور دیگر بلاد کے پیرزادوں
اور سجادہ نشینوں اور بدعتی فقیروں اور
زادہوں اور صوفیوں اور خالقان
کے گوشہ گزینیوں کی طرف

ایک مجلس میں میرے مخلص دوست جی فی اللہ مولوی عبدالکریم صاحب
سیالکوٹی نے بتاریخ ۱۱ جنوری ۱۳۹۵ء بیان کیا کہ اس کتاب واقع الوساوس
میں ان فقرہ اور پیرزادوں کی طرف بھی بطور دعوت و اتمام حجت ایک خط شامل
ہونا چاہئے تھا جو بدعات میں دن رات غرق و نشاء کتاب اللہ سے کجی مخالف
پلٹے ہیں اور نیز اس سلسلہ سے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے
بے خبر ہیں۔ چنانچہ مجھے یہ صلاح مولوی صاحب موصوف کی بہت پسند آئی اور

اگرچہ میں پہلے بھی کچھ ذکر فقرا و زماۃ حال مغبین ذکر علما و شہد و ستان و پنجاب اس کتاب
میں لکھا تھا مگر اب میں نے بالتفاق اسے دوست محمد کے پی قریں مصلحت سمجھا کہ ایک
مستقل خط ایسے فقرا کی طرف لکھا جا جو شرع اور دین متین سے دور جا پڑے ہیں اور میرا
ارادہ تھا کہ یہ خط اردو میں لکھوں لیکن رات کو بعض اشارات الہامی سے ایسا
معلوم ہوا کہ یہ خط عربی میں لکھنا چاہئے اور یہ بھی الہام ہوا کہ ان لوگوں پر اثر
بہت کم پڑے گا ان تمام محبت ہوگا اور شاید عربی میں خط لکھنے کی یہ مصلحت ہو کہ جو لوگ
فقر و تصوف کا دعویٰ رکھتے ہیں اور باعث شدت حجب غفلت اور عدم تعلق
محبت دین کے انہوں نے قرآن خوانی اور عربی دانی کی طرف توجہ ہی نہیں کی وہ اپنے دعویٰ میں
کاذب ہیں اور خطاب کے لائق نہیں کیونکہ اگر انکو اللہ جل شانہ اور رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کی محبت ہوتی تو وہ ضرور جہد و جد سے وہ زبان حاصل کرتے جس میں خدا تعالیٰ
کا پیارا اور پر حکمت کلام نازل ہوا ہے اور اگر خدا تعالیٰ کی ان پر رحمت سے نظر
ہوتی تو ضرور انکو اپنا پاک کلام سمجھنے کے لئے توفیق عطا کرتا اور اگر انکو قرآن کریم سے
سچا تعلق ہوتا تو وہ سجادہ نشینی کی خانقاہوں کو آگ لگاتے اور بیعت کریموں سے
ہزار دل ہیزار ہو جاتے اور سب سے اوّل علم قرآن کریم حاصل کرتے اور وہ زبان سیکھتے
جس میں قرآن کریم نازل ہوا ہے سو انکے ناقص الدین اور منافق ہونے کے لئے
یہ کافی دلیل ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کی وہ قدر نہیں کی جو کرنی چاہئے تھی اور
اس سے وہ محبت نہیں لگائی جو لگانی چاہئے تھی پس اسکا کھوٹ ظاہر ہو گیا دیکھنا
چاہئے کہ بہت سے انگریز پادری ایسے ہیں جنہوں نے مخالفت کے جوش سے
بیچاس بیچاس برس کے ہو کر عربی زبان کو سیکھا ہے اور قرآن کریم کے معانی پر اطلاع

پائی ہے پھر جس شخص کو قرآن کریم کی محبت کا دعویٰ ہے بلکہ اپنے تئیں پیر اور شیخ
 کہلاتا ہے اس میں اگر مجبوں کے آثار نہ پائے جائیں اور بجلی قرآن کریم کے معانی
 اور حقائق سے بے نصیب ہو تو یہی ایک دلیل اس بات پر کافی ہے کہ وہ اپنے
 دعویٰ فقر میں مگرا رہے ہر ایک عاشق صادق اپنے معشوق کی زبان کو سیکھ لے گا
 شوق رکھتا ہے پھر جس شخص کو محبت الہی کا دعویٰ ہے لیکن کلام الہی کے جاننے
 سے لاپرواہی ہے وہ ہرگز محب صادق نہیں ہے یا یوں کہو کہ اسکی حالت دو شوق کو
 خالی نہیں یا تو اسنے عداوت قرآن کریم کے معانی جانتے اور قرآنی زبان کے سیکھنے سے
 اعراض کیا ہے تو اس شوق کا حال تو ابھی میں بیان کر چکا ہوں کہ یہ سر و مہری اہل اللہ
 کے سنا سب حال نہیں اہل اللہ کو قرآن سے بہت عشق ہوتا ہے اور عاشق کو اپنے معشوق سے ہرگز نہیں ہٹتا
 اور ہر بکرت تعشق کامل قرآنی زبان کا جاننا ان پر آسان ہو جاتا ہے اور جو تحصیل علم
 کی راہ میں دوسروں پر شاق ہوتی ہیں وہ ان پر آسان ہو جاتی ہیں اور چون کہ
 سر و مہری ایک شعبہ نفاق کا ہے اسلئے یہ منافقانہ فعلت اور کسل اور سستی
 ان سے عداوت نہیں ہو سکتی کیونکہ قرآن کریم تو انکی جان ہوتا ہے پھر کیونکہ وہ اپنی جان
 سے الگ ہو سکتے ہیں اور درحقیقت جو شخص اہل اللہ کے پیارا یہ میں ہو کہ قرآن کریم
 کے معنی سمجھتا ہے اور نہ اس کے حقائق معارف سے غور کرتا ہے وہ محب القرآن نہیں
 بلکہ سحرہ شیطان ہے اگر عنایت اہل اسکی رنمق ہوتی تو اس دولت عظمیٰ سے اسکو
 محروم نہ رکھتی پس فخذول اور مردود کے لئے اس سے بڑہ کر اور کوئی علامت نہیں کہ
 اسکو دنیا میں آکر اور مسلمان کہلا کر اس قدر بھی نصیب نہ ہو کہ قرآن کریم کے معانی
 اور علوم ضروریہ اور معارف اجماعی سے بجلی بغیر ہو اور دوسرا شوق یہ ہے کہ ایسا شخص

نہایت غبی اور بلید اور بہائم اور حیوانات کے قریب قریب ہو چکو انسانی توحی اور
 حافظہ اور متفکرہ سے نہایت کم حصہ ملا ہوا اس لئے وہ قرآنی زبان کے جاننے پر قدرت
 نہ رکھتا ہو سو ایسا شخص بھی ولایت اور قرب الہی کے معزز درجہ سے مشرف یاب
 نہیں ہو سکتا اور ایسے شخص کو ولی جاننے والے بھی وحشیوں اور گدہوں سے کچھ کم
 نہیں ہوتے کیونکہ وہ بباعث نہایت درجہ کے حق کے اس درجہ تک نہیں پہنچتے کہ
 جس شخص کو وہ نعمت عطا نہیں ہوئی جو مدار ایمان سے پھر دوسری نعمتوں سے وہ کم
 بھرہ یاب ہو سکتا ہے اور اگر دوسری کرامت اس سے ظاہر بھی ہو تو وہ استدراج ہے نہ کرامت
 ایسا اندہیز تو کسی طور سے نہیں ہو سکتا کہ ولایت کا مدعی انسانی توحی کے معمول درجہ سے بھی بڑا
 ہو کہ عادت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ چلو اپنے انعامات قرب سے مشرف کرنا ہو وہ لوگ انسانی
 کمالات میں سے ہی ایک دائرہ رکھتے ہیں۔ سو ہی حکمت معلوم ہوتی ہے کہ اس جگہ خدا تعالیٰ نے
 عربی خط کی طرف اشارہ فرمایا کیونکہ اس کی نظر میں کل ایسے اشخاص جو تقاعد اور تعامل کی راہ سے
 یا بلاد اور غیاوت کی وجہ سے قرآنی زبان اور معانی قرآن سے محروم ہیں اس لائق ہی نہیں
 ہیں کہ انکو با عزت انسان سمجھ کر ان سے خطاب کیا جا سکے انہوں نے اپنی اس دائمی غفلت اور
 جہالت پسندی سے مہر لگا دی ہے کہ انکو قرآن کریم سے کچھ تعلق محبت نہیں اور وہ درحقیقت ہلام
 کی راہ پر قدم نہیں مارتے بلکہ اور راہوں میں جھٹک رہے ہیں اور اگر نفس مضحک
 کسی قسم کا نکو ذوق بھی حاصل ہے تو انکی روح اقرار نہیں کر سکتی کہ وہ قرآن کریم کے
 ذریعہ سے ہے کیونکہ قرآن کریم سے تو انکو کچھ تعلق ہی نہیں اور نہ اسکی کچھ نزاولت ہے
 اور نہ انکی روح یہ اقرار کر سکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل محبت سے انہوں
 نے کوئی مرتبہ طے کیا ہے کیونکہ انہوں نے قرآن کریم سے ہی کامل محبت نہیں کی۔ پھر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس طرح کامل محبت کر سکتے تھے کیونکہ رسول
 کریمؐ کی قدر بذریعہ قرآن کریم کے گہلتی رہے جس نے قرآن کریم کو خدیں دیکھا اُس نے
 رسول کریمؐ کا کیا دیکھا غرض وہ ان دجوں سے لائق محبت نہیں تھے اور ان کی
 حالت نفاق کی کلی ظاہر تھی اس لئے ان کی طرف تبلیغی خط لکنا بغیر ضروری سمجھا گیا اور
 تعجب کہ ایسے لوگوں کے معتقدین کہی یہ خیال نہیں کرتے کہ اول فضیلت اور
 کمال کسی ولی کا یہ ہے کہ علم قرآن اُس کو عطا کیا جائے کیونکہ وہی تو ہم مسلمان لوگوں
 کا مقتدا و پیشوا وادی درہما ہے اگر اُسی سے بے خبری ہوئی تو پھر قدم قدم پر
 ہلاکت اور موت موجود ہے جس پر خدا تعالیٰ نے یہ مہربانی نہ کی جو اپنے پاک کلام کا
 علم اُس کو عطا کرتا اور اُس کے حقائق سے اطلاع دیتا اور اُس کے معارف پر مطلع فرماتا
 ایسے بے نصیب شخص پر دوسری مہربانی اور کیا ہوگی حالانکہ وہ آپؐ فرماتا
 ہے کہ میں جس کو حقیقی پاکیزگی بخشتا ہوں اُس پر قرآنی علوم کے چشمے کھولتا
 ہوں اور نیز فرماتا ہے کہ جس کو جانتا ہوں علم قرآن دیتا ہوں اور جس کو علم
 قرآن دیا گیا اُس کو وہ چیز دی گئی جس کے ساتھ کوئی چیز برابر نہیں میں اہل بیت
 رکھتا ہوں کہ ہمارے اس بیان سے ہر ایک سچا مسلمان اتفاق کرے گا
 بجز ایسے شخص کے کہ کوئی پوشیدہ بُت آستین میں رکھتا ہے اور قرآن
 کریمؐ کی سچی محبت اور سچی دلدلائی سے بے نصیب اور محروم ہے اب صفو آئیدہ
 پر ہم عربی خط لکھتے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 اَلِیْ شَیْخِیْ الْهِنْدِ وَمَقْصُودِیْ فَا لَسْتُ اَنْ مَرُّوْغَیْهَا مِنْ اَلْمَالِکِ

الحمد لله الذی غلبت رحمته علی غضبه - فی کل ما نعل و فقلی - بسبقت
 انوارہ علی کل لیل اکفہ و سبلی - هو الله الذی یاتی منہ فوج الیسر مع سؤل
 عسرہ - یدعوا الی رحمته کل ورق یوجد علی الاشجار و کل
 برقی یمرق فی الاحجار - وکل اختلاف ترون فی الدلیل لظہار
 و کل ما فی الارض و السماء - من آیات رحمته اند ارسل الرسل
 و بعث النذر و اسس عمائر الهدی - و من آیات

توجہ **الحمد لله** الخیر و الصلوٰۃ و السلام علی نبیہ - اما بعد عرض میدار و بخدمت
 برادران بندہ ناچیز عبد الکرم کیا کوفی کہ بعد از آنکہ حضور مقدس مسیح ع
 امام زمان مجدد عصرین و عوت نامہ را بلسان عربی بسین ترقیم فرمودند و رحمت واسعہ
 کہ خاصہ غیر منفکہ حضرت ایشان میباشد قلب اطہر و انوار را تحریر کیے کرد کہ پارسی زبان
 را نیز از ان مانده سماویہ بہرہ مند فرمائید بنا بران این عاجز و میچیز در آنکہ از خاک نشینان
 معتبہ عالیہ میباشد امر فرمودند کہ این ورر غر را بہ سلک زبان پارسی کشد -
 و این ہمہ از وفور کرم و جوش رحمت حضرت ایشان است کہ این سیاہ کار را
 سہیم و امانہ و رین کار خیر ساختند فلندا الحمد فی الاولی و الآخرۃ - سنبہ
 امثالاً لآمرہ الشریف اقبال باین امر نمودم و گر نہ خداے بزرگ میداند کہ از
 بے مایگی نداشت و نخلت متصلاً لاحق حال بودہ است اللهم لتقبل منی انک

رحمتہ العظیمہ البدل الذی طلعت من امر القری - فی لیلۃ اسودت
ذوا بطنها العظمیٰ افرج الظلمات کلها و وضع سراجاً منیراً امام
کل عین تری - ما عندنا لفظاً لشکرہ علیٰ منہ الکبریٰ -
ایقظ العالمین کلہم و لقی عن النائمین الکبریٰ - تلقی کل
ہم و غم للدين بطیب النفس لہما انہی - و سن بذل النفس
للہ ککل من یطلب المولیٰ فی فی اللہ و سعی للہ و دعا الی اللہ
و طہر الارض حق طہارۃا - فیا عجا للفتی - رب جز منا
ہذا الرسول الکریم خیر ما تجزی حد من الوداء - و لوننا
فی زمرتہ و جثرتنا فی امتہ و اسقنا من عینہ و اجعلہا لنا اسقیا

انت البیع العلیہ و اکرمین ترجمہ بطور حاصل بالمعنی کردہ شدہ -

ترجمہ تبلیغ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر گونہ تالیف برائے خداوندی است کہ رحمتش بر غضبش در ہر
غلبہ جستہ - و نوزدے بر ہر شب کہ دامن ظلمت فرو بہشت سبقت کردہ - و با ہر
تنگی کہ رو نمود از پیش و سے فوج فراخی آشکار شدہ - ہر برگ منبر سے کہ بر
درخت است و ہر شرارہ کہ در دل سنگ است و چمن ہر گونا گونی کہ در روز شب
و در زمین و آسمان است ندائے رحمتش در سید ہو - از نشانیہا سے رحمت است
کہ رسولان و ترسانہندگان را فرستاد - و عمارات ہدایت را تاسیسی کردہ - و از
نشانیہا سے رحمت عظیم او وجود آن بدر تمام است کہ از دامن مہم غفلت طلوع

واجعل لنا الشفيع المشفع في الاولی والاخری - رب نقبل
 منا هذا الدعاء وانما فی هذا الدری - رب یا رب صل وسلم و
 بادرک علی ذالک النبی الودیع والرحیم وعلی کل من احب واطاع امره و
 اتبع الهدی - اما بعد فاعلموا ایها الفقراء والزهاد ومشائخ
 الهند وغیرها من البلاد الذین وقعوا فی البدع والفساد
 انتفی امرت ان ابلغکم احکام الدین واذکرکم ما لیسیت من
 اسرار الشریع المتین - وقد الهنی ربی فی امرکم وقال اللهم
 ینادون من مکان بعید - ولفعیل ربی ما یشاء وهو القاهر
 علی القاهرین - یا قوم اتقوا الله ولا تتبعوا اهلواء قوم مبتدعین

ترجمہ فرمود در شبی کہ گیسوے در از سن خیلے سیاہ و تاری شدہ بود و ہر گونہ
 تاریکیاں از ہم پاشیدہ چراغے روشنئے فرارہ ہر چشم بنیازاغت - بالفط
 نداریم کہ از آن سپاس احسان ہاے سترگ اور ابرہ شماریم - ذیراکہ او بہ آفرینش
 را آگاہانیدہ خواب غفلتے از چشم ایشان پاک کرد - ہر اندوہے و رنجے کہ در راہ
 دین پیش آمد بذوق قلبی اور اطلق فرمود - و براے ہر جوئیدہ مولی جان و ابن
 در راہ خدا را از رفتار خود طرح انداخت - فنا شد در خدا - وسیعی کرد براے
 خدا - و خواند سوئے خدا - وزمین را چنانچہ باید پاک و صاف کرد - اللہ اللہ!
 عجب مروسے بزدہ - اسے خدا بہترین پاداشے کہ منجوا ہی کسے را از عالم بدی از
 ما بر روان آن رسول کریم بفرما - و ما را در گروہ او قبض بکن - و در آست او
 براگنیز - و ہوا را از جام ہاے وے ما را بنوشتان - و ما را اینجا و آنجا براے ما شفیع

وَاتَّبِعُوا الرِّسُولَ إِنَّكَ لَمِنَ الَّذِينَ هُتِفُوا لِلْعَالَمِينَ - اَمَا بَعْدُ فَاَعْلَمُوا يَا اُنْحُو
اِنَّي اُرْسِلْتُ مُخَدَّثًا مِّنَ اللّٰهِ اَلَيْكُمْ وَآلِي كُلِّ مَن فِي الْاَرْضِ نَاقُوه وَلَا تَحْقِرُوا
الرِّسَالَيْنِ وَاجْتَنِبُوا الْوَجَسَ مِنَ الْبَدَنِ مَا يَاكُمُ وَالْمُحَدَّثَاتُ وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ
الصَّالِحِينَ - يَا قَوْمِ اِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ مَن عَلَيَّ بَرَحْمَتُهُ مَن عِنْدَهُ
وَعِلْمَتِي مَن لَّدُنْهُ عَلِمَ الْاَوَّلِينَ - وَاُرْسِلُنِي عَلٰى رَاسِ هَذِهِ الْمَا
لَا نَذِرُ قَوْمًا مَّا اَنْذَرْنَا بَايَهِمْ وَلَتَسْتَبِينَ سَبِيلَ الْمَجْرُمِينَ - هُو
نَادَانِي وَقَالَ قُلْ لِّعِبَادِي اِنِّي اَمَرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ - وَ
سَمَانِي بِاسْمِ بِنَا سَبَّ اسْمَ قَوْمٍ اُرْسِلْتُ لَافْحَا مِهِمْ وَالزَّامِهِمْ
وَهُمْ قَوْمُ الْمُتَكَبِّرِينَ - الَّذِيْنَ عَلَوْا فِي الْاَرْضِ وَاسْتَغْفَرُوا اَهْلَ الْحَقِّ
وَزَيَّنُّوا الْبَاطِلَ لِيُدْحَضُوا بِهِ الْحَقُّ وَكَانُوا قَوْمًا مُّسْرِفِينَ - وَهَلَكُوا

ترجمہ بگردان کہ شفاعت سے را دست روز نری۔ اسے پروردگار ما این دعا
را بہزیر دورین پناہ مارا جاے مرحمت یکن۔ سلام و صلوة خدا بادبروے و برہر کہ
عجب و شفیع سے باشد و بدایت پیر پیری کند۔

پس بدائید لے فقیران و زاهدان و بزرگان عرب و ہند و مالک و دیگر ہر
انہا نیکہ در بدعات و خرابیہا در افتادہ اید کہ من مامور شدہ ام باین کہ شمارا
احکام دین تبلیغ کنم۔ و اسرار از دل فرو شستہ شریع ستین دیگر مباد شہادہ آم
برستی کہ پروردگار من در بارہ شمار اہام کردہ و گفتہ کہ انہا از سکان بعید ناکوہ
میشوند۔ پروردگار من ہر چہ خواہد کند و او بر زبردستان بالا دست است است تمام
من از غنا بہ تر رسید و دنبال خواہش ہے اہل بدعت رفتار نکند۔ و پیر و آن

کثیراً من الناس تبليسا لهم وحجوا في جهلا تم وقلوب الا سلام
 اموراً وجدوا الناس الى خز عبلاتهم وجا والبس مبين -
 فنظر الله الى قلوبهم فوجد هم غالين وجالين ضالين مضلين
 قد افسدوا طرقتهم كلها وبلغوا امام الرب واداد وان يفسدوا
 اقواماً آخرين يلجسون المذاهب كما يلجس الثور خفرة المحقل
 ويريدون علواً ونسداً وليسوا من الخاشعين - فتن الناس منهم
 ودرل بينهم وكبر سرغوايتهم وكانوا في علوم الدنيا وصنائعها
 من المستبصرين - وقدوا من المفسدين نأروا اجرهم من الفتن
 انهارا مل ومكروا مكر كبراً وبلغوا مقدراً لن تجدوا مثله في
 مكائيد المتقدمين - استجمعوا همتهم لاستيصال الاسلام وسننه وادار

ترجمہ رسول اہی نبوید کہ اور جست برائے عالمیان است خدا امر ابوئے شتا و
 بوئے ہمہ ساکنان زمین خلعت محمد ثنیت پوشانیدہ فرستاد - ازوے خبر رسید
 و فرستادگان را بدیدہ حقارت نہ بینید - ازرجس یدعات و محمد ثنات پیر سیزید و
 بندہ سے نیکو کار باشید - من بندہ خدا ہستم او بر من از خود منت نہاد و از خود و
 معلوم پیشینیان مرا تعلیم داد - و طر پر سر این صد فرستاد و بجہت این کہ آن قوم را
 بہتر سازم کہ پدران شائق ساینیدہ نشدند و ہم راہ بدکاران آشکار شود - او مراندازد
 و گفت کہو بہ زندگان من کہ من با مورم و من اول مونا نم - و تسمیہ فرمود مراباسی
 کہ مناسبست دارد با ہم آن قوم کہ بجہت الزام و اسکات ایشان مرا مبعوث کردہ و آن
 قوم سیمان است - این قوم بلستدی جہتند - و اہل حق را ضعیف داشتند

لقد تم لتأليف قلوب الیام وادخلوا اید لهم فی قلوب المسلمین
 وكان العلماء کمفلس فی اعیانهم وکضغنة تحت اسنانهم
 وكان قومنا سحرمة المستهزئين - نارا د الله ان یفصل بین النور
 والظلمة ویحکم بین الوحش والقدس ویمین علی المستضعفین - وری
 قننهم بلاء عظیم الاسلام وری ایا مهم کلیل مخوف من الظلم - ووجب
 فی الفتن قومًا عالین - ما کان قننهم مثل هذا من یوم خلق آدم لالی هنا
 هذا ابل الی یوم الدین - ومع ذاک تملکوا وعلوانی الارض واثموا اکثرها
 واملوا الارض کثرة و زادوا هیتة وشوکتة وبارک الله فی اموالهم و
 اولادهم وعلومهم وذنوبهم وصنائعهم واعانهم فی اراداتهم
 وافکارهم والطارهم وفتح علیهم ابواب کل شیء ابتلاء من عنده

ترجمہ و باطل را بیا راستند کہ دمار از حق بر آرند - و پاس از حد بیرون نہانند
 خیلے خیلے از مروان را بہ مکہ و فریب ہاک کر دند - اسلام را بروز بد نشانند - و
 از شکر بت جاوہر گیا کہ بر انگینند مروان را بہ بیہودگی ہائے خویش کشیدند - خدای
 بزرگ چون در دل ایشان نگاہ انداخت دید ایشان را مکار - و جال - گمراہ
 و گمراہ کنندہ - کہ در ہمہ راہ ہائے ایشان فساد راہ یافتہ است - و بہوجہت
 رب خویش بغاوت مے ورزند و در صد و آن میباشند کہ دیگران را ہم از راہ
 بہرند - مذہب ہارامی لیسند بر منونہ کہ گاؤ سبزہ نبات ماخوومی خورد - و غلو
 و فساد را خواستگاری باشند و از فرقہ تان نیستند - فہم و دانش ایشان مردمان
 مفتون گردانیدہ - و غواست ایشان بہاے بندگی رسیدہ - زیرا کہ در علوم

فَعَمُوا وَصَمُوا وَكَانُوا مِنَ الْمُجْحِمِينَ - وَازَاغَ اللَّهُ قُلُوبَ عُلَمَاءِ نَافِقِينَ وَانَا
 اَطْعَمَ لِقُلُوبِهِمْ خِيَامًا إِلَى الْجَهَنَّمَ الَّتِي اَخْرَجُوا مِنْهَا بِمَا كَانُوا يَفْسُدُونَ
 فِي الْاَرْضِ - وَمَا كَانُوا مِنَ الْمُصْلِحِينَ - فَكَانُوا فِي الْاَهْوَاءِ وَاسْتَكْبَرُوا
 فِي الْاَرَاغِ وَهُنَا وَكَسَلُوا وَذَرَوْا رِجْلَ الْجَهْلِ تَرَابَهُمْ وَسَلَبَتْ تَوَاهُمُ
 كُلُّهَا فَصَلُّوا كَالْمَيِّتِينَ - وَلَنُظَرَّ الرَّبُّ إِلَى اِمْرَاةٍ نَافِقَةٍ هُمُ الْمُسْتَفْرِينَ
 الْغَاثِينَ الْمُعْرِضِينَ مِنَ التَّقْوَى وَالتَّحْقِ وَالظَّالِمِينَ الْعَادِينَ - فَبَاعَدَ
 بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ شَهْوَاتِهِمْ وَبَاعَدَهُمْ عَنِ الْمَلَائِكَةِ الَّتِي ارْتَبَطَتْ
 قُلُوبُهُمْ بِهَا وَخَرَجَ مِنْ اَيْدِيهِمْ اَكْثَرُ مَلَائِكِهِمْ وَارْضَعَهُمْ وَتَبَرَّكَلَّ
 مَا كَانُوا عَلَيْهَا كَالْعَاقِلِينَ - وَتَشَفَّتْ لِرُجُوهِ مِنْ آيَاتِ الْمَجْمُوعِ وَالتَّبَرُّسِ
 وَخَدَعَتْ نَارَ الْمُتَوَلِّينَ - وَقُضِّتْ عَطَاةُ هُمْ وَحُطِّتْ سَهْمُهُمْ لِيَعْلَمُوا لِيَا هُمْ

ترجمہ دنیا و ضالیان دست دراز دارند از شر و ساد آتش برافروختند - جویبار
 فتنه و کمر و ان کردند و بد سگایاهاے اندیشہ نمودند - کہ در بد سگایاهاے پیشینیان
 نمائے آن یافتہ نمی شود - ہمہ بہمت را مصروف داشتند باین کہ اسلام را از پنج برکنند
 و ہمہ آنچہ در بہیمان و کمیدہ داشتند خرج کردند کہ دل فرومایگان بدست آرند - چنانکہ
 دست در دل مسلمانان فرو بردند - و علماء و چشم ایشان بیش از شخصے تهدیدست فغان
 یا پارہ گوشت نرم در زیر دندان ایشان نبودند - خلاصہ قوم با بازی سیم بازی کنندگان
 گردیدند - در چال خدا خواست کہ روشنی را از تاریکی جدا سازد و در میان پاک
 و ناپاک حکومت کند - و بر ضعیف و فہمہا حجت باز آید - و فتنہ آنہا را در حق اسلام
 بلاے عظیم و خود آنہا را قوم سرکش با پندار دید - کہ پنج فتنہ از فتن شل این از

اللهم كانوا من المتمردين - واحاطت شهيد المنصرين وشرك سرائرهم
 من سمك البحر الى سماك السماء وجرت نلكهم في بحر الافلال
 مواخر ووقعت رجفتهم من عظمتهم شاكلهم على كل ما في الارض
 فخر والله ما جدين - وما بقي من عشن ولا كن ولا وكر الا دخلت
 فيه ايدى العبيدين ونقلوا خطواهم الى الاعتداء حتى لظروا في صحف الرسل
 ففسروها برأيهم وزادوا فيها اشياء ونقصوا منها كما نهم الانبياء و
 من المرسلين - ثم مالوا الى ملكوت الله وافعال لا لوهيته فدخلوا في امور ما كان
 لهم ان يدخلوا فيها وفرحوا بتدبيرهم وحبلوا انفسهم
 قديراً على كل شيء كما نهم الله العالمين - واستخفوا وعتوا
 عنوا كبيراً وقطعوا بكبرهم وكفرهم وانانيتهم آذان دهرين

ترجمہ خلق آدم تا این زمان پیدا نه شده و نه تا قیامت خواهد شد و با این همه
 در زمین بزرگ و بلند شدند و بار آورد و کثیر شدند و زمین را از فراوانی پر کردند و
 شوکت و هیبت اینها افزونی گرفت و خداوند تعالی در اموال و اولاد و علوم و فنون
 و صنعتها بر ایشان برکت داد - و در ارادات و افکار و نظرات ایشان تا بیحد
 ایشان کرد - و باب هر شئی بر ایشان بازگشاد و این همه در رنگ ابتلا از قبل او
 بود - تا ایشان کور و کر دیدند و با دشوخت و عجب در سر ایشان جا گرفت -

و خداوند تعالی دل علمائے مارا کج و نور ایشان را منطفی ساخت تا
 آنها بهمان جبل عود کردند که ازان رستگار شده بودند بجلت اینکه اقدام فرمایند
 در زمین و اجتناب از اصلاح میکردند - با بجمه در خواستهای بفرورفتند -

فهذا هو المارد من اذ علم النبوة وادعاء الالوهية فليفسدهم
 من كان من الفاهمين - ونسدت الارض لفسادهم وسابع الناس
 الى زينتهم وشرشادهم ولمعان فرصادهم وثريدتهم وخبثتهم
 وآرادهم الا ما شاء الله يحفظ من ليشاء وهو خير الحافظين -
 وهيج طوفان عظيم على اعمال الناس وعقائدهم وطهارتهم و
 تقواهم ونياتهم وخطراتهم وافعالهم واتقوا لهم والبصارهم
 واذنهم ودينهم وایمانهم واخلاتهم وشرن احسانهم
 ومرتبتهم ومرتباتهم وابنائهم واخوانهم وبناتهم ولسوانهم و
 زهدهم وعرفانهم وایدیهم ولسانهم رهبته ربح الفساد
 من كل طرف واحاطت الظلمة على كل جهة - وزلزلت ظلق

ترجمه و در راهی است مختلف با هم دیگر در آوختند - و همچنین ناتوان و غوار و بدول
 می شدند تا این که با دجل خاک آنها را منتشر کرد و همه قوتها از ایشان انتزاع
 شد که از مرده بایش نماندند - و حق تعالی در امر است قویم نگاه کرد - و دید که آنها
 مشرک و غافل و معرض از تقوی و حق هستند - تا در میان آنها و مقاصد آنها بماند
 کرد و تملکات را از دست آنها بدر کرد که دل آنها وابسته بان بود - و املاک اراضی
 را از تصرف آنها اخراج فرمود - و هر چیز را که عکوف بر این داشتند هلاک گردانید -
 از شدت گرسنگی روپها استخوان بے گوشت برآند - و آتش متمولان فروشت -
 استخوان آنها از هم فرو ریخت و تیر با شکست که زیر و ستان آنها
 بپسند که آنها سرکش و عاصی بودند - و دام تنقیران و کلانان آنها از ناهی زمین

ذلّا لا تشد يدك وطارد حواسهم وكانوا كالمبهوتين - وكانوا
لا يدرون أعذا بك أريد من في الأرض أم أرا د بهم
سربهم رحما وكانوا للسر الغيب منتظرين - والنشقت فلکهم فی
بحر الزلیغان وهاجت الامواج من کل طرف وکاد وان یکونوا
من المغرقين -

فنادانی ربی من السماء ان اصنع الفک باعینا ووحینا و
قم واذن رفائک من المامورین - لتذرقوما ما اذرق باهم
ولتستبین سبیل المجرمین - انا جعلناک المسیح ابن مرسید لا یم
حجتی علی قوم متنصرین - قل هذا فضل ربی وانی جرح نفسي من
ضروب الخطاب - و امرت من الله وانا اول المومنین - ۲۰

ترجمہ تا بہ آسان پہن گتروہ شد و کشتی اسے انہا و بحر اضلال جریان و سیر
پذیرفت - و از نشان انہا زلزہ عظیمی و رعبی فیمے پہ اہل زمین را فر اگر نشت کہ در پا
انہا بسجدہ و رافتادند - و بیج آشپیانہ و لائہ و خانہ نما ند کہ دست صیادان بدان
نرسید - و این مضار انوشته ہستہ انبیا را بر وفق راسے فاسد خویش تفسیر و
چیز ناقص و زیادت از انہا و بر انہا کردند - و چنان دانہ و ند کہ گوئے انہا
انبیا و مرسل می باشند - بعد از ان در ملکوت خدا و افعال وے کہ روے توبہ
آورند و خل در امورے دادند کہ سزاوارند اخل در آن نبودند - بہ ہمدام
خود شقیقتہ شدند و خود را بر ہر چیز قادر پنداشتند کہ تو گوئی الہ عالمین مستند
بے نیازی و تہتر و انہا و ند و در مکہ و کفر و خود می گوے سبقت از دہریان برودند -

یرى الاوقات و یعلم مصالحها وان من شیئ الا عند خزائنه
 انما امره اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون - قل العجبون
 من فعل الله - قل هو الله عجب العجبین - یرفع من لشاء و یضع
 من لشاء و یعز من لشاء و یدل من لشاء و یجتبی الید من لشاء
 لا لیئل عما یفعل و هم من المستولین - قل الحمد لله الذی
 اذهب عنی الحزن و اعطانی ما لم یعط احد من العالمین
 و قالوا کتابک ممتلئ من الکفر و الکذب قل تعالوا ندع ابناءنا
 و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و الفسنا و الفسکمر ثم نبتهل
 فنجعل لعنته الله علی الکاذبین - و ادع عبادى الى الحق و
 لبشرهم بايام الله و ادعهم الى کتاب مبین - ان الذین

ترجمہ

این است مراد آنچه در خبر آمده کہ در مجال ادعای نبوت و الوہیت را
 خواہد انظار کرد و بفہم آنکہ فہم دادہ شدہ - کار بجای رسید کہ زمین از سیاہ کاری
 ایشان تباہ گردیدہ اگر از ابنائے زمان را سیل خاطر بدانش و بخارش انہا پیدا شد
 بر خے بطعن نان و جمعی با بیعیال نوان و طلب راحت جان اسیر تنہا ابن جفاکاران
 شدند - اما ما شاءت سلامت ماند کہے کہ عصمت حضرت حق تعالی متکفل و سے شدہ
 اللہ التدا طوفان بزرگی و خلل سترگی راہ یافت در اعمال و عقاید - و در تقوی
 و طہارت - در نیات و خطرات - در افعال و اقوال - در دیدہ و در گوش - در دین و
 در ایمان - در اخلاق و در احسان - در مروت و در قوت - در پسران و در برادران -
 در دختران و در زنان - در زہد و در عرفان - در دست و در زبان - خلاصہ با و فساد

يَا لَيْعُونَ إِنَّمَا يَبَالِغُونَ اللَّهُ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ - وَاللَّهُ
مَعَهُمْ حَتَّىٰ تَوَاصَوْا كُنُوزًا أَن تَحْبَطَ أَيْدِيكُمْ فَتَكُونَ أَصَادِقَ تَيْنَ - قُلْ إِن
كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَجْعَلْ لَكُمْ فُوزًا وَيَجْعَلْ لَكُمْ
فِرْقَانًا - وَيَجْعَلْكُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ - إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَ
الَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِهِ هَادُونَ -

هَذَا مَا الْهَمْنِي رَبِّي فِي وَقْتِي هَذَا وَمِنْ قَبْلِ نِعَمٍ عَلَىٰ مَوْلِيَاءِ
وَهُوَ خَيْرُ النِّعَمِينَ - وَأَنَّ لَهُ عِبَادًا مِنْ الْأَوْلِيَاءِ لَيَسْمُونَ فِي السَّمَاءِ
تَسْمِيَةً الْأَنْبِيَاءِ بِمَا كَانُوا لِيَسْأَلُوهُمْ فِي جَوْهَرِهِمْ وَطَبْعِهِمْ
بِمَا كَانُوا يَأْخُذُونَ نُورًا مِنْ نُورِهِمْ وَكَانُوا عَلَىٰ خَلْقِهِمْ خَلْقَيْنِ
فَيَجْعَلُهُمُ اللَّهُ وَارَثَتَهُمْ وَيُدْعُوهُمْ بِأَسْمَاءِ مَوْرَثَتِهِمْ وَكَذَلِكَ

ترجمہ ہمارا کہ از ہر جانب دزدین تار کی آغا ز نمود ہر چیز دامن دزد کشیدن -

وز لازل نمتی پیدا شد چنانچہ مردمان سرشته ہوش از دست دادند - و درین معنی
دست و پا گم کردند کہ آیا عند اب بر زمینیان نازل شدنی است - یا پروردگار
ارادہ رحم بر ایشان کردہ - و خیلے کشف این ستر را منتظر بودند - کشتی انہاء در عالم
بکروی تختہ ہاش از ہم گنجتہ - و از ہر جانب موج گرسند بر ایشان فروریخت - و کم
ماندہ بودند غرقاب بشوند ناگهان درین حال رب من از بالا آسمان فرود
کہ در پیش ما و فرمان ماکشی ساز بکن - و ہر فیرو و بہتر سان کہ تو ما موریتی - کہ
بترسانی تو می را کہ پدران انہاء ترسانیدہ نہ شدند و ہم راہ بکاران آشکارا شد
ما ترایج ابن مریم گردانیدیم کہ محبت مرا بر قوم نصرا تا تمام کنی - بگو این فضل پروردگار

لیفعل وهو خیر الفاعلین - وللد رواح مناسبات بالارواح لا
 یدری دقایقها فالذین تناسبوا لیدون کففس واحداة
 ویطلق اسماء بعضهم على بعض وکن کجرت سنته الله وذاک
 اکمل الخفی علی العارفین - ان الله وتر یحب التو واللحلا
 قد استمرت سنته اندیرسل بعض الاولیاء علی قدم بعض الانبیاء
 فمن بعث علی قدم نبی لیسبی فی الملاء الاعلی باسم ذک النبی المبین
 وینزل الله علیه سر روحه وحقیقته جوهره وصفاء سیرتو
 شان شمائله ویوحد جوهره بجوهره وطبیعت بطبیعت واسمه
 باسمه ویجعل ارادته فی ارادته وتوجهاته فی توجهاته واغراضه
 فواغراضه ویجعلهما کالمال یا المتقابلین فی الانارة والاستنارة

توجهات سن است و من خود را از هر گونه خطاب تجزیه نکنیم - و من مامور از خدا و
 اول مومنانم - او بخانه در اوقات سیکند و مصالح آنرا میداند - و من هر نفسی در نزد
 می باشد - بدستی که هرگاه اراده چیزی سیکند میگوید بشومی شود - گوشتا عجب دارید از
 فعل خدا - گوشتا عجب ترین عجب است ابر فراز بر میدارد هر که را که می خواهد و پائین
 فرو می برد کسی را که میخواهد - عزت می بخشد هر که را که می خواهد و دولت میدهد کسی را که میخواهد -
 و بر می گزیند و در نزد خویش هر که را که می خواهد - کس نیست که از کردارش دس را باز پرسد
 و آنها پرسیده شوند - گوشتا مردار است که اندوه را از من دور ساخت و مرا عطا فرمود
 آنچه بیکس را از عالمیان داده نشده - و میگویند این کتاب مملو از کفر و کذب است
 گوشتا بیو می آیدیم پسران خود را و پسران شما را و زمان خود را و زمان شما را و خود را

کانهما شیع و احده و ذلك سر التوحيد في ارواح الطيبين -
 فهذا هو السر الذي سماه الله برعائيه المسيح الموعود
 فتفكر واني السر ولا تكونوا من المستعجلين - ما كان الله ان يرسل نبيا بعد
 نبيا خاتم النبيين - وما كان ان يحدث سلسلة النبوة ثانيا
 بعد انقطاعها وينسخ بعض احكام القرآن ويزيد عليها ويخلف
 وعدة وينسى اكماله الفرقان ويحدث الفتن في الدين المتين -
 الا لقرعون في احاديث المصطفى سلم الله عليه وصلى ان المسيح
 يكون احدا من امته ويتبع جميع احكام ملته ويصلي مع المصلين
 وقد ملئ القرآن من آيات تشهد كلها على ان المسيح بن مريم
 قد توفى ولحق باخوانه ابراهيم وموسى واخبر بوفاته رسول الله

ترجمہ و خود شمارا ہا نہ گریہ و زاری بکنیم و لعنت خدا بر سر ظالمان فرود آریم - و بنوان

بندگان مرا سبقت و بشارت ایام اتمد بانہا برسان - و بنوان انہا را ہوسے کتاب حسین -

آنا کہ دوست در دوست تو میدہند البتہ وہ دوست خدا میدہند - دوست خدا ہا لاسے دوست

انہا ست - و خدا با انہا ست ہر جا کہ باشند اگر و رحمت صادق باشند - بگو اگر خدا را دوست

میدارید اتباع من بکنید خدا شارا دوست دارد و شمارا نودہ بشد - و شمارا فرقان حیرت

کند و شمارا منصور سازد - ہر آنکند خدا با انہا ست کہ تقوی می ورزند و صفت احسان

میدارند -

این است آنچه پروردگار من مرا بہام فرمودہ است ہم درین وقت و قبل ازین

انعام میکنید ہر کہ میجوید و او بہترین سخنان است - و ہر آنکند او را شہدہ ہا ست اند

صلی اللہ علیہ وسلم وهو اصدق المخبرین۔ الا تقرؤن
فی القرآن یا عیسیٰ الی متوفیک۔ فلما توفیتنی۔ الا تقرؤن ما
محمد الرسول قد خلت من قبلہ الوسل۔ الا تقرؤن فی
صحیح الامم البخاری متوفیک ممتیک۔ فما بقی۔ بعد هذه الشهادة
محل شک للمشککین۔ وباتی حدیث تو منون بعد آیات
رب العلمین۔ الا ترون انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی
علامات المسیح فی بیان وقت ظهورہ اندیکسر الصلیب
ولیقتل الخنزیر فاعلموا انہ صلی اللہ علیہ وسلم اشار الی انہ
یاکی فی وقت لبعث الصلیب فیہ ولیوکل الخنزیر بکثرة ویکون
لعبدة الصلیب غلبت فی الارضین۔ فیاتی ویکسر غلبتہم ویکسر

ترجمہ اولیا کہ اوشان را با نام انبیاء ذکر دہ میشود زیرا کہ اوشان در جوہر و
طبع با انبیاء مشابہت دارند و از نور ایشان نور میگیرند و مخلوق بر خلق ایشان می باشند
ولذا انہارا در شبہ ایشان میگردانند و با نام سورشان انہارا یاد میفرمایند و ہمین طور میکنند
و او بہترین کار کنندگان است۔ و در روح را با ارواح مناسبیتہا می باشد کہ در تائید
آخرا کہے نمی نمود۔ چنانچہ انہا یککہ با ہم تناسب داشتہ اند و در رنگ نفس واحد
محبوب می شوند و نام یکے بر دیگرے اطلاق مے یابد و ہمین نفس عادت خدا جریان
داشتہ۔ و این امر بر عارفان پوشیدہ نیست۔ خدا یتعالی بیکانہ است و یکجائی را
دوست میدارد و لذا عادت او باین پنج استمرار یافتہ کہ بعضے از او بیا را بر قدم
بعضے انبیاء می فرستد و ہر کہ را بر قدم نبی صغوث میکشد نام او را در عالم بالا نام

صليهم ويهدم عماراتهم ويحرب مرتفعاتهم بالبحر والبراهين
 اليها الناس اذ كروا شان المصطفى عليه سلام رب السموات العلى
 واقرؤا كتب المتنصرين والطرا واصولتهم على عرض سيد الودع
 فلا لطره ابن مريم كلا تعينوا النصارى يا اولاد المسلمين - اوسولنا
 الموت والحياة لعيسى - تلك اذ قسمته ضيزى - ما لكم لا ترجون
 وقار السيد السيدين - اتجادلوني باحاديث ورد فيها ان المسيح
 سينزل وتنسون احاديثا اخرى وتأخذون شقا وتتركون شقا
 آخر وتذرون طريقي المحققين - ولا يغرنكم اسم ابن مريم في قول خيل الخ
 ان هو الا فتنت من الله ليعلم المصيبين منكم وليعلم الخطين - وليجزي
 الله الصابرين الظانين بانفسهم ظن الخاير ويجعل الرجحان على المتقين

ترجمہ ہاں نبی امین یاد می فرمائید - خداوند تعالیٰ سدر روح و حقیقت جوہر و
 صفائی سیرت - و شان شامیل آن نبی را بان ولی می بخشد - جوہر و طبیعت و ہم
 یکے را با دیگرے چنان متحد می سازد کہ ارادہ یکے ارادہ دیگرے و اغراض یکے
 اغراض دیگرے و توجہ یکے توجہ دیگرے میگردد و گویا این ہر دو اکینہ ہستے مقابل
 یکدیگرند کہ از یکدیگر بان دیگرے نور میگیرند و میرسانند - و چنانچہ ہر رنگ شدہ اند کہ
 حکم شیئے واحد پیدا کردہ اند - این است سر توحید در ارواح پاکان - و از ہمین
 جاست کہ خداوند تعالیٰ شانہ مرا باسم **سبح موعود** سے گردانیدہ - اکنون
 باید شما درین راز اندیشہ فرمائید و غلبت نمایند - چگونہ راست می آید کہ خداوند
 تعالیٰ نبی را ارسال کند بعد از آنکہ نبی ما علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیمات و التحیات

وقد خلت سننه كشل هذا فليتفتش من كان من المتفتشين -
 لقد كان في **ايليا** وقصة نزوله نظير شافٍ للطالبيين **قروا ايليا**
 وقد برزوا في آياتهم بنظر عميق امين - اذ قالت اليهود يا عيسى كيف
 تزعم انك انت المسيح وقد وجب ان ياتي ايليا قبله كما ورد في
 صحف البتيين - قال قد جاءكم ايليا فلم تعرفوه واشاسوا الى
يحيى وقال هذا هو ايليا ان كنتم موقنين - قالوا انك انت مفتر
 اتختت معنى منكرا ما سمعناه من آباءنا الاولين - قال يا قوم ما
 افتريت على الله ليكنكم لافهمون اسمي ركتب المرسلين - تلك قضيتك
 قضتها عيسى نبي الله وفي ذالك عبرة للمسلمين - ما كان نزول **لش**
 من السماء من سنن الله وان كان فلما توالظفوا من قرون خاليت

ترجمه کرده - و هرگز هرگز نشود که باز سلسله نبوت را بعد از انقطاع آن احداث
 فرماید و لذا نسخ بعضی از احکام قرآن و زیادت بر آن را روا دارد و ا خلاف وعده
 کند و اکمال قرآن را فراموش سازد و درین شین نقده را را بنیاد گذارد - در **الحادی**
 مصطفی صلی الله علیه و سلم خوانده اید که هیچ موعود فردی از افراد است و کسی و پیرو
 تمام احکام ملت و کسی باشد و نماز با نماز میان گزارد - و آیات بسیار در قرآن کریم
 میباشد که شهادت ناظر ادا میکنند بوفات مسیح علیه السلام و آنکه او علیه السلام بدیگر
 برادران خویش ابراهیم و موسی و غیرهما علیهما السلام لاحق شده - و خبر داد از وفات او
 خود رسول کریم صلی الله علیه و سلم - در قرآن خوانده اید ؟ یا عیسی انی مشوفیک و
 لما توفیتی - و خوانده اید در قرآن ؟ ما محمد الا رسول الایه - و خوانده اید در

ویرئی۔ ولبشرنی فی وقتی هذ او قال یا عیسیٰ سائر یک آیا تلی بالکبریٰ
 فالقی نهم الفصل اهدی من هذ انکتم تطلبون الهدی۔ و قد جئت
 حسین سچی الدجی۔ و عابت الحق من الوجی۔ و کانت تلك الايام
 اياما روبا۔ قد هکلت فیه اثم کثیر و کان الاسلام نصوسری
 ماکان له من موئل وما ولی سکنایط لیلته لیلاء۔ و کان الطالبون
 کذی مجاعت جوی الحشاء مشتل علی الطوی فاوحی الی سرتی ما
 اوحی۔ فنهضت مبتلیا للند۱۔ فانبانی ربی مما سیاتی وما مضی۔
 و صافانی ونجانی من کل هم و بلا۔ و لبشرنی بغلقتی علی کل مخالف
 و ابی۔ و اوحی الی باننی غالب علی کل خصیم اعمی۔ و قال اتی
 مهین من اراد اهانته و احسن الی بالاعمال لقد و لا تحصل

ترجمہ بخدا ہے کتب نصارا بیانہ ازید کہ چہ بے اندامیہا و بے آبروئی ہا و چہ
 شوخیہا و دین و دیدگی ہا در عرض و شان آن سر دار عالم و عالمیان رودا داشته
 و ارتحاب کردہ اند! پس چرا در معسج اطرا و غلو میکنید؟ و اسے اولاد و سہلان
 چرا از این نعل خودتان اعانت نصارا میفرمایید؟۔ در بارہ رسول ماسوت و در حق
 معسج حیات تجویز میکنید؟ بیہات عجب حیف و اعتناست در افتن امر می نماید!۔
 چہ بمانازل شہر بشاکر سر دار سر داران را و قعتے و وقارے مرعی نمیدارید! یا من
 مجادلہ میکنید! حاشیکہ انبا و از نزول معسج میکنید؟ و احادیث دیگر را خط کش نیل
 می سازید؟۔ و طرے را میگیرید و شطرے میگزیرید؟ و طریق محققان را پشت پا
 می زنید؟ و زنیہار با اسم ابن مریم فرلیتہ نشود کہ این یک فتنہ الیت از خدا بہت

وقال انى مك حيت ما كنت وانى ناصرك وانى بُدك اللازم و
 عضدك الاتوى - وامرى ان ادعوا لخلق الى الفرقان ودين
 خير الورى - الذى سن التبليغ وحث على الجهد وحمل الاذى -
 لست به نبي ولكن محدث الله وكليم الله لاجد ودين المصطفى -
 وقد بعثني على راس المابته وعلني من لدن علوم الهدى - ونكم
 تشكون في امرى وتحسبون انكم على حق في مخالفتي وتظنون منكم
 اعظم من توحي - فيها انا قائم في موطن المقابلته لوبيته آيات
 صد تكمر وارهائه برهاني على الاصطفاء - واعزم عليكم بالله ان
 هو خالق الارض والسما - ان لا تمهلوني طرنته عيني جاهدا لهدى
 حق جهادكم واستفتحوا لافسكم من الله الاعلى - وحرام عليكم

توحید این کہ او باز شناسد از جملہ شما با خطا کاران و صواب کاران را - و بکرمت
 اینکه پا داشت نیکو و بد پائیدار ان را که به نفس خود گمان خوبے دارند و جس و آلودگی
 نصیب حال از حد برون شدگان کند - و بر این منوال عادت او تعالی نشانه قدیم جریان
 داشته - چو منده با یجستجوے این امر کند البتہ در قصه ایلیا و کیفیت نزول وے
 از براسے جویندگان نفیرے شانی میباشد باید انجیل را بنخوانند و در آیتش بنظر عمیق
 تدبر کنند - هر گاه چنانچه پیروان حضرت عیسی پر سیدند چگونہ خود را گمان می بری
 کہ تو مسیح می باشی ؟ - و حال اینکه نوشته های سابقہ آمدن ایلیا را قبل از وے
 واجب قرار داده - او گفت بالیقین ایلیا پیش شما آمد وے شما اورا شناختید -

ان تتقاعسوا وتساخروا ولا تبرزوا فی مکان سوء - وحتبوا
 علی کلکم وادمو اکل سهام من قوس واحد نستعلمون من هیک
 ومن حفظ الله تعالی والبقی - وان تقبلونی فالله یبارککم ویحکم
 مثنین مبارکین آمین ویرد الیکم بآیاکم الاولی - ولتکون
 فی امان الله ویتوب الیکم ربکم ویرضی - وکل سوء یتجول عنکم
 ویتناهی -

یا قوم انی لست کافرکم لیفتنون ولفیتون علی علماء السوء - وما افترت
 شیئاً علی ربی واما قول لکم من عند نفسی وقد خاب من افتری - ولی
 اعتقد من صمیم قلبی ان للعالم ما لعاقدیم واحداً قادراً کریم
 مقدر علی کل مظهر واختفی - واعتقد ان لله ملائکته

ترجمہ و اشارت بوجود حضرت یحییٰ فرمود وگفت این ست ان ایلیا اگر ایقان
 دارید! - گفتند تو سفری هستی و معنی غیر معروف از قبل نفس خودی تراشی که از پدران
 گزشتہ نشینده ایم! - گفت اے قوم من برخدا افترا نہ کردہ ام بلکہ شما اسرار
 کتب مرسلان را فہم نمی کنید -

این تفسیر الیت کہ عیسیٰ بنی اللہ فصلش کردہ مسلمانان باید ازان اعتقاد گیرند - ہرگز
 عادت خداوندی چنین نرفتہ کہ کسی از آسمان نزول کردہ و اگر درین خلاف است
 از قرون گزشتہ یک نفر پیش آرید اگر شما بر کامیابی خود نازدارید - زیرا کہ هیچ تعجبی
 در امت ماحدوث نشدہ و نشود کہ نفیرش پیش ازان در اہم گزشتہ واقع نشدہ باشد -
 و بہرین ہی اشارہ میفرمایہ انکہ اصدق صاوتین شدہ و قد مضت الاولین - ولی تجد لسنۃ اللہ جل -

مقربین۔ کل واحد منهم مقام معلوم۔ لا یزول أحد من مقامه ولا یرتقی۔ ونزلو لهم الذی قد جاء فی القرآن لیس کنزول الانسا من الاعلیٰ الی الاسفل لا صعود هم کصعود الناس من الاسفل الی الاعلیٰ لان فی نزول الانسان تحول من المكان ورائحته من شق الارض والنوب ولا یمسهم لغب ولا شق ولا یتطرق الیهم تغیر فلا تقبسونزولهم وصعودهم باشیاء اخری۔ بل نزولهم وصعودهم یصبح نزول الله وصعوده من العرش الی سماء الدنيا۔ لان الله ادخل وجودهم فی الایمانیات وقال لا یعلم جنود ربک الا هو۔ فآمنوا بنزولهم وصعودهم ولا تدخلوا فی کتھا۔ ذالک خیر واتقوا لتتقوا۔ وقد وصفهم الله بالقائمین والساجدين والصائنین والمسیحین الثابتین

ترجمہ دو قسم کہ در اسے مخالف دارند۔ یکے نپرسے بہ ثبوت واقف خود در دست دارو آن دیگر از نپرسے تہید است است۔ ازین دو کہ ام بر صواب و صدق باشد بدیدہ انصاف بنگاہ فرمائید۔ اسے مردمان از غذا بہ ترسید و دنبال کرده کج و کام نرسید و گفتار حضرت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) بخاطر دراید۔ من بہمت فصل قضیہ کئے کہ منور غیر منفصل بود ما کم عادل آیدہ ام شہادت مرا پزیرفتاری کہ نہ و مرا علی دادہ اند کہ شمار دادہ نشدہ و نہ خواہند دادہ۔ و اگر شما در امرن شک می آرید بپایید کہ خداوند توفیق قادر در میان ما و شما حکم کند۔ زیر کہ او با صادقان است می شنود و می بیند۔ او تعالیٰ ہم درین وقت مرا بشارت داد و گفت اسے عیسیٰ زود دست کہ ترا نشانہا ہے بزرگ خود بخاتم۔ اکنون درست و راست تر ازین فصل چہ خواهد بود۔

فی مقامات معلومتہ وجعل هذه الصفات لهم ائمة غير منفكية و
 خصهم بها تكليف يجوز ان يترك الملائكة سجودهم وقيامهم وقيامهم
 مفروغهم وندس والتبجهم ولقد ليسهم وتيزلوا من مقاماتهم ويجبوا
 الارض ويخلوا السماوات العلى بل هم يتجر كون حال كونهم مستقرين
 في مقاماتهم كالملك الذي على العرش استوى - وتعلمون
 ان الله ينزل الى السماء في آخر كل ليل ولا يقال انه يترك العرش
 ثم يصعد اليه في اوقات اخرى - فكذلك الملائكة الذين كانوا
 في صبغة صفات ربهم كمثل انبعاث الظل لصبغة اصله لا تعرف
 حقيقتها ونومها بها - كيف نشأ احوالهم باحوال انسان لغرف
 حقيقة صفاته وحد ود خواصه وسكناته وحركاته وقد معنا لله

ترجمہ اگر شما طالبان ہدایت ہستید۔ و خدا کہ سن در وقتی آمدہ ام کہ تاریکی سائے
 گسترده حق از غایت فرمودگی ناپدید گشتہ و آن ایام ایام و با بودہ۔ کہ خلق کثیر در آن
 ہلاک شدہ و اسلام از شدت ضعف بر مثال شتر لاغرازش شب روی گردیدہ۔ هیچ ما و
 و ملجا اور انہو دشمن شخصے کہ در شب تاریک راہ گم کردہ باشد۔ و طالبان دے پیچو
 شخصے ہوند کہ از شدت ناتوانگی اندر و نشہ بہہ التهاب شدہ باشد۔

اندرین حال وحی کرو بوسے من پروردگار من آنچه کرو۔ در ساعت مذاسے اورا
 لبیک گویان برخاستم پس اومرا خبر داد آنچه شدہ و خواہد شد۔ و معانات و
 معانات نصیب حال من فرمود۔ و از ہر بلا و غم مرانجات بخشید۔ و مرابشارت غلبہ و
 برہر کسے کہ خلاف من کرد و عصیان ورزید۔ و وے کرد بن کس من برہر دشمن نابینا

من هذا وقال لا يعلم جنود ربك الا هو - فالتقوا الله يا ابا النضر
ولعتقد كما كشف الله علينا ان عيسى ابن مريم قد توفي ونحن
باخوانه النبيين الصالحين ورفع الى مكانه في يحيى - ولعتقد ان
رسولنا خير الوسل وفضل المرسلين وخاتم النبيين وفضل من
كل من ياتي وخلا - هو سلكتي بنفسه المباركة ورباني ببيده الطاهرة
المطهرة واراني عظمته وملكوته - وعرفني باسراره العلية - ولعتقد
ان كل آية القرآن بحر موج ملو من دقائق الهدى - وباطل ما
يعارضه وينجا الف بيان من قصص وعلوم الدنيا والعقبى -

ولعتقد ان الجنة حق والنار حق وحشر الاجساد حق ومعجزات
الانبياء حق - ولعتقد ان النجاة في الاسلام واتباع نبينا

ترجمہ غالب ہستم - گفت من اہانت کنم کہ ارادہ اہانت تو دارد و ہمن العمام
کہ وہ کہ با حصا و شمار نیاید - و فرمود من با تو ہستم ہر جا کہ باشی - و من بدو گار تو و چارہ
لازم تو و بازوئے قوی تو ہستم - و مرا امر فرمود کہ خلق را بسوے **فرقان** و دین حضرت برگزیدہ
عالم صلی اللہ علیہ وسلم بخوانم - کہ او علیہ الصلوۃ طریق تبلیغ را بنا نہادہ و تحمل ایذا و آزار
خلایق را حق و ترغیب دادہ من نبی ہستم و کے محدث **الہد و کلیم اللہ** ہستم بہت
این کہ دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را تجدید کنم - و مرا بر سر این صدر استادہ و از
نزد خود علوم ہدایت مرا تعلیم دادہ - و اگر شاد در امر من شک دارد و خود را در خلاف با من
بر حق می شہدید و قرب خود را از قرب من زیاد و بزرگ می پندارید - اینک من در سیدان
مقابلہ و مبارزہ ایستادہ ام کہ نشان صدق شمارا بہ بنیم و علامات برگزیدگی خود را

سید الوری - وکل ما هو خلاف الاسلام فخن بریوت منها -
 و تو من بکل ما جاء به رسولنا صلی الله علیه وسلم وان لم نعلم
 حقیقتہ العلیا - ومن قال فینا خلاف ذالک فقد کذب علینا
 وانتری - فالتقوا الله ولا تقصدوا احوال کل ضلین - محسن سچی الی
 کتین - و مل الی الکفار ی بقیولتہ رایده و تبج الهوی - واعلموا ان الا^{سلام}
 دینی و علی التوحید یقینی و ما ضل قلبی و ما غوی - ومن ترک القرآن
 و اتبع نیا سا فهو کرجل انترسا و وقع فی الوها و المهلکة صھک
 وفنا - والله یعلم الی عاشق الاسلام و فد اع حضرت خیر الانام
 و غلام محمد بن المصطفی - حب الی منذ صبوت الی الشباب
 و قادنی التوفیق الی تالیف الکتاب ان ادعوا الخالفین الی

ترجمہ شہا نہ ایم - و شمارا سو گند خداے زمین و زمان میدہم کہ مرا یک چشم زدن
 بہت نسید و ہر قدر در تاب و توان شہا باش - گوشتید و براے خود ما از خدا کشاد
 بطلبید - و حرام است بر شما کہستی و رزید و پس نشینید و این کہ در میدان بروز نکیند
 ہرے مجمع بشوید و ہر نہ کہ در حجبہ دارید از یک کمان برسن بیا نہ ازید - البتہ آنوقت
 آشکار شود کہ مرد کہ برد - و اگر مرا قبول کردید خدا در شما برکت بند و شمارا مشرو
 باسن و روز افزون گرداند و روزاے پیشین را با ز شمار جاع فرماید - و شمارا
 در امان خود کئی بخشد و رضا و توبہ از وسے نصیب حال شما شود - و ہر گونہ بدی و رنج
 را از شما برگرداند - اے قوم سن کافر نیستیم چنانچہ علماء بد افشا از سن و افترابر سن کردہ
 اند و انچہ سیگویم از تلقائے نفس خود نہ تراشیدہ ام و تحقق است کہ مفتری ہمارہ

دین الله الاجلی - فارسلتُ الی کل مخالف کتاباً - و دعوت الی الاسلام
 شیخاً و شاباً - و وعدت ان اری الایات طلاً - و وعدت لهم نشأ
 کثیراً ان عجزت جواً - فشاھت الوجہ و ابا و ما جاء احد و ما
 اتی - و لم یجیبوا النداء و لا فاهوا بضمیاء و لا سوداء و ما رکض احد
 منهم و ما دنی فی هذه آیتہ من آیات صدقی و سدادی لقوم
 یتفکرون - من عرفنی فقد صدقنی و من لم یعرفنی فلم یصدقنی -
 و من جاهدنی امریکشف الله ذالک الامر علیہ فطوبی لقلوبهم
 یجاہدون - لن یحزجنی العود بالعود - ولا یملک قتیلًا من لا
 یوتر سبیلًا - و الذین یطلبون فہم یجدون - فیا قوم کتفرونی
 بغیر عرفان - ولا تکذبونی بغیر سلطان - ولا توسعوننی سبباً -

تجربہ زبان کار شدہ - سن از تہ دل اعتقاد دارم برین کہ عالم را صاف ہے است قدیم
 واحد - قادر - کریم و مقتدر بہر آنچہ آشکارا و نہان است - و اعتقاد دارم برین کہ
 خدا تعالیٰ را مائیکہ مقررین اند کہ بر اسے ہر یکے از الشیان مقامے معلوم است - نہ
 کہے اذان مقام فرودی آید و نہ بالا میرود - و نزول آنہا کہ در قرآن آمدہ - مثل
 نزول انسان نباشد از بالا بریر و صعود او از زیر بہ بالا - زیرا کہ در نزول انسان
 انتقال است از مکانے بکمانے و در برین گردش اور ایک گونہ کوئت و غمتگی لاحق
 میشود - مگر مائیکہ را کوئت غمی رسد و پیچکونہ تغیر در ایشان راہ غمی یابد - و لذا نباید نزول
 و صعود آنہا را قیاس بر اشیا سے دیگر کنید - حقیقت این است کہ آن در زمین و دل صوفی
 خداوند است جل و علا از بالا سے عرش تا بہ آسمان و ثیاء چنانچہ او تعالیٰ جل شانہ

وَلَا تَجْعَلُونِي عَتَبًا - وَلَا تَدْخُلُوا فِي غَيْبِ اللَّهِ - وَلَا تَقْرُوا عَلَيَّ مَا لَا
تَعْلَمُونَ - عَسَى أَنْ تَكْفُرُوا بِرَجُلٍ وَهُوَ مُؤْمِنٌ عِنْدَ اللَّهِ - وَعَسَى أَنْ
تُفْسِقُوا أَحَدًا وَهُوَ صَالِحٌ عِنْدَ اللَّهِ - وَاللَّهُ يَرَى قُلُوبَ عِبَادِهِ وَأَنْتُمْ
لَا تُبْصِرُونَ - يَا قَوْمِ إِنْ كُنْتُمْ عَلَى بَاطِلٍ فَاللَّهُ كَافٍ لَكُمْ عَاجِزِينَ - إِنْ
كُنْتُمْ عَلَى حَقٍّ فَخَافُوا أَنْ تُؤْخَذَ مِنْكُمْ أَرْجُلُهُمْ بِمَقْعَدِهِمْ -

یا متصرفی الہند ان اہل الصلاح منکم قدر قلیل و اکثرکم مبتدعو
وفیکم الذین مالوا الی الہبانیۃ و ترکوا ما امر بہ و کلا یافون اللہ و لا
یبالون و اذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی و الی ریاضات البراہمتہ
بیسار عون و عید مون سنا پاک سوال بقہم و یعقر من مناسم
سراسمہم و یحبون انہم یحیزن - یقولون آمنا

ترجمہ ملاکہ را در ایمانیات داخل فرمودہ و گفتہ نمی دانند جنود خدا را اگر او -
پس ایمان آرید نہ زول و صعود انہا دانیشہ را در کہ آن جولان ندہید کہ اقرب توئی
و خیر بہین است و ہم خداوند عز اسمہ انہا را ستودہ کہ انہا قایم و ساجد و صف بہتہ
و تسبیح خوان و قرار یافتہ در مقامات خود ہستند کہ مخصوص برائے انہا ہست - پس چگونہ
ردا باشد کہ سجود و قیام ہا بگذارند و از تسبیح و تقدیس دست بردارند و حقوق و احبہ
را ترک گفتہ بر زمین زول آرند و آسمان بلند را غالی بدانند - چنین نیست بل انہا
حرکت میکنند و ہم ساکن اند - رفتار میکنند و ہم پا برجا اند - غزول میکنند و ہم در
مقامات معلومہ قرار دارند و این ہمہ بر منوئہ یکے جلیل است کہ بر عرش اعظم شہ قرار
دارد - در ہشاپوشیدہ نیست کہ خداوند تعالی شانہ از ہر شب زول تا آسمان میفرماید

بِالْقُرْآنِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَقُولُونَ نَتَّبِعِ السُّنَنَ وَلَا يَتَّبِعُونَهَا وَهُمْ إِلَى طَرَفٍ
 الْغَيِّ مُقْلَبُونَ إِنَّ الَّذِينَ جِدُوا الْحَقَّ فَنُفِخَ فِي الصُّورِ لَيَسْمَعُنَّ أَسْمَاءُ مَا هُمْ
 عَلَيْهَا مُتَقَلِّبُونَ إِلَى اللَّهِ نَهَجٌ كَانَهُ لَأَعْرَسَ لَهُمْ وَلَا عَرَسَ وَلَا عِلْسَ
 لَهُمْ وَلَا فَرَسَ وَيُؤْثِرُونَ اللَّهَ عَلَى كُلِّ وَلَدٍ وَاهْلٍ وَهَالٍ فَهُمْ الْمَوْفُقُونَ
 أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَواتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ - وَ
 مِنْكُمْ مَنْ أَخْلَدَ إِلَى الْإِبَاحَةِ وَاتَّبَعَ الْفُسْ فِي جُذْبَاتِهَا وَفَسَلَى
 مَجَاهِلَ الْهَلَاكِ وَالْمُنُونِ وَأَضْلَعَ سَاوِدَةً زَرَادَةً وَفَرْدَةً نَسِي مُنَادِلَةً
 وَمُناهِلَةً وَأَغْضَبَ رَبَّهُ وَتَصَفَّتِ الرِّيحُ فَكَلَمَهُ وَدَخَلَ فِي الَّذِينَ هُمْ مَفْرُوقُونَ
 ۱۲ لَا يَهْدِيهِمْ إِنْ اسْتَقْبَحَ الزَّادَ مِنْ أَصُولِ الْمَعَاشِ وَالْمَعَادِ وَقَدْ سَمِعَ لَهُ إِبْرَ
 الْيَهَانِي الدُّنْيَا وَلَا يَمِيلُ فِيهَا مِنْ كَسْبِ الْمَالِ وَمِنْ كُلِّ مَا يَحْجُونَ - فَسُوفَ

ترجمہ وہی تو ان گفتم کہ او عرش را تہی میگذازد و در وقتیکہ صعود آبان می آرد -
 همچنین حال ملائکہ می باشد کہ برنگ صفات پروردگار خود چنان نیکو نگین شدہ اند کہ
 سایہ برنگ اصل - ما حقیقت آنرا نمی شناسیم و بے ایمان بن می آئیم - و چگونہ احوال
 انہارا باحوال انسان نسبت و تمایس کنیم کہ حقیقت و صفات و خواص و حدود و حرکات
 و سکنا نش خوب می شناسیم بخلاف ملائکہ کہ از دخل درکنہ انہا خداوند تعالی ما را منع فرمودہ
 و گفتہ لا یعلم خبرک بالآیہ پس بترسید اے صاحبان غرور و دانش -

و اعتقاد داریم چنانچہ خدا سے کہیم بر ما کثودہ کہ عیسیٰ بن مریم فوت کردہ و در عبادت
 برادران نمود کہ انبیاء و صالحین می باشند انسلک یافتہ در مقام برادر خود حضرت
 یحییٰ قرار گرفتہ -

یعلم لما یشروع فی القلعة ان یرحل بایدی صغری دارد ائمة الركون
 ومنهم من اخط عمدا صلیا لغير صالح وخرج الکفر بالايمان وکربا لایقین
 بالظنون - فاجمع علی الجنح الی هوی النفس ووقع من شاطئ المرسل
 فی بحر الظلم والركون - وادفع لنفسه فی مسالك الهلك ولوادى التبار
 وفعل بنفسه ما لا یفعله المجنون - یستتر علیهم حد ثواني الدین اشیاء ویتج کل منهم
 ما نشاء اُف لهم ولما یدعون - وکم من بدعت الزموا طارها فی
 عنقهم وهم بمفسادها فرحون - یحافظون علی بدعات البراهمة
 وشعار الکفرة الحجرة وخذ کل طریق من طرقهم من قبل القاء التوجه
 واجراء القلب والعلوف علی القبور وطوافها والسجدة لاهلها وهم
 بها یفخرون وما کان عباد لهم الا تصور صور مشایخهم فی الصلوة

توجهات واعتقاد ابریم بر اینکه لکما یرسل وفضل مرسلین وها تم انبیا وفضل برتر اند
 وگرفته می باشد - او (صلی الله علیه وسلم) مرا به نفس نفیس خود ارتباط بخشیده و بدست
 پاک و پاک کننده خودش مرا تربیت فرموده - و برین عظمت و ملکوت خود را آشکار ساخته
 و اسرار بزرگ خود را آشکارا نموده - و اعتقاد ابریم بر اینکه بر آیت از قرآن مجرب است
 که از قائلین بر اینست - و اعتقاد ابریم بر اینکه جنت حق است و نار حق است و حشر
 اجساد حق است و سقرات انبیا حق است -

و اعتقاد ابریم بر اینکه نجات در اسلام و اتباع نبی ماست نام است علیه الصلوات و السلام
 و هر چه مخالف اسلام است از ان بی همتیم - و آنچه رسول (صلی الله علیه وسلم) آورده ایم
 آبریم اگر چه بی حقیقت بلند آن نبوده باشیم - و هر کس که از بابت مآخلفات آن گفتگو کند

و خارجها وباللہ ہم لیسر کون و یفضلون طر لفقہم و طاعونہم علی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم و یقولون انا ما را ینا النبی وما نعلم القرآن - اُن
نبینا الا شیخنا و ملفوظاتہ قُرأنا و انا معہون یجادعون اللہ و الذین
امنوا و ما یجدعون الا انفسہم و ما لیشعرون - فی قلوبہم مرض فزاد
ہم اللہ مرضا و لہم عند رب الیم بمساکن و یکذبون - ترا ہم
عاری الجلدۃ من لباس التقوی و صدق الا قد امدوا دی الجردۃ
من شعار الاسلام و فی عیشتہم و وجوہہم علم کم علی ما یمکتون - جوہم
مزہق و وجنہم مکفہ و فہم کالدواب و زہد ہم کلام السراب
و ہم یحسبون انہم عارنون - تباً لعیشتہم ہم تغالب فی المعاملۃ
و ذیاب عند الخصاصات - لیسر حون بعاء الناس و ہم عند المنع

ترجمہ اور برادر و غ و انفرابتہ باشد۔ پس از غذا بنرسید و ہر خیل خوار را کہ مانند ما گریدیم
میدود۔ و از ضعف رسے رغبت و تکفیر سن دارد و ہر خواہش بدست تصدیق نمکیند۔
و آگاہ باشد کہ اسلام دین سن و ہر توحید یقین سن است و گاہے قلب سن از راہ
زہمت و دنبال گرہی را نگرفتہ۔ و ہر کہ قرآن را گزاشت و قیاس را اتباع کرد و شل او شل
شخصے باشد کہ گر گزشت از ہم دید و در بیابان جان گزشت و جان را ببا و داد۔ خدا کا
غوب میداند کہ سن عاشق اسلام و فدائے حضرت سیدنا محمد و غلام احمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم، میباشم۔

از عنقریب و قتی کہ بالغ سن شباب و موفق بتالیف کتاب شدہ ام و دستہ آزان
بودہ ام کہ فحالفین را بوسے دین روشن خدا دعوت کنم۔ بنا بر آن بوسے ہر فحالفی

وَتَرَكَ الْخَدَمَتَ لِيَعْبُدُونَ - يَا وَوَنَ الْوَفَرُ وَلِيَعْبُدُونَ مِنْ يَدِ صَفَرٍ
 لِيَتَكُونُوا - يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ صَاحِبُ دَهَاءٍ وَمَا هُمْ إِلَّا كَانَا خَالِي مِنْ
 مَاءٍ وَلِيَتَرَوْنَ بِهِذِ الْبَطْرَيْنِ الْمَطْرَيْنِ وَلَا يَفْهَمُونَ - وَالسَّبِيلُ
 إِلَى سَبْرِهِمْ وَلَقَدْ يَرْمِزُهُمْ وَتَوَقَّلُوا بِهِمْ سَهْلٌ كَهَيِّتٍ وَهُوَ أَنْ يُعْزِزَ الْقُرْآنَ
 الْكَرِيمَ عَلَيْهِمْ وَلِيَسْئَلُونَ - فَإِنَّ الْفَرَقَانَ مَمْلُوءٌ مِنْ عَجَائِبِ الْأَسْمَارِ وَتَأْتِيهَا
 وَلَطَائِفُهَا وَلَكِنْ لَا يَسْتَدِ الْأَمْطَهْرُونَ - وَلَا يَسْتَنْبِطُ سِرَّهُ وَلَا يَطْلُعُ
 عَلَى غَمُوضِ مَعَانِيهِ إِلَّا الَّذِي إِصَابَهُ حِظٌّ مِنْ صِبْغَةِ اللَّهِ - فَيَطُوبُ لِلَّذِينَ
 يُصْبِغُونَ - وَهُمْ تَوَمَّ شَخْفَهُمُ اللَّهُ حُبًّا وَطَهَّرَهُمْ لَفْسًا وَزَكَّاهُمْ جَلَّةً
 وَرَفَعَهُمُ الْيَدِ فَعَمَّ فِي ذِكْرِ حَبِيبِهِمْ دَائِمُونَ - حَبِذُوا إِلَى الْحَقِّ بِكُلِّ قَلْبٍ لَهُمْ
 وَفَنَوَانِي ذِكْرٍ مَحْبُوبِهِمْ وَبَذَلُوا رُوحَهُمْ وَقَضَوْا نَجْمَهُمْ وَمَارُوا بِكُلِّ دُجُودِهِمْ

توجہ کہو بے فرستادہ مرد جوان و پیرانہ اسے قبول اسلام در دادم۔ و وعدہ کر دین
 نشان با مر جوئند بحال را تقدیم کروم و در حالت عجز از جواب عہدہ او اسے تاوان
 گزاف بر خود گرفتہ۔ اما دشمنان از بے بودگی و ناتوانی زود رو سے شدند۔ و آواز مرا
 پاسخ نہ گزار دند و لفظ نیک و بد بر زبان نیاوردند و نشد کہ در نزد من بیایند و از سن چیز
 مسئلت نمایند۔

پس این نشانے بزرگ بر صدق و حقیقت من است آنرا کہ تفکر میکند۔ آنکہ مرا شفا
 تصدیق من کرد و آنکہ مرا نشانفت تصدیق من نکرد۔ و ہر کہ براسے کشف امر سے مجاہدہ
 نماید۔ نعمان امر با بر و سے میکشاید۔ فرخندہ و سلک کہ مجاہدہ را دوست دارد۔ تا
 کہے دست نیازی دیوہ از بالا کے شاخ در دہانش فروند وید۔ و تا کہے بقصد سفر

لله هم عن انفسهم ينقطعون - ما بقى تحت ردائهم الا الله تحبهم باقين
موجودين وهم فانون - جرد و اسيد و احدى يدته على انفسهم سفالين
و انسلخوا منها كما ينسلخ الخبيثه من جلد ها و يرى الله صدقهم و وفاءهم
و هم عن اعيان الناس غاشبون - اعجب الملايكه سلمهم و اسلامهم
و ثباتهم و تعلقهم بحبهم و جهال الناس عليهم يتحكون -

يود و لهم بهتانات و يكفرونهم بمفاتيح ولا يعلم سرهم الا الله
و هم تحت ثياب مستورون - و الذين آثروا الحيات الدنيا و اطمنوا
بها و فسقوا و افاحوا من التقوى و تفوا ما لم يكن لهم به علم فسيلجئون
بها منقلب ينقلبون - يخافون الخلق ولا يخافون الله و هم على انفسهم
شاهدون - منعهم شتم انوفهم و عظمت عماثهم من قبول الحق فاعفوا

ترجمہ روان نشد - مانک خرمانيان نشد - و مثل است هر که جنت يانت - پس
تو من در تکفير من بغير عرفان و در تکذيب من بغير حجت و برهان شتاب کار سے کن -
از دشمنانم زبان بيالا و از ملامت و عتاب آزارم مرسان - و ورغيب خدا نخل
و بر چيزی که علم آن نداری اصرار کن - البته مے شود که شخصی را کافر بخوانند و او در نزد خدا
مؤمن باشد - و شخصی را فسق کيند و در دیده خدا و در مصالح باشد - زیرا که بصيرت انوار
دلها مر خداوند است و شایان بياستيد - اسے تو من اگر بر باطل قيام دارم خدا تعالی
انجا بر آوردن مرا بسنده است و اگر بر حق و بحق بياشتم اندر ان صورت بر جان شامی لرزم
که چيزم اين جفا و ستم با خود تو اسيد شد -

اسے متفقین و ہندو سے قلیں از شراہل اصلاح و اکثر اہل بدعت ہستند -

عن داعی الله وهم یعلمون - کل احد منهم لیست السنه ویدی
 وید عوا لبدعات و یقری - و یقول النظر و ازهدی و فقری - ولا
 یدسرون شکیا و یحبسون انهم و اهلون - و ینظرون الی الخلق و الی الله
 لا ینظرون - لایرون غارات الرضا علی الاسلام و یحکفون علی احوالهم
 کحکوف المشرکین علی الاصنام و لایبالون - عفت دار الدین و هم
 غافلون - و غاض در الاسلام و هم نائمون - و بار سحر الشرع و هم
 لیستبشرون - لایدسرون نار العشق و حراره الذکر و قبس الکفر غیر التقی
 و اصطلاء الحمر و یحبون ان یلحد و ابمالا یفعلون - یراثون انهم نفو
 مجاهدات - و هم عادی المطامن لباس تقاوت - و یدکرون
 تهجد التهم و هم للفرایفی تارکون - لانصبی لهم من کلام

ترجمہ بعضے از شما مایل بر بہانیت شدہ و ترک امرے خداوندے گفتہ راہ میاکی
 می سپرند - چون بادے نماز و آرنکس و بے ذوقی و انامید وے از عمل بریافتہا
 تراشیدہ بر سہان خلط می برند - پائے اسپان را خون آلود و کوبان شتران را می برند یعنی
 ریاضات شاقہ جان فرسا بجای آرنند و گمان دارند کہ سعی نیکو سگزارند - میگویند بقرآن
 ایمان آورده ایم اما ایمان بان ندارند - و میگویند پیروی سنت میکنیم اما نمی کنند - بلکہ راہ
 ضلالت را اختیار دارند - چہ آنما کہ حق را دریافته اند از ہمہ چیز بریدہ و رہنیدہ و برہ
 روبا و آلودہ آنکہ زمال و متاع دنیا سے و فی دامن فراچیدہ و وجود پاک و برابریہ فرزندان
 وزن برگزیدہ اند - توفیق و ہدایت نصیب حال آنهاست - و برایشان دایما صلوة و
 رحمت خالق ارض و سماست -

مر ب غفور ولا من خبر ما تور و با شعار الشعر عتيد كرون صبت
 على الاسلام مصائب ونوازل وهم غافلون - لا يواسون مقدرا ذرمة و
 في الشهوات هم مستغرقون - والى اراهم كما زج بالشريعة الغراء
 ومستغفرا باحاديث امام الورداء - ليثرون ابيات الشعر على آيات
 كلام الله ولها لفرحون ويرقصون - ويسمعون القرآن فلا يكون ولا
 يتضرعون - قوم خرجوا من طريق الاهتداء - وآثروا الظلمة على الفياء
 يدبون في الليلة الليلاء كالناتمة الحشواء - مالههم حاد ولا راف
 ويدهبون اين ليشاءون - ووالله انى ارى نفوسهم قد فسدت
 وشابهت ارضا خربثه وبالحناء لئس الخبيثة ملاءت يزحفون كزحف البها
 ولا يستقيمون - الافراط عادتهم - والاعتداف سيرتهم

توضیح و بعضی از شاعرین با حجت پیش گرفته و سوائے بدیایر و شده و گام در
 بیابان خاک و مرگ زده - زاد و سامان را فراموشیده و نشان منزل گم کرده - و بت
 خویش را رنجانیده - و باو تنده بکشیش و زیده - و غرق گرداب فناءش گردانیده -
 نمی بیند که برگزین زاد و سامان سفر از اصول معاش و معاد است - چنانچه هرگاه احتیاج
 به سامان دنیا افتد در جلب و جمعش بجان میگویند - زود است که چون کوس حلت
 بزنند آشکار شود که بدارتها تهیدست رفته اند -

و بعضی از شاعران نیک را با بد ایمان را با کفر و یقین را با ظن آهسته و آهسته به خواش
 بهی تبدیل شده از ساحل نگرگاه در بحر بد کردار سپا و نفس پرستیها افتاده - مانند دیوانه
 همش در باخته در بادیه های خاک و بوار خود را انداخته اند - چیزها در دین احداث کرده

و آثار البراهمة الضالته مبلغ عرفانهم - و اشعار الشعراء و تودود حیدم
 و غذاء جنانهم - ترکوا ربهم و التصقوا بال دنیا و جعل الله علی قلوبهم
 الکتفه فهم لا یفقهون - صنعوا لانفسهم مآزیر من اصحاب القبور - و اضاعوا
 برکات ذری الرب الغفور - و یفسقون و لا ینتھون - ترکوا ملکاً
 داخ البلاد - و اتبعوا کل حقیر لا یمک الزاد - و ما ظلموا الله و لکن
 انفسهم یظلمون - افتنوا باطلا و المادحین - و اهلكم اغضاء المسحین
 و لم یقتبسوا نوراً من القرآن و فی وادی الشعراء یهیمون - یریدون
 غسل المریدین من ادناس الذنوب - و هم متلطفون بال نواح العیوب
 و لا یعلمون - ایها الغر الجاهل فتم و لا تغسل قلبک ثم انفض لغسل اخیک

توجه و ابراع نموده اند - که شوی آن طوطی گردون ایشان شده و به سفسده
 بایش شادمانی میکنند - این طریق توجه و اجزای قلب و نشستن پیش قبر و اهل قبر و اگر
 ناز بر آن دارند و اسم از بر زبان و کفار بنود و رس گرفته اند - این مشرکان در نماز و بیرون
 از آن بت پیر خود را پرستاری میکنند و دیوان و طاغوتان خود را تفصیل بر بنی کریم
 صلی الله علیه و سلم میدهند و میگویند بانی را ندیده ایم و قرآن را نمی فهمیم - بنی ما پیر باد
 قرآن ما محفوظات اوست - فحادث با خدا و موسسان میکنند و بے تحقیق فحادث با
 جان خود میکنند ما شعور ندارند - در دل ایشان مرضی نهان است که خدا روز آخر و نش
 سیفر ماید - و باین دروغ با فی رسخ و در رسان با ایشان میرسد - از پوشاک تقوی و صدق
 قدم بر نه تن و از شعار اسلام بے بهره هستند - رفتار آنها و چهره آنها آئینه شهید نهان است
 بے جوش و سر دلی و سیاه باطن هستند زیرا که و دانش آنها بیش از پیران و مدد و معرفت

بایدی مطهره ولا تقل للناس ما لا تفعل فیضکون۔ وکیف تغسل
بدن اخوانک وان بدتک قد اتسخ۔ ودر نہ قد رنخ۔ وان
لا تنشہم مہجتہ الا عنداء تکیف ہم ینتہجون۔ وان کنت فی ریب
مما امرت به فتاھبوا للنضال واستعدوا لمرءۃ آیات الکمال۔ و
صدق الحال من اللہ ذی الجلال۔ وانا نحن لامرء تھا
مستعدون۔ اعلما ان الولا یتہ کلھا فی اجابات الدعاء ولا معنی
لکولا یتہ الا القبول یتہ فی حضرتہ اکبریا۔ فالضمار۔ المضمار۔
وان تو ثروا الفار۔ فانتم کاذبون۔ تعالوا یدخلکم اللہ فی ریاض
الامن۔ ولا تفرحوا بنحضرۃ الدمن۔ وانا تم تعلہون۔ یدعو
کم اللہ الی الخیر فما لکم لا تلبنون۔ ویوقظکم واعظ منکم فما لکم

ترجمہ انہا بیش از نمود سرب نیست و می پذیرند کہ عارف ہستند۔ سنگ و آتش باز
ہر سرب انہا۔ در معاملہ مانند روپاہ و در خاصہ همچو گرگ اند۔ اگر چیزے باشند ہی
شادمانی کنند و اگر ترک خدمت ترک عرض مال کنی رو در ہم کشند۔ تو نگران را پیش
خود جاوہند و از شبی وستان روگردانند و در فریاد آیند۔ خود را می پذیرند کہ
صاحب عقول و الباب اند۔ اما بہ حقیقت آوند سے ہی از آب اند۔ از ستایش تا یندگان
و شرا از خایان و ہرزہ و رایان خیلے بر خود می آیند و در جامہ نگیند۔ از مودن ایشان
سہل است و اندازہ قد استثناسی خیلے آسان۔ باین معنی کہ قرآن کریم ہر ایشان
عرض و ہندچہ آن کتاب پاک پر از حقائق و معارف ہست کہ دست ہمہ بان جز
شخصے کہ بہرہ وافی از خدا وافی و قدرت استنباط اسرار از ان و اطلاع

تتناعون - ویجذبکم ید الخیب فلم یاقوم تنفعا عسوں -
 قد جاءکم انباء الله فلم تناسون - وقد جاء الحق و زهق الباطل
 وانتم تمأرون وقد تجلت لکم الایات وانتم تعامون - الا
 ترون ان الارض قد زلزلت - وان الفلق قد احاطت - والقلب
 قد مات - وكل داهیه علم الاسلام نزلت - وكل آفة دلفت
 الیه و غلبت - واستیقظ الاعداء وانتم تنامون - اری البعث
 فی کل قومکم وفعکم و فی کل عمل تعملون - و فی الالهیات التي
 ترفعون - و فی شیاکم التي تصیغون - و فی الاشعار التي تنشدون
 و فی الوجد الذي تمشون - و فی القصص التي تقصون بالفخر و تکبرون
 و فی حیثکم التي تطیلون او تحلقون - و فی طیورکم التي تصطادون -

ترجمہ ہر پوشیدگیہائے معافی آن ندارد نہ سد شدہ مرایشان را کہ رنگین
 باین رنگ میباشند - این قومے است کہ خداے پاک ایشان را سبب خویش
 مشغوف ساخته - و دل ایشان را از ہنیا پاکہائے تجلیہ فرمودہ و از ہنہ رنگ
 ہا پرداختہ - انہا را بخود برافراشتہ و ہیا و خویش سرشار و والدہ داشتہ -
 جذب حق دل انہا را ہمہ بسوے خود کشیدہ - و ایشان با او از جان و مال و
 کل غیر اور میدہ و بریدہ - در زیر چادر ایشان جز خدا نیست - ما ہنیا ایشان را
 زندہ داند و و ایشان نشانے ازین ہستی و بقائیت -

تیغ تیز بر نفس خود ہا آمیختہ اند و چنانکہ ما را از جلد ہر آیدر شتہ ہستی را از ہم
 گسیختہ - خداے پاک صدق و وفاے ایشان را می بیند و ایشان از ویدہ عالم

ما لکم لا تستعبرون علی غفلتکم ولا تمنننّون - ما لکم لا تحذرون الله
ولا ترعون ولا تلقا عون - ونستیم یومکم الذی فیہ الی الله روحون
واری الفاد فی اعینکم التی الی الدنیا قدّون - و تحلقون حلقه
البازی المثلّ و علی جیفہا الفعون - و فی لسنکم التی تحدّ و لها علی الاخوان
و تطیلون - و کما یصل تنفضنّون - ولا تکفون - و فی اراءکم التی
نسقطون فیها ولا تصیبون - ولا تمیزون الفایق من المایق و تحلقون
و علی باد سرّۃ الطون تسبون و تعالون - و بولا یتکم تفتخون - و
عند الدعوة للقاء بله تولّون الدبر و تمنھرون ثم لا تجلون - بل
علی نبوضکم تسألون - و اتی علمکم جماد محض مادناکم
روح الله و انکم مئیتون - و ان کنتم علی شیء فما منعکم ان تعجلوا

ترجمہ پوشیدہ ہستند - و رشکمان سلم و اسلام و از تعلق بہ محبوب ایشان در
شگفت اند و نادانان بر ایشان می خندند - و از بہتان و افترا ایشان آزار میرسانند
و سر ایشان را جز خدا ندانند کہ ایشان در زیر چادرش پنهان می باشند - انانکہ
حیات دنیا را اختیار کردہ و مطمئن بدان شدہ و فسق و زبیدہ و خون تقویٰ را بختہ و در
آنچہ علم بدانند آشتہ اند و زودیک است کہ بدانند کہ کار ایشان کجا سیکشد
و عود را خوب می نهند کہ باک از خلق دارند و از خدا نمی ترسند - بنی ہاس بلند و
عما رہاس بزرگ ایشان را از قبول حق بازداشتہ کہ دانستہ از شنیدن آواز دعا
خدا سر باز نمی زنند - ہر کیہ از ایشان رشتہ سنت راحی ہر دو بدعت را در کنار
مہربانی می پرورد - و میگوید بہ پندیزد و فقر مرا - اما چیزے نمی دانند و باین ہر خود

فی المیدان وتتراسلوا فی المضارقتبار داو فی حلقة السوابق تتبارزوا
 کما انکم تدعون۔ فان بارزتم فنجد ون مطعی علیکم اسرع من
 ارقد اذ طر فکم الیکم ونجزمکم الله خز یا مولاً وغلّبون۔ انی حیث
 لا اعلام کلّہ الا سلام وانتم تخالفون۔ وادید ان احبّ دین الله
 وانتم تناحون۔ الا ترون ان الاسلام عادیاً وورود علیہ ما لہ
 ہمدہ الرّؤن۔ ولا رواہ الراون۔ ما لکم لا تأخذکم الوحفۃ من ^{هذا}
 ولا تتألمون۔ وما لکم لا تغیرون علی هذا ولا تستغیرون۔ انتم
 رجال ام فحشون ایہا المجاہلون۔ الا ترون ان الفتن قد تعاطت
 وان ظلم النہا قد عمّت واحاطت۔ وان الارض القت ما فیہا تخلت
 وانی البدعات قد ثرت وکثرت۔ وان تعالیم القرآن قد رفعت۔

ترجمہ از واصلان می گمانند۔ رو بخلق میدارند۔ اما دیدہ بخدا بر نمی گمازند۔
 دیدہ و از نمی کنند کہ چہ تاختہا بر ساحت اسلام میرود۔ و منہوز باز و سوار چنان
 گرویدہ اند کہ مشرکان در گروہت حلقہ کشیدہ اند۔ خانہ اسلام ویران شدہ و ایشان
 بکلیم غفلت سر نہفتہ۔ و جوئے شیر اسلام خشک گرویدہ و ایشان بخواب ناز
 خفتہ۔ و باز از شرع الہی کاسر شدہ اما گویند انہا از شور شاہینہا حرفی از این
 تباہی نشنفتہ۔ از آتش عشق الہی و گرمی آن سرود بے سوزند۔ اگر چہ انہا
 بہر مہر و کمال باور گردہ خود می افروزند۔ چیز بے از کار خوب بے بجا نیارند۔ اما
 ستائش مردم را خواستگاہ اند۔ چنان می نمایند کہ از مجاہد استغفر و نزارند۔
 اما از خیر و تقویٰ بے برگ و بارند۔ فراہی را بجا نمی آرند۔ و ذکر تہجد است بر زبان

والنفوس الى الارض اخذت - والى الدنيا مالت - وتخطت الاداء
تحت الهدمات ونى الالهواء افطمت - وكل قوم افسدت طريقتها
وظلّت - فيما بقى بعد ذلك ما ينتظره المتظرون - والى واللّه من
عنده ودعوت الناس من امره فيختار المختارون - والى اضع امام العلم
والمشايخ نعمة وبركة فليأخذوا منها ما شاءوا وليملوا الى ما يميلون
اما للجنة فللذين يكنّون بى با تباح الظن ويكفرون بى رجما بالغيب
ولا يعلمون الحقيقة ولا يتدبرون - ولا يطلبون منى ما لىفى
صدورهم ولا يحضرون لى شاهد والايات ولينجوا من الشبهات
كما يفعل المتقون - الا انهم هم الذين شقوا فى الدنيا والآخرة
وعليهم لعنة الله بما يكفرون المسلمين بغير علمو بما كانوا ينظنون

توجه دارند - از کلام رب غفور ورحیم ما ثور غافل و بے بهره مانند اما اشعار
شعرا بزوق دل خوانند - قسم بخدا اسلام عرضه آفتاب شده - و واحسانه که
ایشان، بیج غمگساری نتوانند - و لے در سجا آوری فرمان لغز استغراق دارند -
ایشان را می بینیم که بشیر لیت و روشن و احادیث جناب رسول کریم صلعم استهزا
و مزاح می کنند و اشعار شاعران را بر کلام خدا بر می گزینند و بدان رقص و وجد
مینمایند - و آن را می شنوند و گریه و بکاء در ایشان طاری نمی شود - مشتے بخود
بے حیا که از راه دایره خروج و ظلمت را بر نور آید کرده مانند ناله شکوهر
شب تاریک سر اسید میگرددند - یا مانند شتر بے مهار اند هر جا که می خواهند
میروند - بخدا می بینم تقوی ایشان را خراب شده و شبیه بزینچه پیدا کرده که

ظن سوء و بما كانوا يستعجلون -

واما البركة فللذين يسمعون كلامي ويرون آياتي و يظنون بانفسهم
خياراً و يقبلون الحق و لا يستكبرون - فاولئك هم الذين سعدوا
في الدنيا و الآخرة و قاموا لطلب الحق فهم يطلبون - لا يمشون
مكبين على وجوههم و ليسلون عند كل شبهة لينجوا منها و لا يمشون
على الباطل و لا يغفلون - نعليهم ملبوثة الله و رحمته و بركاته و هم
مرحومون - يا ايها الناس اسئلوني ان كنتم تشكون - و ادعوا الله
تضرعاً و خفية و ان تكشفوا منه يكتشف عليكم و لا تفقدوا مع الذين
يخوضون بشر من عند انفسهم و لا يتبعون سبيل الرشاد و لا يطلبون
الحق و هم مستكبرون - يا ايها الناس ان نزل المسيح كان امرأ غيبياً - فوالله

ترجمہ غیر از روید گیہاے جمیث چیزے ندارد - شل بہائیم بر پا و دوست
رفتار - میکنند و استقامت ندارند - افراط عادت ایشان است - و جو رو
ستم سیرت ایشان - و آثار بر اہمہاں گراہ مبلغ عرفان ایشان - و اشعار
شعر ہنرم آتش و جہد ایشان و غذا سے دل ایشان - رب خود را گزاشته و
رو بہ دنیا شدہ لاجرم خدا بی تعالی انہارا از بصیرت و معرفت محبوب و محبوبہ ردا شدہ
و بہت خود زیارت گاہ ہا از اہل قبور تراشیدہ و برکات پناہ گاہ رب کریم
را از دل فراموشیدہ - اقدام بر فسق می نمایند و باز نمی آئیند پا و شامہد کہ
قاہر بر فوق ہمد ہا د است گزاشته - و عاشقہ طاعت ہر ناجیز ذیل پچہ سامان
راہدوش برداشته - اینہا ستم بر خدا نمی کنند - بلکہ بہ جان خود ہا میکنند از غلو

ابد غیبہ کیھا شاء۔ فلا تجادلوا فی غیب اللہ۔ ولا تعدوا من
 حدودکم وانتم تعلمون۔ ومن کنتم فی شک تمائلت وادعیتم لنفسی
 فاقصدوا قربتی۔ والنبوا یا ما فی صحتی۔ یکشف اللہ علیکم ما فی قریبتی تو
 یحکم فیما کنتم فید تخلصون۔ وإن استطعتم فاعلوا لراۃ آیات صد
 ورویتہ صدتی واجمعوا علی خیکمہ ورجلکم واخلوا نکم المبتدعین
 احیاءکم القبورین وادعوا علی ولا تمهلون۔ فان نکلم الغلبۃ ناذبجو
 باہی سلکین تشاءون۔ واعلموا ان اللہ مخزیکم۔ ولا یوید الا عبدا
 ولا یعلی الادینہ۔ ویهلکم ایھا المفسدون۔ ان اللہ لا یرضی لعبادہ
 الکفر والشراک والبدعت۔ واعداءہ ہم المذبحون۔ اند
 معی وقد اخبرنی من سر نزول المسیح وعی علیکم وکان لهذا
ترجمہ شائش کنندگان گردن بالا کشیدہ اند۔ واز خروہ نہ گرفتن سہل گیران
 راہ ہلاکت سپردیدہ۔ اقتباس نور از قرآن نکلند وور وادعی شاعران بے راہ
 وروئے سیکردند۔ مریدان رومی خواہند از چرک گناہان شست و شور و بندہ
 و خود ما بگو ناگون بد سے و عیب آلودہ میباشند۔ اسے نادان بیہوش و خیر
 سخت خود را شست و شور بکن آئینہ بادیست پاک و صاف فکر غسل ہر
 بنما۔ وچیز کے کنی کنی از زبان گو کہ بر تو غنہ زنند۔ وچگونہ سزاوار تطہیر
 بر او ہستی کہ خودت چرک بر سہ تن را رخ شدہ۔ چون خودت بر راہ ہدایت
 رفتار نہاری انہارا چہ طور و براہ توانی بیاری۔ و اگر در ان چہ سن مامو
 بدان ہستم شک دارید۔ ہمہ بچمت قتال با من آمادہ بنوید۔ وبراے و خود

فتنته من الله يخفي ما يشاء ويبدي وكنز الكسنة في انباء الغيب
 فويل للذين يحتاجون في غيوب الله كما نهم كانوا عليها محطين - وكانوا
 على كل خفاياها مطلعين ولا يجدون - ايها الناس كل شجر يعرف
 باثماره فستعرفونني باثماري فلم تشا جرون - وكفوا انتمكم من الكفار
 وادينكم من الاضلار - والقوا بخطط الله القهقرى - وادعوا الله كشف
 هذه الاسرار - فسوف تخبرون - اني ادعوكم الى امر فيه ثمرة خيركم
 وعلاج ميركم - وهوان يجاهد كل احد منكم وليستل الله تعالى ان
 يريد سر دياكاشفاً لحقيقة الحال - اوليهم الهاماً يليق للاستدلال
 والله قاصر على كل شئ فيعطيك اذ انتم بكل قلبكم تسئلون فقوموا
 في اواخر الليالي وتوضؤوا - ثم ملوا ركعات واكبوا وتضرعوا - وصلوا

ترجمہ نشان کمال از خداست خود اجمال استعدا بکنید که من بیا عرض خدا
 آماده و مستعد بیا شوم -

آگاه باشید که ولایت همگی را اجابت و عااست - و منی و لایست قبولیت
 در حضرت کبریا - الامیدان - میدان - و اگر فرار کنید کاذب باشید - بیا
 مرا بپذیرید و در روضه بایست من در آید - و بروئیدگی و من با دانش و
 فهم شادمان نشوید - خدا تعالی شمارا بسوی خیر مینماید و لبیک نمی گوید - و
 و اعطی شمارا بیدار میکند و خواب را از دیده باخی شوئید - و دست غیب شمارا
 میکشند و هنوز می غموئید - و نشان با آشکار شده و هنوز دیده باز نمی کنید -
 نمی بینید که زمین بر لاله در آرد و فتنه با از هر چهره سوگرد آرد - و و نهام رده شده -

علی النبی الکریم وسلموا۔ ثم استخفروا لانفسکم واستخبروا۔ و
 داوموا علی هذا اربعین یوماً ولا تسموا۔ فستجدون من اللہ امرًا
 یقودکم الی الحق وتنجون من الشبہات کما ینجون الصالحون۔ فمکم
 لا تقفلون سنان الصلحاء۔ ولا تنہجون مہجۃ الا لقیاء۔ ویتقون
 ان یفسقوا و تکفروا اخوانکم بغیر علم فتوخذون عند اللہ وتحاسبون
 تحسبون الا کفارہیناً و هو عند اللہ عظیم ما لکم لا تتقون اللہ
 ولا تتفکرون۔ یا ایہا الناس تولوا تولوا قبل ان تخلق البراۃ الثوبۃ
 وانتم تنظرون۔ یا ایہا الناس اجتنبوا مجالس قوم مشغوفۃ لقلوب
 فانحن جشتیون۔ وانا نحن قادسریون۔ یا تو لکم فی جلود النخاج
 وھم مذیاب مفترسون۔ ترونھم ذاللا غارید۔ و المعرضین
توجہ دہر گوند ہا برسہ اسلام رسیدہ۔ و ہر رنگ آفت برا و نزول و غلبہ و
 دشمنان بیدار و با سباز و شہا مست خواب ناز۔ من ہمہ بدعت می بنیم ہر کردارے
 و گفتارے را کہ میکنید و میگوئید۔ و ہر گورے را کہ بلند میکنید۔ و این لباسہائے
 شمارا کہ رنگین می نہاید۔ و اشعار شمارا کہ میخوانید۔ و ریش ہائے شمارا کہ بلند میکنید
 یا می تراشید۔ و پنجر ہائے شمارا کہ صید میکنید۔ و اسے بر شہا چرا بر غفلت آسمان و
 بر کردہ نام نہ شوید۔ خدا را فراموش کردید و باک از اندازید و فکر و زبیرین را
 پس پشت انداختید۔ دیدہ ہائے شمارا پر از فساد و آرزست کہ از سوسے معاد بند و بر
 معاش باز است۔ و در دنیا و زمینت آن چنان بخواہے اندازید کہ زراغ و زغن
 بہ لاشہ مر دوار۔ و ہمہ بدعت می بنیم زبان ہائے شمارا کہ ہر برادران دراز و مثل

من سنن النبی الرحید - واکثرهم فاسقون - قرمو القینات عبیداء
 ودعوا الشریعت الغراء - وخلعوا سنهم واتبعوا الالهواء فهم
 علیها منتکسون - مالهم من علم من معارف القرآن - ومات
 قرحتهم وقاتل الفرقان - وحبیبون انهم الی قصوی المطالب
 فایزون - واذ اقیل لهم ما تبعوا داعی الله - قالوا لا نعلم
 ما الداعی - وانا نحن الواشدون المرشدون - واذ ادعوا
 الی الله وسانن رسولہ - لو واز وسهم بتکبارا واتخذوا الله
 هُزءة ولهم یتخفرون - ولقولون ان المحدثین وشراف
 مکالمات الله وشراف رسالته لیس بشئی - ولوشئنا لجعلنا ادنی
 مریدینا بالغ هذا المقام - ولكننا من مثل هذا الا مورکارهون -

ترجمہ محرک میکنید - و باز نمی مانید - در آنکها شئ شمارا که در آن خطا میکنید
 و بر صواب نمی باشید - ممدرت باز شناختن سره را از اسره ندارید - و بجز
 ظن رو بدشناختن و غیبت آرید - بدعوی ولایت گردن می افرازید - و در
 مقابل با عارفان در می سازید - شرمسار و زرد رو نمی شوید و آن دعوی فیض
 و برکات دارید - من بیقین دانم که شما سگلی بیش نیستید و روح الله از شما
 نزدیک نشده -

و اگر زهره و توان دارید چادر میدان بر وزن می آرید - و اگر بر وزن کنید
 در چشم زدن آشکار شود که نصرت و ظفر هر کاب من در سوا می و نه بریت نصیب
 شامی شود - و من آمده ام که راست کلمه اسلام را بر افرازم و شما در من می آفرینید

ختم الله على قلوبهم فهم لا ينظرون الى الحق ولا يقصدونه
ولا يتبعون ويقترون الذي ارسل الله الى عباده ويقولون
قد انبأنا الله انك افركنا ب- ويصرون على قولهم وهم كذبون
ويقولون ان البركات كلها منوطه بالبيعته- وما لهذا الرجل
شرف ببيعته نعيم من المشايخ- وما بيعتهم الا كصفقة المغبون- وان
قولهم الا كذب تحت الصواعون- يا حسرتي عليهم- الا يعلمون
ان المسم ينزل من السماء بجميع علومه- ولا ياخذ شيئا من الارض
ما لهم لا يشعرون- الا يعلمون ان الذين يرسلون من لدنهم
لا يجتأون الى بيعته احد- وهم من ربهم يتعلمون- وكل علم
مشياخذون- به يبصرون وبه يسمعون وبه ينطقون- ليسكن

ترجمه و میخواهم درختان پرمیده اسلام را آبیاری کنم و شما بس می تنبیه
نمی بینید که اسلام غریب گردیده- و بر سرش رسیده آنچه نه گوشه شنیده و
نه چشم دیده- و نه گوینده گوینده- در شگفت ام که ازین حالتها نزل که شما
نمی گیرد و الهی نمی رسد- و غیرت و اشتغال آنچه جزا من شما نزنند- مرد خوانم
شمارا یا فحش میباشید- آگاه میباشید که فتنه عظیم شده و ما را یکپا عام
گردیده- و زمین آنچه در باطنش بدنون بود برون انداخته و خود را پر دخته
و بدعات بفضله گذارشته- و تعلیمات قرآن رخت از عالم برداشته- جان
به پستی گرائیده و مایل بدنیاشده و در زیر چادر گریه سرور کشیده- و در
سورخ خواستهای به فرو خزیده- و هر قوم راه حق گزاشته و راه کج را

فیهم رُوحُ اللہ - فہم بروحہ یتکلمون - وبہ ینصرون کُلَّ
 من سلم نظم فطرتہ - وبہ لفیضون - وبہ یطلعون علی الکونین العلم
 ولقیون حجۃ اللہ علی کل من حج بالحق والحق وحجودہ - ومن اللہ
 ینصرون - یودع اللہ صدورہم معارف القرآن - ولظہرہم
 علی لواذ و قایح الزمان - و یعطیہم شیئاً ما لا یعطی لغيرہم و ہم
 من غیرہم یمیزون - و یهب لہم ملکاً لا ینبغی لاحدٍ من عبد
 ہم و ہم بعنا یا تہ یخصمون - و اَللّٰی لکُم ہذا الفضل
 ایہا المترحون المکذبون - وان کان فی بعتکم و بیعتہ مشاکم
 اثر فارونی فیہا ہذا الاثر ایہا الکاذبون - وان کان فی محبتکم و
 محبتہم فیض فمالی لا اسالی ذالک الفیض انتم تثبتون - قد
 توجعتم کزیدہ - و اکون چہ باقی ماندہ کہ منتظران چشم در رایش دارند -
 و سن قسم بخدا شے عظیم کہ از نزدیک او آید ام باید از ما یندگان مرا بیا زانید
 من در پیش علما و مشایخ لعنت و برکت تقدیم میکنم ازین ہر دو برگزیدہ ہر چہ را
 اختیار فرمایند -

لعنت بر اسے آہناست کہ بہ گمان محض و از رجم بہ غیب تکفیر و تکذیب مرا سادہ
 بینامید - بے خبر از حقیقت ہستند - و در حضور من نمی آیند کہ نشان مرا ببینند -
 و از پئے بیماری سینہ از من شفا و مداوا طلب نمی کنند و بر قمار اہل تقوی عدم
 نمی ڈند کہ از شہادت رستگاری بایند - این ماور و دنیا و آخرت شقی و دوزخ
 اند و لعنت خدا بر ایشان کہ ہا چہل و نمن مدہشتنا بکاری سبقت بر کفر مسلمانان

هَلَكْتُمْ وَاهْلَكْتُمْ جَبَلًا كَثِيرًا أَيُّهَا الْمَفْتَرُونَ - مَا لَكُمْ مَا لَفَعَ النَّاسَ
بِعَيْتِكُمْ وَمَا أَنْتُمْ مِنْهُمْ مُتَعَفُونَ - وَمَا مَجْلِسُكُمْ إِلَّا طَلْقَةٌ مَلْفُتَةٌ
وَنَظَارَةٌ مَزْدَحْمَةٌ وَمَا لِقُرْءِ الْقُرْآنِ فِي مَجَالِسِكُمْ بِلَا شُعَارٍ
تَتْلَا عِبُونَ - وَالَّذِينَ يَبَايِعُوكُمْ مَا أَرَى فِيهِمْ حُبَّ اللَّهِ وَحُبَّ
رَسُولِهِ وَمَا أَرَاهُمْ مَتَنَاهِينَ مِنَ الْفَسَقِ وَالْمَعْصِيَةِ بِلَا لِمَعَا
لِيَسْمَعُونَ وَيَسَارِعُونَ - وَيَكُونُونَ مِنَ اللَّهِ إِلَى غَيْرِكُنْ
وَلِيَعْبُدُونَ الْقُبُورَ وَلِيَسْتَعْصِمُونَ بِغَيْرِ مَكِينٍ وَتَيَسَّكُونَ عَلَى حِفْظِ الدُّنْيَا
فَهُمْ مَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ - يَكْلِفُونَ بِهَا الْخَبَاءَ تَهْمًا وَيَكْبُونَ عَلَيْهَا
لِشْقَاؤِ تَهْمٍ وَهُمْ فِيهَا لَعِينُونَ - لَا يَعْلَمُونَ مِنَ الْقُرْآنِ حَقَّ تَبْقِيَةٍ
وَلَا يَقْرَءُونَ وَلَا يَتُودُونَ لِلْآخِرَةِ شَيْئًا وَلَمْ يَزَالُوا الدُّنْيَا هُمْ

ترجمہ کنند۔

و برکت بر آئے آہناست کہ گوش بکلام سن دارند۔ و نشاء سے مرا می بنید۔
و از گمان نیک کہ برابر ادران دارند قبول حق کنند و گردن نمی کشند۔ این ہا
نیک بخت و سعید اند و دنیا و آخرت و از خدا توفیق طلب حق یافتہ در صدد
حسب جوئے آن می باشند۔ ہمہ دار رفتار نمی کنند۔ بلکہ ہر شبہ کہ رو نماید
و دفع آزمای کو شد کہ ازان بابہ بر بند و باطل امر از کنند و پیوستہ ہوشیار
باشند۔ این طایفہ مرحومان است صلوة و رحمت خدا بر ایشان باد۔
اے مردمان اگر شک دارید از سن ہم رسید۔ و از تہ دل و گریہ و زاری
کشف این امر را از خدا خواہید البتہ شمار گشت و کار میسر آید۔ و ہم نشینی با مردمانے

یعاذن - یا ایہا الناس توہوا توہوا فان الایام قد کملت سیاحۃ اللہ
قد اقتربت - فطوبی لعین امعنت وراثت - وطوبی لاذن صنعت
وسمعت - وطوبی لقد مالی الحق نهضت وسارعت - وطوبی
لقوم هم یقبلون الحق ولا یعرفون ایہا المسلمون جعلکم اللہ
مسلمین اعلموا انی من اللہ وکنی باللہ شہیداً واعلموا انہ ینصرنی
و یویدنی ویعلمنی ویلہنی واعطانی من معارفہ لا یعلمہا احد
الا بتعلیمہ فما لکم لا تقبلون ولا تمحنون - ایہا الناس ادنوا
منی ولا تتحلوا وافتحوا عینکم ولا تقضوا - وادخلوا فی امان اللہ
ولا تبعدوا - ولطہروا عن المحقد والنشان ولا تلحقوا - وابدوا
الی التوبۃ ولا تستأخروا - ولا تفسطوا فی سوء الظن والتقوا

ترجمہ کنید کہ در بد سگالیہا فرورفتہ اندہ از پندار و خود بینی سہر حق خواہی و
حق طلبی ندارند۔

اسے مردمان نزول مسیح امرے بود در پردہ غیب نہفتہ - خدا نہان خود را
ہر طور کہ خواست پیدا کرو - نباید شما در غیب با من مجادلہ کنید و دانستہ بیرون
از حد بروید - و اگر گفتار مرا باور نہ دارید و در دعوی مرا راست نمی پندارید در قریہ
من بایئید و چندے در صحبت من مکث کنید - البتہ خدا نہان مرا بر شما آشکارو
درین اختلاف ہاے شما امرے فاصل اظہار کند۔

و اگر ذہرہ و جگر دارید بایئید نشان صدق مرا بہ بنید و نہائید - و بیاورنی خود
گرد آید ہمہ پیادہ و سوارہ و ہمہ مردہ ہاے بدعت تراش و زندہ ہاے گور پرست

و اجتنبوا و استعینوا بالصبر و الصلوة وجاهدوا - ولا تعجلوا الا
 لا تعجلوا - وادعوا الله متضرعين واطرحوا بین یدى ربکم واثبوا
 منذ حقیقتی و حقیقتہ امری بکل قلبکم و بکل لوجکم و بکل
 غریبتکم و بصدق همتکم یکشف الامر علیکم و تجاہلوا - ارفقوا
 ایها الناس ارفقوا - ولا تغلوا فی سبکم ولا تعدوا - و اتقوا
 انکار عجاائب الله الّتی اخفیّت من اعینکم ولا تتجأروا - و ارحموا
 علی انفسکم ولا تظلموا ایها المستعجلون - یا مشائخ المهند ان کنتم
 تحسبون انفسکم شیئاً فما لکم لا تبارر منی و لا تقاومون -
 و انی اراکم فی غلوائکم سادسین و سادسین ثوب الخیلاء و
 مجبین - و اهلکم المادحون المطرئون - تعالوا نزع الوب الحلیل

ترجمہ و ہرچہ زودتر دعائے پدہر من کنید - اگر غلبہ شمارا باشد بہر کار کہ خواہد
 گلوئے مرا بہرید - آگاہ باشید کہ خدا در پیے آنست کہ پردہ شمار در د و
 بدو کار بندہ خود باشد و دین خود را بر فرزند - و شما بدکاران را از پنج بر اندازد -
 او شکر و کفر و بدعت را برائے بندگان و دوست ندارد و لاجرم دشمنائی پیوستہ
 بہر تیر پاک بودہ اند - او با من است - و مرا بہر ستر نزول میج کہ بہر شما پنهان
 مانده مطلع ساختہ - این ابتلائے است از خدا ہرچہ را خواہد پوشید و آنچه را خواہد
 پدید آرد - ہمین طور عادتش در اخبار غیب استمراد میداشتہ - انوس بر انہائے
 کہ در بارہ نہا نیہائے خداستیز و آوینہ میکنند کہ گوئی اطلاع و احاطہ بر آن دارند
 و نمی ترسند -

وَنَتَقَامِي الْقَالَ وَالْقِيلَ - وَنُطْلَبُ مِنَ اللَّهِ الْبَرْهَانَ وَالْأَدِلَّةَ
وَنُشَلُّ اللَّهُ أَنْ يَفْتَحَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ لِيَتَبَيَّنَ الْحَقُّ وَيَهْلِكَ الْهَالِكُونَ
وَأَنِّي وَاللَّهِ أَتَيِّقُنْ فَيْكُمْ أَتُكْمُ الْغَالِبُ وَتَسَادُّونَ - وَنُثَبِّتُ
وَلَتُسَنَسِرُونَ - وَكَذَلِكَ كُنْتُمْ فِي أَمْرِي تَطْنُونَ - فَتَعَالُوا لِنَجْعَلَ اللَّهُ
حُكْمًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ لِيُكْرِمَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ وَيُخْشِرَ الْبَاطِلُونَ - فَإِنْ كَانَ
كُلُّكُمْ نَصِيبٌ مِّنْ نِّعْمَتِي الَّتِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَبَارِزُوا عَلَيَّ ذُنُوبَكُمْ وَاجْعَلُوا
تَلْقَائِي وَابْتَدُوا وَلَا تَعْمَلُونَ - وَوَاللَّهُ مَا أَرَىٰ فَيْكُمْ لَفْسًا مِّنَ
الصَّلَاحِ - إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي اللَّمَّةِ السَّوْدَاءِ وَارْكَمُ
أَنْتُمْ أَفْضَلْتُمْ عِبَادَ اللَّهِ وَعَقَرْتُمْ نَائِقَةَ الْإِسْلَامِ وَتَحْقِرُونَ - وَتَدَّ
أَرْسَلَنِي رَبِّي لِأَعْرِضَكُمْ طَرَفًا تَسْلُكُونَهَا - وَاعْمَالًا تَعْمَلُونَهَا - وَخِلَافًا

توضیح اے مردمان و مآخت را از ثمر می شناسید - مرا نیز از ثمرین بشناسید -
این جنگ چراست - زبان اراکفار و دست را از افرار باز دارید و خوف خدا را در
پیش چشم داشتہ از وی بخواهید کہ این را از سر بستہ بر شما منکشف شود - سبک
تدبیرے کہ صلاح شما در آن است بر شما عرض میدہم باین معنی کہ ہر یکے از شما
مجاہدہ کند و از خداوند عز و سہ رویائے و خوابے مسکلت نماید کہ کاشف حال
باشد یا الہامے بخواند کہ قابل استدلال بود - و خدا ہر شے قادر است اگر بہرہ
دل از وی سوال کنید شمار از میان کار باز نہ گرداند - و بحجت این معنی آخر شب
بر خیزید و وضو کنید و رکعاتے چند بگزارید و خیلے تفرع و تفرع انگہار بدارید - و صلوة
و سلام بر نبی کریم بفرستید - سپس استغفار تکرار کنید و استغفار نماید و باین پنج

تتهذبون بها - فاجيبوني القبول دعوتی اوتردون - ما لكم لا
تسظرون الى الاسلام ومصائبها - والى آفات جديده وغرائبها -
ولا تراسون ايها الغافلون - هذا وقت جمع ضلالتكم لنفوس - وسلالتكم
مخوفته - واتى الزمان بجائبات وعلوم اطرفه - يعرف فيها علاما الوفاق
كامرأة مطروقه - يقبلها الاخذاث ويستلمون - ايها الناس جبتمكم في وقت
كادت الشمس تغرب فيه وتجب - وضياء الاسلام ليتروى تحتجب
فما لكم لا ترون الاوقات وما تقبلون - النور الذي نزل في وقت
وفي انباء الرسول تشكون - ما لكم من جهد ثم وناقتكم تعدت
وارلقت باذنيها ولفنكم لغبت - سقطت على ساقيها وما
بقى لكم حيس ولا حر كنه ولا انتم تتنفسون - انتم تائمون او

ترجمہ چہل روزہ اور مت کیند و طول نشوید - نزدیک است کہ از ظلم
امرے دوست آرید کہ شمارا راہ سبق و از شبہات رستگاری بخشہ مثل آنچه
صالحان رستگاری شدہ اند - حیرانم کہ چرا شیوہ نیکوکاران و طریق
پرہیزگاران اختیار نمی کیند بلکہ دوست دارید از چہل تفسیق و کفر برادران
کیند و نزدیک خدا سزاواراخذ و حساب شوید - تکفیر الامرے آسان
پندارید ؟ نزد خدا امرے گران و بزرگ است !!! از خدا نمی ترسید
و نمی اندیشید ہم توبہ کیند توبہ کیند پیش از آنکہ بر روی شما در توبہ را
بند نمایند !

اے مردمان از مجالس این متصوفیان اجتناب کیند کہ مسکونید ما

وصیتون - ما لکم لا تسمعون ولا تجیبون - اتحبون الحیات
 الدنیا ولا تذکرون موت آباءکم ولا تخافون - یا حسرة
 علی شغوفکم فی الدین وتشوفکم أجسامکم بالتسمین -
 وخلقکم من مواساة الاسلام والعلم والیقین ومما تدعون
 الا ترون ریجا مطوحتة عن طرق الصواب - وفتنا مبرحتة
 لا ولی الالباب - الا ترون رأس المائدة التي کنتم تنظرونها -
 الا ترون اظلال الظلام - واتقوا حیش الیام - فلم لا تستیقظون
 الا ترون ان الاسلام صار کالیتیم المزعود - وهم المسلمین
 کالنفوس المجهود - وخوف الله کالمتاع المفقود - وعلم القرآن
 کالبحی الموءود - تروند ثم تتجاهلون - ایها الناس امتحضوا لفرعکم
توجه چشتی ہستیم و ما قادر ہی ہستیم - در صورت ظاہری بزرگ میش سکین
 و انمائید و در سیرت و سریرت ہیچو گرگ درندہ میباشند - ہمہ شیفنگی و
 میدان انہا بسرود و لغہا است و از اتباع سنت آن گجاندہ نبی اعراض می
 ورزند و بسیار سے از انہا فاسق ہستند - ہمگی توجہ و التفات بہ لولیان نازک
 اندام دارند - و شریعت روشن و پاکیزہ را پس پشت گزارند - از قید شریعت
 آزاد و ہوا و ہوس را منقاد میباشند - علمے از معارف قرآن و مسے بہ دقائق
 فرقان ندارند - و خود را فائز بہ غنائف مطالب پندارند - و چون انہا را بگویند کہ
 داعی خدا را البیک بگوئید - میگویند خود مان را شد و مرشد ہستیم - و ہر گاہ انہا را بگوئید
 خدا و سنت رسول و سے بخوانند - گردن از کبر ہدی افرارند و بر نذیران خداوند

فی الافکاس۔ و دیانتکم فی الانظار۔ ولا تحیدوا من المہار۔
 ولا تردوا نعمت اللہ الی جاءت فی وقتها ولا تولوا وانتم
 معرضون۔ وان تسمعوا قولی وتلتفتوا الی مواظبی والی الوصایا
 الی انما موصیکم الیوم فاللہ یرضی عنکم و یشکرکم و یکثرکم
 و ینزل بركاتہ علیکم و یجعل بركاتہ فی اولادکم و ذریاتکم و
 نسل و علم و تجاراکم و عماراکم و اماراکم و یحییکم حیواتہ طیبہ
 فتدخلون فی امان اللہ و تحت ظلہ تعیشون۔ وان لم تنتھوا
 من شر و دکم و لم تفعوا حکم اللہ علی انفسکم فتؤخذون
 بذنوبکم و تا کلکم نار عیوبکم و یجعلکم اللہ قصصا للآخرین و
 عبرۃ للناس من و دیکم و ینزعکم فتنقی طلوکم و انتم تفتنون

ترجمہ خندہ می زند۔ و میگویند محمد شیت و شرف مکالمات الہیہ و شرف رسالت
 چیزے نیست۔ و اگر بخوابیم کمترین مریدان را باین مقام میتوانیم رسانیم۔ اما از
 پیچہ امور کراست میداریم۔ خدا تعالی بر دل ایشان مہر زدہ کہ نظر بحق و قصد و شناخت
 آن نکنند۔ و بدیدہ حقارت بان کس می نگزند کہ حق تعالی اورا بسوئے بندگان خود
 فرستادہ۔ و میگویند خدا مارا آگاہی دادہ کہ او کافر و کذاب است۔ و اصرار
 بر این قول دارند و تکذیب میکنند۔ و میگویند سہمہ برکتها منوط بہ بیعت است و این
 کس شرف بیعت شیخ از مشایخ ندارد۔ و حقیقت این است کہ بیعت اہل پیش از
 از صنفہ زیان کار نمی باشد۔ بلکہ آن دروغ بے فروغی است کہ و غل سازان
 تبلیغ گر آنرا تراشیدہ۔ و اسے حسرتا بر انہا ندانند کہ مسیح از آسمان با سہمہ علوم

وَيَجْرِدُ اللَّهُ وِرَاعَكُمْ سَيْفَهُ وَيَسْلُطُ عَلَيْكُمْ مِنْ يَوْذِكُمْ وَيَقْرِبُ
 عَلَيْكُمْ الذِّلَّةَ وَمِنْ كُلِّ مَقَامٍ تُطْرَدُونَ - إِنَّ اللَّهَ يَرِيدُ أَنْ
 يُؤَيِّدَ بَيْنَهُ وَيَنْصُرَ عَبْدَهُ - أَفَهَذَا إِسْلَامُكُمْ أَنْكُمْ عَلَى خِلَانِهِ
 وَاقْفُونَ - أَسْتَطِيعُونَ أَنْ عَاجِ شَجَرَةً غَرَسَهَا الرَّبُّ الْكَرِيمُ
 أَمْ بِاللَّهِ تَحَارِبُونَ - رَبِّ مَا أَرَعَبَ أَقْدَامَكَ إِذْ أَنْزَلْتَ لِنَصْرَةِ
 قَوْمٍ فَهُمْ بِالْغَابِلِينَ - رَبِّ مَا أَقْطَعَ حَسَامَكَ إِذْ أَجْرَجْتَهُ
 عَلَى حَرْبٍ فَهُمْ بِالْمَقْطُوعِينَ - إِنَّ اللَّهَ تَجَلَّى بِالْبَشَرِ - جَدِيدَةٌ
 نَفْسُ مَوْلَاهُ إِلَيْهَا الْغَابِلُونَ - وَإِنْ تَعَاظَمْتُمْ وَعَرَضْتُمْ نَسُوتَ
 تَذَكَّرُونَ وَتَتَذَكَّرُونَ - انْظُرُوا إِلَى آتِوَاهُمْ تَبْلِكُمْ عَصَا اللَّهِ
 فَضْرَ بِهِمْ عَلَى سَيِّئِهِمْ وَآخُذْهُمْ بِالْبِاسِ وَالضَّرَاءِ وَابَادْهُمْ

ترجمہ فرود آید و از زمین و زمینیان چیرے اخذ نہ کند؟ -

چہ شد کہ شعور ندارند - ندانند کہ فرستادگان پروردگار را محتاج بہ بعثت
 کہے ندارند و ہمہ علوم از رب خود تعلیم می کنند - از و میگیرند و باومی بینند و
 باومی شنوند و از او باو میگویند - روح اللہ در ایشان سکنی دارد و با روح
 او تخلم می کنند - و بہمان روح ہر صاحب فطرت سلیم را نودانی میفرمایند و بان
 افادہ می نمایند - و بان اطلاع بہ گنجہائے علم دارند - و بان حجت خداوندی
 اقامت میکنند بر شخصی کہ بجا حجت بانکار حق دارد و ازان سر باززند - و از خدا تعالی
 بانیشان نصرت میرسد - خدا تعالی در سینیہ ایشان معارف قرآن و ودیعت می
 سازد - و ایشان را از آسائے دین از نوا در وقایع زمان می نوازد - و بانیشان

بالافات والنوع البلاء وما انتم خير منهم وما ضعف الله
وما لغب وما استكان فما لكم لا تتقون جلال الله ولا تترعدون
وما قلنا فيكم الا شئيا قليلا وسد لنا على كثير من مخازيكم
وآثرنا التواضع على الملام لعلمكم تشكرون في انفسكم وتقولون

الى مشايخ العرب وصلوا عليهم

السلام عليكم ايها الاقبياء الاصفياء من العرب العرباء

السلام عليكم يا اهل ارض النبوة وحيران بيت الله العظمى

توجه چیزے منی بخشہ کہ بدگیرے نہ پد۔ و او شان از دیگران میسر می باشند۔ و
باو شان ملکہ کرامت میفرماید۔ کہ بغیر ایشان نہ پد و او شان بعبادتش مخصوص
می باشند۔ این فضل اے متمدان کذب شمارا میسر است ؟۔ و اگر در صحبت
شما و پیران شما غریب است اے کافران آن اثر را بنہائید۔ و اگر در صحبت
شما و صحبت اہل فیضیہ میباشد از چہ آن فیض آنکار نیست۔ بیتوانید اثبات
آنرا کنید۔ ؟۔ اے مفتریان ہلاک شدید و خلقے کثیر را با خود ہلاک کردید۔
نہ خود را بہیت نفع برداشتید و نہ بدگیران رسانیدید۔ در مجالس شما انہوہ
زیادہ و زحام عام میباشد۔ وے این چہ مانہ ناز است۔ زیر آنکہ از درس و تلاوت
قرآن نشانے دوران نمی باشد۔ بلے اشعار و ہزلہا است کہ بآن تراعب و از آن

انتم خیر اُمم الاسلام و خیر حزب الله الاعلیٰ - ماکان لقوم
 ان یبلغ شاکم قد زدتم شرنا و مجدنا و منزلنا - و کفی لکم فخراً
 ان الله افتم و حیه من آدم و ختم علی نبی کان منکم و من
 ارضکم و طناً و ما دئی و مولدا - و ما داراکم من ذالک النبی
 محمد بن المصطفیٰ سید الاصفیاء و فخر الانبیاء و خاتم الرسل
 و امام المرسلین - قد ثبت احسانه علی کل من و تب علی رجلائه و
 مشی - و قد ادرك و حیة کل فائت من روم و معان و یکان
 علی - و احیاء یدینہ کل کان مینا من معارف الحق و سنن الهدی -
 اللهم فصل و سلم و بارک علیہ لجد دکل ما فی الارض من القطر
 و الذرات و الاحیاء و الاموات و لجد دکل ما فی السموات و لجد

ترجمہ تواجد و سیدہ - و انہائے کہ معیت لہا میکنند اثر کے از حزب خدا و
 رسول کریم کے درول ایشان نمی باشد - و ہرگز از معلیٰ و فسق و فجور دست
 باز نمی دارند بکہ بے باکانہ دران راہ تگاپومی نمایند - خدا را می گذارند و بکیہ پیہ
 او میکنند - و تہور را می پرستند و از بکیان و بے دست و پایان عصمت و
 یوری سبوحید - بر مردار و دنیا سرفرو دارند و شکم را از ان پر میکنند - از غایت
 حسق و شقاوت دل بآن بستہ اند و دران بے راہ رویہا را و امید دارند - و حقہ
 از قرآن را فہم نکنند و آنرا نمی خوانند - بجهت آخرت زاد بر نمی گیرند و بہمہ جدو
 جہد بہ تحصیل دنیا بجای آرند -

اے مردمان توبہ کنید - توبہ کنید ہر کہ روز با آخر رسیدہ - و ساعت

کل ما ظہر واختفی - وبلغنا سلامًا میلاد ارجاء السماء - طوبی
 لقوم یحلم ینر محمد علی رقبته - وطوبی لقلب افضی الیه وخالطه فی
 حبہ فنی - یا سکن ارض اوطأ تہ قدم المصطفیٰ - رحمکم اللہ وفی عنکم
 وارضی - ان ظنی فیکم جلیل - وفی روحی للقاء کم غلیل یا عباد اللہ
 والی احسن الی عیان بلادکم وبرکات سوادکم لازور موطنی
 اقدام خیر الوری - واجعل کل عینی تلك الثری - ولا ترو
 صلاحها وصلی ائہا - ومعالها وعلما ئہا وتقر عینی برویتہ اولیاءها
 ومشاهدہا الکبری - ناسئل اللہ تعالیٰ ان یرزقنی مرویتہ شرکم
 ولیسر لی مبراکم بعنا یتہ العظمیٰ یا اخوان الی احبکم واحب بلادکم
 واحب رمل طر حکم و احجاسککم واثركم علی کل ما فی الدنیا -
ترجمہ خداوندی قریب آمدہ - زہے دیدہ کہ ہامان نگاہ کند - ونجہ گشتہ
 کہ اصغار واستماع نماید وحبذا قدرے کہ بسوئے خدا از پانیزد - وفرخا گروہے کہ
 قبول حق کنند و سرانجام نہ جنبانند -

بدانید اسے مسلمانان! خدا شمارا مسلم گم نہ کہ من از طرف خدا تعالیٰ شانہ
 آمدہ ام و خدا شاہد من بس است و بدانید کہ او نصرت و تائید مرا میکند و تعلیم
 والہام مرا می فرماید - و مرا معارف با عطا فرمودہ کہ جز بہ تعلیمش کسے آمرانہ دانہ
 چرا استخر بہ و قبول نمی کنید؟ ہاں نزدیک بہن ہیائید و بر نہ گردید - و دیدہ باز
 کشائید و در امان خدا در آئید و از من دوری مجوسید - و از لوث کینہ و عداوت
 پاک بشوید - و زود سیل توبہ آرید و در گنگ نکنید - از افراط در ظن بد اجتنباب

یا کباد العجب قد خصکم اللہ ببرکاتٍ اثیرۃ - و ہر یا کثیرۃ - و
 مرحمہ الکبریٰ - فیکم بہت اللہ الی یورک بہا اُم القریٰ - وفیکم
 مروضۃ النبی المبارک الذی اشاع التوحید - فی اقطار العالم
 و اظہر جلال اللہ و جلّی - و کان منکم قوم نصر و اللہ و مرسلہ
 بکل القلب و بکل الروح و بکل النہی و بذلوا اموالہم و انفسہم
 لا شاعہ دین اللہ و کتابہ الاذکی - فانتم المخصوصون بکمال الفضائل
 و من لم یکر مکم فقد جاورا اعتدی - یا اخوان انی اکتب لیکم
 مکتوبی ہذا بکبد مرصوفۃ و دموع مفضوضۃ - فاسمحووا قلی
 جزاکم - اللہ خیر الجزاء -

اللی امرک ربّانی اللہ بحمیدہ من عندہ و النعم علی بالاعمال تامہ

توجہ بروزید - و بہ صبر و صلوة استغانت بجومید و مجاہدہ بکیند - ز نہا
 نہ نہا رشتاب کاری را و امرارید - و بہ تضرع از خدا و خواہید و مردہ و از خود را
 بر آستانہ اش بیگنید - و از دے با خلاص دل و صدق عزم و توجہ تام
 کشف حقیقت مراد امر را سئلت بناسید - و از کرم ہر شما این سر بہ شکیبار خواہ
 کشود - اسے مردمان رفیق پیشہ گیرید - و درستب و شتم غلو مکنید - و او ستم
 پسندی و جبارت انکار عجاہبہائے خدا تعالی کہ از نظر شما پوشیدہ است
 روا مدارید - و رحم بر جان خود باہیاورید - بان اسے شتاب کاران ظلم بہ
 خود پسندید -

اسے مشایخ بند اگر بہ نفوس خود گمان چیزے میدارید چرا بجهت مقابلہ

وما التني من شيءٍ وجعلني من المكملين الملهمين وعلمني من لدنه
 علياً - وهداني مسالك مرضاته وسلك ثقافته وكشف علي أسرار
 العليا - فطوراً أيدني بالمكالمات التي لا غبار عليها ولا شبهة
 فيها ولا خفاء - وتارة تفرني بنور الكشوف التي تشبه النجى -
 ومن اعظم المنن أن جعلني لهذا العصر ولهذا الزمان

أما ما وخليفته ولعنتني على رأس هذه المائتة مجدداً - لخرج
 الناس الى النور من الدجى - وانقلهم من طرق النقي والفساد
 الى صراط التقوى - واعطاني ما لشيء النفوس ينفي اللبس المحسوس
 ويكشف عن الخلق الغمى - الله وحيد هذا الفصل سيرة في مشكلات
 ومخنوقات من معضلات وهاكأ تحت بدعات وسننات وظلمات

ترجمہ باسن بیرون نمی آید - می بتیم از جوش و غلیان خیر گیاه می کنید - و لباس
 عجب و شوخوت در بر سیدارید و مادحان سبالغ کننده شمارا پاک گردانیده - بپایید
 بحضور رب جلیل دست دعا برافرازیم و این به تمیل و قال بگزایم - و از وسع
 و لیل و برهانه سخاوتیم و از وسع سخاوتیم که او در میان ما فیصله بفرماید - و حق
 عیان گردد - و هکذا پاک شوند - بخدا سے عز و جل من بہ یقین میدانم کہ شما
 رو با بہ ستید و خود را شیر و امی نمائید - و اگر گس بہ تید و برنگ سحر طایر
 جلوه میکنید - و بچنین در باره من گمان میدارید - اکنون بپایید خداوند عز و
 جل و در عالم خود حکم گردانیم کہ او اکرام صادقان و امانت کا ذیوان کند - اگر این
 نعمت ہ کہ خداوند تعالی مرا انعام فرمودہ بہرہ دارید - بپایید بہت مبارزت

فأمر أن ينجي أهله من تلك الآفات والنوع البلاء - وأند رأى
فساد قسيسين وفلاسفة النصارى قد بلغ من العمارات إلى الفلوات^ت
ومن الدنيا إلى عمل السيئات ومن سطع الارضين إلى الجبال الشاهق
وسرى اليهم عتواً كبيراً وبلخوا امرهم في غلوهم إلى الانتها -
ورأى الرب المجيد انه ابتلى كثير من اخلق بدقائق فتنهم ولطائف ذكائهم
وغرائب دهايتهم وسحر علومهم وطمس فنونهم وخذلعتهم اعطى -
ورأى انهم ينفبون دين الناس وایمانهم ويسحرون قلوب الناس
والبصائرهم واذانهم - ويفلون المعالم والمجاهل لاضلال الوری
ویؤن بسحرهم الظلمة كالسنا - وخرج بتركيا منهم قوم من الهنود لیؤمن
الفسهم اربا - ويقولون لا تؤمن بكتاب الابویدنا - الذي أنزل

ترجمہ باسن در میدان ظاهر بشوید - و ہرگز مرا مہلت مدید - قسم بخدا سن
صالحی در میان شما نمی بنیم مگر مانند موسے سپیدے در سوہاے انہو سیاہ -
ومی بنیم کہ ہندوگان خدا را گمراہ کر دید و ناتوا سلام را قطع و عقر نمودید - خدایتعا
مرا فرستادہ کہ شمارا بشناسم آن را کہ رفتار بآن کنید - و کردار ہا کہ بگزینید
و اخلاقیہا کہ بدان متخلق بشوید - بگوئید مرا قبول میفرمائید یا دست روہن می
زنید - چرا خدا را در اسلام و مصائب آن و آفات جدیدہ اش نگاہ و مواسا
ت بآن نمی کنید - این وقتے است کہ ہرگونہ پرخطر گر بہیہا و ذہرہ گردانڈا فتہا جمع آوردہ
و شکر گرفتند ہا و عجیب دانشہا در کاکہ کردہ - و قاحت و بے شرمی در این
زمان ناشی شدہ مانند زن مطر و قد کہ مرکب و مقبول نوجوانان

فی ابتداء الدنیا۔ وما فی۔ ویدھم الا تعلیم عبادۃ الشمس
والقمر والنجوم والنار والماء والهواء۔ وان كانت نساء هم
لم یلدن لھم ابناءً فیا مرھم ویدھم ان یوذنا ازواجھم
لا رکتاجنا۔ ویدرؤالا نفسھم ولا ھن هذا الطريق وداو مو النجا
تھم
على هذا العمل ابدًا۔ ولسی هذا العمل بلسا لھم بیدوگ و
یحسبونہ عملاً مقدساً۔ فھذا نشر لھنھم واحكام کتابھم ومع
ذاک یعزلون قومھم ان لیسلموا ویسبون خیر البریۃ شرًا
وخبثا۔ ویضرون على السب والشتم والتهوين ویولفون فی
سرد الاسلام کتابا۔ وما ردھم الا مجموعۃ الافتراف۔ وھذا المسما
سکھا قد حدثت من قسیین وزلزلت الارض زلزالاً سفیداً

توجہ میا شد۔ اے مردمان سن در زمانے آمدہ ام کہ آفتاب اسلام
قریب لغروب دروشنیش محبوب شدہ۔ چنانچہ بر زمانہ نئی کینہ و نوزے را
کہ در وقت غروب ظاہر شدہ قبول نمی دارید۔ یاد را خبر رسول (علیہ الصلوۃ والسلام)
شک می آرید؟۔ پیش از آنکہ شما را کہ مانند سنگ گردیدید۔ اکثر شما از پائنتہ
و نعل شما کوفتہ و خستہ شدہ۔ و حرکتی و تنفسی در بدن شما محسوس نمی شود۔ در خواب
رفتہ اید یا مروتہ بستید؟۔ چنانچہ می شنوید و پاسخ نمی گزاردید۔ حیات دنیا را دوست
میدارید و موت پدران را بخاطر نمی آرید۔ اے واسے بر شما کہ دین شما غرور و افرا
است و جسم شما آراستہ و فریبہ۔ از غفلت ساری اسلام غافل و از علم و یقین غافل
ہستید۔ این نعمتہ نمی بینید؟ و این باد صحر را بنگاہ نمی آرید؟ کہ خلق از دانشندان

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَخَيْرٌ مُّذَكِّرًا - وَمِنْ آيَاتِهِ الْمُبَارَكَةُ الْعَظِيمَةُ -
 انه اذا وجد فساد المتنصرين وراهم انهم يصدون عن الدين صُدُّوا
 وراى انهم يوذون رسول الله ويحتقرونه ويطرون ابن مريم
 اطراة الكبر انما نشد غضبه غيرته من عنده وناذاني وقال اني جامعك
 عيسى ابن مريم وكان الله على كل شيء مُّقْتَدِرًا - فَاَنَا غِيَاةُ اللّٰهِ
 الَّتِي نَارَتْ فِي وَقْتِهَا - لَكِي يَعْلَمَ الَّذِينَ غَلَوُا فِي عَيْسَى اِنْ عَيْسَى مَا تَقَرَّدَ
 كَقَرَّدِ اللّٰهِ وَاِنْ اللّٰهُ تَادِرُ عَلَيَّ اَنْ يَجْعَلَ عَيْسَى اَحَدًا مِنْ اُمَّةٍ نَّبِيَّةٍ وَكَانَ
 هَذَا اَوْعَدًا مَفْعُولًا - يَا اِخْوَانُ هَذَا هُوَ الْاَمْرُ الَّذِي اخْفَاَهُ اللّٰهُ مِنْ عَيْنِ
 الْقُرُونِ الْاُولَى - وَحَلِي تَفَاصِيلُهُ فِي وَقْتِنَا هَذَا اِنْ خِفَى مَا يَشَاءُ
 وَيُبْدِي وَقَدْ خَلَّتْ مَثَلُهُ فِي مَضَى - وَفِي اخْتِيَارِ هَذَا الطُّورِ الْاَخْتِيَارِ -

ترجمہ را از جبار بوده و از راه صواب بدون انداخته - نگاه نمی کنند بر سر
 این صد که چشم در راه آن بوده آید ؟ - نمی بینید ظلمت سایه گسترده و لشکر
 فرومایگان فراهم آمده ؟ چرا بیدار نمی شوید ؟ اسلام صورت یتیمی بیم زده پیدا
 کرده - و بہت مسلمانان چون شتر لاغر و بربستی نہادہ - و خوف خدا مانند شتر
 مفقود گردیدہ - و علم قرآن مثل زندہ در گور شدہ - این ہا سہمہ بینید و تجاہل
 میکنید ! - اسے مردمان از خرم و دیانت اندیشہ فرمائید و از رحمت خداوندی
 امتراز مجوئید - و آن نفس را پس پشت بیندازید کہ بوقت خود ظهور آوردہ -
 ز بہار اعراض از ان نہمائید - و اگر گفتار مرا شنو او وصیت مائے مرا کہ امر و
 میکنم پذیرا شوید اللہ تعالی از شماراضی شود و شمارا شمر و کثیر گرداند - و بر کائنات

مصلحتان عظیمتان را لهذا الله لعباده انب و اولی - اما الاولی
 فی ان هذ النباء کان من انباء غیبیه و کان زمان ظهوره بعداً
 جداً - و کان الله یعلم ان لا یظهره الا بعد انقضاء ازمنته طولیه
 و عصور مدیدته و ارتحال کثیر من الامم من هذه الدنیا - و
 کان یعلم ان لا فائده للاولین فی تصریح هذ النباء المجل و
 تفاصیل العظمی - و کان یعلم انهم میوتون کلهم قبل ظهور خاتم
 النبء و ما یجد یهم تفاصیل لغوا - فادان لعیطیههم ثواب الایمان
 لبعض ما فات منهم و یهب لهم لجد ایمانهم اجر احسن -
 فترك تفصیل هذ النباء فی وحید و اختار جملاً لطیفاً مبهماً
 کاملعی - و جعل هذ الاجمال متحلیاً بالاستعارات و مصبوغاً

ترجمه بر شما فرود آورد - و در اولاد و ذریات و زروع و تجارت و عمارت
 و امارات شما افزونی بخشد - و زندگی پاکیزه بشما مرحمت فرماید - چنانچه در
 امان خدا داخل شوید - و در تحت ظل و سایه زندگی بسر کنید - و اگر از شر باز
 نیامدید و احکام خدا را مطیع نشدید - بپاداش گناهان گرفتار شوید و در آتش
 عیوب خود سوخته گردید - و خدا شما را برای پسینیان داستان و بهجت بنیدگان
 عبرت سازد - و شما را بر آگنده کند و از پنج بر کند چنانچه آثار شما باقیماند و شما
 فانی شوید - و او شیخ بر سر شما آهیزد و ایثارسانی را بر شما تسلط گرداند - و
 دولت و خوری بر سر شما فرود آورد - و از هر مقام مطرود و مردود شوید - لابد
 از این که اکنون خدا دین خود را تا نمید و بنده خود را نصرت و تجید بخشد -

من المجازات والكنایات والبعد من الافهام والدرایات والقیاسات
 لیلوهم ایلهم یتبع اهل - فآمنوا فرضی الله عنهم وجزاهم
 خیر الجزاء - لانهم احسنوا الظن فی الله ورسوله وآمنوا بما لم یجروا
 حقیقته ولم یدرکوا ما هیتة اصلا - واما الثانية فانه اذا جعل سه
 لیتبلی الاخرین کما تبلی الاولین لیخفف لهم ذنوبهم ویهتئ لهم عند
 ایمانهم شد ۱ - وکانوا یعملون السیئات من قبل واضاعوا فیها
 قرونا وحقبا - وغلبت علیهم الشهوات حتی لم یملکوا انفسهم وحصلوا
 زمر وعها فی الاهواء وشابها صعیداً ۲ - فاطهر الله ذاک النبی
 المحجل المستور خلاف زعمهم لیتبلیهم بدم شد او علما وقهما - و
 لیعطى المومنین کفلا من رحمته ویجعل لهم لوزاعة سببا - و

توجه همین است اهل شام و شما بر خلاف آن وقوف و قیام دارید چه میتوانید از پنج
 برکنید درختی را که رب کریم آنرا بدست خود نشانده ؟ - با خدا آماد و پیکار و کارزار
 شده اید ؟ - اے رب من آیدنت چه قدر با بیت است چون بهجت نصرت تو
 نزول میفرمائی البته غالب می شوند - اے رب من حساب و باز پرس توجیه قطعی و
 سریع است چون برگردی غضب خود می آری البته مقطوع میگردد - خداوند
 عز اسم بلسا سبک جدیده جلوه آرا شده - اے غافلان هر اے او بر فیضید - و اگر تغافل
 و اعراض و زیدید زود باشد که گفتار مرا بیاورید و پشیمانیها خورید - بختی کنید
 بحال تو که قبل از شماراه عصیان رفتند - خدا (تعالی شانه) بر سیمای آنها ضربت
 رسانید - و با بسا و صررا آنها را سخت گرفت و با انواع عقوبت و بلا آنها را ملاک و نوبت

كان هذا كله ابتلاءاً من عند الله ليميز المومنين المخلصين من غير
 هم ويتوب عليهم فضلاً ورحماً- وليخزي عقول الذين استكبروا
 في أنفسهم واتخذوا عبد الله وتبليغه سخرية وهزوا- وكذا لك
 امر الله اذا شاء ابتلاءاً تو م مذهب فرما يلبس عليهم نبأً
 موعوداً وقلب عقولهم وافهامهم فلا يفهمون سر وعد الله
 ولا موعدها- لينذيقهم سوء ما عملوا من قبل ويجعلهم من الذين
 عادوا عبداً صادقاً وزادوا حيفاً وشططاً- فينكروا ويل النبأ في
 اعينهم فيحسبون شيئاً فرأيا مختلفاً- وما يخلقون الى حيث يخلق
 ذو النهي- ولا يرون الا اشارات الموطوءة في ذاك النبأ الا خفي
 ولا يخافون قلته الله التي تصيب المجرمين خاصته ويجادلون

ترجمہ شما از انہا بہتر نمی باشید- و خدا (تعالی شانہ) ضعیف و کوفتہ و خستہ نشود
 پس چرا از جلال خدا نمی ترسید و بر خود نمی لرزید؟- و بنور این قدرے قلیل است
 آنچه ما در بارہ شما بیان ساختیم- و بر بسا سے از عیوب و قباحتہائے شما پر وہ اندیشیم
 و افغان را بر ملاست ایشاں فرمودیم تا در دل خود تا شکر و توبہ پیش گیرید-

بنام مشائخ و صلحائے عرب

السلام علیکم اے اقیائے برگزیدہ با از عرب عرباء- السلام علیکم اے
 ساکنان زمین نبوت و مہایگان خانہ بزرگ خداوند جل و علا- شما بہترین اہل

کالا علی - احب الناس ان یترکوا ان یقولوا آما و هم لا یفتنون
 نبوح من الابتلاء - وقد خلت سنن الله فی مثل ذالک و فیها
 عبرة لكل قلب یخاف و یحشی - فاعتبروا یا اولی الابصار واسئلوا
 اهل الذکر ان کان الامر علیکم مشتبه - اعجبتم ان اتکم سننہ
 الاولین قبل - اعجبتم ان ارسل الله الیکم حکما کاشفا لیس
 هذا النبأ نفذا الحکم عن وجه النبأ ستر - اهذا فی اعینکم
 امر منکر و نسیت ما قیل لکم ان المسمی یا قی الیکم حکما عدلا -
 فما لکم لا تقبلون قول حکمکم اتنسون ما قال النبی و اوصا -
 و ان تحسبون انکم علی مدق و حق فلو لا تا لون علیه بنظیر
 من قبل - وقد قال الله ان لسننہ لظائر فی الامم الاولی - **التحریر**

ترجمہ اے اسلام و گروہ برگزیدہ خدا سے بزرگ ہستید - پہنچ تو مے نشان
 شمارسد - شمار بزرگی و منفردت از ہم افزون میباشید - و این نذر شمار اہل بیت
 کہ خدا تعالی شانہ آغا ز وحی از او عم کرد و ختم آن پر نبی نمود کہ مولد و منشاء و
 ماوا سے او ارض مقدسہ شمارست - آن بنی کدام است - محمد مصطفی سید اصفیا
 و غزانبیاء و خاتم رسل و امام و راد است - منتش برگردن ہمہ سیاه و سپید
 انسان و دو اب ثابت است - وحی او آن رموز و معانی و کلمات بلند را کہنا پدید
 و فرست شدہ بود باز یافت فرمود - و دین او معارف حق و سنن ہدایت را کہ مراد
 بود از نوزندہ نمود - اے خدا صلوة و سلام ہر دسے بر سان بشمار آئینچہ در زمین
 از قطرات و ذرات و زندہ ہا و مردہ ہا و بشمار ہمہ آئینچہ در آسمانہاست و بشمار

دبشرا رفع الی السماء ثم نزل بعد قرون کما تظنون فی عیسیٰ۔ وود الله
ان هذ اخارج من سنن الله ولن تجدوا من مثله فی کتب الله ائرا۔
وقد قرعتم فی الصحاح ان المیسح الحق بمیلین من اخوانه واتخذ مقاماً
عند اخیه یحیی۔ وقد وعد الله للذین توفوا مسلمین انهم لا یردون
الی الدنيا۔ ویکثون فی دار السعادة ابدًا۔ وقال النبی صلی الله علیه
وسلمہ انی اخبرت انی اعیش نصف ما عاش عیسیٰ۔ وفی ذالک
دلیل علی وفات المیسح لمن کان قلبه او یمن النظر وهو یرى فلیحکم
اهل المحدث بما جاء من النبی فی الصحاح ولا یجادلوا باحادیث
نزوله قبل ان یتثبت صعوده بحججه الی السموات العلی۔ ولو شاء الله
لفتح اذانهم ولصر اعدینهم وفهم قلوبهم ولكن لیبلوهم فیما
ترجمہ سمیہ آنچہ آشکارا و پیدا ست۔ وازما اور اسلئے ہر سان کہ ہر
اطراف آسمان ازان مملو گر دو۔ فرخندہ قوسے کہ غاشیہ اطاعت محمد صلی
علیہ وسلم، بردوش دارند۔ وشرودہ وکے را کہ باوشید او آمیزگار و در جنت
او از خود فنا شد۔

اے ساکنان خاک کے کہ فرمودہ پائے ہایوں مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) میشدہ
رضا و رحم خدا بجال شما باشد من نسبت بشما گمان خیلے نیکو دارم۔ وجان من بہت
دیدار شما نعل در آتش میا شد۔ من آرزو دارم کہ بلاوشا و برکات آئرا معاینہ
کنم و خاک پای حضرت سید عالم (صلعم) را سرمہ دیدہ خود سازم۔ و از مشاہدہ
صلح و صلحا و معالم و علما و اولیاء و مشاہد آن سرزمین قدس سروے و

آتا ہم و لیخبری اللہ من اراد خزیہ فی الدنیا والعقبی - ولو ان
 اهل الحدیث آمنوا و اتقوا کفر اللہ عنہم سئاً لہم و کتبہم فی القبا^{دین}
 و لکن یجزلوا و استعجلوا و اختاروا لانیفسہم عوجا - و اتبعوا اقدار^{السنفہا}
 الذین خلوا من قبل و نسوا کلماتی و ابی و طلبوا لدنیائہم مرفقا -
 فلا یضرون اللہ شئیاً من مکائدہم و ان کالوا الذیلو من کیدہم جلا -
 و لا تحسبنہم بمفازۃ من اخذ اللہ - و لا تحسبوا عدوۃ الحق امر
 ہیئنا - و اللہ یم وعدہ و ینصر عبدہ فان جنوا للسلم فهو خیر لہم
 و ان عتوا فیسیر لہم اللہ ذل و خزی - و قد اتممت علیہم حتی و
 و قرأت علیہم براهین صدقی فما نظر وامن الانصاف نظرا -
 الا یرون ان اللہ اخبر من وفات المسیح فی مقامات شتی -

ترجمہ قریب عین حاصل نمایم - و از خدا سنو اہم کہ او از محض کرم این
 تنہا سے مرا کہ بجهت زیارت خطہ دل نشین شما دارم بر آرد - برادران من
 حسب شما و حسب بلاد شما ایہ ناز من است - من بجان دوست دارم آن ریگاہ
 و سنگریزہ ہار کہ در زیر پائے شما در آید - و شما را بر بہ دنیا و مافیہا براے خود
 برمی گزینم -

اے ابنائے عرب شما بہ فضیلت زیاد و برکت کثیر مخصوصاً ممتاز ہستید -
 بہت اللہ در میان شما است کہ سرزمین ام القری بدان برکت یافت - و ہم
 بلدہ شما از روضہ مقدسہ آن بنی مبارک محل سرسبز بہ زمین و زمان است کہ
 توحید را در عالم شاعت و جلال خدا سے بزرگ را اظہار و تجلیہ فرمود - و از میان

والقرآن کلمہ مملو من ذآلک ولا یجد فیہ لا ثبات حیا تہ حرفاً
اولفظاً - ونہاک قول المسیح فی القرآن وکنت علیہم شہیداً -
مادمث فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم - فانظر
کیف یشبت من ہہنا ان المسیح توفی وخلا - ولو کان نزول المسیح
ومجئہ مقدراً ثانیاً لذلک المسیح فی قولہ شہادتین ولقال مع قولہ
کنت علیہم شہیداً - واکون علیہم شہیداً مرۃ اخری - وما
حصر فی الشہادۃ الاولی - وقال اللہ تعالیٰ فیہا حقین لخصص
حیات الناس بالارض کما خصص موتہم بالثری - اترکون
کلام اللہ وشہادۃ نبیہ وتنبعون اتواکلا آخر بشس للظالمین
بدلاً - ایہا الناس قد اعثرنی اللہ علی ہذا السر وعلمنی مالہ
توجہ تو مجھے بودہ کہ بہتہ دل و جان بسمت نعت خدا و رسول دے برضا ستند
ودین اللہ و کتاب اللہ را بصرف نقد جان و بزل اموال در عالم ترویج دادند -
شکر ت شکر دل و بیہ اگر می باشد آنکہ ازین فضایل مخصوصہ بشما ابا و اہانت شما
روا دارد -

برادران! بادل بریان و چشم گریان این مکتوب بشما برمی بخارم - گفتا مرا
گویش بہید و از خدا بہترین جزا دریا بید - من جندہ ہستم کہ خداے بزرگ مرا
برست خود پروردہ و فضل بسیار و انعام ہشمار بر من و از ہر چیز خطی وافر نصیب
من کردہ - و مرا سکھ و ملہم فرمودہ از پیش خود علم آموختہ - و راہ مرضیات و طریق
تقوی بر من آشکار نمودہ - وقتے بواسطہ مکالمات روشن و بے غبار تا بید

تعلّموا وارسلنی الیکم حکما عدلا - لا کشف علیکم ماسان علیکم
 مستترا - فلا تماروا ولا تجادلوا و تدبروا فی قوله یا عیسیٰ
 الی متوفیک و اقرء و اهدنا الذیبتد الی قوله یوم القیامت
 ثم امعنوا النظر یا اولی النهی - والنظر و کیف افتتح الله من
 وفات المسیح و ذکر کل و افحت بتقریب طبعی تتعلق لعبسی حتی
 اختتمها علی یوم القیامه و لم ینزل من نزول المسیح فی هذه السلسله
 ثانیاً - و ما حدث فی هذا الامر ذکرنا - و ما کان نزوله عند الله
 الا نزول ارادته و توجهاته علی المظهر الذی قام مقامه
 قرب به استعداداً و دلیلاً - فلو ند بلوند و صَبَّغَ بصبغه حتی
 صار المظهر مستغرقاً مغموک فی معنی الاتحاد و شابه عین
 توحید **توجه** سن سیر ماید - و گاهی از کثوف که واقع تر از آفتاب نیز و زبا شد تنویر
 سن می نماید - و از بزرگترین نعمت های و آنکه مرا امام این زمان و ولیف
 این وقت کرده و بخلعت مجددیت این صدرم افزایم فرموده - که خلق را از
 تاریکی بروشنی و از کجروی و تباه کاری به صلاح و تقوی در آورم - و مراجع
 بداد که شفا بپاری جان و از ازمشبهات برهن ایمان را شاید - و اندوه
 های پنهانی و رنج های جان گذار را از خلق در راید - زیرا که او تعالی شان را
 این زمان را چون دید که در مشکلات اسیر شده و از دشواریها بگنجینه در آمده و
 از سیاه کاری و هوا پرستی نزدیک به طاقت رسیده است - خواست انبیا را
 از انواع بلا و آفت واریاند - و بدین فساد و فسیان و اسققان و فساد لغهارا

اصلي في القوى - و تقاربت مداركه بحدارته و اخلاقه باخلاص
و جرمه بچوهره و طبيقه لطبيعه حتى صار الكشي و احدي كان اسمها
و احدا في الملاء الاعلى

وان اشتقت ان تكنت حقيقته هذا السر و تطلع على
اسبابه على وجهه اظهر و اجلى - فاصح ابين لك ما علمني سرى
في هذا الامر من اسرار الهدى - وهي ان الله وجد في
هذا الزمان غلبته المنتصرين و ضلالاتهم الى الانتها - و رى
انهم ضلوا و اضلوا خلقا كثيرا و نجسوا الارض لبشر كهمل و
كفرهم و اكثروا فيها الفساد و اشاعوا في الناس كذبهم و زورهم
و تلبسوا بهم و فتحو ابواب المعاصي و الهوا - ففارت غيرتهم الله

ترجمه از عنوانات تاييد بانهاد از مجروريت تا به عمل به معاصي و از سطح زمين
تا به كوه هاى بلند رسيده - و ويد آنها را كه از سر كشي و خود راى كار با آنها سازيد
اند - و آن رب بزرگ و يد خلقه كشي را كشي تا به فتنه هاى غريبه و زيركي و دانش
و محو و سحر علوم و فنون و شگرف كارهاى ناورده آنها شده اند - و هم نگاه كرد
كه آنها بر دين و ايمان مردمان تركتازي ميكنند و بر دل و ويده و گوش آنها فزون
مي دهند - و از پاي گمراه ساختن مردمان هر حيله و تدبيرت كه تواند بكار مي برند -
و تا ركي را بر زور و سحر كاري روشني و امي نمايند - از تحريك اينها گر و سه از هنر و پيدا
شد كه خود را بنام آريه تشهير مي دهند - قول آنها است كه جز به ويد كه بزعم آنها
آغاز دنيا نمايد شده ايمان نمي آريم - و آن ويد آنها غير از تعليم به پرستش آفتاب

تعالی عند رؤیت هذه الفتنة العظمی - فانبأ الرب الغیور
 كلمته ونبیته من فتن امتد وفما انسد وانی الارض و
 مما یصنعون صنعا - وكان هذا الخبر من سنن الله ولین تجد
 لسنن الله تحولا ولا تبدیلا - ولما سمع المپیج ان امتد هلكت
 اهل الارض و ارادت ان یستغفرهم جمیعا وكفت اما ربها
 بغیا كبيرا - فكثر كربه وقلقه حسرة علی امتد واخذ حزن
 ووجد كمثل الذی یهتد اغاشته للملوفین او یجب علیه اعانته
 المظلومین - و استدعى من الله نایبا - وقضى ان یكون نایبیه
 متحدا بحقیقه و متشابها بجهرة ومقیما فی مقام جوارحه لا قما
 مراداته ومنظما لظهور ارادته - فصرف لهذه المنة التوجه

توجهه و متشابها و آتش و آب و باد چیره و خود ندارد - و اگر
 زمان این گروه آریا بار دوز نشوند یا پسران نزن آیند - آن وید شوهران را امری
 فرماید که زمان را رخصت ارتکاب بر زمانا با دیگران بدنند و باین طریق اولاد در
 دست آرند - و این عمل را در لغت آنها میگویند و بجمله عمل خیرش حساب
 میکنند - این است شریعت و این است احکام آنها و باین همه قوم خود را از
 اسلام آوردن جرم و منع میکنند و در جناب نبوت آب مغفر موجودات (صلی الله
 علیه وسلم) فوق العاده دشنام و لعن و طعن روا میدارند - و از امر ابرار برب
 دشتم و تو بهین درگزاشته در رد اسلام کتابها تالیف و تدوین می نمایند - و
 و قدح آنها غیر از توده بتانات و طومار افتراهای باشد - این همه سفاهت و

الى الثرى - فاقضى تدبير الحق ان يهب له نائياً تنطيع فيه
 صور تد المثلثة كما تنطيع في الحياض صور النجوم من السموات^{العلي}
 فانا الثائب الذي اسر سلفي الله في زمان غلبة القصر غيرته من
 عنده وارا حثه لروح المسيح ورافته لجامته خلقه وترجما على حال^{الكر}
 فنجت من الله لا كسر الصليب الذي اعلى شانده واثقل الخنزير
 فلا ينجي بعده ابد - واختارني ربى لميثاقته ان ربى لا يخلف
 ميعاده ولا ينقض عهدا - وقد كان وعدة لادسبال المسيح عند
 تطاول فتنة الصليب وغلبه الضلالة العيسائيتية وانكتمت في تلك
 ما قلنا فتدبروا في قول نبينا حتى قوله يكسر الصليب يا ارباب
 النهى - وانتموا عينيكم والظروا نظراً غامضاً الى زما نكمه والى

توجه پادريان حادث شده و زمين بزلزل و بهر هم خوردگی درآمده - در اين حال
 پراز ملال حافظ و نامر خدا و بهان لمجا و ماواست -

و از عظيم نعمتاي او تعالى شانه هم آنکه چون ويد خدا و نصارا را که مردوان را
 از دين حق باز مي دارند - و رسول صادق و امين (صلى الله عليه وسلم) را بديده
 احتقار مي بنيند و مي نکونند و ابن مریم را از ستايش بالاس آسمان مي پراشتند
 من بنده را بسبب انبا فرستاد و گفت من ترا عيسى ابن مریم گروانیده ام -
 و خدا بر بهر چيزه توانا و مقتدر است - پس من غيرت الله ميشتم که در وقت
 خود به حرکت و جوش آمده - بجهت آنکه غاليليان در مدح عيسى بدانند که خداوند
 قادر ميتواند هر که را خواهد عيسى برگرداند و اين وعده از دوسه بر دوسه کار آمدني^{ده}

قَوْمٍ جَاؤُوا بِفِتْنَةٍ عَظِيمَةٍ ثُمَّ شَهِدُوا لِلَّهِ هَلْ أَتَىٰ قَدْ وَهْمٌ كَاسِ
 الصَّلِيبِ أَوْ مَا أَتَىٰ - وَاللَّهُ إِلَهِي قَدْ أُرْسِلْتُ مِنْ رَبِّي وَلُفْتُ فِي رَوْحِي
 مِنْ سُرُوعِ الْمَيْمِمْ وَجُعَلْتُ وَعَاءً لَا رَادَّ لَهُ وَتَوَجَّهْتُ حَتَّىٰ امْتَلَأْتُ
 نَفْسِي وَلَسَمْتُ بِهَا - وَأَخْرَجْتُ فِي سِلْكِ وَجُودِهِ حَقَّقْتُ تِلْكَ الشَّيْخِ
 مَرْوَحِي فِي نَفْسِي وَأُشْرِبْتُ فِي قَلْبِي وَجُودَهُ وَبَرَقَ مِنْهُ بَارِقُ فَلَقْتُ
 مَرْوَحِي أَلَمْ تَلْقَ وَلَصَقْتُ بِوَجُودِهِ أَشَدَّ مَا يُخِيلُ كَأَنِّي هُوَ وَغَبْتُ
 مِنْ نَفْسِي وَظَهَلَ الْمَيْمِمْ فِي مِرْأَتِي وَتَجَلَّى - حَتَّىٰ تَحْتَلُّ أَنَّ قَلْبِي وَكَبْدِي
 وَعُرْوَتِي وَتَوَاتُرِي مَمْتَلَأَةٌ مِنْ وَجُودِهِ وَوَجُودِي هَذَا قِطْعَةٌ
 مِنْ جَوْهَرِ وَجُودِهِ وَكَانَ هَذَا أَفْعَلَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى - وَكَانَ
 هُوَ فِي أَوَّلِ إِهْرَاجِي قَرِيبًا مِنِّي كَالْبَحْرِ مِنَ الْقَارِبِ ثُمَّ دَنَىٰ قَدَمِي -

ترجمہ برادران من این امرے است کہ خواست خداوندیش از چشم پیشینان
 نہان داشتہ و تقاضایش را درین وقت آشکار ساختہ سہرچہ را خواہر نہان
 کند و پیدا سازد و شلش در واقعات پاستانیاں سوجو و بودہ - و در اختیار
 این طریق پوشیدہ و مصلحت بزرگ بجهت بندگان مرعی داشتہ - یکے آنکہ
 این خبر از انجمن غیبیہ بود کہ زمان ظہورش ہنوز بعید بود - و خداوند علیم سید است کہ این
 خبر را بعد از سپری شدن زمانے در از و کوچیدن آخر منشیہ سپید ازین جہان
 بنظر خواہد آورد - و لذا تصریح این خبر مجمل و تقاضیل بزرگش مرا ولین را فائدہ
 نخواہد بخشید - زیرا کہ انہا پیش از بروزش ازین عالم رخت برستہ باشند
 و بیچ سودے از ان بریشان نرسد - پس باین طریق خواست کہ در عوض آنچہ

فكان مني بهزلته الماء في القرية وتوجت في جدي روحه فصرت
 كشيء لا يرى - ووجدته كقند احتلط بهاء لا يميز احد مما من آتوا
 وادركت بها مشروحي الله المتحد بوجوده وصرت في نفسي ملتقا -
 وصرت كالشيء واحد يقع عليه اسم واحد وخابت طيفتي في طينة العليا
 هذا ما علمنا من ربنا فاقض ما انت قاض واتق الله ولا تحلد الى
 اهواء الدنيا -

واما الكلام الكلي في هذا المقام فهو ان الاولياء الذين ارتحلوا
 الى حظيرة القدس قد لياث الى الارض في كل برهة من ازمته
 يهيج الله تقاسر سبها فيها - فاذا جاء وقت التذاتي صرت الله
 اعينهم الى الدنيا فحيدون فيها فسادا وظلما ويرون الارض

توجه از انبیا فوت غده ثواب ایمان و بر ایمان اجر نیکو بدیشان میفرماید -
 لا جرم تفصیل این خبر را در وحی فروگزاشته اجمل لطیف و مبهم مانند سحرا
 اغتیار فرموده - و این اجمل را بذریعہ استعارات و مجازات و کنایات کہ از فهم
 در اسف و قیاس بقدر بالاتر بود بیار است تا بیا زماید کہ کی از انبیا اتباع
 امر میکند -

اما انبیا ایمان آوردند و خلعت رضا سے مولیٰ پر پوشیدند - زیر کہ انہا حسن
 بنما و رسول کردند و بہ چیزے گردیدند کہ شناسائی حقیقت و ماہیت آن
 نہ داشتند -

دوم آنکہ او (تعالیٰ شانہ) ارادہ فرمود کہ پسینیان را نیز رنگ پسینیان

قد مُلئت شرّاً و زوراً و شرکاً و کفرّاً فلما ظهر علی احد منهم
ان تلك الشرور و المفاسد من لجن امتد فتضطر روحه اضطراراً
سندیداً و یدعو الله ان یُنزلہ علی الارض لیهیئ لهم من غطه و رشد -
فیخلق له الله نائباً یبایہ فی جوفه و یُنزل روحه تنزیل العکاسی
علی وجود ذالک النائب و یوثق النائب اسمہ و علمہ فیعیل علی وفق
ارادته عملاً - فهذا هو المارد من نزول ایلیم فی کتب الاولین
و نزول عیسی علیہ السلام و ظهور نبیّنا محمد صلی الله علیہ وسلم
فی المهدی خُلُقاً و سیرتاً - و ما من محدث الا له نصیب من تدلیات
الانبیاء قلیلاً کان او کثراً - و من تجرد عن و سخر التعصبات
فلا یتردد فی هذا و یجد السنته و الکتاب المبین لہا -

ترجمہ بیازماید - بجهت انیکہ گنایان آنها را سغفرت و بعد از ایمان از برآ
انها سبب رشد فرماید - و پیش از ان آنها سیرہ بدکاری بودند و اضاعت
زمانہا در ازرا در ان کار ہا کردہ بودند - و بمشایخ مغلوب خواہشہا
بودند کہ عنان تماثلک از دست شان رفتہ و سجدے کا شتہا بے بردار بودند
کہ بالاخر شکل زمین شور بے گیاه پیدا کردند - کہ بیک ناگاہ خدائے عزوجل
آن خبر ستور و مجمل را بہ ہمتی فی الحقیقت زعم ایشان رنگ پیدائی بخشید - تا بدان
رشد و علم و فہم را از ایشان بیازماید و و از رحمت خویش مومنان را و بہرہمت
کند و خوشنودی خود را از ایشان بسبب برگیزد - و این ہمہ از جانب او بطریق
ابتلا بودہ کہ مومنان را از غیر مومنان امتیاز و بہرہ مندی از فضل و رحمت بخشد -

ایها الاعتریة ان حضرتہ اللہ تعالیٰ حضرتہ عجبیتہ و فی افعال اللہ
اسرا کر ضریبتہ لا یمیلغ فہما الانسان الی دقایقہا اصلا۔ من تلک
الاسرار تمثل الملائکتہ والجن ومنہا حقیقتہ نزول المسیح الی دق فہما
وعسر اکتناہا علی اکثر الناس فلا یفہمون الحقیقتہ ولا ارئی فی
فطر تہم الا غضبا۔ والاصل الکاشف فی ذالک کلام اللہ تعالیٰ
فانظر والی القرآن الکریم کیف یمین معنی النزول فی آیاتہ ^{الظنی}
وتدبر و فی تولہ تعالیٰ وانزلنا الحدید۔ و فی تولہ عز اسمع ^{لنا} قد انزلنا
علیکم لبا ساء و فی تولہ جل شانہ وانزل لکم من الانعام و فی تولہ
جلت تدسرتہ وما تزلہ الا لبقدر معلوم و فی اتوالہ الاخری۔
وانتم تعلمون ان ہذہ الاشیاء لا تنزل من السماء بل تحدث و

توجہ ہم دانش آہا کہ در خود پیر از پندار بودند و از گردن کشتی بندہ خدا تبلیغ
دیباخر و سبک داشتند رسوا سازد۔ و بر همین پنج عادت خداوندی جاری بودہ
است کہ ہر گاہ میخواستہ قوسے نبرہ کار را در شکوہ ابتلا کشد فبر موعود را بر انہا ملتفت و
دانش در خود انہا را منتقل میسازد۔ کہ راز و وعدہ خدا و وعت وعدہ را نفہم نمی کنند
و ازین بیخردی کیفر کردار ہای بدر کہ پیش ازان کردہ بودند سزاوار میگردند
باین سزائی کہ ایشان را میگزارد کہ بانبندہ صادق در آویزند و در بیدار و جو بروی
پا از حد برون نہند۔ خدا صہ اور تعالیٰ شانہ) حقیقت واقعہ آن نبوت را در
چشم ایشان منکسر و مجہول و اسی نماید کہ آنرا چیزے نو و از خود تراشیدہ گمان می
برند۔ و اما بجای سبیل پر داز نمی آند کہ خرد مندان می پرند۔ و در اشارات متضمنہ

وَتَقُولُ فِي الْأَرْضِ وَفِي طَبَقَاتِ الثُّرَى - وَإِنْ مَعْتَمِدَ النَّظَرُ فِي
 كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى فَيُكْشَفُ عَلَيْكُمْ أَنَّ حَقِيقَتَهُ نَزُولُ السَّيْمِ مِنْ هَذِهِ
 الْأَقْسَامِ الَّتِي ذَكَرْنَاهُ هُنَا قَدْ بَرُوْنَا فِي قَوْلِنَاوَا مَعْنَا النَّظَرِ - وَمَا
 يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ اخْتِلَافًا فِي كَلَامِ اللَّهِ تَعَالَى وَلَنْ يَتَجَدَّ وَافِي مَعَانِيهِ
 تَنَاقُضًا - وَالْقَوْلُ الْجَمَاعُ الْمُهَيَّنُ الَّذِي يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَيُحْكِمُ بَنِينَ
 وَبَيْنَ قَوْمَانَا يَكْجَلِيلَتُهُ مِنْ سُورَةِ الطَّارِقِ تَذَكُّرٌ بِمَثَلِ غَفْلَتِهِمْ
 أَهْلُ الْهَوَا - أَعْنَى قَوْلِهِ تَعَالَى وَالسَّمَاءُ ذَاتُ الرَّجْعِ وَالْأَرْضُ ذَاتُ الْصَلْعِ

۱- نَدْلَقُولُ فُصْلٌ وَمَا هُوَ بِالْمَنْزِلِ النَّهْمُ يَكِيدُونَ كِيدًا وَكَائِدُ كِيدِ ۱-
 فَاعْلَمُوا أَيُّهَا الْأَعْرَبُ أَنَّ هَذِهِ الْأَقِيمَةُ بِحَرِّ مَوَاجِجٍ مِنْ تِلْكَ الْأَسْرَادِ
 مَا أَحَاطَتْ بِفَكْرٍ مِنَ الْأَفْكَارِ وَمَا مَسَّتْ مَدْرَسَتَهُ الْوَسْرَى - وَفَهْنِي

توجه بآن خبر نگاه نمی کنند - و بے فراز عقاب خداوندی که مخصوصاً عائد بحال
 مجربان میباشد بنا براین راه سستیز میروند - بلکه مردمان می پندارند که مر این گفته
 اینها که گویند ایمان آورده ایم بسنده باخذ ؟ و نشود که از یک گونه ابتلا بر حکم
 شان نزنند ؟ - چنانچه رفتار خداوند بزرگ در همه چیز که در این گزشتہ نونه با گزاشته که
 بر دلس پر بنیر کار و ترسناک از ان پند می پریند - اسے خرو مندان و دیده و دانی چشم
 بکشاید و اگر ابر شامش شبیه باشد از اهل ذکر مسکت بنایید - عجب میدارید که سنت
 اولین در پیش چشم شما آشکار شده ؟ - و شگرف میگیرید که از خدا حکم و رسیان شما
 آمده و پرده از روی کار این قبر برداشته ؟ - این امر در چشم شما دور از کار است ؟
 و غر موش کردید آن چه شما گفته شده بود که هیچ در شما حکم عادل پیدا شود ؟ - اکنون

سرتی اسرارِ ہندۃ الایۃ واختصنی بها۔ وتفصیلہ ان اللہ
تعالیٰ اشار فی ہندۃ الایۃ الی ان السماء مجموعۃ موثرات
والارض مجموعۃ متاثرات وینزل الامر من السماء الی الارض
فتلقی الارض بالقبول ولا تابی۔ وفی ہذا اشارۃ الی ان کل ما
فی السماء من الشمس والقمر والنجوم والملائکۃ وارواح المقدسین
من الرسل والنبیین والصدیقین وغیرہم من المومنین یلقی اثرہ
علی ما فی الارض بمناسبات قضت حکمتہ القدس رعایتہا۔
فالسماء تنقجہ الی الارض باقسام غیر متناہیۃ من النزول
والوجع والارض ستقبلہا بالانصداع والا یوۡء باقسام کا
لقد ولا یخصی۔ فمن اقسامہ تالیف ہذا الوجع والصدع استیاء

ترجمہ چراتول حکم را نمی پذیرید ؟۔ مگروصیت حضرت نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)
مازل دل برون کردید ؟۔ واگر وہ گمان خود بر صدق و حق میا شید چا در تائید خود
نفرے از گزشتگان پیش نمی آرید ؟ زیرا کہ خداے بزرگ میفرماید کہ عبادتش
نمونہ ہا در احم با ضیہ گزاشتمہ می توانید شخصے را نشان بدید کہ بر آسمان مرفوع و
بعاد از نمانے و دراز باز بر زمین نازل شدہ۔ چنانچہ بالنسبہ بعضی گمان دارید ؟۔

سو گند بنڈاے بے مانند کہ این امر از عادتہاے او خارج است و از شل این در
کتب فضا اثرے یافت نشود۔ وہم در صحاح نے خوانید کہ حضرت مسیح لائق بدگیر
بر اوران کثرت کردہ بودند شدہ و دوزخ و بیچی تمام گرفتہ۔ و خدا تعالیٰ را با توفیق
و مددہ ایست کہ دیگر بنیاد و دوزخ و سعادت ابدی خراج نشود۔ و در خبر است

تجدد فی طبقات الارض کالفضته والذهب والمخمس وجواهرات
نفیسته واشیاء اخری - ومن اقسامه الزروع والاشجار والنباتات
والثمار والعیون والابصار وكل ما تنصنع عنه الثری - ومن اقسامه
جمال وحکیم وافر اس وكل دابة تدب علی الارض وكل طیر یطیر فی الهواء -
ومن اقسامه الانسان الذی خلق فی احسن تقویم وفصل علی کل من
دب ومشی - ومن اقسامه الوحی والنبوة والرسالة والعقل
والفطانة والنسب الفاضل والنجابة والسفاهة والمجهل والعمق
والوزالة وترك الحیا - ومن اقسامه نزول ارواح الانبیاء والرسول
نزول العکاسی علی کل من یناسب فطرته ولینا به جوهرهم
وخلقتهم فی الخلق والصدق والصفاء من ههنا ظهور تاثيرات الخیر

توجه از بنی ماعیه الصلوة والسلام که فرمود مرا خبر داده اند که من زندگانی
کنم نصف آنچه عیسی زندگانی کرد - و در این دلیل روشن است مرا که صاحب دل
باشد و اسعان نظر را کار فرماید - اهل حدیث باید با آنچه از حضرت نبی صلی الله علیه
وسلم در صحاح آمده حکم کنند و پیش از آن چه از باب احادیث نزول طرح
استیلا در اندازند باید اثبات کنند که او با این جسم غامی بر آسمان صعود کرده -
و اگر خدا میخواست توانا بود که در آنهارا شنود و دیده را بنیاد دل انهارا رسا
سیفر سود - و لے او اراده کرد که در آنچه با آنها بنفشیده انهارا بیازماید - و آنرا که
در دنیا و عقبی نفیست و رسوائی در کار کرده اند و درین امتحان مردود و مخذول بپایند
و اگر چنانچه اهل حدیث ایمان می آوردند و راه تقوی پیش گیرند - خداوند

ثابتة متحققته منصوصه ویک فیها الا الجاهل الغبی البلید الذی لا
 نیطر فی القرآن و یجادل کالاعمی - و هذا الرجوع والصدع جابر
 فی السموات والارض من یوم خلقهما الله و قال اءتیا طوعا و
 کرها قالنا تبینا طایعین فمالت السماء الی الارض کالذکر الی الاشیاء
 و لاجل ذالک اختار الوب الکریم لفظ الرجوع للسماء و لفظ الصدع
 للارض اشارته الی انها تجتمعان دائما کاجتماع الذکور و الاناث
 و لا تأبی احدهم من الآخر و لا تقطنی - فماتیرات السماء تنزل
 ثم تنزل و الارض لقبلها ثم تقبل و لا تنقطع هذه السلسلة
 الدویر بقدر طرفة عین و لو لاذ الیک لفسدت الارض و ما فیها
 و قال الله تعالی فی اول هذه الآیة انه علی مرجعه لقادر و قال

ترجمہ تعالیٰ نتائج بہ کردار بہار اذ ایشان زائل و در صا و قان شان اظہر
 می نمود - و لے بخل و شتم بکاری و راہ کج را دوست داشتند و پا بر نقش قدم
 پیشینیان رہود برداشتند - و تذکیر را از دل محو ساختند و بارام و سایش
 این جہانے سپرداشتند - و اگر چه توانند کوه را از پا بر آرند - خداوند بزرگ
 را نتوانند از بدانند و شیعیان بستیہ در آرند - از عقوبت و اخذ خدا انہارا
 رسدگار گمان مدار - و دشمنی با خدا را چنبرے آسان بیندار - البتہ خدا اتمام عدو
 نفرت بندہ خود کند - اگر ایشان رو بآشتی آرند ہر اسے ایشان بہتر باشد و اگر گردن
 کشند و دوستی کہکبہ و ذلّت از خدا بہرہ ایشان شود - سن ہر آمیہ اتمام حجت
 بر ایشان کرد و دلائل صدق خود بر ایشان عرض و ادم - ہا نظر سے انہا انصاف

بعد ذاك والسما ذات الوجع فما ادراك ان في جميع ذكرا الوحيين
الى ما اوحى - فاعلم انه اشار الى ان عود الانسان بالبعث بعد الموت
في قدرته الله تعالى كما انه يعيد ارواح المقدسين باعادتهم
انعكاسيته من السماء التي هي ذات الوجع الى الارض التي هي
ذات الصدم ومولد كل من يحيى - وهذه تكملة عظيمة لطيفة عض
عليها بنوا حذرك وخذها بقوة هداك الله خير الهدى -

هذا السر التزول الذي فيه يختلفون - ام من عنده ليقضي امرا قد روي
واعلموا ان الله تعالى عند ذكر انباء الخيل بسنته شق - وتارة ينفي الفاظ
ممرجة للحقائق المقصودة ويروي سقياها وهرتها ويبدى ما قصد وعنى
وتارة ينطق بلسان التجوز والاستحالة ليخفي الامر ويبتلى الناس بها -

توجه برآن نياند اختمند - مني بنيند خدايے بزرگ در مقامات مختلف از
وفات مسيح ايماء فرموده وقرآن از ان پر است اما در اثبات حياتش حرفي
و لفظي نماند - و بس است قول مسيح در قرآن - ومن گواه بودم بر ايشان
مخاطبه كن چه طور از اين وفات مسيح به ثبوت ميرسد چه اگر مقدر بود كه مسيح
بار و مرتبه ظهور در دنيا خواهد كرد چاره نبود از اين كه مسيح در قول خود و شهادت ما
ذكر مي فرمود - و با قول خود - گواه بودم بر ايشان انضمامي گفتم و گواه شوم
بر ايشان كرت ديگر - و مني شده كه عصر بر شهادت اول ميكرد - و حق تعالى بنوع
در زمين زندگاني كنند - در اين آيت زيبات و مرگ هر دور از زمين البتة فرموده
سكاهم خدا و شهادت نبوي ويرا ترك و ديگر گفتار ما را قبول مي ديد چه - شگراي

وقد جرت عادته وسنته انه يختار الاخفاء والكتم في واقعات
 قضت حكمته اخفاءها ويخلق الالهواء فتخسر الاراء الى جهات
 اخرى - واذا اراد اخفاء صورة نفس واقعة فرجا يرى في
 تلك المواضع الواقعة الكبيرة صغيرة مهوتة والواقعة الصغيرة
 المسنونة كبيرة نادرة والواقعة المبشرة مخوفة والواقعة المخوفة
 مبشرة فهذه اربعة اقسام من الواقعات من سنن الله كما
 مضى - اما الواقعة الكبيرة العظيمة التي اراد الله ان يريها بصيرة
 حفيظة فنظيرها في القرآن واقعة بدر لمن يتدبر ويرى -
 فان الله قلل اعداء الاسلام ببدر في منامه رسول له ليذهب
 سرور قلوب المسلمين وليقضي ما اراد من القضاء - واما الواقعة

ترجمہ بے نیکو بدست ! اے مردمان ! حق تعالیٰ برابر این ستر آگهی بخیرہ
 و مرآ آنچہ را شما نمی دانید موخته بوئے شما حکم عدل مبعوث کردہ - بہت این
 کہ آن راز بر شما بگشایم - با من کین و پر خاش جوئید - و در سترے کہ بہ لفظ
 حکم سپردہ اند اندیشہ ذرف بکار ببرید - و از خدا چنانچہ باید بہر سیرہ چرا
 تفکر و قول اللہ و رسول نمی کنید و پا از گلیم بیرون میگزارید ؟ -

خدا را اے مردمان ! تدبر کنید این آیت را یا عیسیٰ الی متوفیک
 الی قوله یوم القیامہ - و احسان نظر را کار بفرمائید کہ چگونه حق تعالیٰ ابتدا
 از وفات عیسیٰ فرمودہ و ہر واقعہ را کہ تعلق بہ دواشتہ بر وفق ترتیب طبعی
 ذکر کردہ سلسلہ آن را تا بہ روز قیامت رسانیدہ - و لے از بہت نزول و سے

التي اراد الله ان يريها كبرية نادرة فنظيرها في القرآن بشارة
مدد الملائكة كي تقهر قلوب المؤمنين ولا تاخذهم خيفة في ذاك
الماوي - فانه تعالى وعد في القرآن للمؤمنين ولبنشرهم بانه يمدهم
بخمسة آلاف من الملائكة وما جعل هذا العدد الا كثيرا لاله
لبشرى - لان فردا من الملائكة يقدر باذن ربه على ان يجعل
على الارض سا فلها فليس حاجته الى خمسة آلاف بل الى خمسة
ولكن الله شاء ان يريهم نصرته عظيمة فاختر لفظا يفهم من ظاهره
كثرة المدين واراد ما اراد من المعنى - ثم نبه المؤمنين بجد فتم بذكر
ان عدته الملائكة ما كانت محمولة على ظاهر الفاظها بل كانت
مؤلة بتاويل يعلمه الله بعلمه الازلي والاعلى - وفعل كذا لك

ترجمہ درین ترتیب حرفے و لفظے در بیان نیاورده - و مراد از نزول عیسی
نزول ارادات و توجہات او بر منظر ہی است کہ از روی استعداد و قوی قیام
مقام او بوده - اورادر رنگ و صیغ او بمشابه رنگین و مصبوغ ساختند کہ او
ر منظر، در معنی اتحاد و مغرور و مشابه بہ عین اصل خود گردید - و مدارک و احقاق
وجود و طبیعت اصیل و مثیل با ہم و گرنوعی تقارب پیدا کرد کہ در رنگ شئی
واحد و در ملاء اعلی نامزد بیک نام بشدند -

و اگر شوق آن داری کہ بر کنہ این سر بوجہ ظاہری بری اینک بشنوی - آنچه
خداوند پروردگارم از این اسرار برین کشودہ ان است کہ درین زمان کہ فضا
نصارا از حدتجا و زکروہ و خلقی کثیر از مکاید انہا از دین حق انحراف در زیوہ

لتطئن قلوبهم بهذه البشري ويريد هم حسن الظن والرجاء - و
 اما الواقعة المباشرة التي اراد الله ان يريها مخوفة فنظيرها في القرآن
 واقعة روي ابراهيم بآرك الله عليه وصلى - انه تعالى لما اراد ان
 يتوج عليه ويريد في مداح قربه ويجعله خليلا لمحبتي - اراه
 في الرويا بطريق التمثيل كانه يذبح ولده العزيز قربانا لله الاعلى
 ومكان تاويله الاذبح الكذب لا ذبح الولد ولكن خشي ابراهيم
 عليه السلام من ترك الظاهر فقام مسارعا لطاعته الامر لذبح
 الولد سعي - ومكان هذه الواقعة مبنية على الظاهر الذي راي
 ولو كان كذا لك للزمان يقتدر ابراهيم على ذبح ابنه كما راي في الرويا
 ولكن ما قدر على ذبحه فثبت ان هذه الواقعة كان تاويل آخر ما
ترجمہ از لوث شرک و نجاست کفر انہار دے زمین نجس و ناپاک گردیدہ -
 و کذب و زور و مکرو و خدع در عالم انتشار تمام یافتہ - و بی باکی و بی راہ روی
 آنہا ابواب فسق و فجور بر روی عالم کشودہ - غیرت خدای غیور از وقوع این
 فتنہ ہائے بزرگ نوران و غلیان آمد و عیبی را از فتن و کار ساز بیاض آتش
 آگاہی برداد - و این اخبار و اعلام از عادات خداوندی بودہ کہ ہرگز در ان تحول
 و تغیر راہ نیافتہ است - و چون حضرت سچ بشنید کہ آتش سہ اہل ارض را ہلک
 و از راہ حق دور ساختہ و در چشم خدا سہ قادر بغی و عصیان را از تکاب کردہ -
 از این معنی خرن و کرب و قلق در و لش جا گرفت مانند کسی کہ بر او واجب است
 کہ انفاستہ تتم زدہ با واعانت مظلومان کند - بنا بر آن تا مبی را از خدا شنید عاف و مو

فهم ابراهيم عليه السلام وكيف يفهم عبد شيئاً ما اراد الله تفهيمه بل
 اراد ان ليسل عليه ستراً - وانت تعلم ان كذب الرويا ممتنع
 في وحى الانبياء - فاعلم ان ذبح الابن في حلم ابراهيم
 ما كان الا بسبيل التجوز والاستغارة ليتوفه الله رحمة من
 عنده ويرى الخلق اخلاصه وطاعته للولى - وليتلى ابراهيم
 في صدقه ووفائه والقيادة لربه فما لبث ابراهيم الا ان تل ولد العز
 للبحين ليذبحه رب فاحم علينا بنبيك وابراهيم الذي روى الذي
 راى بركاتك ولقى خيرا وفلجا - ويشابه هذه الواقعة واقعة الدجال
 فانها جعلت مخوفة مهيبه وشده فيها وملئ الرعب فيها
 وأعلى امرها الى الانتها - وما هي الا سلسلة متصلة من همم دجالينه

توجه که متحد و مشابه بحقیقت وجود هر ش و از پی تمام مراد اش برنگ اعضا
 و جوارش باشد - چنانچه این آرزو عنان توجهش را منعطف بسوی زمین کرده
 و تدبیر حق تعالی اقتضای آن فرمود که او را ناهبی نبخشد که صورت مثالیه اش
 در او منقش گردد و چنانچه صورتی استار های آسمان در حوض آب منعکس می شود
 پس من آن نایک میباشم که غیرت الهی مرا از وفور یافت و زحم بر خلق و از بهت
 اراحت مردوح حضرت میچ را در زمان غلبه تنفر فرستاده - و من از طرف او
 (تعالی شانه) آدم بجبهت اینکه صلیب را که تعظیم و تعجید شایمی کنند بشکنم و خنجر
 بکشم که دیگر تا بدو روی حیات نه بیند - و رب عظیم مرا بوقت موعود گزین
 فرمود - زیرا که گز اخلاف و عده از و نمی آید - و او تو کید و تشدید این وعده

وما فیها من الالهیتة ولا من صفات الله نصیب ان هی
 الا سلسلۃ الفتق والمکاید ودعوات الضلالة ابتلاءً من الله
 الاغنی - وکیف یکن ان یحدث شریک الباری یتصرف
 فی ملکوت السماوات والارض وتکون معجنته ونار جمیع
 خزائن الارض ولطیع امره یحجب السماء وماء البحر وشمس الفلك
 ویجی ویحیت سبحانہ لا شریک له تقدس وتعالی - کلّ بل هی
 استعارة لطیفه مخبره من وجود قوم لعلون فی الارض ومن
 کل حدب ینسلون وهم قوم النصاری الذی سبقوا فی التبلیس
 وعجائب الصنع وعمر الارض اکثر مما عمرت من قبل وترون فی
 اعمالهم الخوارق کانهم لیسرون - اخذ الخلق حیوة من احیائهم

ترجمہ کردہ بود کہ حضرت مسیح در ایام تطاول فتنہ صلیب و غلبہ ضلالتہا
 عیسویت خرابہ آید - و اگر درین گفتارم شک پیدا یدہ قول حضرت رسول
 صادق (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ یکسر الصلیب فرمودہ تدبیر بکینید - و از انصاف
 و نظر دقیق این زمان و آن قوم را مشاہدہ بنا سید کہ فتنہ ہائے بزرگ فوق العادہ
 و درین زمان از ان بظہور آید - باز برائے خدا شہادت دہا بکینید کہ وقت شکندہ
 صلیب رسیدہ است یا خیر؟ قسم بخدا سن از طرف پروردگار عالم آید ام
 و از دل مسیح و دل من رسیدہ اند و مرا ظرف و آوند توجہات و ارادتش گردانیدہ
 ہستائہ کہ نفس و سنہ من از ان مملو گردیدہ - و بہ نہی منسلک در سبک وجودش
 شدہ ام کہ کابرد و وحش در نفسم عیان و وجودش در من پنهان شدہ - و از و

ولذا در صناعتهم و اضلوا خلقا كثيرا مما يصنعون و مما يكفرون -
 احاطت تلبیسا تهم علی الارض و تجسوا و جھها و اخلطوا الباطل
 بالحق و یدعون الناس الى الشرك و الا با حته و الدهر یتد
 و کذا الک یفعلون - و کیف یمکن ان یحدث الدجال من قوم
 اليهود و قد ضربت الذلّة و المسکنه علیهم الى یوم القیامه
 فهم لا یمکنون الامر ابدا و لا یغلبون - الا تقرؤن و وعد الله
 اعنی قوله و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا -
 الا تتفکرون - الا تمتد برون فی القرآن کیف وضع کل غیر الله
 تحت اقداسنا و بشر بعلو کلمته التوحید الى یوم القیامه فکیف
 یزلیخ قلوبکم و تومنون بما یعارض القرآن و تلحدون ^{بجعل} ^{الله}
ترجمہ برقی و خشنید کہ آنرا روح من بوجہ کامل تلقی فرمود و برنگی لصوق و
 چسبیدگی ام با و حاصل آمد کہ گوئی من او میباشم و از خود غیبیست و زیدیم
 و خود هیچ در ذات من ظهور و تجلی فرمود - چنانچہ دیدم کہ قلب و کبد و عروق
 و اوتار یعنی همه من ممثلی از وجودش شده و این وجودم پاره از جوهر وجودش
 گردیده - و این فعل پروردگار من تبارک و تعالی است و او در اول امر نزدیک
 بمن ہیچو دریا بہ کشتی بود پس اقرب و فزاترک شد منبأ کہ آب و خشک می باشد -
 و روح او در جسد من بہ سخوی توج کرد کہ من چیزے غیر مرئی گردیدم - و آنرا
 مثل فند دیدم کہ از اخلاط آب امتیاز آن از یکدیگر دشوار می باشد - و بہ حاسه
 روح خودم دریافتم کہ از اتحادش بوجد من دروے ملتفت گردیدم - و کلمہ حق ^{حق}

لذا تشریکاً فی آخر الزمان و لولای ایا م معدودات - کلا ساء
ما تھکمون -

و اما الواقعة المسنونة المعلومته التي اراد الله ان يريه غريبته
نادرة فنظيره في القرآن واقعة حلم فرعون اذ قال اني ارضى
سبع لقرات سمان يا كلهن سبع عجاف وسبع سنبلات خضر

واخر يا لبسات يا ايها الملاء افتوني في سروي اى ان كنتم للرويا
تعبرون - وكذا الك سروي يوسف عليه السلام اذ قال يوسف

لا بدي يا ابت الى رايك احد عشر كوكبا والشمس والقمر رايتهم
لى ساحدين - فهذه النظاير حاكمة بيننا وبين قومنا وبيان
شاف فيما كانوا فيه يختلفون - ويشا بهما واقعة نزول المسيح

توجه پيدا کر ديم که بیک نامش ياد فرمايد - وطنيت سن در طينت بلندش محو
و ناپيد شد - اين است آنچه رفته الجلال مرا تعليم کرده - اکنون اختيار دارى هر
رايى که منجوايى بزبان اولى از خدا بهترس و روبه خوايش باس دنيا مبار - و کلام کلی
درين مقام است که انبياء عليه السلام که انتقال به حظيره قدس فرموده اند
در هر وقتى از اوقات به سبب تقريب و تحريك بارى تعالى بر زمين تدلى مي فرمايد
هرگاه بزبان تدلى در رسد باس حکيم ديده ايشان را بطرف زمين معروض مي سازد
و مي بيند که زمين از شرک و کفر و فساد ظلم پر شده - و چون برکي از ايشان تسکنا
شود که سبر و منش آان همه شر و فساد است و س بوده است روخش آن زبان
از شدت اضطراب از حق تعالى درينجايد که بجهت و غط و پندارها بر زمينش نزول

اخفاها الله كما اخفى هذه الواطنات بالاستعارات فافهموا
ان كنتم تفهمون - ما كان من سنن الله ان يكشط انباءه في
كل وقت وزمان بل ربما يتلى عباده في بعض الازمنة و
يكنتم انباءه ويوحى الى اسرارهم لا لشعرون - واما الواقعة
التي هي غريبتة نادرة واراد الله ان يريد مفهومته معلومته
فنزيره في القرآن ما اخبر الله تعالى من آلاء الجنة والنهارها
والباقيها واشجارها وثمارها ومخوم طيرها يعرفون ذلك خلق وليست
يخفي ما يشاء ويبيد وفي كل نعل مصالحم وحكمه وابتلاات
ولكن اكثر الناس لا يعلمون - يعلمون طواهر الشريعة وقشورها
وهو عن لبوبها غافلون - واذا كشف عليهم من سر فتزدد

ترجمہ بخشد چنانچه حق تعالی بجهت اونا شئی پیدا می کند که در جوهرش باو
باشد - و روح آن نبی را در رنگ تنزلی انعکاسی بر وجود آن نائب نازل
میفرماید - و آن نائب اسم و علمش را در اثر میگیرد و بر وفق ارادتش کار بندیش
همین است مراد از نزول الییا در صحیفه سائقه - و همین است مراد از نزول
حضرت عیسی - و همین است مقصود از ظهور نبی ماحجر (صلی الله علیه وسلم) در وجود
مهدی از حیثیت خلق و سیرت - و هر محدث را از تدلی انبیاء علیهم السلام که پیش
نفسی میباشد آنکه از چرک تعصب صاف و پاک باشد اورین معنی ترددی
پیدا نشود و کتاب و سنت را مبتنی و مثبت این امر در یابد - اسے عزیزان حضرت
باری تعالی حضرت عجیب و در افعالش اسرار غریب است که نهم هرگز بد قاین کند آن

اعینهم ولینون ظن السوء ویکفرون - وقالوا کیف تو امر دت
 امته علی خطاء وکیف لظن انهم اخطوا کلهم وانتم المصیبون
 یا حسرة علیهم لکلا یعلمون ان الله غالب علی امره فاذا اراد
 ان یخبا شیئا فلا یفهمه الفاهرون - ولقرءون سُنَّةَ فی القرآن
 لکم لعلکم تحذرون - کلا یعلمون ان الله قد یخفی ما رآ علی المقربین
 من الانبیاء فهم باخفاءه یتلون - وما کان لامته ان تستبیل شیئا
 فی فیهما وما کان الله ان یتکرموا بغير ابتلاء حسب الناس ان یتکرموا
 ان یقولوا آمنا وهم لا یفتنون - ان الله یتبلی کل امته بانباءه الغیبیة و
 انلی الفادوق وامثله انتم منهم تزدون - ما لکم لا تخافون من ابتلاء الله و
 تحشون لعل نازل المسیح یموت فتنتم لکم ما لکم لا تموتون

ترجمه نرسد - چنانچه از جمله دقائق اسرارش تشل ملائکه و جن است و از همین قبیل
 حقیقت نزول مسیح است که فهم کنش بر بسیاری از مردمان مشتربده و غیر از غضب
 و غیظ در فطرت انبیا نمی باشد - و آنچه پرده از روستی این را ز بردارد کلام خداوند
 جل اسمه - در قرآن کریم نگاه بکنید و درین اقوال خداوندی تدبر بفرمائید که میفرماید
آمین را نازل کردیم - ای بنی آدم لباس را بجهت شما نازل کردیم - و انعام را
نازل کردیم - و بر قدر معلوم تنفر می یکنیم - و همچنین در آیات دیگر نگاه بکنید - و
بر شما پرشیده نیست که این اشیا مذکوره از آسمان نازل نمی شود بلکه در وقت
ذاتکون آنها در زمین صورت می بندد - و همچنین از امعان نظر در کتاب الله بر شما
 واضح شود که حقیقت نزول مسیح هم از این اقسام نزول است - و نمی شود که در کتاب

۴ انتم اسلم فها من الذين خلوا من قبل امر لكم براءة من
 فتن الله ما لكم لا تتفكرون - وقد مضت ابتلاات قبل
 هذا فطوبى لقوم ليفتحون الابصار وليتأثروا - وقالوا كيف
 نؤمن بهذا المسيح وقد بشر لنا انه ينزل عند منارة دمشق وانه
 يقتل الدجال ويحارب الاعداء فهم يهزمون - وكذا ذلك
 ينتظرون حجبا مغشوشة ولقد ضل فهم فهم مخطون - الا لعل
 ان المسيح الموعود يوضع للخراب الا ليقراء ون الصبح للبخاري او ينيق
 ومن اين نبوا ان المسيح ينزل بدمشق التي هي قاعدة الشام و
 باي دليل يوثقون - اسار معهم رسول الله صلى الله عليه وسلم
 الى دمشق واداهم منارة وموضع نزول واداهم صورتها في

توضیح اختلاف را دخل و در معارفش تناقض را مجال باشد - و قول جامع
 که اودی براه صواب و فاصل و حاکم در میان ما و قوم ما باشد درین باب آئینی
 جلیلیه از سوره الطارق است که آن را از دیگر بیاید بد که اهل هوا از آن غافل
 شده اند - و آن این است و السماء ذات الوجع و الارض ذات الصلح
 عزیزان بدانید که این آیات بحر مواجی از اسرار است که فکری از افکار احاطه بران
 نکرده و پیرور دگارسن مرا بفهم آن اشخاص نجشیده - تفصیل این اجمال آنکه حق
 تعالی از این باین معنی اشاره میفرماید که آسمان مجموعه موشرات است بر زمین مجموعه
 شفاعات - باین معنی که از آسمان امر نازل میشود و زمین آنرا تلقی بقبول میکند -
 در این اشارت است باین که همه آنچه در آسمان میباشند از شمس و قمر و نجوم و

شقة من قرطاس فهم اجر نولها ولا ينكرون - او هي مصر
افضل من الحرمين ولها فضيلة على قري اخرى وليكن فيها
الطيبون - وما اجر لهم ملجاء في احاديث نبينا صلى الله عليه
وسلم لفظ دمشق فان له مفهوم ما عا ما وهو مشتمل على معا
كما اجر فيها العاصرون - فمنها اسم المدينة ومنها اسم سيد
قوم من نسل كنعان ومنها ناقدة وحمل ومنها رجل سرج لعل
باليدين ومنها معان اخرى فما الحق الخاص للبعني الذي يصر
عليه وعن غيره يرضون - وكذا لك لفظ المنارة التي جاء
في الحديث فانه يعني به موضع نور وقد يطلق على علم يهتدى
به فهذه اشارة الى ان المليم الا ترى يعرف بالانوار تسبق دعواه

توجه ملائکه وارواح رسولان مقدس وانبيا وصدقيان و دیگر مومنان برکت
ناستبها که حکمت قدسیه اقتضائے آن فرموده اثر خود بر زمین القا میکنند - پس
آسمان از نزول و رجع باقسام غیر تشابهیه توجه بر زمین میکنند و همچنان زمین از آن
باقسام بجد و عقد الضداع و الیومی پذیرد - چنانچه از اقسام تناسخ این رج و صبح
آن چیز است که در طبقات زمین پیدای شود مثل زروسیم و آهن و جواهرات
نفیسه و غیره - و از این اقسام است ذر و ع و الشجار و نباتات و اثمار و حیوان
و انهار و غیره - و از این اقسام است شتر و خر و اسب و هر دابه که بر زمین
رفتار دارد و هر پرند که در هوای پرواز - و از این اقسام است انسان که آفرینش
ادباً حسن تقویم شده و تاج نفیست و شرف بر همه کائنات چهره آرا می حال داده

فهی تکنون له کلمه به یهتدون - ونظیره فی القرآن قوله تعالی
 ودا عیا الی الله باذنه و سراجا منیرا فکما ان السراج یبهر بانارة
 کذا المصحف یبهر بانارة وما ثبت وجود منارته فی شرتی دمشق
 علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وما وی الیه اذ
 لا رثاب المبطون - بل هی استعارات مسنونات لیرفعها الذین
 اوتوا العلم و ما یجادل فیها الا الظالمون - فلا یدبرون سنن الله
 امر جاء هم مالم یات من قبل فهم له منکرون - وای سرکار
 فی تخصیص بلدته دمشق و منارتها فبینوا لنا ان کنتم تتبعون
 اسرار الله ولا تلحدون - العجبون من هذه الاستعاره و لا
 تعلمون ان الاستعارات حلل کلام الانبیاء فهم فی حلل ینطقو

ترجمہ واذین اقسام است وحی ونبوت ورسالت و عقل و فطانت و ثمرات
 و عجاہت و سفاہت و بلاہت و جہل و جہنم و زوال و ترک حیا -

و اذین اقسام است نزول ارواح انبیاء و رسل بطور نزول انعکاسی برہر
 کسی کہ در خلق و صدق و مفاہت و مشاہبت با جوہر و فطرت و خلقت ایشان
 وارد -

و اذین جاہو یداشد کہ تاثیرات نجوم ثابت و تحقیق است و غیر از تخصی غیبیہ
 کہ نظر در قرآن عی گند و نابینا و آرمادہ بر مجاہلہ میشود درین معنی شک نمی آرد -
 و اذین رجب و صعد در آسمان و زمین - از وقتے کہ خدا انہار آفرید و گفت
 طوعا برائید یا کرہا ہر دو در جواب گفتند طوعا حاضر میشودیم و از دل فرمان ترا کریم یا

اذکروا قول ابراهیم علیه السلام ۲ عنی قوله غیر عتبتہ بآب
ثم النظر والی اسماعیل علیه السلام کیف فهم اشارۃ ۲ بیه
۲ فهم من العتبتہ عتبتہ اوزر وحتہ فتفکروا الیہا المسلمون - والنظر
الی القاریق رضی اللہ عنہ کیف فهم من کسر الباب موتہ لا
کسر الباب حقیقتہ وان شئتم فاقرءوا حدیث حدیث لفتہ فی الفحیم
للبناری لحکمہ لہم دون - وقالوا ان المیہ الموعودہ لا یجئ الا فی
وقت خروج الہ جال وخروج یاجوج وماجوج وما نری احد منهم
خارجا فکیف یجوز ان لیسبق المیہ وہم لیتاخر دن - اما الجواب
فاعلموا ارشدکم اللہ تعالی ان هذا ان اسمان لقوم تفرق شعبہم
فی زماننا هذا آخر الزمان وہم فی وصف متشاکلون - وہم
توجہ جاری و ساری بودہ است - چنانچہ آسمان ربوے زمین برشال نہ
بامادہ سیل و رغبت میداشتہ است -

و اختیار رب کریم لفظ رجع را برائے آسمان و قمر و ابرائے زمین مقرر باین معنی
است کہ این ہر دو ہمچو ذکور و اناث پیوستہ با ہم مجتمع میشدہ و با ہم مصالحت گشتی
میداشتہ اند - چنانچہ تاثیرات آسمان متصلتا نازل شود و همچنان زمین در کنار
قبولش جادہ - و این سلسلہ دورتہ براسے یک چشم نزدن انقطاع نیابد - و اگرچہ
نبود البتہ نظام عالم با تار و پود از ہم گسیختہ بود - حق تعالی بصل ازین آیت فرمود
۲ نہ علی رجعہ لقادس - و بعد از ان گفت و السماء ذات الوجع - در
بہم آوردن ذکر این دو رجع ایماء و اشارت بدان میکند کہ در نہنگام بعثت

قوم الروس وقوما البراطنتواخوانهم والرجال فيهم فيج قسيسين
ودعاة الانجيل الذين يخطون الباطل بالحق ويدجلون -
واعتدي لهم الهند شكاً وحقت كلمته نبينا صلى الله عليه وسلم
انهم يخرجون من بلاد المشرق فهم من مشرق الهند
خارجون - ولو كان الرجال غير ما قلنا وكذا الكنا قوم ياجج
وما جج غير هذا القوم للزما الاختلاف والتناقض
في كلام نبى الله صلى الله عليه وسلم وايم الله ان كلام نبينا
منزه عن ذلك وليكنكم انتم عن الحق مبعدون - الا تقرأون
في اصح الكتب بعد كتاب الله ان المسيح يكسر الصليب ففي
هذا اشارة بنيه الى ان المسيح ياتي في وقت قوم يعظمون

توحش بعد الموت حق تعالى براعاده انسان قدرت دارد برنجي که ارواح
مقدسین را برنگ اعاده انعکاسيه از آسمان که ذات الرج است بموت
زمین که ذات الصدع است باز میفرستد - و این نکته عظیمه و لطیفه است محکم
گیر که به ایت یابی - به اندازے عزیزان که حقیقت نزول مسیح همین بوده ولی حق
تعالی استتارات و مانعش را دقیق و غامض گردانید بجهت اینکه امر مقدرا
قضا و الیفا کند -

مخفی نماند که حق تعالی در وقت اخبار غیب از پیرایه های مختلف کار میگیرد -
گاهی با الفاظی که حقایق مقصوده را تصریح و توضیح کند باین آن اخبار میفرماید و همه
حواس و اطرافش آشکار و روشن می نماید - و وقتی بجهت اخفای آن اقدام

الصلیب الاتفهون - وقد تبین انهم اعداء الحق و فی احوالهم
 یعملون - وقد تبین انهم ملکوا مشارق الارض و مغاربها
 و من کل حدب یسلون - وقد تبینت خیانتهم فی الدین
 و قینهم فی الشر لیتدونی کل ما یصنعون - اترون لرجالکم
 المصروض فی فمهم سعة و طی قدم فی الارض ما داموا فیها
 هولاء - فالجب من عقلم من این تمنحون رجالا غیر علماء هذا
 و علی ای ارض ایتا تسلطون - الا تعلمون ان المسیح لا یجئ الا فی
 وقت عبدة الصلیب فانی توکلون - الا ترون ان الله تعالی مکن
 هذه الاقوام فی اکثر الارض و ارسل السماء علیهم مدراء و انما
 من کل شئی سببا و اعانهم فی کل ما یتکبدون - فکیف

ترجمہ مردمان بزبان تجوز و استعاره سخن میگویند - و عادتش بر همین منوال
 جاری است که در واقعاتی که اختفاء و کتمان مقصود باشد اخفا و کتم اختیار میکند و
 هوای می انگیزد که آراسه مردم را با طراف دیگر میل و جنبش بدهد - و در بعضی اوقات
 چون میخواهد صورت نفس و اقع را پوشیده دارد و گاهی باین طور رفتار میکند که
 در آن مواضع و اقع کبیره را صغیره و مهیوه و امی نماید - و اقع صغیره را کبیره و
 نادره و اقع بفره را مخوفه و مخوفه را مبشره - این چهار گونه و اقع از عادت خداوندی
 بوده است که همین نق جاری بوده و خواهد ماند -

اکنون و اقع کبیره و عظیمه که خدا تعالی صغیره اش خواست و نماید نفیرش و قرآن
 کریم و اقع بدست - باین معنی که خدا تعالی دشمنان اسلام را بهیچ نام بدو وینام

يمكن معهم غيرهم الذي تطنون ان يملك الارض كلها يا عجا
 لفهمكم انتم مستيقظون ام ناثون - انسيتم انكم قد اقررتم
 ان المسيح ياتي لكسر الصليب فاذا كان الدجال محيطا على الارض
 كلها فاني يكون من الصليب و ملوكه اثر معه الاتعظون - الا
 تعلمون ان هذا ان نقيضان فكيف يجب تعان في وقت واحد ايها الغافلون
 ازدهتم ان الدجال يكون قاهر فوق ارض الله كلها غير لخر سين فاني
 مكان يبقى لخلبة الصليب و اهل الصليب انتم تثبتونه او
 تشهدون - ما لكم لا تفهمون التناقض و افضى لعض اقوالكم
 الى بعض ينالونها و دجلتم في اقوال رسول (صلى الله عليه
 وسلم) ثم انتم على صدقكم تحلفون - و تظنون الذين ضعفوا
ترجمه رسول خود (عليه الصلوة و السلام) قليل و انمود بجهت اين كه ترس و
 بيم از دل مسلمانان دور و قضائے اراده خود كند - و اما واقعه كه خدا تعالی خواست
 كبريه نادره اش و انمايد نفيش و قرآن بشارت بدو ملكه است در حرب بدر
 نامومنين را خنكي بديد ميرسيد و خوف در دل ايشان جا نگيرد - تفصيلش اينكه حق
 تعالی مومنين را وعده و بشارت بداد كه امداد ايشان بواسطه پنج هزار فرشتگان
 خواهد نمود - و اين عدد كثير بجهت ايشان از غرض بشارت بود - زيرا كه يك تني از
 فرشتگان بر زير و زير كردن همه زمين قدرت دارد - بنا بران حاجت به پنجاه ملكه
 به پنج هم نبود - ليكن حق تعالی خواست كه ايشان را نصرت عظيمه بگماند - لاجرم بلفظ
 را اختيار كرد كه از ظاهرش كثرت بدو كاران مفهوم شود و لي بحقيقت معني اش بدو ملكه

قُلُوبًا وُلُبًّا وَعُقُلًا وَتَزَيُّونَ بِأَطْلَکُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ وَتَزِيدُونَ عَلَى قَوْلِ اللَّهِ
وَرَسُولِهِ وَتَنْقُصُونَ - لَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَرْفَعُوا هَذِهِ الْأَخْلَاقَ
أَوْ تَرْفُقُوا وَتَطْبِقُوا وَلَوْ حَرَّمْتُمْ وَوَكَانَ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ مِيلٍ
إِلَى الْبَاطِلِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ - وَإِنْ تَقْبَلُوا الْحَقَّ وَتَقْنُوا فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ
عَلَيْكُمْ وَيَغْفِرُ لَكُمْ مَا قَدْ سَلَفَ فَلَيْتَ بَرَّ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي هَذَا وَمَنْ
لَمْ يَهْتَدِ بَعْدَ مَا هَدَى فَإِنَّهُ لَمِنْ الْفَاسِقِينَ - أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ
جَاءَتْ عَلَامَاتُ آخِرِ الزَّمَانِ فَلَمْ فِي حُجِّي الْمَسِيحِ تَشْكُونَ - تَعَالَوْا
أَتَلَّ عَلَيْكُمْ بَعْضَهَا لَعَلَّكُمْ تَوَسَّدُونَ - فَمِنْهَا أَنْ نَارَ الْفِتَنِ وَالضَّلَالَةِ

قَدْ حَشَرْتُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ وَفِي ذَلِكَ ذَكَرْتُ لِقَوْمٍ
يَتَّقُونَ - وَآتَى الْإِبْلِيسَ مِنْ بَيْنِ أَيْدِي النَّاسِ وَمِنْ خَلْفِهِمْ عَيْنًا

ترجمہ بود۔ چنانچہ بعد از فتح بدر مومنان را آگاہ فرمود کہ این بشارت
محمول بر ظاہر الفاظ نبود بکہ سؤل بتاویلی بود کہ در علم خدا مکنون بودہ۔ وین
مہمہ بجهت آن بود کہ دل ایشان از این بشارت مطمئن و حسن ظن و امید ایشان
بہولائی کریم زیادت شود۔

آما واقعہ بشرہ کہ حق تعالیٰ خواست آنرا مخوفہ و انما یہ نظیرش در قرآن حمید

واقعہ روایتی ابراہیم است (علی نبیا و علیہ الصلوٰۃ والسلام) کہ حق تعالیٰ چون
خواست کہ اورا از فضل بنواز و در مدارج ترقیش زیادت فرماید و اورا بشرف
خلقت مشرف سازد و اورا در خواب بطریق تمثیل چنان دانود کہ او بجهت تقرب
بخدا پس عزیزتر و درازتر میگرد۔ و تا ویلش جز فریج گوسپند نبود۔ لیکن حضرت

شما تلمهم والبسوا بما كسبوا وما غصم من فتنة الله الامن رحم -
 وحال بينهم وبين ايمانهم موج الضلالات فهم مغرورون - وكثير
 منهم ازدادوا كفر او عداوة بعد ما ارتدوا واعتدوا فيما
 يفترون - وجاهدوا حق جهادهم ان يطفئوا زكاة سلامنا اسفا
 ان يضروه وما استطاعوا ان يظهرن - ولسوا كتاب الله فوجدوا
 ملئت حججا بينة ونورا فرجعوا وهم خائبون - وانه لكبير في عين
 الذين يجادلون ظلماء وعلماء ولكن الظالمين لا ينفون الله ولا يتوبون
 دنياهم ولا يتقون - وذهب الله بنور قلوبهم وبصارهم اعينهم
 بما فسقوا وتركهم في ظلمات فهم لا يبصرون - قلوبهم غلظ
 واعينهم كالمرايا التي ما تبقى صفاء فيها ولا يعلمون الا الاكل والشرب

ترجمہ خلیل اللہ (علیہ السلام) از خوف ترک ظاہر مساعت بہ اطاعت امر
 حق تعالیٰ و ذبح پسر فرمود۔ و این واقعہ چنان کہ دیدنی بر ظاہرش نبود۔ زیرا کہ
 اگر چنین بودے البتہ جناب ابراہیم قادر بر ذبح پسر میشد و کس نہ شد۔ ظاہر شد
 کہ تاویل این واقعہ بخلاف آن بود کہ حضرت خلیلؑ ہمید۔ حقیقت آن است کہ
 بندہ چگونه ہمید چیزے را کہ خداوند تعالیٰ اخفاے آن خواهد۔ و معلوم است کہ کتب
 روایہ و وحی انبیاء متفق است۔ ازین با تا یہ شد کہ ذبح پسر در خواب حضرت ابراہیمؑ
 بر سبیل استغارہ و تجوز بود بہمت اینکه از و نور رحمت و کرم بقدر ذات القد و نفوذ
 بہ شانہ و خلق را اخلاص و طاعت او بولائے خود بنماید۔ و ہم بہمت اینکه اورا
 در صدق و انصاف و وفا بیا و ماید۔ چنانچہ حضرت خلیلؑ بے درنگ پسر را

تركوا الله الوحيد وهم على اندادهم عاكفون - كثرت فتنهم
 وزادت على المسلمين محنتهم وكل يوم في تعرض شجرتهم وفي تخرج رعيهم
 وزيدتهم وتراؤهم كل صقعة وفي دنياهم يزيدون - وترى الاسلام
 كقفتة مالها من ثمرة واقفت وجاجته وما بقي من بفيضة فليبك
 الباكون - ضاعت الامانة وموضعها وحجى اثر الديانة وسرع
 شرجها ووءد العلم وخللا العالمون - ولقى العلماء كنانين لا
 يعلمون الديانة ولا الدين والى الاهواء يافدون - والذين
 سمو انفسهم مسلمين اكثرهم امام ربهم يفسقون - ويشربون الخمر
 ويوزنون ويظلمون الناس وفي الشهادات يكذبون - وارقد عوا
 عن الطاعة ولا يرفعون يد الى الصداقا والى المنكرات هم باسطون
 ترجمه: بر روى بنو ابانيد تا دى بخش كند - اے رب بن برن بطفيل نبى خود و طفيل
 ابراهيم با و فارحم بكن كه او بر كات ترا معاينه كرد و بنير و خوبى نايزند - و در رنگ
 اين واقعه و واقعه و قال است كه آنرا مخوف و مهيب و پراز رعب نموده
 و امرش بانتهار رسانيده اند و مراد و مقصود از ان غير از سلسله كه ملتم از بهتبايى
 و تعالىه باشد نبوده - و بوسه از الو مبيت و صفات الهى در ان نيت - بلكه در حقيقت
 آن سلسله فتن و مكاييد و دعوتهاى فسادات بطور ابتلا از پيش خداوند عز اسمه
 نباشد - و عايشا و كذا كه يك شريك بارى جل اسمه حادث شود و بر حكومت آسمان
 و زمين تصرف كند و بهشت و دوزخ و همه خزائن زمين با و باشد - و ايمر آسمان و
 آب دريا و آفتاب فلک همه مطيع فرمان او گردند و زنده كند و ميراند - سبحانه لا

و هذه الآفات كلها نزلت عليهم بعد ما نزلت علوم المغرب في
 قلوبهم حرّ بيت التنصّر في بلادهم فهم اليهم يُخشرون - وهذا
 هو النبا الذي قد بيّنه رسول الله صلى الله عليه وسلم وانتم
 تلقوه وند في صحیح البخاری وتسعون - فالنظر والى فتن العلوم والمغرب
 كيف تحشر الاحداث الى المغرب والنظر وكيف صدق الله نبا
 رسوله ايها المؤمنون - واعلموا ان المراد من النار نار الفتن التي
 جاءت من المغرب واحترقت الابواب التقوى فتاسرة توعدت السفهاء
 من لهبها واخرى زينت في اعينهم نورها وراودتهم عن انفسهم
 فهم بها مفتونون - فلا تفهموا من هذه الانباء لولها الظاهر ولا تعرضوا
 لها تشاهدون - واعلموا ان لكلمات رسول الله صلى الله عليه وسلم

ترجمہ شریک نہ تقدس و تعالیٰ حقیقت این است کہ این سہ استعارات
 لطیفہ است کہ خبر از وجود قومی میدہد کہ در دنیا اقتدار و بلندی یابند و از ہر کرانہ
 زمین بتازند و در تصرف درآرند - و آن قوم نصارا است کہ در تبلیس و عجائب صنعها
 پیش دستیہا نمودند و زمین را بیش از بیش آبادان کردند - و اعمال و کلمات
 ایشان خوارق عادت و سحر کاری و وامی نماید - و خلق از اسجادات و نوادر انہا
 در حیرت فروماند و آخر بسیار سے از اہلبیان اسیر بچہ مکرو زور انہا شدند - تبلیس
 انہا ہمہ زمین را فرو گرفت و سب است و ناپاکی از ان بر روست زمین شیوع یافت
 و باطل را با حق آمیختہ اند و مردم را بشرک و اباحت و ہر پتہ میخوانند - چگونه ممکن
 باشد کہ دجال از قوم یہود پیدا شود زیرا کہ طوق مسکن و دولت اقامت زیب

شانا ارفع واعلی ولا يفهمها الا الذي رزقه الله رزقاً حسناً
 من العارف واعطاه قلباً يفهم وعیناً تبصر واذا ناسمیع
 فهو علی بصیرة من ربه ولا یلقاها الا الذین جاتی فیهم عین ولا اثرهم
 یفنون فی رسول الله صلی الله علیه وسلم بحیث یصیر وجودهم
 منخلعاً عن احکامه و باحکام وجود النبی ینصبغون - فاولئک
 الذین یملاً صدورهم من علم النبی ویوتون خطاً من الوزارة
 ومن عینہ لیشربون - ویعطی لهم نصیب من صرائف العصمة
 والحکمة ویسقون من کاس مزاجها من تسنیم ویزکون بجلال الله
 وسلطانه ولحفظهم یحفظون - ثم یرثهم السعید الذی لیسمع کلامهم
 بحسن الظن والقبول ویتبعهم ویلزهم ویوثر لنفسهم لکسر سودة

ترجمہ مگھوئے انہا شدہ و انہا ابراہادشاہ وغالب نحو انہ شدہ - ان وعدہ
 خداوندی را نحو اندہ اید - وجاہل الذین اتبعوک الایہ در قرآن کی
 تدبیر بکنید کہ چہ طور ہمہ غیر اللہ را در زیر پاے ما در آورده و تا بقیامت بشارت
 علو کلمہ توحید داده است - حیرانم کہ چہ اول شما معارض و مخالف قرآن را دوست
 والی دارا و امیدارو - رواست کہ خدا تعالی در آخر زمان شرکیے جہت خود قائم بسازد؟
 اگر چہ براے روزے چند باشد - رای بدی زمیند -

اما واقعہ معلومہ کہ حق تعالی خواست غریبہ و نادرہ اش و انما ید نظیرش
 در قرآن واقعہ خواب فرعون است ہر گاہ گفت من ہفت گاہ فرہی رانی نیم الم -
 و ہمچنین خواب جناب یوسف علیہ السلام ہر گاہ پدر خود را گفت اے بابائے من

نفسه و یغیب فیهم بحجته فیخرج کالدرا المکنون - والحمد لله الذی جعلنی منهم فلیتخوا المتخون - لقد جئتم بالحکمة والبصیرة من ربی ولا یقین لهم بعض الذی کانوا فیدبختلون - وفرقوا الاسلام وجعلوا اهلہ شیعا وبعضهم علی بعض یصلون ویکفون - فآلوا ننادیهم فی عزاء فهل منهم مبارزون - وقد دعونا هم للمقاومة فهم عنها معرضون - امر ابرمو اهل فانا مبرمون - امر یحبون ان الله لا یمیز بین الخبیث والطیب ما لهم کیف یتفکرون والی انقض امری الی الله واصفهم عنهم فسوف یعلمون ومن علامات آخر الزمان التی اخبر الله تعالی منها فی القرآن واقعات نادره تشهد ولها فی هذا الزمان وتجردون

ترجمہ می بینم یا زده ستاره بارالخ - این نظیر بادریان ما و قوم ما حکم و بجهت رفع اختلاف بیان شافی میباشد -

و ہم چنین واقعه نزول حضرت مسیح علیہ السلام است کہ حق تعالی آرزو مانند واقعات مزبورہ و زید چادر استعارات پنهان داشت - اگر فهم و ارید بفہمید - هرگز از عادات الهیہ نبوده کہ خبر کس خود را در هر وقت و هر زمان پرده از روی کار بردارد بلکه احیانا میخواند بندگان را بیا زما ید لاجرم اخفائے انباء و ایما با سراسر میکنند و آنها آگاه نمی شوند -

اما واقعه غریبہ نادره کہ حق تعالی خواست بہ بیئت مفہومہ و معلومہ اش و انما ید نظیرش در قرآن اخبار از نعماتی جنت است از آنها و جوئی شیر و درختان

وقد بین لنا علما ماتد وقال اذ الجبال سیرت - واذ البحار فحرت
 واذ العشار عطلت - واذ النفوس زوجت - واذ الصمیف نُشرت -
 واذ ازلفت الارض الائمة - واذ الارض مدت - والقت فیها
 وتمخلت - واذ الکواکب انتثرت - واذ الوحوش حشرت - وفی کل
 ذالک اتباع آخر الزمان لقوم یتفکرون - اما لتسیر الجبال فقد
 رایتم باعینکم ان الجبال کیف سیرت واذیلت من مواضعها و
 خیامها هدمت - وقنولها لاقت الوهاد وصفوفها تقوضت -
 تمشون علی مناکبها وتافدون - واما لتجیر البحار فقد سرتیم الله
 بعثت فوجا فجر البحار واجروا الانهار و هم علی تجیرها مدامون
 واحاطوا علی د قائل علم لتجیر الانهار و فاضوا بها الی کل وادعی

توجه و شمره با گوشت پرند و از قبیل آنچه خلق انهار می نمود و می خواهد -
 انهار و اخفا کند هر چه را خواهد - در فعل و معصالح و حکم و ابتلا به پنهان می باشد
 اکثری بے بان نمی برند - نظر به ظاهر شریعت و پوست آن می کارند و از حقایقش
 خبر ندارند - و هرگاه کشف سر برایشان کرده خود بدیده احتقار و ظن بد می بینند
 و کفر می کنند - و می گویند چه پوشد که همه بر خطا توارد کرد و چگونه گمان بریم که آن
 سواد کثیر بر خطا است و شما بر صواب میباشید - در یفا نمیدانند که حق تعالی بر
 امر خود غالب است هرگاه اخفاست چیزی را خواهد بچکس آنرا نتواند بفهمد - و عادت
 و یاد قرآن میخوانند و باز غفلت میورزند - نمیدانند که بامی افتد که حق تعالی
 امر را بر انبیائے مقررین محبوب میکند و غرض اذن اخفاء ابتلاء می باشد -

ندع لیجر والارض ویدفعوا بلایا القط من اهلها وکذاک یعملون
 یتفعدوا من الارض حق الانتفاع فهم منتفعون - واما تعطیل
 العشار فهو شارته الی والبور البر الذی عطل العشار والقلاص
 فلا یسعی علیها والمخلق علی البور یرکبن - ولیحلون علیه اوزارهم
 واثقالهم وکطی الارض من ملک الی ملک یصلون - ذالک
 من فضل الله علینا وعلی الناس ولكن اکثر الناس لا یشکرون -
 جعل الله علی قلوبهم اکنه ان یفقهوا اسل ده و فی اذا لهم
 وقرأهم لا یسمعون - واذا وجدوا صنعت من صنایع الناس ولمن
 ایدی الکفره یاخذونها ینتفعوا بها واذا راوا صنعت حرمه
 من الله فیردون - واما تزویج النفوس فهو علی الخایه منها

ترجمہ نظر بران چگونه راست آید کہ امت سبقت بر انبیا تواند بہر دو نمی شود کہ
 حق تعالی کسے را بے افتتان مومن محبوب کند بالیقین حق تعالی امت را از اخبار غیبیہ
 در کورہ امتحان نمی آگند چنانچہ حضرت فاروق (رضی اللہ عنہ) و امثال ویرا برین محک
 زو شافان بر انبیا نمی باشید - و بسیارے ازین قسم ابتلاء بوقوع آمدہ فرخندہ
 تو مے کہ چشم اعتبار می کشایند - گویند چگونه برین شیخ ایمان آریم و حال آنکہ ما را بشارت
 داده اند کہ او در نزد منارہ دمشق نزول آورد و دجال را بکشد و با دشمنان بجنگد
 و جمعیت انہا را بشکند - و ازین قبیل حجت ہائے بیہودہ می آنگیزند - و ازین کہ نمی و
 خطا کاری قدم براہ صواب نمی زنند سخنانندہ اند کہ میگویند کارزار و پیکار را وضع
 و رفع کند ؟ هیچ بخاری نخواندہ اند یا بر انچه خواندہ اند خطا نسیان می کشند ؟ - از

اشارته الى التلغراف الذي يمد الناس في كل ساعة العسق وباقي
 باخبارا عنهم كانوا باقصى الارض فينبغي من حالاتهم قبل ان يقوم
 المستفسر من مقامه ويدير بين المشرق والمغرب سواك وجوابا
 كانهم ملاقون - ويخبر المضطربين باسرع ساعته من احوال
 اشخاص هم في امرهم مشفقون - فلا شك ان يزوج لفسين
 من مكانين لجدين فيكلم بعضهم البعض كاندكاجاب بينهم
 وكانهم متقاربون - ومنها اشارته الى امن طرق البحر البرورفع
 الحج فيسير الناس من بلاد الى بلاد ولا يخافون - ولا شك ان
 في هذا الزمان زادت تعلقات البلاد بالبلاد وتعارف الناس
 بالناس فهم في كل يوم يزوجون - وزوج الله التجار بالتجار

ترجمه کجا این خبر باو شان رسید و بکدام دلیل یقین بان آورده اند که مسیح بر شق
 که قاعده شام است نزول فرماید ؟ - خود حضرت رسول الله (صلی الله علیه
 وسلم) همراه آنها بدمشق رفت و مناره و موضع نزول را با آنها نشان داد و با صوت
 آنرا در پاره قرطاس به نظر آنها وانمود ؟ - که آنها خویش می شناسند و شبتهی
 در آن نمی دارند - یا آن بلده بر حرمین و دیگر قریه با فضیلتی دارد و ساکنانش
 همه پاک و برگزیده می باشند - و لفظ دمشق که در احادیث وارد شده باید
 مغرود بان نشوند زیرا که آن مفهوم عام و اشتغال بر معانیها دارد که از نظر
 عارفان پوشیده نیست چنانچه از جمله آن اسم بلده است و نام سر داتوقی
 از نسل کنعان و ناته و حمل و مرد چاکب دست و هم چنین معانی دیگر - اما آن

واهل الثخور باهل الثخور واهل الخفة باهل الخفة فهم
 فی جلب النفع ودفع الضرر منتشر کون - و فی کل لعمته و سرور
 و لباس و طعام و جوار متعا و لون - و یجلب کل شی من خطة
 الی خطة فالنظر کیف زوج الناس کانهم فی قارب واحد
 جالسون و من اسباب هذا التزویج سید الناس فی البور البر و البحر فهم فی
 تلك الاسفار یتجارون - و من اسبابه مکتوبات قد حسنت
 طرق ارسالها فترى انما ترسل الی اقاصی الارض و ارجائها
 و انما معنت النظر فتجيب کثرة ارسالها و لی تجد نظیرها فی اول الزمان و کذا
 تجيب کثرة المسافرين و التجارین فتلک و سائل تزویج الناس
 و تجار فهم ما کان منها اثر من قبل و انی انشد تکلم الداد ایتهم

توجه معنی که بران اصرار و از غیران اعراض میکنند چه خصوصیت حق
 خاصه دارد؟ - همچنین لفظ مناره که در حدیث آمده مراد از ان موضع نور است
 و گاهی اطلاق آن بر نشانی میشود که بدان راه یابند - و این اشاره بدانست
 که مسیح موعود با نور هاست شناخته شود که دعوتش را برنگ مقدمه و علم باشد که خلق
 از ان با و راه یابند - و نفیرش در قرآن است و احیاء الی الله باذنه و سوجا
 منیرا - یعنی چنانچه سراج با نارت خویش شناخته شود همچنین آن مسیح بنارت
 خویش معروف شود - و گرنه وجود هیچگونه مناره در عهد جناب نبوت مآب
 (صلی الله علیه و سلم) به ثبوت نمیرسد و نه ایمانی بدان رفته که مبطلین را بمال
 ریب و تردد بدست آید - لاریب این استعارات سنونه است که عارفان

مثلها قبل هذا او كنتم في كتب لقرءون - واما نشر الصحف
فهو اشارة الى وسائلها التي هي المطابع كما ترى ان الله بعث
توما اوجدا واللات الطبع فكان من مطبع يوجد في الهند
وغیره من البلاد ذلك فعل الله لينصرنا في امرنا وليشيع
ديننا وكتبنا ويبلغ معارفنا الى كل قوم يعلمهم يستمعون اليه ولعلمهم
يرشدون - واما زلزلة الارض والقاءها ما فيها فهي
اشارة الى انقلاب عظيم ترونه باعينكم وایما الى ظهور
علوم الارض وبدائعها ومناجیها وبدو عالقها وسیاتها ومکایدها
وحد عالقها وكل ما يصنعون - واما انتشار الكواكب فهو
اشارة الى فتن العلماء وذهاب المتقين منهم كما انكم

ترجمہ سیداندر ظالمان دران مجادلت میکنند - چر اسنتہائے خداوندی را
بہ نگاہ تدبیر نمی بینند؟ - این سانحہ تازہ نیست کہ بہ نظر انہا حادث شدہ و
پیش از ان نظیرش نہ گزشتہ باشد کہ سبادت با شکار میکنند - و کدام ستر تخفیر
بدوہ و عشق و منارہ اش میا شد بیان بکنید اگر اتباع اسرار الہی میکنید و جاوہ
الحاد را نمی سپردید - چرا ازین استعارہ در شگفت ماندہ اید؟ نمی دانید کہ انہا
علیم السلام استعارات را حلو کلام خود قرار دادہ اند و اوشان در پس این
پردہ ہا گفتار میکنند - چنانچہ یاد بکنید قول حضرت خلیل را "آستان درت را
تغییر کن" و بنگاہ بیان از یاد کہ حضرت اسماعیل چه طو اشارة پدید را فہم کردہ
یعنی از لفظ آستان آستان بفہمید یا ز وجہ مراد گرفتہ - باید اے مسلمانان اندیشہ

ترو ان اثار العلم قد مُحِيتْ وعفت والذين كانوا اولوا العلم
 فبعضهم ماتوا وبعضهم عموا ومما لهم تاب الله عليهم ثم عموا
 صمو اكثر منهم والله بصير بما يعملون - واما حشر لوحوش فهو
 ۲ شاسته الى كثرة الجاهلین الفاسقين وذهاب الدیانتہ
 والتقوی فترون با عنیکم کیف نزع بای الصلاح واصبح ماء
 غول واكثر الخلق لیسعون الى الشر وفي امور الذين يدھنون
 اذا امروا بالشر فیاخذونہ واذ امروا خیراً فھم علی اعتقادہم
 ینقلبون - ینظرون الى صنایع الکفرۃ بنظر الحب وعن
 صنع الله یحسبون - ایھا الناس انظروا الى الاء الله - کیف
 جددو منکم وابدع ھئیتدھرکم واعرع فیہ عجائب ما راۃھا عین

ترجمہ بفرمائید - وحفرت فاروق (رضی اللہ عنہ) بیا د آرید کہ چگونه از کرباب
 سوت خودش نھیدنہ حقیقتہ شکستن در - و اگر خواہید درین باب حدیث حدیث
 از صحیح بخاری مطالعہ کنید تا پی بہ حقیقت بہرید -

وگویند مسیح موعود در وقت خروج دجال ویا جوج ویا جوج باید بیاید و پیچ یک
 از انہا نمی بینیم کہ خارج شدہ است چگونه روا باشد کہ قبل از وجود و خروج انہا
 مسیح ظہور فرماید - در جواب میگویم کہ این دو نام نام تومی است کہ شعبہ ہائے انہا
 درین زمان ماکہ آخر زمان است ہر طرف متفرق و کثرت وے در صفات تشاک
 میباشند - و آن قوم روس و قوم براطنہ و اخوان انہا ہستند و دجال در انہا گرفتار
 و اعطان انجیل است کہ از دجل و تلبیس باطل را سبقت می آئیند - و جولان گاہ

آباء کم ولا اجد اذ کم وانتم بها تترفون - وعلم اهل اربا
صنعة وابور البراءة لکم ولعشیرتکم لعلمکم تشکرون -
النظر والیها کیف تجی بامرہ فی البرادی والعران توکولہا
لیلا ونهارا وتذہبون بغیر قلب الی ما تشاؤن - وکذا الک
فہم اهل المغرب صنایع دون ذالک من آلات الحرث
والحرب والعمارات والطحن واللبوس والزواج اذ وادعج الثقیل
وما یتعلق بتزینات المدن والمنازل وتسهیل مهماتها فانتم
ترغبون فیہا وتستعملون - وتجدون فی کل شہر وسنتہ من
ایجادات غریبہ نادرہ لم ترعینکم مثلہا - فمنہا تمدکم فی عیشکم
وتنجیکم من شق الا لفس کفادیق طاقتہ الکبریت الی بہا تو قدون -

ترجمہ و تثنہ شق سکا کہ انہا نہند را قرار دادہ اند - راست آمد آنچہ حضرت
نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) فرمودہ بود کہ انہا از بلاد مشرقیہ سر بر آرد چنانچہ
بر وفق این حدیث انہا از مشرق نہد خروج کردہ اند - و اگر دجال و ہمچنین قوم
یا جوج و ماجوج غیر ان باشند کہ ما گفتہ ایم در کلام نبی اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
تساخص و اختلاف راہ یا بد - و قسم بخدا کہ کلام نبی ما از ان منزہ است و لے شام
از حق دور افتاہ اید - آنچہ در بخاری آمده کہ مسیح صلیب را بشکند اشارہ باینہ
بدان است کہ مسیح در وقت قیامت نمود کند کہ پرستار و بزرگ در ندہ صلیب باشند -
و پرستار ہست کہ انہا اعدا سے حق و سرشار از مٹی ہوا و کبر ہستند و ظاہر ہست کہ انہا
قبض و تصرف بر مشارق و مغارب یا ہستند و ہر چہ از سوسے عالم را فرا گرفتہ اند -

و کز نیت الغا زالذی مند مصابیحکم تنیرون - و منها صنایع هی
 زینتہ بیوتکم فتاخذ و لها وانتم مستبشرون - فانظر و افکرو
 ان اللہ مریکم الوہب الکریم الذی اعطاکم من کل نواذر الارض
 و املاً بیوتکم منها فکیف تعجبون من نزول نواذر السماء و
 تستعبدون - و لتسرون باشیاء دنیا کم التی هی ایا م معد و دات
 و لا تنظرون الی زاد عقبیکم و لا تبالون - و کیف تعجبون من
 نزول المسیح و ایا ما لفضل الروحانی و انتم ترون عجایب فضل اللہ
 قد تجلبت لاراحتہ اجسامکم بصور جدیدہ و حلل نادرہ ما
 تجدون مثلها فی ایا م اباہ کم - افتمنون لعجائب الکفار
 بفعل اللہ تکفرون - و تمیسون من قدرہ اللہ و من قدرہ الخلق

ترجمہ و نیز نیکو شکار شد آن خیانتہا کہ در دین و شرعیت و در ہر کار بعمل آورده
 اند و می آرند - اند کے نگاہ بکنید سبہت آن و جال کہ مہموم و مفروض شماست
 کے مجال ظہور و موضع میسر آید تا انہا زمین را شتاک ہستند - از عقل شما
 عجب دارم کہ علماء و این قوم را گزاشتہ از کجا و جالے دیگر می تراشید و بر کدام
 خاکش مسلط میکنید؟ - سخواندہ اید کہ مسیح در وقت عابدان صلیب ظاہر شود؟
 کجا سر اسیمہ واریگر دید؟ نمی بینید کہ حق تعالی این اقوام را بسیارے از زمین
 در تلیک و قبضہ برد و چرخ را حسب کام انہا بگردش در آورد و از ہر شی سبہت
 انہا سببی برانگیخت و در ہمہ کار با اعانت و امداد انہا کرد چگونہ امکان دارد کہ
 کہ با وجود انہا شفعہ دیگر پیدا شود کہ بر حسب زعم شما زمین را مسخر خود سازد -

لا تئسّون - ما لكم لا تعرفون افعال الله الناجزة ببعض
 افعاله التي تعرفونها وتشاهدون - اكنتم مطلعين من قبل على
 هذه النواذر التي ظهرت في زمانكم من ابواب البر والتلذذ
 وصنایع اخرى وكان كلها مكتوبة في القران وليكنكم كنتم لا
 تفهمون - وكذا لك ما فهمتم من نزول المسيح من غرذكم وقد
 كان مكتوباً في كتاب الله وما كان للبشر ان يفهم شيئاً قبل
 تفهيم الله ولو كان النبيون - والعجب كل العجب منكم انكم لا تطهرون
 كراحتكم في قبول صناعات جديدة مفيدة لاجسامكم ولكن اذا
 دعوتكم الى صنع الله الذي القن كل شئ وبرايقوه في اعينكم غريباً
 نادراً فاظهرتم كراحتكم ونحطه وايتم وانتم تعلمون - ايها الناس

ترجمه در جرمي که بياربستيد يا در خواب نرازشنايد - گر اين اقرار فراموش
 ساختيد که مسيح بجهت شکستن صليب ظهور کند - اگر دجال را بر سر زمين احاطه
 تصرف حاصل آيد باو صليب و ملوک صليب را کجا نشانی و اثری بود - بر خي
 از دانش و خرد کار بگيريد - ظرف نگاه بکنيد که اين دو نقيض چگونه در یک پله
 اجتماع درست آيد - يعني اگر دجال بر تمام روستا زمين غير از حرين غالب و قاهر
 شد سببت غلبه صليب کدام جا و مکان باقی ماند - می توانيد اين را اثبات بکنيد
 چرا اين تناقض بفهم شما نمی آيد - و خدا احوال شما با یکديگر تخالف دارد - در احوال
 رسول الله صلى الله عليه وسلم تلبيس و دجل را روا داشتيد و با اين همه برستی
 خود سوگند ميخوريد - و انهارا که دل و دانش و خرد کمتر دارند از راه ميبريد - و باطل را

ما جئت باهر منكر وقد شهد الله على صدق و ساريتم بعض آياتي
 ووجدتم ذكرى مني في كتاب الله الذي به تومنون - والله تكم الامم عنكم
 ليتبلى علمكم و تقوكم ما عتوت فتنته و انتم غافلون - ايها الاخوان
 خذوا كتاب الله بايد يكتمتم قد جروا فيه هل جاء وقت آخر الزمان
 او في محيى حقب و قرون - انكم تعلمون ان المسيح ياتي في آخر الزمان
 و قد رايتهم باعينكم علاماته و شاهدتم النواذر الاربعة التي جعلها
 القرآن الكريم من آثار الزمن المتأخر و انتم منها تتفعون - انكم
 لا تومنون بالنواذر السماوية التي قدل عليها الاية الكريمة
 اعني بالكتوله تعالى اذا السماء كسطت و تحل دون الى الارض ومن
 آلاء السماء تعبدون - و قد لمشرب الرب الكريم في هذا الامر بشارة

ترجمه در چشم آنها زمين و بگفتها رسول كريم صلى الله عليه وسلم زيات
 و نقص سيكتيد - هر قدر تاب و توان و ياران و ياوران داريد فراهم بياريد و
 هرگز نشود كه اين اختلافات را رفع كنيد يا توفيق و تطبيق در آنها توانيد بدسيد -
 ز نهار دانسته ميل باطل بياريد - و اگر مرا قبول و تقوى التدا شعرا سازيد
 گنايان گزشته از شما مغفور گردد و فضل خداوندى شمارا دريابد - اهل مدينت
 بايد درين باب تدبير فرمايند - فاسق است آنكه بعد از نمودن راه به اين راه
 نيايد -

مردمان علامت آخر الزمان باليقين آشكار شد اکنون و ز ظهور مسيح چنانك
 مى آيد - بيايد بعض ازان علامت را بر شما ياد سيكنيم كه رشد و سعادت

آخری بقولہ و انالہ لحافطون - و لکن تنسبون بشارات سرکم
 و فی ایاتہ تلحدون - اعلیوا بہا الاخرۃ ان السماء والارض کانتا
 رتقا ففتقنہما اللہ فکشط السماء بامرہ وصدعت و نزلت نواذ
 و خرجت لیبتلی اللہ عبادہ الی ای حقتہ یمیلون - و لقد مت
 نواذر الارض علی نواذر السماء فاعتر الناس بصنایعہا و عجا
 علومہا و غرایب فنوئہا و کادوا ان لہیکون - فنظر الرب الکریم
 الی الارض و مراہا مملوۃ من المہلکات و مترعۃ من المعسڈات
 و مراہی الخلق مفتقنا بنواذرہا و راہی المتفرین انہم ضلوا و یضلو
 و راہی فلا سفقہم اخلبوا الناس بعلومہم و نواذر فنوئہم ففت
 تلك العلوم فی قلوب الاحداث بموقع عظیم کا نھم سحر و

ترجمہ نصیب شما گردد - ازاںجہ آتش فتند و اگر ہیاست کہ مردم را از
 مشرق بسوی مغرب بردہ - و درین پندست بجهت انہا کہ از خدا می ترسند -
 و ابلیس مردم را از پس و از راست و چپ فرا گرفته و بسیارے از شامت
 اعمال خود اسیر پیچہ او شدند و ازین ابتلا جنز مرحوم محفوظانند - و در میان انہا
 و ایمان انہا سوج ضلالت گھایل شدہ انہا غرقہ بحر ہلاک شدند - و اکثرے از انہا
 بعد از ارتداد و در کفر و عداوت قدم پیشتر نہادند و در افترا بر اسلام و اطفائی
 نورش سعی ہرچہ تمام تر سجا آوردند و لے براضرار و کسرش قادر نشدند - و کتاب اللہ
 را کہ دست کردند از حجت ہ سے بنیہ و انوارش مملو یافتند لاجرم زیان زدہ و
 ناکام باز گشتند - و این سہ در چشم انہا کہ از ظلم و کبر می ستیزند امرے دشوار و

فجذبوا إلى الشهوات واستيفاء اللذات والتحقوق بالبهائم
والحشرات وعصا ربهم والبوليهم واکابرهم واشربوا في قلوبهم
الحرية وغلبت عليهم الخلاعة والمجون - فاراد الله ان ^{محفظ}
خزنة کتابه ودين طلابه من فتن تلك النواذر كما وعد في
قوله انما نحن نزلنا الذکر واناله لخاصون - فانجر وعده وايد
عبده فضلا من رحمته وافحى الي ان اقوم بالانذار وانزل
معي نواذر النكات والعلوم والتايدات من السماء ليكسر بها
نواذر المتصنين وصليهم ويحتقر اديهم واديهم ويدحض
حججهم وليختم لعينهم وقرينهم - فمظهر نواذر الارض و
فتنها هو الذي سمي بالذجال المعهود - ومظهر نواذر السماء

توجه بزرگ است و حقیقت که شنگاران خوف از خدا ندارند و دنیا را نگذازند
و روبه تقوی نیارند - از فتن و فجور دل و دیده آنها از نور و بصارت محروم شد لاچارم
در تاریکیها سرگردانیا میکشند - و بهای آنها در زیر غلاف هست و دیده نهند
آئینه که جلاندارد - غیر از خوردن و نوشیدن ندارند - از خدا و گردانیده رو
به معبودان باطل آورده اند - مسلمانان از کثرت فتنه با و آزار بهای آنها بجان
آورده اند - در خدان آنها هر روز در بامیدن و ترقیات آنها در افزونی است -
از هر کرانه زمین نمودار شده اند و در دنیا افزونی فوق العاده نصیب آنها شده
و اسلام مثل درختی کهنه شده که قمر ندارد و یا مانند ماکینائی که بجنه نیگندارد -
باید گریندگان بگریند و نوحه کنند - امانت و موضع اشضاض و دیانت محو و علم

والوادها هو الذي سمي بالمسيح الموعود - خصمان تلقا بلا في زمن وحد
فليسمع المستمعون - فالآية الاولى من آيات صدقي اني ارسلت
في وقت هذه الفتن التي قد اثار كتاب الله اليها فانزلني ربي
من السماء كما اخرج الفتن من الارض وتكلم في استعدادات و
ايدي في كما ايد الصادقون - انظر والى الايام التي كانت قبلكم
من اليوم التي خلق الله فيه الانسان هل شاعت وغلبت مثل
هذه الفتن العظيمة على وجه الارض او هل سمع نظيرها ونظير
نواذرها في شيع الاولين غا لكم لا تفكرون - اما ترون كيف ترد
آيات الله باقوال الفلاسفة وتستخف بها وتكتب في مرها الوت
من كتب هل سمعتم مثلها من قبل ايها المورخون - هل سمعتم من قبل

توجه دنده در گورد عالمان فنا شد و بر اين با همه چار بکبير زده شد - و اين
علماء که با تيمانده اند مانند اثر دها هستند که از ويانت و دين جايل و به هوا و هوس
مايل مي باشند - و آنها که نام مسلمانان بر خود ياد ميکنند اکثر از آنها مي خوار
و زاني و ظالم و کاذب در شهادت هستند - و غافل از طاعات و در گردان از ادا
صدقات و دير بر ارتحاب سنکرات مي باشند - اين همه آفات از شدت دلگي
بعلوم مغربيه و آزادي متصرف در سينه آنها تولد شده - و ميل خاطرشان بوسه
اشار روز افزون مي باشد - اين همان نبوت است که حضرت رسول کریم صلی
عليه وسلم از پيش بيان آن فرموده - در بخاري از بابت آن خوانده و شنیده
باشيد - بنگاه غاير در فتنه ها علوم مغربيه بکيند که چگونه جوانان را کاشکان

توهین الرسول اکرم و سبّ و طعن فی دینہ و الفحک علیہ کما انکم
فی ہذا الزمان تسمعون۔ اہل سمع احد من الاولین از در سماع
کتاب اللہ و احقاق رسوله بالفاظ شیعۃ مولتہ کما تسمعون اذ انکم
فلم تعجبون من رحمۃ اللہ فی ہذا الطوفان ایہا النائمون۔ الاتون
کیف یسخر منکم و من دینکم منخر اللہ منہم و اممہم و عجمہم
فہم لا یبصرون۔ ایہا الافترقہ هل اتی زمان علی احد کما اتی علیکم
سمعتہم من اہل الکتاب اذئی کثیرا و سبقوا فی الافتراء و السب
والایذاء و صبت علی الاسلام مصائب ترع الحیر فی مرعی الخیل
و ترع الکلاب علی الخیل لبشدة الميل فای زمان بعد ذلک منتظر

توجہ ہوئے مغرب می برد۔ ہاں اے مومنان نگاہے بیا ندازید کہ چہ طور
حق تعالیٰ نبوت رسول خود را (علیہ الصلوٰۃ والسلام) صدق و راستی بطہور آوردہ
و یقین بآئینہ کہ مراد از نامہین نارفتن بودہ کہ از مغرب پدیدار شدہ و لباس
تقویٰ را پاک سوختہ۔ گاہے بخیر دان از زبانہ بایش میترساند و وقتی نور خود را
در دیدگمانہا جلوه می دہد۔ و انہاد دل از دست دادہ و شیدایش گردیدہ اند۔ نظر
بر این حال نباید از ان بدلول ظاہرش فہم کنید و از مشاہدہ دیدہ ہر بندید۔ و
بدانید کہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اکہ شان بلند و بزرگ دارد
جز کسی نمی فہمد کہ اور از معارف بہرہ وافی دادہ اند و ہم دل دانا و چشم بینا و گوش
شنوا دارد۔ این چنین شخصے از پروردگار خود صاحب بصیرت میاورد۔ و باین

و من آیات صدقی انه تعالى وفقنی بالتاج سرسوله و اقتداء نبيه
 صلی الله علیه و سلم فما رایت اثرا من آثار النبی الا قفوتہ و لا جبلا
 من جبال المشکلات الاعلوتہ و المحققی رجب بالذین هم یبعثون - و من
 آیات صدقی انه اظهرنی علی کثیر من امور الغیب و هو لا یظهر علی
 غیبہ احد الا الذین هم یسئلون - و من آیات صدقی انه یحبیب
 دعواتی و یتولی حاجاتی و یبارک فی افعالی و کلماتی و یوالی منی الانی
 و یعادی من عادانی و ینبئنی مما یکتمون - و انه سمع کثیرا من بکائی
 و رفعتی اذا خرت امامه و اجاب ادعیتی کما استطیع احضاءها و
 احسن مثوائی و من علی بلاء لیت لی الفاظ لبیا بها و اتم علی رحمتی فی الدنیا
 و الآخرة و جعلنی من الذین ینصرون - و خاطبتنی و قال یا احمدی

ترجمہ عالیہ انہا فایز میشوند کہ از نفس خود ہا بجلی بروں آمدہ بہ سیرت رسول
 خود شکیب و تخلق میشوند و نحوی در رسول فنا میگرددند کہ از وجود انہا نامے نشانی
 نمی ماند و خود انہا از احکام خود با تمام غاری شدہ رنگین با حکام و جو ذبی می شود
 این مردم سینہ ہائے انہا را از علم نبی پر می سازند و از انوارش خطے دافرا انہا را می
 بخشند - و از چشمہ اش سیراب میشوند - خلعت عصمت و حکمت بانہا می پرشانند
 و کاسات از تسنیم باوشان می نوشانند - و جلال اللہ تزکیہ و حفظ انہا را بر عہدہ
 خود بگیرد - بعد آن سعادتمند و ارف ایشان می شود کہ از حسن ظن و قبول گوش
 بر کلام ایشان دارد و دامن ایشان را نگذارد و بہ جہت شکستن غلبہ نفس خود
 نفس پاک ایشان را بر خود گزیند - دو دریا سے ایشان غوطہ زدہ آخر ہر رنگ و رنگین

انت مرادی و معی - انت منی بمنزلتہ توحیدی و تفردی فی حق
 ان تعان و تعرف بین الناس - انت منی بمنزلتہ لا یعلمها الخلق -
 فکلمنی بکلمات لو کانت لی الدنیا کلها ما استر فی کما استر تنی هذه الکلمات
 المحبوبة - فروحی فداء سبیلہ - هو ولی فی الدنیا و الآخرة ما
 اصابنی ظلم ولا نصب ولا مخنصة الا اتانی لنصرتی و اری آلائه
 و اودعه تنزل علی کالذین لا یتحسنون -

و من آیات صدقی انه اعطانی علم القرآن و اخبونی من
 دقائق الفرقان الذی لا یمسہ الا المطہرون - و من آیات صدقی
 انه اذ بنی فاحسن تادیبی و جعل مشر فی الصبر و الرضاء و الموافقة
 لولی - و الاتباع لرسولی و اودع فی فطرتی رموز العرفان و جعلنی
 ترجمان **ترجمہ** بردون آید - و حمد مر خدا را تبارک و تعالیٰ کہ مرا از ایشان کردہ - آزمایندگان

باید بیازماید - مرا پروردگار حکمت و بصیرت معرفت بخشیدہ است و بجهت آن آمدہ ام کہ بعضی
 از مخلوقات انہارا بیان سازم - زیرا کہ اسلام و مسلمانان را پارہ پارہ کردہ اند و
 بر یکدیگر می تازند و کفیر ہر گرمی کنند - اکنون انہارا در میدان ندای زخم - سباز می ہست
 کہ بروند کند - بجهت مقادست انہارا دعوت کردیم ولی اذان اعراض می ورزند -
 آگاہ باشند کہ اگر انہا ابرام اگر کردہ اند ما ہم کردہ ایم - مگر انہا گمان دارند کہ
 حق تعالیٰ طبیب را از خبیث تمیز نہ سازد - اندیشہ بد در کار میکنند - من زمام امور
 خود را بدست خدا سے توانای سپارم و از انہا در میگذرم زود است کہ بدانند - و
 از علامت آخر زمان آنچه قرآن کریم انہا را ان سیکند و اقعاع ناوہ میا شد کہ در

عارف المصالح الامور ومفاصلها وادخلني في الدين هم
 منفردون - يا مشايخ العرب واصفياء الحرمين هذا الهى الاخيار
 والمواظ على عرضتها على علماء الهند ونبهتهم فلم يبتجها و
 فلم يتعظوا والقطت فلم يستيقظوا - ووقعوا في ضلوك الجاهلية
 وهوا بتكفيرى وتكذيبى واخذوا بتلايى وهم على تولم يرون -
 وقد اتممت عليهم حجتى واتبع عليهم صباح صدقى وحجى وابدعوا
 واستيقظوا انفسهم وهم بلسانهم منكرون - واني ادى قلوبهم
 وجلبت وفي مهجتهم حسرة وكره وتراء لهم الحق وهم يتجاهلون
 وادى اليهم قد لغوا وكانوا في امرى ازواجاً شتى - فبعضهم
 صدقنى وهم ضعفاهم والقيائهم وبعضهم كذبى واعرضوا ذلانى

ترجمہ زمان ہر کسے مشاہدہ و معاینہ اش می نماید - چنانچہ می فرماید - ہر گاہ
 کو بہار و ان کردہ شود - ہر گاہ دریا یا پارہ پارہ کردہ شود - ہر گاہ شتر آوہ
 معطل گزاشتہ شود - ہر گاہ نفوس را با ہم پیوند دادہ شود - ہر گاہ نوشتہ تا
 شیوع و انتشار دادہ شود - ہر گاہ زمین بزلزلہ آورده شود - ہر گاہ زمین کشیدہ
 شود و آنچه را کہ در شکش می باشد بر و ن اندازد و فارغ بشود - ہر گاہ ستارہ ہا
 بر ایشان شود - ہر گاہ وحوش فراہم آوردہ شود - این سہمہ نبوت ہا و اخبار آخر زمان
 برائے قومى کہ فکر میکنند -

چنانچہ بہ گویا ہر گاہ کہ چہ طور از مواضع ازالہ و از جا بر آورده شدہ -
 خیمہ ہا ش منہدم شدہ و آن سہمہ بلند بیابان زمین پستی و سہوار گردیدہ کہ مسافران

فی عینه کبراً و قلّی و هم الذین یشکرون - و انا اری المصدقین لهم
یزیدون - و اری المکذبین انهم ینقصون - و یاتی الارض ربّی
ینقصها من اطرافها و یفهم القلوب و یفتح العیون و یریل الطنون
والذین یا قونی بتوسم الاتقیاء فهم لیرفوننی و یرالعیون
یشد بصیرته تقوی لهم فهم لا یتردّون - و قد انبانی ربّی ننی

کسفینه نوح للغلق فمن اتانی ودخل فی البیعة فقد نجح من الضیعة -
فطوبی لقومهم یخون - و ما اهر الناس الا بالقرآن و الی القرآن
و الی طاعته الوب الذی الیه یرجعون - ان الله قد رای فی
قلوب الناس و جوارح الناس و اعین الناس و اذان الناس
نیات الناس ذل و با و اثاماً و اجل ما و سل لهم ملوثین بالانواع المعاصی

توجه به تمام تر سهولت بر سنا کش آمد و شد میکنند - و بدریا با نگاه بکشد - حق
تعالی قومی را برگزاشته که دریا را پاره پاره کرده و جویها را از آن کشیده اند و هنوز
مداومت بر این عمل دارند - مہارت تمام در علم تغیر انہار بدست آورده ہر وادی کہ بی آب
و گیاه بودہ روانش ساختہ اند بجهت این کہ بلائے خشک سالی را از سر مردم دفع کنند - و بجهت
این کہ از حاصل زمین نفع کلی گیر یارند -

و تعطیل نشتر مادی اشارت بہ کاری آتشین است کہ ہر مرکوبات را از شتر و غنمی و ہر چه
از ان قبیل است بیکار محض گردانیدہ کہ خلق از ان اعراض کردہ باز روستے دل سوارین
میشوند و احوال و افعال را بر آن بار میکنند - و بزرگ در نوشتن زمین از ملکی مملکت
فضل خداست بر ما و بر جمیع مردم ولی اکثرے از بنی آدم شکر نمیکنند - و ہای انہاد و زیر

والحطیات فاقا مرعبداً من عباده لدعوتهم الی لب الدین
وحقیقتہ البشر لعیۃ القی ما ذاق الناس طعمها فعم منها فحجج مروت

ترجمہ پرده با نہان است لاجرم قدرت برہم اسرار الہی ندارند و گوش ہاے
انہا کر شدہ کہ چیزے نمی شنوند۔ ہر گاہ صنعتی را از صنایع مردم بہ بنید و اگر چہ ہمہ آن
عمل کفار باشد بہجت انتفاع و دوستش می آرند و لے اگر صنعت رحمت الہی بہ بنید
دست و بران می زنند۔

و ترویج نفوس بر چند نوع است۔ ازان جمله اشارت بہ سیم مقتول است (تلفظ) کہ
در وقت عتراء دم سیکند و از عزیزان کہ در بلاد بعیدہ باشند خبر می آرد و بیشتر ازانکہ
پر سئندہ از بجائے خود بر خیزد۔ و در میان مشرقی و مغربی سوال و جواب را ادارت سیکند کہ
گو یا انہا شہا بیکدیگر برسیورند۔ و چشم در راہان را از احوال شخصے کہ از عدم اطلاع بہ
حالش بروے سیلزند با سرعت ساعت آگاہ می سازد۔ ازانجا آشکار شد کہ این سیم مقتول دو
کس را کہ ہر یک ازان دیکان دور می باشد با ہم پیوند می بخشد بہ پنجے کہ بی حجاب با یکدیگر
گفتگو سیکند۔ و از انجمله اشارت بہ این راہ ہاے بر و بروج ہمہ صعوبتہا است کہ مردم بی سیم
و ہراس از شہری بشہری می روند و می آیند۔ و بہ حقیقت درین دمان تعلقات بلاد یا با و تجارت
مردم با مردم از دیا پذیرفتہ و کمتر روزے سپری می شود کہ درین ارتباط ترقی رونمایند۔
چنانچہ تا جران را با تا جران و اہل اطراف را با اہل اطراف و اہل حردہ را با اہل حردہ اقبا
و اثبات پیدا شدہ کہ در دفع سفر و جلب منفعت شریک یکدیگر شدہ اند۔ و در نعمت
و سرور و لباس و طعام و ہر گونہ اسباب راحت دست یکدیگر سیکرند۔ و حاصل یک
خط بہ خط دیگر میرسد۔ اکنون بہ وقت سخاہ بکنید کہ بہ چه طور مردم با ہم مزدوج شدہ کہ

ایها الاخوان من العرب من مصر وبلاد الشام و غیرهانی لم یأتوا
 ان هذه النعمة نعمة عظيمة و ما تدنو نازلته من السماء و
 ترجمه بحقیقت همه در یک کشتی نشسته اند.

و از آنجمله و البور بحر آگ است که در ساحتها سه معدود هزاران آدم را از دیاری
 دیاری میسراند و آنها را در آن سفر اتفاق تعارف با یکدیگر می افتد. و از آنجمله اسباب ارسال
 مکتوبات (بوسطه) است که راهبانش خلیه آسان و سهیل شده به نحویکه هر کسی خواهی از
 و مشتقت می تواند با طراف و اکناف عالم خط و نامه برساند. و از جهت این آسانی کثرت
 ارسال خطوط بشایر و رونوده که در زمان پیشین هرگز نفیرش موجود نیست. و همچنین
 کثرت مسافران و تاجران شخص ناظر را در شگفت و حیرت می اندازد. این است وسایل
 تزویج و تعارف مردم که پیش ازین نشانی ازان نبود. و سن شما قسم بخدا یاد میدهم که
 بگوئید اگر نفیرش در زمان پیشین دیده یا در کتابی خوانده باشید.

و انتشار نوشته ها اشارت به و مسائل آن است که عبارت از چاپ خانه است. چنانچه
 می بینید که حق تعالی تومی را برانگیخته که آلات طبع را ایجاد کرده اند. و بجه مقدار از این
 سطح درهند و همه بلاد عالم یافته می شود. این فعل خداوند بزرگ است بحیث این
 که ما را در کارها تائید کند و سبب اشاعت دین و کتب و موفقات ما در ممالک سببی برانگیزد
 که بنواهند و هدایت یابند.

و زلزله زمین و برون انداختن همه چیز را اشارت بان انقلاب است که سبب شایده اش
 نمیکند. و ایماست به ظهور علوم ارفقیه و بدایع و صنایع و بدعات و بدعایا و سکاید و خدایان
 و پراگندگی تازه ها اشارت به فتنه های علمی و موت متقیان است. چنانچه می بینید.

آیند که بندگان الله ذی العطاء غلامه تطیع نفسان لا اشارکم فیها و سرائت التبلیغ
حقا واجب و دنیا لازم مالا یسقط بدون الاحداء فیها انا قد

ترجمہ کہ آثار علم ناپدید شدہ و اہل علم را حالت باین جا رسیدہ کہ بعضی از ایشان فوت
کردند و بعضی نابینا و کر شدند باز خداے رحیم بر ایشان رحمت باز آمد باز اکثری نابینا
و کر شدند و خدا بصیر است آنچه میکنند و حشر و وحش اشارت بدان ست کہ جاہلان و
فاستقان را کثرت و وفور حاصل آید و تقوی و دیانت رخت بہ بندد - چنانچہ عیان ست
کہ آب در جوسے صلاح و خیر نماندہ و چشمہ ہاش خشک گردیدہ و اکثرے را از خلق میل
لشہر و دامنہ در امور دین و دہل پدید آمدہ - ہر گاہ شدی راحی بینند قبولش میکنند
و از امر خیر رو دہم میکنند - در صنعتہا کے کافران بہ حب و پسندیدگی بینند و از صنعت
عبدالہندی سر کہ بر روی می ماند - اسے مردمان ہمینید نعمتہا سے خداوندی را کہ چگونہ
زمان شہا و ہیبت آن را جدت و بدعت بخشیدہ و عجائب ہا در آن و دیبت کردہ کہ در
بہرہ ہا در آن شہا نماندہ و شہا خطے اذان بر میگردد - و صنعت گاری آتشین کہ باہل اروپا
تلقین فرمود بہجت آن ست کہ شہا و خوشان شہا اذان فایدہ بگیرند و شک کنند - بہ
پسند چگونہ با مرالی شہ در و ز در صحرا و بیابان و غرانات روان میا شد و شہا با وسط
آن ہر جا کہ میجو امید لی تعب و کلفت سفر میکنند - و ہمچنین اہل اردبار صنعتہا کی دیگر
آسخت از آفات جنگ و عمارت و طعن و لبوس و انواع ادوات جز نقیل و آنچه تعلق
دارد بہ تجارت و آرائش شہر و منزل و تسہیل مہاجرت آن کہ شہا بہرغت تمام استمالش
میکنید - و در ہر ماہ و سال اسجادات غریبہ و نادرہ بر روی کار می آید کہ دیدہ ندیدہ
و آنچه در اسباب معیشت اہل دنیا و از زحمت رستگاری می بخشد - سن جملہ قتی ہا

قلت لکم ما تبدی لی من ربی وانتظر کیف تجیبون - ووالله
انی ما مور من الله الذی ارسل نبینا وسیدنا محمد المصطفی

ترجمہ کہیں است کہ بآن آتش می افروزید و روغن غار که در چراغ بکار می برید -
و دیگر عمل های که بدان در هنگام شادمانی خانه را از زینت و بختاری بزدید - اکنون بایستاز
دانش و فکر بنگاه بکنید که پروردگار شما از وفور عنایت و لطف چه قدر از نواد در زمین
به شما رحمت فرموده - چرا از نواد آسمان در شکفت مانده اید و بعدیش می پندارید ؟
باین چیز های دنیا که روزی چند بیش نیست شاد بیا میکنید ! و هیچ التفات و توجه
به زاد عقبی نمی آرید ! - از نزول مسیح و ایام فضل روحانی چو ادر حیرت و انکار فر مانده
اید ؟ چون آشکار می بینید که عجائبات فضل خداوندی به پیرایه های نوجوه هائے
غریب بجهت آرام و آسایش جسم شما درین زمان شما بر منصه ظهور جا گرفته و مثل
آن هرگز گوش و دیده پدران شما نشنیده و ندیده - به عجائب کفرا ایمان می
آرید و کفران فعل خداوند بزرگ میکنید ؟ - بر قدرت خلق امید بسته اید و از
قدرت حق تعالی مایوس و نومید شده اید ؟ - چرا بعضی افعال نادره الهی را بواسطه
بعضی افعالش که می شناسید و معاینه میکنید شناسا نمی شوید ؟ - پیش ازین باین
نوادر که در زمان شما وجود آمده از قبیل مکاری آتشین و تلغراف و غیره آگاه بودید ؟
این همه در قرآن مکتوب بوده ولی فهم شما بآن نرسیده - همچنین ستر نزول مسیح که در قرآن
نوشته بود از بلاست و کودنی بفهم شما نیامد - و حقیقت آن است که هیچ کس یا را نمی
آن ندارد که قبل از تفهیم حق تعالی چیزی را فهم کند اگر چه نبی باشد - خیلے شگرف است
که در قبول و اختیار صنعت هائے جدیده که مفید جسم شما باشد هیچ کرا مهیت و تنفر اظهار

صلی اللہ علیہ وسلم لہد ایتہ کافۃ الناس واعلم من اللہ
انہ لا یضیعنی وقد خلع علی من حلل الولا یتہ وسقانی من

ترجمہ نئی کیند ولی ہر گاہ شمار بر خوان صنع اللہ کہ ہر شے را اتقان و احکام فرمود
صلوات دوم و آن در دیدہ شمار غریب و نادر بود سر انکار و ابا جنبانید و اطہار کر آب
و غضب کردید و دانستہ اذان اعراض در زیدید۔

اے مردمان من ام سے منکر نیاوردہ ام و خدا سے بزرگ و برتر بر صدق من گوہی
میدہد و خود شمار بعض نشان ہے مرا مشاہدہ کردید و ذکر زمان مراد ان کتاب کہ بان
ایمان آوردہ اید خواندہ اید و خدا این امر را در پردہ تنکیر پوشیدہ شد کہ علم و تقوی شمارا در
ابتلا اندازد پس ناگہان فتنہ اش شمارا افرامزست۔

برادران کتاب اللہ را در دست بگیرید و در ان تدبر بفرمائید کہ وقت آخر زمان
در رسیدن یا منور آمد و ظهورش زمانہ با و قرن ہا را میخواہد ہ۔ شمارہ یقین میدانید کہ مسج
در آخر زمان ظهور کند و علامات آن و نوا و ارضیہ را کہ قرآن کریم از آثار آخر زمانش
قرار میدہد مشاہدہ و معاینہ میکنید و اذان منتفع میشود۔ حیرانم کہ چرا ہ نوادر سماویہ
ایمان نمی آرید ہ کہ ایہ کریمہ اذ الہام کثرت دلالت بران میکنند۔ افسوس زین
وزمینہا سیلان و اذ آلاء آسمانی جہد و اعراض میدارید با و خدا سے کریم در این باب شدت
دیگہ ہم دادہ بود یعنی انا لہ لحاظ فظون۔ ولی شمار آیات الہیہ را فراموش و الحاد را شمار
عزیزان بدانید کہ آسمان و زمین بستہ ولی شکاف بودند۔ خدا تعالی انہا را شکاف
و کشاد فرمودہ چنانچہ بر وفق امرش اذان نوادر و عجائب خروج و نزول آوردہ و بہت
اینکہ بندگان را ببینند کہ کبدا ام سو میل دارند۔ و بہ سبب این کہ نوادر زمین بر نواؤ

کاسها و عطائی ما یعطی المقربین - واری بر کائنات نازلند علی الناس علی

قلبی و لسانی و علی فهمی و بیانی و علی جدران بیتی و عتبت بانی

ترجمه آسمان سبقت و تقدیم حجت مردم به صنایع و عجایب و علوم و فنونش
مفتون و شیفته گردیدند - کم مانده بود همه پاک بشوند که رب کریم بخاهی به زمین
کرد و آن را وید که از مهلکات و مفاسدات بگریزیده و خلق را وید که همه بر نادره
کارهایش نصرا دل بسته اند و فلاسفه نصرا بسبح علوم و فنون عجیبه دل از دست
مردم روده اند و جو انان از غایت میل که بان علوم دارند اسیر شواهد و استیفا
لذات شده بسکک بهایم و حشرات مشکک گردیده اند و از آزادی و بیباکی
و خیره چشمی کار بجا رسیده که والدین و بزرگان را بدیده استغفات می بینند
چون حال چنین بود غیرت الهیه بجوش آمد و اراده فرمود که کتاب خود را و دین خود را
از فتنه آن نادره محفوظ و مصون دارد - و آن وعده را که فرموده بود باین
ذکر را نازل کرده ایم و خود ما حافظش باشیم ای کوه و جبهه خود را از فضل و رحمت
خود بتباید بنواخت - و من وحی کرد که هزار را آگاه شوم و نوا در نجات و علوم
و تأییدات سماویه را با من نازل ساخت بجهت اینکه نوا در نصرا و صلیب انهار
بدان شکست بدید و ادب و ادیب انهار را خفیه و خوار و انما ید و حجت انهار از هم بپاشد
و دور و نزدیک انهار را ساکت و ملزم گرداند - اکنون واضح شد که منظر نوا در رضیه
و فتنه های آن همان است که بنام دجال مسمو و نام زد شده - و منظر نوا در ساق
و انوار آن کسی است که اسم مسیح موعود بر او اطلاق پذیرفته - این دو خصم یکدیگر نزاع در
زمان واحد مقابل یکدیگر بروز کرده اند شنوندگان باید بشنوند -

و اسكفتها فهل انتم لقبولن - وحسی ان تکرهوا شیئا وهو
خیر لکم وحسی ان تحبوا شیئا وهو شر لکم واللہ یعلم وانتم

ترجمہ اور ان نشان ہے صدق من آن ست کہ مراد وقت فتن این زمان فرستاده
کہ از کتاب اللہ اشارت بدان رفته بود۔ چنانچہ پروردگار مراد آسان نازل کرده
است همچنان کہ این فتنہ ہمارا از زمین اخراج کرده۔ و در استعارات سخن گفته و مرا
برنگ صادقان مویہ فرمودہ۔ ایام گذشتہ را تنج بکنید۔ از وقت آخر میش
انسان مثل این فتنہ ہر روز زمین شایع و غالب شدہ؟۔ یاد پیشینیان
ظہیر این نادر با شماع در آمدہ۔ نگاہ نمی کنید ہا قول فلا سفہ آیات اللہ را و مکنند
و بر آن خندہ می زنند و در روان ہزاران ہزار کتب تدوین و تالیف می شود۔
مورخان گویند اگر مثل آن در تواریخ ماضیہ دیدہ و خواندہ باشید۔ بہین طور در
زمان پیشین رسول کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہفت توہین و دشنام و دین
پاک دے سور و سخن و ملامت گردانیدہ شدہ بود؟۔ بہین نسق در حق کتاب مجید
و فرمان حمید الفاظ شنیعہ و مولمہ و سختان نامہ و ناگفتنی بر زبانہا میرفت مانند آنچه
درین زمان بر آشوب بشیندن می آید؟۔ اندامین حال اسے خفتہ بختان چرا
از ظہور رحمت اللہ در شکفت فروماندہ آید؟ خدا را انکاہے کہ چگونہ بر شما و بر دنیا
می خندند۔ خدا اینہارا ذلیل و خوار دارد کہ دیدہ و گوش از اینہا منتزع فرمود
است۔ اللہ اللہ این اذیتہا و دشنام ہا کہ امروز از دست و زبان پریشان
صلیب عاید بحال اہل حق میباشد ہرگز نمونہ آن در ایام گذشتہ یافتہ نمی شود۔
اسلام غرضہ مصائب و محن گردیدہ۔ خود پر آگاہ اسب می چردا۔ و سنگ

لَا تَعْلَمُونَ - وَالْإِنِّ مَتَّوَكِّلٌ عَلَىٰ رَبِّي وَافُوضَ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ وَادْعُوا اللَّهَ
إِنْ لَيْصَفِي خَلْقَهُ مِنْ خُبْرَتِ الْأَهْوَاءِ وَيُلْهِمَهُمْ فَعْلَ الْخَيْرَاتِ وَقَبُولَ

توجیہ: بزرگ بزرگ بر پیشہ شیر می تازد! - بعد ازین سہ کہ ام وقت و زمان پسند در
راہ میباشید؟ - و از نشانہاے صدق سن است کہ حق تعالیٰ مرا توفیق اتباع و اقتدا
نبی خود (صلی اللہ علیہ وسلم) مرحمت فرمودہ اثر سے لازم آید کہ آن جناب مقدس نیافتم
کہ بدنبال آن قدم برداشتم - و کوہی پیشکات در راہ پیش من نیامد کہ بر بالایش برنخیزم
و رب من مرا بجا آید کہ برایشان انعام کردہ لاحق ساختہ - و از نشان ہاے صدق
سن است کہ او بر بسیار سے از علوم غیب مرا آگاہیندہ - و او غیر از مرسلان کسی را
مطلع بر آن نمی سازد -

و از نشان ہاے صدق سن است کہ او (تعالیٰ شانہ) دعوات مرا قبول می فرماید و
حاجات مرا متکفل میباشد و در افعال و اقوال من برکت می نهد - و دوستان مرا دوست
و دشمنان مرا دشمن است و از پوشیدگیہاے مردم مرا انبیا میکند - و بسیار است کہ او
گریہ و بکاے مرا می شنود - و ہر گاہ پیش او بر زمین افتادم بدست رحمت خود مرا بردارد
و نقد و دعا ہاے مرا بموقع قبول جاداد کہ نتوانم بشمارم - و در بارہ سن اکرام و انعام
فرمودہ کہ لفظی ندارم کہ از عہدہ سپاسش بدان بیرون توانم بیایم - و مرا خطاب کردہ
و گفته اسے احمد سن تو مرا دینی و بامنی - و تو در نزد من بمنزلت توحید و تفرید من میباشی -

اکنون وقت آن آمد کہ اعانت کردہ شوی و در میان مردم شناختہ شوی - تو در پیش
من بمنزلی میباشی کہ خلق از آن آگاہ نیست - این کلمات خداوندی است کہ بآن مرا نجات
بخداے بزرگ کہ در نزد من باین کلمات محبوبہ سہ دنیا و آنچه در آن است بجوی نمی آرد

نداء ۱۲ حل الاجتباء ونجیہم فی الدنیا والآخرۃ من سوء الخزی

ترجمہ روح من فذلش باد۔ اوکار ساز سن است در دنیا و در آخرت۔ مرا
بیچگاہ تشنگی و گرسنگی و کوفت و خشکی نہ رسیدہ کہ اہم در زمان بتائید و نہ تم
بر سخاستہ و نعمتہاے اور ابرو و متصل و لانیفک می بینم۔

و از نشانہاے صدق من است کہ او مرا از علم قرآن حفظہ و از غشیدہ و نیکو
روشن است کہ غیر از مطہران قدرت بر ہمیش نہارد۔

و از نشان ہاے صدق من است کہ او (تعالی شائد) مرا اوب خوبی آموختہ
و مرا بر مشرب عذب صبر و رضا و موافقت با خود و اتباع رسول خود فامیز
گردانیدہ۔ و در فطرت من انوار عرفان و دلالت نہادہ۔ و بالنسبہ بمصالح و
مفاسد امور مرا عارف و بصیر ساختہ۔

اے شاہین عرب و اصفیاء حرمین شریفین ہمین آن اخبار و مواعظ است
کہ بر علمائے ہند عرض دادم۔ و ہرچہ انہا را آہکا مانیدم و اندر گفتیم از مستی خواب
گران سہر بنیاوردند و چون از خواب برآمدند سر اسیمہ وار ہرچہ بر زبان آمد
گفتند۔ در پوستینم افتادند و از طنون فاسدہ و سوء فہم بہ تکفیر و تکذیب من
شتاب آوردند و ہنوز دامن من نیگزاردند و برگفتار خود اصرار و استبداد
دارند۔ و من بخوی اتمام حجت بر انہا کردم کہ صدق من مانند روز روشن بر
ایشان آشکار شد۔ بر زبان انکار و در دل اقرار دارند زیرا کہ اسیر دوا حکما و
استقامت من عیان می بینم کہ دل انہا پر از پیست و حسرت و کربت است
و دانش از حق تجاہل می نمایند۔ و بالآخر می بینم کہ در بابہ من در گروہ ہاتھ

وجهد البلاء و يلحقهم بالذين هم صادقون و آخر دعوانا ان

توحيد و انقسام پذيرفته اند - بعضی تصديق ميکنند و انبیا ضعيف و ثقی و خدائرس
 ميباشند - و گروسته تکذيب می نمایند و از کبر و نخوت کلاه گوشه بر آسمان ميشکنند
 و می بنهيم مصدقان در افزايش و کذب ان يونا فيما درنگون ساری و کایش هستند
 و پروردگار سن اطراف زمین را (اهل زمین) کشان کشان در پیش من می آرد
 و دل و دیده باران زمی بخشد و طغیون را دور ميکند - و آنان که در پیش من با فراست
 اتقيا می آیند مرا می شناسند و بجهت تجلیه بصیرت و حصول تقوی بی تردد و تذنب
 دست در دست من میدهند - و حق تعالی مرا خبر داده که من بجهت خلق مانند کشتی نوح
 (علیه علی نبینا الصلوٰه و السلام) هستم آنکه در نزد من آمد و در ملک بجهت من مرتبط
 شد و لاریب از هلاک نجات یافت - و من جز بقرآن و لبوئے قرآن هیچ امر نمی
 کنم و همه مردم را بطاعت رب کریم آواز میدهم - حق تعالی نگاه کرد و دل و جوارح
 و دیده ها و گوش و نیات مردم را دید و همه پیر از فسق و فجور و معاصی و جرایم گردیده و با انواع
 خطا کار بها آلوده شده - بنا بران بنده را از بندگان افاست فرمود که انهارا به مغزین
 و حقیقت شریعت دعوت کند که از ذوق و طعم آن محروم و بهجور شده اند - ای برادران
 از عرب و مصر و بلاد شام و غیره آگاه باشید که چون این نعمت غظیمه و این
 مائده از آسمان نازل شده بود و خواستم که شمارا و این خوان پر از الوان آلا و سهیم و نبات
 نسا زم را جرم امر تبلیغ را بر خود دین لازم و حق واجب الادا دانستم - انیک آنچه در علم
 ریختند مبعوض بیان در آوردم و منتظر بیاشتم که چه پاسخ میگزارید - قسم بخدا عزوجل
 که من مامور هستم از همان خدا که سیدنا و مولانا محمد مصطفی (صلی الله علیه و سلم) را بجهت

الحمد لله الذي يهب الايمان ويفتح الآذان ويخلى العيون ويزيل الطنون -

ترجمہ ہدایت جمیع عالمیان فرستاد۔ و بوثوق میدانم کہ او مرا مصالح نخواستہ ^{خست} اوحلہ ہائے دلالت مرا پو شائندہ و از کاسہ ہائش مرا نوشائندہ و ہمہ آنچہ بقرآن دادہ شود مرا عطا فرمودہ۔ و برکات و بے راشت و روزی بنیم کہ نازل می شود بر دل من و بر زبان من و بر فہم من و بر بیان من و بر دیوار ہائے خانه من و بر آستان من۔ بگوئید قبول میکنید۔ و میشود کہ چیزے را بد بدارید و آن بجهت شما بہتر باشد و میشود کہ چیزے را دوست بدارید و آن بجهت شما بد باشد۔ خدا میداند۔ و شما نمیدانید۔ و من توکل بر خدا میکنم و تمام امر خود را بدستش می سپارم و از تو مینخواہم کہ خلق را از خبت ہوا و ہوس پاک سازد و انہارا توفیق فعل خیرات و قبول نداے برگزیدگان عطا فرماید۔ و انہارا در دنیا و آخرت از عذاب رسوائی و فضیحت و ہرگونہ بلا رستگار میبخشد و ہزمرہ صا دقان و صدیقان شان جاودہ۔ و آخر دعاے احمد آن خداے کریم است کہ ایمان می بخشد و گوشتہارا میکشاید و دیدہ ہارا نورانی میفرماید و ظن ہارا از الٹ می نماید۔

تمتہ البیان فی ذکر بعض السوانح ومن اللہ المنان

ایہا الاخوان قد القی ببالی من بعد ما نمقت مکتوبی
واقمت مقالی ان اکشف القناع عن بعض سوانحی وسوانحی
ہا غی تعلموا ما اسبغ اللہ علی من العطاء وریائی من ایدی المنین
والاکلاء۔ وکی یحصل لکم بصیرۃ تامن فی اموری ومہامی یتفہن کیف

ترجمہ تمتہ بیان در ذکر برخی از سوانح ومنہائی خدائی منان

برادران چون این نامہ حقیقت شامہ را تمام کردم در دلم ریختند کہ برخی
از ماجرائے اسلاف و بر سر گزشتہا سے خودم را بہ چیز تحریر در آورم تا آشکار
شود کہ آن کریم کریم چه نعمتہا و منتہا است کہ در کار من بند کردہ و مرا بہت
لطف و مرحمت خودش تربیت فرمودہ۔ وہم بجهت آنکہ تشنہ آبجیات
رشد و ہدایت و طالب فتح باب سراودست و مراسلت با این بندہ بیابا شد و لہ
و نشا و مقام بوضوح پیوندد۔ خلاصہ بزرگان من پارس نزاد و از کلانان

علیکم مسکنی و مستقری و مقامی و لعل الله یقلب قلوبکم و یتوثنی
 مستو شدین او ترا سلوننی و تثلون - فاعلموا یدکم الله
 ان آباءی كانوا الفارس سیین اصلا و من سادۃ القوم و اهلهم
 ثم قادهم قضاء الرحمان الی بلدۃ سمرقند فلبثوا فیہ برهة من الزمان
 و الله یعلم بما لبثوا و لا علم لی الا ما ائمت من صحفهم الی كانوا
 یکتبون - ثم بد الهم ان لیسروا الی ارض الهند فساووا من ظنهم
 و انحدروا الی بعض اضلاع منها یقال لها قجاب و وجدوا
 فی بعض لواحقها ارضا طیبة تخصبہ صلب الهواء عذب الماء

ترجمہ و ناموران و برگزیدگان آن سرزمین دل نشین بودند - جاؤند
 قضا عنان توجہ ایشان را بجانب بلدہ سمرقند توجہ فرمود - بہرہ از روزگار
 اینجا مکث نمودند - خداے دانا نیکو میداند تا چہ مدت استقرار و قیام
 در اینجا داشتند - سن پیش از ان چہ از فوشتہ های انہا در یافتند
 خدا صہ باز ان خطہ شہت فرمودہ بہ ملک ہند آمدند و بعضی از نواح پنجاب
 را کہ ہوا کے خوبی و آب خوشگوار ی دارد بہت سکنی و توطن برگزیدند
 و با جماعہ از رفیقان و متغریان رحل اقامت آنجا انداختہ قریہ بنام سہل
 کہ معروف بہ قادیان میباشد آبادان ساختند - و در مواقع جلب منفعت
 و دفع مضرت و جمیع امور و مہام با اتفاق و توا و دوسری بردند - و
 حق تعالی در انہا برکت و خیر و در ہر مقاصد و مطالب انہا فوز و فلاح!

فالتقوا بها عصا التماس - ونزلوا فيها بنيتة الاستقرار - وكانوا متخزين
 في نفس من نومهم منهم السيدون ومنهم الخادمون -
 فأواهم الله في تلك الارض وبوءهم مبعوثه وعزته ومكنهم نعموا فيها
 قريته وسموها اسلام بوسر المحروفت لقاديان (ذاك بانهم
 ارادوا ان يسكنوها جماعة المسلمين من اعزتهم ليكنوا لبعضهم
 ظهيراً ولعلمهم يحفظون انفسهم من الاعداء واذا اصابهم
 البغي ينتصرون - وسكنوها وتملكوا واشتروا وبوركو وكان
 هذه الواحة في ايام دولة الملوك الجغتائيتة الذين كانوا

ترجمہ نفاذ و اجرا فرمود - در این زمان دوران دولت ملوک چغتائی
 و زمان سلطنت بدست بابر بود - بابر در تجید و تمجیل آن غریبان و قبیله را
 بے رعایت فرو گذاشت - و بہ طریق مدد معاش و سیورغال بسیاری
 از قریہ ہا در قسمت ایشان نامزد فرمود - چنانچہ انہا از کثرت متملکات و حرث
 و زرع در اہالی دیار پنجاب رفعت و عظمت تمام بدست آوردند - و با این ترغ
 و علو درجات و اقبال و مثال سرشتہ القوی و خشیت و طہارت و عمل خیر از
 دست ندادند - و عی اسلام را در عہد انہار و نون عجبی و زیبائی و دلکش
 پدید آمد - و رہبہ کار ہا متک بہ کتاب اللہ و ترویج بازا اسلام و اعانت
 در لواجب حق نصب عین بہمت ایشان بود - و روزی چند بر این منوال
 سپری شدہ با آخر آخرت دولت مسلمانان رو بہ بہبوط آورد و روز اقبال

من اقوام الجبل وکان زمام الحکومتہ اذ ذاک بید اقتدار
 الملك الذی کان اسمہ بآبرو کان من الذین یکرمون الشرفاء
 و یعظمون - فاعزّهم و اکرمهم و اعطاهم قرى کثیرة و جعلهم
 من امرأه هذه الدیاس و اهل الارضین و عطاء الخلیلین و
 و زعمائهم و من الذین یتملکون - فرفوانی مدارج الاقبال
 و زادوا موالا و اراضی و امارتة و کانوا مع اماراتهم و ثروتهم
 یتقون الله و فی سبل الخیر یسلكون - و فی اقام امارتهم تعمل و جہد^{سلا}
 فی رعایا هم و اقوامهم و کانوا اتقیا و کان الامم لهم یخضعون

ترجمہ انہا راشب ادبار و در داناں فرو نہشت - کہ بکر داران و ناستان
 را از پادشاں عقاب الیم و رسوائی عظیم نصیب حال شود - خلاصہ از
 شومئ سیاه کاری ضعف و اختلال در کار انہا ہا یافتہ گردن از ربقہ کلمہ
 واحدہ برون کشفیدہ عہد تواد و تعاون را از ہم گینختند و از بغی و عناد و تخاسد
 و تنافس بر استیصال ابنائے قوم فرور یختند - و از ہر گونه تورع و التقا و رشد
 و صلاح اعراض و رزیدہ رو بہ ارتباب منہیات و معاصی آوردند - و فرا یض
 و حدود الدرا پشت پازوہ رکون و سکون بتناع فانی دنیا کردند - از این زینان
 و طغیان کار بچاستہ رسید کہ بعضی از ایشان از تعداد دین اسلام و شعائر کفر
 بہنو در شعار و شمار خود ساختند - در خلال این احوال تنور غضب الہی در فوکان
 آندہ ارادہ آن کرد کہ ملک را از دوست انہا انتزاع نماید - لا جرم قومہا را

وكانوا يرغبون في الصالحات وفعل الخيرات ويمكن بكتاب الله
وينصرون دين الله والى نواصب الحق يا ذنون - ولجن ذالك الایام
قلب امر سلطنته الاسلام وتطرق الاختلال والصنعت فيها
ليصيب الذين اجرموا من الملوك فغاز من عند الله وعذاب شديد
بما كانوا انسوا وحد الله وبما كانوا يعتدون - فصار واطرا ائق
قد دأبني بعضهم على بعض ويقتلون انفسهم وليسدون -
وتزكو اكل سرشد وصلاح ومالوا الى ما يبين الورع وكانوا في
اعمالهم يعتدون - ولم يبق فيهم من يتعاشر بالمعروف ويحرم

ترجمہ براگینت کہ دست تطاول واعتدا بہ مقبوضات و متصرفات انہا
درا زکردند و اکنون شہرے و دیگر قریہ مرتہ بعد اخری از دست انہا بدر رفت
ذات و شوکت انہا بالمرہ رو با نخطا و اضمحلال آدرده در ہر نامتی و طرفی
ملک و عا ملے سر با لاکشید و ہر کیے از خود سری و خلیع العذاری دم ندون بنا کرد
و خیلے شگرت طونان بی تمیزی و رجوع بود - ہر حدی و ثغری ملکی فریدی داد
کامرانی و مطلق العنانی در ان سیداد - بچنین بزرگان این بندہ بے منازعت
انباری و سہمی زمام اختیار بعض حدود را در دست و شایانہ اقتدار بران داشتند -
در سہہ امور سیاہ و سپید و دار و گیر عایا و برایا قضا یا و حکومتہا با یشان ہر نوع
میشد - و در فصل مہام زیر دستان پیوستہ خوف الہی مطمح انظار انہا بود
توقی و دولتی تا ہر بر سر انہا نبود کہ می بایست روے استیذان بودی آورد

على الضعيف المأوئ بل عاقب بعضهم بعضاً بالسيوف وأرادوا
 أن ياكلوا شركائهم وليتأصلوا إخوانهم وأكابرهم وآباءهم وكأولادهم
 من بعدهم كالذين لا شريك لهم في الملك وهم متوحدون - و
 أكثرهم كانوا يعلون الشبّات ويستوفون دقائيق الشهوات ويتركون
 فرائض الله وحدوده إلى شرك الأهواء فيؤفسون ثم لا يقصرون
 وفرحوا بما عندهم من الدنيا واستنقروا طرقاً منكراً واخذوا سبلها
 منقلبتوا غوا وراغوا انتهى أمرهم إلى فسادات البهين فسقطوا
 من الزين في الشين فغير زما لهم وقلب دهرهم - ذلك

ترجمہ خلاصہ بعد از سرور و سحر صالحان و متقیان از پدران ما از عالم ناپیدا
 پذیرود شده اخلاف اجلات جاسے انہا گرفتند۔ دورایام خود بالنبوہ انہا کہ
 در شہوات عاجلہ واضاعت جمیع امور صالحہ را وجہ بہمت خود قرار دادند۔ بالجلد کافہ
 امرائی مسلمین در ان عہد بیچ شغلہ غیر از استیفا کے لذات و لہو و ارتکاب
 بر معاصی و سناہی نہ داشتند۔ و عمل بر احکام قرآن و اقامت صلوات را
 ہمہ خط کش لسیان ساختند۔ چون کار بدین غایت انہار یافت کہ از نقد ان
 حرارت ایمانی و برودت غرازت دینی جسم بے روح و ہمہ ہاسگان حقیقہ خوار
 دنیا و ملوث بقاذورات آن شدند خدا کے علیم حکیم طراست انہا را ازین خواب
 غفلت بیدار و از معارج بلند متنزل و ذلیل و خوار سازد بیک ناگاہ گروہ
 اندپرستان ان اہتمام کہ خود را خالصہ میگفتند از کنج خمول بیدار و بروز کردند

بأن الله لا يرضى أن يردت أرضه الفاسقون - وكان بعضهم
 كشل الذين ارتدوا من دين الإسلام وخلقوا عنهم رجاء اسوة
 خيرا لأنهم كانوا لا يعرفون نعماء الله ولا يشكرون - فغضب الله
 عليهم وفتق ملكهم وجعلهم عبيدا وبعث اقواما كما نواي بسطون اليكم
 الى مما لكمهم وليقتنموا - وكان ذلك الزمان زمان طوائف
 الملوك وكانوا الى تغورهم يحكمون - وكان آباءي منهم يامرون على
 لغزهم وكان الملوك على قراهم يقتدرون - وكان يرفع اليهم ما وقع
 في سراياهم فكانوا يحكمون كيف يشاؤون ولا يخافون الا الله ولا

ترجمه این غولان بیا بان ازدانش و بنیش عاری و از زیور آد مسیت عاقل بود
 چون بدیده اعتبار نگاه کنیم این دو دوام و حشرات و هوام پاداش و خامس عالم
 و کفر کردار است مسلمانان بودند که آنها بر تجاوز از حدود الهیه و مجاهرت اعمال سیئه
 آگاه شوند - خلاصه آن گروه خالصه که ناشییه عامه بودند همه جد و جهد بر اشتیغال
 مسلمانان و استخلاص متعلقات را از ایشان مقصور و محصور داشتند و در هر وقت
 و میدان نبرد و ظفر هر کاب آنها بود - و این جنگها مکرر آشوب مصائب و وازل
 فوق العاده مخصوصا بر سر پدران ما فرد آید باین معنی که آن گروه خالصه که فی الحقیقت
 طایفه قطاع الطرق و لاجر اندران سیاه اندرون بودند از متصرفات و آثامه و متعه
 هر چه در دست پدران ما بود بقبض و تصرف خود را آوردند - و بر قتل و نهب و غریب
 عمارت و دهم بنیانها و تفریق و تشتت اجایل آنها آگهانه کرده آتش دروازه کتب آنها

یستیزون احدا ولا یستاذنون۔ ثم نقل صلحاء آباءی الی جوار رحمة الله
 وخلف من بعدهم ثم ارضاعوا الصالحات المسنونات ومارعوها
 حق رعایتها ووقعوا فی البدعات والوسوم وما تعافوها وكانوا
 لدنیاهم یلتامعون۔ وكذا لك هبت الريح فی تلك الايام هل
 جمیع اهل و المسلمین وطوائف ملوکهم وطفلوا من الانقیاد الی الله
 والاحبات له وعصوا احکام القرآن واذاقوا الی الصلوة قاموا
 کسالی وكانوا یراون ولا یخلصون۔ ونظر الله الیهم فوجد هم
 کاحساد لا ارواح فیها واملهم انهم انشكسوا علی الدنیا وكانوا

ترجمہ نہ تھے۔ چنانچہ پنج صد از مجلدات کتاب اللہ الفرقان ازین حرق بباد رفت۔
 مسلمانان این سہیلے اندامی و خیرگی را بدیدہ سرسید یونند و از عجز و بیچارگی خاموش
 بودند۔ بالآخر آتش این فتنہ بجسے سرکشید کہ مساجد ما معا بدیشان ناپاک و عزیزان
 مازدیں را اکثر عرصہ حرام خون آشام آن پیام واجب الملام گردیدند۔ زمین باہم
 سست و فراخی بر غرباے سلیم تنگ آمد۔ ناچار با جماعہ از عشائر و قبائل و خدم و
 غلامان در رنگ آل حضرت یعقوب ہر طرف سرگردان و حیران میگشتند۔ کفای
 ملاعین در بلاد انہا شعار و رسوم کفر و شہک را اشاعت و ترویج دادند و دھوچو آ
 امود اسلام سعی ہرچہ تمام تر در کار کردند۔ عجزہ مسلمانان را درین ایام کار بجان
 رسید کہ بچ کس قدرت آن نہ داشت کہ قرآن را جہرًا تلاوت کند و اذان نماز را
 در مسجد گوید۔ و گاوی ماذبح نماید و کسی را کہ برضا و رغبت خواہد اسلام آورد در حق

فما سواها ليستوحشون - وكانوا يشفقون على مهمات دنياهم
 وعلى الدين لا يشفقون - ولما طخوا لبقذ و سارت النشاعة الاولى
 وغفلوا عن النشاعة الثانية فما طلبوها وما كانوا يطلبون - فافقت
 حكمته الله تعالى لينهمم واداد ان ينزع الملك منهم ويوتى قوماً
 من عبدة الاوثان كانوا يسمون انفسهم خالصه وكانوا مسلمين
 لا يعلمون شيئاً ولا يعقلون - فاهاج الله تقریبات عجبته
 لنصرتهم واقبالهم وازعاج شجرة المسلمين وطمعهم ليعلموا انهم
 فسقوا ما مذهبهم وانهم ظالمون - فقام الخالصه لجمع الجهد

ترجمہ داخل فرماید - و اگر چنانچه کسی از مسلمانان مبادرت باین امور کرد جزای
 آن قتل شیع و افتلا تقطیع دست و پا بود و اگر بر کسے رحم آوردند در چاه زندانش
 محبوس کردند و گیزاشتند که تشنه و گرسنه همان جا روز و زنگی را شب آورد -
 خلاصه مسلمانان دین ایام هفت آلام گوناگون و مظلوم و مظلوف بودند - و سب
 گوشها از استماع ناله و گریه آنها پنبه آگنده و کر شده بود - همانند مسکن را بسنا
 می انداختند و دے نمی شد و ران سکنی نگیرند - از تجاره و اکتساب زر بدست می آوردند
 اما بر ازان نمی خوردند - کمتر روزی میگرفتند که وقتی قتل گاه به نارت و زمانی
 اسیری و قید نصیب حال آنها نمی شد - زراعت میکردند و دے نمی شد و خرمن می بردند
 شمشیر و ویران - و راهبای پیر خوف و زراعت معدوم و اموال مفقود و مسجد و
 وحشت افزا و علوم ناپدید گشت - مسلمانان در چشم آنها بیش از تلخ و شور و قعت و

واللهم ليتباصلوا المسلمين ويصفو ملكهم لهم واعانهم الله عوناً
عجيباً كما نوافي كل موطن يعجبون - ففى هذه الايام صبت على
آبائى حوادث ونوازل واستولى الخالصة على بلادهم وجاسوا
ديارهم وغصبوا ملكهم وديار سنتهم واستخلصوها من ايديهم
ونهبوا اموالهم وخربوا عماراتهم وفرقوا جبايلهم واحرقوا اركبتهم
واحرق فيها زهاء خمسين مجلدات كتاب الله الفرقان وكان
المسلمون ينظرون اليها ويبكون - واتخذوا جبايلهم معايد صنامهم
وقتلوا كثيراً من ابناء محاسنهم وجعلوا عزتنا اذلة - حتى
اذا بلغت الكبريتة منتهاها واحاطت الهوى على آباءى

ترجمہ وزن ندا شدند - آخر بعضی ازین دولت روز افزون بہ نگاہ
دنا قرار بر مار برگزیدہ ترک وطن عزیز گفتند و اکثرے کہ تحمل شاق ہجرت نہوانستند
در دست بیدار گفاریا بخار اسیر و پادشہ ہجیرانند - و ہر روز طعمہ اشدائی چہ
و جفائی انہامی شدند - چون بیچ حلیتی نمائد و سہ در ہاے خلق بر روے انہا
بستہ شد ناچار مسلمانان رو بہ درگاہ آفریدگار توانا آوردند و جبین تضرع
و التیال بر خاک آستان خالق زمین و زمان بودند و کشف این بلیہ و
لعنت را گریہ و بکا نمودند - اللہ اللہ ہزاران ہزار از انہا بجرم ذبح گاو
یا خواندن اذان و صلوٰۃ بقتل رسیدند - از ایداء و عذاب متصل کم مانده
بود سہ ہلاک شوند - میگرفتند و نوحہ ہا میکردند - و زلزلہ ہا برایشان داریشد
و تا کردہ گناہ کشتہ میشدند الی انیکہ ناہاے یتیمان و فغان بیوہا تا بفرش

فالجس الشدید حتی یوت فی السجن ظمًا وجمعةً وهم لیشهدون
 وكان المسلون مظلومین مجروحین منصوصین مضروبین کل الایام
 وما كان لهم محیی ولا مناص ولا فخلص ولا راحم وكانوا من کل
 باب یطرءون - وكانوا یبتون بئسًا ولا یبتون فیها ویکسبون
 اموالًا ولا ینتفعون منها ولا یحطون وكانوا من کل جهة شنت
 الغارات علیهم وینهبون - وكانوا تارة یحبسون وتارة یقتلون
 واخری الی السبی یدهبون - وكانوا یزرعون بجهد مهتمة ولا
 یأكلون مما زرعوا شیئًا ولا یدخرون - صیرت المدن خربتہ

ترجمہ شونہ۔ خلاصہ دعایا استجاب شد و تیرا بہ ہدف لشت - وقفہائی بہم
 علی الغفلۃ فتوی بہ ہلاک و بوار غافلۃ ناہیہ امضا فرمود - چون وقت تباہی و خرابی
 انہا در رسیدن تش عداوت و تباغض در میان انہا اشتعال و التهاب پزیرفت
 و قتل انہا سے جنس را مقصود فحاشی قرار دادہ ورنہ وار و نبال از ہم دریدن
 برادران افتادند - ہر یکے درین اندیشہ و کمین بود کہ برادر و انبا ذرا کہ شد بخت یکی
 جائے اورا بدست آرد - و بعد از او خود را حاکم با اقتدار بسازد - ازین بدنگاہا
 کار بجائے رسید کہ بر پسران و عمام و ہرادران و پسران و زنان خود و تیغ بے دریغ
 از نیام بروں کشیدند - در روزے چند روزے زمین از وجود نخس و رجن انہا
 پاک گشت و خون تاب بے اندام بہار افر و شور دزد - و در ان ایام انقسام ہر فرق
 و شعب یافتہ و ہر سو متفرق و منشعب شدہ کہ بر افساد و اضرار بے چارگان حجت

والطرق مخوفة والزروع معدومته والاموال مفقودة والنساء
موحشته والعلوم مودودة - وكان المسلمون في اعينهم كالجراد
وفي الارض سراع يزدون - وكان طائفة منهم يهاجرون
الى بلاد اخرى ويتركون بيعتهم ومساكنهم وعلى جناح التجيل
يرحلون - واكثرهم كانوا كالمقيد بين يدي الكفرة و
كانت الفجرة كالافاعي يصولون على المؤمنين ويلقفون - فاجاب
المسلمون الى ربهم وطرحوا بين يدي مولاهم الكريم وكانوا في الجحيم
يخرون على الساجدة ويدعون عليهم وكشف هذا الوزر تيفعون
وقد قتل الوف منهم بما اذنوا وصلوا واذبحوا بقرة واعقروا
وما كان لهم حكم - ليرفعوا قضايهم اليه ولا كف ليكوا على بانك كانوا في كل
وقت الى ربهم يرجعون - واخذوا وعذبوا وكادت ان تزهق انفسهم
وهم يندبون ويثنون - وزلزلوا زلزلا شديدا وقتلوا ثقتيلا

توجه بستند - ودر رنگ قطاع الطريق برصادران وواردان تركتا زيباي
نمودند - از شدت جهل وحرمان از علم بعدی گول غرور و کثر نفهم بودند که به حقیقت
دل و دیده و گوش ندانستند - از اندیشه آخرت بکلی فارغ شده بکلی بهمت آنها
بسته به جلب سود این جهان و چون سگان مائل به مردمان عالم گزران بود -
به راه می یافتند و بهر جا فتنه می انداختند - و هر چه از مال و متاع می یافتند
بجاست می بردند - قتل مسلمانان در پیش آنها بیش از کشتن پشه وزن و قیمت

شبیعا و بدد و تبدیید آحق صعدت الی العرش عو یل التیامی
 و یناح الارامل و یتیم الضعفة و ارتعدت الارض تحت اقدام الکف
 و اخذ المقربون اذیال رحمت الله و هم لیشفعون - فلما اجبت
 ادعیة الضعفاء و المضطربین فی حضرة الله تعالی و لحقت بهما
 توجہات المقربین و تواطئت الاسباب من کل جهة و طرف و
 رای الله تعالی ان المسلمین اصیبوا فی مالهم و انفسهم و هیالهم
 و اعراضهم و رجالهم و عقاید هم و اعمالهم و رای ان الصیبة
 قد بلغت انتہاها فطر نظر التحنن و الترحم الی المذنبین
 و اذکر تومہ الذین هم عباده المنتخبون - الذین اذا استغضروا
 متذممین فیغفرون - و اذا استنزلوا الرحمة بالکین فیرحمونه
 و اذا استغاثوا متضرعین فینصرون - و اذا خروا ساجدين
 عند حد و ث نازلة یسعی الله الیهم ویؤیدون - و اذا جاءوا

ترجمہ تراشت - کذاب و غدار و خائن و بی وفا بودند - بیچ عہدی و دوستی
 و حلفی و سوگندی را رعایت نمیکردند - آخر و ریاسے رحمت الہی در توجہ آمد و
 ارادہ فرمود کہ جروح مسلمانان را اندمال و گردن انہا را از طوق ستمگاران زدند
 فرعونیان کسان سب و مخاصم رحمت فرماید و بزریر و ستمان و بیچہرزان و
 کس بہر سان بہ رحمت و امانان باز آید بنا بران **قومی** را کہ ہا قصائی زمین
 سکن داشتند متحرکی و شہیجی در دل کرد - آن گروه با شکوہ بہر سکنہائی نژدہ

توا بین فیقبلون - واجبت الدعوات وسمعت التضرعات
 واشتد غضب الله علی الخالصة وقضى بهلاكهم وهم غافلون
 فلما حان وقت هلاكهم افر الله بينهم العداوة والبغضاء
 یقتل بعضهم بعضاً فكانوا كالسباع یفترسون اغزتهم و
 یسفكون - واداد كل واحد منهم ان یقطع دابر اخيه ویتفرق
 فی انفسهم استیصال شرکائهم وقالوا لو قتلنا هؤلاء فبعد هم
 انالحن الحاکمون - فسلبوا سیدفهم علی اباؤهم واعمامهم
 واخلوا نهم وبنائهم فقضى الامر فی ايام معدودات -
 واذاقهم الله ما كانوا یبتغون - وهم فی تلك الايام
 تفرقوا وصاروا شیعاً وجعلوا یفسدون فی الارض یقطعون
 الطریق ویصولون علی المسافرین كالسباع وبادلال الدولت
 القانیه یتكبرون - وما كان لهم علم لیتهدبوا ولا قلب

ترجمہ وناپیوں و بر مقام نفرین التیام انہا بیکبارگی مانند قضائی آسمان
 فرو رنجیت و بانواج ظفر امواج کہ پرچم نعرث و تائیدات آسمان بر سر انہا در
 اہتر از بود خیام با احتشام در میدان بلذہ فیروز پور انتصاب فرمود - مسلمانان
 از قدم میمنت از دم انہا در رنگ غنچہ کہ از پیوستہ در انبساط آید شاد و اینہا
 کردند و از فرط فرحت و نشاط در جامہ ہانہ گنجیدند - فاللہ ما کما دست
 متقا و مست و محاربست با آن قوم کوتاہ شدہ حیانت و نامردی برانہا استیلا

لیفهموا ولا اذان لیسعوا ولا اعین لیبصروا وکانوا کالوحوش
البریه فوذروا الآخرة والغوها وکانوا یقعون علی الأجله
کالکلب علی الجیفه او یزیدون - فمالقی من مهجته ولا شعب
الا شغبوا علیها ومارأوا من اموال الانهوها وکان سفک
دماء المسلمین عندهم اخف من قتل لعوفته وکانوا علی قتلهم
یحرمون - وکانوا کذا بین غدارین لا یرتبون الهم ولا
یرعون حلفهم وینقضون العهود وینکثون الایمان ولا
یتقون - فاراد الله ان یاسوجروح المسلمین ویفک رقبتهم
من نیر الظالمین وینقذهم من سجن الفرعونیین ویمین علی الذین
کانوا یتضعفون فذاعا قوما من اقصى الارض فנסلوا الی
دورتهم الحریبیه ینقصونها من اطرافها وجاء وایا فواج
کزاره مبشره بنجاح وفتح ونزلوا البراء ببلده اسمها فیروزپور

ترجمہ یافتہ و خون در ابدان خوشبیدہ و عارف را بر گزیده رو به خانہائے
ویران بگر نختند - و خداے عظیم و حکیم در دل انبار عجبی بزرگی انداخت و اندوه
شکرتی را در سینه انبار جاد و آتش فوق العاده را در کانون احتشائی انبار برافرو
تا از حسب زندگی به بیئت مخدشان پشت برد آند - و بسیارے از دست جہان
آن قوم فرخنده بخت طعمہ ہنگ تیغ و اکثری فرقہ آب دیا شدند - و قلیله
کہ باقی ماندند با حیات کہ شیل مانت و وجودی کہ بکنار صدر ہزار نفرین بود و در گوشہ

وكان المسلمون برّيا قدومهم يفرحون - فما كان للخالصة الدنيّة
ان يقاوموهم ويحلبوهم والقي الله عليهم الفشل كأن الدم عُمُر
من ابدانهم فواجهوا الى بيوتهم وهم يهضمون في القى
الله في قلوبهم سرعيا عجيبا و هيح البلاء في صدورهم وضم
في احشائهم حجرة حب الحياة فولوا الدبر كالخناثا وهم يكون
وعاقبوهم فتيتة قوم كان عون الله معهم وسقطوا على وجوههم
المسوحة الدميّة كالشهب عكش منهم قتلوا وكثير غرّوا في اليم
وكثير شابهوا الاموات وهم يهربون - وهربت الخواس من بطون
دماخهم كاند خدرت اعضائهم كلها اوهم مفلوجون - واقتر الله

ترجمه گناهی خزیدند - مسلمانان از دیدار آیات نصرت آیات آن انصار و
اعوان شاد و کام و فرحان شدند - و خالصة دنیّه برنگ رگهای خردی که بر سطح پوست
پشه میباشد دوخته و پیوسته بر زمین و همچو شخصی که چنگال اجلش محکم بگیرد سر سیه
و صیران گردیدند - و یقین آن داشتند که در این دیروز و وعین و اثر انبیا از صفی متی
محو و ناپدید بشود - مسلمانان بچو این حال را مشاهده کردند دست دُعا در حق قائمان خالصة
برافراشتند و از جگر قلب مبارک با و با و تهنیتا بر ناصران و محسنان خود عرض
دادند و بصدق دل اعتراف آن کردند که اینا حامیان و محسنان ما هستند و اگر چنانچه
سفران نفست انبیا از دست و دهان ما به طعمه آید و در مژه ظالمان و بیوفایان محبوب و
سعد و شویم - خالصة خدای قاور بیخ فتنه خالصة برکنده و نشا تهاے انمارا از

اعین المسلمین برویتہا بایات انصارہم ودر ققت الخالصہ علی
 وجہ الارض کالعروق الصغار المنتسبۃ علی سطح جلد البعوضۃ
 وتراوا کالغشی علیہم من الموت وتیقنوا انہم سیولقون -
 وكان المسلمون یدعون لقاتلی الخالصة قایلاً جُنِیتم خیراً ووقتیم
 ضیئراً لکم محسنونا وان کفرنا فانا ظالمون - فحما اللہ باید یہم اسم
 الخالصة من تحت السماء واستاصلہم من ارضہم ورفع مؤنتہم
 من خلقت فیما تری منہم من اثر کان الارض ابتلعتہم فیما للعبیۃ
 ایہا الناظرون - والآن نقص علیکم قلیلاً من حالات هذا القوم
 الذی جعلہ اللہ للمسلمین اواصر رحمہ وارسلہم لنا کالناصر لحاج
 والمغنم الباسر لیجری الموذیرین الملططین جزاء اعمالہم ویومن قوما

ترجمہ بالاسے اویم زمین محو و حاک ساختہ بار وجود بے جود انہارا از دوش
 خلقت بیچارہ بر انداخت و آمار انہارا بہ نیمی مفقود و معدوم کرد کہ پنداری نین
 انہارا فرو خورد -

اکون وقت آن آمد کہ نبذی از حالات این قوم فرخ قدم شرح بہ ہم کہ وجود
 ہایون انہا بہمت مسلمانان نصرت الہیہ و غنیمت بارہ دور بارہ موزیان حتی پوش
 عقاب الہیم و نمونہ جمیم ثابت شدہ - و مصلحت آن است کہ بہمت ایشان تذکرہ
 جہد اگانہ کہ از شدت رکوت لوث وجود خالصہ ممیز و ممتاز باشد مخصوص و مقرر بکنیم -
 مقصود ما ازین امر اگر اہم و تعظیم نعمت حق تعالی می باشد و امید و اتقن داریم

کافرا یخوتون - والی ارئی ان اذکرهم بتذکرۃ مایزۃ علیحدۃ
منزلتہ من مشارکتہ ذکر الخالصۃ اکو اما النعمۃ اللہ تعالیٰ لعل اللہ
یجعلنا من الذین یعظمون نعماءہ ویشکرون - ولا یتبع سبیل السیل الذی
سق الشکر للناس وقال من لم یشکر الناس فلم یشکر اللہ ویشکفی
بد الافتنان باطراء فی مدح او اغضاء عند قدح ولا نقول الا الحق
فلیشهد الشاہدون -

ترجمہ اور تعالیٰ شانہ! مارا ازمرکہ بشمارہ کہ نعمتہاے اورا بیدیدہ تعظیم و تشکر می
بیند - وہم غرض ما ازین عمل اتباع اسوہ حسنہ آن سیدانام (علیہ الصلوٰۃ والسلام)
میباشد کہ سنت شکر را بنیاد گزاشته و فرمودہ! کہ شکر انسان نہ کرد و شکر خدا بجا نیارد
و از خدا مسئلت می نمائیم کہ او ما را محفوظ دارد ازین کہ اطرا در مدح و اغضاء در وقت قبح
بکنیم و حرفی جز حق و صدق بر زبان آریم -

ذکر دولت البرطانیة و قیصره الهند جزاها الله عنا خیر الجزاء

اعلموا ایها الاخوان اننا قد نجونا من ایدی الظالمین فی ظل
دولة هذه الملیکة التي نمننا اسمها فی العنوان - التي نظرنا فی
حکومتها کضارة الارض فی ايام التقان - هي اعز من الزباء
بملکها و ملکوتها اللهم بارک لنا وجودها و جودها و احفظ ملکها
من مکائد الروس و مما یضنون - قدرنا ینا منها الاحسان الکثیر
والعباش الضیرفان فرطنا فی جنبها فقد فرطنا فی جنب الله

ترجمه ذکر دولت عظیمه برطانیة و قیصره الهند جزاها الله عنا خیر الجزاء

برادران برشما مخفی نمایند که ما در عهد سعادت مهد و ظل محمد و این ملکه و سعادت که
لقب مبارکش رازیب عنوان ساعتم از چیده آهینن شنگاران تیره درون رشنگار شیم
بخت ما درین زمان برکت تو امان بهمانه فرخندگی و بهروزی دریافته که روسه زمین

وان ثمر الدواب عند الله الاشرار الذين يؤذون الحسنين -
 ويتحون المرحین - قاله یضع الفاس علی اشجار حیاتهم فهم
 یقطعون - ایها الناس ان کنتم قبل عهد دولة هذه المملیكة
 المکرمة محمد ولین مطر ودين من كل طرف لا تعرف سکنا ولا
 مملک مسکنا وکانت الخالصه یخطفون اموالنا خطفه الباشق -
 ثم یمرقون مرق السهم الراشق وینسلون - وکنا کالذین
 فی المعامی والمواهی لیستفرون - ومن لطمی الغریبه یتاججون -

فجنا الله من هذه البلیا کلهما واعاننا بقوم ذی الوجه البدری
 واللون الدری فعادت بقدمهم ايام رجائنا وایماننا بهم شکل
 اوطاننا و اخواننا و اید و انصر و اوقاموا کایطاننا قد خلنا بعد

توجه از نزول بارانی متصل طرقت و نصارت می یابد - بن مکه علیه عهد
 را در ملک و مکتوتش رعیت جان نثارش از دبا و دستر و عزیز تر سیدارند - الهی و ج
 وجودش را از بهر مبادک بفرما و ملک و س را از سکا یدروس منحوس محفوظ دارد - آمین
 ازین سلسله آمده نشین عظمت احسان کثیر و عیش نصیر دیده ایم اگر از کافرتی
 تقصیری در ادائے حقوقش بکنیم همانا تفریط در حقوق حق تعالی کرده باشیم - بدترین
 آفرینش در زود خدا آن بکرداران می باشد که اندک و اضرار محنتان و راحت سنان
 را پیش نهاد و مهت می سازند - عاقبت کار خدائی کریم بر درخت زندگی انها تیر خلاص
 میگذارد و انها را از پنج برسیند - برادران قبل از عهد این ملک بکر صورت حال ما
 این بود که از سیخا و دوانده و از انجارانده بی یار و بی دیار - خالصه اموال ما را همچو باز

عمر فی الذین یروحون - وظهرنا بر ویتہ را یا تہم ظہور الشمس
 بالصباح - و تقوینا لہما یا تہم تقوی الاجسام بالارواح -
 وودعنا لہم و ہمہم با غمرۃ و با حمرۃ - کان قد اضرم فی حشائنا
 بالجرۃ - و کنا من الذین یعیثون با سرغد عیش و بنوم الامنتہ
 ینامون - و اول ما لقفنا من آلائہم و ثقفنا من نعمائہم بحالہم
 و النجاة من تطاول اللیام - و ظلم عبدۃ الاصنام - فانہم
 آمنونا من کل خوف و جبر و ابالنا و ازالوا بلالنا فدخلنا
 الجنة بعد ما کنا من الذین ہم یغذون - و صرنا فی هذا العهد
 المبارک من ارباب البضاغۃ و اولی الکسبۃ بالعنا و الذین یتقو فیہا
 فی عہد الخالصۃ فکانہم تجاردا تنا عرضہ للخاطر ارح - و زرعنا

ترجمہ درمی ربودند و چنانچہ تیر از کمان بچہد در دم از دیدہ غائب میشدند
 و شال و ماشال شخصے بود کہ تنہا و جریدہ در بیابان و دیشٹ میران و پریشان و از
 آتش غریب سوزان و تپان باشد - آفرید گاہ ہریان ما از ان طبعہ جان فرساخت
 دادہ در ظل حمایت قومی ما و اولیا مرحمت فرمودہ کہ روے بدرسان و چہرہ کوش
 و درخشان دارند - از قدوم انہا آن آب رفته و دجوسی ما باز آندہ و نہال
 پذیردہ ما باز بار آورده - از دست گیری و نصرت انہا دیگر روے اوطان ما نور و ساکن
 معبودہ و یدیم و بعد از مانے دراز روے اس و راحت ما مشاہدہ کردیم - و چون
 رایات ظفر آیات انہا را دیدیم از کجہاے خمول و خفا مثل آفتاب در صبح برآیم
 و از عنایات ایشان مانند جسم بدوح تقوی و تغذی یافتیم - ایام مظلوم و موجبات

طعمه للغارات - وصناعاتنا غیر فاضله الاوقات - ومعذالك
 محدودة الاوقات وكان السلاکنا فی اعوان رباستهم ومجالهم
 وعملتهم وحفظتهم تمهيدا للغارات وارهاصا للانواع التبعة
 والحقوقات - وکانا کثی یقلب فی یوم مر ما ندر مرة ما ندر مر ی این
 نكون عدا فی الاحیاء او فی الذین . یسحبون ثم یقتلون —
 فلهن الله الذی بدلنا من بعد خوفنا منا واعطانا ما لم یسکت رحمة
 کومیتة ما ندر فی عملها سطوة المتکین - ونصفته اللادغین
 العاضین بل هم علی الضعفاء یرحمون - ونحن تحت ظلمهم لقمح الاخطا
 ونخوض الغمار لندرك الاوطار - ومع ذاک کنا من الذین لا خوف
 علیهم ولا هم یحزنون - وان الفکر ان ترکنا البیت عورة وفارقنا الدیاسر

ترجمہ گرنگی کہ خلق را آتش درخیزن جان و ایمان زده بود و بین این دولت فرخ
 رخت بر بسته و خلق اکون با فراغ دل بنوا بسن اشراحت سیکند - اول نیمی نختین
 برکتی کہ این قوم مبارک نصیب حال شده دولت امن و نجات از دست سبداو
 فرومایگان و جفاکاران بہت پرستید باشد - از ہمہ خوف و خطر مارا امن گردانید و جبر
 شکست دہانے ماکزده و ہر گونہ اندوہ و اندیشہ را از ما دور ساختہ و در حقیقت از عذابا
 زہرہ گذارنای بخشیدہ بہجت در آورده اند - و ہم درین عہد مبارک از ارباب بغا
 و بہرہ اندوزان از کتاب و صناعت شدہ ایم و گردن پیش ازین در ایام قاعدہ تجارت
 ما عرضہ خط و کتہائی ما طعمہ تجارت حاصل حرفہ و صناعت بہ شوارسی ہرچہ تمام تر موجب
 سند و حق می بود و با این ہمہ روزے چند بیش قیام و فراخی گرفت - و اگر بفرض از کسی

فَمَا تَعْلَمُ مَا كَانَ إِنْ مَيَّنَّا مِنْ سَوْءٍ بَلْ كُنَّا فِيهِ مِنْ كُلِّ حَلْءٍ وَسَارِقٍ كَانَتْ لَهُ نَزِيمٌ
 وَجَارَانَا وَلَا ظَعْنَاءَ عَنِ الْفَنَاءِ وَجَارَانَا تَكَلِّفُكَ شُكْرَ أَيُّهَا الْغَائِلُونَ - انْهَمِرْ
 اعْطُوا نَاحِرِيَّةً تَامَتْ فِي اشْتَاغَاتِ الدِّينِ وَتَالَيْفِ الْكِتَابِ وَأَقَامَتِ الْقِيَامِ
 وَالْوَعْدِ وَدَعْوَةِ الْخَلْقِ إِلَى الْإِسْلَامِ وَفِي الصُّومِ وَالصَّلَاةِ وَالْحَجِّ وَالزَّكَاةِ
 وَكَثْرَةِ قَضَايَا الشَّرْعِيَّةِ إِلَى الشَّرْعِيَّةِ بِرَدِّهِمْ - وَلَيْسَتْ تَنْتَقُونَ مِنْ
 عُلَمَاءِ الْإِسْلَامِ فِي مَعَامِلَاتِ الْمُسْلِمِينَ وَلَا يَتَدَوَّنَ - وَيَقْتَشُونَ
 عِنْدَ كُلِّ حَكْمٍ وَقَضَاءٍ وَفَصْلٍ وَامْتِزَاجٍ وَلَا يَسْتَعْبِلُونَ - وَإِذَا حَضَرَ
 فِي حَاكِمَاتِهِمُ الْمُسْلِمَانِ يَرْغَبُونَ فِي شُؤْمِهِ الْمُسْلِمِينَ وَيَعْطُونَ فِيهِمْ
 لِيَقْبَلُوا أَحْكَامًا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا وَإِذَا قَبِلُوا فَيُفْرَحُونَ - وَظَهَرَ فِي
 أَيَّامِهِمْ عُلُومُ الْإِسْلَامِ وَسُنَنُ خَيْرِ الْأَنْبَاءِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ترجمه منک در اعوان ریاست و علم و عمل و خدمت گردید عرض کنون گوناگون تاوان باو غنا
 و مورد انواع و فاضل عاقبت می شد - گویا تو کوی تهید و مقدر به هر رنگ عقاب و وبال بود
 حال با مانندی چیره بود که در روزی صد بار زیر و بر کرده شود - هرگز کسی بجز دم قطع نمی توانست
 بگوید که فردا حالش چه خواهد بود - در میان زنده با باشد یا در زمره بشارت رفتن و کشتن جا گیرد -
 صد هزار سپاس و تائید مرخصی راست که آن همه خوف و ترس و بیم با به امن و امان بدل
 و عوض فرموده و بر سر اسایه ملک که همیشه گشته که عالمانش سلط و تحکم و تخریب دارند و نه
 مثل ماه کسی را که ندو آزار می رسانند - بلکه هر زیر شانی ترحم می آرد - امر و بار را میست
 که دست و بر هر گونه کار به استرگ و امور بزرگ در اندازیم و بجهت استحقاق مقاصد و امور
 هر صعب ناک همی که خواهم در پیش گیریم و با این همه بیخ خوف و خطر و حزن و ملال لاحق

ولا ينكرها الا المتعصبون - وكم من مدرّس عروء واشاعل انفق الفنون -
 واخر جواكل ما كان كالمذنون - سورتبوا فيها قواعد الامتحان لكيوم
 الطلاب اويهان - ولا شك انهم احسنوا ضوابط التعليم واكملوا طرق ^{التفهم}
 وصلوا في هذا الامر كل زبدة متعسرة الاقتداح وكل قلعة
 مستصعبة الافتتاح ومع ذالك مؤنثة هذا التعليم قليلة ويا لها
 معدودة وفوايد هاجلية فليخط الغابطون - والكران هذا القدر

ترجمہ وعاید بحال مانثود - اگر چنانچہ بیک ماگاہ باید آہنگ سفر اساز
 بکنیم ولذا باید خانہ دار بے پاس وحفظ خودمان در عقب بگزاریم، بیج باک اند
 وزو شب روتیرہ درون نوایم - بیج تفاوتی نمی باشد از این کہ چندارنی در نہرہ
 دوستان و برادران خویش نشسته و از دیوار خانہ ہر ون زنتہ ایم - اکنون عاقلان
 خود بگویند کہ با این نعتہا چگونه شکر این دولت عظمی سجا نیاریم - ما را آزادی کلی و
 اقتدار تام و جمیع امور اسلام از اشاعت دین و تالیف کتب و اقامت ہر امن و
 وغرہ و دعوت خلق با سلام و روزہ و نماز و حج و زکوٰۃ مرحمت فرمودہ اند - اکثر
 قضیہ ہائے مسلمانان را کہ تعلق بہ شریعت عزائمی محمدیہ (علی صاحبہا السلام و النجۃ)
 دارد بشیریت رو میکنند - و در معاملات مسلمانان استفتاء از علماء اسلام میفرمایند
 و از اعتدال اعراض می نمایند - و در وقت امضاء حکمے و نفاذ امرے ہر گونہ تانی و
 تفتیش ممکن باشد بجای آرند و مجلس داروائی دارند - و چون دو مسلم حکومت خود را
 بانہام فوج کنند و لا ہر پنج تر غریب و تحریریں آن میدہند کہ آن ہر دو رجوع بشور
 مسلمان آورند - و از میان خود با حکم برگزینند - و بر قبول انہا این مشورت و

تو ما رسد الد لنا ونحیرنا - اباد وامن ابادنا - وقلد ولبا النعم
احیادنا - ووجب علینا شکرهم بالقلب واللسان وهل جزاء الاحسن
الا الاحسان فلیقلقه المسلمون بالاجلال والاعظام ویحملوا نایبهم
على کاهل المذنبه والا کرام - ومن عصمتهم منا اخرج علیهم احوار بهم فاولئک
اعتدوا من جد ود الله ورسوله واولئک هم الجاهلون حلالهم علی المؤمنین تجد فیهم
حتى یغیر ولما بانفسهم کان لهم من ولا مؤنته ان یعمی فی المعرفه یحفظه ضمه

ترجمہ داند زنا شا ومان میگرددند - ویم در این ایام علوم اسلام و سنن حضرت
خیر انام علیہ الصلوٰۃ والسلام ظهور فوق العاده پذیرفته و برین امر جز تعصبی کوربان
انکار نتواند بکند - بجهت اشاعت و ترویج انواع علوم و فنون مدارس اقامت کرد
و دفاتر و خزاین علوم را در عالم اشتهار داده اند - و درین مدارس بجهت امتحان
تواعد و ضوابط تهذیب و ترتیب فرموده که طلباء در هنگام آزمون از مالیش مستوجب انعام و اکرام
برآیند یا مستحق طام - شک نیست که در آلتان ضوابط تعلیم هرگونه دشواریها و
مشکلات را که خیلے تسعیر و متنوع و امی نمود تسهیل و پیروزیش پیش دست ساخته اند -
و بالاے این همه ثنوت این تعلیم خیلے قلیل و ایام آن محدود و فائده اش جلیل
می باشد - لاریب این قوم را خداے رحیم بجهت بهبودی و مافرشاده - انہا دشمنان ما را
ہلاک ساخته گردن ما را به قلا و ہائے نعمت و منت بستمند - چه قدر لازم و واجبست
کہ بدل و جان سپاس انہا بجا آرییم زیرا کہ جزاے احسان جز با احسان نمی باشد و مسلمانان
را باید با جلال و اعظام انہا را بپذیرند و غاشیہ و طاعت انہا بر دوش انقیاد و اگر
بگیرند - و ہر کہ از ما عصیان ورزد یا خروج و بغی و جنگ در حق انہا اختیار کند لایب

وماله ویتجائی اهلہ و عیالہ و لیشی الاحسان و یدھب الی اخرک
و ینشی الاستحسان - فخذ و الفتوی ایھا المستفتون - فاذا لقا
بحکم الله ولا تمیلوا الی جذبات النفس ولا تأذوا آباء راء العلماء
الذین یفتون بغير علم فیفعلون و یفعلون - انما لقد عاینا الا
کثیرة و نعماء کبیرة من قیطر الہند تکلیف ننساھا و تکفر بها و ان
لا یرضی لعبادة ان یکفرون - لا ریب فی ان القیصرۃ حجتا علی المسلمین

ترجمہ، و تہا از آمد و خدا و رسول و جلال از سنن ہدی خواہد بود - مسلمانان را ناسپاسی ہرگز
روانست تا انہا خود را از خود تغیر نہند و بیچ مومن و مومنہ را سزاوار نیست کہ در امور معروف
و اذغ عیالیا تکہ بر جبین خود زنند کہ او حافظ و عرض مال و عالمی اہل و عیال باشد - و ان ملک از
غایت کرم احسان را دہ بارہ او اظہار رنج و غم ہائے او را در میکند - مستفتیان باین فتوی را
گیرند و بپذیرند - اکنون گوش حکم خدا بنہید - و بر جذبات نفس پشت پازدہ راسے آن علماء کہ
از جہل فتوی میدہند و گمراہ میشوند و میکنند - بوقع قبول جامد ہید - خدا میداند کہ ما از
قیصر ہند نہتہا سے بزرگ و بسیار دیدہ ایم چگونہ شود کہ سنیان و کفران انہا را و ایم
زیرا کہ حق تعالی ہرگز راضی نمی شود کہ بندگانش را کفران را بپذیرد -

فی الحقیقت قیصر ہند یک جناح مسلمانان و حافظ اسلام و محسنہ انہامی باشند -
و جودش برا سے ما برکتے و جودش بجهت ما بر کرم است - او ہرگز رضا با ذیت ماندہ دادہ -
و خداوند بزرگش از ظلم و ستم و تغافل محفوظ دہاشتنہ - گروہبائی مختلف و قومہائی گوناگون
در زیر دامان و سبیش ما و او ملاذ دارند و ہر یک بعنایت خاصش مہمانت می نمایند -
این افساد و تغافل قیسان کہ شیوع دارد و از ہر جانب سوم دم سوم انہامی و زد -

و حافظه آثار الاسلام و من الذين هم يحسنون - وجود هالنا برکت
وجود هالنا مزینت - لیست علی اذینا براضیت و قد عصمها الله من ظلم
و تعاضی - آوت اقواما متفرقة فی ذیل نقصاضی - کل خرب بعنایتها
فرحون - و اما فساد فی سنین و تطاولهم و هجوب سموهم - و شیوع
ضلالت الفلاسفة و انتشار علومهم - فلیس فیها دخل هذه الملكية
مقال ذرته و هذه الدولة بریتة من الظن لجماعتها بل هذه تیار
حریتة قد أعطی کل قوم نصیب تام منها و ما أعطی قانون القیصر
حقا زاید للتیسین علی المسلمین بل سواها فی ذلک فلم یراجع التاج
و من فهم ان القیسین شعبته من شعب هذه الدولة و انهم
یظنون بامر القیصره فقد ضل ضلکا لبعید آوصار من الذين یظنون -

ترجمہ و ضلالت و غوایت فلسفیان کہ عالم را تیرہ دار گردانیدہ و علوم ناپاک انہا شہرت
تمام یافتہ است ملکہ مظہر بیچ تعلق و دخل باین امور ندارد و ساحت این دولت از ظن
حمایت انہا بکل مبرامی باشد بے این ہمد از نتائج آن آزادی ناشی و ناشی شدہ کہ ہر قومی را
از ان بہرہ وافر بخشیدہ اند - استقفاں بیچ حق را بپرسلمانان ندارد بکہ درین باب ہر دو گروہ
ساوی میباشند - و ہر گرجان دارد کہ استقفاں شعبہ از شعبہا - این دولت می باشند
و وعظ و تبلیغ بر حرف و تائید قیصرہ می نمایند و خیلے غلط کار و ستمگار باشند - ہر گز نمی شود
کہ قیصرہ نہ اہل اسلام را از اشاعت اسلام منع و زجر می فرماید - چنانچہ پر نظام ہر سست کہ
قومے از ستمزدہا نش و در قرب دار و دولت او نکلہ طیبہ اسلام را بجان پذیرفتہ و تاسیس
و تعمیر ساجد نمودہ اند - خلاصہ عنایات و الطافش مخصوص بقومی خاصی نیست - و این

اتمنع القیصر من اشاعة دين الاسلام وكاتين من قومها ومن لاح
داردولتها اسلووا اسس المساجد فيها وعمرت فما لكم لا تفهون
وعناياتها ليست فحصة لقيوم دون قوم - ذاك ظن الذين يقنعون
على خيالات سطحية وهم عن حقيقة الامر غافلون - الطرما الى آثار
فيضها كيف اقامت في كل بلدة اندية الانادة فيها اندية الادب
ومنها اندية سياسته المدن ووشحتها لشورى الحكماء والعقلاء
واجرت من العلوم النهاراً - وفحت للطلباء مدارس وهنت لغفرانهم
درهاوديناراً - واعانتهم ادراكاً - وطالما داومت على ذلك فاشكروا
لها ايها المسلمون - وادعوا الله ان يديم عن هذه الملكية الكريمة و

ينصرها على الودوس المنجوس ويدخلها في الذين آمنوا بالله ورسوله
توجه **توجه** گمان بدور سنا جاسگیر که قانع بر خیالات سطحیه و از فقدان ملکه غور و فکر
غافل از حقیقت امر می باشند - نظر بر اثبات این دعای تو انیم آن آثار فیوض را گواه
بیاوریم که از دفر کرم در هر بلده مجلسهای افاد است بر پا فرموده است - که از همان مجلس شایسته
و ترویج ادب و مجلس سیاست در آن و چنین مجالس دیگر می باشد - این همه مجالس امورش
باتفاق رای و شورای عقل و حکما قطع و فصل میاید -

فرخنده مادر مهربانی که دریای علم را روان ساخته و درس گاهها بهجت طلبا
مفتوح فرموده - تهیدستان و بی زاران را از قبل دولت ادرار و موقوفات و اعانت
مرحمت میفرماید - اے مسلمانان برخیزید و شکر این عطیات را بجا بیارید و از خدا
سئلت بنمایید که این ملکه که همیشه را بقا خود اوم و بر روس منوس نفرت و لغزش بخشد

و یطیها خیر الکونین و یجعلها من الذین اذقوا حظ الدارین و یسعدون -
 یا قیصرۃ الہند و قیت التلف - و انسبت کل رزء سلف -
 قد بذلت فی اقامتہ الامن جہد المستطیع - و وسعت الخریۃ غایتہ
 التوسیع - و نجیت المسلمین من ہومنا صبتہ - و اخرجت لہم اصداف
 درنا صبتہ - و داینا منکاحۃ القلوب فرقة العین و تودیع الکرب - فواکب
 لو کنت من الذین یسلمون - جزاک اللہ عنا خیر الجزا - و اعطاک
 ما فی قلبک من التمتنا - لا ینسی لغنائک ذمیرتہ المسلمین - و لا یحی
ترجمہ - و اوادرجاء کہ سجد و رسول وی ایمان آورده اند داخل و در عطای خیر
 کونین و خطہ دارین شامل سازد -

اسے قیصرہ ہند (غلاز تلف محفوظ دارد و ہر رنج گذشتہ از دولت فراموش
 بشود) ہر قدر استطاعت و جہد و سعی ممکن بود در اقامت امن و توسیع
 آزادی و فراغ بال مہذول فرمودی - و مسلمانان را از اندوہ و رنج جان و سانسنا
 بخشیدہ دامن دامن و رہا سے مقصود ہوا و شان نثار کردی - سجد کہ از لطف تو
 راحت قلوب و قوت اعین نصیب ما شدہ - اسے فرما حال نیکو مال تو اگر لباس پاکیزہ
 اسلام را در بر میداشتی - حق تعالی از ما جزائی خیرت دہد و ہمہ تمنیات دل ترا برآورد -
 اولاد و مسلمانان احسان آفرانہ ابد فراموش نکنند - و نام جاہلیت از دفتر اہل فرقان نامیت
 محو نشود - اسے خوشحال تو - تو بر قومی نظر احسان و امتنان مہذول فرمودی کہ ذیل
 و خواہ گردیدہ بود - این زمان و زبانیاں منقطع شوند ولی ما ترجمیدات ابد الہر و سغ
 انقطاع نخواہد دید -

اسمک عن ذات الزمانین - یقطع الزمان ولا یقطع ذکر ما فی
 فطوبی لک ایته المحسنه الی الذین کانوا یقعون - ایته الملیکته
 المکرمة انی فکرت فی نفسی فی کمالک فوجدتک انک حاذقة
 یسر را یک فی شعاب المضلات من السحاب - وتزف مدادک
 فی الغامضات کزف العقاب - وکک ید طوی فی استنباط الدقائق
 وما تزعجک فی تفتیش الحقائق - وانت بفضل الله من الذین
 یصیبون فی استقراء المسالك لا یخطون انت باملیکته تستشفین کل

ترجمہ اے ملکہ مکرمة چون با خود کمالات عجیبہ است در اندیشہ رفتم دیدم کہ را
 رزین و فکر متین تواز کمال جودت و صداقت در شعاب امور شکله و غامضه از سیرا پر و
 پرواز عقاب سریع تر میرسد و فهمیدم کہ در استنباط و دقائق ید طوی و در تفتیش حقائق
 آثار غرا سیداری - و در یافتنم کہ از فضل خدا در استقرا ای مسالک را ہی تو پیوستہ بر صواب
 و مصون از خطای باشد - با فکر و دقیق و ذہن رسا ہر گونه جوہر برگزیدہ و نباتات معدلت و نصف
 استنباط و استخراج میکنی - چنانچہ ازین باب ترا اثری کہ مذاق شیرین و سیاق نمکین دارد
 بر صفات زمانہ ثبت می باشد - و ستودہ و برگزیدہ نیز در شنائی تو رطب اللسان ہستند -
 اکنون بعد از آنکہ کمالات و صفات ترا کہ مشام چار و انگ عالم را معطر دارد و بخاطر آوردنم
 در دلم رنجیدہ کہ ترا از امرے با خبر بازدم کہ در نزد خدا ازان رفعت و قدر تو بلند و زیاد گردد -
 و خدا آگاہ است کہ از جوش دلش ذکر میکنم زیرا کہ اخلاص و حب قلبی مرا بر آن می آرد کہ
 ہر چه در آن فلاح و صلاح تو مرکوز باشد ترا دعوت کنم و توازم شکرت نمی خواہم انغای آن غایب
 و ہمہ اہمل بشہ بہ نیات می باشد و مخلص از صدق نیت شناختہ گردد - ہرگز بیچ فخللہ

جوهر نفی و تستنبطین دقایق المعدلہ بفکر دقیق و دهن ذکی و
 ان کتب فی ہذا البیان ما شرحو المذاقہ علیہ السیاقہ و الحمد
 المحمودون۔ فالتان قد ألقى فیہما بعد تصور کما لایک و حسن صفا
 التي تضمنت ریحها فی العالم ان اخبیرک من امر عظیم لیرفع بہ
 قدرک عند دیکریم۔ وما اذکرہ الا لفرصۃ اخلاصی لان خلای
 قد اقتضی ان ادعوک للخیبرک ولا ألقى لوازم شکرک و
 ترجمہ سزاوارست کہ ہر خیر را از محسن خود پنهان دارد مگر بر او واجب است کہ
 متاع خود را بر او عرض بدہ۔ اسے ملکہ کریمہ عظیمہ سے خیلے در شکست فروماندہ ام کہ
 باین کمال فضل و علم و فراست از قبل اسلام اباسیلدی و چنانچہ در امور عظام اسلام
 و غور اکامیر فرمائی در اسلام نگاہی نمی اندازی۔ عجب است کہ در شب تیغ و تار چیرا باز می
 بینی و نہ کنون کہ آفتاب باہر تخی و وضاحت برآمدہ آند و نمی یابی۔ یقین بدان کہ دین
 اسلام مجمع انوار و منبع بجا راست و ہر دین حقی شعبہ ازان می باشد۔ ہر کہ خواہد بیاناید۔
 فی الحقیقت این دین دین زندہ و مجمع برکات و منظر آیات است۔ امر بہ طہات و نہی
 از خبیثات میکند۔ ہر کہ خلاف آن گوید و اظہار دہد و لایب دروغ زن و منقری
 باشد۔ داز منقریان پناہ بخدا میجویم۔ از آنجا کہ انہا حق را پوشیدہ و با باطل دوستی
 ورزیدہ اند خدا سے حکیمانہا را مورد نفرین گردانیدہ و نور فطرت را از سیدہا ہارون
 کشیدہ است چنانچہ خط خود را از ان نور فراموشیدہ بہ ساختہا و تعصبات خویش شادانی
 میکنند۔

اسے ملکہ این قرآن کریم خاصیتے دارد کہ سینہ پاک و صاف داز نور پرمیفراید۔ و

انما الاعمال بالنيات و یصدق الذی تعرف الخالصون - و ما کان
 الخالص ان یتشتع امرافیه خیر محسنه ... یتعرض متاعه له و لا یمکن
 من الذین یمکنون - ایتها المملیة الکریمة الجلیلة الهیجی انک مع کمال
 فضلك و علمک و قراستک تنکرین لدین الاسلام - و لا تمنعین فیه
 لعیون النعمی تمنعین بها فی الامور العظام - تداریت فی لیل دجی - و لا
 لاحث الشمس فما لک لا تخیرین فی الفحی - ایتها الجلیلة اعلی ادیک الاله

ترجمہ پیر و ان را از انوار انبیا (علیہم السلام) بہرہ مند و محیط سرور روحانی بنمایند۔
 بلے این انوار نصیب انہامی باشد کہ فساد و کبر و ہندی را دوست ندارند و از تمام چہار
 و صمیم دل رو بقبول انوارش آرند۔ البتہ اشغال این مردم کشادہ دیدہ و ذکوة نفسی
 مرحمت می کنند۔

من از منت و فضل خداوند (عز و جہ) بہرہ وافر و خطی متکاثر از انوار قرآن می
 دارم۔ دل مرا از ان نور منور و لذت بخش و اصلانہ بہرہ و ساختہ اند۔ از انعام حلیل
 خدا بر من آن ست کہ او مرا با آیات بنیہ بہمت آن فرستادہ کہ ہمہ خلق را بسوسہ دین
 حق الہی دعوت کنم۔ فرختہ بخشی کہ مرا پسر مرد و موت را بخاطر در آرد و یا نشانی بنواہ
 و بجزا دیدنش بمن گروہ۔

اے ملکہ کہ میہ از نفعات دنیویہ ترا نصیبی بسیار دادہ اند۔ باید اکنون رغبت
 بملک آخرت بکنی و سر نیاز بدرد گاہ دور و گاہ بگاہ فرو آری کہ ذالتش از گرفتاری
 و ملکش از مشارکت غمر یکے بری و غنی ست۔ آن رب و حید را از دل بدون کردہ
 بچو معبودان اختیار می نمائید کہ چہیزے را بنیا فریدہ اند و خودشان آفریدہ شدہ اند۔

ان دین الاسلام مجمع الانوار و منبع الانهار و حدیقۃ الثمار و مامون
 الاھو شعبۃ الفطری الی خبرہ و سیرہ و جنتہ و کوئی من الذین یزقون منه
 رزقاً رغداً و یرعون۔ و ان ہذا الدین حی مجمع البرکات و مظهر الایات یک
 بالطبیات و ینھئ عن الخبیثات و من قال خلاف ذالک او ابان فقد مان۔ و
 نعوذ باللہ من الذین یفترون۔ بما اخفاء ہم الحق و الیاء ہم الباطل الختم اللہ
 و نزع من صد و رہم انوار الفطرت ففسدوا خطہم منها و فرجوا بالتعصب و یصنعون
 ایھا الملیکنہ ان ہذا القرآن ینظہر الصد و یرقی فیھا النور و یرى
 الجور الوہانی و السرور و من تبعہ فسیجد نصر و جسدہ البیون
 و لا یبقی التواۃ الا الذین لا یریدون علوا فی الارض و لا فسادا و یاتونہ
 تسبیحاً و اگر از اسلام فکے و رد شد یا شدن بچل و توف خدا آمادہ ہستیم کہ آیات شدن
 بنامیم۔ خدا ہر حال باسن است۔ دعا ہائے مرا می شنود و ندائے مرا پاسخ بگزارد۔ و چون
 از دسے نصرت و عون بخوہم دست من بگیرد۔ من بیقین میدانم کہ او در ہر وطن و میدان مرا
 مدد فرماید و مرا صانع فساد و آیامی شود کہ ترا از خوف روز قیامت رغبت و میل بدیدن
 نشانہائے صدق من در دل پدید آید۔

اسے قیصرہ تو بہ کہن۔ تو بہ بکن۔ و بشنو بشنو۔ خدا در ہمہ چیز ہائے تو و مال تو برکت بخشد
 و بر تو رحمت و بخشایش نازل فرماید۔ و اگر بعد از امتحان کذب و دروغ من پیدا شود تو بر آن
 و رسیدہم کہ مرا بکشند و بر دار بکشند یا دست و پای مرا از ہم بہرند۔ و اگر صادق برآیم ہر دی
 و گیارہ روز و نذر ہم جز این کہ رجوع نماند با فرید کار خود آدمی کہ ترا پودرہ و نواختہ و ہمہ سلا
 ترا بہ تو مکرست کردہ۔

راغبانی الزاۃ فاولئک الذین کفتم علیہم وتزکی انفسہم فانہم
مبصرون۔ وانی بفضل اللہ من الذین اعطاهم اللہ من النوار الفراق
واما بہم من اتم حفظ القرآن فانا رقبی ووجدت نفسی ہذا حلکا
یجذبہ الواصلون ثم بعد ذاک اکابر اسلمی ربی لدعوۃ الخلق وانا فی
من آیات بنیت کلا دعوی خلقہ الی دینہ فطوبی للذین یقبلوننی و
یذکرون الموت او یطلبون الایات وبعث روتہا یومنون۔
ابتہا المملکت الکرمیتہ قد کان علیک فضل اللہ فی آلاء الدنیا فضلا
کبیرا فارغبی الآن فی ملک الاخرۃ وتوبی واقننی لرب وحید لہ
یتخذ ولد اولہ یمکن لہ شریک فی الملک وکبریہ تکبیرا۔ اتخذون

ترجمہ اے مالک ممالک عظیمہ وقیمیرہ ہند اواز مرالشنو واز ذکر حق دل تنگ بنائز
اے قیمیرہ کرمیہ جلیلہ حق تعالیٰ اندوہہار از تو دور ساز و ترازو جگر پارہ ترانندگی
دراز بخشد و از شہ جاسدان و دشمنان ترا در پناہ خویش دارد۔ این ہمد از محض رحم
و اشفاق بر حال و مال تو تسیر کردہ ام۔ و بہت تو از خدا برکت روز و شب و برکت
دولت و نصرت و ظفر مسکت می نمایم۔

اے ملکہ دولت اسلام را بہتر بر سلامت ہمائی۔ مسلمان بشو کہ تا بر وز پسین تمہ بر دار
و از مشر اشترار رشتگار شوی۔

اے ملکہ کرمیہ مرا خدا سے بزرگ از دنیا تا غل و باختر مائل فرمودہ است۔ دوزین
دنیا جزو دنان خشکے و کوزہ ابلی نمی خواہم۔ تملکہ نہ ہوا و ہوس از دلم بجلی برون غدہ
آرزو سے جاہ و منزلت و رتبت و زمینت دنیا بندارم۔ و تناسلے حقوق بہ جامعہ دارم

من دونہ الہتہ لا یخلقون شیئاً وہم یخلقون۔ وان کنت فی شک
من الاسلام فہا انا قائم لاراعۃ آیات صدقہ وھو معی فی کل حالی اذا
دعوتہ یجیبی۔ واذا نادیتہ یلینی۔ واذا استغثتہ ینصرنی۔ وانا اعلم انہ
فی کل موطن یعیننی ولا یضیعنی۔ فہل لک رغبتہ فی رویتہ آیات علی
صدقہ وصدقہ ادا۔ خوفا من یوم النادی۔ یا قیصرۃ تولی تولی و
اسعی اسمعی بآرک اللہ فی مالک کل مالک وکنت من الذین یحجون
فان ظہر کذبی عند الامتحان فواللہ انی سألہ ان اقتل او صلب
او تقطع ایدی وارجلی والحق بالذین یدیحجون۔ وان ظہر صدقی
فما اشل اجرک منک الا سرجو عک الی الذی خلقک ودر پاک واعرک

ترجمہ درخت بھت انہا سریرہا بیا ریند واز نعمائے جنت انہا روزی بہندو
در بہستانہائے قدس تنفرہ و تفرج نہایند۔

اے لیکہ کریم من سلمان می باشم کہ بہرہ تمام عرفان مرا کہ دست فرمودہ اند سلکوت
آسمان ہاراد چشم من جلوہ داوند وحب و انس بآن در دلم رنجند۔ و ملک دنیا را برین
عرض کروند و ہمہ علایق دل مرا زان گسختند۔ امروز دنیا و حیات دنیا و مال و دولت
و بے بار و دیدہ من بیش از مرداری مرتبتے و وقعتے نیست۔

اے قیصرہ محترمہ آنچہ انجام کار و اہم جمیع امور منو اہم نصحا در خدمت بہ تقدیم
رسانم آنست کہ مسلمانان عضو خاص سلطنت و جناح دولت تو می باشند۔ و نیز
انہا را در ملک تو خصوصیتے متازے و جلیلی است کہ از نظر دور بہیت پوشیدہ نیست۔
باید در انہا مخصوصا بہ نظر رحمت و شفقت و لطف فوق العادہ نگاہ کنی و راحت و

و اتاک کلمہ استغفار سمعی دعوتی یا ملیکتہ الما لکتہ العظیمہ و قیصرۃ الہند
 و لا تکلونی من الذین لیشہز قلوبہم عند ذکوا الحق و لیرضون۔ ایتھا
 القیصرۃ الکریمۃ المجلیلۃ اذہب اللہ اخر اناک و اطال عمرک و عمر فلذ
 کبدک و عافاک و حفظک من شر الاعداء و الحسد و انی کتبت خذۃ الوصایا انھا
 للہ رحما علیک و علی عقباک و اذ عولک بکرم الیل بکرامت النہار و برکتا الدولۃ
 و برکات المصنار۔ یا ملیکتہ الارض اسلخی تسلمین اسلخی متحک اللہ الی
 یوم التنادی۔ و سلمت و حفظت من الاحادی۔ و یحفظک من اللہ
 الخافطون۔ ایتھا ملیکتہ الکریمۃ انا امر عجب بہ اللہ تعالیٰ من الدنیا
 الی الآخرۃ و ما اسئلہ من ہذا الدنیا الا رغیفین و کوزۃ ناع و جوف

ترجیح آرام و تالیف قلوب انہارا نصب عین ہمت خود سازی۔ و بسیاری را از انہا
 بر مسائل عالیہ و مباح قرب شرف و سرفراز بفرمائی۔

آنچہ سن می بینیم تفصیل و تخصیص و ترجیح انہا بر جمیع اقوام از لوازیات و منج مصالح
 و برکات است۔ خدا اول مسلمان را خوش و کشت امید انہا را سرسبز بکن نیز اگر غنی
 تر از دول اجمال در زمین انہا ہرمت فرمودہ و مالک ملکے گردانید کہ مسلمانان ترب
 بہر ارسال غنا ہر و نپیش در دست داشتہ اند سپاس این نعمت بجا آور و انہا را در
 کنار عاطفت و تصدق پرورش بکن۔ خدا سے کریم ہم تصدقان را دوست میدارد
 ملک ہمہ قدر است ہر کرا خد بیدد و از ہر کرا خد ہر متزلع بچند۔ اور اسنت است
 کہ ایام شکوہ گز ایران را در از می بخشد۔

ای ملک و کر مرمن ہر استی و صدق بیان میکنم کہ ہمہ مسلمانان خدا زتہ دل مطیع و متقا و

قلبی من اهو اے کہ اید علوا ولا هزیتہ فی الدنیا ولا زینتھا وارید ان
 اكون بالذین ینبسط لهم سرب فی الجنة ومن لغما شها یرزقون - و
 فی ریاض خطیرة القدس یرتعون - ایتمها الملیکة انا احد من المسلمین
 یرزقنی الله عرفانه واعطانی نوره وضیاءه ولعانه - واطهر علی ملکوت الشما وحبیبها
 الی البالی وارانئ ملک الارض وکتبه الی قلبه وصف عند خیالی فیما یوم هو فی عینی کجفت
 او اننق منها وکذا اکل زینة الحیوة الدنیا والمال والنون - و فی آخر کلامی انفع کل
 قیم ثم خالصا لله وهوان المسلمین عندک الخاص لهم فی ملک خصوصیتہ تفضیلها
 فالطری الی المسلمین بنظر خاص واقرب اعیینهم والقی ببن قلبهم
 واجعلی اکثرهم من الذین یقر بون - التفضیل التفضیل - التخصیص
 التخصیص - وفی هذه برکات ومصالح - ارضیهم فاک ومرت

ترجمہ می باشند - ہرگز بوسے فسادے از انہا است شام و آتش غنادور انہا شاہد
 نمیکم - و می بینم کہ انہا بجملگی پیادہ و سوارہ تو میباشند و ہوارہ آمادہ و مستعد ہستند کہ شراط
 جان نزاری و لوازم انقیاد را بمنصہ ظہور بیارند و در این امر ہرگونہ مصایب و مشاق
 کوه و دشت را تحمل بکنند - فی انہا در معارک مرد آرماد و مصاف جان فرسا اول
 اقدام خادمان و جان بازانی و در مواضع فصل و امضا چاکترین جوارح و اعضا
 تو ہستند - اشارتت را حکم نافذ و طاعتت را غنیمت بار دہ می دانند - زنہار زنہار
 در ہیچ باب از انہا غدری و غدیری سر بر نہند - اسے قیصر ہند این تو مو قتی صاحب شان
 و مالک تخت و تاج و از منہ زمان بودہ اند - این پرستاران اصنام باشارہ عصا شی
 شوکت انہا مانند مردہ بر آواز شبان میرفتند - از قضا روزگار از انہا برگشت و از

ارضهم وداريهم فانك نزلت بلهم واناك الله ملكهم الذي امر وافيتم بما من
 الف سنة مما تعدون فاشكركم ربك وتصدي عليهم فان الله يحب الذين يصدون
 الملك لله يوتى من يشاء وينزع ممن يشاء وليطيل ايام الذين
 يشكرون - ايها المليك المكرم لا شك ان قلوب مسلمي الهند
 معك ولا استنشق منهم ريح الفساد وما اري فيهم نارا لغداد واهم
 رحمتك وخيلك المستعدون لقداء النفس واداء شرائط الانقياد
 ولما ملون لك جميع شدائد القنن والوها وبل هم اول خذلوك
 في مواضع الاقدام والاذواء - وجوارحك في مواضع الفصل والامضاء
 اشارتك لهم حكم - وطاعتك لهم غنم - لن ترين منهم غدارا ولا عذرا
 ولكنهم يا قيصر الهندي قوم كان لهم شان - وكانت فيهم سرور
 وتيجان - وكانوا يحكمون على عبيد الصنم كالزجاج على الغنم - فقلب ايامهم

ترجمہ ہر انجائی ناکرد بہنہا اسیر پنجو جیرو جفا سے خالص گشتند - واز زمانے دراز
 سایہ ہما پایہ ات را چون روزه داری الہی ہمال عید و ہر رنگ زن آبتن بھمت نلوں
 فرزند سعید چشم در راہ و بیتاب میبوزند - بہاست کہ یاد ایاں گزشتہ کہ ملکہ نامی سلطنت
 در ہر داشتند ایشان را لافل و رش سیکند زیرا کہ قلع عادات از محلات می باشد خدا
 بر زبان سن آگاہ و گواہ است کہ این قدر کہ عرض خدمت شریفیات کردہ ام نامشی از
 نفع و خیر طلبی بردہ است - و سو گند بخدایا و سیکم کہ بہر خیر و مصلحت منظوری درین
 می باشد کہ اگر ام و اعز ایشان بانیشان باز بدہی و از عطاے بعضی شنا صوب و ماہج
 ایشان را امتیاز و افتخار بہ بخشی - و ہرگز مصلحت درین نیست کہ برنگ مار و موضعیف

من سوء اعمالهم وظلوا من ايدي الخالصة واخوانهم وكانوا ليندشرون
 وقت حكمه متك كما ستشرف الصائمون هلال العيد - ويرقبون عيالتك
 رقبته الحبل ولادته الابن السعيد - وكانوا القدر وماك يستفتون - و
 قد مضت عليهم ايام كانوا في حلال امارات وبعضى اختيارات عمه
 في بعض الاوقات اذكاء هذه الدرجات - فان قلع العادات
 من المشكلات - وما قلت لك الانصحا وانما الاعمال بالنيات
 والله ان الخير كله في اكرامهم ورد عن قهر اليهم ببعض المناصب
 والخطيات - وما ادى خيرا في حيل استيصالهم وقتلهم كالحياث -
 وما كان لنفس ان تموت او تنفى من الارض الا يحكم رب السموات
 فاشفق عليهم ايها الملكة الكريمة المشفقة حسن السالك اعنى خوان دايش
 مرارة قولى فان الحق لا يخلو من المراتة والعفو من كرام الناس
ترجمه و غرور داشته و از جا برده شوند - و در حقيقت نمى شود كه نفسى از نفوس جوگم
 خدا سبى و يا از ملك اخراج كرده شود - براين ضعيفان رحى بفرما و اگر و قول من تلخى
 رفته باشد عفو و در گزر بكن شير كه حق پيوسته مخلوطه مرارتى باشد و بزرگان
 از زلات اغماض مى كرده اند - مى بينيم كه مسلمانان بجاى رسيده است كه از شدت
 فقر و بجا رگى در ملك امر اجز خفت و سنگ نموده - مهربان از عمامه و دستار پرنه شده
 و از شاهانه البست بجهت رهن جز كوزه سفالين در دست ندارند - و ثنى از اوقات
 بود كه حرم و چشم و قماش داشتند و امروز جز دست و پايه آنها خادم نبا
 نمى باشد - از دست گروش روزگار و روز افزونى صعوبات و اندر اينها

ما مول انی ارى المسلمين قد مسهم البوس والافتقار وما بقى فى
 بيوت ذريته الامراء الا اللبى والاحجار - سقطت العمام عن الرؤس
 وما بقى للوهن غير الابرلق والكؤس - كانوا فى وقت ذى حواشى
 وغواشى وصناعات وقماش واليوم لا ارى حقدكم الا جوارحهم والهم
 من تقلب الايام كالسكرارى وما هم بسكرارى - ولكن غشيتهم من النعم
 ما يغشى الناس عند ازدياد الاعتياص والسداد طرق المناس - ولى
 ارى انك كريمة جليلة ومثلک لا يوجد فى الملوك - وقد وهبك الله
 حُرمةً وانباتاً - تواسين رعاياک بالتب الشديد - ولا تطيعين
 سراحة الاحداثا - وتستغرقين اوقاتک فى تفقد الرعايا وفکر مصالحتهم
 وتختارين النصب لعل الخلق يستريحون - وظنى انک قد قلت لنا نبيک
 فى الهند ان يفضلوا شرفاء المسلمين على غيرهم - وينظر اليهم باعزاز خاص

ترجمہ نجات سر اسیمہ وار دست و پاگم کردہ اند - وى بنیم در ذات تو کرم و رحم
 را شسته اند و هرگز نظیر تو در پادشاهان موجود نمی باشد - از خرم و بیداری خطی کامل ترا
 بخشیده اند - مواسات و مدارات رعايا را برآرام جان اختیار و از خط نفس قدیر
 قلیله بهره میگیری - و بجهت اینکه رعیت با خواب امن و راحت بخسند هر قدر رنج و محنت
 ممکن باشد جان خود را میدهی - در تفقد حال بیچارگان و فکر مصالح آنان توان اوقات عزیزت
 را مصروف میداری - و یقین من است که از پیشگامان این نواب و عمال را که زمام اختیار
 امور هندوستان در دست دارند تاکید لطیفی رفته که هر حال مسلمانان را بر هر بیت خاص و
 فضیلت با اختصاص بر دیگران شرف و امتیاز به بخشند - ولى این نواب زارع را با عقاب

تقرّبوا هم بخصومتی و لكن النّائبيين سوا الامر و ما رعو ا مصلحة اعدائهم
 حق رعایتها بل ما خطر بالهم ان ينظر الى اطوارهم و ليسعفون -
 هذا ما قلت شيئاً من حال مسلمي الهند و اما عبدة الاصنام الذين
 يقولون اننا هندو و آريدهم قوم الفدا و اعمارهم كالعبيد و الحفلة
 و مرت حليهم قرون و هم كجهول لا يعرف او نكرته لا تتعرف و تعرفين
 ايتها المليكة الجليلة انهم مسلوبة الطاقات و مطردة الفوات حين
 طويل جلودهم قد وسمت - و جنودهم قد خست و زمام نفوسهم
 قد ضفرو و ظهر غزمهم قد كسر فيمشون الى ما سيقوا و لا يعتدرون
 ولا يريدون عزّة و في قلوبهم جبن الخلة فهم لا يسبلون - و السر في ذلك انهم
 من حقب متلاحقة مطية خدمت لاهل حكومتهم و متنا و فقر مسألة لاهل عزّة
ترجمہ و سہارا با آفتاب بریک پایہ فرو آورده ہر چہ باید در احتالت قلوب
 و اعزاز خاص مسلمانان اتفاقات نکرده اند - این است آنچه شمشہ از حال مسلمانان
 میخواستم عرض بدم - آن گروہ ہلّے دیگر کہ آریہ یا ہندویا شدند ہرگز صلاحیت آن
 نداشتند اند کہ بہمت احوال مسلمانان متقیاس و میزان توانند بشوند باین معنی کہ از
 زمانہ اسے در از در رنگ حلقہ بگوشتان و خادمان بسر می بردہ و از قرون کثیرہ مجہول و
 ستواری در کج خمول بودہ اند - و مبتلا بہ جبال و بی زہرہ و مسلوب الطاقہ گردیدہ کہ
 بیچ نمودی و بودی و جمعی و غری در انہا باقی نماندہ است - بہر سو کہ برانند میر و ند و چہ
 کہ دو انند بھانہ نمی آگیزند حل این سرچیان تواند بود کہ چون از مدیدہ و دیدہ متصل
 مسخر و متقاد ملوک اجانب و لذا سوا از لباس زیبائی سرور و شہابی بودہ اند متقاد

ود ولد استاج الملوك عليهم من غلبه قومهم فهم به معتادون - مثل المسلمين كمثل ما لا يرى
الا الى ارض غزو ذات خطوط - و مثل عبدته الاحجار كقوم لوط - او كمن حجت لسوقها
الى شؤ - او عصا غرود ط - تلك عظام خربت و هم قوم نوح اعرجوا و بعرجون عند اماريت
فقلت لفي الله و اخلاصا في حضر تكم الامر ليك و انا تا بعون -

توجه و نحو كه نذرت و زبوني كرده و ادني ملايتي به مهر مدي و علون داشته اند من سخن شرط لاغ و ملاي
ولا نزع نصح و ارادت است بتقديم سياي نوم كنون اهر بخت تست و ما كرتاب و مطبع و زمان مي باشم

الخاصة في بعض الحالات الخاصة التي
هي مفيدة للمستطلعين الذين
يتمنون زيادة المعرفة في سوانحي
وسوانحي آباء وسوانحي
بعض خواني في الدين

الحمد لله الذي جعل العلماء الورعانيين المحدثين ورثة النبيين
واحد بهم فاحسن ناديه بهم - و انال كد و با تهم كلها و جعلهم كالماء المعين

وعلمهم فصفاً علومهم وعرفهم فآتم معارفهم وبلغهم المنارات حتى اليقين
وفقههم فذقوا لازم التوفيق في شأنيهم وأعمالهم وأقوالهم حتى
تذكروا وتروا أكسبكم الذهب يلعب مبین - ونشرح صدورهم وأكمل نورهم
وجعل وجههم نورهم وسرورهم وجعلهم من غير منقطعين - ورفع
مقامهم وثبت أقدامهم وثور أفعالهم وطهر فراسقهم والها مهمم وأعطى
جواهر السيوف وأقلامهم ولغات الدرر كلامهم - وأمنهم من كل خوف و
أعطاهم من كل شئ فتبارك الله أكرم المعطين - والصلوة والسلام على
السيد الأكریم الخلیل الطیحاتم الانبیاء وفخر المرسلین - الذی سبق الاولین
والآخرین فی الاهتداء والاصطفاء والاجتباء والترحم على عباد الله حتى
سمى ببعض اسماء رب العالمین - لا تدرك الا وهو الاول فيه ولا خير الا هو
هو الدال عليه ولا هاد يشك الا وهو منبجها ومن اتبع الهدى ممن سواه
فهو من الهاككين - اما بعد فإني أرى اليها الاخوان ان انفصل لكم قليلا
من بعض حالات الخاصة وحالات آباءي لتزوداد وامعرفة وبصيرة
وما توفيق الابا لله الذی الطقنى من روحه هور بنى وحشى ومعلی وهوالذی
لوتنى بانوار اليقين - فاعلموا يا اخوان ان اسمی **غلام احمد** واسم
ابی غلام مرتضى واسم ابيه عطا محمد وكان عطا محمد ابن كل محمد وكل محمد
ابن فيض محمد وفيض محمد ابن محمد قاييم ومحمد قاييم ابن محمد اسلم ومحمد اسلم
ابن محمد دكلاور ومحمد دكلاور ابن الددين والددين ابن جعفر بيگ وجعفر بيگ
ابن محمد بيگ ومحمد بيگ ابن عبد الباقي وعبد الباقي ابن محمد سلطان و

محمد سلطان ابن ميرزا هادي بيك المورث الاعلى - فذا لك اسحق وهذه
اسماء آباءى غفر الله لنا ولهم وهو ارحم الراحمين -

وان استطلعتم علامات لادب منها فى اىصال المكاتب الى فاكثروا
هكذا على لغاتكم سكتوكم انجيد الكناديان ضلع كورج اسبورة قسمت لثمن
ملك فنجاب من جمالك هندا وكتبوا عليه اسم ميرزا غلام احمد قاديانى
يصلنى انشاء الله تعالى وهو خير المصلين - والان ابين لكم من بعض
واقعات ارى فتبينها خير اكره تفهيم ما لا تعلمون بعلم اليقين - فاعلموا ايها السادة ان
فانما ذكرت فيما ذكرنا من عظماء الخرايين وكان صناعتهم الفلاحة وكانوا من
اهل الامارة والقرى والارضين - وكانوا من كرم جرثومة واطهر روضة وفصل وحب
وسيد ودرة ونباهة بناتة المجد وادباب المجد ومن المقبولين وكانوا فى
زوايا هذه الارض خجما وبقايا من الامراء الصالحين - وبعضهم كان من
مشاهير المشايخ وناصرة الدهر فى التزام وقايت العفة والنوع الصالحات
وصاحب الاوقات المشهورة بالكرامات والآيات وخرق العادات
ومن المتعبدين المنقطعين - وكانوا فى هذه الارض ثاوين فى الكفرة البقرة
فصبت عليهم ما صبت وقد ذكرناها من قبل للناظرين - وكانوا ذرية
ضعفاء من بعدهم ومن المستضعفين - ولما مكر الخالصة مكرهم وخرجوا
آباءنا من ديارهم توفى جدى فى الحربنة وسمعت انه مات وهو من المسمومين
ولقى الى بيتا غريبا مسافرا خاوى الوفاض - بادية الافاض - مضر والنجاش
كالعلم فى الليل المدهم - يحجب طرقات البلاد مثل الهائم ما يدري

ما الشمال ولا اليمين - وكان شغل أبي في تلك الايام مكاتبته ^{سلك} صغوبته
 او مطالعة الاسفار - وسمعت منه رغب الله هل راء ان كان يقول كل ما
 قرأت قرأتني ايام المصايب والغربة والتباعد من الدار - وكان يقول
 ما راء اني جربت الناصر والعام كما يجرب الحمار الوحيد - ورايت كراهة
 كنت منها احيد - وكان من المنعدين - فكان ابي طالما ساكر مستهام -
 ليس له قيام - لانه كان يخرج من ارض الآباء ومُدَّ عن الاكتفاء - وكان
 عرضة للغزوات الظالمين - واعانات المودين - وغيل المغتالين ^{لويح} وسلب النصارى
 وطعمة للمغيرين - واسيراً في آلف الضاممين - ثم بعد تراخي الامد -
 وتلاقي الكمد - قصد كشمير ليستقرى اسباب المعاش لعل الله يدبره
 بلاءة - ويدفع داءه - ويأتي قضاءه بايامه الاطرحشاش ويكون
 من المطمئنين - وقد اتفق في تلك الايام ان ربي البني خلعة الوجود
 ونقطنى من زوايا الكتم الى مناظر الشهود - وصرحت على مسقط رأسي
 من الساجدين - وكانت هذه هي الايام التي بدل الله ابي من بعد
 خوفه منا ومن بعد عسر ليرا وصار من المنعمين - واوى له الوالى ورسق
 قلبه بصيبت ومن غير الليالى - فلما كلمه ورأى الوالى - ما عطا الله من العلم
 والعقل والطبع العالى - تشهد توسمه بانه من البهي الدلى - فصبا الى الاسفا
 والاختصاص - والتسليك في زمرة الخواص - وقال لا تخف انا اليوم
 من اعدائنا المكرمين - وكذا لك مكن الله ابي وجبه الى اعينهم -
 ووهب له عزته وقبولاً وميسرة - ونظر اليه انعاماً ومياسرة - وكان

هذا فضل الله ورحمته وهو ارحم الراحمين - وسعت الى تقول لي مراراً
ان ايامنا بَدَلت من يوم ولا ذنك وكنا من قبل في شدائد ومصائب
وذا النوازع كروبي ومحمي نجاء ناكل خير نجائك وانت من المباركين - وكان
ابي يعرج من مرقبة الى اخرى - ومن عاليت الى عليا - حتى عرج الى معارج
الاقبال - وخلع الله عليه من خلع الاكرام والاجلال - وما الله من شيء
وصار من المتمولين -

ثم غلب عليه تذكار الوطن - والتحنين الى المسارح المهجورة والعطش
فقوض خيام الغربة والغيبة - واسرج جواد الاو بته الى الاهل والعشيرة
ورجع سالماً غاماً الى العترة بنصرة وخضرة وقناع واثاث حبيب الباع
خصيب الرباع - وكان ذلك فعل الله الذي اذهب عنا خزننا - واماط
شجننا ومن علينا - وتولى وتكفل واحسن اليانا - وهو خير المحسنين -

ثم عزم ابي علي ان يسير بجنته في الزراعات لينجو من السفر المذبح -
والبين المطرح - من الاهل والبنين والبنات - فاستحسن لنفسه اتخاذ
النضاع - والتصدى للزاد راح - فاحمد بفضل الله معيشته - واستغنى
فيها عيشته - ورج عليه قليل من القرى - التي غصبت من الابعاء في زمن
خلا - وقطعه الله بعد ضعف المريضة - وبارك الله له في اشيائه كانت
من قبل تلك الحظيرة - وكل ذلك كان من فضل الله ورحمته وان
خفي على المجربين - ليتم قول رسوله صلى الله عليه وسلم ان **الموعد**
الذي يكون من المحترمين - هذا قليل من سوانح ايام ولادتي ومن سني

واذا ترعرت ووضعت قدمي في الشباب قرأت قليلا من الفارسية
 ونبتة من رسائل الصرف والنحو وعدة من علوم تعيمية وشيئا يسيرا من
 كتاب الطب. وكان الرجح إذا حاذقا وكان له يد طول في هذا الفن فعلمت من بعض
 كتب هذه الفنون وأطال القول في الترغيب كالسبيل فيها. ففكرت ما شاء الله
 ثم لم يجد قلبا لي من الراغبين. وكذا لم يتفق في التوصل في علم الحديث ولا
 والفقه الاكمل من المجلد. وما وجد بالي ما دللني ان شمر عن سائر الجهد المتحصل في العلوم
 واستحصل طواهر اسنادها وانجم كالحديثين سلسلة الاسانيد كتب الحديث
 وكنت حب زكرك الروحانيين. وكنت جدد قلبي ما دللني الى القرآن و
 دقا لقها وسخا نها ومعارفها وكان القرآن قد تشغفني حبا ورايت انه
 يعطيني من انواع المعاني والاشياء الا مقطوعة ولا منوعة. ورايت ان
 يقوى الايمان ويزيد في اليقين. والله انه **دري** ينتميه ظاهرة وكما
 وباطنه نور وفوقه نور وتحت نور وفي كل لفظ وكلمة نور جنة
 روحانية ذلت قطوفها بذليلا وتجري من تحت الانهار كل قرة السعد
 توجد فيه وكل قلب يفتس منه ومن دونه خطر القناد. موارد فيض
 سايفه قطوب الشاربين. وقد قدف في قلبي النوار منه ما كان لي ان
 استحصلها بطريق آخر. والله لو كان القرآن ما كان لي لطف حياتي -
 رايت حسن ازيد من مائة الف يوسف. فملت اليه اسند ميلي واشترط
 في قلبي. هو رباني كما يربى الجنين. وله على قلبي اثر عجيب. وحسنه يزلني
 عن نفسي. والي ادركت بالكشف ان حظيرة القدس تسقى بماء القرآن

وهو بحر موج من ماء الحيات من شرب منه فهو يحيى بل يكون من المحيين
ووالله انى ادى وجهه من كل شئ وجهه افرغ في قالب الجمال - والبس
من الحسن حلة الكمال - والى اجداه كجمل رشيق القد - اسيل الخد -
اعطى له نصيب كامل من تناسب الاعضاء - واسبغت عليه كل ملاحظة
بالاستيفاء - وكل نور وكل نوع الضياء - وفيه كء اعطى له حظا تاما من كل
ما ينبغي في المحبوبين من الاعتدالات المرضية - والملاحظات المتخفية كمثل
حرم العيون - وبلغ الحجاب ولهب الخدود وهيف المحصور - وتنبذ الغرور
وفلج المباسم وشمم الانوف وسقم الجفون - وتوف البنان والطر المرفقة
وكل ما يهوى القلوب وليتر الاعين ويستسلم في الحسين - ومن دونه
كل ما يوجد من الكتب فهي نعمة خداج او كمضعة مسقطه غير ويلمح الخانات
عين فلا الف وانحان الف فلامعين وتوى وجوها مكرهه مسنونة
ملوحتة - وشلهام كمثل املرة اذ اكشف برقعها وقناها عن وجهها فاذا
هي كرهية المنظر جدا قد رعى جفنها بالعمش - وخدتها بالنمش وذو أمها
بالجلم ودررها بالقلم ووردها بالبهر ومسكها بالبهار - وبدرها بالحقا
وقمرها بالانثاق - وشعاها بالظلام - وموتها بالشيب التام - فهي
بكيفية منعقة متنة مسننة توذى شاعته الناس بيتا صل سر دالعين يثابرون
اهلها لا فتقناهم يمتنى الطيفون ان يدسوها في تراب اويذون
عن الفسهم الى اسفل السافلين - فالحمد لله ثم الحمد لله انه انا لنى
خطا واخر من الزادة وازال املاقي من دونه - واشيع بطنى من ثماره

ومنه بي من النعم الظاهرة والباطنة وجعلني من المجذوبين - وكنت شاكراً
 وقد شئت وما استفتحت بأب إلا فتحت - وما سئلت من نعم إلا أعطيت وما استكشفت
 من أمر إلا كشفت - وما ابتغيت في دعائي إلا أجبت - وكل ذلك من
 جنى بالقرآن وحب سيدي وامي سيد المرسلين - اللهم صل وسلم
 عليه بعد ونجوم السموات وذررات الارضين ومن أجل هذا الحب الذي
 كان في فطرتي كان الدمع من اول امرى حين ولدت وحين كنت
 ضارباً عند ظمري وحين كنت أقرع في المتعلمين وقد حببوا منذ ولدت
 العشرين - ابن النعم الدين - واجادل البراهمة والقيسيين - وقد الفت
 في هذه المناظرات مصنفات عديدة - ومولفات مفيدة - منها كتابي
 البراهمين - كتاب نادراً ما نسب علي من الذي يابره خالية فليقره من كان
 من المترابين - قد سللت فيه موارد من الحجج القطعية على اقوال الملحدين - ومنيت
 بشهيد الشياطين المبطلين - قد خفضها لكل معاند بذلك السيف المسلول
 وتبينت فضيحتهم بين ارباب المنقول والمعقول - وبين النصفين - فيد
 دلائل العلوم وشواردها والالهامات الطيبة العجيبة والكشوف الجلييلة و
 مواردها - ومن كل ما يجلي حرم معاد الدين المتين وكتب اخرى تشابه
 في الكمال - منها الكحل والتوفيق والازالة وفتح الاسلام وكتاب آخر سبق
 كلها الفت في هذه الايام اسعد افع السواس هو نافع جداً للذين يريدون
 ان يروا احسن الاسلام ويكفون افواه الخالفين - تلك كتب ينظر اليها
 كل مسلم لعين المحمدة والموحدة وينتفع من معارفها ولقبلي ويصدق

دعوتى - الاذسر يتبعنا يا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون
ولما بلغت اشد عمرى وبلغت اربعين سنة جاء تنى لىم الوحى برىا
هنايات ربه ليزيد معرفتى ولينى ويرفع حججى واكون من المستيقنين -
فاول ما فتح على بابى هو الرويا الصالحة فكننت لا ارى روىا الا جاءه
مثل فلق البهم والى رايت فى تلك الايام روىا صالحة صادقة قريباً
من الفين او اكثر من ذلك - منها محفوظه فى حافظتى وكثير منها
نسيته - ولعل الله يكررها فى وقت آخر ونحن من الآملين - ورأيت
فى غلواء شبلى وعند دواعى التصالى - كانى دخلت فى مكان وفيه
حقدتى وخدمت فقلت طهر واقرشى فان وفقى قد جاء ثم استيقنت
وخشيت على نفسى وذهب وهلى الى اننى من المأستين - ورايت ذات
ليلة وانا غلام حديث السن كانى فى بيت لطيف لطيف يد كرفها لىسواله
صلى الله عليه وسلم فقلت ايها الناس اين رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاشاروا الى حجرة فدخلت مع الداخلين - فبش بى حين وافته - و
حيانى باحسن ما حييته - وما الشئ حسنه وجماله وملاحة وتحنده الى
يوهى هذا - شغفنى حباً وجد بنى بوجسين قال ما هذا يمينك يا احمد
فنظرت فاذا كتاب بيدى اليمنى وخطر بقلبى انه من مصنفاتى قلت
يا رسول الله كتاب من مصنفاتى قال ما اسم كتابك فنظرت الى الكتاب
مرة اخرى وانا كالمحيرين - فوجدته يشابه كتاباً كان فى دار لىتى و
اسمه قطبى قلت يا رسول الله اسمه قطبى قال ارنى كتابك القطبى فلما

اخذوا مستديرة فاذا هي ثمرة لطيفة تسر الناظرين - فشققها كما يشق
 الثمر فخرج منه عسل مصفى كماء معين - وشربت بلبلة العسل على يده اليمنى
 من البنات الى المرفق كان العسل يتقاطر منها وكانه ينثر ليحبلني من المتجبن
 ثم القى في قلبه ان عند اسكفة البيت ميت قد رآه احياء بهذه الثمرة
 وقد رآه ان يكون النبي صلى الله عليه وسلم من المحبين - فبينما انا في ذلك الحال
 فاذا الميت جاء في حيا وهو يسعي وقام وراء ظهري وفيه ضعف كالمجانين
 فنظر النبي صلى الله عليه وسلم الى متبسم وجعل اثرة قطعات واكل قطع
 منها وانا في كل ما بقى والعسل يجري من القطعات كلها وقال يا احمد
 اعطه قطعة من هذه لياكل وتيقوى ناعطية فاخذ ياكل على
 مقامه كالحيين - ثم رمت ان كرسى النبي صلى الله عليه وسلم قد رفع
 حتى قرب من السقف ورايته فاذا وجهه تلالا كان الشمس والقمر
 خسرنا عليه وكنت انظر اليه وعبراتي جارية ذوقا وجد اشم
 استيقظت وانا من الباكين - فالقى الله في قلبي ان الميت هو الاسلام
 وسيد محمد صلى الله عليه وسلم في ضروري حائنه من رسول الله صلى الله عليه وسلم
 وما يدرككم لعل الوقت قريب فكونوا من المنتظرين وفي هذه الرواية
 رباني رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده وكلامه والوراء وهديته
 اشارة فانا تلميذه بلا واسطة بني وبنه وكنك شان المحبتين
 وكنت ذات يوم فرغت من فرقة النساء وسننها وانا مستيقظ ما
 اخذ في نوم ولا شئ وما كنت من النائمين - فبينما انا كذا كذا

اذا سمعت صوت مك الباب فنظرت فادرجال مدكين يا ترونى مستار^{عين}
 فاذا دلوا منى فعرفت انهم خمسة مباركة اعنى عليا مع ابيه وزوجه الزهراء
 وسيد المرسلين اللهم صل وسلم عليه وآله الى يوم الدين - ورايت ان الزمراء
 وضعت راسي على فخذيها ونظرت بنظرات تحزن كنت اعرف نوجوهها
 ففهمت في نفسي ان لى نسبة بالحسين واشابهني بعض صفاته وسوا^{لح}
 والده يعلموهوا علم العالمين - ورايت ان عليا رضى الله عنه يرمى
 كتابا ويقول هذا التفسير القرآن انا الفتنة وامرني بلى ان اعطيك فيسط
 اليه يدي واخذته وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرى ويسمع ولا
 يكلمه كما نه خرين لاجل بعض خرافي ورايت فاذا الوجه هو الوجه الذي
 رايت من قبل انارت البيت من نورته فيحان الله خالق النور والنور^{بين}
 وكنت ذات ليلة اكتب شيئا ففهمت بين ذلك فرايت رسول الله صلى الله
 عليه وسلم وجهه كالبدى الثامفدى منى كانه يريد ان يعا^لقنى^ن
 من المعانقين - ورايت ان الانوار قد سطعت من وجهه ونزلت على
 كنت اراها كالانوار الحسنى حتى ايقنت انى اذكرها بالحس لا بصبر الروح و
 ما رايت انه الفصل منى بعد المعانقة وما رايت انه كان ذا هيا^ا
 الذى احببني - ثم بعد ذلك الايام - فتحت على الباب الالهام وخطبني
 ربي وقال يا احمد بارك الله فيك - الرحمن علم القرآن - لتند رقومًا
 ما نذ را باهم - ولتستبين سبيل الحرمين - قل انى امرت وانا اول^{منين}
 يا عيسى انى متوفيك ومرفك الى ومطهرك من الذين كفر^{وا}

وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفر والى يوم القيمة - انك اليوم
 لدنيا مكين امين - انت من منزلته توحيدى وتزديدى فحان ان
 تعان وتعترف بين الناس ولعلك الله من عنده تقيم الشريعة ونحو الدين
 انا جعلناك المسيح بن مريم - والله ليصك من عنده ولولم يعصك الناس
 والله ينصرك ولولم ينصرك الناس - الحق من ربك فلا تكون
 من المترين - يا احبها انت مرادى ومعى - انت وجيئة فى حضراتى - ^{تلك}
 لنفسى - قل ان كنته تحبون الله فاتبعونى يحبكم الله ويغفر لكم
 ذنوبكم ويرحم عليكم - وهو ارحم الراحمين هذه نبذة من الهاماتى
 ومن جعلتها - الهاماتنا جعلناك المسيح بن مريم - والله قد كنت اعلم
 من ايام مديدتة اننى جعلت المسيح بن مريم ولنى نازل فى منزله ولكن
 اخفيتة نظرا الى تاويله - بل ما بدلت عقيدتى وكنت عليها المستسكية
 وتوقفت فى الاظهار عشرين - وما استعجلت وما بادرت وما اشرت
 حبا ولا عدا ولا احد من المخاضرين - ولكنكم فوشك فاسئلوا علماء
 الهند كم مضت من مديتة على الهامى - يا عيسى انى متوفيك - واقرها
 البراهمين وكنت انتظر الخيرة والوفاء وامر الله تعالى حتى تكمل
 ذلك الالهام - وسرع الظلام - وتواتر الاعلام - وبلغ الى عددته يعلمها
 رب العالمين - وخوطبت للاظهري لقبوله - فاصدع بما توهم - وظهرت
 علامات تعرفها حاشته الاولياء - وعقل ارباب الاصطفاء ^{وهم} الصالحين
 واكد الامر وشرح الصدر - واطمن الجنان - وافنى القلب - وثبتن الاله

وحمل الله لا تلبس الشياطين - ثم ما التفتيت بهذا بل عرضت على الكتاب
 والسنة ودعوتُ الله ان يؤيدني - فذقق المدنطري فيهما وجعلني
 من المؤيدين - وظهر علي بالصومس البينة القرآنية والمحدثات المسيح
 بن مريم عليه السلام قد توفى ولحق باخوانه من النبيين - وكنت اعلم
 ان وفات المسيح حق ثابت بالصومس البينة القطعية القرآنية والمحدثات
 واعلم ان الهامى لا يظهر عليه ولا تلبس ولا تخليط - ومعدا لك ان
 يقيني بان اعتقاد المسلمين في نزول المسيح حق لا شبهة فيه ولا ريب
 ففسر علي تليقها وكنت من المتحيرين - فوافقت بالصومس فقط لاني وجدت
 في الاحاديث رائحة قليلة يسيرة من دخن الاختلاف بظاهر النظر
 وان كانت الدلائل القوية القاطعة معنا وبأيدينا وكان القرآن معنا
 كله - بل ابتغيت معرفة ما تلقيت بضيء التي تبتلا لكل شق من
 شقوقها وتبلغ الحق اليقين - ففرغت في حضرة الله تعالى وطرحيت
 بين يديه متمنيا لكشف سر النزول وكشف حقيقة الدجال لاعلمه
 علم اليقين واربه عين اليقين - فتوجهت عنانية لتعليمي وتفهمي و
 ألهمت وعلمت من لدنه ان النزول في اصل مفهومه حق ولكن
 ما فهم المسلمون حقيقة - لان الله تعالى اراد اخفاءه - فغلب قضاؤه
 ومكره وابتلاءه على الافهام فصرف وجوههم عن الحقيقة الروحية
 الى الخيالات الجسدية فكانوا بها من الثالغين - ولبقى هذا الخبر مكتوما
 مستورا كالحب في السنبلة قرنا بعد قرن - حتى جاء زماننا واعترب الاسلاف

وكثرت آثرانهم - وغلبت ملّة عبدة الصليب ^{الصلبان} على المسلمين بالافتراء والمين -
واحلوا اسفك عشاق كانوا كصيد الحرميين - فصبت علينا مصائب كنا لا نستطيع ^{هنا} حصارها
وضاقت الارض علينا وتورمت مقلتنا باستشراق المناشرين - فاراد الله
ان ياتي بهم المداقمة - ويعين طلاب الحقيقة من الاهل والاداني ^{شيوخ} - بنفوسنا
عن مخدرة المعاني - ويشفي صدور المؤمنين - وكنا حتى بها واهلها لاذنا رايانا
باعيننا اهل المييم وازدحل ^{المصطفى} ودعوة الناس الى الوهيته بن مريم ^س
خير الورى - وسمعن السب مع الشرك والمين - واحرقنا بالنار من - فكشف الله
الحقيقة علينا لتكون النار علينا برداً وسلاماً - وكان حقاً على الله نصر المضطرين
فاجبوني رب ان التزولي روحاني لاجسامي وقد مضى نظيره في سنين الاولين - و
ان الله لا يبدل سنته ولا عادته ولا يكلف نفساً الا وسعها وكذلك يفعل و
هو خير القاعلين - والسر في ذلك ان للانبيا عند هب الا هوية المهلكة و
ابتداع المسالك الشاغرة تدليات وتتميزات الى هذا العالم فاذا جاء وقت
قد لي نبي ونزول محيي قننته تؤذي يطلب من ربه مخطط النواذرة - ومظهر
ارادته وانظاره - ووارث روحانيته ليكون هذا المظهر من المنشطين
فيعد له ربه عبداً من عباده ويلقى ارادته في قلبه فيكون هذا العبد ^م شدد
مناسبتة واقرب جوهر من ذلك النبي ويشاهد من حيث الهوية المبعوثية ^{له} مشا
قامة كاملة كأنه هو - ويكمل ما تزلف في قومه المخدولين - وذلك عظيم
من الاسرار السماوية - ما يفهمه عقول سطحية ولا يلقاها الا الذين
اولوا العلم من عند الله وما كان لعين لاقت الاغلال ان تجتلي

الهلل فطوبى للبصريين - وقد جرت عادة الله تعالى أنه لا يكشف
 قناع الاجتهاد الاية من كل جهة الا في وقتها ويبقى قبل الوقت انما
 ومعان مطوية ومستورة مكتوبة ابتلاء للذين يجدون زمان
 ظهورها فيفيض الختم في زمانهم - ليهيئهم او يكرمهم بايمانهم وقد
 سنته في قبة المسلمين - ولا يرفع الايمان من ذلك لان الامر المقصود
 يبقى على حاله - مع قرينه القوية وصفاء زلاله فلا يتطرق الاخلال اليه
 وانما يجد الله حل ظهوره في اعين الناس ليري من يعقد حجب
 النطاق للرحلة من خريته كانوا آباءه فيه ساكنين - والحق ان كل من
 فاسد ينشأ من سوء الفهم - واما وعد الله فهو يظهر بلا خلافا
 والله لا يخلف الميعاد - وكم من عود اسناثهم انجز لنا كما وعد
 وهو خير المنجزين - ولعمري ان السفهاء لم يحفظوا كلام الله كلفني
 اذ هانهم وآمنوا ببعض الآيات وكفروا ببعضها وجعلوا القرآن والهدى
 عصىين - وارلهم اسارى في سلاسل الاختلافات والتشاجرات -
 ولوانهم تفكروا للتطبيق لفتح الله عليهم بابا من ابواب المعرفة ولكن
 غصوا وتركوا القرآن مهجورا فطبع الله على قلوبهم وتركهم ضالين -
 ما الدجال فاسمعوا ابيكم لكم حقيقة من صفاء الهامى وزلا
 وهو حجة قاطعة ثققت للخالقين تثقيف العوالى - خذوه ولا
 تكونوا ناسيين او متناسين - ايها الاعزة قد كشف على ان وحدة
 الدجال ليست وحدة شخصية بل وحدة نوعية بمعنى اتحاد الآراء

٢ موصلة الى اليقين - لان هذا العلم اعجازي غزله لانه كما شق لاسرار المكاشفات
 النيات المستعزلة الجارية على الاسئلة فاقية كل تناقضات اللغوية في العالم السفلي فحجة قاطعة للتكليم - كن كل علم تاويل لا حاد يث ويث وقواعد
 التي ترتبها لان الاصل حكم مسلم لقضاء التناقضات ككشفية من ابني هذه الحكمة فقد جازجوا عظيمها وضوء من الخالين - مثلاً اذا شئت من حكم الحقى دورا
 فلا يجزى كذا عندنا ولا يفي من الحق وما يعني في انا هذا العالم السفلي بل يجب عليك ان ترجع الى لغة وصفها الله لان كل العلم الروحاني فتوى الحق اذ رويته
 او وسعة معاش فخذ هذا السرنا في عجبك - فانت الخليلين - قد

٣ الاصل الحكم - والتحفة الاعظم في طرق المكاشفات الذي هو قانون عاصم من سوء الفهم
 في تفسير النبوات الواقعة في هذا العالم الغصبي علم تاويل الاحاديث الذي يعطى للفقير
 ولا يجوز صرف امر كشيء عن الآويلات المصروفة في هذا العلم لا عند قيام طريقة قوية

في نوع الدجالية كما يدل عليه لفظ الدجال وان في هذا الاسم آيات
للتفكير - فالمراد من لفظ الدجال سلسلة ملتممة من همم دجالية
بعضها ظهير للبعض كما نهم بنيان مرصوص من لبن متحد القالب
كل لبنه تشارك ما يليها في لونها وقوامها ومقدارها واستحكامها ^{خلت}
بعضها في بعض واشتدت من خارجها بالطين - او كركب ردف لبعضهم
بعضاً وهم متمطين شاملة مشمعة يرون من شدة سرعتها رجلاً
واحد اني عين الناظرين ونظيره في القرآن - خبر الدخان - نانه
كان سلسلة خيالات متفرقة من شدة الجوع وسُمي لبثي واحد
وقيل يوم تأتي السماء بدخان مبين - وهذا اسر لا يعرفها الا
العارفة وما يظن عليه فهم الغيبين -
وقد جرت عادة الناس عرباً وحجاً انهم اذا راوا كيفية -
وحدانية في افراد فيزولونها في منزل الواحد فيوادونه فتحلفه فاذا
خلط بعضها ببعض ودق وسحق وحصل لها مزاج واحد واثر واحد
فما عليك من ذنب ان قلت انه شئ واحد حصل من الجين -
وانت تعلم ان الناس اذا اجتمعوا في ارض والقوا فيها مراسي الكوكب
وحصل لهم نظام تدلى وتعلق بعضهم بالبعث تعلقاً مستحكماً
وتحقق النسب الاضافات غير قابلة الانفكاك والزوال واستقر وانما اداوا
ان يرتحلوا منها الى ارض من الارضين - فان شئت تسمى مجموعتهم
بلدة وتجري على جماعتهم احكام الواحد وما هو واحد في الحقيقة

وما انت من الملمومين - وان ائفق انهم جاؤك للقائك فان شئت
قلت جاءني البلد - وذكرتهم كما يذكر الفرد الواحد وما يعترض
عليك الا جاهل او الذي كان من المتجاهلين - فكما ان الاماكن
يطلق عليها اسم الواحد مع انها ليست بواحدة - كذلك لا يخفى على القارئ
السليمة والذين لهم حظ من اساليب لسان العرب ولطائف استعاراتهم
ان اذيال هذه الاستعارات مبسطة تمتد جداً وليست محدودة
في مورد خاص فانظر حتى ياتيك اليقين - وعجبت لقوم يزعمون
في الدجال انه رجل من الرجال ويقولون انه كان في زمن رسول الله
صلی الله عليه وسلم وهو الى الآن من الموجودين اذ لهم ولوهن
مر بهم كيف يحكمون - الا يعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال - اقسم بالله ما على الارض من نفس منقوسة ياتي عليها مائة سنة
وهي حية يومئذ - يعني بذلك ان الناس كلهم يموتون الى ماضى المائتين
وما يكون فرد من الباقين ثم يبعثون البقارى والمسلم ثم يبعثون
المسلمين - ايها الاعززة ان في هذا الاعتقاد معيّنات عظيمة تذكّر
كثيراً من الناس الى نيران الكفر التي منعاهم من ارتكاب الجنان - فلا
صراطكم ولا تكونوا من المتخطين - اولها المصيبة التي قد ذكرت من
استلزام تكذيب قول النبي صلى الله عليه وسلم الذي أكد به بالقسم
فاياكم وسوء الادب وكونوا من المتأدبين - لا تعدوا بين يدي الله
ورسوله ولا تعصوا بعد ما بين لكم رسول الله صلى الله عليه وسلم

واعلموا انه صادق صدوق ما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى
يوحى فاخفضوا جناح الذل ولا تالوا بقول رسول الله ان كنتم منا ^{لحين}
والمصيبة الثانية ظاهرة لاحاجة لهؤلاء البنيان - الاترون الى الفرقان -
وتعليم الرحمان - كيف اقام الناس على توحيد عظيم وبنهاهم عن سائر
المشركين - فتفكروا في قلوبكم كيف يمكن ان يخرج الدجال كما ترون
ويخرج الاموات ويرى الايات - ويسخر السحاب والشمس والقمر والبحار
وكان امره اذا اراد شيئاً ان يقول له كن فيكون - اهذه اما علمتم
من الفرقان - اهذه التعليم الفرقان - اهذه الذي سفتك له ومساء
سراة العرب وعظائم القرش سيدرو في كل مصاف وهضمهم
المسلمون هضم متلاف - اشهدوا ولا تكونوا من الكاذبين كيف
ينسخ تعليم الفرقان وينبذ كالقشر - وليئي المنشأ المطوى الى النشر - و
يحيى الدجال المظالمى لتفصيل نوع البشر - لم تخرجون من خلع الصداقة
وتسبون يوم المحشر - وتفسدون في الارض بعد اصلاحها - القوا
ولا تكونوا من المعتدين - يمكن ان السيد الذي كسر الاصنام بالعصا -
اذا سئل غير الله قادر قال لا - اهولعلمكم اموراً خصال
القران الكريم وخلاف التوحيد العظيم - كلاله غير من كل غير الله
وتوحيدة فلا تقروا عليه عضيقة ولا تكونوا زريسة الشياطين - اهذه
بلد ان نواعتقادكم - ومصيتان علمي نيكيم وتوحيدكم وصلا ^{حكم}
وسدادكم - واما المعنى الذي تبنت ولتعليمهم من فكل خير لا

مخذور فيه ولا دأبته من شرك ولا من تكذيب النبي صلى الله عليه وسلم بل هو أقر للعين - وفيه نجات من الثقلين - فاقبلوه وكونوا من الشاكرين -

وكيف تظنون في الذي هو في زعمكم من أبناء العنيد - وتلقوا من
سراج ضعيفة لا من الشيطان المرديد - أنه يتقوى كالشياطين وليشاهد
في بعض الأغاريد - بل يكون أزيد منهم ويصلب كالحديد - و
يكون له جسم لا يسبح إلا في سبعين باعاً تفكروا يا ذرية الحرثين -
أيجوز أن يتعطل الله في وقت خروجه ولقد رآه رجال على كل أمر
وكل هيم - وتصير تحت مرة شمس وقمر ونار وماء وجنته و
خزائن الأرض وقطعة كل غيم - ويطوف على كل الأرض في ساعة -
ويدخل المشارق والمغارب تحت راء طاعته - ويضع الناس على
راس الناس ويجعلهم شقين ثم يجيئهم مرة أخرى ويرى الخلق كذا
آية الفرقان ويمسك التي تفترق عليه الموت ويكون على كل شيء من قبضته
ليسحق التوحيد تحت أرجله وكان به من المستخفين - سبعون ربنا
عما يصفون والحمد لله رب العالمين - أيها الناس إن تحت هذا التبارك
وفهم السرير - فاقبلوه بوجه طليق وكونوا مسعدين - يرحم الله عليكم
وهو أرحم الراحمين - أيها الأعززة هو العشيقة التي علمت الله من هذه
وثبتني عليها فما استغوبه بعض الغيبين - وما استجادوا قولي هذا
وأتابوا واستكروا واستجلوا في الكفاري - وما أحاطوا على بطونتي

ولا ظهارتي ولا سراري - ونحتوا بهتاناً ونكفروا وجادوا مفضيلاً
كالشياطين - ليفرط بتلك المروءة إلى ذم - او يلحقني وهم - وليقبلوا
القلوب بمن خرفاتهم واترائي في عين الناس من الكافرين - ورايت
نفوسهم قد ثعلبت وثلمت وقرحت وتعفت من حقد وغل وصاروا
من الذين يصعدون ويصلقون ويؤذون الناس لجة لفظهم وينقضون
لسنهم كصل ومالبقي فيهم من حب - ولالب كانهم في غيابة جب - ومن
المغترقين -

ايها الاعزة الى دعوت تومي ليلاً ولهاراً - فلم يزد هم دعائي الا
فزاراً - ثم اني دعوتهم حجاراً - ثم اني اعلنت لهم واسررت لهم هاراً -
فقلت استغفروا ربكم واستغفروا وادعوا الله في امرى يمدحكم
بالهامات ويظهر عليكم اخباراً فما سمعوا كلمتي واعرضوا عمتوا واستكباراً -
ورضوا بان يكونوا اخوانهم مكفرين - وما كان حجتهم الا ان قالوا ائتموا
باحاديث شاهدت على ذلك ان كنتم صادقين - وهم يدبرسون كتاباً
ويجدون في كل ما قلت لهم ويقرؤون الفحاح ويجدون فيها ما ظهر
عليهم ولكن ختم الله على قلوبهم وكانوا قوماً عمين - ولست اري ان الاحاديث
كلها موضوعة على التحقيق - بل بعضها مبنية على التلفيق - وسعد كفيها
اختلافات كثيرة - ومناقاة كبرى - ولا جرح لك انفرقت الامة -

وتشاجرت الملة فمنهم حنبلي وشافعي وما لي وحنفي وخراب المتشيعين
ولا شك ان التعليم كان واحداً ولكن اختلفت الاخبار بعد ذلك

فاترون كل حزب بما لديهم فرحين - وكل فرقة بنى لمذ هبة فلعنتها
 يريد ان يخرج منها ولو وجد احسن منها صورته وكانوا لها من اخوانهم
 مختصنين فامر سلقى الله لا يستخلص اليها منى - واستند الى القاصي - و
 انذر العاصي - ويرتفع الاختلاف ويكون القرآن ما لك النواصي -
 وقبلة الدين - فلما جئتكم اكفروني وكذبوني ورموني به يفتاننا
 وانك مبين - والى ارى علمهم مخسولا - وجيد تناصفهم مغلولا -
 وصنع عذر انهم مظلولا - وارى صورهم كالمسوخين -

وتد بعثني اليهم حكما فاما عرفوني وحسبوني من المحدثين -
 آذوني بحصائد السننهم ورايت منهم ظلما وهفما كثيرا وقلوبى الى
 واراد وان يخطفوني من الارض ولكن عصمتنى الله من شرورهم
 وهو خير العاصمين - ورايت كل احد منهم ما داني عشواة وتاركا
 سبيل رسول الله صلى الله عليه وسلم وهداه - فقلت ايها الحسد
 الجاهل اساتم فيما صنعتكم - وحرنتم فيما ظننتم تجدون للاجساد - وانا
 تحت اتراس الله حافظ العباد - ولن تستطيعوا ان تضروني ولو عجز
 الحق جلودكم - وسود الغيط خذ ودكم - يا حسرة عليكم ما ارى
 فيكم المتضرع الخائف - خرف التمر ولقي خراف - وما ارى فيكم داعية
 ان انتم الا كالاموات - وان انتم الا كذو عوفين - وايم الله لاطل ما قلت
 لهم الا لا تردوا مخاوف الاكفر - فانها مقامح الاخطار - وفلوات
 تعالوا ف ما اركبكم - واستسل كل سهم ناكبكم - فما كفوا السننهم و

ما جاؤني كتنق أمين - ثم قلت ايها العلماء اروني نصوص كتاب الله
لاوافقكم - واروني اثر رسوله لارافقكم - فاني ما اجد في كتاب الله

وأثار رسوله الاموات مسيح بن مريم - فاروني خلاف ذلك ان

زعموني من الكاذبين - وان كنتم على بينة من عند ربكم فلم لا تأتيوني

بسلطان مبين - وان شئتم ان تختبروني فتعالوا عاينوا آياتي عند

اداري شيئا من آياتي فان بدا كذب فمي - فمر قوا دحي - وارلقوا

دحي - وان غلبت وظهر صدقي ثوبى - فاليكم من حولى - والقول الله

ولا تعذبوا مامرا بكم في العصيان - فان عينه على طرف الانسان

وهو يرى كل خطواكم - ويعلم دقائق خطركم - فما لكم لا تخافونه قد

نزل الله في عمر اكم فقوموا له فانتصين - الايمان نور للبشرية ونور للإيمان

عرفان - ومن فقد هما فهو دودة لا انسان - من عرف السر فقد

عرف البر فقوموا وتحسسوا اللب الذي هو باطن الباطن ومغلي المغن

ونور النور - ولا تفرحوا بالقشور - الحياة - الحياة - البصارة - البصارة

ولا تكونوا كالميتين - هذا ما قلت لهم ونوصت امرى الى الله هو ربي

وجيدى تحت نيرة واعلم انه لا يخذلني ولا يضيعني ولا يجعلني من الناهين -

والآن ايها الاغرة ابين لكم بعض حلى ومكاشفاتي رأيت

فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد ما رايتني مستطرف

الايام - فجعلني كالنور ام واعدتني للاصليام - لا حارب الضالعة

والظالمين - ايها السادة الى رايتي عزت - بعد ما وجدت منبرك

وشراحت - فالآن ابين بعضها لكم لعلمكم تتفكرون في امرى ولعلمكم
تنظرون الي بعين المبصرين - فان القوم فرقوا منى كثر الروحش وتركوا
شطا الانسانية وخلاصتها وكانوا كبد ومة ملتبهة وقاموا بعد سبوح
وطبع قدم كرجين - واروني سهوكم رياهم - وسهومة هجياهم - ولفقوا
على ايدى ائو وازدراى مبنجى وطغيان - وسابقوا في الافتراء كضربى
رهان - لى لا يكونوا في اخوانهم من المقرعين - فلما رايت ارضهم

تفسرهم وساء لهم مصيبتهم اعرضت وجئت حضركم بما عى المعين -
ايها الاعزة والسادة جئناكم راغبين في خيركم بهد بية فيها لى ائدا
الامهات الروحانية فتعالوا المشرب وآتوني متمشيين - وآلان ابين
اراحة للسامعين - ايها الكرام **مرسل بيت** في السامكانى في حلقة ملتئم
وسرفقه هرد حمة - وابين بعض المعارف بجاش متين - ولسان مبين
للخاضرين - ومرسل ان المكان ربع لطيف لطيف ينفي الترح رويت
وليس الناظرين هئيت - وكنت اخال انى مكانى فجد اهو من مكان رايت
فيه سيد المرسلين - ورايت عندي رجلا من العلماء لا بل من ^{السفهاء}
جائنا على ركة ينكر على لغباوته ويكلب على اللجاج لشقاوته - ومرسل
كلما سدين فاشتد غضبى وقلت تعسا هؤلاء العلماء انهم من اعداء الدين - فقلت
هل من امرى يخرج من هذا المقام كاخراج الاشار واليامر يطهر ^{المكان} هذا القرن
الضنين - فقام رجل من خدامى - وهجم باخراجه من امام عيني ومقامى - ليمنى
من ذلك الضنين - فرايت انى اخذته وجعل يدفعه ويد به ويد ط

من الكنان - ولده رطيط وكرب وفتح مع الاسر دمان حتى اخرج فاجع
 من الغائبين - فرفعت نظري فاذا اخذت رسول الله صلى الله عليه وسلم
 قائم وكانه كان يرى كل ما وقع بيننا واديا عيانا - فاخذ في هيبته من
 رويته ونهضت استقرى مكانا يناسب شأنه - وقمت كالخادمين
 فاذا نزلت منه (صلى الله عليه وسلم) ونظرت الى وجهه فاذا وجهه قد
 من قبل - ما رايته وجهاً احسن منه في الدنيا فهو خاتم الحسين والحسين
 كما انه خاتم النبيين المرسلين ورايت في يد كساً باً فاذا هو كتابي **المرآة** الذي
 صنفته لجد الدراهمين - وكان قد وضع اصبعاً على محل فيه مدح واصباحاً
 على محل فيه مدح اصحابه وقد قيد لخطه بهما وهو يتبسّم ويقول **هذا**
الى وهذا الاصباح وكان ينظر اليه كالقارئين - ثم انحدرت
 طبعي الى الالهام فاشارة الرب الكريم الى مقام من مقام **المرآة** -
وقال هذا الشاعري ثم استيقظت فالحين للدرج العليين -
ورأيت في منام آخر كاني صرحت علياً ابن ابي طالب رضي الله عنه
 والناس تينازعونني في خلافتي وكنت فيهم كالذي يضامونهم
 واخشاها ادران الطون وهو من المبرزين - فنظر النبي (صلى الله عليه
 وسلم) الى وكنت اخال نفسي انني منه بمنزلة الابناء وهو من ابائي
 المكرمين - فقال وهو متحنن **يا علي دعمهم وانصاهم وزرعتهم**
 فعلمت في نفسي انه ليومني بصرف الوجه من العلماء وترك تذكرتهم
 والاعراض عنهم وقطع الطمع والحنين من اصلاح تلك المفسدين

نالهم لا يقبلون الاصلاح - فصرف الوقت في نصيحتهم في حكم اضاعته الوقت -
 وطرح قبول الحق منهم كطرح العطاء من الفنين - ومرتبت ان يجتنب و
 يصدقني ويحرم علي ويشير الي ان حكما زته محي وهو من الناصرين -
 ورائتي في المنازعين الله وتيفنت انني هو ولم يبق لي ارادة
 ولا خطرة ولا عمل من جهة نفسي وصرحت كانهاء مثلهم بل كشيء تابع
 شئني آخر اخفاه في نفسي حتى ما بقي منه اثر ولا راحة صار كالمفقودين
 واعني بعين الله مرجوع الظل الى اصله وغيوبته فيه كما يجري مثل هذه الى
 في بعض الاوقات على المجيبين - وتفصيل ذلك ان الله اذا اراد شيئا
 من نظام الخير جعلني من تحليته الذاتية بمنزلة مشيئة وعلمه وجوارحه وتوحيده
 تفريده لاتمام مرادة تكميل مواعيد كما جرت عادته بالابدال والانتظام والصدق
 فرأيت ان روحه احاط علي واستوى علي جسمى وانفسي في ضمن وجوده
 حتى ما بقي مني ذرة وكنت من الغائبين - ونظرت الى جسدي فاذا
 جوارحي جوارحه وعيني عينه واذا في اذنه ولساني لسانه - اخذ في
 سرلي واستوفاني واكد الاستيقاء حتى كنت من الفائزين - ووجدت
 قدرته وتوحيته تفور في نفسي والوهيئة تمتزج في روحي وضربت حول
 قلبي سراوات الحضرة ودقق نفسي سلطان الجبروت - فما لقيت
 وما بقي ادادتي ولا مناي - وانهدمت عمارة نفسي كلها وتراوت عمارات
 سرب العلمين - ومحت اطلال وجودي عفت بقايا انا نيتي والقيت
 ذرته من هو تني - والا لوهيئة غلبت علي غلبته شديدا تامته و

جَذِبْتُ إِلَيْهَا مِنْ شَعْرِ رَأْسِي إِلَى أَطْفَانِ رِجْلِي - تَكُنْتُ لَهَا بِلَا قَشْوَرٍ وَهَنًا
 بِخِيُوثِ لُفْلُفٍ وَبِذَوَسِرٍ وَبِوَعْدِ بَيْنِي وَبَيْنَ لَفْسِي تَكُنْتُ كَيْشِي - لَا يَرَى أَوْ لَقَطْرَةً
 رَجَعْتُ إِلَى الْبَحْرِ فَسْتَرَهُ الْبَحْرُ بِرِدَائِهِ وَكَانَ تَحْتَ امْوَاجِ الْيَمِّ كَلَسْتُ مِنْ
 تَكُنْتُ فِي هَذِهِ الْحَالَةِ لَا أَدْرِي مَا كُنْتُ مِنْ قَبْلِ وَمَا كَانَ وَجُودِي
 وَكَانَتْ الْأَلَوِثَةُ تَقْدَرُ فِي عُرْوَتِي وَأَوْتَارِي وَأَجْزَاءِ عَصَابِي وَمَرَايِ
 وَجُودِي كَالْمَهْوِيِّينَ - وَكَانَ اللَّهُ اسْتِخْدَمَ جَمِيعَ جَوَارِحِي وَمُلْكُهَا
 بِقُوَّةٍ لَا يُمْكِنُ زِيَادَةُ عَلَيْهَا تَكُنْتُ مِنْ أَخْذِهِ وَتَنَاوُلِهِ كَأَنِّي لَأَكُنُ
 مِنَ الْكَاثِنِينَ - وَكُنْتُ أَتَيْقِنُ أَنَّ جَوَارِحِي لَيْسَتْ جَوَارِحِي بَلْ جَوَارِحُ
 اللَّهِ تَعَالَى وَكُنْتُ أَتَخَيَّلُ أَنِّي أَعْدَمْتُ كُلَّ وَجُودِي وَاسْتَخَلْتُ مِنْ كُلِّ
 هَوْتِي - وَالْآنَ لَا مَنَازِعَ وَلَا شَرِيكَ وَلَا قَابِضَ يَزَاحِمُ - دَخَلَ
 رَبِّي عَلَيَّ وَجُودِي وَكَانَ كُلُّ غَضْبِي حُلْمِي وَحُلْوِي وَرَمِي وَحَرَكَتِي وَ
 سَكُونِي لَهُ وَمَنْدُومِي وَمِنْ لَفْسِي كَالْحَالِينِ - وَبَيْنَا أَنَا فِي هَذِهِ الْحَالَةِ
 كُنْتُ أَقُولُ ١ أَنَا زَيْدٌ لِنَظَائِدِ أَجْدِيدِ سَمَاءٍ أَجْدِيدِ دَارِ جَدِيدَةٍ فَخَلَقْتُ السَّمَاءَ
 وَالْأَرْضَ أَوَّلًا بِصُورَةٍ ٢ أَجْمَلِيَّةٍ لَا تَفْرِقُ فِيهَا وَلَا تَرْتِيبَ - ثُمَّ فَرَّقْتُهَا
 وَرَتَّبْتُهَا بِوَضْعٍ هُوَ مَرَادُ الْحَقِّ وَكُنْتُ أَجِدُ لَفْسِي عَمَلِي خَلْقَهَا كَالْقَادِرِينَ
 ثُمَّ خَلَقْتُ السَّمَاءَ الدُّنْيَا وَقَلْتُ أَنَا زَيْدُ السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ ثُمَّ
 قُلْتُ آلَانْ نَخْلُقُ الْإِنْسَانَ مِنْ سَلَالَةٍ مِنْ طِينٍ - ثُمَّ أَخَذْتُ مِنَ الْكُشْفِ
 إِلَى الْإِلَهَامِ فَرَجِي عَلَى سَائِلِي أَرَدْتُ أَنْ اسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ - أَنَا
 خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ وَكُنَّا كَذَلِكَ خَالِقِينَ - وَالْقَوِيُّ قَلْبِي

ان الله اذا اراد ان يخلق آدم فيخلق السموات والارض في ستة ايام
ويخلق كل ما لا بد منه في السماء والارضين - ثم في آخر اليوم السادس
يخلق آدم وكذلك جرت عادة في الاولين والآخرين - وألقى
في قلبي ان هذا الخلق الذي رأيت إشارة الى تأييدات سماوية وارضية و
جعل الاسباب موافقة للمطلوب وخلق كل فطرة مناسبة مستعدة
للحق بالمصالحين الطيبين - والتي في بالي ان الله ينادي كل فطرة
صالحة من السماء ويقول كوني على عدة لنصرة عبدي وارحلوا اليه
مستطرعين - ورأيت ذلك في ربيع الثاني سنة ١٣٠٠ فبارك الله
امدق الموحين - ولا تغني بهذه الواقعة كما يغني في كتب الهجاء
وحدة الوجود وما تغني بذلك ما هو مذهب الحلوليين - بل هذه الـ
توافق حديث النبي صلى الله عليه وسلم امني بذلك حديث البخاري في بيان
مرتبته قرب النوافل لعبادة الله المصالحين -

ايها الاخرة الا انقص عليكم من بعض **واقعات** غيبية اظهر في ربي عليها ليعلمها
آيات للطالبين - فمنها - ان الله راى ابناء عجمي - وغيرهم من شعوب
ابلي واعى - المعومرين في المهلكات - والمستغرقين في السيئات - من
الرسوم البقية والعقائد الباطلة والبدعات - وراهم منقادين
لجذبات النفس واستيفاء الشهوات - والمنكرين لوجود ^{المضيق} السومين
وجدهم اجهل خلقه بما يهذب نفوسهم والدم للدين الدنية
واذهلهم عن ذكر الآخرة - واغفلهم عن جلال الله وسطوته وقهره

وجوده وامور العاقبة - والعاكفين على طواغيت الرسوم الغافلين
عن عظمة الله القيوم - والمنكرين للنبي المعصوم ومن المكن بين -

ورأى انهم ياحزون بالمنكر والشرور - وينهون عن اللعروف

والخبر الماثور - ويطيّلون الالسنّة بتوهين رسول الله صلى الله عليه

وسلم - والاستغفاف به وصاروا للالحاد والارتداد من المتشركين -

ورأى انهم يعنون تحت آثامهم الى الآثام ولا يخافون غضب الله الملك

لا يتوبون من سب رسول الله (صلى الله عليه وسلم) بل كانوا عليه

من المداومين - وكانوا لا يحفظون فروجهم ولا يتركون دوقهم ودروجهم

كانوا على هجم الاسلام من المصريين - وكانوا يغضبون غضب السباع -

مع ظلمة المعاصي والظلم والايقاع - كانهم سحاب ركام في شغب العبد

والبرق والصاعقة ولا يخرج قطرة ودق من خلاله فتعوز بالله من

شر المعتدين - وبينما هم كذلك اذ **اصطفاني** سرى لتجديد دينه

واظهر عظمة نبهه ونشره يا يا سمينة (صلى الله عليه وسلم) واهرنى لدعوة الخلق

الى دين الاسلام - وملت خير الانام - **ومررتني** من الالهاما

فالمكلمات والمخاطبات والمكاشفات رزقاً حسناً **وجعلني**

من المحدثين - فبلغ هذا الخبر وهذه الدعوة وهذه الدعوة

ابنائى ركانوا اشد كفاً بالله ورسوله فكثرت لقضاء الله وقدره ومن الدهريين

فاشتعل غضبهم حسداً من عند انفسهم فطغوا وبغوا واستدعوا الاياستهم امراً

وقالوا لاهلهم الهأيكلم احداً او نعد راءاً او يحى الى جبل بني من شئ ان هو الامر

مستمر قد اصاب من الاولين - وكلمة كيد وختر وذلاقة لسن فليأتنا بآية
 كان من الصادقين - وكانوا يستخفون بالله ورسوله ويقولون (قاتلهم الله)
 ان القرآن من مفتريات محمد صلى الله عليه وسلم وكانوا من المارقين -
 وكان القوم كله معهم ولا يمنعونهم من هذه الكلمات ولا يراجعون
 فكانوا يزيدون يوماً فيوماً في كفرهم وطغيانهم ولم يكونوا من المخرجين
 فاتفق ذات ليلة اني كنت جالساً في بيتي اذ جاءني رجل باكية
 ففرغت من بكائه فقلت اء جاءك نبي موت - قال بل اعظم منه
 اني كنت جالساً عند هؤلاء الذين اردت واعن دين الله فلبس بهم
 رسول الله صلى الله عليه وسلم سها بشديد اغلظاً ما سمعت قبله من فم
 كافر - ورايتهم انهم يحجلون القرآن تحت اقدامهم ويتكلمون بكلمات
 يرتعد اللسان من نفلها - ويقولون ان وجود الباري ليس بشيء
 وما من اله في العالم - ان هو الا كذب المفترين - قلت او لم
 حذرتم من مجالسهم فائق الله ولا تفعد معهم وكن من التائبين
 وكذا لك سدروا فغلوا انهم وجمعوا في جهل انهم وسدوا ثوب الخلاء
 يوماً فيوماً حتى بد لهم ان يشيعوا خز عبلاتهم - ويصطادوا السفهاء
 بتبليساتهم - فكذبوا كتاباً كان فيه سب رسول الله صلى الله عليه
 وسلم وسب كلام الله تعالى وانكار وجود الباري عز اسمه - و
 مع ذلك طلبوا في آيات صدقي مني وآيات وجود الله تعالى وارسلوا
 كتابهم في الآفاق والاقطار واهانوا بها كفرة الهند وعتوا عقوب كبيراً

ما سمع مثله في الفراعنة الاولين - فلما بلغني كتابهم الذي كان قد صنّفه كبيرهم
 في الحديث والعمر - ورايت فيه سب رسول الله صلى الله عليه وسلم سباً يشق
 من قلب المؤمنين - وتتقطع اكباد المسلمين - ورايت فيه كلمات الاراذل
 والسفهاء - وتوهين الشريعة الغراء - وحجى كلام الله الكريم
 فقضيت اسفا ونظرت فاذا الكلمات كلمات تكاد السموات يتفطرن منها -
 فتجرح عبرات من مد ارف ماقى - وتصعد زفراتى الى التراقي - وغلب
 على بكاء وانين - فخلقت الابواب - ودعوت الرب الوهاب - وطرحت
 بين يديه وخردت امامه ساجداً وقرمت الى نصرته متضرعاً وفعلت
 ما فعلت بلساني وجفاني وعيناي ما لا يعلمها الا رب العالمين - وقلت
 يا رب يا رب انصر عبدك واخذل اعداك - استجبنى يا رب
 استجبنى - الام يستهزئ بك وبرسوك - وحتام يكن بون كتابك
 ويسبون نبيك - برحمتك استغيث يا سحى يا قيوم يا معين - فرحم ربى
 على تضرعالى وزفراتى وعبرالى ونادائى وقال لى رايت عصيا نهم و
 طغيا نهم فسوف اضر بهم با نواع الآفات ابيد هم من تحت السموات و
 ستنظر ما افعل بهم وكنا على كل شئ قادرين - انى اجعل نسايتهم اذا
 وابنايتهم يتامى ويوتهم خربت ليد وقوا طعم ما قالوا وما كسبوا ولكن
 لا اهلكهم دفعة واحدة بل قليلا قليلا لعلمهم يرجعون ويكون من المؤمنين
 ان لعنتى نازلة عليهم وعلى جذران يوتهم وعلى صغيرهم وكبيرهم ونسايتهم
 ورجالهم ونزيلهم الذى دخل ابوابهم - وكلهم كانوا ملعونين - الا الذين

آمنوا وعملوا الصلوات وقطعوا تعلقهم منهم وبعدوا من مجالسهم فاولئك
من المرحومين-

هذه خلاصة ما الهني ربي فبلغت رسالات ربي فما خافوا وما
صدقوا بل زادوا طغياناً وكفراً وظلوا يستهزؤن كعداء الدين - فحاطني ربي
وقال - انا سنرليهم آيات مبكية - وننزل عليهم هوماً عجيباً - و
امراضاً غريبة - ونجعل لهم معيشة ضنكاً ونصب عليهم مصائب فلا
يكون لهم احد من الناصرين -

كذلك فعل الله تعالى بهم وانقض ظهورهم باثقال الهوم والمدين
واللحاجات - وانزل عليهم من انواع البلايا والآفات - وفتح عليهم ابواب
الموت والوفات - لعلهم يرجعون او يكونون من المتنبهين ولكن قست
قلوبهم فما فهموا وما تنبهوا وما كانوا من الخائفين ولما قرب وقت ظهور الآية تنفق
في تلك الايام ان واحداً من عترتهم الذي كان اسمه **احمد بكيك** اراد ان يملك
ارض خصة التي كان لجلها مفقودا لغيره من بنيين - وكان هو ابن عمي وكانت الارض من
ملكه فمال احمد بكيك ان يخلص الارض من ايدي اخته وليتخلصه - وان
يستترجها من قبضتها ثم يفتنصه - وارادت هي ان تهبها وتنت علي اخيها
وكنا لها وراثاء جميعاً على سواء - فرضي ابناء عمي بهذه ابا كانت اختهم
تحتة وبما كان له اقرين - كذلك - نعم قد كان لي حق غالباً عليهم
ولا جيل ذلك ما كان لهم ان يهبوا الارض قبل ان ارضي واكون من الراشدين
فجاءت امرأته احمد بكيك تطرح بين يدي لا ترك حقى وارضى بهذه الهبة

ولا أكون من المنازعين - فكذلك أرحم عليها وأهب الأرض لها باليقا
لقلوبهم لعلهم يتوبون ويكونون من المهتدين - ثم خشيت شر الاستلج^{ال}
في مال الغائب الذي هو مفقود الخبر والحال - فحرفي تبعته اغماره وملا^{فنه}
من الويال فما استعسنت استنقاء العليم الحكيم - وترتب اعلام الرب الوحيم - لاكون
بريا من غضب حق غائب ولا أكون من ضيبي كقاييب - وأخرج من الذين يظنون
شركا لهم ويتكبرونهم كغائب - وكانوا في حقوقهم راغبين - ولا يخافون ان يأخذو^{هم}
منفحين - فارتدعت عن الهبة ارتداع المزاب - وطويت ذكره كطى السجل
للكتاب - وكنت لحكم الله من المنتظرين - وكنت اظن ان هذا اليأسك
ان يكون وما اظن انها قضيت قد اراد الله بها ابتلاء قوم كانوا من المعتدين^{ان}
الذين غلبت عليهم الجور والخلاعة والاباحه والدمريه والتحقوا
بالكفار بل كانوا اشد كفرا منهم وكانوا قوما فاسقين - فقلت لامرأة
١٠ حمد بيك ما كنت فاعلم ارحم حتى او امر الله تعالى فيه فارحني الى خدرك
وبلغني ما سمعت ابا عذرك وسجدتني انشأ الله من المخلصين - قد هبت
وتلى جعلها يسعي فالعلم على المضطرين - وكان يحيط كخط المصابين - حتى اجمعه
كربته - وذوت سكينته - وفاء الى التضرع والاقشعار - وكان احشاشا^{فنه}
التهبت بطوى العقمار - وكان يتنفس كالمخوفين - ووجدته بوجه
المشاكل كان اللهم سجد له وانعم ليعم دمه ويصل عليه المكون كخالين - فلما رايت
صغوه وخبرته قد بلغ مراتب كماله - اخذني التوحي على حاله - واشفقت على عينه ومك^{ها}
وتصدت ان اريه يد المنقذ وجد واهل وجد واهل - فاسمعت الى تسليته كالمواسين -

فقلت له والله ما زاح قلبى وما مال وما انا من الذين يحبون المال - بل
 من الذين يتذكرون المال والآجال - ولست شجعاً على التمسك بالدين حم كالتيمم
 انى ارحم عليك وساحس اليك اعلم ان النفس اقربايات تنفيس لكوبات - ومن
 اسباب النجاة - مواصلة ذوى الحاجات - وكنت لتعثرتك من المتأهبين -
 ولكن ايم الله لقد عاهدت^{تعالى} انى لا اميل الى امر فيه شبهة - ولا اضع
 قدماً في موضع فيه زلزل ولا اتلو المتشابها حتى اوامر ربى فيها
 فالان افعل كذا لك وارجو من الله خيراً فلا تكون من القائلين -
 والى ارى ان الموعظة اقرب للتقوى لان الوارث مفقود وما يتيقن
 انما هو حى مرجو فلا يجوز ان يستعجل في ملكال البتين - فالاولى ان تقصر
 عن القيل والقال - حتى اوامر ربى عالم الغيب ذا الجلال - يستقرى
 سبل اليقين - قال ما منى خلاف - فلا يكن لوعدك اخلاف - قلت
 كل وعدى مشروط بامر رب العلمين - فذهب وكان من وجدة
 الذى تيمم كالمعتلين - فتمت حجرتى - والزممت زاوية لبعثى - انجشم الى الله
 تعالى ليظهر على امره ويفلق حب الحقيقة من نواتها ويرى لب الامر مشرقة -
 فوالله ما مسكت رثيا لعقد شسع - اوليت نسع - اذا نوسن اسرى الى
 آماقى - والهممت من الباقى - وانيت من اجبار ما ذهب وهلى قطا لها
 وما كنت اليها من المستدنين - فاوحى الله الى ان اخطب صبية الكبيرة
 لنفسك - وقل له ليصا حرك اولاً ثم ليقبس من قهك - وقل انى
 امرت لاهبك ما طلبت من الارض وارضا اخر معها واحسن اليك

يا حسناات اخرى على ان تنكحنى احدى بناك القى هي كبيرتها وذلك
 لبني وبنيتك فان قبلت فتجدنى من المتقبليين - وان لم تقبل فاعلم ان الله
 قد اخبرنى ان انكاهها رجلا اخر لا يبارك لها ولا لك فان لم تزوجى
 فيصب عليك مصائب وآخر المصائب موتك فتوت بعد المكاح الى

ثلث سنين - بل موتك قريب ويرد عليك وانت من الغافلين —

وكذلك يموت بعلمها الذي لم يزل وجهها الى حولين وستنت اشهر قضاء
 من الله فامنع ما انت صانعة واني لك لمن الناصحين - فعسى وتولى
 وكان من المعرضين - ثم كتبت اليه مكتوبا بايحاء مناني - واسارته رحمانى -
 ونجحت فيه بسم الله الرحمن الرحيم اما بعد فاسمع ايها العزيز ما لك اتخذت
 حبي وعيشتا - وحسبت تبرى خبثا - والله ما اريد ان اشق عليك شيئا
 انشا الله من المحسنين - وهما انا اكتب بعهد موثق فانك ان قبلت تولى على
 سر نعم الف قبيلتى فاخرض لك حقتى فى ارضى وخيلتى - ويرتفع الخلاف والنزاع
 بهذه الوصلة من بنينا ويصلح الله قلوب شعبى وعشيرتى - وفى كل هنتيك
 اقمى صنوك وازيل تشاك تكون من الفائزين - لا من الفائزين -

والحق والحق اقول الى اكتب هذا المكتوب بخلوص قلبى وجنانى - فان
 قبلت تولى وبىانى - فقد صنعت لطفاً الى - وكان لك احسانا عالى - ومعرفاً
 لى - فاشكرى وادعوزيادته عمرى من ارحم الراحمين - واني اقيم معك
 عهدى - الى اعطى بنتك ثلثا من ارضى ومن كل ما ملكته يدي - ولا تشلنى
 خطه الا اعطيك اياها واني من الصادقين - ولن تجد مثلى فى رحمة الله لصلته

ومودة الاقارب وحقوق الوصلته وتجدد في نافرذ انك حامل انك لا تقنع
وقتك في الاباء ولا تشكر حبك ولا تكون من المذترين - وها انك كتبت
مكتوب هذا من امر دى لاعن امرى فاحفظ مكتوبى هذا فى صندك وتك

فانه من **صدوق امين** - والله يعلم اننى فيه صادق وكل ما
وعدت فهو من الله تعالى وما قلت اذ قلت ولكن الطقنى الله تعالى
بالهامه - وكانت هذه وصية من ربي فقضيتها ما كان لى حاجة اليك
والى بنتك وما ضيق الله على والنساء سواها كثير والله يتولى الصالحين
فلا تنظر الى مكتوبى بعين الارتياب - فانه كتبت باعراض النعم و
الترام الصدق والصواب - ودع الجدال وانتظر لآجال - فان
مضى الاجل **وما يخص الصدق** فاجعل جبلا فى جدي وسلاسل
فى ارجلى وعذبنى بعذاب لم يعذب به احد من العالمين - كنتم قد
طلبتم ايتى من ربي فهذه ايتى لكم ان ياخذ المنكرين من مكان قريب ويختار
ما كان اقرب التعذيبات فى حقهم وادنى من اخفها مهم واشد اضر
فى اعراضهم واجسامهم ليرى المحتالين ضعفهم ويكسر كبر الضالمين
هذا ما كتبت الى احمد بيك فى سنة ١٠٣٠ هـ فاعرض والى وسكت
وبكت وعاف ووصلتى وصلتى وضاق ذرعاً من نيقى وكان من العاديين
ومعد عاد الى قومه وعشيرة الذين كانوا اقربين - وكانوا يعاونون ان
يزوجوا بناتهم اقارب مثل اوزير وجوامرأة تحت امرأة اخرى وكانت بنته
هذه المخطوبة نجابية حديثة السن عذراء وكنت جاور ^{حينئذ} الحسين - وكان جدى

العادات متطابقة ونازها ملتتهبه - فزى القدر لنصبه ووصبه هذا الموانع
 في عينه فصا من المرقدين - وكان يعلم صدقي وعفتي وبالله ثقتي ومفتي
 ولكن غلبت عليه الشقوة وانساها ههنا حتى فكان من المنكرين المعرضين
 وما عاينى حزنا من ذلك الانكار - بل فرحت فرحة المطلق من الاساءة و
 حنة الموسر بعد الاحسار - وكنت كبت اليه بايماء الله القهار - فعلت ان الله
 اتم حجة عليه وعلى عشيرته ولم يبق له الاعتذار - وعلمت انه سيجعل كلماتي
 حشرات على قلوبهم فيسندكونها بالين - ثم غلب قلبه دعو فوجوه فجمه الهام
 فحكف خمس سنين لا يزوج احدا بذنته ولا يخطب خيفة من وهيد الله و
 صار كالمتشظين - فلما انكحها فامضى عليه الاقربا من سنته اشهر لا وقد
 اخذته الله وسلط عليه داء كالادفنة وقوضه الى حفرة المرفقة وعلمته الى ان اخذ
 حواسه الالف - واستشفه التلف حتى نفى عنه قدر الله ثوبا للحيا وسلا الى
 الى يحيى ومات ببيت محسرة وناز تطلع على اقدية ورجل بالكوبه وانهم اغابوا
 حسرة في بطون المقابر - وانما في هذا الايات المنكوبين وعرا هله واقاره ضجرو
 مصيبة - كانوا يضربون وجوههم وبال الذخمين وهم الذين كانوا يقولون ما تعلم
 ما الله - ان هي الاجيائنا الدنيا نوت ونحيا وما نحن بمبعوثين - نوجدوا وجدنا عظيما
 لغوت لقياه - والنقطاع سقياه - وبما راؤ ان الالهة قد ادى سناه - وتراوت من كشف
 ساقه ساقاه - وظهرت من بدء امره منتهاه - فكانوا مع خزائنهم مخوفين - ما مقلتهم
 نومها في تلك الايام - ولا تخضت ليلتهم ليوها اخلت هذه الظلامه واحلهم زيل المنا
 فاحضرة شواكة الكيد وماء الازنين - فلما بلغهم نه الحام - وعي اللطاف على وجهم

والخاطرات هاهنا مهم بذكرا المراحل عن المقام - انشاؤا الى عقوته حقيق
والى دويرته الخربيه موفضين - فاسالوا الخرب وعطوا الجيوب وصكوا
المخدود وشبهوا الروس وكانت النساء قلبن فى نياحتهم قدامهم اليوم
عدونا الذى انبانا قبل الوقت من الصادقين - فتفكروا ايها الطلاب
هذه الضغاث احلام هذه الافتراء انسان واسألا
اهل المتوفى الذين يثندون فى انفسهم ويكفون على صيتهم ويقولون
يا ويلنا افا كنا خاطئين - وهنأنى ربى وقال انا مهلكو بعلها كما هلكنا
اباها ورادوها اليك - الحق من ربك فلا تكونن من الممترين - وما
نوحرة الا لاجل معد ودقل تر بصوا لاجل وانى معكم من المتربصين -
واذا جاء وعد الحق اعد الذى كذبتم به ام كنتم عمين - هذا ما لبشرت
من ربى فالحمد لله رب العلمين -

وسلبيت فى منام كالى قائم فى موطن ونى يدي سيف مسلول - تاعه
فى الكفى وطرفه الاخر فى السماء وله برق ولمعان يخرج منه نور قطرات
متنازلة حينا بعد حين والى اخرج السيف شمالا وجنوبا وبكل ضربته
اقبل الوقت من اهداء الدين - ورايت فى تلك الرويا شيخا صالحا اسمه
عبد الله الغزنوى وقد مات من سنين - فسأله عنى وبلى هذه الرويا
نقال اما السيف فهو الحى الذى اعطاك الله ونصرك بالذكاء والبراهين
واما ضربك اياها شمالا وجنوبا فهو ايتك آيات روحانية سماوية
وادلة عقلية فلسفية للمكرين - واما قتل الاهداء فهو فحاش الميامين

واسكتهم منها هذا تاويل سر وياك - وانت من المودين -
وقد كنت في ايامي التي كنت في الدنيا ارجو واظن ان يخرج رجل بهذه الصفا
وما كنت استيقن انه انت وكنت حين همك من الغافلين -

ومنها ان الله لبشرني وقال سمعت تضرعائك ودعواتك والى
معطيك ما سالت مني وانت من المتعنين - وما ادراك ما اعطيك
آية مرحمة وفضل وقرب وقوة وطفرة سلام عليك انت من المظفرين -
انا نبشرك **بغلام** اسمه **عزمويل** ولبشائرنا الشكل يثق العقل
ومن المقربين - ياتي من السماء والفضل ينزل بنزله وهو نور مبارك
وطيب ومن المطهرين - لفيشي البركات وينجي الخلق من الطيبات
وينصر الدين -

وليسمن ويرقى ويحلم كل عليل ومرضى وكان بانفاسه من البشائر
وانه آية من آياتي - وعلمك لتأيد الى يعلم الذين كذبوا الى معك
لفضلي المبين - وليجي الحق تجيئه ويزهق الباطل بظهوره وليجلى قدرتي
ويظهر عظمتي ويعلم الدين ويلج البراهين - وليجو طلاب الحيات من الكف
موت الايمان والنور - وليبعث اصحاب القبور من القبور - ويعلم الذين
كفروا بالله ورسوله وكتابه انهم كانوا على خطاء ولتستبين سبيل المؤمنين
فسيعطى لك غلام ذكي من صلبك وضميرتك ونسلك ويكون من
عبادنا **الوجهين** - فيف **جيسل** يا تيك من لدنا - نقي من كل درن وشين
وشناس وشرارة وعيب وهمار وعمرارة - ومن الطيبين -

وهو كلمة الله - خلق من كلمات تمجيد بينه - وهو فهم زدهين وحسين - قد ملئ قلبه علماً - وباطنه حكماً - ومعرفة سلماً - واعطى له نفس مسيحية ولبوس الروح الامين يوم الاثنين - فواها لك يا يوم الاثنين يا قى نيك ارواح المباركين - ولد صالح كريم ذكى مبارك مطهر الاول والاخر مطهر الحق والحلاك الله تزل من السماء - يظهر بظهوره جلال رب العالمين - يا تيك نور مسح بطن الرحمن - القائم تحت ظل الله الثالث - يلك رقاب الاسارى ونجى المسجونين - يعظم شانك - ويرفع اسمك برهانك وينشركم وريحانك - الى قصى الارضين - امام همام - يبارك منه اقوام - ويأتى معه شفاء ولا يبقى سقام - وينتفع به انا - وينوسر لجا سر ايكامنه عرج ام - ثم يرفع الى نقطة النفية التي هي له مقام - وكان امرًا مقصياً قدرة قاذ علام - فلنبارك الله خير القدرين +

ورأيت فى المنام كالى اسرج جوادى - لبعض مرادى - وما ادراك انى تأتى وائى امر مطلبى - وكنت احس فى قلبى اننى لامر من المشغوفين - نامت فليت اخرجى باستصحب بعض السلاح - متوكلاً على الله كسنة اهل الصلاح - ولم اكن اكن لثباتى ثم وجدتنى كانى عثرت على خيل تصد وامتسلي يد ارى - لاهلاك وتبارى وكانهم يجيئون لافترى - فخر طين - وكنت حيناً او معد لك اتنى الى كالبس من فخر غير عد وجدتها من الله كعوز - وقد انطت ان يكون من القاعد من المتخلفين الخائفين - فانطلقت مجداً الى جهة من الجهات - مستقيراً الى الذى كنت

+ قد اخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم ان المسيح الموعود يتزوج ويولد له فى هذه الاشارة الى ان الله يعطيه ولداً صالحاً يشابه اياه ولا ياباه ويكون من عباد الله للكرمين والسرفى

فلما دلفت منهم وجدتهم اصبحوا فرسى كوت نفس واحد ميتين ذليلين
 مقهورين - سلخت جلودهم - وثبتت رءوسهم وذعطت حلوقهم
 وقطعت ايديهم وارجلهم وصرعوا كالمرقنين - واعتلوا كالذين
 سقط عليهم صاعقة فكانوا من المحرقين - فمقت علم مصارعهم عند التلويح
 وعبراني يحدرون من مآقي - وقلت يا رجب روجي فداء سبيك لقد ثبت
 علي ونصرت عبدك بنصرة لا يوجد مثله في العالمين - رجب قتلهم
 بايديك قبل ان تاتلا صرعان - وحارب احثنان - وبارز اقلان -
 تفعل ما تشاء وليس مثلك في الناهرين - انت القذ ثني ونجيتني وكنت
 ان انجي من هذه البلاء لولا رحمتك يا ارحم الرحمين - ثم استيقظت وكنت
 من الشاكورين المنيين - فالحمد لله رجب العليين - واوتلت هذه الرويا الى
 نصرته الله وظفره بغير توسط الايدي والاسباب - ليتم على نعماءه ويحلي
 من المنعين - والآن ابين لكم تاويل الرويا اتكولوا من المبرين -
 فاما شجر الروس وذعط الحلوي فتاويله كسر كبر الاعداء - وقصم ازرعها
 وجعلهم كالمكسرين - واما تقطيع الايدي فتاويله ازالة قوة المبارات
 والممارات واجرازهم وصددهم عن البطش وحيل المقاديات - وانتزاع
 اسلحة الهيباء منهم وجعلهم فخذولين مصدودين - واما تقطيع الارجل
 فتاويله اتمام الحجة عليهم وسد طريق المناصر وتخليق الابواب الفرادية
 تشديد الالزام عليهم وجعلهم كالمسجونين - وهذا فعل الله الذي
 قاهر على كل شيء يذب من يشاء - ويرحم من يشاء - ويهزم من يشاء

وليفتح لمن يشاء - وما كان له أحد من المعجزين - ان الذين كنوا رسله
واذوا عبادا وكفروا بآيات الله ولقاءة أولئك يشوا من رحمة
واردا هم ظنهم - وأهلكهم كبرهم - فحطت أعمالهم وصاروا لها كليلين -
يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله ولا تتخلفوا عن داعي الله وكونوا مع الصادقين
لقد ابغضكم رسالتي ونبئت لكم فكيف آسئ على قوم لا يعيرون الناصية

ذكر بعض الانصاف - شكر النعمة الله العظيمة

ما زلت منذ اخرجت من حضرة الرب - واجيت من حيي ذي العجب
احن الى عيان النصر الدين - ولا حنين العطشان الى الماء المالح
وكنيت اصرخ في ليلى ونهادي وا قول يا رب من انصاري يا رب من انصاري
اني فرج مهين - فلما توارت رف يد الدعوات - واسلامته جوا السما -
اجيب تضرعي وفارحت رحمة رب العالمين - فاعطاني ربي صيدا
مدد وقا - هو عين اعوان - وخالصته خلصاني - وسلالته احبائي ٣

٣ حاشية ومن الاحياء في الله منشورين الدين محمد ابراهيم - بجي - والمولى
غلام امام مني يودي - وجي في الله المولى غلام حسن ايشاوي
ومحمد الدين الشريف ثوني كورك - والمسرح ارمجد وايت خان
المدراسي - وجي في الله السيد الفجيب المولى محمد حسن - وجي في الله
المولى محمد الكرم السيل الكوتي سلم الله الذي ان في يوانتي في توحته مكتوب
هذا وهو من المحبين المختصين - وهو في هذه الايام عندي كان

في الدين المتين - اسمه كصفاته النورانية **نور الدين** هو بهيروي مولد في
قرش هاشم لبنا - من سادات الاسلام ومن ذريته الجبين الطيبين - فوصلت
بوصوله الى المجدل المروق - واستبشرت بركا تنبشئار السيد رضى الله عليه وسلم
بالفاروق - ولقد انسيب حزاني - مذ جاءني ولقائي - ووجدته
في سبل نصرة الدين من السابقين - وما لفتني مال احد ^{كالماله} الذي آتاه لوجه
ويوتق من ستين - قد سبق الاقران في البراعة والتسرع

بقية حشمتي الهوى ملاقاتي واستحق مقاماتي ادغب في الاغتراب واستعذب السفر الذي
هو قطعة من العذاب نجواه الله وثبتت على سبيل الصدق والصواب وحمدوا
هو خير الرحمن - ومنهم ميرزا اخذ الحش وهو في هذه الايام عندي شاب
صالح فخلص شرح الله صدره لحبي وانزع ذيله من ثمرات الاخلاص - وثبتت
مع الثابتين - ومنهم جني في الله الحكيم فضل الدين البهيروي - جني في الله الشيخ
رحمة الله الكزاني - جني في الله السيد مير علي شاه والسيد حامد شاه - وجني في الله
المنشي غلام القادر المعروف بابا الفهم السالكوتي - وجني في الله النجاب
محمد هيلان رئيس مالير كوتله - وجني في الله السيد محمد تفضل حسين اتاوي -
وجني في الله السيد الهادي - وجني في الله محمد خان - والمنشي محمد اروسا -
والمنشي ظفر احمد كقور تلوي - وجني في الله المولوي محمد مردان علي والمولوي
محمد منظر علي حيدر آبادي - وجني في الله المولوي برهان الدين الجهلي -
وجني في الله ميرزا صر نواب الدهلوي وجني في الله القاضي ضياء الدين
قاضي كوتي - وجني في الله المولوي السيد محمد عسكري خان وجني في الله القاضي
غلام المرتضى وجني في الله عبد الحكيم خان وجني في الله رشيد الدين خان -
وجني في الله السيد خصلت علي شاه وجني في الله المنشي رستم علي وجني
المنشي عبد الله السفوري والميرزا محمد يوسف بيك الساماني والمنشي

محمد حسين المراد آبادي والقاضي خواجہ علی الدہلوی - هؤلاء من اجائي منهم من
تدبروا عنهم من امر فقص من وكلهم من المخلصين -

والجدوى - ومعد لك حلمه اذ سمع من رضوى - نبيذ العلق لله تعالى
وجعل كل اشتهاشه في كلام رب العلمين - رايت البذل شر عتمة
والعلم نجمة - والحلم سيرة - والتوكل قوة - وما رايت مثله
عالمًا في العالمين - ولا في خلق ملاق من المنعمين - ولا في الله والله
من المنفقين - وما رايت **عبريًا** مثله مذكنت من المبصرين - ولما
جاءني ولقاني ووقع نظري عليه رايت آية من آيات ربي وايقنت
انه دعائي الذي كنت اداوم عليه واشرب حسي - ونبا في حدي
انه من عباد الله المتجدين - وكنت اكون مدح الناس وحمدهم وبث
شما لهم خوفا من انه ليضالفسهم - ولكنني ارى انه من الذين انكسرت
جذباتهم النفسية وازيلت شهواتهم الطبيعية وكان من الآسرين - و
من آيات كماله انه لما رى جروح الاسلام - ووجده كالغريب المستنهم
او شجر ازج من المقام - اشعرهما - وانكدر عيشه فعمدوا قام لنصرة الدين المضطرب
وحضف كتبًا احتوت على فائدة المعاني الوافرة وانطوت على الدقائق المتكاثرة
ولم يسمع مثلها في كتب الاولين - عباد اتها مع رعاية الایجاز مملوثة
من الفصاحة - والفاطها في نهاية الرشاقة والملاحة - تسقى شرًا بطهرًا
للساخرين - ومثل كتبه كحري يفتح بجبر - ثم يلف فيه من درر وبراق
ومسك كثير ثم يزين فيه العنبر ويجعل كله كالعجين -

ولا شك انها جامة ما تفرق في غيرها من الفوائد - فاقت ما عدل
لكثرة ما حواها من الشوارد والزوائد - ولجذب القلوب بحبال الادب

والبراهين - طوبى لمن حصلها وعرفها وقرأها بامعان النظر فلا يجد
 مثلها من معين - ومن اراد حل غوامض التنزيل - واستعلام مرامي
 كتاب الرب الجليل - فعليه بالاستئغال بهذه الكتب وبالعكوف عليها
 فانها كما قلت بما يبغيه الطالب الذهين - يُصبي القلوب اريجاً مجاً بها -
 والشرائع مستكثرة في اغصانها - ولا شك انها حنطة قطونها - انية
 لا يسمع فيها الاغنية - نزل للطيبين - منها فصل الخطاب لقضايا
 اهل الكتاب - ومنها تصديق البراهين - تناسق فيها جزيل المعاني
 مع متانة الالفاظ ولطافة المباني - حتى صارحت اسوّة حسنة للمولفين -
 و تيمنى المتكلمون ان ينسجوا على منوالها وترجمت بالثناء عليها السنة الحريّة
 جواهرها تفوق جواهر النجوم ودررها تافق درر البحور - وانها
 احسن دليل على كمال الالة - واقطع برهان على دلائلها - ويستعملون بنائها
 بعد حين -

قد شمر المؤلف الفاضل فيها التفسير بركات القرآن عن ساق الجد
 والعناية - واعتنى في تحقيقه باتفاق الرواية والدراسة فواهاً المهم
 العالمة - وافكاره الوفاة المزيّة - فهو فخر المسلمين - وله ملكة عجيبة
 في استخراج دقائق القرآن - وبث كنوز حقائق الفرقان - ولا شك
 انه ينور من انوار مشكاة النبوة - وياخذ نوراً من نور النبي صلى الله
 عليه وسلم بمناسبتة شان الفوقة - وطهاة الطين - امر عجيب -
 وفتي غريب - تنفجر منها الزوار الاسرار للبحر من لمحاته - وتندفق منها اهل
 النور

برشته من رشتاته - وهذا افضل الله يهب لمن يشاء وهو خير الوهبين
 لاسر يب في انه نخبته المتكلمين - وزبدته المولفين - يشرب الناس من
 عباب زلاله - ويشترى كشراب طهور قوارير مقاله - هو فخر البررة
 والخيرة وفخر المومنين - في قلبه انوار ساطعة من اللطائف والدقائق -
 والمعارف والحقائق - والاسرار واسرار الاسرار والمعاني والوحانيات - اذا
 تكلم بكلماته النطقية الطيبة - وملفوظاته البديعة المرتجلة المبكرة فكان
 يصير القلوب والارواح بالانغالي الطيفة - والمرايم والادوية الذبيغية -
 ويحشى بخارق مبين - يخرج الحكمة من فمه عند سر الحديث وسوق الكلام
 كأنه كعب مندفقة متوالية تصاعده الى افواه السامعين - وانى قد
 اطلقت الجرد فكرى الى كمالاته فوجدته وحيد الدهر في علومه واعماله
 وبره وصدقاته وان له لودعى المعنى نخبته البررة - وزبدته الخيرة - عظمى
 له السخاء والمال - وهلك به الآمال - فهو سيد خدم الدين - وانى
 عليه من الغالطين - ينزل اهل الآمال بساحته - ولينتمون الواحة
 من راحته - فلا يلوى عنده - عن اذارة - وامداده - وينفج بحر من
 وافاه من الملقين - وهو عجب للفقيا في كمال ميل الجنان - كوجد المثرى
 بالعقيان - ياتى من بلاد نازحة على اقدار المجتهدين - فتى طيب القلب
 يحبنا ونحبنا يسعدنا ويهدنا ولوجودنا نامة انشال الله عليه من جوارحه
 ووسائل الصلوات - وايد بقاء الاسلام والمسلمين - له بقلبي خلق عجيب
 وقلبه نفوح غريبيته يمتار في حق انواع الملامة والتعنيف - ومفارقة المالك

والأليف - ويتسنى له هجر الوطن لسماع كلامي - ويدع التذكو للتعاهد بحب
مقامي - ويتعنى في كل أمر كما يتبع حركة النفس حركة النفس وإدراكه في
رضائي كالغائبين - إذا شئ أعطى ولم يتباطأ وإذا دعى إلى خطه فهو
أول الملبيين - قلبه سليم وخلقه عظيم كرمه كغزارة السحب وصحته
يصلح قلوب المتقشفين - وشبه على أعداء الدين وثبته شبل مئاسر -
قد أمطر الأبحار على كفارة - ونقر من مسائل الوديين - ولقب ونزل في
بقعة الزكي وعاقب فجعل سافل أرضهم عاليها وثقف كبة تشقيف الكوا
لا فضاح المكنين - فآخرى الله الوديين على يده فكان وجوههم
استفت مرعاد - واشرببت سواداً - وصاروا كالميتين - ثم ادادوا الكرة
ولكن كيف يحيى الاموات بعد موتهم فجعلوا كالمحققين - ولو كان لهم
نصيب من الحياة لما عادوا ولكن صار الوفا حجة كالتجليل في حليته
هذه الجليل فهم يصولون كأنهم بوحين - والفاضل البين الموصوف من حب
أحبائي وهو من الذين باليوني وأخلصوا معي نيتة العقد - وأعطوني
صفقة العهد - علمي أن لا يوشروا شيئاً على الله الواحد - فوجدت من الذين
يراهون شعورهم ونجافون رجب العلمين - وهو في هذا الزمن الذي
تتظاير فيه المشرك والمسلم الذي ينزل من السماء ومن المغتربين -
ما أشت في قلوب محبة القران - كما أرى قلبه مملوءاً بمودة القران -
شغفه القران حبا وفي مكسيمه يرق حب آيات مبين - يقذف في
قلبه النوار من الله الرحمن - فيرى بها ما كان بعيداً محجباً من قائل القران

و ليعطيني اكثر ما شرته وهذا رزق من الله يرزق عباده كيف يشاء
 وهو خير الرزقين - قد جعله الله من الذين ذوى الايدي والابصار -
 واودع كلامه من حلاوة وطراوة ولا يوجد في غيره من الاسفار - وللفطرة من
 تامر بكلام الوجب الجليل - وكلم من خرائن فياؤد لهذا الفتي البين - وهذا افضل الله
 لا منازع له في الرزاقه - فمن عباده رجال ما عطي لهم بلالة - ورجال
 آخرون عطي لهم غفر - وما هم به من المتعللين ولعمري انه امرء موطن عظيمة
 صدق فيه قول من قال - لكل علم رجال - ولكل ميدان ابطال - وصدق
 فيه قول قائل ان في الزوايا خبايا - وفي الرجال بقايا - عا فاه الله وعراة -
 واطال عمره في طاعته ورضاه - وجعله من المقبولين - اني ارى الحكمة
 قد فاضت على شفيته - والوار السماء قد نزلت لديه - وارى توازن زولها
 عليه كالمستقيفين - كلما توجه الى تاويل كتاب الله شجع الافكار - فقم يابيع
 الاسرار - وفجر عيون اللطائف - واظهر دواعي المعارف - التي كانت
 تحت الاستار - ودقق ذرات الدقائق - ووصل الى عروق الحقائق -
 والى بنور مبين - يمد العقلاء اعناقهم في وقت تقاريره متسلمين
 لا يحجز كلامه وعجايب تأثيره - يرى الحق كسبيكة الذهب وينزع شبهات الخلفين
 ان الوقت كان وقت صل من الفلسفة بل فسد خبث وملل كل حدث ما حدث - وكان
 مرموقا العظيم الرواجحة - من لدن العلوم الروحانية وجواهر الاسرار الروحانية فقام
 هذا الفتي وسقط على اعداء الرسول صلى الله عليه وسلم كسقوط الشهب
 على الشياطين - فهو كحدقة العيون في العلاء وفي ذلك الحكمة كالشمس البياض

لا يخاف الا الله ولا يرضى بالاداء السطحية التي منبتها الجحيم غير خور بل يسبح بحمده
الى اسرار دقيقة الماخذ الخفية في ارض غمر فلتلذذ وعمل الله به قد
عاد الله اليردولة منهوبة - وهو من الموفقين - والمجد لله الذي وهبنا
هذه الخب في حينه ووقت واما ضررته - فنسأل الله تعالى ان يالك في عزة
وصحة وثروة - ويعطينا اوقات مستجابة لتلاوة له ولعشيرة - وليشهد فراسي
ان هذه الاستجابة به امر محقق لا منطون - ونحن في كل يوم من الملائكة
والله اني اري في كلامنا جديدا واراها في كشف اسرارها
وفهم منطوقه ومفهومه من السابقين - واني اري علمه وحكمه الجليلين
المتنا وحين ما ادرى ايها فاق الآخر - انما هو لبستان من بسايتين
الدين الميزن رب انزل عليه برجات من السماء - واحفظ من شمر الاعداء

بحاشية اعلم ان استجابة الدعاء سر من اسرار حكمه ربانية خصص بها
حزب الروحانيين - وقد جرت عادة الله انه يبخرها للموالمير
تاثيرات اجرام السماء وقلوب الناس عند دعوات اولياءه المقربين
فربما يستجيب الهواء الردي من عقد همهم الى الصالحة طيبة - والصالحة الى
فاسدة وبائية - والقلوب القاسية الى طبايع لينة فحندة والحنينة الى قاسية
غلظة باذن المتصرف في السماء والارضين واذا افتتحت حاجة
ولي الله الى ظهور شئ معدوم ويوجب ظهوره باستغراق تام
فيحدث هذا الشئ بعقد همته - وكذا ان اذ توجه الى اعدام الموجو
فاذا هو من المعدومين - وذلك فعل الخوارق لا تجمعها حاسة
حكماء الباطن ولا عقل الفلاسفة - وان لا وليا
حاشا آخر يتكلم في تلقاء الحق - فاذا امر زقوا من تلك الخواص

الحمد لله الذي جعل في الدنيا والآخرة وانت ارحم الراحمين
 آمين ثم آمين - والحمد لله اولاً و آخر و ظاهراً و باطناً - هو ولي في الدنيا
 والآخرة الطمئني روحه و حركتني يده - فكتب مكتوب في هذا الفضل و ايعاءة
 و المقادير و الاحول و لا قوة الا بالله هو القادر في السماء و الارضين -
 رجا كتب في هذا المكتوب بقوتك و حوكك و نفحات الهامك فللملك
 يا رجا العالين - انت محسن و منعم و ناصري و ملهي و نور عيني و نور
 قلبي و قوة اقدامي - اموت و انا شاكر لنعماك بحالي و قالي و كلامي -
 يشكر عظامي في قبري و عجاجي في جدي - و روح في السماء غلبت
 نعمتك على شكري و استغرت في نعمائك عيني و اذني و جفاني و
 راسي و جوارحي و ظاهري و باطني - و انت لي حصن حصين - اعوذ بك
 من آفات الارض و السماء و من كل حاسد صوانع بالنساء - و رواه

تفحاشيه فيقولون مجمل مبكرة وليسعون غنيته جديدته ما سمعت اذن
نظيرها في العالمين - يصفى عقولهم بحال الصفاء ويوترون عمل
ذرايع الاستنباط والاجتهاد - يعجب العقول وقته غرضها ويكفر
بها كل غبي غير ذهين - وكان الله معهم في كل حالهم وكانت
يده على هاماتهم وانعالمهم - اذا غلقوا بابا في الاسرار
نقلت في السماء - واذا افترقوا ففترق في الافلاك - دارت السموات
بدورته عن ميتهم وقلب الامور - بتقلبهم ويرى الله
خلقهم عنهم ووجههم ليرحم المتططين اليهم والسعيدين
منه

من الحق الحيان - ومن كل لسان سليل - ونحيط مستهشيط - ومن كل
ظلمة وظلام - ومن كل من يكون من المسيرة اليك من المانعين وآخر
دعونا ان الحمد لله رب العلمين -

القصيدة

هذه القصيدة انيقة رشيقة مملوءة من اللطائف الادبية والفرائد العربية
في مدح سيدي وسيد الثقلين خاتم النبيين محمد الذي وصفه الله في الكتاب المبين
اللهم صل وسلم عليه الى يوم الدين - وليست هذه من ترجمتي الجادة - و
فطنتي الخامدة - وما كانت رزيتي الناضجة ضليع هذا المضمار - ومنيع
تلك الاسرار - بل كلها قلت فهو من ربي الذي هو قربي - وبوذي
الذي هو معي في كل حين - الذي يطعني ويسقيني - واذا
ضلت فهو يهديني - واذا مضت فهو يشطيني -
ما كسبت شيئاً من علم الادب و نوادره - لكن
جعلني الله غالباً على قاصد - وهذه آية من
ربي لقوم يعلمون - والى ظهرتها وثقتها على أخرى جزاء
الشاكرين ولا الخوف بالذيرك الشكور

يا عين فيض الله والعرفان	يسعى اليك الخلق كالظمان
يا بحر فضل النعم المنان	تهوى اليك الخمر بالكلزان
يا شمس ملك الحسن والاحسان	نورته وجه البر والعمران
قوم سرؤك وامتد قد اخبرت	من ذلك البدر الذي اصابني
يكون من ذكر الجمال صباية	وتألم من لوعة الهجران
وادي القلوب لذي الخمر كرنه	وادي الغروب تسيلها العينان
يا من عذ في نورة وضياؤه	كالنيرين ونور الملوان

يا بدس رنا يا آيت الله الرحمن
الى امرى في وجهك المتخلل
وقد اتفقاك الى النهى ^{فهم} وبعد
قد اثروك وفارتوا احبا بهم
قد ودعوا هو اثمهم ونفوسهم
ظهرت عليهم بنيات رسولهم
في وقت ترويق الليالي لوروا
قد هاضهم ظلم الاناس ومنهم
نهب الليام نشوبهم وعقارهم
كسحوا بيوت نفوسهم وتبادرو
قاموا باقدام الرسول لغزوهم
قدم الرجال لصد قهم في جهم
جاؤك منهو بين كالعريان
ساد قهم قوما كرويت ذلة
حتى انثنى بركم مثل حد لقة
عادت بلاد العرب نحو نصارة
كان الحجاز مغل الغزلان
شيان كان القوم عيا فيهما
ما النساء فخرت انكاحها

اهدى الهدى واشجع الشجعان
شأنا يفوق شأمل الانسان
ودعوا تذكرة عهد الاوطان
وتباعدوا من حلقة الاخوان
وتتبرؤا من كل نسب فان
فتنرتق الالهواء كالوثان
والله نجاهم من الطوفان
فتشق ابعناية المسان
فتهللوا بجواهر الفرقان
لتمتع الايقان والايمان
كالعاشق المشغوف في الميوان
تحت السيوف اُريق كالقربان
فسترتهم بملاحف اليمين
فجعلتهم كسبيكة العقيان
عذب الموارد ثمرا لغمنا
بعد الوجي والمحل والخسران
فجعلتهم فانيين في الرحمان
حسوا العقار وكثرة النوان
نرجاله التحريم في القهران

وجعلت دسكرة المدام مخرباً
 كم شارب بالرشف دناطفاً
 كم محدث مستنطق العيدان
 كم مستهام للرشوف لغتفاً
 اجيبت اموات القرون بجلاء
 تركوا النبوق وبدلوا من دوقه
 كانوا برئات المشاني قبلها
 قد كان مرثعهم اغاني دائماً
 ما كان فكر غير فكر غواني
 كانوا كمشغوف الفساد جهلهم
 عيان كان شعاعهم من جهلهم
 فطلعت يا شمس الهدى نصيحاً لهم
 ارسلت من رجب كريم محسن
 يا للفتى ما حسن وجماله
 وجه المهين ظاهر في وجهه
 فلذا اجب وليمحق جماله
 سبح كريم باذل خل التقى
 فاق الوري بكماله وجماله
 لا شك ان محمد ا خير الوري

وازلت حانتها من البلد ان
 فجعلت في الدين كالنشوان
 قد صار منك محدث الوحان
 فحذبت به جذبا الى الفرقان
 ما ذا ايمانك بهذا الشان
 ذوق الدماء بليلة الاحزان
 قد احصر افي شحها كالعاني
 طوراً بعيد تاسرة بدنان
 او شرب راح او خيال جفان
 راضين بالاولاساخ والادان
 حق الحمار وثبته السرحان
 لتضيهم من وجهك النوراني
 في الفتنة الصماء والطغيان
 سر يا نصبي القلب كالريحان
 وشئو ندمت بهذا الشان
 شغفا به من زمرة الاخدان
 خرق وفاق طوائف الفتيان
 وجلاله وجنانه الويان
 رلي الكرام ونخبته الاحيان

تمت عليه صفات كل منزيّة
والله ان **محمد** كم كود افته
هو نحر كل مطهر ومقدس
هو خير كل مقرب متقدم
والطلّ قد سيد وامام الوابل
بطل وحيد لا تطيش سهامه
هو جنته انى اسرى اثمارة
الغيتة نجر الحقائق والهدى
قد مات عيسى مطرًا ونبينا
والله انى قد رايت جماله
هان تهنيت ابن مريم الشا
افانت لا قيت المسيح بقطرة
الظر الى القران كيف يُبين
فا علم بان العيش ليس شأيت
ونبينا حى والى مشاهد
وسرايع فى ريعان عمر **محمد**
الى لقد احييت من احيائه
يارب صل على نبيك دائماً
يا سيدي قد جئت بابك لا هظاً

ختمت به لغواء كل زمان
وبه الوصول بسدّة السلطان
وبديها هي العسكر الروحاني
والفضل بالخيرات كالزمان
فالطلّ طلّ ليس كالتهاين
ذو مصيحات مولق الشيطان
وقطوفه قد ذللت لجناى
وسرايت كالدرى فى اللعان
حى وربى الله وافانى
بعيون جسمي قاعد أبكاى
فعليك اثباتاً من البرهان
أوجاءك الانباء من يقطان
افانت تعرض عن هذا الوجه
بل مات عيسى مثل عبد فان
وقد اقتطفت قطائف اللقيان
لثم النبى بقطي لا قانى
واهاً لا عجا زفا احيانى
فى هذه الدنيا ولعث ثان
والقوم بالاكفار قد اذانى

ويشج عزمك هامة الثعبان
 انك المسبوق وسيد الشجعان
 يا سيدي انا احقر الغلمان
 في مهجتي ومداركى وجنائى
 لم اخل في الخط ولا في ان
 يا ليت كانت قوة الطيران

يفرى سهامك قلب كل محار
 لله درك يا امام العالم
 النظر الى برحمته وتحن
 يا حبيب انك قد دخلت محبة
 من ذكر وجهك يا حبيب لينة
 جسي يطير اليك من شوق علا

القصيدة المبكرة المحببة التي خاطبها ابو عبد الله وقد ادعها
 اشعار تشفى صدور المتفكرين وتروى والحمد لله

بعالم عيتي في كل حالى
 بمستمع لصرخى في الليالى
 رحيم عند طوفان الضلال
 وثقفاة تثقيف العوالى
 وخف اخذ الحاسب ذى الجلال
 لحاك الله ما لك لا تبالى
 الى ما تكتسى ثوب الدلال
 ومثلى لا يفر من النضال
 وسيفى لا يعادى فى القتال
 مقيم فى ميادين القتال

بمطلع على اسرار بالى
 بوجه قد راى اعشار قلبى
 لقد ارسلت من سرب كريم
 وقد اعطيت برهاناً كرم
 فلا تلقف الظنون بغير علم
 ترى آيات صدقى ثم تنسى
 تعال الى الهدى ذلاً خضوعاً
 وان ناضلتى فترى سهامى
 سهامى لا تطيش بوقت حرب
 فان قاتلتى فأريك الى

أبا لا دين أعاء ترك امرؤي
 وكيف اخاف تهديد الخناثا
 الا الى اقاوم كل سهم
 فان حرباً فخر ب مثل نار
 وحر بي بال دل لائل لا السها
 وفاق السيف لطق في الصفا
 ولم ينل اليام يكفر وني
 وقد جاد لتني ظلماً وزوراً
 ولو قبل الجدال سالت مني
 لنا في نصرته الدين المتين
 هدا في خالقي نهجاً قويمًا
 لقد اعطيت اسرار السرائر
 وقد غوصت في بحر الفناء
 رايت بفضل ربي سبل ربي
 وكم سرار الى نور ربي
 وعلم يبهرن عقول ناس
 سعيت وما ونيت لبشوق ربي
 وقد اشترى بكاساً لجد كاس
 وقد اعطيت ذوقاً بعد ذوق

ومثلي حين يؤذى كاييالي
 وقد اعطيت حالات الرجا
 واقلي اراكتان عن النبال
 وان سلماً فلم كما لزال
 وقولي لهدم شاج القذال
 قد اغتلت المكفر كما لغزال
 الى ان جاء نصرته ذي الجلال
 وجا ونزت الدنيا منه في الجلال
 جذبت الى الهدى قبل النبال
 مساعي في الترقى والكمال
 ورتاني بانواع النوال
 فسل ان شئت من نوع السوال
 فعدت وفي يدي البهي للبال
 وان كانت ادق من الهدال
 وايات على صدق المقال
 وسراي قد علا قن الجبال
 الى ان جاء في سرايا الوصال
 الى ان لاح لي نور الجبال
 ونعماء المحبة والذلال

وجدت حیات قلبی بجزئی
لغات الموائد کان اُکلی
۲ زید بفضلہ یوماً فیوماً
الا یا حاسدی خف قہر ربی
فلا تستکبرن لبور عجب
الا یا خاطب الدنیا الدینۃ
سہام الموت تفجاً یا عزیز
ہد اک اللہ قد جادت بغضاً
و کم اکفر تنخی کذباً وزوراً
والی قد اری قد ضاع دینک
حیاتک بالتخاف نوع نوم
ولست بطالب الدنیا کوعمک
ترکنا هذه الدنیا لوجہ
وانک تزدری لظقی وقولی

وعادت دولتی بعد الزوال
وصرت ایوم مطعام الہالی
و اُصلی قلب منتظر الوبال
وما الوک نصیاً فی المقال
و کم من مزدھی صید النکا
تذکر یوم قرب الاسر حال
ولو طال المدى فی الانتقال
وما فکرت فی قولی وقالی
و کم کذبت من زین الخیال
فقم وادباً بہ قبل الحال
وایام المعاصی کالیال
وقد طلقها بالاعتزال
واثرنا الجمال علی الجمال
ولو مادنتہ مثل الآلی

فلا تنظر الی زحف فانی
نظمت قصیدتی بالاتحجال

شیخ محمد حسین بٹالوی کے اُس پرچہ کا جواب جو انہوں نے

۹ جنوری ۱۸۹۷ء کو لکھا کہ اپنے پرچہ نمبر جلد ۵ میں

شائع کیا

خدا چوں بہ بند دود و چشم کے نہ بند و گر مہر تا بد لے

شیخ صاحب بٹالوی نے پہر اس پرچہ کے صفحہ ۲ میں اس عاجز پرپی الزام لگایا ہے کہ دروغ سے
 آپ کی کوئی تحریر خیالی نہیں۔ سچ ہے انسان جو وقت با عفت تک اور حد کے پر دون کے نابینا ہو جاتا ہے تو اس
 وقت اس کو ظلمت ہی ظلمت نظر آتی ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہ الزام کچھ نئے نہیں۔ خدا تعالیٰ کے بیک بند سے
 جحد و دنیا میں آئے بدظیفوں نے ان پر یہی الزام لگائے کہ یہ جھوٹے ہیں کذاب ہیں مغتری میں شہوت
 پرست ہیں مالخور ہیں۔ لیکن جب دنیا ان دونوں گروہ میں فیصلہ نہ کر سکے تب آخر سننے جسکی نظروں کے
 پاتال تک پہنچتی ہے اپنے آسمانی فیصلہ سے روز روشن کی طرح دکھلادیا کہ کون کذاب اور کون صادق
 ہے سو اس وقت میں کچھ فرق نہیں سمجھتا کہ بار بار اپنے صدق کے ثبوت پیش کروں میں خوب جانتا ہوں کہ
 جس پر میرا ہر وہ ہے اور جو میری اندرونی حالتوں کو سب سے بہتر جانتا ہے وہ آپ فیصلہ کر لے گا۔ کچھنا
 جا بے کہ ایک زمانہ تک ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کفارنا کھارے کیا کچھ اپنے نام سننے اور
 کس قدر چچا تھمتیں افترا وغیرہ کی لگائی گئیں۔ لیکن چونکہ وہ سچے تھے اور خدا انکے ساتھ تھا اس لئے آخر کا
 مخفی نہ رہ سکے اور آسمان نے بڑی توت کے ساتھ ان نوروں کے ظاہر کرنے کے لئے جوش مارا تب سب
 کذب ایسے نابود ہوئے اور پلٹے گئے جیسے کوئی کاغذ کا تختہ لپیٹ دیوے۔ یاد رہے کہ اکثر ایسے ہمارے
 دقیقہ بصورت اقوال یا افعال انبیاء سے ظہور میں آتے رہی میں کہ جو نادانوں کی نظر میں سخت ہیودہ اور شرمناک کام ہے
 جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مہر یوں کے برتن اور پارچات مانگ کر لیجانا اور پھر اپنے حرف
 میں لانا اور حضرت مسیح کا کسی فاحشہ کے گہر میں چلے جانا اور اسکا عطر پیش کر دہ جو علال و جد سے
 نہیں تھا استعمال کرنا اور اسکے لگانے سے روک نہ دینا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تین تیر
 ایسے طور پر کلام کرنا جو بظاہر دروغ و غلوئی میں داخل تھا پھر اگر کوئی تکبر اور خود ستائی کی راہ سے اس بنا پر

حضرت موسیٰ کی نسبت یہ کہے کہ نوح و باندہ وہ مال حرام کھانے والا تھا۔ یا حضرت یحییٰ کی نسبت یہ زبان پر لاو کہ وہ طوائف کے گندہ مال کو اپنے کام میں لایا۔ یا حضرت ابراہیم کی نسبت یہ تحریر شائع کرے۔ کہ مجھے جہنم کے پیر و بگمانی جو اسکی وجہ انکی دروغ گوئی ہو۔ تو ایسے جہنم کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اسکی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت مغایر پری ہوئی ہو۔ اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خمیر ہے۔ سو حضرت بشاوی صاحب یاد رکھیں۔ کہ حقیقتاً آپ اس عاجز کی نسبت باعث اپنی نادانی کے دروغ گوئی کے الزم نکالتے ہیں۔ وہ اسی قسم کے اعتراض ہیں۔ جو پچھلے اس سے ابکار لوگوں نے انبیاء علیہم السلام پر کی ہیں۔ مگر آپ پر تکبر اور غرور اور خود پسندی کا اعتراض ہے۔ جو اسی معلم الملکوت کا فائدہ ہے۔ جو آپ کا فرین داعی ہے۔ اگر کوئی کذب حقیقتہ میں مجھے ظہور میں آیا ہے۔ تو ہم اسکی منہ پر اینٹیں۔ اور اگر خلیل اللہ کے کلمات کی طرح ہمارا کوئی کلمہ کسی نادان کی نظر میں بصورت دروغ معلوم ہو تو یہ اسکی نادانی ہوگی۔ جو ایک دن ضرور اسکو رو کر گی۔ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں سے پناہ میں رکھے۔ کہ جو ابلیس کی چادر پہن کر اپنی نفسانی پندار سے۔ سمجھو من و دیگرے نیت کہتے ہیں۔ اور اپنی کور باطنی سے دوسروں کی نکتہ چینی کریں۔ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ قیامت کے دن شرک بعد تکبر جیسے اور کوئی باطن نہیں۔ یہ ایک ایسی ہمارے جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا رحم ہر ایک موعظ کا تدارک کرتا ہے۔ مگر تکبر کا نہیں۔ شیطان بھی موعظ ہونے کا دم مارتا تھا۔ مگر چونکہ اسکے سر میں تکبر تھا اور آدم کو جو خدا تعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا۔ جب اسے توہین کی نظر سے دیکھا۔ اور اسکی نکتہ چینی کی۔ اسلئے وہ مارا گیا۔ اور طوق لعنت اسکی گردن میں ڈالا گیا۔ سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کے لئے ہلاک ہوا تکبر ہی تھا۔ اب میں اللہ جل شانہ کی قسم کہا کر کہتا ہوں جسکے ہاتھ میں میری جان ہے جو بدکار منتری کو بے سزا نہیں چھوڑے گا۔ کہ خدا تعالیٰ نے جیسے مجھے معاف فرمایا۔ ایسا ہی آدم بھی قرار دیا۔ اور فرمایا کہ ارحمت ان المتخلف فخلقت آدم۔ یعنی میں نے ارادہ کیا کہ دنیا میں اپنا خلیفہ مقرر کروں۔ سو میں نے آدم کو پیدا کیا۔ یعنی اس عاجز کو۔ سو جبکہ میں آدم ٹھہرا تو میرے لئے ایک نکتہ چین بھی چاہئے تھا۔ جو اول لوگوں کی نظر میں ملکوت میں داخل ہوا۔ پہلی یوم الدین کا جاہ پہنے۔ سو اب معلوم ہوا کہ وہ آپ ہی ہیں۔ اور پہر میں قسم کہا کہ کہتا ہوں کہ یہ نفر جو میں اوپر لکھتا ہوں۔ یہ اللہ جل شانہ کا کلام ہے۔ اور اگر یہ اللہ جل شانہ کا کلام نہیں تو میں دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ ایک رات بھی مجھ کو مہلت نہ دے۔ اور میرے پر وہ سزا نازل کرے جو کسی پر نہ کی ہو۔ اے میرے خدا۔ اے میرے دادی۔ رہنا۔ اگر یہ تیرا کلام نہیں۔ اگر تو نے ہی مجھے خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ اگر تو نے ہی میرا نام عیسیٰ نہیں رکھا۔ اور تو نے ہی میرا نام آدم نہیں رکھا۔ تو مجھے

زندون میں سے کاٹ ڈال۔ لیکن اگر میں تیری طرف سے ہوں۔ اور تیرا ہی ہوں۔ تو میری مدد کر۔ جیسا کہ تو انکی مدد کرتا ہے جو تیری طرف سے آتے ہیں۔

بالآخر میں اس بات کے لکھنے سے بھی نہیں رہ سکتا کہ بٹالوی صاحب کا ریس المظہر میں ہونا صرف میرا ہی خیال نہیں۔ بلکہ ایک گروہ کثیر مسلمانوں کا اس پر شہادت دے رہا ہے۔ اور ساتھ ہی لوگ اس بات سے بھی حیران ہیں۔ کہ یہ تکبر کس وجہ سے اور کس بنا پر ہے۔ مثلاً شیطان نے جو تکبر کیا تو اسکی یہ بنا تھی۔ جو وہ اپنے تئیں نجیب الخلفیت سمجھتا تھا۔ اور خلق تینی من نامر کا دم مار کر حضرت صقی اللہ پر خلق تہ من طین کی نکتہ چینی کرتا تھا۔ پس اگر حضرت بٹالوی صاحب اور دن کی نسب اپنے تئیں ایک خاص طور سے نجیب الطرفین خیال کرنے ہیں۔ تو اسکا کوئی ثبوت دینا چاہئے۔ اور کوئی ایک آدھ شہادت پیش کرنی چاہئے۔ اور اگر تکبر کی بنا کسی نوع کا علم ہے جو میان شیخ النکل یا کسی اور سے حاصل کیا ہے۔ تو اسکا بھی ثبوت چاہئے۔ کیونکہ انہیں ہمیں اس بات کا علم نہیں کہ کوئی با علم انکو حاصل ہے آیا طبیب ہیں یا فلاسفر ہیں یا بدیث دان ہیں۔ یا منطقی۔ یا ادیب۔ یا حقائق اور معارف قرآن میں سے بڑے ہوئے ہیں۔ یا امام بخاری کی طرح کئی لاکھ ہر سیف نوک زبان ہے۔ اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بات بھی نہیں۔ تو پھر بجز مشیطانی تکبر کے اور کیا انکی نسبت ثابت ہو سکتا ہے۔ اب یاد رہے کہ تکبر کو جھوٹ لازم پڑا ہوا ہے۔ بلکہ نہایت پلید جھوٹ وہ ہے جو تکبر کے ساتھ ملکر ظاہر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر جل شانہ متکبر کا سب سے پہلے سر توڑنا ہے سو اسی طرح اب بھی توڑ لیتا۔ یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ میان بٹالوی کا یہ شیوہ ہے کہ اپنا "نو" خاص طور پر مولوی نام رکھا ہے اور دوسروں کا نام جاہل۔ احمق۔ ان پڑھ اور چہر بڑی مہربانی ہوئی اسکو منشی کوٹھے پکارا ہے۔ اور ہماری جماعت کا نام جہل اور سفہاء کی جماعت نام رکھا ہے۔

اب میان بٹالوی بتا دیں۔ کہ انہوں نے اپنے تئیں مولوی قرار دینے۔ اور دوسروں کا نام جاہل اور ان پڑھ رکھنے میں سچ بولا ہے۔ یا جھوٹ۔ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ میں دیکھتا ہوں کہ میان بٹالوی کی جڑوں میں جھوٹ رچا ہوا ہے اور تکبر کی پلید سرشت نے اور ہی اس جھوٹ کو زہر ہلہ مادہ بنا دیا ہے۔ چونکہ شیطان نخواست نے اپنا پورا پورا ہوجہ ان پر ڈال دیا ہے۔ اسلئے ایک زور کے ساتھ دروغگوئی کی خواہش انکو ہونہ سے بہ رہی ہے۔ پھر اسکے ساتھ وقاحت یہ کہ دوسروں کا نام دروغگو کہتے ہیں۔ میں یہ حلقہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر میرے کرم و مخدوم دوست مولوی حکیم نور الدین صاحب بارک اللہ تعالیٰ فی مجرہ و علو نقباء

درزق عبادہ سن نفحات فیوضہ و برکات نورہ و ضیاء - ایک طرف کپڑے ہو کر قرآن کریم کے معارف پنا کریں - اور ایک طرف میان بٹالوی فرقان حمید کے کچھ حقائق بیان کرنا چاہیں - تو مجھے یقین ہے - اور گویا میں دیکھ رہا ہوں - کہ حضرت موصوف کے مقابل پر یہ چچا رہے ہیں مگر خدائے عجب و پندار بٹالوی ایسا عاجز اور پیچھے رہ جاوے کہ ہر ایک عقلمند اس پر ہنسنے - مجھے ہر بار یہی تعجب آتا ہے - کہ یہ مخاطب اللیل باوجود اپنے اس بیجا تکبر اور کذب صریح کے کیوں اپنے گریبان میں سو نہ نہیں ڈالتا - اور خشتِ نفس سے علماء اور فضلا کا ستھارت سے نام لیتا ہے - اسکی مولویت اور اسکے ظنون فاسدہ کا فیصلہ نہایت آسان ہے - جس کا اب بفضلہ تعالیٰ وقت پہنچ گیا ہے - انشاء اللہ تعالیٰ میں اس فیصلہ کے لئے ایک معیار کامل اس مضمون کے اخیر میں بیان کروں گا - اب چند اعتراضات ضروریہ کا جواب دیتا ہوں - اور وہ یہ ہے -

قولہ نبیوں کی بھی پیشگوئیوں کا سچا ہونا ضروری ہے یا نہیں - صفحہ ۲۶ -

اقول اس سوال سے مترض نادان کی یہ غرض معلوم ہوتی ہے کہ گویا اس عاجز سے کوئی پیشگوئی خلاف واقعہ نکلی ہے - پس واضح ہو کہ یہ فیصلہ تو آسان ہے - مترض پر واجب ہے - کہ ایک جلسہ مقرر کر کے وہ ابہام اس عاجز کا پیش کرے - کہ جو بقول اسکے نفس ابہام میں غلطی ہو نہ کسی ملنی اور خیالی تعبیر میں - لیکن ایسے شخص کے لئے کوہِ سدا بھی چاہئے - تا بار بار رد و غلطی کی نجاست کی طرف نہ دوڑے -

قولہ جس شخص کی کوئی پیشگوئی سچی نکلے - اور کوئی جھوٹی - وہ سچی پیش گوئی میں ملیم ہو سکتا ہے - **اقول** اسے محبوب نادان - کوئی پیشگوئی اس عاجز کی بفضلہ تعالیٰ آج تک جھوٹی نہیں نکلی - بلکہ تین ہزار کے قریب اتنی سچی نکلیں اور نکلتی جاتی ہیں - رہی اجتہادی غلطی - سو بخاری کو کہوں - اور ذہب و دلی کا مضمون یاد کر - اور ان لوگوں کی مشابہت ڈر - جو بعض پیش گوئیوں کی اجتہادی غلطیوں کو دیکھ کر مرتد ہو گئے تھے -

قولہ ایسا شخص اگر جھوٹ بولتا ہو - لوگوں کے مال ناجائز مارتا ہو الخ تو پہر سچی وہ اگر اسکی کوئی پیش گوئی سچی نکل آوے - ملیم - ولی - محض اور خدا کا مخاطب ہو سکتا ہے -

اقول آپ جیسے نابجا مترضوں نے انبیاء پر یہی بی الزام لگائے تھے - حضرت ابراہیم پر جھوٹ کی نہت - حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ پر مال حرام کی - اور اس زمانہ کے کور باطن عیسائی و فیرہ ایسے ہی الزام ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لگاتے ہیں - کہ فلان قافلہ کا مال بغیر کسی موقعہ لڑائی کے لوٹ لیا - چنانچہ ان الزاموں سے انکی کتابیں بھری پڑی ہیں - اب اگر یہ سوال ہو - کہ ایک شخص نے ہزار

خون بھی کٹے اور مال بھی لوٹے۔ تو وہ کیونکر نبی صادق ٹھہر سکتا ہے۔ تو ایسے جاہل کا یہی جواب ہو گا۔ کہ اپنے ان کامل نوروں کی وجہ سے جو بچہ راہ مستباز کے کسی کو نہیں مل سکتے۔ عقل مند انسان ان نوروں کی چمک دیکھ کر۔ اُن امور کی صحیح تاویل آپ اپنی عقل خدا داد سے سمجھ لے گا۔ اور جاہل اعتراضوں پر جھیکا۔ اور سیدہ جہنم کی طرف جا لے گا۔ اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ تمام حقوق پر خدا تعالیٰ کا حق غالب ہے۔ اور ہر ایک جسم اور روح اور مال اسی کی ملک ہے۔ پہر جب انسان نافرمان ہو جاتا ہے۔ تو اُس کی ملک اصل ملک کی طرف عود کرتی ہے۔ پھر اُس ملک حقیقی کو اختیار تو ہو چکا ہے تو بلا توسط اصل نافرمانوں کے مالوں کو تلف کرے۔ اور انکی جانوں کو معرض عدم میں پہنچا دے۔ اور یا کسی رسول کے واسطے سے یہ سچی تہری نازل فرما دے۔ بات ایک ہی ہے۔ اسی طرح خطر کے کاموں کی مانند ہزاروں امور ہوتے ہیں جو انبیا اور محدثین پر انکی خوبی ظاہر کی جاتی ہے۔ اور وہ ان کاموں کے لئے مامور کئے جاتے ہیں۔ اور انکے کاموں میں جو لوگ عجلت سے مخالفانہ دخل دیتے ہیں۔ وہی بہن جو ہلاک ہوتے ہیں۔

قولہ اس عاجز کی باون سال کی عمر پر پینچکھ نوٹ ہونے کی پیشگوئی آپ نے کی ہے یا نہیں۔
اقول میں نے آپ کی نسبت یہ پیشگوئی ہرگز نہیں کی اگر کسی نے میری طرف سے کہا ہے۔ تو اُس نے جھوٹ بولا ہو گا۔ اور آپ کی سراسر یہ بددیانتی اور خیانت ہے۔ کہ بغیر اسکے جو مجھ سے دریافت کرتے۔ یا میری کسی تحریر میں پاتے۔ ناحق بیوہ یہ الزام میرے پر لگا دیا۔

قولہ بعض مرید آپ کے شراب پیئے ہیں۔ اور کیا آپ کے بڑے معاون اور مرید نے آپ کے مکان پر شراب نہیں پی۔

اقول لعنت اللہ علی الکاذبین۔ اب ثابت کرو کہ کس نے میرے مکان پر شراب پی۔ اور ریکر بیوٹ کنندہ وں میں سے کون مشرب اب پتلا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ جمعیت کے بعد سگا ایک پاک تبدیلی اپنے چال چلن میں دکھلاتے ہیں۔ وہ نماز کے پابند ہوتے ہیں۔ اور منہیات سے پرہیز کرتے ہیں اور دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیتے ہیں۔ اور صادق پرہیزگاروں کو اس بات کی کچھ بھی حاجت نہیں کہ کوئی انکو نیک کہے۔ خدا تعالیٰ و لون کو دیکھ رہا ہے۔ اور اُسکا دیکھنا کافی ہے۔

اب میں اپنے وعدہ کے موافق ایک ایسا معیار ذیل میں ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ جس سے منجوبی کس جاسے کہ یہ عاجز مودعہ من اللہ ہے۔ اور حضرت بشاوی صاحب اول درجے کا ذہب اور دجال اور پیر المعین ہیں۔ اور وہ تقریر یہ ہے کہ حضرت بشاوی صاحب کی متواتر تحریر دن سے ناظرین کو معلوم ہے کہ انہوں نے

اس عاجز کا نام جاہل اور نادان اور ان ٹرہ رکھا ہے۔ اور ساتھ اسکے یہ بھی دعویٰ کیا ہے۔ کہ یہ عاجز دراصل ملہم اور محدث تھیں تھے۔ بلکہ منقری اور کذاب اور دجال ہے۔ اور بقول انکے اس عاجز کے رگ وریشہ میں جھوٹ رچا ہوا ہے اور جب بعض نشان انکو دکھائے گئے۔ تو انکی نسبت استخا یہ بیان ہے۔ کہ کہی جھوٹے دعویٰ کی بھی خدا تعالیٰ مدد کرتا ہے اور حالانکہ جانتا ہے کہ یہ میری مدد اس کذاب کے صدق دعویٰ کے لئے دلیل ٹھہرائیگی تب بھی مدد کرتا ہے اور اسکو کذاب کو توفیق دیتا ہے۔ کہ وہ رمل کے ذریعہ سے۔ یا جفر کے ذریعہ سے کوئی بات کہہ دین۔ اور وہ بات پوری ہو جائے۔ سو اس قسم کے نشانوں کو بٹالوی صاحب نے اپنے بیہودہ بیانات سے رو کر دیا ہے۔ لیکن اس جگہ ایک اور معیار ہے۔ جو ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔

ایک روحانی نشان جس سے ثابت ہوگا کہ یہ عاجز صادق

اور خدا تعالیٰ سے موید ہے یا نہیں

اور شیخ محمد حسین بٹالوی اس عاجز کو کاذب اور دجال قرار دینے میں صادق ہے یا خود کاذب اور دجال ہے

عاقلاً سمجھ سکتے ہیں کہ نجلہ نشانوں کے حقائق اور معارف اور لطائف حکمیہ کے بھی نشان ہوتے ہیں۔ جو خاص انکو دیئے جاتے ہیں۔ جو پاک نفس ہوں۔ اور جن پر فضل عظیم ہو جیسا کہ آیت و لا یمسہ الا المطہرون۔ اور آیہ ومن یوقی الکلمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا۔ بلند آواز سے شہادت دے رہی ہے۔ سو یہ نشان بیان محمد حسین کے مقابل پر میرے صدق اور کذب کے جانچنے کے لئے کھلی کھلی نشانی ہوگی اور اس فیصلہ کے لئے احسن انتظام اس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ایک مختصر جلسہ ہو کر منصفان تجویز کردہ اس جلسہ کی چند سورتیں قرآن کریم کی جن کی عبارت انشائیہ سے کم نہ ہو تفسیر کے لئے منتخب کر کے پیش کریں۔ اور پھر بطور قرعہ اندازی کے ایک سورۃ ان میں سے نکال کر اسکی تفسیر معیار امتحان قرار دی جائے اور اس تفسیر کے لئے یہ امر لازمی ٹھہرایا جاوے۔ کہ مبلغ فہم زبان عربی اور متفہم عبارت میں قلند ہو۔ اور دوس جزو سے کم نہ ہو۔ اور جس قدر اس میں حقائق اور معارف لکھے جائیں وہ نقل عبارت کی طرح نہ ہو۔ بلکہ معارف جدیدہ اور لطائف غریبہ ہوں۔ جو کسی دوسری کتاب میں نہ پائے جائیں

اور بابا ابن ہمد اصل تعلیم قرآنی سے مخالف نہ ہوں۔ بلکہ انکی توت اور شوکت ظاہر کرنے والے ہوں۔ تو
 کتاب کے آخر میں توشیح لطیف دلیخ اور فصیح عربی میں نعت اور مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بطور تعریف و
 ہو۔ اور جس بحر میں وہ شعر مہونے چاہئیں وہ بحر بھی بطور قریح اندازی کے اسی جلسہ میں تجویز کیا جائے۔
 اور فریقین کو اس کام کے لئے چالیس دن کی مہلت دیجائے۔ اور چالیس دن کے بعد جلسہ عام
 میں فریقین اپنی اپنی تفسیر اور اپنے اپنے اشعار جو عربی میں ہونگے۔ سنا دیں۔ پھر اگر یہ عاجز
 شیخ محمد حسین بٹالوی سے حقائق و معارف کے بیان کرنے اور عبارت عربی فصیح و دلیخ اور اشعار
 آبدار مدحیہ کے لکھنے میں قاصر اور کم درجہ پر رہا۔ یا یہ کہ شیخ محمد حسین اس عاجز سے برابر رہا۔
 تو اسی وقت یہ عاجز اپنی خطا کا اقرار کرے گا۔ اور اپنی کتاب میں جلا دیگا۔ اور شیخ محمد حسین کا حق ہوگا
 کہ اس وقت اس عاجز کے گلے میں رسہ ڈال کر یہ کہے۔ کہ اسے کذاب اسے دجال۔ اسے مفتری
 آج تیری رسوائی ظاہر ہوئی۔ اب کہاں ہے وہ جسکو تو کہتا تھا۔ کہ میرا اردو گار ہے۔ اب تیرا
 الہام کہاں ہے۔ اور تیرے خوارق کدھر چھپ گئے۔ لیکن اگر یہ عاجز غالب ہوا تو سچہ چاہئے
 کہ میان محمد حسین اسی مجلس میں کھڑے ہو کر ان الفاظ سے توبہ کرے۔ کہ اے حاضرین آج
 میری رو سیاہی ایسی کھل گئی۔ کہ جیسا آفتاب کے نکلنے سے دن کھل جاتا ہے۔ اور اب ثابت
 ہوا کہ یہ شخص حق پر ہے۔ اور میں ہی دجال تھا۔ اور میں ہی کذاب تھا۔ اور میں ہی کافر تھا
 اور میں ہی بیدین تھا۔ اور اب میں توبہ کرتا ہوں۔ سب گواہ رہیں۔ بعد اسکے اسی مجلس میں
 اپنی کتاب میں جلا دے۔ اور اپنے خادموں کی طرح پیچھے ہولے۔

صاحبو۔ یہ طریق فیصلہ ہے جو اس وقت میں نے ظاہر کیا ہے۔ میان محمد حسین کی اسپر
 سخت اصرار ہے کہ یہ عاجز عربی علوم سے بالکل بے بہرہ اور کودن اور نادان اور جاہل ہے۔ اور علم قرآن
 سے بالکل بیخبر ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے مدد پانے کے تو لائق ہی نہیں۔ کیونکہ کذاب اور دجال ہے اور ساتھ
 اسکے انکو اپنے کمال علم اور فضل کا بھی دعویٰ ہے۔ کیونکہ اسکے نزدیک حضرت مخدوم مولوی حکیم نور الدین
 صاحب جو اس عاجز کی نظر میں علامہ عصر اور جامع علوم ہیں۔ صرف ایک حکیم۔ اور اخویم کرم مولوی
 سید محمد احسن صاحب جو گویا علم حدیث کے ایک پتیلے ہیں۔ صرف ایک منشی ہیں۔ پھر باوجود انکے
 اس دعویٰ کے اور میرے اس ناقص حال کے جسکو وہ بار بار شایع کر چکے ہیں۔ اس طریق فیصلہ
 میں کونسا اشتباہ باقی ہے۔ اور اگر وہ اس مقابلہ کے لائق نہیں۔ اور اپنی نسبت ہی جھوٹ بولا

شیخ بٹالوی کو اختیار ہوگا کہ میان شیخ اکل اور دوسرے تمام منکر ملاؤں کو ساتھ لے۔

۴ اگر کسی کے دل میں یہ خدشہ گزرا کہ ایسے جدید و حقائق و معارف جو میں نے ظاہر کیے ہیں وہ نہ کہ کمال تسلیم کئے جاسکتے ہیں اور وہ انہیں پہلی ہی تفسیر میں جو ذکر کر کے تو اسے سنا سنبھال نہ سکتا تو کمال غلط فہمی ہے

۴ تشریح کتاب کل فی حدیث میں جو جامع و مفید اور اسرار و لطائف و حقائق و معارف جو میں نے ظاہر کیے ہیں وہ نہ کہ کمال تسلیم کئے جاسکتے ہیں اور وہ انہیں پہلی ہی تفسیر میں جو ذکر کر کے تو اسے سنا سنبھال نہ سکتا تو کمال غلط فہمی ہے

الف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی سولہ الکریم

قیامت کی نشانی

قرب قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ایک بڑی نشانی ہے جو اُس حدیث سے معلوم ہوتی ہے جو امام بخاری اپنی صحیح میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے لائے ہیں اور وہ یہ ہے یقبض العلم بمقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤسًا سجّھا لا فستلوا فانتموالبعیر علم فخلوا واخلوا۔ یعنی باعث فوت ہو جائے علماء کے علم فوت ہو جائیگا یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہیں بیگا تو لوگ جاہلون کو اپنا مقتدا اور سرور قرار دیں گے اور مسائل دینی کے دریافت کے لئے انکی طرف رجوع کرینگے تب وہ لوگ باعث جاہل اور عدم مکتبناط مسائل خلاف طریق صدق و ثواب فتویٰ دینگے پس آپ ہی گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ اور ہر ایک اور حدیث میں ہے کہ اُس زمانہ کے فتویٰ دینے والے یعنی مولوی اور محدث اور فقیہ ان تمام لوگوں سے بدتر ہونگے جو روئے زمین پر رہتے ہونگے۔ ہر ایک اور حدیث میں ہے کہ وہ قرآن پڑھینگے اور قرآن انکے حوروں کے نیچے نہیں اترے گی یعنی اُس پر عمل نہیں کریں گے۔ ایسا ہی اس زمانہ کے مولویوں کے حق میں اور ہر بہت سی حدیثیں ہیں۔ مگر اس وقت ہم بطور نمونہ صرف اُس حدیث کا ثبوت دیتے ہیں جو غلط فہم کے بارے میں ہم اوپر لکھ چکے ہیں ہر ایک کو معلوم ہو کہ آجکل اگر مولویوں کے وجود سے کچھ ناپید ہے تو حرف اس قدر کہ انکے یہ نہیں دیکھ کر قیامت یاد آتی ہے اور قُرب قیامت کا پتہ لگتا ہے اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کی پوری پوری تصدیق ہم بخیر و خوشامد مشاہدہ کرتے ہیں۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ چونکہ سال گذشتہ میں بشورہ اکثر احباب یہ بات قاری پائی تھی کہ ہماری جماعت کے لوگ کم سے کم ایک تہ سال میں بہریت استفادہ ضروریات دین و شوریہ علماء کلمہ اسلام و شرع ستین اس عاجز سے نکالت کریں اور اُس مشورہ کے وقت یہ ہی قرین مصلحت سمجھ کر متفرک کیا گیا تھا کہ ہم دہر کو اس غرض سے قادیان میں آنا مناسب اور اولیٰ اسے کیونکہ یہ تعطیل کے دن ہیں اور غلامت پیش لگ ان دنوں میں فرصت اور فراغت رکھتے ہیں اور باعث قیام سرمایہ دن سفر کے سبب حال ہی جی چٹا سچ احباب اور مخلصین نے اس مشورہ پر اتفاق کر کے غلط

ظاہر کی تھی اور کہا تھا کہ یہ بہتر ہے اب ماہر سیرت کے لکھ کر اس بنا پر اس عاجز نے ایک خط بطور استہانہ کے تمام مصلحتوں کی خدمت میں بھیجا جو ریاض منہ پر پس تھا دیان میں چھپا تھا جسکے مصلحتوں کا خلاصہ یہ تھا کہ اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض یہ ہے کہ کتاب پر مخلص کو بالواجہ دینی نایدہ اُٹھانے کا موقع ملے اور انکے معلوم دینی وسیع ہوں اور معرفت حقیقی پذیر ہو اب سننا گیا ہے کہ اس کارروائی کو بدعت بلکہ معصیت ثابت کر نیکی لے ایک بزرگ نے بہت کر کے ایک مولوی صاحب کی خدمت میں جو رحیم بخش نام کہتے ہیں اور لاہور میں چٹان والی مسجد کے امام ہیں ایک استنساخ پیش کیا جسکا یہ مطلب تھا کہ ایسے جلسہ پر روز معین پر دور سے سفر کر کے جانے میں کیا حکم ہے اور ایسے جلسہ کے لئے بزرگ کئی حکمان بطور افتاء کے تحریر کیا جائے تو ایسے دو دیتے دئے کی نسبت کیا حکم ہے استفتائین یہ اثری خبر اسلئے ٹرنامی گئی جو مستفتی تھے کسی سرشنہ ہو گا جو حق پر اور غریب مولوی حلیم نور الدین صاحب نے اس خراج مسئلہ کو نئے اپنے حرف سے جو غالباً سادہ و روچہ یا گنہ اس سے زیادہ ہو گا دیان میں ایک حکمان بنوایا جسکی امداد فرج میں انجیم حکم فیصل دین صاحب بھیڑی تھی میں سورہ صید پایے۔ اس استفتاء کے جواب میں بیان رحیم بخش صاحب نے ایک طویل طویل عبارت ایک غیر مخلق حدیث شدہ حال کے کلام سے لکھی ہے جسکے فقر افتاء یہ ہیں کہ ایسے جلسہ پر جانا بدعت بلکہ معصیت ہے اور ایسے جلسہ کا تجویز کرنا حرثات میں سے ہے جسکے لئے کتاب سنت میں کوئی شہادت نہیں۔ اور جو شخص اسلام میں ایسا امر پیدا کرے وہ مردود ہے۔

اب منصف خراج کو لکھنا کہ ایسے مولویوں اور مفتیان کا اسلام میں موجود ہونا قیامت کی نشانی ہے یا نہیں اسے پہلے انکی تہذیب و تمدن کے علم دین کے لئے سفر کر نیکی بارے میں صرف اجازت ہی نہیں بلکہ ذرا فیض لکھانے اسکو فرض قرار دیا ہے جسکا عمدہ اثر کہ ترک کبیرہ اور عمدہ انکھار اور بعض مصلحتوں کو چھپ کر کیا ہے معلوم نہیں کہ نہایت تاکید سے فرمایا گیا ہے کہ طلب العلم فریضہ علی کل مسلم و مصلحت اور فرمایا گیا ہے کہ طلب العلم ولو کان فی الھین یعنی علم طلب کرنا ہر ایک مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے اور علم طلب کرنا اگرچہ جمیع میں جانا پڑے۔ اب سوچو کہ جس حالت میں یہ عاجز اپنے صریح میں اور ظاہر الفاظ سے استہانہ میں لکھ چکا کہ یہ سفر ہر ایک مخلص کا طلب علم کی نسبت سے ہو گا پھر یہ تو ہی دینا کہ جو شخص اسلام میں ایسا امر پیدا کرے وہ مردود ہے کھنڈر ہوا اور امانت اور انصاف اور تقویٰ اور طہارت سے دور ہے یہ بات کہ ایک تاریخ مفردہ پر تمام ہاں ہو چکا ہے ہونا تو یہ ضرر نظام پر کئی کام میں مین کوئی ذمہ دار بدعت نہیں انما الاعمال بالنیات بدعتی کے مافوہ ناسدہ کو ذرا دور کر کے دیکھو کہ ایک تاریخ پر تفسیر میں کوئی بدعت ہے جبکہ ہم دیکھیں کہ ہر ایک مخلص سانی میں مل سکتا ہے اور اسکے ضمن میں انکے باہم ملاقات ہی ہو جاتی ہے تو اس سہل طریق سے قابرہ اٹھانا کیوں حرام ہے تعجب کہ مولوی صاحب نے اس عاجز کا نام مردود تو کہہ دیا مگر آپکو وہ حدیثیں یاد نہ رہیں جن میں طلب علم کے لئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کی نسبت ترغیب دی ہے اور جن میں ایک باہمی مسلمان کی ملاقات کے لئے جانا موجب شوق و شوق خدا سے عذر و جہل قرار دیا ہے اور جن میں سفر کے لئے قیام حاصل کرنا موجب مغفرت اور کفارہ و گناہان لکھا ہے۔ اور پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ حدیثیں ہیں کہ شدہ حال کی حدیث کا یہ مطلب سمجھا جائے کہ بجز قصد خانہ کعبہ یا مسجد نبوی یا بیت اللہ میں اتنا علم سفر قطعی حرام نہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ تمام

مسلمانان کو مختلف اغراض کے لئے سفر کرنے پڑتے ہیں کہی سفر طلب علم ہی کے لئے ہوتا ہے اور کہی سفر ایک شہر سے دوسرے
 بہائی یا بہن یا بیوی کی ملاقات کے لئے یا والدین کے ملنے کے لئے یا والدین کی اپنی لوگوں کی ملاقات کے لئے۔ اور
 کہی مرد اپنی شادی کے لئے اور کہی تلاش معاش کے لئے اور کہی پیغام رسائی کے طور پر اور کہی زیارت صالحین کے لئے سفر کرتے
 ہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت **اولیں قرنی** کے ملنے کے لئے سفر کیا تھا اور کہی سفر جہاد کے لئے
 ہی ہوتا ہے خواہ وہ جہاد غلامی سے ہو اور خواہ بطور مباحثہ کے اور کہی سفر بہ نیت مباحہ ہوتا ہے جیسا کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور کہی سفر اپنے مرض کے ملنے کے لئے جیسا کہ ہمیشہ اولیاء کبار جیسے حضرت شیخ
 عبد القادر رحمہ اللہ اور حضرت بایزید بسطامی اور حضرت معین الدین چشتی اور حضرت
 محمد والف ثانی ہی میں اکثر اس غرض سے ہی سفر کرتے رہے جیسے سفر نامے اکثر اُن کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ایک
 پاسے جاتے ہیں اور کہی سفر فتویٰ پر چہنہ کے لئے ہی ہوتا ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے اسکا جواز یکہ بعض صورتوں
 میں وجوب ثابت ہوتا ہے اور امام بخاری کے سفر طلب علم حدیث کے لئے مشہور ہیں شایہ سیانہ یہ ہم بخش کو
 نہیں ہوگی اور کہی سفر عجایب دنیا کے دیکھنے کے لئے ہی ہوتا ہے جسکی طرف آیت کریمہ قل سیاروا فی الارض
 اشارت فرما رہی ہے اور کہی سفر صادقین کی محبت میں رہنے کی غرض سے جسکی طرف آیت کریمہ یا ایہا الذین
 آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین ہدایت فرماتی ہے اور کہی سفر عیادت کے لئے جگہ امتیاع حجاز کے لئے
 ہی ہوتا ہے اور کہی بیمار یا بیمار دار علاج کرنے کی غرض سے سفر کرتا ہے اور کہی کسی مقصد مدائمت یا تجارت وغیرہ
 کے لئے ہی سفر کیا جاتا ہے اور یہ تمام قسم سفر کی قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے رو سے جائز ہیں جگہ زیارت معین
 اور ملاقات اہل ان اور طلب علم کے سفر کی نسبت احادیث صحیحہ میں بہت کچھ حث و ترغیب پائی جاتی ہے اگر اس
 وقت وہ تمام حدیثیں کہی جائیں تو ایک کتاب بنتی ہے ایسے نمونے لکھا بیوٹالے اور لکھنے والے یہ خیال نہیں کرتے
 کہ انکو ہی تو اکثر اس قسم کے سفر پیش آجاتے ہیں سپہ اگر بجز تین سجدوں کے اور تمام سفر کرنے حرام ہیں تو چاہئے
 کہ یہ لوگ اپنے تمام رشتے ملتے اور عزیز اقارب چھوڑ کر بیٹھ جائیں اور کہی انکی ملاقات یا انکی غم خوری یا
 انکی بیمار پرسی کے لئے ہی سفر نہ کریں۔ میں خیال نہیں کرتا کہ بجز ایسے آدمی کے جسکو تعصب اور جہالت نے
 اندھا کر دیا ہو وہ ان تمام سفروں کے جواز میں متائل ہو سکے صحیح بخاری کا صفحہ ۱۱ اسکو دیکھو کہ سفر طلب
 علم کے لئے کس قدر بشارت دی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ بِهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ
 لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ یعنی جو شخص طلب علم کے لئے سفر کرے اور کسی راہ پر چلے تو اللہ تعالیٰ بہشت کی راہ اسپر
 آسان کر دیتا ہے۔ اب اسے ظالم ہووسی ذال انصاف کہہ کہ تو نے اپنے بہائی کا نام بتو یہی طرح کہہ کہ تو نے
 اور اللہ رسول پر ایمان لاتا ہے مرد و درکسا اور خدا تعالیٰ کی رحمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت
 سے بکلی محروم قرار دیا اور اس صحیح حدیث بخاری کی بھی کچھ پیروا نہ کی کہ اسعد الناس شہنشاہ ہے القادری

من قال لا اله الا الله خالصاً من قلبه اولفسيه اور مودود پٹرانے کی اپنے فتویٰ میں وجہ یہ پٹرائی کہ ایسا اشتہار کیوں شائع کیا اور گوگن کو جلسہ پر بلانے کے لئے کیوں دعوت کی۔ اسے نا خدا ترس ذرہ آنکھ کھول اور پڑھ کر اس اشتہار سے سہر سہر شہداء کا کیا مضمون ہے کیا اپنی جماعت کو طلب علم اور حل مشکلات و مین اور ہمدردی اسلام اور برادرانہ ملاقات کے لئے بلایا ہے یا سید کسی اور سید نماشا اور راگ اور سرود کا ذکر ہے۔ اسے اس زمانہ کے تنگ اسلام مولویوں سے شائد سے کیوں نہیں ڈرتے کیا ایک دن مزا نہیں یا ہر ایک مواءذہ منکو سنا ہے حق بات کو سنکر اور اللہ اور رسول کے فرمودہ کو دیکھ کر نہیں خیال تو نہیں آتا کہ اب اپنی ضد سے باز آجائیں بلکہ مقدمہ باز گوگوں کی طرح یہ خیال آتا ہے کہ آدھی طرح باتوں کو بنا کر اسکا روجھا بین تا لوگ نہ کہیں کہ ہمارے مولوی صاحب کو کچھ جواب نہ آیا سو سفدر دیر می اور بددیانتی اور یہ بخیل اور نبض کس عمر کے لئے یہ کچھ فتویٰ لکھنے کے وقت وہ حدیثیں یاد نہ رہیں جن میں علم دین کے لئے اور اپنے شبہات دور کرنے کے لئے اور اپنے دینی بھائیوں اور عزیزوں کو دلنے کے لئے سفر کرنا جو موجب ثواب کثیر و اجر عظیم قرار دیا ہے بلکہ زیارت حاصلین کے لئے سفر کرنا قدیم سے سنت صلیح علی ہی ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جب قیامت کے دن ایک شخص اپنی بد اعمالی کی وجہ سے سخت سزا خذہ میں ہو گا تو اللہ جل شانہ اس سے پوچھ گا کہ تُو ان صلاح آدمی کی ملاقات کے لئے کبھی تو گیا تھا تو وہ کیسے باور آدہ تو کبھی نہیں گیا مگر ایک دفعہ ایک راہ میں اسکی ملاقات ہو گئی تھی تب خدا تعالیٰ کیسے کہ جابستہ میں داخل ہوئے اسی ملاقات کی وجہ سے تجھے بخش دیا۔ اب اسے کہتے نظر مولوی ذرہ نظر کر کہ یہ حدیث کس بات کی تفسیر دیتی ہے۔ اور اگر کسی کے دل میں یہ ہو کہ جو کہ اس دینی جلسہ کے لئے ایک خاص تاج پکڑ کر مقرر کی ایسا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بھی برضی اللہ عنہم سے کب ثابت ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ بخاری و مسلم کو دیکھو کہ اہل بادیتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سائل کے دریافت کر کے لئے اپنی فرمت کے وقت میں آیا کرتے تھے اور بعض خاص خاص ہستیوں میں انکی گروہ فرمت پاکر حاضر خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا کرتے تھے اور صحیح بخاری میں ابی جہرہ سے روایت ہے قال ان وفد عبد القیس اتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالوا اننا ناتیک من شققتہ لنبیدتہ ولا نستطیع ان ناتیک الا فی شہر حرام۔ یعنی ایک گروہ قبیلہ عبد القیس کے پیغام لایو الوان کا جو اپنی قوم کی طرف سے آئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ ہم لوگ دور سے سفر کر کے آئے ہیں اور بجز حرام ہستیوں کے ہم حاضر خدمت ہو نہیں سکتے تو انکے قول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رد نہیں کیا اور قبول کیا پس اس حدیث کو کب یہ سلسلہ مستحب ہوتا ہے کہ جو لوگ طالب علم یا دینی ملاقات کے لئے کسی اپنے مقصد کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیں وہ اپنی گنجائش فرمت کے مطابق ہر ایک تاج پکڑ کر سکتے ہیں جس تاریخ میں وہ آسانی اور بلا حرج حاضر ہو سکیں اور یہی صورت ہے ہمدردی کے تاریخ میں لکھا ہے کہ وہ دن تخلیوں کے چہلے میں اور ملازمت پیشہ لوگ بہ سہولت ان دونوں میں سے کسی میں

اور اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ اس میں کوئی جج کی بات نہیں کہی گی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اگر شلہ کسی پر یا انتظام سے ایک کام جو دراصل جائز اور واجب ہو سکتا ہو تو حق دیر اختیار کر لے گا یہ مضائقہ نہیں ان باتوں کا نام نہ کر سکتا ہے اور جو کام ہو جنکو نہ دین کی نقل دی گئی اور نہ دنیا کی بات نہ بخدی نے اپنی صحیح میں کسی اپنی تعلیم کی مجلس پر شائع نہ کر دیکھے کے ایک عامل باب منعقد کیا ہے جسکا یہ عنوان ہے من جعل لاھل العلم آیا مّا جعلوہ فیہ علم کے طالبوں کی اناہ کے لئے خاص دنوں کو مقرر کرنا بعض صحابہ کی سنت ہے۔ اس ثبوت کے لئے امام موصوف اپنی صحیح میں ابی داؤد سے یہ روایت کرتے ہیں کان عہد اللہ یدخل الناس فی کل خمیس۔ یعنی عہد اللہ نے اپنے عہد کے لئے جوارات کا دن مقرر کر رکھا تھا۔ جو جمعرات میں ہی اسکے وعظ پر لوگ حاضر ہوتے تھے۔ یہ ہی یاد ہے کہ اللہ جل شانہ نے قرآن کریم قرین و دیر اور انتظام کے لئے مہین حکم فرمایا ہے اور مہین نامہ کیا ہے کہ جو احسن تدبیر اور انتظام حضرت اسلام کے لئے ستر قرین مصلحت سمجھیں اور دشمن غالب ہونے کے لئے سفید خیال کریں وہی بجا لاویں جیسا کہ وہ غزائے فرات ہے **واعذوا لہم ما استطعتم** من قوتہ یعنی دینی دشمنوں کے لئے ہر ایک قسم کی گیارہی جو کر سکتے ہو کرو اور اعلان اسلام کے لئے جو قوت

لگا سکتے ہو لگاؤ۔ اب دیکھو کہ یہ آیت کریمہ کس قدر بلند آواز سے دایا فرمادی ہے کہ جو تدبیریں خدمت اسلام کے لئے کام کر مہین سب بجا لاؤ اور تمام قوت اپنے ملک کی اپنے بازو کی اپنی مال طاقت کی اپنے ہنر انتظام کی اپنی تدبیر شایانہ کی اس راہ میں خرچ کرو تا مگر فتح پاؤ۔ اب نادانانہ کہے اور دشمن دین مولوی اس طرف قوت اور حکمت عملی کا نام بدعت ہے مہین اس بدعت کے یہ لوگ عالم کہلاتے ہیں جنکو قرآن کریم کی ہر تدبیر انانہ و انا الیہ راجعون۔

اس آیت موصوٰنہ بالا پر غور کریو اے سمجھ سکتے ہیں کہ بر طبق حدیث نبوی کہ انما الاعمال بالنیات کوئی من انتظام اسلام کی خدمت کے لئے سچا بدعت اور فضائل میں داخل نہیں ہے جیسے جیسے بدعت تبدیل زمانہ کے اسلام کو مٹی مٹی صورتیں شکلاوت کی پیش آتی ہیں یا نئے نئے طور پر ہم لوگوں پر فی المثلوں کے حملے ہوتے ہیں دیسی ہی مہین نئی تدبیریں کرنی پڑتی ہیں لیکن اگر حالت موجودہ کے موافق ان حملوں کے روکنے کی کوئی تدبیر اور تدارک سوچیں تو وہ ایک تدبیر ہے بدعت سے پہلو کچھ تعلق نہیں اور ممکن ہے کہ بغاوت انقلاب زمانہ کے مہین بعض ایسی نئی شکلاوت پیش آجائیں جو عہد سے سیدہ مولائی مٹی کو اصلی اندھیہ و مسل کو مٹی اس جنگ و طرز کی شکلاوت پیش آجائیں شایانہ اسوت کی راہوں میں پس طرز کو جو سونے اختیار نہیں کر سکتے کیونکہ سونے مادن میں طریق جنگ جبر ان اکل مل گیا ہو اور پس پتلا ریکار ہو کر اور نئے مہینہ راہ نمونے پیدا ہونے اب اگر ان مہینہ رن کو پکڑنا اور اٹھانا اور ان سے کام لینا تو کس نام بدعت سمجھیں اور کیا یہ بدعت جیسے مولوی کی بات پر کان دہرے ان اسلام جدیدہ کا استعمال کرنا فضائل اور مصیبت خیال کریں اور یہ کہیں کہ یہ وہ طریق جنگ ہے کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا اور نہ صحابہ اوتامین نے فرمایا ہے کہ بجز اسکے کہ ایک ذات کے ساتھ اپنی ٹوٹی ہوئی سلطنتوں سے الگ کئے جائیں اور دشمن نجات ہو جائے کوئی اور ہی اسکا نتیجہ ہوگا پس ایسے تمامات تدبیر اور انتظام مہین خواہ وہ جنگ و جدل ظاہر ہی ہو یا باطنی اور خواہ وہ دار کی مڑائی ہو یا قلم کی ہمدی ہر اہمیت پانے کے لئے یہ آیت کریمہ موصوٰنہ بالا

کافی ہے جیسے یہ کہ **اَعِدْ وَالْهَمَّ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ** اللہ جل شانہ اس آیت میں
 ہمیں عام اختیار دیتا ہے کہ دشمن کے مقابل پر جو جس تدبیر نہیں سکھو اور جو طرز نہیں سوچو اور بہتر نہ کہائی دے
 وہی طریق اختیار کرو جس سے اب ظاہر ہے کہ اس حسن ہنگام کا نام بدعت اور عصیت رکھنا اور انصار دین کو جو دن رات
 اعلیٰ اکلہ اسلام کے فکر میں ہیں جن کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حب الانصار من الایمان
 جو کمزور و درہنرانا نیک طینت انسانوں کا کام نہیں ہے بلکہ درحقیقت یہ ان لوگوں کا کام ہے جسکی روحانی صورتیں مسخ شدہ ہیں
 اور اگر یہ کہو کہ یہ حدیث کہ حب الانصار من الایمان و بغض الانصار یعنی انصار کی محبت ایمان کی نشانی
 اور انصار سے بغض رکھنا نفاق کی نشانی ہے ان انصار کے حق میں ہے جو دین کے رہنے والے جتنے نہ عام اور عام
 انصار تو اس سے یہ لازم نہیں لگتا کہ جو اس زمانہ کے بعد انصار رسول اللہ ہوں ان سے بغض رکھنا جائز ہے نہیں نہیں
 بلکہ یہ حدیث کہ ایک خاص گروہ کے لئے فرمائی گئی مگر اپنے اندر عموم کا نایدہ رکھتی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اکثر آیتیں خاص
 گروہ کے لئے نازل ہوئیں مگر انکا مصداق عام قرار دیا گیا ہے غرض ایسے لوگ جو مولوی کہلاتے ہیں انصار دین کے
 دشمن اور پیروں کے دشمنوں پر جمل ہے جن کو گناہ تیرہ قول کلی نہیں ہے راستہ بنا علی اس سے باہر میں حرف غایت مولوی
 کی نسبت یہ کیا گیا ہے ہر ایک مسلمان کو ماکرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ جلد اسلام کو اپنی خاتون مولویوں کے وجود سے ہٹا کر
 کیونکہ اسلام پر ایک نازک وقت ہے اور یہ نادان دوست اسلام پر پیشاپیش ہتھی کرنا چاہتے ہیں اور ایسی باتیں کرتے ہیں
 جو صریح ہر ایک شخص کے نزدیک خلاف عداوت نظر آتے ہیں۔ امام بخاری پر اللہ تعالیٰ رحمت کرے انہوں نے اس بار
 میں ہی اپنی کتاب میں ایک باب یا نہ ہو چنانچہ وہ اس باب میں کہتے ہیں تال علی رضی اللہ عنہ حد ثلثا
 بیا یحیون ان یکتذب اللہ و رسولہ۔ اور بخاری کے حاشیہ میں اسکی شرح میں لکھا ہے اتی کلوا الناس
 علی قدر عقولہم یعنی لوگوں سے اللہ رسول کے فرمودہ کی وہ باتیں کرو جو انکو سمجھ جائیں اور انکو مقول کہجائی
 دین خواہ خواہ اللہ رسول کی تکذیب مت کرو۔ اب ظاہر ہے کہ جو مخالف اس بات کو سمجھنا کہ مولوی صاحبوں نے
 فتویٰ دیا کہ جو تین مسجدوں یا ایک دو محل کے کسی طوف عفرانہ نہیں ایسا مخالف اسلام پر نہیں لگتا اور شایع علیہ اسلام کی
 تعلیم میں نقص نہ کرنے کے لئے اسکو موقع ملے گا اسکو یہ تو فر نہیں ہوگی کہ کسی غل کی بنا پر یہ صرف مولوی کی شرارت ہو یا
 اسکی بیوقوفی ہے وہ تو سید ہمارے سید مولی صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہو گا جیسا کہ انہیں مولوی کی ہی کئی مفسدات
 باتوں سے عیاں ہوں کہ بہت دو پیچ گئی شکایت مولویوں نے اپنے مولیہ سے اتر کر کیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو
 خود با لہ مردہ ہیں مگر حضرت عیسیٰ قیامت تک زندہ ہیں تو وہ لوگ اہل اسلام پر سوار ہو گئے اور ہزاروں سادہ فوجوں کو
 نے انہیں باتوں سے گراہ کیا اور ان کے پیروں نے یہ نہیں سمجھا کہ انبیاء سب زندہ ہیں مردہ تو ان میں سے کوئی ہی نہیں
 صحاح کی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کی لاش نظر نہ آئی سب زندہ ہے دیکھئے اللہ جل شانہ اپنے نبی کریم کو
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کی قرآن کریم میں خبر دیتا ہے اور فرماتا ہے فلا تکن فی مرتبہ من القائمہ اور خدا

ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت کے بعد اپنا زنودہ ہو جانا اور آسمان پر اٹھنا اعلیٰ کر جانا بیان
 فرماتے ہیں پیر حضرت مسیح کی زندگی میں کوئی انوکھی بات ہے جو دوسروں میں نہیں سراج کی رات میں آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے تمام نبیوں کو برابر زنودہ پایا اور حضرت عیسیٰ کو حضرت یحییٰ کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھا۔ فدا تعالیٰ مولوی
 عبدالحق محدث دہلوی پر رحمت کرے وہ ایک محدث دقت کا توں لکھتے ہیں کہ ایسا ہی مطلب ہے کہ اگر کوئی
 مسلمان ہو کر کسی دوسرے نبی کی حیات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات سے قوی تر سمجھے تو وہ دایرہ اسلام سے
 خارج ہے یا شاید یہ لکھا ہے کہ ترمذی ہے کہ وہ کافر ہو جائے لیکن یہ مولوی ایسے قانون سے باز نہیں آتے اور محض اس
 عاجز سے مخالفت ظاہر کر نیکی لئے دین سے نکلتے جاتے ہیں فدا تعالیٰ ان سب کو صفو دین سے اٹھا کر دوزخ لے جائے اور دین اسلام
 کی تحریکوں سے بچ جائے ورنہ انصاف کرینا محال ہے کہ صد ہا لوگ طلب علم یا ملاقات کے لئے زید حسین خشک معجم
 کے پاس دہلی میں جائیں اور وہ سفر جانیہ ہوا پر غور و خیز حسین صاحب ثبانی مولوی صاحب کا حیدر کھانے کے لئے برین
 نظر دیرانہ سالی دوسو کوس کا سفر اختیار کر کے ثبانی کو سینہ سپر اور وہ سفر بائیں رو ہوا و پیر شیخ ثبانی صاحب سال
 سال انگیزہ دین کے لئے گئے شعلہ کی طرف دوڑتے جاتے مادی نبوی عزت حاصل کر لیں اور وہ سفر منوع اور حرام
 شمار کیا جائے اور ایسا ہی بعض مولوی فطاکا نام لیکر پیٹ پر ہونے کے لئے مشرق اور مغرب کو ہتھ پھیرتے ہیں اور وہ
 سفر جائے اعتراض نہ ہوا اور کوئی ان لوگوں پر بدعتی اور بد اعمال اور مردود ہونے کے فتوے نہ دے گا جہاں یہ عاجزان
 و امہابی دعوت حق کے لئے مامور ہو کر طلب علم کے لئے اپنی جماعت کے لوگوں کو ہمارے تو وہ سفر حرام ہے اور یہ
 عاجزان اس فعل کی وجہ سے مردود کہلاوے کیا یہ تعویذ اور خدا ترسی کا طریق ہے۔ انیس کہ یہ نادان یہ بھی نہیں جانتے
 کہ تدبیر اور انتظام کو بدعات کی بد میں داخل نہیں کر سکتے ہر ایک وقت اور زمانہ اشکالات جدیدہ کو چاہتا ہے اگر شکلات
 کی جدید صورتیں پیش آویں تو بجز جدید طور کی تدبیروں کے اور ہم کیا کر سکتے ہیں پس کیا یہ تدبیریں بدعات میں داخل
 ہو جائیں گی جب اصل سنت محفوظ ہو اور اسی کی مخالفت کے لئے بعض تدابیر کی حاجت پڑے تو کیا وہ تدابیر بدعت
 کہلائیگی سداۃ القدر مرکز نہیں بدعت وہ ہے جو اپنی حقیقت میں سنت نبویہ کے خلاف واقع ہو اور آثار
 نبویہ میں اس کام کے کر نیکی بارے میں حوا اور تدبیر یا نبی جاسم اور اگر صرف بدعت انتظام اور نبی تدبیر بدعت کا نام کرنا
 ہے تو پھر اس میں بدعتوں کو کہنے کا جو کچھ شمار ہی ہے۔ علم صرف ہی بدعت ہو گا اور علم عمومی اور علم کلام ہی اور
 حدیث کا لکھنا اور اسکا مکتوب اور مراتب کرنا سب بدعات ہونگے ایسا ہی ریل کی سوانہی میں چڑھنا کلون کا کپڑا پہننا
 راک میں غداۃ النامہ کے زیدیہ سے کوئی خبر منگوانا اور بندہ وق اور توپوں سے لڑائی کرنا تمام یہ کام بدعات میں داخل
 ہونگے بلکہ بدعت اور توپوں سے لڑائی کرنا صرف بدعت بلکہ ایک گناہ فحیم ہے چنانچہ کہ ایک حدیث صحیح میں ہے کہ اگر
 کسی مذہب سے کسی کو ہلاک کرنا سخت منع ہے صحابہ سے زیادہ سنت کا متبع کون ہو سکتا ہے گراہیوں نے ہی سنت
 کے وہ منہ نہ سمجھے جو میان رجیم بخش نے سمجھے۔ گراہیوں نے تدبیر اور انتظام کو گراہیوں کے ایسے جدید کام کہنے

مکہ جو تہ مخضر صلی اللہ علیہ وسلم نے فراموش نہ کیا اور نہ قرآن کریم میں وہ دھوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمات ہے دیکھو چنانچہ
ایک رسالہ بنتا ہے اسلام کے لئے بحری تاریخ انہوں نے سفر کی اور شہروں کی حفاظت کے لئے کو تو اہل مہر کے
اور بیت المال کے لئے ایک باغیچہ دفتر تجویز کیا جسکی فوج کے لئے قواعد رخصت اور حاضری ٹہرائی اور انکے لئے
کے دستور مقرر کئے اور مقدمات مالی وغیرہ کے رجوع کے لئے خاص خاص ہدایتیں مرتب کیں اور حفاظت رعایا کے لئے
بہت سے قواعد اپنی طرف سے تجویز کر کے شائع کئے بعد وہ کبھی کبھی اپنے عہد خلافت میں پوشیدہ طور پر رات کو نیناؤ
رعایا کا حال اس طرح سے معلوم کرنا اپنا خاص کام ٹھہرایا لیکن کوئی عیسائی کام اس عاجزانے تو نہیں کیا صرف طلب علم
اور مشورہ امداد اسلام اور اہل طاعت انہوں نے یہ جلسہ تجویز کیا۔ رہا مکان کا بنانا تو اگر کوئی مکان بہ نسبت ہمانہ
اور بہ نسبت آرام بریک مہاروہ اور بنانا حرام ہے تو اس پر کوئی حدیث یا آیت پیش کرنی چاہئے اور انجیم حکیم
انور الدین صاحب نے کیا گناہ کیا کہ محض علامت اس سلسلہ کی جماعت کے لئے ایک مکان بنوایا جو شخص اپنی تمام
طاقت اور اپنے مال عزیز سے دین کی خدمت کر رہے ہو اسکو جاسے اعتراض ٹھہرنا کس قسم کی ایمانداری ہے
اے حضرات مرنے کے بعد معلوم ہوگا ذرا مہر کردہ وقت تمہارے کہ ان سب موہنہ و دیون سے سوال کئے
جاو گئے۔ آپ لوگ ہفتیہ یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ جس نے اپنے وقت کے کام کو شناخت نہ کیا اور مر گیا وہ جاہلیت
کی موت پر مرا لیکن اسکی آپ کو کچھ ہی پر دانہ ہیں کہ ایک شخص عین وقت پچھو دو سوین صدی کے سر پر آیا اور حرف
جو دو سوین صدی بلکہ عین فصاحت کے وقت اور عیسائیت اور غفلت کے غلبہ میں آسنے طویر کیا اور بتایا کہ میں امام
وقت ہوں اور آپ لوگ اس سے منکر ہو گئے اور اسکا نام کا فر اور قبال رکھا اور اپنے بدعات سے ڈرا خوف نہ کیا
اور جاہلیت پر مرنے پڑا کیا اس تعالیٰ نے ہدایت کی تھی کہ تاریخ وقت مازوں میں یہ دعا پڑھ کر وہ اھذا انا الصراط المستقیم صراط
الذین انعمت علیہم یعنی اے ہمارے خدا اپنے نعمتیں بندہ کی ہمیں راہ بتا جو کون نبی اور صدیق اور شہید اور صلی اللہ
اس دعا کا خلاصہ مطلب یہی تھا کہ ان چاروں گروہوں میں سے جو کائنات شہر پاؤ انکے سایہ محبت میں آجاؤ اور اس سے فیض
حاصل کرو لیکن اس زمانہ کے مولویوں نے اس آیت پر غلبہ عمل کیا آفرین آفرین میں انکو کس سے تشبیہ دوں وہ اس
انہ سے مشابہ ہیں جو دوسروں کی آنکھوں کا علاج کرنے کے لئے بہت زور کے ساتھ لاف و گداف کرتا
ہے اور اپنی نابینائی سے غافل ہے۔

باقی فرمیں یہ بنی ظاہر کرتا ہوں کہ اگر مولوی رحیم بخش صاحب اب بھی اس فتویٰ سے رجوع نہ کریں تو میں انکو
اساتر جل شانہ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر وہ طالب حق ہیں تو اس بات کے تصدیق کے لئے میرے پاس تادیبان میں
آجاؤ میں انکی آمد و رفت کا خرچ دید و بنگاہ ان پر کتابیں کو کر دو قرآن اور حدیث دیکھا کر ثابت کرو گناہ کیا یہ
فتویٰ انکے سربراہ اہل اور شیعہ طاعی انہوں سے ہے۔ واسلام علی من اتبع الهدی۔

فاکر علامہ از تادیبان ضلع گورداسپور۔ (۱۰ ستمبر ۱۳۱۷ھ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لِخُدَّو و نصلی

کیفیت جلسہ ۴۴ دسمبر ۱۹۴۲ء مقام قادیان ضلع گورداسپورہ

اس جلسے موقع پر اگرچہ پانچ سو کے قریب لوگ جمع ہو گئے تھے لیکن وہ احباب اور
مخلص جو محض لائٹ شریک جلسہ ہونیکے لئے دور دور سے تشریف لائے انکی تعداد
قریب ۳۴۵ تک پہنچ گئی تھی۔

اب جلسہ کے ایام میں جو کارروائیاں ہوئیں انکا ہم ذکر کرتے ہیں پچھلے حضرت
حکیم مولوی نور الدین صاحب نے قرآن شریف کی ان آیات کریم کی تفسیر
بیان کی جس میں یہ ذکر ہے کہ ہر لیچہ صدیقہ کیسی صالحہ اور عقیقہ تھیں اور ان کے
برگزیدہ فرزند حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کیا کیا خدا تعالیٰ نے احسان کیا اور
کیونکر وہ اس فانی دنیا سے انتقال کر کے اور سنت اللہ کے موافق موت کا پیالہ
پیکر خدا تعالیٰ کے اس وار النعم میں پھنچ گئے جس میں ان سے پچھلے حضرت یحییٰ عیسیٰ

اور دوسرے مقدس نبی پھچ چکے تھے اس تقریر کے ضمن میں مولوی صاحب صوف نے بہت سے حقائق معارف قرآن کریم بیان فرمائے جسے حاضرین پر بڑا اثر پڑا اور مولوی صاحب نے بڑی صفائی سے اس بات کا ثبوت دے دیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام درحقیقت اس عالم سے رحلت فرما ہو گئے ہیں اور انکے زندہ نہ ہونے کا خیال عبث اور باطل اور سراسر مخالف نصوصِ بینہ قرآن کریم و احادیثِ صحیحہ ہے اور انکے نزول کی امید رکھنا طمعِ خام ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اگرچہ بہت سی حدیثوں میں نزول کی خبر دی گئی ہے مگر وہ نزولِ اُور رنگ میں سے لیئے تجوڑ اور استعارہ کے طور پر نزول ہے نہ حقیقی نزول کیونکہ حقیقی نزول تو نصوصِ صریحہِ بینہ قرآن کریم اور احادیثِ صحیحہ سے مخالف پڑا ہوا ہے جسکی طرف قدم اٹھانا گویا خدا تعالیٰ کی خبر میں شک کرنا ہے مولوی صاحب کے وعظ کے بعد مسیّد حاکم مد شاہ صاحب سیالکوٹی نے ایک قصیدہ مدحیہ سنایا۔

اس تقریر کے بعد حضرت اقدس **مرزا رضا** کی مختصر تقریر تھی جس میں علماءِ حال کی چند ان باتوں کا جواب دیا گیا جو انکے نزدیک مبنیٰ تکفیر ہیں اور اسی کے ساتھ اپنے مسیح موعود ہونے کا آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے ثبوت دیا گیا اور حاضرین کو اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے اطلاع دی گئی چھ پرچہ نور افشان و ہم سنی مسلمان میں شایع ہوئی تھی اور مختلف وقتوں میں حجت پوری کر نیکی لئے سمجھا دیا گیا کہ اس پیشگوئی کا پورا ہونا درحقیقت صداقت و دعویٰ پر ایک نشان ہے کیونکہ یہ پیشگوئی محض اس لئے ظاہر کی گئی ہے کہ جن صاحبوں کو شک ہے کہ حضرت مرزا صاحب سنا جب اللہ میں ان کے لئے اس دعویٰ پر یہ ایک دلیل ہو جو

خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن پر قائم ہوا اور یہ دلیل قطعی ہے کیونکہ جو شخص اپنے دعویٰ منجانب اللہ ہونے میں کاذب ہو اسکی پیشگوئی بموجب تعلیم قرآن کریم اور تورات کے سچی نہیں ٹہر سکتی وجہ یہ کہ اگر خدا تعالیٰ کا ذب کے دعویٰ دروغ پر کوئی پیشگوئی اسکی سچی کر دیوے تو پھر دعویٰ کا سچا ہونا لازم آتا ہے اور اس سے خلق اللہ وہو کہ میں پڑتی ہے۔ پھر اسکے بعد حضرت اقدس مرزا صاحب نے اپنی جماعت احباب کی باہمی محبت اور تقویٰ اور طہارت کے بارے میں مناسب وقت چند نصیحتیں کیں۔ پھر اسکے بعد ۳۸ دسمبر ۱۸۹۹ء کو یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے مغز

حاضرین نے اپنی اپنی رائے پیش کی۔ اور یہ قرار پایا کہ ایک رسالہ جو اہم ضروریات اسلام کا جامع اور عقائد اسلام کا خوبصورت چہرہ معقولی طور پر دکھاتا ہو تالیف ہو کر اور پھر چھاپ کر یورپ اور امریکہ میں بہت سی کاپیاں اسکی بھیج دی جائیں۔ بعد اسکے قادیان میں اپنا مطبع قائم کرنے کے لئے تجاویز پیش ہوئیں اور ایک فہرست اُن صاحبوں کے چندہ کی مرتب کی گئی جو اعانت مطبع کے لئے بھیجتے رہینگے یہ بھی قرار پایا کہ ایک اخبار اشاعت اور ہمدردی اسلام کے لئے جاری کیا جائے اور یہ بھی تجویز ہوا کہ حضرت مولوی سید محمد حسن صاحب امر وہی اس سلسلہ کے داعی مقرر ہوں اور وہ پنجاب اور ہندوستان میں دوڑ کرین بعد اسکے دُعاے خیر کی گئی۔ آئندہ بھی ہمیشہ اس سالانہ جلسہ کے ہی مقاصد رہیں گے کہ اشاعت اسلام اور ہمدردی نو مسلمین امریکہ اور یورپ کے لئے حسن تجاویز سوچی جائیں اور دُنیا میں نیک چلنی اور نیک نیتی اور تقویٰ طہارت اور اخلاقی حالات کے ترقی دینے اور اخلاق اور عادات دنیۃ اور رسوم قبیحہ کو

تو میں سے دور کرنے اور اس کو رنمنٹ برطانیہ کا سچا شکر گزار اور قدردان بننے کی کوششیں اور تدبیریں کیجائیں۔ ان اغراض کے پورا کرنے اور دیگر نظام کی غرض سے ایک کمیٹی بھی تجویز کی گئی جس کے صدر پریزیڈنٹ حضرت مولوی نور الدین صاحب بھیروی اور سکریٹری مرزا خدا بخش صاحب اقبال جناب خان صاحب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹہ اور شیخ رحمت اللہ صاحب مینوسپل کٹر گجرات نشی غلام تادہ صاحب فعیج و امیس پریزیڈنٹ و مینوسپل کٹر سیالکوٹ اور مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی قرار دیئے گئے۔

ذیل میں ان احباب کے نام لکھے جاتے ہیں جو اس جلسہ میں شریک ہوئے۔

- | | |
|--|-------------------------------------|
| (۱) مولوی حکیم نور الدین صاحب بھیرہ ضلع شاہ پور۔ | (۱۰) میان فضل کریم صاحب سیالکوٹ |
| (۲) حکیم فضل الدین صاحب | (۱۱) ماسٹر الہ دنا صاحب ٹیچر۔ |
| (۳) میان حافظ محمد صاحب | (۱۲) میان شاد نیان صاحب ملازم راجہ |
| (۴) میان عبدالرحمن صاحب | امر سنگہ صاحب جیالہ سیالکوٹ۔ |
| (۵) میان نجم الدین صاحب۔ | (۱۳) سید نواب شاہ صاحب مدرس |
| (۶) سید قاضی امیر حسن صاحب پرنسپل | امر حسن مشن سکول۔ سیالکوٹ |
| غزلی مدرسہ امرتسر۔ | (۱۴) سید امیر علی شاہ صاحب مدرس |
| (۷) میان حسن محمد صاحب زمیندار۔ | ساکن سیدان والی ضلع سیالکوٹ |
| (۸) مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹ | (۱۵) منشی الہ دین صاحب۔ |
| (۹) میان مولا بخش صاحب بوٹ فروش | (۱۶) چوہدری محمد سلطان صاحب مینوسپل |
| | کٹر سیالکوٹ۔ |

۳۹) سید محمود شاہ صاحب - سیالکوٹ	۱۷) مولوی ابویوسف محمد مبارک علی ضا سیالکوٹ -
۳۱) میان امام الدین صاحب نوشہرہ - ۳۲) میان المہ بخش صاحب قصاب چانوی سیالکوٹ -	۱۸) میر عابد شاہ صاحب اہلہ سافیات سیالکوٹ -
۳۳) سید امیر علی شاہ صاحب سار حنٹ پولیس سیالکوٹ -	۱۹) منشی غلام قادر صاحب فیض وائس پرنٹریٹ مینوسپل کمیٹی سیالکوٹ
۳۴) حکیم شیخ قادر بخش صاحب احمد آباد ضلع جہلم -	۲۰) میان فضل الدین صاحب زرگر سید خصلت علی شاہ صاحب ٹی
۳۵) حافظ سراج الدین صاحب عیسیٰ ال ضلع جہلم -	انسپکٹر پولیس کڑیا نوالہ ضلع گجرات ۳۱) میان فتح الدین صاحب -
۳۵) میان شرف الدین صاحب زمیندار کوٹہ فقیر ضلع جہلم -	۳۲) منشی غلام محمد صاحب طالب العلم ٹرننگ کالج لاہور (سیالکوٹ)
۳۶) میان عیدہ صاحب زمیندار کوٹہ فقیر ضلع جہلم -	۳۳) منشی گلاب خان حنا نقشہ نویس ۳۴) میان نور دین حنا طالب علم -
۳۷) میان قطب الدین صاحب سہرہ ۳۸) میان علی محمد صاحب امام مسجد سہرہ	۳۵) مولوی قطب الدین صاحب علی ۳۶) چوہدری سرفراز خان صاحب نمبر ۵ دبوتی ضلع سیالکوٹ -
۳۹) مولوی برغان الدین صاحب محلہ نوہ ۴۰) میان نظام الدین صاحب محلہ نوہ	۳۷) میان محمد دین صاحب ملازم پولیس سیالکوٹ -
۴۱) میان محمد امین صاحب نیاز چکوال لاہور (پٹی)	

(۴۳) منشی گلاب دین صاحب رہنمائی

ضلع جہلم۔

(۴۴) بیان السدقہ صاحب //

(۴۵) منشی غلام حسین صاحب //

(۴۶) منشی محمد حسین صاحب ملازم ریاست

پٹیالہ۔ مراد آباد۔

(۴۷) مولوی محمد حسن صاحب امر و

ضلع مراد آباد۔

(۴۸) بیان رشید احمد صاحب سیڈیکل

سٹوڈنٹ امر و ضلع مراد آباد۔

(۴۹) میر رشید حسین صاحب //

(۵۰) شیخ زین الدین محمد ابراہیم صاحب

چچ پگلی کالی جو کے بہی انجمن کائنات
مینیوٹکری۔

(۵۱) بیان عبدالغفور ولد شمس الدین

صاحب - //

(۵۲) پیر نفوس محمد صاحب لودھیانہ ڈپٹی

انسپیکٹر دفتر کنسل جنون کشمیر۔

(۵۳) پیر افتخار احمد صاحب لڈیانہ

(۵۴) پیر عنایت علی صاحب لودھیانہ

(۵۵) بابو محمد بخش صاحب ملازم دفتر سحر

انبالہ۔ لودھیانہ محلہ نو۔

(۵۶) بیان مولانا بخش صاحب ککڑا کریمپور

آفس لاسپور۔ لودھیانہ محلہ نو۔

(۵۷) بیان کرم الہی صاحب کنسٹیبل ملازم

پولس لودھیانہ۔

(۵۸) قاضی خواجہ علی صاحب - //

(۵۹) منشی عبدالحق صاحب خلیفہ عبدالسیع

صاحب - //

(۶۰) حافظ نور احمد صاحب ایڈکولنگی سرپنٹ

لودیانہ

(۶۱) بیان نظام الدین صاحب صحافت

(۶۲) مولوی عبدالقادر صاحب جمال پور

ضلع لڈیانہ (درس)

(۶۳) شاعرانہ عبدالحمید صاحب لودھیانہ

(۶۴) بیان کریم بخش صاحب جالپور //

(۶۵) حاجی عبدالرحمن صاحب - //

(۶۶) بیان عبدالقادر صاحب جگین ضلع لڈیانہ

درس جمالیور۔

(۶۶) میان شہاب الدین فنا۔ لودھیہ

(۶۷) سید عبدالہادی صاحب ماجھی پورہ

ضلع لودھیانہ۔

(۶۸) میان عبدالرحیم صاحب لودھیانہ

محلہ سوچ پورہ۔

(۶۹) میان الہ بخش صاحب

(۷۰) میان عصمت الہ صاحب ستری

لودھیانہ بازار خروایان۔

(۷۱) میان رحمت اللہ صاحب

(۷۲) میان شہاب الدین فنا

(۷۳) میان نظام الدین فنا

(۷۴) حکیم مولوی نظام الدین صاحب

رنگ پور ضلع منظر گڑھ حال واردہ پورہ

(۷۵) میان عبدالحکیم خان صاحب بانہ

ریاست پٹیالہ سید بکلی سٹوڈنٹ

(۷۶) منشی غلام قادر صاحب سمور

ریاست پٹیالہ پٹواری سرنہ تحصیل

(۷۷) منشی محمد ابراہیم صاحب

(۷۸) قاضی زین العابدین صاحب خانپور

ریاست پٹیالہ۔

(۷۹) منشی عبدالہ صاحب سمور پٹواری غوث گڑھ

ریاست پٹیالہ تحصیل سمور

(۸۰) منشی ہاشم علی صاحب سمور ریاست

پٹیالہ (پٹواری تحصیل برنالہ)۔

(۸۱) مولوی عبدالعزیز صاحب عرف

شیخ علی محمد سمور۔ ریاست پٹیالہ

(۸۲) میان عبدالرحمن صاحب سمور

ریاست پٹیالہ پٹواری تحصیل سنام

(۸۳) منشی محمد ابراہیم صاحب مدرس سمور

ریاست پٹیالہ۔

(۸۴) مولوی محمد یوسف صاحب سمور

ریاست پٹیالہ (مدرس)

(۸۵) میان پیر بخش صاحب کبیر ریاست

پٹیالہ (زمیندار)

(۸۶) میان امیر بخش صاحب کبیر

(۸۷) میان الہ بخش صاحب جہام

(۸۸) شیخ جلال الدین صاحب ریاست پٹیالہ

(۸۹) میان علی نواز صاحب موضع چارو	(۱۰۱) حاجی محمد بن احمد مکی (مکہ منظمہ) -
ریاست پٹیالہ -	(۸۳) مرزا خدا بخش صاحب جنگ (تالپق
(۹۰) میان عبدالکریم صاحب نبردار	نواب محمد علی خان صاحب بہادر بایرکولہ،
(۹۱) میان محمد اسمعیل صاحب	(۱۰۳) حافظ نجم الدین صاحب ہشیان
(۹۲) محمد اکبر خان صاحب سنور	ضلع گوجرانوالہ -
(۹۳) میان نور محمد صاحب زمیندار غوث گڑھ	(۱۰۴) قاضی ضیاء الدین صاحب کوٹ
ریاست پٹیالہ -	قاضی (ضلع گوجرانوالہ) ڈاکخانہ بوتالہ
(۹۴) میان مایا صاحب زمیندار	(۱۰۵) منشی محمد دین صاحب پٹواری ضلع
ریاست پٹیالہ -	گوجرانوالہ -
(۹۵) میان بیگ صاحب کھریس پورہ	(۱۰۶) منشی احمد دین صاحب گوجرانوالہ
ضلع انبالہ -	(۱۰۷) سید غلام شاہ صاحب نونگ
(۹۶) میان عطا الہی صاحب غوث گڑھ	(۱۰۸) میان کرم داد صاحب - تنہنگ
ریاست پٹیالہ -	ضلع گجرات -
(۹۷) میان ہیرا صاحب جووال	(۱۰۹) مولوی جلال الدین صاحب بہانی
(۹۸) منشی محمد سی صاحب غوث گڑھ	ضلع گجرات -
(۹۹) میان غلام قادر صاحب پٹیالہ محلہ	(۱۱۰) میان صاحب دین صاحب تہنیال
پوریان - (زمیندار)	ضلع گجرات -
(۱۰۰) میان عبدالحمید خان صاحب سانہر	(۱۱۱) مولوی فضل الدین صاحب کھاریا
ملک راجپوتانہ (طالب علم)	ضلع گجرات -

- (۱۳۴) شیخ عبدالرحمن صاحب مہرکلاں
ضلع گورداسپورہ (نوسلم)
- (۱۳۵) حافظ امام الدین صاحب ننگل
ضلع گورداسپورہ -
- (۱۳۶) سیان محمد بخش صاحب گکڑی ٹالہ
ضلع گورداسپورہ -
- (۱۳۷) حاجی غلام محمد صاحب ٹالہ
شیخ مراد علی صاحب کلا نور ضلع
گورداسپورہ -
- (۱۳۸) سیان ہاشم علی صاحب جٹا جہہ
سیان نٹہ صاحب زمیندار بازید چک
سیان مہر دین زمیندار
سیان الہی بخش صاحب کنیل
سیان عبداللہ صاحب سوہا
سیان علی بخش صاحب نی
فشی ہاشم علی صاحب
فقیر وردان شاہ صاحب
سیان چراغ علی صاحب تہ غلام نبی
ضلع گورداسپورہ (زمیندار)
- (۱۳۹) میان محمد علی صاحب جلال پور ضلع
گجرات کلرک اکڑ مینز آفس لاہور
(۱۴۰) مولوی سید جمال شاہ صاحب غٹا
نندو وال ضلع گجرات -
- (۱۴۱) حافظ فضل احمد صاحب گجرات -
کلرک دفتر اکڑ مینز آفس لاہور
(۱۴۲) شیخ رحمت اللہ صاحب نیو نیل
کشنر - گجرات -
- (۱۴۳) حافظ محمد صاحب پشاور کوٹہ نیل
بانان -
- (۱۴۴) میان عبداللہ صاحب ایٹا
۱۸۰ مولوی غلام حسن صاحب ٹو سکول
(۱۴۵) حافظ عابد علی صاحب قادیان
ضلع گورداسپورہ -
- (۱۴۶) حافظ سعید الدین صاحب
(۱۴۷) مرزا اسماعیل بیگ صاحب
(۱۴۸) سیان جان محمد رضا امام مسجد
(۱۴۹) شیخ نور احمد صاحب زمیندار کہارا
ضلع گورداسپورہ -

۱۳۸) میان نظام الدین صاحب تبه	۱۵۱) حافظ عمر الدین صاحب تخته غلام نبی
غلام نبی ضلع گورداسپوره -	ضلع گورداسپوره -
۱۳۹) میان محمد بخش صاحب زمیندار	۱۵۲) میان نیتو صاحب
تبه غلام نبی ضلع گورداسپوره -	۱۵۳) میان رحمت علی ضنا
۱۴۰) میان شهاب الدین صاحب زمیندار	۱۵۴) منشی غلام قادر صاحب
تخته غلام نبی ضلع گورداسپوره	۱۵۵) میان عبداللہ صاحب
۱۴۱) میان سلطان بخش ضنا	۱۵۶) میان فقیر علی صاحب
۱۴۲) میان خدا بخش صاحب سلم	۱۵۷) میان شیر علی صاحب
۱۴۳) میان بہر علی ضنا بیل چک	۱۵۸) چوہدری سلطان بخش ضنا زمیندار
۱۴۴) حکیم محمد اشرف ضنا ثمالہ	۱۵۹) چوہدری محمد ضنا گرایانوالہ ضلع گورداسپور
۱۴۵) میان محمد اکبر صاحب ٹھیکہ دار لکڑی	۱۶۰) چوہدری سلطان ضنا
ثمالہ ضلع گورداسپور	۱۶۱) مہر عبداللہ صاحب
۱۴۶) شیخ نواز احمد ضنا بیل	۱۶۲) سیان محمد بن ضنا وکاندار سری گوند پورہ
۱۴۷) میان فضل حق ضنا	۱۶۳) میان شاہ محمد صاحب پٹولی ثمالہ
۱۴۸) منشی دین محمد صاحب	۱۶۴) سید مہر شاہ صاحب
محمد الدار ریاست جہون	۱۶۵) سید فقیر حسین صاحب
۱۴۹) میان محمد ابراہیم ضنا	۱۶۶) سید حسین شاہ صاحب کٹھالہ
سید بک سٹوڈنٹ لاہور	۱۶۷) سید عمر شاہ صاحب نوان پٹنہ
۱۴۸) میان نور ماسی ضنا ثمالہ	۱۶۸) مہر نبی بخش صاحب نبردار سبکی و سبکی
	ثمالہ ضلع گورداسپور

- (۶۹) شیخ فتح محمد صاحب بٹالہ ضلع گورداسپور
 (۷۰) منشی محکم الدین منٹا اسٹام فروش
 سری گوہند پورہ ضلع گورداسپور
 (۷۱) منشی محمد علی صاحب پیشتر ضلع
 بٹالہ ضلع گورداسپور
 (۷۲) حاجی غلام محمد منٹا ڈپٹی انسپکٹر
 (۷۳) بابو علی محمد صاحب
 (۷۴) منشی محمد عمر صاحب
 (۷۵) شیخ جان محمد صاحب
 (۷۶) سیان نور محمد صاحب فیض الہیچک
 (۷۷) میان عمر شاہ صاحب
 (۷۸) میان الہ بخش صاحب
 (۷۹) میان غلام علی صاحب
 (۸۰) میان کرم الہی صاحب
 (۸۱) میان علی بخش صاحب
 (۸۲) میان مولاداد صاحب تہہ غلام نبی
 (۸۳) چوہدری حامد علی منٹا نمبردار وزیر چک
 (۸۴) چوہدری گبیشیا صاحب بیس چک
 (۸۵) میان السدنا صاحب
- (۱۸۶) سیان ولی محمد صاحب بیس چک
 ضلع گورداسپور
 (۱۸۷) میان غلام فرید منٹا بیس چک
 (۱۸۸) میان عنایت اللہ منٹا بٹالہ
 (۱۸۹) مولوی قدرت اللہ منٹا
 (۱۹۰) میان مظفر اللہ منٹا
 (۱۹۱) میان قادر بخش منٹا
 (۱۹۲) میان محمد دین منٹا قادیان
 (۱۹۳) میان حاکم علی منٹا تہہ غلام نبی
 (۱۹۴) منشی زین العابدین منٹا
 (۱۹۵) منشی محمد جان منٹا یواری بہلی
 (۱۹۶) میان جمال الدین منٹا
 پشیمینہ باف - سیکھون -
 (۱۹۷) میان امام الدین
 (۱۹۸) میان خیر الدین منٹا
 (۱۹۹) میان محمد صدیق منٹا
 (۲۰۰) میان عبد الہ صاحب بٹالہ
 (۲۰۱) میان قطب الدین منٹا فروالہ
 (۲۰۲) چوہدری دنیا صاحب قادر آباد

- (۳۳) میان شیرعلی صاحب قادیان
ضلع گورداسپورہ
- (۳۴) میان الہیا چوکیدار سیکھون
ضلع گورداسپورہ
- (۳۵) میان گوہر شاہ صاحب بہوی
ضلع گورداسپورہ
- (۳۶) چوہدری نواب صاحب زمیندار
ملوپور ضلع گورداسپورہ
- (۳۷) میان نور الدین صاحب اجوی
ضلع گورداسپورہ
- (۳۸) میان کالوشاہ صاحب عالم پور
ضلع گورداسپورہ
- (۳۹) میان نور احمد صاحب زمیندار
کلوئی ضلع گورداسپورہ
- (۴۰) چوہدری امام الدین صاحب
کلوئی ضلع گورداسپورہ
- (۴۱) چوہدری نظام الدین صاحب
کلوئی ضلع گورداسپورہ
- (۴۲) فقیر مرغاہ صاحب کوٹیا -
- (۴۳) مولوی حافظ عظیم بخش صاحب
بہوگہ ضلع گورداسپورہ حال پٹیلہ
- (۴۴) مولوی غلام حبیبانی صاحب نون
ضلع انبالہ مدرس مدرسہ گہرون
- (۴۵) مولوی عبداللہ صاحب مدرس
بہرون سکول - بٹالہ
- (۴۶) بابو اللہ بخش صاحب چھاونی انبالہ
رہلوی ٹرین کلک -
- (۴۷) منشی محمد مظاہر الحق خلف مولوی
محمد ظہور علی صاحب - اناوہ محلہ
تافضی ٹولہ -
- (۴۸) حکیم مولوی محمد اسحاق صاحب
گولہ ضلع کرناٹ -
- (۴۹) میر محمد سعید صاحب دہلی کٹرکی
فراسش خانہ - دہلی
- (۵۰) منشی عبدالعزیز صاحب - دہلی
قاسم جان کی گلی مازم دفتر
نہر انبالہ -
- (۵۱) میر محمد کبیر صاحب دہلی کٹرکی فراسش

- (۲۲۳) میر ناصر نواب صاحب - دھلی
کٹر کی فراش خانہ - نقشہ نویسی دفتر
نہر پٹیالہ -
- (۲۲۴) مولوی محمد حسین صاحب زمیندار
بہا گورائین ریاست کپورتھلہ
ضلع جالندھر -
- (۲۲۵) منشی روٹا صاحب کپورتھلہ -
- (۲۲۶) منشی محمد جان صاحب -
- (۲۲۷) منشی ظفر احمد صاحب -
- (۲۲۸) منشی حبیب الرحمن صاحب - رئیس
حاجی پور ریاست کپورتھلہ
- (۲۲۹) سیان جی روشن دین صاحب
ریاست کپورتھلہ
- (۲۳۰) حافظ محمد علی صاحب ایضاً
- (۲۳۱) سیان عبد المجید خان صاحب لد
محمد خان ریاست کپورتھلہ
- (۲۳۲) حکیم فتح محمد صاحب ایضاً
- (۲۳۳) حافظ تانا صاحب نابٹیا -
- (۲۳۴) منشی فیاض علی صاحب -
- (۲۳۵) منشی عبدالرحمن صاحب کپورتھلہ
- (۲۳۶) سیان نظام الدین صاحب -
- (۲۳۷) سیان ہیمان عبداللہ صاحب -
- (۲۳۸) منشی حسن خان صاحب ٹم لوپنجا -
- (۲۳۹) چودہری جٹو صاحب -
- (۲۴۰) سیان کریم بخش صاحب لازم ٹپن
- (۲۴۱) منشی ابرار الدہ خان صاحب اہلہ
- سر رشته تعلیم - کپورتھلہ
- (۲۴۲) مشری جان محمد صاحب -
- (۲۴۳) منشی محمودین صاحب لاہور -
- کلرک ڈسٹرکٹ ٹریفک
- (۲۴۴) منشی محمد حسین صاحب لاہور کلرک
اکز ہینر آفس لاہور
- (۲۴۵) منشی مظفر الدین صاحب -
- (۲۴۶) سیان عنایت اللہ صاحب طالب علم
لاہور
- (۲۴۷) منشی محمد بخش صاحب لاہور پوچی
- دروازہ کلرک اکز ہینر آفس لاہور
- (۲۴۸) خلیفہ رشید الدین صاحب لاہور ٹیکسٹائل

سٹوڈنٹ -

(۲۴۸) میان نور الدین صاحب لاہور

(۲۴۹) مولوی کرم الہی صاحب لاہور تکیہ

سادھوان

(۲۵۰) حکیم محمد حسین صاحب لاہور

لنگے منڈی

(۲۵۱) میان عبدالعزیز صاحب لاہور

لنگے منڈی

(۲۵۲) میان رحیم اللہ صاحب لاہور

لنگے منڈی

(۲۵۳) منشی عبدالعزیز صاحب باغبانپور

ضلع لاہور (سابق فائٹھر)

(۲۵۴) منشی امام الدین کاتب امرتسر

کٹرہ کرم سنگہ

(۲۵۵) منشی تاج الدین صاحب لاہور

اکوٹمنٹ ریلوے آفس

(۲۵۶) ماسٹر احمد صاحب لاہور

(۲۵۷) حاجی شہاب الدین صاحب

(۲۵۸) منشی عزیز الدین صاحب

(۲۵۹) خلیفہ رجب الدین صاحب لاہور

(۲۶۰) میان عزیز الدین صاحب پٹی

ضلع لاہور (مدرس بگہبانہ)

(۲۶۱) میان عبداللطیف صاحب باغبانپور

ضلع لاہور

(۲۶۲) حاجی منشی شمس الدین صاحب

لاہور کلرک اکڑ پیتز آفس لاہور

(۲۶۳) میان نبی بخش صاحب راولپنڈی

محکمہ قطب الدین کلرک اکڑ پیتز آفس

لاہور

(۲۶۴) میان پیر بخش صاحب خوجہ کھنڈ

ضلع راولپنڈی

(۲۶۵) چوہدری محمد سعید صاحب کھنڈ

ضلع راولپنڈی

(۲۶۶) منشی محمد مقبول صاحب میر منشی پٹن

نمبر ۳۰ راولپنڈی

(۲۶۷) صاحبزادہ سراج الحق جمال نعمانی

صاحب سر ساوہ ضلع سہانپور

(۲۶۸) حافظ غلام رسول صاحب سوہاگر

وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ -

(۲۶۹) میان محمد جان صاحب ملازم صاحب

ارنگہ وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

(۲۷۰) شیخ نبی بخش صاحب

(۲۷۱) خلیفہ نور الدین صاحب - جہون

(۲۷۲) میان احمد دانا صاحب -

(۲۷۳) سید محمد شاہ صاحب -

(۲۷۴) مولوی تاج محمد صاحب سیرباندی

(۲۷۵) منشی عبدالرحیم صاحب سب اور سیر

سری نگہ (جہون)

(۲۷۶) منشی عبدالرحیم صاحب اور سیر

کشمیر (جہون)

(۲۷۷) مشری عمر صاحب (جہون)

(۲۷۸) منشی نواب خان صاحب (جہون)

(۲۷۹) منشی محمد شریف صاحب گکیان

(ریاست جہون)

(۲۸۰) مولوی انوار حسین خان صاحب

شاد آباد ضلع ہروہی

(۲۸۱) شیخ نور احمد صاحب سہمہ یا ضلع

ارنگہ -

(۲۸۲) میان ظہور احمد ولد میان نور احمد

ارنگہ

(۲۸۳) شیخ عبدالقیوم صاحب تانوں گو

ارنگہ

(۲۸۴) مولوی کریم الدین صاحب نوسلم

ارنگہ (کثرہ آلو و الیہ)

(۲۸۵) مولوی غایت الدین صاحب حکیم

ارنگہ (کثرہ آلو و الیہ)

(۲۸۶) منشی عبدالرحمن صاحب ارنگہ

(کثرہ کرم سنگہ)

(۲۸۷) چوہدری محمدی صاحب - ارنگہ

(کثرہ آلو و الیہ)

(۲۸۸) میان غلام قادر صاحب علاقہ بند

ارنگہ

(۲۸۹) میان امام الدین صاحب - مرغوباز

(۲۹۰) بابو حکم الدین صاحب مختار علیہ

(ارنگہ)

(۲۹۱) مشری نوبت الدین صاحب

ڈیوہی کر سون۔

(۳۹۴) مولوی عبداللطیف صاحب مدرس

محمدی (امرتسر) کثرہ موتی رام

(۳۹۳) میان محمد ابراہیم صاحب

(۳۹۴) چوہدری شاہ محمد صاحب زمیندار

رام دیوالی (ضلع امرتسر)

(۳۹۵) میان دین محمد صاحب بہوی وال

ضلع امرتسر

(۳۹۶) میان فتح الدین صاحب رام دیوالی

(ضلع امرتسر)

(۳۹۷) سید سکندر شاہ صاحب امام سجد

رام دیوالی۔ ضلع امرتسر

(۳۹۸) میان بٹا صاحب ادلی والہ۔

(۳۹۹) شیخ عبدالرضا طالب علم۔ علیگڑہ

(۴۰۰) شیخ عادل علی نصاحب بیکل سٹوڈنٹ علیگڑہ

(۴۰۱) جناب خاں محمد علی نصاحب رئیس الیرکوٹہ

(۴۰۲) شیخ ولی محمد خاں شاہ آباد الہ آباد خاں خاں خاں

(۴۰۳) شیخ فضل محمد خاں ملازم خاں خاں خاں

علی صاحب محمد یوسف علی خاں صاحب

(۴۰۴) سید شیر شاہ خاں ملازم خاں صاحب الہ آباد

(۴۰۵) میان صفدر علی خاں

(۴۰۶) میان عبدالعزیز خاں

(۴۰۷) میان جوا صاحب

(۴۰۸) میان قادر بخش صاحب

(۴۰۹) میان بکرت شاہ صاحب

(۴۱۰) میان کسے خان صاحب

(۴۱۱) میان فتح محمد صاحب

(۴۱۲) میان عبد اکرم صاحب

(۴۱۳) میان عبد الجلیل خاں خاں خاں

(۴۱۴) میان حامد علی صاحب۔ بریلی۔

(۴۱۵) فتنی علی گروہ خاں نصاحب۔ جالندھر

(۴۱۶) فتنی رستم علی نصاحب مدران ضلع

جالندھر۔ ڈوہی انسپکٹر پولیس پوسٹ

(۴۱۷) مولوی احمد جان صاحب جالندھر شہر

درس ضلع گوجرانوالہ۔

(۴۱۸) میان وزیر صاحب ٹہیکہ۔ اکبر پور

ریاست تانہہ

(۴۱۹) مولوی شیخ احمد صاحب اعظم شہر

ریاست پٹیالہ واردانہالہ۔

(۳۳۰) میان محمد صاحب ولد عبد اللہ صاحب

شیرپور ضلع فیروز پور حال وارد بہرہ۔

(۳۳۱) سید معراج الدین صاحب ٹہالہ۔

(۳۳۲) میان جان محمد صاحب طالب علم ٹہالہ

(۳۳۳) مولوی وزیر الدین صاحب کیران

ضلع ہوشیار پور۔

(۳۳۴) چوہدری کریم بخش صاحب کیران

ضلع ہوشیار پور۔

(۳۳۵) غلام حسین صاحب کیران ضلع ہوشیار پور

(۳۳۶) میان میران بخش صاحب کیران

ضلع ہوشیار پور۔

(۳۳۷) میان غلام رسول صاحب

ضلع ہوشیار پور۔

ناظرین کی توجہ کے لائق

اس بات کے سمجھنے کے لئے کہ انسان اپنے منصوبوں سے خدا تعالیٰ کے کاموں کو روک نہیں سکتا یہ نظیرِ حقیقت تشفی بخش ہے کہ سال گذشتہ میں جب ابھی فتویٰ تکفیر میان ٹالوی صاحب کا طیارہ نہیں ہوا تھا اور نہ انہوں نے کچھ بڑے جبر و جہاد جان کنی کے ساتھ اس عاجز کے کانٹھرائیکے لئے توجہ فرمائی تھی صرف ۵۷ء۔ احباب اور فاضلین تاریخ جلسہ پرتادیان میں تشریف لائے تھے مگر اب جبکہ فتویٰ ظاہر ہو گیا اور ٹالوی صاحب نے ناخون تک زور لگا کر اور آپ بعد مشقت ہر جگہ پہنچ کر اور سفر کی ہر روزہ مصیبتوں سے کوفتہ ہو کر اپنے ہم خیال علماء سے اس فتویٰ پر مہرین ثبت کر میں اور انکے ہم مشرب علماء بڑے ناز اور خوشی سے اس بات کے مدعی ہوئے کہ گویا اب انہوں نے اس ابھی سلسلہ کی ترقی میں بڑی بڑی روک تھامیں تو اس سالانہ جلسہ

میں بجائے ۵۷ کے تین سو ستائیس احباب شامل جلسہ
 ہوئے اور ایسے صاحب بھی تشریف لائے جنہوں نے توبہ کر کے جمعیت کی اپ
 سوچنا چاہئے کہ کیا یہ خدا تعالیٰ کی عظیم الشان قدرتوں کا ایک نشان نہیں کہ بڑا ہی
 صاحب اور اُنکے ہم خیال علماء کی کوششوں کا اُٹا نیچہ بھلا اور وہ سب کوششیں
 برباد گئیں کیا یہ خدا تعالیٰ کا فعل نہیں کہ میان بٹالوی کے پنجاب اور سرہوشان میں
 پھرتے پھرتے پانوں بھی گہس گئے لیکن انجام کار خدا تعالیٰ نے اُنکو دکھلایا کہ کیسے
 اُنکے ارادے انسان کے ارادوں پر غالب ہیں واللہ غالب علیٰ امرہ و لکن
 اکثر الناس لا یعلمون اس سال میں خدا تعالیٰ نے دو نشان ظاہر کئے ایک بٹالوی
 کا اپنی کوششوں میں نام اور بنادوسری اُس پیشگوئی کے پورے ہونے کا نشان
 جو نو فرشتان ۱۰ اسی ۱۸۸۷ء میں چہپ کر شائع ہوئے تھے اب بھی بہتر ہے کہ بٹالوی
 صاحب اور اُنکے ہم مشرب باز آجائیں اور خدا تعالیٰ سے لڑائی نہ کریں۔
 والسلام علی من اتبع الهدی۔

اشتہار ضروری

بخیر مت شریف تمام مخلصان وہی خواہ ان سلام بعد سلام سنون واضح ہو کہ ہر موقع
جلسہ لائبریری جو بمقام قادیان ۲۷-۲۸-۲۹ تاریخ ماہ دسمبر ۱۹۷۷ء منعقد ہوا
 اُسین چند معزز مخلصان کی تحریک پر یہ قرار پایا کہ چونکہ مطبع کی ہمیشہ شکایت
 رہتی ہے اسلئے ایک مستقل نظام دربارہ مطبع کیا جانا ضروری ہے جس میں عداوہ
 کتب تائید اسلام مہینے میں دو دفعہ ایک پرچہ اخبار بھی شائع ہوا کرے گا جس میں
 تفسیر بعض آیات قرآن شریف و جواب مخالفین اسلام وغیرہ درج ہو کر نکلے۔
 چنانچہ اصحاب حاضرین نے نہایت اخلاص و صدق سے اس تجویز کو پسند کیا اور حسب
 مرضی کل صاحبان تحمید لکھا گیا رقم تخمینہ تقریباً ۱۵۰ روپے قرار پائی۔ اس پر ہر ایک
 مخلص نے اپنے مقدور کے موافق بطیب خاطر چندہ لکھوایا جسکی نہرست ذیل میں درج ہے
 اس تجویز سے پچھلے بہت سے معزز اصحاب واپس شریف لیجا چکے تھے وہ اس کارِ نیر
 میں شامل نہیں ہو سکے امید کہ صادقانہ و مخلصانہ بے ریا ضرور اس نیک
 کام میں شمولیت فرما کر سعادت دارین کے مستحق ہوں گے۔ اور بہت جلد اپنے رقم
 چندہ سے اطلاع بخشیں گے۔ لیکن حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ کوئی صاحب مجبوراً چندہ
 نہ لکھو ایسے بلکہ اپنی خوشی سے حسب استطاعت لکھو امین۔
 المشہور مزارِ احمد بخش آتالیق نواب محمد علی خان صاحب میں لکھو کہ ضلع لودھیانہ سکریٹری۔
 ۱۔ نوٹ سب صاحبان کو واضح رہے کہ اس بارہ میں تمام خط و کتابت بنام احقر سونی چاہئے

فہرست چندہ دہندگان و رقوم چندہ جو بموقع جلسہ ۹ دسمبر ۱۹۹۸ء بمقام قادیان لکھا گیا

نمبر شمار	نامہ	ماہوار سالانہ وصول
(۱)	جناب حکیم محمد احسن صاحب	عم ۷۷
(۲)	جناب خلیفہ نور الدین صاحب	عم ۷۷
(۳)	جناب پیر سراج الحق صاحب	عم ۷۷
(۴)	مشنری ہاشمی علی صاحب پٹواری سنور	۳۴ ۳۵ ۳۶
(۵)	جناب میر ناصر نواب صاحب	عم ۷۷
(۶)	جناب شیخ رحمت اللہ صاحب گجراتی	عم ۷۷
(۷)	میان عبدالرحمن صاحب سنوری	۳۴ ۳۵ ۳۶
(۸)	مشنری ابراہیم صاحب سنوری مدرس	۳۴ ۳۵ ۳۶
(۹)	سید محمد شاہ صاحب ٹھیکہ دار جون	عم ۷۷
(۱۰)	سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی	عم ۷۷
(۱۱)	حافظ محمد صاحب پشاوروی	عم ۷۷
(۱۲)	سید عبد الہادی صاحب ادریس راجپی واڑہ	عم ۷۷
(۱۳)	ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب سید بھیل کالج لاہور	عم ۷۷
(۱۴)	مولوی نظام الدین صاحب رنگپوری	عم ۷۷
(۱۵)	میان شاد سے خان صاحب ملازم جناب راجہ امر سنگھ صاحب بھادپور	۳۴ ۳۵ ۳۶
(۱۶)	مرزا فضل بخش مالیر کوٹہ	عم ۷۷
(۱۷)	مولوی غلام حسن صاحب پشاوروی	عم ۷۷
(۱۸)	سید خضیلت علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس	عم ۷۷
(۱۹)	قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹی	۳۴ ۳۵ ۳۶
(۲۰)	مولوی قطب الدین صاحب بدو ملہوی	عم ۷۷
(۲۱)	سید امیر علی شاہ صاحب سارجنٹ پولیس	عم ۷۷

- (۲۲) مولوی محمد یوسف صاحب سنوری ۴۴ مے
- (۲۳) شیخ عبدالصمد صاحب سنوری ۴۴ مے
- (۲۴) منشی احمد بخش صاحب سنوری پٹواری تحصیل بانگرہ ۴۴ مے
- (۲۵) حافظ عظیم بخش صاحب علاقہ پٹیالہ ۴۴ مے
- (۲۶) میان عبدالکریم صاحب علاقہ پٹیالہ ۴۴ مے
- (۲۷) سرفراز خان صاحب نمبر دار بدوہلی ۴۸ مے
- (۲۸) میان اللہ دتا صاحب سیالکوٹی ۴۴ مے
- (۲۹) شائراہ عبدالمجید صاحب لودھیانوی ۴۴ مے
- (۳۰) حافظ نورا احمد صاحب سوداگر لودھیانوی ۴۸ مے
- (۳۱) شیخ عبدالحق صاحب لودھیانوی ۴۴ مے
- (۳۲) منشی بنی بخش صاحب کلرک اکریمنیر آفس لاسپور ۴۸ مے
- (۳۳) منشی تاج الدین صاحب اکوٹنٹ اکریمنیر آفس لاسپور ۴۴ مے
- (۳۴) حافظ فضل احمد صاحب کلرک اکریمنیر آفس لاسپور ۴۴ مے
- (۳۵) مولوی مفتی غلام جیلانی صاحب مدرس گہروڑہ ۴۸ مے
- (۳۶) مولوی عبدالقادر صاحب مدرس جہانپور ضلع لودھیانہ ۴۴ مے
- (۳۷) مولوی قدرت اللہ صاحب لٹا لوی ۴۴ مے
- (۳۸) بابو غلام محمد صاحب سیالکوٹی ۴۸ مے
- (۳۹) مہر عبد الغفر صاحب عرف مہر بنی بخش صاحب لٹا لوی ۴۴ مے
- (۴۰) منشی نظام الدین صاحب خوجہ جہلی ۴۴ مے
- (۴۱) منشی عبد المجید صاحب طالب علم و میٹری سکول لاسپور ۴۴ مے
- (۴۲) شیخ چراغ الدین صاحب ساکن تہ غلام نبی ضلع گورداسپورہ ۴۸ مے
- (۴۳) منشی کرم الہی کسٹیل پولیس لودھیانہ ۴۴ مے
- (۴۴) منشی کرم الہی مدرس مدرسہ نصرت الاسلام لاسپور ۴۴ مے
- (۴۵) مہر ایملہ ساکن جہانپور ضلع لودھیانہ ۴۸ مے

- (۴۵) شیخ فیضانہ دار جالبہ ضلع لودھیانہ ۱۴۴۰ھ عم عم
- (۴۶) مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی ۱۴۴۰ھ ع
- (۴۷) منشی فیاض علی صاحب کپور تہلوی ۱۴۴۰ھ ع
- (۴۸) منشی حبیب الرحمن صاحب ۱۴۴۰ھ ع
- (۴۹) منشی محمد روضا صاحب ۱۴۴۰ھ ع
- (۵۰) منشی علی گوہر صاحب جالندہری ۱۴۴۰ھ عم
- (۵۱) منشی عبدالرحمن صاحب کپور تہلوی ۱۴۴۰ھ ع
- (۵۲) مولوی محمد حسین صاحب کپور تہلوی ۱۴۴۰ھ ع
- (۵۳) حکیم فتح محمد صاحب کپور تہلوی ۱۴۴۰ھ عم
- (۵۴) میان روشن دین صاحب کپور تہلوی ۱۴۴۰ھ عم
- (۵۵) منشی فخر احمد صاحب کپور تہلوی ۱۴۴۰ھ ع
- (۵۶) منشی محمد خان صاحب کپور تہلوی ۱۴۴۰ھ ع
- (۵۷) مرزا احمد علی خدنگار نواب محمد علی نصاب میر کوٹہ ۱۴۴۰ھ ع
- (۵۸) مرزا اسماعیل بیگ صاحب قادیان ضلع گورداسپورہ ۱۴۴۰ھ عم
- (۵۹) حافظ محمد علی صاحب کپور تہلوی ۱۴۴۰ھ عم
- (۶۰) منشی الہ بخش صاحب سیالکوٹی ۱۴۴۰ھ ع
- (۶۱) منشی عبدالعزیز صاحب ملازم دفتر نواب لہ ساکن دہلی قاسم آباد ۱۴۴۰ھ عم
- (۶۲) منشی ابراہیم صاحب پٹواری سہارن ۱۴۴۰ھ ع
- (۶۳) منشی غلام قادر صاحب پٹواری گمنواں تحصیل سرہند ۱۴۴۰ھ عم
- (۶۴) میان جمال دین صاحب ساکن سیکھوان ۱۴۴۰ھ عم
- (۶۵) منشی عمر بخش صاحب ساکن جہا پور جٹان دار و جہون ۱۴۴۰ھ ع
- (۶۶) منشی شگاب دین صاحب مدرس مدرسہ زمانہ رہتاس ضلع جہلم ۱۴۴۰ھ عم
- (۶۷) میان فضل کریم صاحب عطار ساکن سیالکوٹ ۱۴۴۰ھ عم
- (۶۸) شیخ امام الدین صاحب ساکن نوشہرہ ضلع سیالکوٹ ۱۴۴۰ھ ع

- (۶۹) منشی غلام محمد صاحب فصیح سیالکوٹی عا لکھنؤ عا
- (۷۰) میان اللہ دانا صاحب ساکن رتھاس ضلع جہلم ارم ۱۳۴۷ ع
- (۷۱) میان نور احمد ساکن کہارا ضلع گورداسپورہ ارم ۱۳۴۷ ع
- (۷۲) میان محمد طیب گرساکن امرتسر کٹرہ ایلو والیہ ۳۴۷ ع
- (۷۳) میان غلام حسین صاحب ساکن رتھاس ضلع جہلم ارم ۱۳۴۷ ع
- (۷۴) میان قطا الہی صاحب زمیندار غوث گڈہ ریاست پٹیالہ ارم ۱۳۴۷ ع
- (۷۵) بابو حکیم الدین صاحب مختار امرتسر ع ۱۳۴۷ ع
- (۷۶) میان بابا صاحب زمیندار غوث گڈہ ریاست پٹیالہ ارم ۱۳۴۷ ع
- (۷۷) منشی عبداللہ صاحب پٹواری غوث گڈہ ۳۷۷ ع
- (۷۸) حکیم محمد اشرف صاحب خطیب پٹیالہ ع ۱۳۴۷ ع
- (۷۹) مولوی تاج محمد صاحب علائہ لودھیانہ ارم ۱۳۴۷ ع
- (۸۰) میان امیر الدین صاحب ساکن جہڑ وال ضلع لودھیانہ ارم ۱۳۴۷ ع
- (۸۱) میان زمر محمد صاحب زمیندار ساکن غوث گڈہ پٹیالہ ارم ۱۳۴۷ ع
- (۸۲) میان محمدی صاحب زمیندار غوث گڈہ ریاست پٹیالہ ۸۷۷ ع
- (۸۳) میان شہزادہ صاحب زمیندار غوث گڈہ ارم ۱۳۴۷ ع
- (۸۴) میان کرم الہی صاحب ولد دادا ارم ۱۳۴۷ ع
- (۸۵) میان شاہ محمد صاحب ساکن رام جوالی مسلمان تہانہ کنٹھو نکل ارم ۱۳۴۷ ع
- (۸۶) چودہری محمد سلطان صاحب ممبر کمیٹی سیالکوٹ ۵۷۷ ع
- (۸۷) سید محمد سعید صاحب دہلی کٹر کی فراش خانہ ۳۷۷ ع
- (۸۸) میان اسماعیل صاحب ساکن چارو ریاست پٹیالہ ارم ۱۳۴۷ ع
- (۸۹) حکیم محمد شاہ صاحب سیالکوٹی ۸۷۷ ع
- (۹۰) حافظ عبدالرحمن صاحب امرتسر عالی وارد پٹیالہ ۸۷۷ ع
- (۹۱) حکیم محمد امین صاحب پٹالوی ۸۷۷ ع
- (۹۲) شیخ نورا احمد صاحب مالک مطہر یا ضہند ع ۱۳۴۷ ع

قابل توجہ احکام

اگرچہ کمزور یا دماغی کی کچھ ضرورت تھیں تھی لیکن چونکہ دل میں انجام خدمت و عبادت کے لئے سخت اضطراب ہے اس وجہ سے پہر یہ چند سطرین بطور تاکید لکھتا ہوں۔

اسے جماعت فاضلین خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہوا اس وقت ہمیں تمام قوموں کے ساتھ مقابلہ و پیش ہے اور ہم خدا تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ اگر ہم ہمت نہ ہاریں اور اپنے سارے دل اور سارے زور اور ساری توجہ سے خدمت اسلام میں مشغول ہوں تو فتح ہماری ہوگی۔ سو جہاں تک ممکن ہو اس کام کے لئے کوشش کرو ہمیں اس وقت تین قسم کی جمیعت کی سخت ضرورت ہے جمہور ہمارے کام اشاعت حقائق و معارف دین کا سارا دار ہے اول یہ کہ ہمارے ہاتھ میں کم سے کم دو پریس ہوں۔ دویم ایک خوشخط کاپی نویس۔ سویم کاغذات ان تینوں مصارف کے لئے ڈراکٹی سو روپہ ماہواری کا تعین لگایا گیا ہے اب چاہئے کہ ہر ایک دوست اپنی اپنی ہمت اور قدرت کے موافق بہت جلد بلا توقف اس چندہ میں شریک ہو۔ اور یہ چندہ ہمیشہ ماہواری طور سے ایک تاریخ مقررہ پر پہنچ جانا چاہئے بالفعول یہ تجویز ہو چکی کہ بقیہ سب راہیں اور ایک اخبار جاری ہو اور آئندہ جو ضرورتیں پیش آئیں ان کے موافق وقتاً فوقتاً رسائل نکلتے رہیں گے اور چونکہ یہ تمام کاروبار چندہ پر موقوف ہے اس لئے اس بات کو پہلے سوچ لینا چاہئے کہ اس قدر اپنی طرف سے چندہ مقرر کریں جو بہ سہولت ماہ بہ ماہ پہنچ سکے۔ اسے مردان دین کوشش کرو کہ یہ کوشش کا وقت ہے اپنے دلوں کو دین کی ہمدردی کے لئے جوش میں لاؤ کہ یہی جوش دکھانے کے دن ہیں۔ اب تم خدا تعالیٰ کو کسی اور عمل سے ایسا فی نہیں کر سکتے جیسا کہ دین کی ہمدردی سے سو جاگو اور اچھا اور ہوشیار ہو جاؤ اور دین کی ہمدردی کے لئے وہ قدم اٹھاؤ کہ فرشتے بھی آسمان پر جزا کم اللہ کہیں اس سے مست ممکن ہو کہ لوگ تمہیں کافر کہتے ہیں تم اپنا اسلام خدا تعالیٰ کو دکھاؤ اور اتنے جہک کر بس خدا ہی ہو جاؤ۔

دوستان خود را نشانِ حضرت جانان کینید	در رو آن یار جانی جان و دل قربان کینید
آن دل خوش باش را کاندہ چہا جوید خوشی	از پی دین محمد کلبہ احزان کینید
از تعیش برون آئید اے مردان حق	خویشتر را از پلے اسلام سرگردان کینید

فمن تاب من بعد ظلمه واصلاح فان الله يتوب عليه ان الله غفور رحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

کیفیت جلسہ لائے قادیان ضلع گورداسپورہ ریج، ۲ دسمبر ۱۸۹۲ء برکان
جناب مجدد وقت مسیح الزمان نا غلام احمد صاحب سلمہ الرحمن اور سیرندہ کی
جو ملاقات مرزا صاحب صوف اور معاینہ جلسہ اور اہل جلسہ کے بعد قائم ہوئی



مرزا صاحب نے مجھے بھی باوجودیکہ ان کو اچھی طرح معلوم تھا کہ میں ان کا مخالف ہوں نہ صرف بابت
بلکہ بدگو بھی اور یہ مکرر سر کر رہے تھے سے وقوع میں آچکا ہے جلسہ پر بلایا اور چند خطوط جنہیں ایک رجسٹری بھی
تھا بھیجے۔ اگرچہ بیشتر سبب جہالت اور مخالفت کے میرا ارادہ جانے کا نہ تھا۔ لیکن مرزا صاحب کے
بار بار لکھنے سے میرے دل میں ایک تحریک پیدا ہوئی۔ اگر مرزا صاحب اس قدر شفقت سے نہ لکھتے تو میں
ہرگز نہ جاتا اور محروم رہتا۔ مگر یہ اہل حق کا حوصلہ تھا۔ اجل کے مولوی تو اپنے سگے باپ سے بھی اس
اور عزت سے پیش نہیں آتے۔ میں، ہمارے تاریخی طور پر پہلے قادیان میں پہنچا۔ اس وقت مولوی
حکیم نور الدین صاحب مرزا صاحب کی تائید میں بیان کر رہے تھے اور قریب ختم کے تھا۔ افسوس کہ میں نے
پورا نہ سنا۔ لوگوں سے سنا کہ بہت عمدہ بیان تھا۔ پھر قادمشاہ صاحب نے اپنے اشعار مرزا صاحب کی
صدائق اور یمن میں پڑھے۔ لیکن چونکہ مجھے ہنوز رغبت نہیں تھی اور میرا دل غبار آلود تھا کچھ شوق
اور محبت سے نہیں سنا۔ لیکن اشارہ عمدہ تھے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر عنایت فرماوے۔
جب میں مرزا صاحب کو ملا اور وہ اخلاق سے پیش آئے تو میرا دل نرم ہوا گویا مرزا صاحب کی نظر
سرمئی سلامتی تھی جس سے غبارِ کدورت میرے دل کی آنکھوں سے دور ہو گیا اور غیظ و غضب کے زلزلہ کا

پانی خشک ہونے لگا اور کچھ کچھ دھندلا سا مجھے حق نظر آنا شروع ہوا اور رفتہ رفتہ باطنی بینائی کسرت ہوئی۔ مرزا صاحب کے سوا اور کوئی بھائی اس جلسہ میں ایسے تھے کہ جنگومیں حقارت اور عداوت سے دیکھتا تھا اب ان کو محبت اور الفت سے دیکھنے لگا اور یہ حال ہوا کہ کل اہل جلسہ میں جو مرزا صاحب کے زیادہ محبت تھے وہ مجھے بھی زیادہ عزیز معلوم ہونے لگے۔ بعد عصر مرزا صاحب نے کچھ بیان فرمایا جس کے سنیے سے میرے تمام شبہات رفع ہو گئے اور انکھیں کھل گئیں۔ دوسری روز صبح کے وقت ایک اترتھری کو ایل صاحب نے اپنا عجیب قصہ سنایا جس سے مرزا صاحب کی اعلیٰ درجہ کی کرامت ثابت ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دکن صاحب پہلے سنت جماعت مسلمان تھے۔ جب عجمان پہنچے تو عجمی سلم پڑھا تو دل میں سبب مذہبی علم سے ناواقفیت اور علما کی وقت و پیران زمانہ کے عمل نہ ہونے کے شبہات پیدا ہوئے اور تسلی بخش جواب کہیں نہ ملنے کے باعث سے چند بار مذہب تبدیل کیا۔ سنی سے شیعہ بنے۔ وہاں بجز تبر بازی اور تیر سازی کچھ نظر نہ آیا۔ آریہ ہوئے چند روز وہاں کلاہی مزا چکھا۔ مگر لطف نہ آیا۔ تبر بھی میل ہوئے۔ ان کا طریق اختیار کیا۔ لیکن وہاں بھی مزا نہ پایا۔ نیچری بنے۔ لیکن اندرونی صفائی یا خدا کی محبت۔ کچھ نورانیت کہیں بھی نظر نہ آئی۔ آخر مرزا صاحب سے ملے اور بہت میا کا نہ پیش آئے۔ مگر مرزا صاحب نے لطف سے۔ مہربانی سے کلام کیا۔ اور ایسا اچھا نمونہ دکھایا کہ آخر کار سلام پر پورے پورے جم گئے اور نزاری بھی ہو گئے۔ اللہ و رسول کے تابع و راہبر بن گئے اب مرزا صاحب کے بڑے معتقد ہیں۔

رات کو مرزا صاحب نے نواب صاحب کے مقام پر بہت عمدہ تقریر کی اور چند اپنے خواب و راہام بیان فرمائے چند لوگوں نے صداقت راہام کی گواہیاں دیں جن کے روبرو وہ راہام پوری ہوئے۔ ایک صاحب نے صبح کو بعد نماز صبح عید صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خواب یا جیکہ عید صاحب خیر دینی گاؤں میں تشریف لائے تو صاحب خیر کو ملے جو اس وقت صبح چند اپنے مہربان کے شریک جلسہ تھے۔

رکتہ تھے عبداللہ صاحب نے فرمایا: ہنوز محمد حسین ٹالوی کو ایک کپڑا پہنے دکھیا اور وہ کڑتا پارہ پارہ ہو گیا۔ یہ بھی
عبداللہ صاحب نے فرمایا تھا کہ کڑتے سے مراد علم ہے آگے پارہ پارہ ہونے سے عقل نہ خود سمجھ سکتا ہے کہ گویا علم کی
پرہہ دہی مراد ہی ہو چکی ہو رہی ہے اور معلوم نہیں کہ کہا تک ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے دلی کوستا تا ہو گیا اللہ تعالیٰ
سے لڑتا ہے۔ آخر پچھڑے گا۔ اب مجھ کو ثبوت ہو کہ وہ لوگ بڑے بر انصاف ہیں جو بغیر ملاقات اور گفتگو کے
مرزا صاحب کے دوست و بیٹھے و مجال کذاب بنا رہے ہیں اور ان کے کلام غلط معنی گھڑ رہے ہیں یا کسی دوسرے کی تعلیم کو بغیر تفتیش
لیتے ہیں مرزا صاحب اسکی بات تحقیق نہیں کرتے۔ مرزا صاحب جو آسانی پہدا گل ہے ہیں سکو وہ شیطانی نہر تبتا
ہیں اور بسبب سخت قلبی اور حجاب عداوت کے دوری سے گلاب کو پیسیاب کہتے ہیں اور عوام اپنے خواص کے تابع
ہو کر اس کے کھانپنے سے باز رہتے ہیں اور اپنا سر نہ نقصان کرتے ہیں۔ سب بڑھکر اس عاجز کے قدیم دوست یا
پرانے مقتدا مولوی محمد حسین صاحب ٹالوی لوگوں کو مرزا صاحب سے ہٹانے اور نفرت دلانے میں مصروف ہیں
جنکو پہلے پہل مرزا صاحب کے بندہ نے باطن کیا تھا جس کے عوض میں اس دفتر انھوں نے مجھے بہکایا اور صراطِ ستیم
سے جدا کر دیا۔ چلو براہِ ہونگے۔ مگر مولوی صاحب ہنوز در پئے ہیں۔ اب جو جلسہ پر مرزا صاحب نے مجھے طلب کیا
تو مولوی صاحب کو بھی ایک جہز نے خبر کر دی۔ انہوں نے اپنے وکیل کی معرفت مجھی ایک خط لکھا جس میں ناصح
مشفق نے مرزا صاحب کو استعد بڑا بھلا لکھا اور ایسے ناشائستہ الفاظ قلم سے نکالے کہ جبر کا اعادہ کرتے
ہوئے شرم آتی ہے۔ مولوی صاحب نے یہ بھی لحاظ نہ کیا کہ علاوہ بزرگ ہونیکے مرزا صاحب میرے کس قدر
قریبی رشتہ دار ہیں پھر دعویٰ محبت ہے۔ افسوس

آج صبح پرتین سو سیڑیادہ شریف اور نیک گ جمع تھے جسکے چہرے مسلمانانِ نور شک ہاتھا۔ امیر
غریب نقاب۔ انجینئر۔ تھاندار۔ تحصیلدار۔ زمیندار۔ سوداگر۔ حکیم غرض ہر قسم کے لوگ تھے۔ ہاں
چند مولوی بھی تھے مگر مسکین مولوی۔ مولوی کے ساتھ مسکین اور منکسر کالفظ یہ مرزا صاحب
کی کرامت ہے کہ مرزا صاحب کے مکر مولوی بھی مسکین بنجاتے ہیں ورنہ آجکل مسکین مولوی اور غارت

بچنے والا صوفی کبریتِ احمر اور کیمیاۓ سعادت کا حکم رکھتا ہے۔ مولوی محمد حسین صاحب اپنے دل میں
 غور فرما کر دیکھیں کہ وہ کہاں تک مسکینی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ان جہاں اگر مسکینی ہوتی تو
 اس قدر فساد ہی کیوں ہوتا۔ یہ نوبت بھی کیوں گذرتی اس قدر انکے متبعین کو ان سے عداوت اور نفرت
 کیوں ہوتی اہل حدیث کشتِ اُرنے سے بیزار کیوں ہو جاتے۔ اگر مولوی صاحب اس میری بیان کو غلط خیال فرمایاں
 تو میں انھیں پرچو اکر آتا ہوں۔ انصافاً دیا مانا اپنے احباب کی ایک فہستہ تو لکھ کر چھپوا دیں کہ جو ان
 محبت رکھتی ہیں جیسا کہ مرزا صاحب کے مرید مرزا صاحب سے محبت رکھتے ہیں۔ مجھ کو قیافہ سے معلوم ہوتا ہے
 وہ وقت عشقِ قرب ہے کہ جناب مرزا صاحب کی خاک پا کر اہل بصیرت آنکھوں میں جگدگیں اور اکیر سے
 بہتہ سمجھیں۔ اور تبرکِ خالی کریں۔ مرزا صاحب کے سینکڑوں ایسے صادق دوست ہیں جو مرزا صاحب کے دل و جان
 سے قربان ہیں اختلاف کا تو کیا ذکر ہے۔ رہبرِ اُف تک نہیں کہتے کہ تیسرے لیم خم ہے جو مزاج یا ر میں آئے۔
 مولوی محمد حسین صاحب زیادہ نہیں چار پانچ آدمی تو ایسے پر شاگرد یا دوست بتا دیں جو پوری پوری خدا
 کیوں ملے، مولوی صاحب سے محبت رکھتی ہوں اور دل جان فدا ہوں۔ اور اپنے مال کو مولوی صاحب پر قربان کر دیں
 اور اپنی عزت کو مولوی صاحب کی عزت پر شاگرد کرنے کے لئے مستعد ہوں۔ مگر مولوی صاحب فرما دیں کہ سچوں اور
 نیکیوں سے لوگوں کو محبت نہیں ہوتی بلکہ جھوٹے اور کاروں سے لوگوں کو الفت ہوتی ہے تو میں پوچھتا ہوں
 کہ اصحابِ اہل بیت کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تھی یا نہیں۔ وہ حضرت کے پورے پورے
 تابع تھے یا ان کو اختلاف تھا۔ بہت نزدیک کی ایک بات یاد آتا ہوں کہ مولوی عبد اللہ صاحب
 غزنوی جو سیر افروز تھیں میرے پاس کے پیر مرشد تھے ان کے مرید ان کے سرِ کمر سے محبت رکھتے تھے اور اس قدر ان کے
 تابع فرمان تھے۔ سنا ہے کہ ایک فوج انھوں نے اپنی ایک خاص مرید کو کہا کہ تم تیرا دو اوقہ ملک عرب میں جا کر بائبل تو حید
 مصنفہ محمد بن عبد الوہاب نقل کر لاؤ۔ وہ مرید فوراً رخصت ہوا۔ ایک مہینہ کا بھی وقف نہ کیا حالانکہ خرچِ راہ واری
 بھی اُسکے پاس تھا۔ مولوی محمد حسین صاحب اگر اپنے کسی دوست کو بازار سے پیسہ دیکر دہلی لے کر فرما دیں تو شاید

منظور نہ کرے اور اگر منظور کرے تو ناراض ہو کر۔ اور شاید غیبت میں لوگوں سے گلہ بھی کرے۔ ع
 سب تقاضا دے رہا نہ گناہت تابکجا۔ یہ نمونہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ہر صدی میں ہزاروں ایسے
 (جن پر ان کے زمانہ میں کفر فتوے بھی ہوتے رہے ہیں) گزرے ہیں۔ اور کم و بیش ان کے مرید ان کے
 فرمانبردار اور جانثار ہوئے ہیں۔ نتیجہ ہے نیکوں کی خدا کے ساتھ دلی محبت کا۔ مرزا صاحب کو
 چونکہ سچی محبت اپنے مولا سے ہے اس لیے آسمان سے قبولیت اُتری ہے اور رفتہ رفتہ
 باوجود مولویوں کی سخت مخالفت کے سید لوگوں کے دلوں میں مرزا صاحب کی الفت ترقی کرتی
 جا رہی ہے (اگرچہ ابوسعید صاحب خطا ہی کیوں نہ ہوں) اب اس کے مقابل میں مولوی صاحب جو آج
 ماشاء اللہ آفتاب پنجاب بنے ہوئے ہیں اپنا حال غیر فرما دیں کہ تقدیر پتھر محبت ان کے ہیں اور
 ان کے سچے دوستوں کا اندرونی کیا حال ہے۔ شروع شروع میں کہتے ہیں مولوی صاحب کبھی اچھے شخص تھے
 مگر اب تو انھیں حُب جاہ اور علم و فضل کے فخر نے عرش عزت سے خاکِ نالت پر گرا دیا۔ انا اللہ و
 انا الیہ راجعون۔ اب مولوی صاحب غور فرما دیں کہ یہ کیا پتھر پڑ گئے کہ مولوی اور خصوصاً مولوی
 محمد حسین صاحب رکنِ مدظلہ پنجاب (بزعم خود) سے لوگوں کو ہتھکڑی لگا کر جکے باعث مولوی صاحب کو
 لاہور چھوڑنا پڑا۔ موحیدین کی جامع مسجد میں اگر اتفاقاً لاہور میں تشریف لیجا دیں تو مار مار کر خدا اور ہم
 کے دخل نہیں ہو سکتے۔ اور مرزا صاحب کے پاس (جو بزعم مولوی صاحب کافر بلکہ کفر اور دجال ہیں) گھر
 بیٹھے لاہور۔ امرتسر۔ پشاور۔ کشمیر۔ جتوں۔ سیالکوٹ۔ کپورتھلہ۔ لدھیانہ۔ ممبئی۔ مالک شال۔ مغرب۔
 اودھ۔ مگر معظمہ وغیرہ بلاد سے لوگ گھر سے بوریادھنا باندھے چلے آتے ہیں۔ پھر انبیاءِ بدعتی
 نہیں مشترک نہیں۔ تاجاں نہیں۔ گنگال نہیں بلکہ موحد۔ ائمہِ اربعہ۔ مولوی مفتی پیر زادے شریف
 امیر نواب۔ کوئل۔ اب دلاسوچنر کا مقام ہے کہ باوجود مولوی محمد حسین صاحب کے گرانے کے اور ہشہر
 مولویوں کے کفر کے فتوے پر مٹھیں لگوانے کے اللہ جل شانہ نے مرزا صاحب کے تقدیر چڑھایا اور کس قدر

خلقِ خدا کے دلوں کو متوجہ کر دیا کہ اپنا آرام چھوڑ کر۔ وطن سے جدا ہو کر۔ روپیہ خرچ کر کے قایاں میں
 آکر زمین پر سونے کی ریل میں ایک دھڑلے سے جاگے بھی غور نہ ہو گئے اور کسی پیادہ چکر بھی حاضر ہوئے میں نے
 ایک شخص کے بھی موندے سے کسی قسم کی شکایت نہیں سنی۔ مرزا صاحب کے گرد ایسے جمع ہوتے تھے
 جیسے شمع گر پر دانے۔ جب مرزا صاحب کچھ فرماتے تھے تو بہترین گوش ہوجاتے تھے۔ قریباً چالیس چار
 شخص اس جلسہ پر میرے ہونے۔ مرزا احمد بیگ کے انتقال کی پیشین گوئی کے پوری ہونیکا ذکر بھی مرزا صاحب
 نے ساری خلعت کے دو بروٹھیا جیسے بارے میں نور افشاں نے مرزا صاحب کو بہت کچھ برا بھلا کہا تھا
 اب تو نشانِ خیال کرے کہ پیشین گوئیاں اس طرح پوری تھیں ہیں۔ یہ بات بخیر اہل اسلام کے کسی نبی و کرم کو
 آجکل مل نہیں اور مسلمان خصوصاً مخالفینِ حق جی کہ یہ خوب بات ہے کہ کافر کفر۔ دجال۔ مکار کی
 پیشین گوئیاں باوجودیکہ اللہ تعالیٰ پر ان فرماؤں کی طو مار باندھ رہا ہے اللہ تعالیٰ پوری کر دے اور اس
 صلعم کے (برعزم خود) نایبین کی باتوں میں خاک بھی اتر نہ دے اور ان کو ایسا ذلیل کرے کہ لاہور چھوڑ کر
 بٹالویں آنا پڑے۔ افسوس افسوس آجکل کے اُن مولویوں کی نایبائی پر جو العلم حجاب اکابر
 کے نیچے دبے پڑے ہیں اور بایں وجہ ایک ایسے برگزیدہ بندہ کا نام دجال و کافر کہتے ہیں جس کی
 اللہ تعالیٰ کو ایسی محبت ہے کہ دین کی خدمت پر مقرر کر رکھا ہے اور وہ بندہ خدا آریہ۔ برہم و عیسائی
 نیچہ کیوں سو لڑ رہا ہے۔ کوئی کافر اب مقابلہ نہیں لاسکتا۔ نہ کوئی مولوی باوجود کافر ملتوں۔ دجال بنانے
 کے خلعت کے دلوں کو کون کیٹھتا رہتا سکتا ہے۔ سدا اللہ۔ عصا موسیٰ وید بیضا کو برعزم مولویان
 پس پا اور رسوا کر رہا ہے۔ نایبین رسول مقبول میں کوئی برکت کچھ نورانیت نہیں ہے۔ آنا بھی
 سلیقہ نہیں کہ اپنے چند شاگردوں کو بھی قلاب میں لکھ سکے اور خلقِ محمدی کا نمونہ دکھا کر اپنا شیفتہ بیان
 کسی ملک میں ہدایت پھیلا نا اور مخالفینِ اسلام کو زیر کرنا تو درکنار ایک شہر ملک ایک محل کو بھی درست
 نہیں کر سکتے۔ برخلاف اسکے مرزا صاحب نے شرفا غر با مخالفین اسلام کو دعوت اسلام کی اور ایسا نیچا

کر دکھایا کہ کوئی مقابل آنے جو گا نہیں رہا۔ اکثر چیریوں کو جو مولوی صاحبان ہرگز اصلاح پر نہیں آسکے
 تو بیکرائی اور پنجاب سے نچریت کا اثر بہت کم کر دیا۔ اب وہی چیری ہیں جو مسلمان رت بھی نہیں تھو مرزا صاحب
 کے طنز سے ہون ستر ہو گئے۔ اہلکاروں۔ محتانہ داروں رشوتیں لینی چھو دیں۔ نشہ بازوں نشے ترک
 کر دیں۔ کئی لوگوں نے حقہ چمکتے کر دیا۔ مرزا صاحب کے شیعہ مریدوں نے تبر ترک کر دیا صحابہ نہایت کرنے
 لگے۔ تیزی داری۔ مرنیہ خوانی موقوف کر دی بعض سپر زاد جو مولوی محمد حسین ٹٹاوی بلکہ محمد اسماعیل شہید کو بھی
 کا فر سمجھتے تھے مرزا صاحب کے معتقد ہونے کے بعد مولانا اسماعیل شہید کو اپنا پیشوا اور بزرگ سمجھنے لگے۔ اگر یہ
 تاثیر یہ تھا کہ کذبین میں مبنی ہیں اور نایمین رسول مقبول نیک تاثیروں کو محروم ہیں تو بعد خوشی
 ہمیں متاثر ہونا منظور ہے۔ پھلوں ہی کو تو زشت پہچانا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بھی لوگوں نے صفات پہچانا۔ ورنہ
 اُسکی ذات کسی کو نظر نہیں آتی۔ کسی سندرست ہتے کٹے کا نام اگر بیا رکھ دیں تو واقعی وہ بیا نہیں
 ہو سکتا۔ اسی طرح جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک حق ہے یا کبار ہے اور جس کے دل میں اللہ اور رسول کی محبت
 ہے اُسکو کوئی منافق۔ کافر۔ دجال وغیرہ لقب نہ تو کیا حرج ہے۔ سفید کسی کے کالا کہنے سے کالا
 نہیں ہو سکتا۔ اور چنگا در کی دشمنی سے آفتاب لائق مذمت نہیں۔ یزیدی عہداری سے حسینی گروہ گچھ
 نکالیف تو پاسکتا ہے مگر نابود نہیں ہو سکتا۔ رفتہ رفتہ نکالیف برداشت کر کے ترقی کر گیا اور کرا تا
 ہے۔ یعنی مولویوں کے سدراہ ہونے سے مرزا صاحب کا گروہ مٹ نہیں سکتا بلکہ ایسا حال ہے جیسا دریا
 میں بندھ باندھو سے دریا بگ نہیں سکتا لیکن چند روز کا معلوم ہوتا ہے آخر بند ٹوٹ گیا اور نہایت
 زور سے دریا بہ نکلیگا۔ اور اس پل کے مخالفین کی بستیوں کو بھی بہا لیا و گیا۔ آندھی اور برسات کو چھپا
 نہیں سکتو۔ خود ہی چند روز میں گم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح چند روز میں غل خپاڑہ فرو ہو جائیگا۔
 اور مرزا صاحب کی صداقت کا سوچ چکنا ہوا نکل آویگا۔ پھر کجخت تو افسوس کر کے مرزا صاحب سے
 لے یعنی چند مرید مرزا صاحب کے ایسی بھی ہیں جو پہلے شیعہ مذہب رکھتے تھے۔

موافق ہو جاویں گے اور پھل غلطی پر پھینکا دیں گے اور مرزا صاحب کی شستی میں جو شل سفینہ نوح علیہ السلام کے ہے سوار ہو جائیں گے۔ لیکن بد نصیب اپنی موت و یوں کے مکر اور غلط بیانی کے پہاڑوں پر چڑھ کر جان بچانا چاہیں گے۔ مگر ایک ہی موج میں غرق بحر ضلالت ہو کر فنا ہو جاویں گے۔ یا اگلی ہیں اپنی پناہ میں کہہ اور فہم کامل عنایت فرما۔ اُمت محمدی کا تو ہی نگہبان ہے۔ مجاہدوں کو اٹھا دے۔ صداقت کو ظاہر فرما دے۔ مسلمانوں کو اختلاف سے راہ راست پر لگا دے۔ آمین۔ یا رب العالمین العلم حجابِ لاکہ بر جو مشہور قول ہے اسکی صداقت ابھل نجوبی ظاہر ہو رہی ہے پہلے اس قول سے مجھے اتفاق نہ تھا۔ لیکن اب اس پر یقین ہو گیا۔ جس قدر مرزا صاحب کے مخالف موتیوں میں اس قدر اُڑ کوئی نہیں۔ بلکہ اُڑوں کو عالموں ہی نے بہکایا ہے ورنہ اب تک ہزاروں حجت کر لیتے۔ اور ایک جم غفیر مرزا صاحب کے ساتھ ہو جاتا۔ لیکن مخالفت کا ہونا کچھ عجیب نہیں کیونکہ اگر ایسا زمانہ جب میں اس قسم کے فساد میں چکی نظیر پھل صدیوں میں معلوم ہے نہ آتا تو ایسا مصلح بھی کیوں پیدا ہوتا۔ وصال ہی کے قتل کو عیسیٰ تشریف لائے ہیں۔ اگر وصال نہ ہوتا تو عیسیٰ کا نامحال تھا اور دنیا گرہ نہ ہوجاتی تو ہندوئی کی کیا ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کام کو اُسکے وقت پر کرتا ہے۔ یا اللہ تو ہمیں اپنی رسول کی اپنی اولیائی کی محبت عنایت کر اور یقینی اور ترددات سے ایمان بخش صادقین کے ساتھ ایفیت دی جائے اور پناہ میں کہہ۔ ہمارا نیت دور کردی اور حرص ہوا کی نجات بخش۔ آمین یا رب العالمین +

راقم حاضر نواب - تاریخ ۲ - جنوری ۱۸۹۳ء

اشعارِ مصنفہ مولو محمد علی علیہ السلام صاحبِ دو م مددِ عریبی مہند رکال لچ پٹیل

دل میں جس شخص کے کچھ نورِ صفا ہوتا ہے حق کی وہ بات پہ سچو جاں سے فدا ہوتا ہے
حق کی جانب جو وہ ہر وقت جھکا ہوتا ہے لوم لایم سے نہ خوف اُس کو ذرا ہوتا ہے
دیکھنے والے یہ کہتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے اُن کو کہہ دو کہ یوں نفیِ فضل خدا ہوتا ہے

ضمیمہ اخبار ریاض ہند نمبر مطبوعہ حکیم ماج سہ ماہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومہ و نصیحتی و نسو لکھنویہ

جان و دل نہای حال محمدیہ غلام شاہ کو چٹا آلی محمد است
 درم بین قلب شہید مگوشت و درم سکان دلی جلال محمد است
 این چہ رقصی کہ خلق خدا ہم یک طوق زجر کمال محمد است
 این آتش ز آتش ہر حریت و این آب سیرت آتش لال محمد است
 رسالہ سراج منیر شمس نشانی رب فیہ
 یہ رسالہ اس اختر کوٹ برماہین احمدیہ نے اس غرض سے
 "الیف کرنا چاہا جو کہ اشکین حقیقت سلام کو مکہ میں رسالت
 حضرت خیر الانام علیہ آلہ الف السلام کی آنکھوں کے آگے
 اکیلیا چمکتا ہوا چراغ رکھا چاہی کہ ایک سمت سے ہر تہجد کی
 طرح روشنی پھلے گی اور ہر بی بی و بھائی کو یوں پر جو ہنود
 وقوع میں نہیں تھے ان میں سے چنانچہ خود خداوند کریم شانہ
 وغیرہ نے جسکو پوشیدہ ہدیوں کی خبر اس نامہ کو
 بعض اسماء مخفیہ اخبار فیہ پر مطلع کیے باغیہ ہو سکے
 زبیا حقیقت میں اسی کا فضل ہے اور اسی کا کام چھپنے چار
 طوق کش کش فغانوں و ہوا فقروں سے اس ناچیز کو فلعلی
 بخشی ہے تھکے کو کہ دور نہ دوسرے سبار ہو۔ اب یہ
 رسالہ تقریب الاقتضا ہے اور انشا اللہ تقدیر صرف چند
 ہفتہ بچا کام ہے اور اس رسالہ میں تین قسم کی پیشگوئیاں
 میں اول وہ پیشگوئی کہ جو خود اس اختر کی ذات سے
 تعلق رکھتی ہیں جیسے جو کچھ راحت یا رنج یا حیات یا موت
 ناچیز سے متعلق ہو یا جو کچھ تفضلت و انعامات الہیہ کا

دہدہ اس ناچیز کو یا کب تک ہے وہ ان پیشگوئیوں میں سند ہے
 دوسری وہ پیشگوئیوں جو بعض احباب یا عام طور پر کسی ایک
 شخص یا بی نوع سے متعلق ہیں اور ان میں سے کچھ کا جرمی
 ہے اور اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو وہ بقیہ بھی طے ہو جائے گی تیسری
 وہ پیشگوئیوں جو مذہب کے غیر شیعہ یا ان یا داغلوں یا مہروں سے
 تعلق رکھتی ہیں اور اس قسم میں ہم نے صرف بطور نمونہ چند امی
 آریہ سماجیوں اور چند ہندوؤں کے ہندوؤں کو لیا ہے جن کی
 نسبت مختلف قسم کی پیشگوئیاں ہیں کہ انہیں میں کچھ
 نئی نئی تیزی اور استقامت یا جاہلیہ اور ہمیں ان کی تہذیب
 پر یہ بھی خیال ہے کہ خداوند کریم جاری حق گورنمنٹ انکشاف
 کے احسانات سے بہرہ منتر فرغت و آزادی گوشہ خلوت
 بہر رنج اس و آسائش حاصل ہے حالوں کے ماتھے سے اپنی
 حفظ و حمایت میں رکھے اور روس منوس کو اپنی سرگردانیوں
 میں مجوس و سکوس و مہلتا کر کے ہادی گورنمنٹ کو قلعہ و
 لغت نصیب کرے تاہم وہ نشان زمین بھی اگر ملے (مین)
 اس عمدہ موقع پر چند رسالہ کر دین انشا اللہ تعالیٰ اور چونکہ
 پیشگوئیاں کوئی اختیاری بات نہیں ہوتا ہمیشہ اور ہر حال
 میں خوشخبری پر دلالت کریں اسلئے ہم انکا تمام اپنے ہوا مقین و
 مخالفین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ کسی پیشگوئی کو
 اپنی نسبت ناگوار طبع و صبر ضرورت فوت یا کسی اور حیثیت پر نہایت
 پادین تو اس شہدہ ناچیز کو منہ نہ تھوڑے فرما دیں یا غصوں
 جو بہا و صفی اللغات و معانی پر مذہب اور ہونا عوام اسرار و خوشی
 حزن ظن کی طرف توجہ رجوع کر سکتے ہیں جیسے غرض انہی میں سے

یہ رسالہ بعض مصالح کی وجہ سے اب تک ۲۵ فروری ۱۸۵۷ء سے چھپ رہی ہے مگر شرفی عمدہ ہر اسکی بعض پیشگوئیوں
 شائع ہوتی رہی ہیں۔ اور انشا اللہ تعالیٰ آئندہ بھی شائع ہوتی رہیں گی۔

مراؤ بادی ریشرت لیکر ہم صاحب پشادی وغیرہ جن کی
 قضا و قدر کے متعلق غائب اس سال میں بقید وقت و تاریخ
 کچھ تحریر ہوگا ان صاحبوں کی خدمت میں دلی صدق سے ہم
 گزارش کرتے ہیں کہ ہمیں فی الحقیقت کسی کی بدخواہی
 دل میں مضین بلکہ ہمارا خداوند کریم خوب جانتا ہے کہ ہم سب کی
 بھلائی چاہتے ہیں اور بدی کی جگہ نیکی کرتے کہ مستعد ہیں
 بنی نوع کی ہمدردی سے ہمارا سینہ منور و مسرور ہے اور سب کے
 لئے ہم راحت و وفا کے خواہشمند ہیں لیکن جو بات کسی
 موافق یا مخالف کی نسبت یا خود ہماری نسبت کچھ بدیہ ہو تو
 ہم اس میں بھٹی مجبور و معذور ہیں۔ ان ایسی بات کو دروغ
 سمجھنے کے بعد جو کسی دل کے دیکھنے کا موجب ٹھہرے ہم سخت
 لعن و لعن کے لائق بلکہ نرا کے مستوجب ٹھہریں گے۔ ہم مسیحا بنا
 کرتے ہیں اور عالم انبیاء کو گواہ کہہ کر کہتے ہیں کہ ہمارا سینہ
 سرا سر نیکی یعنی سے ہوا ہے اور ہمیں کسی فرد بشر سے عداوت
 نہیں اور کو کوئی بدظنی کی راہ سے کسی ہی بدگوئی و بدزبانی
 کی طعن کر رہے۔ ان کا اثر سے ہمیں آزاد رکھے۔ ہم
 پھر بھی جس جتن میں دعا ہی کرتے ہیں کہ اسے خدا سے قاتل و قاتل
 اسکو سب سے خیر اور ہم اسکو اس کے پاک خیال و رنگین باطن
 میں سمجھتے ہیں کہ یہ ہم جانتے ہیں کہ ابھی اسکا ماؤہی
 ایسا ہے اور منور اسکی سبب اور نظر اسقدر ہو کہ جو حقائق بتا
 تک نہیں پہنچ سکتی۔

زاد و بظاہر پرست از حال یا آگاہ نہایت
 و در حق ما ہر چہ گوید چاہے ہیچ اگر اہ نہایت

اور باوجود اس رحمت عام کے کہ جو فطرتی طور پر خدا سے بزرگ
 و بزرگ نے ہمارا وجود میں رکھی ہے اگر کسی کی نسبت کوئی بات
 نامالیم یا کوئی پیشگوئی وحشت ناک بذریعہ الہام ہم پر ظاہر
 ہو تو وہ عالم مجبوری سے جسکو ہم غم سے بہری ہوئی طبیعت کے
 ساتھ اپنے سالہ میں تحریر کریں گے۔ چنانچہ ہم پر خود اپنی نسبت
 بعض حدی اقامت کی نسبت اپنے بعض دوستوں کی نسبت
 اور بعض اپنے فلاسفہ و فوجی بھائیوں کی نسبت کہ گویا ہم
 ہیں اور ایک دیسی امور نووارد پنجابی الاصل کی نسبت
 بعض متوحش خبریں جو کسی کے اتلا اور کسی کی سوخت و
 اعزہ اور کسی کی خود اپنی سوخت پر دلالت کرتی ہیں جو انشا
 اللہ القدر بعد تصدیق کبھی جائیگی مختاب اللہ منکشف ہوئی
 ہیں اور ہر ایک کے لئے ہم دعا کرتے ہیں کہ یہ ہم جانتے
 ہیں کہ اگر تقدیر معنی ہو تو وہ عاؤن سے بفضلہ تعالیٰ مل سکتی
 ہے اسی لئے رجوع کرنیوالی معیتوں کے وقت مقبولی کی
 طرف رجوع کرتے ہیں اور شوقیوں اور پیرایہوں کے ساتھ جانے
 ہیں۔ با انیہہ اگر کسی صاحب پر کوئی ایسی پیش گوئی شاق
 گذرے تو وہ مجاز ہیں کہ یکم ایچ شکستہ لم سے یا اسلخ
 سے جو کسی اخبار میں پہلی ذمہ یہ مضمون شایع ہو ٹھیک
 ٹھیک وہ منہ کے اندر اپنے منطقی طور سے مجاہد کہ طالع
 دین تا وہ پیشگوئی کیے طور سے وہ دتے ہیں اندراج سالہ
 سے علیحدہ رکھی جاوے اور موجب ولا زاری سمجھ کر کسی
 کو اس پر مطلع نہ کیا جاوے اور کسی کو اس کے وقت ظہور سے خبر
 نہ دی جائے۔

اُن پر سہ قسم کی پیشگوئیوں میں سے جو انشاء اللہ سالہا میں
 پہلے تمام درج ہونگی پہلی پیشگوئی جو خود اس احقر نے تخلیق
 ہے آج ۲۰ فروری ۱۳۷۷ء میں جو مطابق پندرہ جمادی الاول
 ہے برعکس ایسا جزو اختصار کلمات الہامیہ نہونہ کے طور پر
 کہی جاتی ہے اور مفصل رسالہ میں مندرج ہوگی انشاء اللہ
پہلی پیشگوئی الہام اللہ تعالیٰ والی علامہ عزوجل خدا
 رحیم و کریم بزرگ و بزرگ نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے برحق
 و عزائمہ مجاہد اپنے الہام سرخ طرب کر کے فرمایا کہ میں تجھے
 ایک جہت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تونے مجھ
 سے مانگا سو میں نے تیری نعمات کو شکر ادا تیری دعاؤں
 کو اپنی رحمت سے بپایہ توبت جگہ دی اور تیرے سفر کو رجو
 ہر خیال پر اور لدہایہ کا سفر ہے تیرے لئے مبارک کر دیا
 سو قدرت اور رحمت اور قرب کا نشان تجھے دیا جاتا ہے فضل
 اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید
 تجھے ملتی ہے۔ اے مغرور تجھ پر سلام خدا نے یہ کہا تا وہ جو
 زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور
 وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تادین اسلام
 کا شرف اور کام اللہ کا تزیہ لوگوں پر ظاہر ہوا خدا حق ہی
 تمام برکتوں کے ساتھ آجاسے اور باطل اپنی تمام کوتاہیوں
 کے ساتھ بھاگ جاسے اور تا لوگ کھجین کہ میں تادینوں
 جو چاہتا ہوں کرنا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے
 ہوں اور تا نہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لائے اور خدا
 اور خدا کے دین و اس کی کتاب و اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو

انکار اور تکذیب کی گنجائش سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ہے اور
 جو رسولی راہ ظاہر ہوگا سو غیبی بشارت ہو کہ ایک وحید اور
 پاک لوگ تجھے دیا جائیگا۔ ایک ذکی فہم اور کمال تجھے دیگا
 اور کاتیب سے ہی تم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک
 لوگ تہا را مہمان آتا ہوں اسکا نام **عظیم بیل** اور شیریں ہوسکو
 مقدس روح دی گئی ہے اور وہ جس سے پاک ہے۔ وہ ذرا کٹ ہے
 مبارک وہ جو سالانہ سے آتا ہوں اس کے ساتھ فضل ہر دم اسکے لئے
 کے ساتھ آئیگا وہ صاحب شکوہ اور غفلت اور دولت ہر گاہ
 وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے سچی نفس اور روح الحق کی برکت
 سے بہتوں کو پیاریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمہ اللہ ہے
 کیونکہ خدا کی رحمت و غیور نے اُسے اپنے کلمہ تجوید سے سمجھا ہے
 وہ سخت زمین و زمین ہوگا اور دل کا حلیم اور معلوم ظاہر ہی و
 باطنی سے پڑ گیا جائیگا اور وہ زمین کو چار کر نیوالا ہوگا اسکے
 منے سمجھ میں نہیں آئے، وہ شنبہ ہے مبارک وہ شنبہ۔ فرزند
 ولید گرامی رحمت و ظہار اول و آخر مغرور الحق و اعلا کا لقب
 نزل من السماء جسکا نزول بہت مبارک اور جلال الہی ہے ظہور کا
 موجب ہوگا۔ نہ آتا ہوں نہ مرکب خدا نے اپنی رضا اللہی کے قطر
 سے مسح کیا ہم ہمیں اپنی صوبہ دالین گئے اور خدا کا سایہ
 اُس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد بڑھ جائیگا اور اسیروں کی رہائی
 کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں کی شہرت پائیگا اور زمین
 اُس سے برکت پائیگی جلد اپنے نفع آسمانی کی طرف اُٹھایا
 جائیگا و کاف اہل اقصیا۔

پھر خدا سے کریم جلد تونے مجھے بشارت دیکر کہا کہ تیرا ہر برکت

غالب رہے جیسے جو ماسدون اور جانوں کا گروہ ہے خدا انھیں
 نہیں پہنچا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علیٰ صلیٰ خاص
 اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ تو مجھے ایسا ہی جیسے انبیاء بنی اسرائیل
 یعنی ظلی طور پر ان سے شاہدیت رکھتا ہے، تو مجھے ایسا ہے
 جیسی میری توحید۔ تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں اور وہ وقت
 آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہ ہوں اور ایموں کے دشمن
 تیری رحمت و ایسا گمان تک کہ وہ میرے کپڑوں کے برکت
 ڈھونڈیں گے۔ اے سنگد اور حق کے مخالفو اگر تم میرے بندہ
 کی نسبت شکستیں ہو اگر تمہیں اس فضل و احسان کے کچھ اٹھا
 ہے جو مجھے اپنے بندہ پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم
 بھی اپنی نسبت کوئی تپا نشان پیش کرو اگر تم مجھے بھلاؤ اگر
 تم پیش نہ کر سکو اور یا وہ کہہ کر پیش کر سکو گے تو اس تک
 سے دور کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور مد سے بڑھنے والوں
 کے لئے تیار ہے۔ فقط

ملکھا علیہ السلام علی کمال ہی جو کرا پئے جی ہنوع سے بکرتا مل گیا ہنوع
 علیہ السلام سے شفا بہت پیدا کرے ہی کا من و نال کی معیت
 اور ملت نا ہی جیسے کے سورہ نافر میں دعا کرے کی
 ہم لوگ میں ہی کسی انسان کی خلوت میں تھا خا پاجا
 ہوا اسی بچہ سدا کی کو لانی اولاد کو نام بطور نقول
 عیسیٰ داؤد موسیٰ محبوب محمد و غیرہ انبیاء علیہم السلام کے
 نام پر رکھتے ہیں اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان ہی افضل و
 برکات بطور ظلی انہیں ہی پیدا ہوا ہیں ختم برہ ختم

غلام احمد مولف (برائین حیدر)

پوشیار پور طویلہ شیخ مہر علی صاحب مدین

۲۰ فروری ۱۳۵۷ھ

سے ہر گنا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کر دے گا، اور خاتون
 بہادر کے جنہیں سے بعض کے اسکے بعد پائیگا تیری نفس بہت
 ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑا دے گا اور برکت دے گا مگر
 بعض انہیں سے کم عمری میں فوت بھی ہونگے اور تیری نسلِ شریک
 سے ملکوں میں پس پائیگی اور ہر ایک شاخ تیرے ہدیٰ ہوں
 کی کافی جائیگی اور دو جلد لاوہ کہ ختم ہو جائیگی۔ اگر وہ
 تو نہ کرے تو خدا ان پر جا پڑے گا نازل کرے گی یاں تک کہ
 وہ نابود ہو جائیگی انکے گھر حواؤں سے بہ جائیگی اور انکی
 دیواروں پر غصہ نازل ہوگا لیکن اگر وہ رجوع کرے تو خدا رحم
 کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں ارد گرد پھیلائیگا اور
 ایک چٹا ہوا اگر تجھ سے آباد کرے گا۔ اور ایک ٹوٹا اگر برکتوں
 بہرہ دے گا۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری ذرین
 تک سر سبز رہیگی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا قطع
 ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رہے گا، اور تیری دعوت کو دنیا
 کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اٹھا دے گا اور جی طرح
 بلاؤں تجھ پر تیرا نام صفیٰ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ
 سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں گئے ہوئے ہیں اور میرے
 ناکام رہنے کے در پہ اور میرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں
 وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور ناکامی میں رہیں گے
 لیکن خدا تجھے جلی کا سیاب کرے گا، اور تیری ساری مہرین
 تجھے دیگا۔ میں تیری خاص اور ولی جو نکاح گروہ ہی بڑا دے گا
 اور انکے نفوس احوال میں برکت دے گا اور ان میں شریک
 ہونے لگا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تباہ و زبانت

نوٹ یہ ایک پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے جو ہم حوالی سے ملے کے شہر میں شایع ہو چکی جسما حاصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ
 نے اس عاجز کے مخالف اور سنگد و ناروں کے حق میں نشان کے طور پر پیشگوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے ہر ایک

بسم الله الرحمن الرحيم

احادیث متعلقہ صفحہ ۱۸۸۶ - اشتہار ۳ فروری ۱۳۸۶ء مندرجہ آئینہ کمالا سلام

عجب نے ہی سہی در جان محمد	عجب بے لعلی سہی در جان محمد	ز ظلمتِ دلی آنکہ شود صفا	کہ گردد از مجاہدان محمد
عجب نام و آن بن ناکسان را	کہ در تابند از خان محمد	ندائیم پنج نفسے درد عالم	کہ دارد شوکت و شان محمد
خدا ز ان سینہ پیاوست صبا	کہ بہت از کینہ و ان محمد	خدا خود سوز و آن کرم دانی	کہ باشد از عدوان محمد
اگر خواہی بخت از سنی نفس	بیا در ذیل مستان محمد	اگر خواہی کرم گدیشانت	بہش از دل شان خان محمد
اگر خواہی بی عشقش باثر	محمد بہت بر جان محمد	تسک دامن ندائی خاک احمد	دلہم ہر وقت قربان محمد
بگیسو رسولی اللہ کہ بہتیم	نثار رویتان محمد	دیرین ہر گشتنم و ہر ہیزند	نثار ہم روز ایوان محمد
بکار دین نہ ترسم از جہانی	کہ دارم رنگ ایمان محمد	بسے سہل سہی از دینا پرید	بیا و حسن و احسان محمد
خدا شد در مش ہر فردہ من	کہ دیدم حسن بہان محمد	و گر آشاور انامی ندائیم	کہ خواندم در دبستان محمد
بدیگر دبرے کا سے ندائیم	کہ بہتیم گشتہ آن محمد	مراں گوشہ جیشی بیاید	نخو ہم جز گلستان محمد
دلی زارم بہ پہلو تم جوئید	کہ بہتیش بر امان محمد	من آن خوش مرغ از مرغان محمد	کہ دارد جا بہ بہستان محمد
تو جان ماسور کردی از عشق	خداست جانم اسے جان محمد	و در یغاکرو ہم صد جان درین	نباشد نیز شایان محمد
چہ بہت ہدای و نواہن جوان	کہ ناید کس بعد ان محمد	الا اسے دشمن نادان ویراہ	ہترس از تیغ ہر آن محمد
رہ سولی کہ گم کردند مردم	بجوہر آل و احوال محمد	الا اسے سکھ از شان محمد	ہم از نور مہنایان محمد
	کہ امت گرجہ بی نام و نشان	بیا ہنگر ز غلمان محمد	



لیکھرام شپوری کی نسبت ایک تشکیبی

واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۳ فروری ۱۳۸۶ء میں جو اس کتاب

کے ساتھ شامل کیا گیا تھا اندر سن مراد آبادی اور لیکھرام پشاور کی کو اس بات کی دعوت کی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو انکی قضا و قدر کی نسبت بعض پیشگویان شایع کیا بیٹن سو اس اشتہار کے بعد اندر سن نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارٹر اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شایع کرو میری طرف سے اجازت ہے سو اسکی نسبت جب توجہ کی گئی تو اہل جہان کی طرف سے یہ الہام ہوا۔

عجل جلد خوار۔ لہ نصیب و عذاب

یعنی یہ صرف ایک بیجان گو سالہ ہے جسکے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اسکے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اسکو مل رہیگا۔ اور اسکے بعد راج جو ۳۰ فروری ۱۹۳۵ء کو روزِ دو شنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجہد پر ظاہر کیا کہ آجکی تاریخ سے جو بیس فروری ۱۹۳۵ء ہے چہ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائیگا سو اب میں اس پیشگوئی کو شایع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چہ برس کے عرصہ

میں آجکی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل ہوا جو معمولی تکلیفوں سے مراد لاؤ
خارق عادت اور اپنے اندر الہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے
نصیحتیں اور نہ اسکی روح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب
نکلا تو ہر ایک سزا کے جھگٹنے کے لئے میں طیار رہوں اور اس بات پر راضی
ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے اور باوجود میرے اس
اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود
تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے زیادہ اس سے کیا لکھوں واضح ہے
کہ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیان کی
ہیں جنکے تصور سے بھی بدن کا نپٹا ہے اسکی کتابیں عجیب طور کی تحقیر اور
توہین اور دشنام دہی سے بھری ہوئی ہیں کون مسلمان ہے جو ان کتابوں کو سننے
اور اسکا دل اور جگر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو باہیں بہہ شوخی و خیرگی یہ شخص سخت جاہل
ہے عربی سے ذرہ سا نصیحت بلکہ دقیق اردو لکھنے کا بھی مادہ نہیں اور یہ
پیشگوئی اتفاقی نصیحتیں بلکہ اس عاجز نے خاص اسی مطلب کے لئے دعا کی جبکا
یہ جواب ملا اور یہ پیشگوئی مسلمانوں کے لئے بھی نشان ہے کاش وہ حقیقت
کو سمجھتے اور انکے دل نرم ہوتے اب میں اسی خدا عزوجل کے نام پر ختم کرتا
ہوں جسکے نام سے شروع کیا تھا۔ و الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ
محمد المصطفیٰ افضل الوسل وخیر المرسلین سیدنا و سید کل ما
فی الارض والسماء۔ خاکسار مرزا غلام محمد از قادیان علیہ السلام

(۲۰ فروری ۱۹۳۳ء)

لو اب آریوں کو پائے کہ سب لکھ دیا کریں کہ یہ عذاب انکے اس دیکر سے نکل جائے۔

اشھار کتاب انبیاء کما لاق اسلام

یا ایہا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ فیصرکم

اسے ایمان دار و اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔

اے عزیزانِ مروتین ان کا سہی کہ بعد از ہدایت نشو و انسان را

داخل ہو کہ یہ کتاب جبکہ نام نامی عنوان میں درج ہے ان دنوں میں اس عاجز نے اس غرض سے لکھی ہے کہ دنیا کے لوگوں کو قرآن کریم کے کمالات معلوم ہوں اور اسلام کی اعلیٰ تعلیم سے انکو مطلع علی۔ اور میں اس بات سے شرمندہ ہوں کہ میں نے یہ کہا کہ میں نے اسکو لکھا ہے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اول سے آخر تک اسے لکھنے میں آپ مجاہد کو عجیب عجیب مردین و دی بین اور وہ عجیب لطائف و نکات اس میں بہرے ہیں کہ جو انسان کی معمولی طاقتوں سے بہت بڑھ کر ہیں میں جانتا ہوں کہ اس نے یہ اپنا ایک نشان دکھایا ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ کیوں کہ اسلام کی غربت کے زمانہ میں اپنی خاص تائیدوں کے ساتھ اسکی حمایت کرتا ہے اور کیونکہ ایک عاجز انسان کے دل پر تجلی کر کے لاکھوں آدمیوں کے منصوبوں کو خاک میں ملاتا اور انکے حلوں کو پاش پاش کر کے دکھاتا دیتا ہے۔ عجیب یہ بڑی خواہش ہے کہ مسلمانوں کی اولاد اور اسلام کے شرفاء کی ذریت، جسکے سامنے نئے علوم کی بغیر دشمن دن بدن بڑھتی جاتی ہیں اس کتاب کو دیکھیں۔ اگر عجیب وسعت ہوتی تو میں تمام جلدوں کو مفت لکھ دیتا۔ عزیزانِ مروتین یہ کتاب تدریجاً تکمیل کا ایک نمونہ ہے اور انسان کی معمولی کوششیں خود بخود اسقدر زور و فیرہ معارف کا پیدا نہیں کر سکتیں۔ اسکی ضخامت چہ نہ وصف کے قریب ہے اور کاغذ عمدہ اور کتاب خوش خط اور قیمت دور و پہ اور محصول علاوہ ہے اور یہ صرف ایک حصہ ہے اور دوسرا حصہ الگ طبع ہو گا اور قیمت اسکی الگ ہوگی۔ اور اس میں علاوہ حقائق و معارف قرآنی اور لطائف کتاب رب عزیز کے ایک وافر حصہ ان پیشگوئیوں کا بھی موجود ہے جسکو اول مسراج منہرین شایع کرنے کا ارادہ تھا۔ اور میں اس بات پر راضی ہوں کہ اگر خریداران کتاب میری اس تعریف کو خلاف واقعہ پادین تو کتاب مجھے واپس کر دیں میں بلا توقف انکی قیمت واپس بھیج دوں گا لیکن یہ شرط ضروری ہے کہ کتاب کو دو چھپنے کے اندر واپس کریں اور دست مالیدہ اور داغی نہ ہو۔

انہر میں یہ بات بھی لکھنا چاہتا ہوں کہ اس کتاب کی تحریر کے وقت دو دو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مجھ کو ہوئی اور آپ نے اس کتاب کی تالیف پر بہت مستظہر ظاہر کی اور ایک رات یہ بھی دیکھا کہ ایک فرشتہ بلند آواز سے لوگوں کے دنوں کو اس کتاب کی طرف بلاتا ہے اور کہتا ہے ہذا کتاب مبارک فقوہا فلا جلال والا کرام یعنی یہ کتاب مبارک ہے اسکی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اب گندارش دعا یہ ہے کہ جو صاحب اس کتاب کو خریدنا چاہیں وہ بلا توقف مصمم ارادہ سے اطلاع بخشیں تاکہ کتاب بذریعہ ویلیو بی ایل انکی خدمت میں

فاسک ریحانہ اشھار کتاب انبیاء کما لاق اسلام - فاسک ریحانہ اشھار کتاب انبیاء کما لاق اسلام

شیخ مہر علی حسنا ریس ہوشیار پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

تاویل مرد خدا نامہ بدرد، بیج قومی را خدا رسوا نکرد
(کھلان الانسان لیطغی ان مراہ استغنی)

انسان با وجود سخت ناچیز اور مُشت خاک ہونیکے پہر اپنی عاجزی کو کسی جلد بول جاتا ہے ایک ذرہ
ور دفر و ہونے اور آرام کی کڑوٹ بدلنے سے اپنی فروتنی کا لہجہ فی الفور بدل لیتا ہے پنجاب کے قریب تمام آدمی
شیخ مہر علی صاحب ریس ہوشیار پور سے واقف ہو گئے اور میرے خیال میں ہے کہ جس ایک جیالازام میں اپنے
بعض پنہانی تصور دن کی وجہ سے جکڑ خداتعالی جانتا ہوگا وہ پہنچ گئے تھے وہ قصبہ ہمارے ملک کے بچوں اور عورتوں کو
ہی معلوم ہوگا۔ سو اس وقت ہمیں اس نسخہ شدہ قصبہ سے نوکچہ مطلب نہیں صرف اس بات کا ظاہر کرنا مطلوب ہے
کہ اس قصبہ سے تھمنا چہ پلہ پہلے اس عاجز کو بذریعہ ایک خواب کے جلا یا گیا تھا کہ شیخ صاحب کے جاے نشت فرش کو آگ
لگی ہوئی ہے اور اس آگ کو اس عاجز نے بار بار پانی ڈال کر بجھایا ہے سو اسی وقت میرے دل میں خداتعالی کی طرف
سے یقین کامل یہ تعبیر والی گئی کہ شیخ صاحب پر اودا کی طرف پر سخت معیبت آگئی اور میرا پانی ڈالنا یہ ہوگا کہ آخر میری
ہی دُعا سے نہ کسی اور وجہ سے وہ بلا دور کیا گئی اور میں نے اس خواب کے بعد شیخ صاحب کو بذریعہ ایک مفصل خط
کے اپنے خواب کے اطلاع دی اور توبہ اور استغفار کی طرف توجہ دلائی مگر اس خط کا جواب ہموں نے کچھ نہ لکھا آخر قریباً
چہ ماہ گزرنے پر ایسا ہی ہوا اور میں انبالہ جہاں میں تھا کہ ایک شخص محمد بخش نام شیخ صاحب کے فرزند جان محمد کی طرف
سے میرے پاس پہنچا اور بیان کیا کہ ظان مقدر میں شیخ صاحب حوالات میں ہو گئے ہیں اُس شخص سے اپنے خط کا

حال دریافت کیا جس میں چہ ماہ پہلے اس ہلاکی اطلاع دی گئی تھی تو اس وقت محمد بخش نے اس خط کے پھینچنے سے لاعلمی ظاہر کی لیکن آخر شیخ صاحب نے رائی کے بعد کئی دفعہ اقرار کیا کہ وہ خط ایک صندوق میں سے مل گیا ہے شیخ صاحب تو حالات میں ہوشکے تھے لیکن انکے بیٹے جان محمد کی طرف سے شاید محمد بخش کے خط سے جو ایک شخص انکے لحاظ داروں میں سے ہے کئی خط اس عاجز کے نام دعا کے لئے آئے اور امتداجل شانہ عاتق ہے کہ کئی راتیں نہایت مجاہد سے دعا لکھیں کی گئیں اور اوائل میں صورت قضا و قدر کی نہایت پیچیدہ اور مبہم معلوم ہوتی تھی لیکن آخر خدا تعالیٰ نے دعا قبول کی اور انکے بارے میں رہا ہونے کی بشارت دیدی اور اس بشارت سے انکے بیٹے کو مختصر لفظوں میں اطلاع دی گئی۔

یہ تو اصل حقیقت اور اصل واقعہ ہے لیکن پہر اسکے بعد سنا گیا کہ شیخ صاحب اس رائی کے خط سے انکار کرتے ہیں جس سے لوگ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ گویا اس عاجز نے جھوٹ بولا سو اس فتنہ کے دور کرنے کی غرض سے اس عاجز نے شیخ صاحب سے اپنا خط طلب کیا جس میں انکی بریت کی خبر دی گئی تھی مگر انہوں نے وہ خط نہ پہنچا بلکہ اپنے خط ۱۹ جون ۱۹۹۱ء میں میرے خط کا گم ہو جانا ظاہر کیا لیکن ساتھ ہی اپنے بیٹے جان محمد کی زبانی یہ لکھا کہ قطعیت بریت کا ضرورینا ہمیں یاد نہیں مگر غالباً خط کے یہ الفاظ یا اسکے قریب قریب مفصل ہو جائیگا دعا کیجاتی ہے یہ قصہ تو یہاں تک رہا اور وہ خط شیخ صاحب کا میرے پاس موجود پڑا ہے لیکن ابھی دوستوں کے خطوط اور بیانات سے معلوم ہوا کہ شیخ صاحب یہ مشہور کرتے ہیں کہ ہمیں رائی کی کوئی بھی اطلاع نہیں دی تھی۔ اور نہ صرف اسی قدر بلکہ اس عاجز پر ایک اور طوفان باندھے ہیں اور وہ یہ کہ گویا یہ عاجز یہ تو جانتا تھا کہ میں نے کوئی خط نہیں لکھا مگر شیخ صاحب کو جھوٹ بولنے کے لئے تحریک دیکر بطور بیان دروغ اُن سے یہ لکھوانا چاہا کہ اس عاجز نے رائی کی خبر سے دی تھی گویا اس عاجز نے کسی خط میں شیخ صاحب کی خدمت میں یہ لکھا ہے کہ اگرچہ یہ بات صحیح اور واقعی تو نہیں کہ میں نے رائی کی اطلاع قبل از وقت بطور پیشگوئی دی ہو مگر میری خاطر اور میرے لحاظ سے تم ایسا ہی لکھو و قدامیری کو امتداج

میں اس عاجز کا لفظ نہیں ہے کہ دعا کیجاتی ہے۔ بلکہ یہ تھا کہ دعا میری گئی اور آخر فقرہ میں بریت اور فضل الہی کی بشارت دی گئی تھی۔ وہ الفاظ اگرچہ مجھ کے تھے مگر اصل دول تھی۔ خدا تعالیٰ کسی کا محتاج اور خداوند مگر لوگوں کی طرح نہیں اسکی بشارت میں اکثر اشارات ہی ہوتے ہیں۔ اسکا خداوند۔ مگر ان لوگوں کے ہزارہ فقرے زیادہ معجز ہے۔ مگر نادان اور شکیر و نثار وہ یہ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہی فرمان برداروں کی طرف

- خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے تو صرف اپنے غلطیوں کی تصدیق کر لی جا رہی تھی۔ اگر میں

خدا تو جو کہ کبریا سے دعا کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جو یہ کہہ دیا

آج رات میں نے جو ۴ فروری سلسلہ کلام کی رات تھی شیخ صاحب کی ہاٹن سے سخت دروغہ ہو کر آسانی فیصلہ کے لئے وصال کی - خواب میں مجھ کو دکھایا گیا کہ ایک دوکاندار کی طرف میں نے کسی قدر قیمت پہنچی تھی کہ وہ ایک ٹکڑہ اور خوشبودار چیز بیچ دے اُس نے قیمت رکھ کر ایک بدبودار چیز بھیج دی وہ چیز دیکھ کر مجھے غصہ آیا اور میں نے کہا کہ جاؤ دوکاندار کو کہو کہ وہی چیز دے ورنہ میں اس دغا کی اسپر نازل کروں گا اور پھر عدالت سے کرے کہ چھ ماہ کی اُسکو سزا ملیگی اور اسید تو زیادہ کی ہے تب دوکاندار نے شاید یہ کہلا بھیجا کہ یہ

✽ مناسب کرنا مقرر ان خیر خواہوں کے نام سے غلواد فیج صاحبہ لکیر پڑھیں۔ میرے کسی غلواد پرگزیرے سہ ماہیہ میں کرکے
 ہوا جبکہ کوئی بات خلاف واقعہ نہ کہیں۔ بلکہ ان کو اپنے خط سبیل کے مسخوں سے اطلاع دی گئی تھی اور امید تھی کہ یاد دلانے سے وہ مسخوں
 پر نہیں یاد آجائیں۔ اس بنا پر اُن سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ اگر اسے غلواد ہے، اور اس کی نام آپ سے تصدیق چاہتے ہیں۔ مگر ان سے کہہ

سیر اکلم نہیں یا میرا اختیار نہیں اور ساتھ ہی یہ کہا بھیجا کہ ایک سودا کی پرتا ہے اسکا اثر میرے دل پر پڑ گیا اور میں بھول گیا اور اب وہی چیز دینے کو تیار ہوں اسکی میں نے یہ تعبیر کی کہ شیخ صاحب پر یہ ذہانت آنے والی ہے اور انجام کار وہ تادم ہونگے اور ابھی کسی دوسرے آدمی کا اُنکے دل پر اثر ہے۔ پھر میں نے تو یہ کہی تو مجھے یہ ابہام ہوا

اننا نرى قلب وجهك في السماء
نقلب في السماء ما قلبت في الارض لانا معك
نرفعك درجات

یہ شعر ہم آسمان پر دیکھ رہے ہیں کہ تیرا دل میری علی کی خیر خواہی سے بدو عالم طرف پر گیا سو ہم بات کو اسی طرح آسمان پر پیر دینگے جس طرح تو زمین پر پیر لگا ہم تیرے ساتھ میں تیرے دجا بڑا لینگے۔ لہذا یہ اعتبار شیخ صاحب کی خدمت میں رحیمی کرنا کہ پتہ ہوں کہ اگر وہ ایک نعت کے عرصہ میں اپنے خلاف واقعہ لفظ انداز سے معافی چاہنے کی غرض سے ایک خط لے نہت چپو لینگے نہ یہ جہدین تو پرتا آسمان پر میرا اور اُنکا مقدمہ ہوگا اور میں اپنی دعاؤں کو جو اُنکی غرا و جالی عزت اور آرام کے لیے کئے تھے ان میں واپس لے لوں گا یہ مجھے اللہ جل شانہ کی طرف سے تبصریح بشارت مل گئی ہے پس اگر شیخ صاحب اپنے اپنے اخوان کی نسبت میری عزت و معافی کا مضمون شایع نہ کرایا تو پھر میرے صدف اور راستی کی یہ نشانی ہے کہ میری بددعا کا اثر اُن پر ظاہر ہو گیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو وعدہ دیا ابھی میں اسکی کوئی تاریخ بیان نہیں کر سکتا کیونکہ ابھی تک خدا تعالیٰ نے کوئی تاریخ میرے پر کھولی نہیں اور اگر میری بددعا کا کچھ بھی اثر نہ ہوا تو بلاشبہ میں اسی طرح کا ذب اور منفی ہوں جو شیخ صاحب نے مجھ کو سمجھ لیا میں اللہ جل شانہ کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ میں نے مصیبت سے پہلے ہی شیخ صاحب کو خبر دی تھی اور مصیبت کے بعد ہی اور اگر میں جو شہا ہوں تو شیخ صاحب میری بددعا صاف چج جائینگے اور یہی میرے کا ذب ہو گیا کافی فحاشی ہوگی اگر یہ بات صرف میری ذات تک محدود ہوتی تو میں مجبور نہ لیکن اسکا دین پر اثر ہو اور عوام غفلت پھیلنے پر اسلئے میں نے محض حمایت دین کی غرض سے بددعا کی اور خدا تعالیٰ نے میری عافیت فرمائی۔ دنیا داروں کی

علی بن اشیع الہدی۔ رقم خاکسرخ لہام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ

(مطبوعہ ریاض ہند قادیان)

سچے حقائق یا انکار سوچنا

۱۳۰۰ھ

۱۳۰۰ھ

نہایت کا کچھ اور بغیر ان کے کہ کیا ہوگا ہے نفس پر ہر دوسرے کے

میں دوسری بے کوشی صاحب کی غفلت پر میری قہر سے ہوئی تو جیسا کہ میں نے آگے کیا اس کے علاوہ اگر میں اس سے دوسری میں مساوی نہیں ہوں تو میری ذات کا ہر ہو جائے گا۔ واسطہ